دستور العمل صیغۂ مال

یعنی

"پنجاب لینڈ ایڈمنسٹریشن مینوئل"

مؤلفہ

سر جیمز میک ڈوی صاحب بہادر

کے۔سی۔ایس۔آئی۔سی۔ایس

(طبع ثانی ۱۹۳۱ء)

جس کے ترجمہ کی نظر ثانی و تکمیل بحکم صاحبان فنانشل کمشنر بہادر

۱۹۳۳ء میں

عبدالمجید خاں بی۔اے۔ایل ایل بی۔اسسٹنٹ دفتر صاحبان مذکور نے کی

مطبوعہ فیروز پرنٹنگ ورکس ۱۱۹ سرکلر روڈ لاہور باہتمام ایم۔عبدالحمید خاں مینیجر چھپا

قیمت ... ... دو روپیہ

دیباچہ طبع ثانی

۱۔ یہ دستور العمل سنہ ۱۹۰۸ء میں سر جیمز ڈوئی بالقابہ نے حسب الحکم گورنمنٹ پنجاب پہلی دفعہ تالیف فرمایا۔ گو ایسے امور میں جو بطور اظہار رائے درج کئے گئے مستند قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔ مگر چونکہ بعد ملاحظہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر و بمنظوری گورنمنٹ جاری کیا گیا تھا۔ اس لئے افسران مال کی رہنمائی کا مدعا پورا کرنے کے لئے کافی تھا۔ دستور العمل میں بہت ایسے امور شامل تھے۔ جو پرانے سرکلر مال یا پرانے قواعد مال میں درج تھے۔

۲۔ پرانے سرکلر مال کی ہدایات و پرانے قواعد مال کی جگہ اب سٹینڈنگ آرڈرز مجریہ صاحبان فنانشل کمشنرز و قواعد زیر ایکٹ برائے انتظام اراضیات ملک پنجاب نے لے لی ہے۔ لہٰذا جملہ حوالہ جات کی موجودہ احکام کے ساتھ تطبیق کی گئی ہے۔

۳۔ موقع کا فائدہ اٹھا کر وہ مختلف تبدیلیاں جو اصلاحات کے نفاذ کی وجہ سے عمل میں آئی ہیں۔ دستور العمل ہذا میں داخل کی گئی ہیں۔ لہٰذا بعض مقامات میں نئے مضامین ایزاد کئے گئے ہیں۔ اور بعض جگہ چند فقرات دوبارہ لکھے گئے یا بالکل حذف کر دیئے گئے ہیں۔

۴۔ فقرات کے نمبر وہی رکھے گئے ہیں۔ جو طبع اول میں تھے۔ اور جو نئے فقرات ایزاد کئے گئے ہیں۔ انہیں اصل فقرہ کے نمبر کے بعد حروف الف۔ ب۔ ج یا (۱)۔ (۲) اور (۳) سے ممیز کیا گیا ہے۔

۵۔ ضمیمہ اول بالکل حذف کر دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں مندرجہ مضامین اب قواعد زیر ایکٹ ہائے اراضیات۔ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۴۶ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر اور عدالت عالیہ ہائیکورٹ کے قواعد و احکام کی جلد اول۔ فصلہا ئے ۱۲۔ ایم۔ اور ۱۲۔ این میں ملیں گے۔

پرچہ تصحیح نمبر ۶ مورخہ ۲۵۔ نومبر ۱۹۳۲ء کا عمل درآمد کیا گیا

۶۔ دستور العمل کی نظر ثانی ایسی مکمل نہیں ہو سکی۔ جیسی کہ مالی مشکلات اور قابل افسران کی کمی کا عذر نہ ہونے کی صورت میں ممکن تھی۔ بلحاظ وسعت مدعا یہ دستور العمل صرف تاریخی یا حکمت عملی کے عام مسائل تک محدود ہے۔ اور مفصل ہدایات سٹینڈنگ آرڈرز کے لئے وقف کی گئی ہیں۔ لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس امتیاز کو بالکل یکساں طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس لئے افسران مال کو لازم ہے۔ کہ کسی خاص مضمون پر جملہ ہدایات یقینی طور پر معلوم کرنے کی غرض سے وہ دستور العمل ہذا اور سٹینڈنگ آرڈرز ہر دو کی طرف رجوع کریں۔

جدول مضامین

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
	پہلی فصل ۔ تمہیدی	
١	مالیہ اراضی کوئی محصول نہیں ہے ۔ بلکہ بمنزلہ لگان واجب الادائے گورنمنٹ ہے	١
٢	صاحب کلکٹر بحیثیت مہتمم اراضی	٢
٣	موضوع کتاب	٣
	حصہ اوّل ۔ مالکان اراضی مزارعان و مفوّض الیہم	
	دوسری فصل ۔ مالکان اراضی و مزارعان	
۴	دیہاتی جماعتیں	۵
۵	پنجاب کاشتکار مالکوں کا ملک ہے ۔	〃
٦	بوجہ تقسیم کھاتہ جات و بیدخلی منجانب ساہوکاران جماعت کاشتکاران کا معرض خطر میں ہونا ۔	٦
۷	مضمون زیر بحث پر اختلافِ رائے	〃
٨	تدابیر استحکام جماعت دیہہ کے متعلق ابتدائی منتظمان کیطرف سے معذرت	۷
٩	اسباب کثرتِ انتقالات	〃
١٠	کثرتِ انتقالات مفید یا کم از کم لازمی تصوّر ہوئے ۔	٨
١١	آزادیٔ انتقال کے مخالف رائے ۔	〃
١٢	وجوہات تبدّل آرائے	〃
١٣	عدالت ہائے دیوانی کا محدود ملکیت کے اصول کو تسلیم کرنا	٩
١۴	اعتبار اور ساکھ کے محدود کرنے کی ضرورت ایکٹ انتقال اراضی کی اصلی بنیاد تھی	〃
١۵	اقسام تدابیر جو مالکان کے بچاؤ کے لئے مختلف اوقات پر عمل میں لائی گئیں	〃

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۱۶	نوعیت حق شفع	۹
۱۷	ابتدائی احکام مندرجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی پنجاب وغیرہ	۱۰
۱۸	اندراجات واجب العرض دیہہ	۱۱
۱۹	حقوق عدالت ہائے دیوانی نے محدود کئے	″
۲۰	احکام ایکٹ قوانین پنجاب نمبر ۴ سنہ ۱۸۷۲ء	″
۲۱	رواج حق شفع کی تعبیر	۱۳
۲۲	پنجاب ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۵ء	″
۲۲-الف	ایکٹ حق شفع پنجاب نمبر ۱ مصدرہ سنہ ۱۹۱۳ء	۱۵
۲۳	نسبت انتقالات بحق اجنبی اشخاص ابتداءً صاحب کمشنر کی منظوری مطلوب ہوتی تھی	۱۷
۲۴	وسیع تغیر جو ایکٹ انتقال اراضی پنجاب کے نفاذ کی وجہ سے ہوا۔	″
۲۵	موضوع ایکٹ	۱۸
۲۶	رہن بالقبض و آڑ رہن	″
۲۷	"اشخاص اقوام زراعت پیشہ" و "اشخاص زراعت پیشہ"	۱۹
۲۸	مفہوم اصطلاح "افراد اقوام زراعت پیشہ"	″
۲۹	"اشخاص زراعت پیشہ" کے معنی	″
۳۰	منسوخ کیا گیا۔	۲۰
۳۱	قیود نسبت بیع	″
۳۲	ہر ایک ضلع میں تمام زراعت پیشہ اقوام کا ایک ہی گروہ ہے۔	″
۳۳ ۳۴	منسوخ کیا گیا	″
۳۵	منظوری بیع کا حکم حقوق وارثان بازگشت پر مؤثر نہیں ہوگا۔	″
۳۶	تبادلہ۔ ہبہ اور وصیت	۲۱
۳۷	منظوری بیع دینے یا نہ دینے کے متعلق ہدایات	″
۳۸	معاہدہ ہائے رہن مشروط یہ بیع بالوفا کی ممانعت	۲۳
۳۹	دیگر قیود کی غرض	″
۴۰	میعاد مقررہ کے لئے اصل و سود کی بے باقی	″
۴۱	بحفظ حقوق قبضہ راہن رہن بالقبض غیر محدود میعاد کے لئے	۲۴

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۴۲	آڑھ رہن	۲۴
۴۳	شرائط جو رہن ہائے قانونی میں درج ہو سکتی ہیں	۲۵
۴۴	ترمیم شرائط رہن ہائے ناجائز	″
۴۵	ضابطہ دربارہ ایسے مقدمات کے جو غیر مجاز رہنوں کی بنا پر دائر ہوں	۲۶
۴۶	حقوق انفکاک رہن غیر محدود ہیں	″
۴۷	یہ سوال کہ آیا رہن ہائے قانونی رائج ہونگے	″
۴۸	پٹہ جات	″
۴۹	پٹہ جات و رہن ہائے کی توسیع میعاد پر قیود	۲۶-۲۷
۵۰	رہن پیداوار پر قیود	۲۷
۵۱	نیلام بعلت اجرائے ڈگری	″
۵۱-الف	عارضی انتقالات بعلت اجرائے ڈگری	۲۸
۵۲	کاشتکاران کے حق میں دیگر رعائتیں	۲۹
۵۳	صاحبان زمین اور مزارعان تابع مرضی کے باہمی تعلقات کی نسبت احکام ایکٹ دخل رعیتانہ	۳۰
۵۴	تناسب اراضی زیر کاشت مزارعان تابعمرضی	″
۵۵	پیداوار پر صاحب زمین کا حق فائق	۳۰-۳۱
۵۶	فرائض و حقوق صاحبان زمین و مزارعان دربارہ پیداوار	۳۱
۵۷	بٹائی معرفت ثالث جسے تحصیلدار نے نامزد کیا ہو	″
۵۸	ادائیگی لگان معرفت تحصیل	۳۲
۵۹	ترک کاشت کی اطلاع	″
۶۰	اطلاع نامہ بنام مزارعہ تابعمرضی	۳۳
۶۱	مضمون اطلاعنامہ	″
۶۲	حکم بے دخلی	۳۴
۶۳	فصل استادہ کی بابت رعایت	″
۶۴	مزارعان دخیلکار کی اور ایسے مزارعان کی بے دخلی جن کا قبضہ میعاد مقررہ کے لئے ہو	۳۵
۶۵	حکم بے دخلی مزارعہ دخیلکار جو ایفائے ڈگری لگان میں غفلت کرے	″

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۶۶	چارہ جوئی منجانب مزارعہ جو حصول معاوضہ واجب الاداے سے پہلے بیدخل کیا گیا ہو۔	۳۷
۶۷	وجوہات دعوی بیدخلی و نالش بازیافت قبضہ	"
۶۸	اندراج مثل حقیت یا اقرار نامہ جن کی بناء پر صاحب زمین کو زائد اختیارات بیدخلی عطا کئے گئے ہوں ناجائز ہوگا	"
۶۹	پٹہ جات تشخیص جدید پر بھی قائم رہینگے۔	"
۷۰	ترقیات	۳۸
۷۱	ترقیات منجانب صاحبان زمین	"
۷۲	ترقیات منجانب مزارعان تابعمرضی	۳۹
۷۳	معاوضہ خلل اندازی قبضہ	"
۷۴	ترقیات منجانب مزارعان دخیلکار	۴۰
۷۵	احکام ایکٹ دخل رعیتانہ دربارہ ترقیات منجانب مزارعان	"
۷۶	تاوقتیکہ مزارعہ کو رقم معاوضہ وصول نہ ہوجاے۔ بیدخلی یا اضافہ لگان نہیں ہوسکتا	۴۱
۷۷	تشخیص معاوضہ	"
۷۸	ادائیگی معاوضہ بذریعہ عطاے پٹہ یا بہ تخفیف شرح بٹائی	۴۲

تیسری فصل تفویضگی ہاے معاملہ زمین

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۷۹	تفویضگی ہاے معاملہ زمین کی اہمیت پنجاب میں	۴۳
۸۰	دلیسی حکومتوں کے زمانہ میں تفویضگی ہاے	۴۴
۸۱	مختلف علاقوں کے لحاظ سے مضمون پر جداگانہ بحث ہونی چاہئے	"
۸۲	سکھوں کی عملداری میں تفویضگی ہاے	۴۵
۸۳	سکھوں کے عہد میں حقیت غیر محفوظ تھی	۴۶
۸۴	سکھوں کے عہد میں مفوض الیہ کی حیثیت	"
۸۵	ان اضلاع میں تفویضگی ہاے جو ۱۸۴۶ء میں زیر تسلط آئے	۴۷
۸۶	احکام مجریہ لارڈ ہارڈنج	"
۸۷	بیاس اور ستلج کے درمیانی علاقہ میں جاگیرات کا تصفیہ	۴۹
۸۸	دریاے بیاس کے مغربی علاقہ میں تفویضگی ہاے کا تصفیہ	۵۰

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر فقرہ
۵۱	لارڈ ڈلہوزی کے خیالات	۸۹
۵۲	قواعد مجریہ لارڈ ڈلہوزی	۹۰
″	انتظامیہ بورڈ کی ہدایات	۹۱
۵۴	چوہدری انعامات	۹۲
″	یکھیوں کے لئے عطیات	۹۳
۵۶	تحقیقات جاگیرات	۹۴
″	محالات جاگیر میں معافیات	۹۵
″	سکھوں کے عطیات کی اقسام	۹۶
۵۷	عطیات کی مختلف اقسام کا تصفیہ	۹۷
۵۹	اختیار کردہ حکمت عملی کے معاشرتی اثرات	۹۸
۶۱	دوامی عطیات میں شرط تھی - کہ وہ اولاد نرینہ کے حق میں جاری رکھے جائیں گے۔	۹۹
″	ریاستہائے اینجانب ستلج کی حقیتوں کا تذکرہ بھی عجیب ہے	۱۰۰
۶۹	کموٹیشن بعوض خدمات فوجی	۱۰۱
″	جاگیرداران اینجانب ستلج کا امتیازی درجہ	۱۰۲
۷۰	جاگیرات اینجانب ستلج کی اقسام	۱۰۳
″	جاگیرات کلاں - پتی داری اور ذیلداری جاگیرات کا مفہوم	۱۰۴
۷۱	سرداران اینجانب ستلج کی حقیتوں کے بارہ میں ۱۸۵۱ء سے پہلے رواجی قانون وراثت کیا تھا	۱۰۵
۷۲	پہلے پتی داری جاگیرات کے قواعد کا تذکرہ ہو گا	۱۰۶
″	وراثت پتی داری جاگیرات	۱۰۷
۷۳	یہ قواعد علاقہ اینجانب ستلج کے اس حصہ پر حاوی نہیں - جو سکھوں کی پہلی لڑائی کے بعد شامل کیا گیا۔	۱۰۸
″	قواعد کا تبصرہ	۱۰۹
۷۴	خاندانی رواج کی متابعت بشرطیکہ وہ ان قواعد کے خلاف نہ ہو	۱۱۰
″	تنقیحی قواعد جو ۱۸۵۲ء میں وضع کئے گئے	۱۱۱
۷۵	ریاستہائے اینجانب ستلج کی پتی داری جاگیرات کی تحقیقات پہلے قانونی بندوبست میں۔	۱۱۲

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۱۱۳	مکرر بندوبست میں انبالہ اور کرنال کے جاگیر رجسٹروں کی نظر ثانی	۷۵
۱۱۴	قواعد متعلقہ ذیلداری جاگیرات	"
۱۱۵	مرقومہ الصدر قاعدہ دوئم کا مفہوم	۷۶
۱۱۶	بڑی جاگیرات کے ذیلداروں کو جو ۱۸۵۲ء میں موجود تھے ۔ ۱۸۴۷ء کا درجہ دیا گیا۔	۷۶،۷۷
۱۱۷	مہاراج جاگیرات واقع فیروزپور میں قواعد وراثت علیحدہ قسم کے ہیں	۷۷
۱۱۸	بڑی جاگیرات کی جانشینی کے متعلق کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں کیا گیا۔	"
۱۱۹	"بڑی جاگیر" کا مفہوم	۷۸
۱۲۰	جاگیرات کلاں کے بارہ میں ۱۸۰۹-۱۸۰۸ء کے درجہ کا کس حد تک اطلاق ہوتا ہے ۔	۷۹
۱۲۱	بہت کم نظیریں موجود ہیں	"
۱۲۲	اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ ۱۸۰۹-۱۸۰۸ء میں قابض کون تھا۔ کس تاریخ کا خیال رکھنا چاہیئے	"
۱۲۳	جاگیر کلاں کی وراثت خاندانی رواج کے تابع ہے	۸۰
۱۲۴	گذارہ بیوگان ودیگران	۸۱
۱۲۵	مانجھا کے جاٹ سکھوں اور مقامی با اثر سرداروں یا خاندانوں کی مشترکہ جاگیرات	"
۱۲۶	تحصیل تھانیسر ضلع کرنال کی چہارمی حقیتیں	۸۲
۱۲۷	خالصہ دیہات اینجانب ستلج میں معافیات	۸۳
۱۲۸	تفویضگی ہائے علاقہ دہلی کے متعلق مسٹر بارکلے کی رائے	"
۱۲۹	آئین نمبر ۳۱ و ۳۶ مصدرہ ۱۸۰۳ء	۸۴
۱۳۰	ان آئین کے مطابق تفویضگی ہائے شخصی ملکیت تصور ہوتی ہیں۔ اور بنابریں قابل انتقال ہیں	"
۱۳۱	آئینی قوانین کا علاقہ دہلی پر پوری طرح سے اطلاق نہیں ہوتا	۸۵
۱۳۲	احکام جو ۱۸۰۸ء میں صادر ہوئے۔	"
۱۳۳	وراثت دوامی عطیات	۸۶
۱۳۴	استمراری عطیات	"
۱۳۵	حصار کے سکھلمبری عطیات	"

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۱۳۶	بلوچ تمنداروں کے عطیات	۸۷
۱۳۶ الف	ضلع ڈیرہ غازیخان میں جنسی بٹائی جاگیر کا طریقہ اڑا دیا گیا۔	۸۹
۱۳۷	ڈیرہ غازیخان کی تکسور	۹۰
۱۳۸	عطیات فوجی خدمات	۹۱
۱۳۹	بنجر اراضیات کے عطیات کی بجائے جاگیرات عطا کی جائیں	۹۲
۱۳۹ الف	جاگیرات یا خاص پنشنوں کی بجائے نقد ادائیگی	۹۳
۱۳۹ ب	پنشن یافتہ ہندوستانی افسروں کو پنشن کی بجائے نقد لینے کی معاملہ زمین لینے کا اختیار ہے۔	۹۴
۱۳۹ ج	خاص جاگیرات	〃
۱۴۰	۲۵ نومبر ۱۸۵۹ء کے بعد جو جاگیرات عطا ہوئیں۔ وہ صرف ایک ہی وارث کو پہنچتی ہیں۔	〃
۱۴۱	بڑی جاگیروں میں قاعدہ وراثت پسر کلاں رائج کرنے کی تجویز	۹۵
۱۴۲	لارڈ کیننگ بالقابہ نے تجویز قبول فرمالی	〃
۱۴۳	صاحب موصوف کا استدلال	۹۶
۱۴۴	۱۸۶۱ء میں ہدایات جاری کی گئیں	〃
۱۴۵	بسلسلہ گفت وشنید ادھورا رہ گیا	۹۷
۱۴۶	وجوہات جن کے باعث بدنتائج پیدا نہیں ہوئے	〃
۱۴۷	علاقہ ہزارہ کی جاگیرات کا علاج	۹۸
۱۴۸	دفعہ ۸- ایکٹ قوانین پنجاب مصدرہ ۱۸۷۲ء	۹۹
۱۴۹	انضباط وراثت کے اختیار کے متعلق حکومت ہند کا رویہ کیا رہا ہے؟	〃
۱۵۰	رام گڑھ جاگیر میں قاعدہ وراثت پسر کلاں رائج کیا گیا	〃
۱۵۱	چھاچھی جاگیر کا مقدمہ	〃
۱۵۲	جانشین واحد کی تقرری (الف) شاہزادہ جمہور کی جاگیر میں	۱۰۱
۱۵۳	〃 〃 〃 (ب) جاگیر کھنڈ میں	〃
۱۵۴	〃 〃 〃 (ج) راجہ سرشبدیال کی جاگیر میں	〃
۱۵۵	حکومت پنجاب نے قاعدہ وراثت پسر کلاں بذریعہ احکام رائج کرنے کی تجویز کی	〃

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۱۵۶	حکومت ہند نے تجویز ترمیم کردی	۱۰۲
۱۵۷	پنجاب ایکٹ نمبر ۴ بابت سنہ ۱۹۰۰ء (ایکٹ ارث جاگیرات)	۱۰۴
۱۵۷ الف	جاگیریں سے گذارہ مقرر کرتے وقت کن اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے	۱۰۵
۱۵۸	وراثتِ ورثاء نرینہ کا مفہوم	۱۰۶
۱۵۹	خدمات کے عوض چھوٹے عطیات کے بارہ میں وراثت شخص واحد کا قاعدہ مقرر کیا گیا۔	؍؍
۱۶۰	حکمران سرداروں کو حقوق تبنیت کی عطائیگی۔	؍؍
۱۶۱	چیدہ جاگیرداروں کو سنداتِ تبنیت عطا کی گئیں	۱۰۷
۱۶۲	سندات تبنیت کی عطائیگی۔	۱۱۰
۱۶۳	سندات تبنیت کا فائدہ اور ان کا تعلق ایکٹ ارثِ جاگیرات سے	۱۱۱
۱۶۴	دوامی جاگیریں ناقابلِ انتقال قرار دی گئیں	؍؍
۱۶۵	مسٹر کسٹ کے دستور العمل مالگذاری میں تمام جاگیرات و معافیات ناقابل انتقال قرار دی گئیں۔	۱۱۳
۱۶۶	علاقہ دہلی کے سوائے دیگر علاقوں میں تفویضگی ہائے ناقابلِ انتقال تصور ہو سکتی ہیں۔	؍؍
۱۶۷	ابتدائی احکام تفویضگی ہائے کو قابلِ قرقی قرار دیتے ہیں۔	۱۱۴
۱۶۸	قانون مشتبہ حالات میں ہے	؍؍
۱۶۹	فرائض کلکٹر در بارہ قرقی تفویضگی ہائے	۱۱۵
۱۷۰	پنجاب ایکٹ نمبر ۴ بابت سنہ ۱۹۰۰ء کی دفعہ ۸ (۳) کے احکام	؍؍
۱۷۱	وراثت کا سوال	؍؍
۱۷۲	وارثانِ جاگیر کی رجسٹری	؍؍
۱۷۳	چھوٹے عطیات برائے خدمت کی وراثت	۱۱۶
۱۷۴	ان چھوٹے عطیات کی وراثت جو کئی اشخاص کو تاحین حیات تفویض ہوئے ہوں	؍؍
۱۷۵	عطیات برائے مذہبی مکانات کی وراثت	؍؍
۱۷۶	ضبطی بعلت خلاف ورزی شرائط	؍؍
۱۷۷	تفویضگی ہائے برائے امداد مذہبی مکانات میں شرائط کی خلاف ورزی	۱۱۷
۱۷۸	شرط نیک چلنی و وفاداری	؍؍

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر فقرہ
۱۱۷	ہر تفویضنگی قابلِ ضبطی ہے۔ اگر سنگین جرم کا ارتکاب ہو	۱۷۹
۱۱۷-۱۱۸	تفویضنگی ضبط کی جاتی ہے۔ اگر عطیہ دار بدخواہی سرکار یا کسی واجب القتل جرم کا مرتکب ہو	۱۸۰
۱۱۹	سنہ ۱۸۵۸ء میں حکومت پنجاب کا فیصلہ	۱۸۱
"	حکومت پنجاب کا بعد کا رویّہ	۱۸۲
۱۲۰	ضبطیات بحق جاگیرداران	۱۸۳
"	بعض صورتوں میں سابق معافیداران یا ان کے ورثا کیساتھ بندوبست معاملہ زمین کیا جاتا ہے	۱۸۴
"	کارروائی بندوبست میں تفویضنگی ہائے کی تحقیقات	۱۸۵
"	فرائض کلکٹر درباب تفویضنگی ہائے	۱۸۶
۱۲۱	خدمات سنہ ۱۸۴۸ء اور خدماتِ غدر کے عطیات	۱۸۷
۱۲۳	بیدی و سوڈھی عطیات	۱۸۸
۱۲۵	سوڈھیان آنندپور کی پنشن ہائے	۱۸۹
"	بیدی و سوڈھی عطیات کے بارہ میں صاحبان کلکٹر کے اختیارات	۱۹۰
۱۲۶	مذہبی اور خیراتی مکانوں کے بارہ میں سرکار کی حکمت عملی	۱۹۱
۱۲۷	ہدایات جو مسٹر لائل نے ۱۸۶۳ء میں جاری فرمائیں	۱۹۲
۱۲۸	ریزہ معافیات دیہہ کے متعلق کم فیاضی کا سلوک کرنے کی تجویز	۱۹۳
۱۲۹	مسٹر لائل نے تجویز مسترد کردی۔	۱۹۴
۱۳۴	ایسے دیہی عطیات کے متعلق خاص ضابطہ جن کی سالانہ قیمت زائد از بیس روپیہ نہ ہو۔	۱۹۵
"	ریزہ معافیات دیہہ کے متعلق موجودہ احکام	۱۹۶
۱۳۵	تشخیص ان اراضیات کی جن کی مالگذاری تفویض ہو	۱۹۷
"	ترمیم تشخیص و مطالبہ مالگذاری کا التواء و معافی	۱۹۸
۱۳۶	تاریخ الحاق پنجاب سے لیکر ۱۸۶۷ء تک دیوانی عدالتوں کو تفویضنگی ہائے کے متعلق اختیار سماعت حاصل نہ تھا۔	۱۹۹
۱۳۷	احکام ایکٹ پنشن ہائے نمبر ۲۳۔ مصدرہ ۱۸۷۱ء	۲۰۰
۱۳۸	سرٹیفکیٹ کن صورتوں میں دینا چاہیئے۔	۲۰۱
"	وصولی خرچ بندوبست از جاگیرداران	۲۰۲

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
	حصۂ دوئم ۔ تنظیم و نسق محکمہ مال	
	چوتھی فصل ۔ طریق انتظام مالگذاری صیغہ انتظامیہ	
۲۰۳	مال کی قسمتیں ۔ ضلعے اور تحصیلیں ۔	۱۴۰
۲۰۴	دیہات و ذیل ہائے	۱۴۱
۲۰۵	حلقہ جات پٹواریاں و قانونگویاں	۱۴۲
۲۰۶	ڈائرکٹر کا غذات زمین	״
۲۰۷	فرائض صاحب ڈائرکٹر کا غذات متعلقہ زمین	۱۴۳
۲۰۸	فرائض صاحب ڈائرکٹر محکمہ زراعت	۱۴۴
۲۰۸-الف	ترقی محکمہ زراعت	״
۲۰۹	فرائض صاحب ڈائرکٹر معالجہ حیوانات	۱۴۸
۲۰۹-الف	سول محکمہ معالجہ حیوانات کی تکمیل	״
	پانچویں فصل ۔ ضلع کے اعلیٰ افسرانِ مال	
۲۱۰	ریونیو افسران زیر ایکٹ ہائے مالگذاری و دخل رعیتانہ	۱۵۰
۲۱۱	ریونیو افسران کو اختیارات فوجداری بھی ہوتے ہیں	۱۵۱
۲۱۲	صاحبڈپٹی کمشنر کے تعلقات دیگر محکموں کے افسروں سے	״
۲۱۳	منسوخ کیا گیا ۔	
۲۱۴	اوصاف جو خوش اسلوبی انتظام ضلع کے لئے مطلوب ہیں	۱۵۲
۲۱۵	ضلع کے حالات جلدتر معلوم کرنے کے ذرائع	۱۵۳
۲۱۶	منسوخ کیا گیا	״
۲۱۷	اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں اور تحصیلداروں کے ساتھ تعلقات	۱۵۴
۲۱۸	محرروں اور ملازموں سے برتاؤ	״
۲۱۹	اسسٹنٹ کمشنروں کی کارآموزی	۱۵۵
۲۲۰	کسی خاص تحصیل کا اہتمام اسسٹنٹ کمشنر کو تفویض کرنا	۱۵۹
۲۲۱	اسسٹنٹ کمشنروں کو خود مختارانہ اختیار نہیں ہونے چاہئیں	״

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۲۲۲	اسسٹنٹ کمشنروں کو بندوبست کا کام سکھانا	۱۶۰
۲۲۳	تقرری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران	"
۲۲۴	افسرمال	"
۲۲۵	فرائض افسرمال	۱۶۱-۱۶۰
۲۲۶	دورہ صاحبان ڈپٹی کمشنر	۱۶۱
۲۲۷	اسسٹنٹ کمشنروں واکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کا دورہ	"
۲۲۸	ہدایات جو اسسٹنٹوں کو دورہ پر جاتے وقت دی جائینگی ۔	"
۲۲۹	دورہ کا اہم مقصد	۱۶۲
۲۳۰	مقدمات مال میں مقامی تحقیقات کے فوائد ۔	"
۲۳۱	معائنہ نقشہ جات برُد برآمد و دیگر نقشہ جات دہی	۱۶۳
۲۳۲	سرکاری رکھوں کے انتظام کے متعلق تحقیقات ۔	"
۲۳۳	دیسی ماتحتوں کا چال چلن دریافت کرنا	"
۲۳۴	علاقہ ملاحظہ شدہ کی عام حالت کی تحقیقات	۱۶۴-۱۶۳
۲۳۵	دیگر امور قابل تحقیقات	۱۶۴
۲۳۶	معائنہ دفاتر تحصیل	۱۶۵
۲۳۷	اسسٹنٹ واکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران کے روزنامچہ جات	۱۶۶
۲۳۸	تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کا مشاہرہ	۱۶۷
۲۳۹	تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کی تقرری وغیرہ	"
۲۴۰	نائب تحصیلداران وامیدواران عہدہ نائب تحصیلداری کی تعلیم بندوبست	۱۶۸
۲۴۱	فرائض تحصیلدار	"
۲۴۲	تقسیم تحصیل بغرض ملاحظہ کام	"
۲۴۳	اکسٹرا نائب تحصیلدار کی تقرری برائے تصدیق انتقالات	۱۶۹
۲۴۴	دورہ تحصیلداران و نائب تحصیلداران	"
۲۴۵	دورہ کی تجویز پہلے کر دینی لازم ہے	"
۲۴۶	ملاحظہ محالات	۱۷۰
۲۴۷	مال کا کام اُسی گاؤں میں کیا جائے جس کے وہ متعلق ہے ۔	"

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ
	چھٹی فصل۔ اختیارات رونیو افسران	
۲۴۸	درجات رونیو افسران	۱۷۱
۲۴۹	اختیارات صاحب فنانشل کمشنر بہادر	″
۲۵۰	″ ″ کمشنر بہادر	۱۷۲
۲۵۱	″ ″ کلکٹر و اسسٹنٹ کلکٹران	″
۲۵۲	تحقیقات بذریعہ افسران ماتحت	۱۷۳
۲۵۳	عدالت دیوانی کے لئے ممانعت سماعت	۱۷۴
۲۵۴	عدالت دیوانی کے بعض احکام کی تعمیل منجانب رونیو افسران	″
۲۵۵	صاحب کلکٹر کے لوازم زیر دفعہ ۴۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی	۱۷۵
۲۵۶	ضابطہ کارروائی رونیو افسران	″
۲۵۷	ثالثی	۱۷۶
۲۵۸	اشخاص قانون پیشہ	″
۲۵۹	ضبط انتظامیہ	۱۷۷
۲۶۰	نظر ثانی احکام	۱۷۸
۲۶۱	نگرانی	″
۲۶۲	اپیل	۱۷۹
۲۶۳	میعاد اپیل	″
	ساتویں فصل۔ پٹواریان و قانونگویان	
۲۶۴	عملہ پٹواریان و قانونگویان قبل از ۱۸۸۵ء	۱۸۰
۲۶۵	ان اصلاحات کا مدعا جو ۱۸۸۵ء میں شروع ہوئیں۔	″
۲۶۶	اصول محکمہ مالگذاری مکمل تھے۔ لیکن عمال و کارکن اچھے نہ تھے	″
۲۶۷		
۲۶۸	منسوخ کئے گئے	
۲۶۹		
۲۷۰		
۲۷۱	کمیشن قحط ہند نے ۱۸۸۰ء میں تجویز کی۔ کہ (۱) ہر ایک صوبہ میں	

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
	محکمہ زراعت قائم کیا جائے۔	۱۸۱
۲۷۲	کمیشن قحط ہند نے ۱۸۸۰ء میں تجویز کی کہ (۲) عملہ پٹواریان و قانونگویان کی اصلاح۔	۱۸۲
۲۷۳	کمیشن قحط ہند نے ۱۸۸۰ء میں تجویز کی کہ (۳) ہر ضلع میں افسر مال کا تقرر ہو۔	"
۲۷۴	کمیشن قحط ہند نے ۱۸۸۰ء میں تجویز کی کہ (۴) ہر ایک صوبہ میں صاحب ڈائرکٹر زراعت	۱۸۳
۲۷۵	پنجاب میں مجوزہ اصلاحات کا اجراء	"
۲۷۶	عملہ و ضابطہ کارروائی متعلقہ کاغذات زمین کی اصلاح کا مدعا	۱۸۴
۲۷۷	اصلاح کا اثر	۸۵
۲۷۸	عملہ پٹواریان و قانونگویان کی ترتیب پر بوقت بندوبست مکرر غور	"
۲۷۹	امور قابل غور بوقت ترتیب حلقہ جات پٹواریاں	۱۸۶
۲۸۰	پٹواریوں کی درجہ بندی	"
۲۸۱	جوب افسران دیہہ	۱۸۷
۲۸۲	نائب پٹواریان ..	"
۲۸۳	تنخواہ پٹواریان	"
۲۸۴	تقرر۔ سزا و برخاستگی پٹواریان	۱۸۸
۲۸۵	امیدواران پٹوار	"
۲۸۶	مدرسہ پٹواریان	۱۸۹
۲۸۷	خالی شدہ عہدہ پٹوار کا پُر کرنا	۱۹۰
۲۸۸	اپنے حلقہ میں پٹواری کی سکونت	"
۲۸۹	ناقابلیت پٹواری	۱۹۱
۲۹۰	پٹواری کو اپنے منصبی فرائض کے سوا اور کام پر لگانا منع ہے	"
۲۹۱	متفرق فرائض پٹواری	۱۹۲
۲۹۲	روزنامچہ پٹواری	"
۲۹۳	عملہ قانونگویان	"
۲۹۴	فرائض گرداور قانونگویان	۱۹۳

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۲۹۴	فرائض گرداور قانونگویان	۱۹۳
۲۹۵	" دفتر قانونگو	،،
۲۹۶	صدر	،،
۲۹۷	قانونگو اپنے منصبی کام پر ہی لگائے جانے چاہئیں	۱۹۴
۲۹۸	درجہ و تنخواہ قانونگویان	،،
۲۹۹	امیدواران قانونگوئی	۱۹۴-۱۹۵
۳۰۰	قانونگویان کا اعلیٰ عہدوں پر ترقی پانے کا استحقاق	۱۹۵
۳۰۱	اضلاع زیر بندوبست کے قانونگو	۱۹۶
۳۰۲	امیدواران قانونگو کی تعلیم بندوبست	،،
۳۰۳	عہدہ صدر قانونگو کا پُر کرنا	،،
۳۰۴	قانونگویان کی ناقابلیت	۱۹۷
	آٹھویں فصل نمبرداران۔ انعامخواران ذیلداران	
۳۰۵	غیر سرکاری کارکنوں کا فائدہ	۱۹۸
۳۰۶	جماعت دیہہ سے بتوسط نمبرداران معاملات طے کرنے کی سہولت	،،
۳۰۷	نمبرداران کے فرائض	۱۹۹
۳۰۸	نمبرداران کا حق الخدمت	۲۰۰
۳۰۹	اضلاع زیر بندوبست میں ان کی تقرری و موقوفی	،،
۳۱۰	نمبردار موضع مذکورہ میں مالک اراضی ہونا چاہیئے۔	،،
۳۱۱	بندوبست قانونی اول میں نمبرداروں کی تعداد اکثر زیادہ رکھی گئی	۲۰۱
۳۱۲	وہ امور جن کا بوقت تقرر اول لحاظ رکھنا ضروری ہے	،،
۳۱۳	نمبردار کا تقرر جدید	،،
۳۱۴	نمبردار کو اپنے منصبی فرائض عموماً خود بجالانے چاہئیں	۲۰۲
۳۱۵	بعض صورتوں میں تقرر سربراہ کی ضرورت	،،
الف-۳۱۵	نوآبادیات انہار میں تقرریاں	۲۰۳
۳۱۶	تقسیم پنجوترہ	۲۰۴
۳۱۷	سربراہ کی برطرفی	۲۰۵
۳۱۸	نمبردار کا استعفیٰ	،،

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۳۱۹	نمبردار کی موقوفی	۲۰۵
۳۲۰	مفلسی موقوفی کی ایک وجہ ہوسکتی ہے	"
۳۲۱	فرائض منصبی میں غفلت کی سزا	۲۰۶
۳۲۲	ارتکاب جرم بھی موقوفی کی وجہ ہوسکتی ہے	۲۰۷
۳۲۳	خالی شدہ عہدوں کا پُر کرنا	۲۰۸-۲۰۷
۳۲۳-الف	خالی اسامی پُر کرنے میں تاخیر نہ ہونی چاہیئے	۲۰۸
۳۲۴	موروثی حقوق نمبرداری	۲۰۹
۳۲۵	ووٹ نہیں لینے چاہیئیں	۲۱۰
۳۲۶	عورت کا تقرر	"
۳۲۷	نمبردار کا تقرر جب موروثی حقوق نظرانداز کیئے جائیں	"
۳۲۸	استحقاق منتقل الیہ وغیرہ برائے عہدہ نمبرداری	۲۱۱-۲۱۰
۳۲۹	تخفیف نمبرداری کی مشکلات	۲۱۱
۳۳۰	" عام تجاویز	۲۱۲
۳۳۱	منسوخ کیا گیا	
۳۳۲	تخفیف کی اتفاقیہ تجاویز	۲۱۵
۳۳۳	اعلیٰ نمبرداران	۲۱۶
۳۳۴	ذیلداران	۲۱۷
۳۳۵	ذیلوں کی ترتیب	۲۱۸
۳۳۶	فرائض منصبی ذیلداران	"
۳۳۷	افسروں کے دورہ کے وقت ان کے ساتھ رہنا	۲۱۹
۳۳۸	شرح مواجب ذیلداران وانعامداران	"
۳۳۹	طریق عطائے مواجب	۲۲۰
۳۴۰	درجہ وار انعام کے فوائد	"
۳۴۱	انعام واجب الوصول کا بار محال متعلقہ کی جمع پر سب سے مقدم ہے۔	۲۲۱
۳۴۲	ذیلدار عام طور پر نمبردار ہونا چاہیئے	"
۳۴۳	امیدواران کی قابلیت ...	"
۳۴۴	نابالغ کا تقرر	۲۲۲

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۳۴۵	نمبرداروں کی رائے لینا	۲۲۲
۳۴۶	انعامداران	۲۲۳
۳۴۷	سزا و موقوفی ذیلداران و انعامداران و تقرر سربراہ	،،
۳۴۸	ذیلداری کتابیں	۲۲۴
	حصہ سوم نقشہ جات زراعتی و اندراج حقوق متعلقہ اراضی	
	نویں فصل۔ گرداوری	
۳۴۹	گرداوری	۲۲۷
۳۵۰	گرداوری کی غرض	،،
۳۵۱	منسوخ کیا گیا	۲۲۸
۳۵۲	خرابہ کا اندراج لازمی ہے۔	،،
۳۵۳	نہری نوآبادیات میں اندراج خرابہ	۲۲۹
۳۵۴	پڑتال خرابہ	۲۳۰
۳۵۵	اندراج خسرہ گرداوری متعلق غیر مزروعہ اراضی	،،
۳۵۶	تردوی	،،
۳۵۷	اجناس و رقبہ مزروعہ کی اقسام	۲۳۱
۳۵۸	اندراج متعلق چاہات	،،
۳۵۹	مالکان و مزارعان کی بابت اندراج	،،
۳۶۰	کھیتوں میں تغیر و تبدل	،،
۳۶۱	نقشہ جنسوار	۲۳۱-۲۳۲
۳۶۲	فرائض قانونگویاں دربارہ گرداوری	۲۳۲
۳۶۳	تحصیلداروں و نائب تحصیلداروں کے فرائض	،،
۳۶۴	اعلیٰ عہدہ دارانِ مال کے فرائض	۲۳۳
۳۶۵	صاحب ڈپٹی کمشنر کے ذاتی فرائض	،،
	دسویں فصل۔ مثلِ حقیت	
۳۶۶	منسوخ کیا گیا	۲۳۴
۳۶۷	مثلِ حقیت کی نوعیت اور اس کے اندراجات کی تصریح ہدایت نامہ	

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
	بندوبست میں درج ہے۔	۲۳۴
۳۶۸	صاحبڈپٹی کمشنر مثل حقیت کو تا تاریخ مکمل رکھنے کے ذمہ وار ہیں	″
۳۶۹	تغیرات مثل حقیت کے متعلقہ قانون کی وضاحت ہدایت نامہ بندوبست میں کی گئی ہے۔	۲۳۵
۳۷۰	ترمیم مثل جب مکرر مکمل پیمائش کا حکم صادر ہو	″
۳۷۱	نمونہ ہائے جمعبندی و فہرست معافیات	″
۳۷۲	حقوق قابل اندراج کے اقسام	″
۳۷۳	پٹواری کو حصول حقوق کی اطلاع	۲۳۶
۳۷۴	رپورٹ نسبت وثیقہ جات رجسٹری شدہ	۲۳۷
۳۷۵	رجسٹر داخلخارج	″
۳۷۶	پرت انتقال کی ایک نقل جمعبندی کے ساتھ شامل کی جاتی ہے	۲۳۸
۳۷۷	منسوخ کیا گیا	″
۳۷۸	غیر متنازعہ اندراج متعلق مزارعان تابعرضی	″
۳۷۹	احکام داخلخارج	۲۳۹
۳۸۰	تصدیق داخلخارج کا کام عموماً نئے وناتجربہ کار افسر سرانجام کرتے ہیں۔	″
۳۸۱	نگرانی منجانب افسر مال وصاحبڈپٹی کمشنر	″
۳۸۲	انتقالات موقع پر تصدیق ہونے چاہئیں	۲۴۰
۳۸۳	احکام داخلخارج کا مضمون	″
۳۸۴	حاضری فریقین	۲۴۱
۳۸۵	ثالثی	″
۳۸۶	تصدیق داخلخارج کے کام میں تعجیل ضروری ہے	۲۴۲
۳۸۷	جمعبندی	″
۳۸۸	اکثر محالوں کی جمعبندی چارسالہ مرتب ہوتی ہے۔	″
۳۸۹	پٹواری کو اپنے حلقہ کے اندر جمعبندی تیار کرنی چاہیئے	۲۴۳
۳۹۰	موقع پر موضع کے اندر گرداور قانونگو کی طرف سے تصدیق	۲۴۴
۳۹۱	گرداور قانونگو کی پڑتال تحصیل میں	″
۳۹۲	تحصیلدار ونائب تحصیلدار کی پڑتال	″
۳۹۳	جمعبندیوں کی منسلکہ یادداشتوں سے یہ ظاہر ہونا چاہیئے۔ کہ کس	

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
	قدر پڑتال کی گئی -	۲۴۵
۳۹۴	نقشہ جات متعلقہ کوائف دیہہ جمعبندی پر مبنی ہوتے ہیں -	״
	گیارھویں فصل - زراعتی نقشہ جات	
۳۹۵		
۳۹۶	منسوخ کئے گئے	۲۴۶
۳۹۷		
۳۹۸	لال کتاب دیہی یا نوٹ بک	״
۳۹۹	ان رجسٹروں کے اندراجات	״
۴۰۰	دفتر قانونگو کا مثنیٰ لال کتاب	۲۴۷
۴۰۱	چک تشخیص و تحصیل کے رجسٹر	
۴۰۲	جملہ دیہات کی بابت تحصیلداروں کی طرف سے ایسی یادداشتوں کے باقاعدہ اندراج کی اہمیت -	״
۴۰۳	صدر قانونگو ہر ایک چک تشخیص ہر تحصیل و ضلع کی لال کتابیں مرتب کرتا ہے -	۲۴۸
۴۰۴	انگریزی لال کتابیں جو بوقت بندوبست تیار ہوئیں	۲۴۹
۴۰۵	گوشوارہ حالات دیہی	״
۴۰۶	گوشوارہ حالات دیہی کا استعمال	״
۴۰۷	صاحب ڈپٹی کمشنر کا یادداشت قلمبند کرنا	۲۵۰
۴۰۸	صاحب ڈپٹی کمشنر کے فرائض نقشہ جات زراعتی کے متعلق	״
	بارھویں فصل - قانون متعلق اراضیات زیر حد دریا اور اُن کی مکرر تشخیص	۲۵۱
۴۰۹	دریائی قانون کے معنی	۲۵۲
۴۱۰	برد و برآمد	״
۴۱۱	رُخ گردانی	״
۴۱۲	آئین نمبر ۱۱ مصدرہ سنہ ۱۸۲۵ء	۲۵۳

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۴۱۳	رواج مقدم قانون تصفیہ قرار دیا گیا۔	۲۵۳
۴۱۴	قاعدہ انفصال بصورت عدم موجودگی رواج	"
۴۱۵	جزائر	۲۵۴
۴۱۶	مقدمات جن پر یہ قواعد حاوی نہیں ہیں	"
۴۱۷	غالباً پنجاب میں ایسا کوئی معیّن رواج نہ تھا	"
۴۱۸	قاعدہ دھار عمیق	۲۵۵
۴۱۹	رُخ گردانی کے مناسب حال بنانے کے لئے قاعدہ دھار عمیق کی ترمیم۔	"
۴۲۰	قاعدہ حدّ مستقل	"
۴۲۱	ایکٹ حدود دریاہائے پنجاب نمبر ۱ ۱۸۹۹ء	۲۵۶
۴۲۲	تعیین حدّ	"
۴۲۳	تعیین حدود کا اثر حقوق ملکیت پر	۲۵۷
۴۲۴	ادائیگی معاوضہ پر ملکیت فوراً منتقل ہو سکتی ہے	۲۵۸
۴۲۵	عدالت ہائے دیوانی کے اختیارات سماعت کا اخراج	"
۴۲۶	ضابطہ کارروائی	"
۴۲۷	ترمیم آئین نمبر ۱۱۔ مجریہ ۱۸۲۵ء	"
۴۲۸	منسوخ کیا گیا	۲۵۹
۴۲۹	حدود بغرض اختیار سماعت	"
۴۳۰	ابتداءً قاعدہ دھار عمیق کو افسران ترجیح دیتے تھے	"
۴۳۱	ان اضلاع میں جو برلبِ دریائے ستلج واقع ہیں۔ حدود اختیار سماعت قاعدہ دھار عمیق پر مبنی رکھی گئیں۔	"
۴۳۲	حدود اختیار سماعت و ملکیت کا منطبق ہونا۔	۲۶۰
۴۳۳	حدود مابین پنجاب و صوبجات متحدہ	۲۶۱
۴۳۴	پنجاب و ریاست جموں کی حد بندی	"
۴۳۵	حد سکندری کے فوائد و نقائص	"
۴۳۶	انتہائی قاعدہ دھار عمیق کا عمل متروک کیا گیا۔	"
۴۳۷	ریاست ہائے بہاولپور و کپورتھلہ کے متعلق عمل حدّ مستقل اختیار کیا گیا	۲۶۲

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۴۳۸	دیہات لب دریا کی خاص تشخیص مالگذاری	۲۶۲
۴۳۹		
۴۴۰	منسوخ کیے گئے	۲۶۳
۴۴۱		
۴۴۲	موجودہ احکام	〃
۴۴۳	خاص مقامی قواعد کی اجرائے کے باعث عام قواعد کی تنسیخ	〃
۴۴۴	تشخیصات بُرد و برآمد کی عمیق نگرانی	۲۶۴
۴۴۵	عام ہدایات	〃
۴۴۶	نقشہ جات سالانہ	۲۶۵
	تیرھویں فصل تقسیم	
۴۴۷	جمہور دیہہ کی شاملات اراضی	۲۶۶
۴۴۸	دیگر کھاتہ جات مشترکہ	〃
۴۴۹	کھاتہ جات مشترکہ کی تقسیم کا عام میلان	۲۶۷
۴۵۰	ویش -	〃
۴۵۱	خانگی تقسیم	〃
۴۵۲	مکمل و نامکمل تقسیم	۲۶۸
۴۵۳	وہ جائداد جو تقسیم سے لازماً خارج رہنی چاہئیے یا رکھی جاسکتی ہے	۲۶۹
۴۵۴	کھاتہ جات مزارعان و خیلکار	۲۷۰
۴۵۵	کون شخص تقسیم کی درخواست کرسکتا ہے -	۲۷۱
۴۵۶	ضابطہ کارروائی مقدمات تقسیم	۲۷۲
۴۵۷	کارروائی تقسیم کے عام نقص	〃
۴۵۸	کس طرح تاخیر رفع ہوسکتی ہے	۲۷۳
۴۵۹	قرینِ انصاف حکم صادر کرنے کے لئے احتیاط لازمی ہے -	〃
۴۶۰	تقسیم سے انکار کرنے کا عام اصول	۲۷۵
۴۶۱	استحقاق ہوگان	〃
۴۶۲	تنازعات حقوق ملکیت	۲۷۶
۴۶۳	اپیلیں	۲۷۷

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر فقرہ
	چودھویں فصل حصول اراضی برائے اغراض سرکاری	
۲۷۹	طریق خوش خرید اراضی کے فوائد و نقائص	۴۶۴
۲۸۰	نقشہ و ابتدائی تخمینہ قیمت	۴۶۵
۲۸۱	خوش خرید پر حصول زمین کا طریق کارروائی	۴۶۶
"	لازمی حصول اراضی کی صورت میں ابتدائی کارروائی	۴۶۷
۲۸۲	نوعیت تحقیقات مجانب صاحب کلکٹر	۴۶۸
"	حد بندی زمین	۴۶۹
"	نوٹس بنام اشخاص واسطہ دار	۴۷۰
"	رپورٹ تحصیلدار	۴۷۱
۲۸۳	افسر محکمہ کی طرف سے پیروی	۴۷۲
۲۸۴	سماعت مقدمہ کے لئے تیاری	۴۷۳
"	بیانات فریقین	۴۷۴
"	فیصلہ یا تجویز	۴۷۵
"	اراضی کی بازاری قیمت	۴۷۶
۲۸۵	نتائجی نقصانات	۴۷۷
"	حقدار کی دوسری اراضی کا نقصان	۴۷۸
۲۸۷	امور جن کو تشخیص قیمت بازاری میں خارج از بحث رکھنا چاہیئے	۴۷۹
	منسوخ کیا گیا۔	۴۸۰
۲۸۸	زر نقد کی بجائے دیگر اقسام معاوضہ	۴۸۱
"	رسدی تقسیم معاوضہ	۴۸۲
۲۸۹	عدالت دیوانی سے استصواب	۴۸۳
۲۹۰	دخلیابی اراضی	۴۸۴
۲۹۱	اشد ضرورت کی صورت میں فوراً قبضہ حاصل کرنا	۴۸۵
"	عدالت دیوانی میں سرکار کی طرف سے پیروی	۴۸۶
۲۹۲	اپیل	۴۸۷
"	تخفیف مالگذاری	۴۸۸
"	مفوض الیہم کے معاوضہ کی تجویز	۴۸۹

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۴۹۰	عارضی قبضہ اراضی	۲۹۳
۴۹۱	ایسے ہرجانہ کا معاوضہ جو عارضی قبضہ کے دوران میں پہنچا ہو	”
۴۹۲	کمپنیوں کے لئے حصول اراضی	۲۹۴
۴۹۳	ترک اراضی جس کی آئندہ ضرورت نہ رہے	”
۴۹۴	ایسی صورتیں جن میں ملحقہ کھیتوں کے مالکوں کو ترجیح دینی چاہیے	۲۹۵
۴۹۵	کارروائی جب ورثاء یا ملحقہ مالکان خرید پر آمادہ نہ ہوں	”
۴۹۵-الف	فی الواقعہ فروخت کرنے سے پہلے محکمہ متعلقہ سے صلاح لینی چاہیئے۔	۲۹۵-۲۹۶
۴۹۶	رپورٹ بحضور صاحب کمشنر بہادر	۲۹۶
۴۹۶-الف	انتقال اراضی مابین محکمہ جات سرکاری	”

حصہ چہارم - تحصیل مالیہ و لوکل ریٹ

پندرھویں فصل - تحصیل مالیہ

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۴۹۷	طریق مالگذاری انتظام کے حسن و قبح کی کسوٹی ہے۔	۲۹۸
۴۹۸	صاحب ڈپٹی کمشنر مالگذاری و لوکل ریٹ کی وصولی کے ذمہ دار ہیں	”
۴۹۹-۵۰۰	منسوخ کیے گئے	
۵۰۱	پیداوار اراضی پر مالیہ کا بار مقدم ہے۔	۲۹۹
۵۰۲	اقساط	”
۵۰۳	مالکان اراضی مشترکاً و منفرداً ذمہ دار ہیں۔	۳۰۰
۵۰۴	مشترکہ ذمہ داری کی وسعت	”
۵۰۵	نمبردار کو جملہ مالکان کا ذمہ دار نہ گردانا جائے۔	۳۰۱
۵۰۶	حصہ داروں کو براہ راست مالیہ ادا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دینی چاہیئے۔	۳۰۱
۵۰۷	کھتونی دیہی	”
۵۰۸	فرائض پٹواری متعلق وصولی مالگذاری	۳۰۲

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۵۰۹	بیرونی تحصیلوں میں ادائیگی	۳۰۲
۵۱۰	صدر تحصیلوں کی ادائیگی	۳۰۳
۵۱۱	مالیہ کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر۔ کرنسی نوٹ و چک ہائے	۳۰۴
۵۱۲	ادائیگی مطالبہ فصل میں مجرائی کرنی چاہئے۔ نہ کہ بقایا کے بے باق کرنے میں۔	۳۰۵
۵۱۳	جاگیرداروں کو براہ راست روپیہ ادا کرنا	"
۵۱۴	عدم ادائیگی مالیہ قابلِ معذوری یا نا قابلِ معذوری ہوتی ہے۔ ہرایک صورت کے متعلق مناسب عمل	۳۰۶
۵۱۵	وصولی میں تاخیر مالکان اراضی کے حق میں مضر ہے۔	"
۵۱۶	باقیدار کے معنے	۳۰۷
۵۱۷	درخواست نمبردار بغرض کارروائی برخلاف باقیدار	"
۵۱۸	تحصیلدار کا بذات خود کارروائی کرنا	۳۰۸
۵۱۹	نمبردار کا مالیہ میں تصرف بے جا	"
۵۲۰	قانونی تدارکات بغرض حصول بقایا	"
۵۲۱	دستک	۳۰۹
۵۲۲	باقیدار کو زیر حراست رکھنا	۳۱۰
۵۲۳	جائداد منقولہ کی ضبطی و نیلام	۳۱۱
۵۲۴	کھاتہ کا انتقال	۳۱۲
۵۲۵	اس قسم کے تعزیری تدارکات کے فوائد	"
۵۲۶	محال یا کھاتہ کی قرقی	۳۱۳
۵۲۷	مرقومہ بالا تدارک کا استعمال	"
۵۲۸	مذکورہ بالا کارروائی صاحب ڈپٹی کمشنر اپنے اختیار سے کرسکتے ہیں	۳۱۴
۵۲۹	کھاتہ یا محال کی تشخیص منسوخ کرنا	"
۵۳۰	انتظام بلا واسطہ یا پٹہ کی میعاد	۳۱۵
۵۳۱	پٹہ یا انتظام بلا واسطہ کا اثر	"
۵۳۲	مالکان تا انقضائے میعاد قبضہ واپس لینے کا دعوے نہیں کرسکتے۔	"

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۵۳۳	انتظام بلا واسطہ پر رائے	۳۱۶
۵۳۴	متاجری کے متعلق رائے	۳۱۷
۵۳۵	متاجر کے حقوق	”
۵۳۶	سالانہ نقشہ متضمن نتیجہ انتظام بلا واسطہ	”
۵۳۷	کھاتہ یا محال کا نیلام کرنا	۳۱۸
۵۳۸	نیلام کا اثر	”
۵۳۹	باقیدار کی دیگر جائداد غیر منقولہ کے برخلاف کارروائی	۳۱۹
۵۴۰	تحریری تدارکات کا استعمال	”
۵۴۱	ڈپٹی کلکٹر و جواب دہی عہدہ داران دیہی	”
۵۴۲	محصول نقصان و آبیانہ نہر	”
۵۴۳	ضابطہ بغرض وصولی آبیانہ	۳۲۰

سولھویں فصل ۔ مطالبہ مالگذاری کا التوا و معافی اور تشخیص مالیہ کے متعلق خاص رعائتیں و تخفیف

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۵۴۴	جمع مستقل کے فوائد و نقائص	۳۲۱
۵۴۵	یہ امید غلط ثابت ہوئی ۔ کہ مالکان اراضی ناقص موسموں کی کمی پورا کرنے کے لئے کچھ پس انداز کرینگے	”
۵۴۶	جمع غیر مستقل	۳۲۲
۵۴۷	مطالبہ مستقل کی سختی کا بذریعہ التواء و معافی مالیہ کا تدارک کرنا	”
۵۴۸	بدنظمی تحصیل کے نقص	”
۵۴۹	صحیح اندازہ التواء کے لئے زراعتی حالات ضلع سے واقفیت ضروری ہے	۳۲۳
۵۵۰	مطالبہ وقت پر وصول ہونا چاہیئے ۔ یا باقاعدہ طور پر التواء کیا جانا چاہیئے ۔	۳۲۴
۵۵۱	اقسام وجوہات التواء	۳۲۵
۵۵۲	معمولی آفات موسمی	”

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۵۵۳	اختلافات پیداوار کی نسبت بوقت تشخیص رعایت دینا	۳۲۶
۵۵۴	جنوب مشرقی پنجاب کے غیر محفوظ خشک علاقہ جات	"
۵۵۵	پنجاب کے دیگر بارانی قطعات	۳۲۷
۵۵۶	غیر محفوظ غیر آبپاش علاقوں میں بقایا کی وصولی میں آسانی	۳۲۸
۵۵۷	چاہی اراضیات	"
۵۵۸	چاہات کے ناقابل استعمال ہو جانے کے باعث معافی مالگذاری	۳۲۹
۵۵۹	معمولی آفات کی صورت میں التواء پر اکتفاء کرنا عموماً کافی ہوگا	۳۳۲
۵۶۰	حدِ نقصان فصل جس کے باعث رعایت لازمی ہو	"
۵۶۱	(اول) پیمانہ رعایت	۳۳۳
	(دوئم) استعمال پیمانہ کے متعلق احتیاط	۳۳۴
۵۶۲	مالکان و محالات کے درمیان باہمی تفاوت و امتیاز کہاں تک مناسب ہے	"
۵۶۳	شرح خطرہ	۳۳۶
۵۶۴	غیر معمولی اسباب امداد	۳۳۸
۵۶۵	تفریق و امتیاز مابین کھاتہ جات مناسب ہے۔	۳۳۹
۵۶۶	طغیانی کے سبب سے ایسی اراضیات میں نقصان پہنچنا جو عموماً زیر صدمہ سیلاب نہیں ہوتیں۔	"
۵۶۷	اراضیات زیر صدمہ سیلاب جن کی جمع غیر مستقل ہے۔	"
۵۶۸	امداد مزارعان	۳۴۰
۵۶۹	ضابطہ متعلق التواء و معافی	۳۴۱
۵۷۰	عموماً مطالبہ ملتوی شدہ وصول کر لینا چاہیئے	۳۴۲
۵۷۱	بقایا کی وصولی میں احتیاط	"
۵۷۲	(اول) قحط سالی کے بعد التوا شدہ مالیہ کی وصولی کے متعلق ضروری ہدایات۔	۳۴۳
	(دوئم) کسرات مالیہ میں ایک معین حد برائے وصولی بقایا۔	"
	(سوئم) قاعدہ اول کے مستثنیات	"
۵۷۳	(اول) مطالبہ زیر التواء کی وصولی میں متمول و سقیم الحال مالکان کے درمیان امتیاز	۳۴۴

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۵۷۳	(دوئم) تفریق مابین دیہات۔	۳۴۴
	(سوئم) رپورٹ دربارہ اصول عمل	″
۵۷۴	ضابطہ وصولی بقایا	″
۵۷۵	امور متعلقہ وصولی بقایا	۳۴۵
۵۷۶	معافی بقایا	″
۵۷۷	نگرانی منجانب صاحب کمشنر	۳۴۹
۵۷۸	التواء و معافی جبو بات	″
۵۷۹	ابتری محالات کا پتہ لگانے کے متعلق صاحب ڈپٹی کمشنر کی ذمہ واری۔	۳۵۱
۵۸۰	نوعیت تحقیقات	″
۵۸۱	تخفیف بوجہ زیادتی تشخیص	۳۵۲
۵۸۲	جب تخفیف محاصل کے باعث دقت واقع ہو۔ تو اس کے متعلق تجویز تدارک	″
۵۸۳	جب بوجہ بد اعمالی مالکان مشکلات حائل ہوں تو اس کا تدارک	″
	سترھویں فصل حساب کتاب رقوم مالگذاری	
۵۸۴	وصولی مالیہ کے ذرائع پڑتال نہایت مکمل ہیں۔	۳۵۳
۵۸۵	حساب کتاب مالگذاری سال فصلی کے مطابق رکھا جاتا ہے	″
۵۸۶	اقسام مالیہ زمین	″
۵۸۷	مطالبہ مستقل	″
۵۸۸	مطالبہ غیر مستقل	۳۵۴
۵۸۹	مطالبہ متفرق	″
۵۹۰	مطالبہ کے صحیح نقشہ کا مرتب کرنا لازمی امر ہے	″
۵۹۱	قسط بندی مطالبہ مستقل	″
۵۹۲	″ ″ ″ کی ترمیم	۳۵۵
۵۹۳	فرائض و اصطلاحی نویسان تحصیل و صدر	″
۵۹۴	تحصیلوار مفصل قسط بندی مطالبہ مستقل	۳۵۶
۵۹۵	گوشوارہ قسط بندی ضلع	″

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۵۹۶	توزیع	۳۵۶
۵۹۷	تحصیل کے حساب کتاب مالگذاری کا معائنہ منجانب صاحب ڈپٹی کمشنر	۳۵۷
۵۹۸	صاحب کمشنر کے فرائض متعلق وصولی مالیہ	״
۵۹۹	بقایائے مطالبہ مستقل	״
۶۰۰	بقایائے واجب الوصول	״
۶۰۱	توزیعات مارچ وستمبر میں بقایا کے متعلق کیفیت درج کرنا	۳۵۸
۶۰۲	بقایائے ناممکن الوصول	״
۶۰۳	بقایائے غیر معیّن	״
۶۰۴	نقشہ جات بقایا	״
۶۰۵	نقشہ مطالبہ غیر مستقل	״
۶۰۶	״ متفرق مال	۳۵۹
۶۰۷	توزیعات مطالبہ غیر مستقل و متفرق	״
۶۰۸	بقایائے مطالبات غیر مستقل و متفرق کے نقشے	״
۶۰۹	فیس داخلخارج	۳۶۰

حصّہ پنجم - امداد زمینداران از طرف سرکار

اٹھارھویں فصل - عطیات سرکار بطور قرضہ کاشتکاران

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۶۱۰	بڑی بھاری ترقیات گورنمنٹ کو کرنی لازم ہیں	۳۶۱
۶۱۱	سرکار کا فرض ایسی ترقیات کے متعلق جو زمیندار خود کریں	״
۶۱۲	عطیہ تقاوی منجانب سرکار کیوں ضروری ہے۔	״
۶۱۳	اس کے متعلق ابتدائی قواعد	۳۶۲
۶۱۴	۱۸۵۹ء میں یہ طریق معیوب قرار دیا گیا۔	״
۶۱۵	ایکٹ نمبر ۲۶ مصدرہ ۱۸۷۱ء	۳۶۴
۶۱۶	״ ۱۹ ״ ״ ۱۸۸۳ء	۳۶۵
۶۱۷	اشخاص جن کو قرضہ عطا ہوسکتا ہے	״
۶۱۸	ترقی حیثیت کی تعریف	״

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۶۱۹	میعاد واپسی قرضہ	۳۶۶
۶۲۰	بقایا تقاوی بطور بقایا معاملہ اراضی قابل الوصول ہے	۳۶۷
۶۲۱	سرکار کا حق فائق نسبت اراضی جس کی ترقی حیثیت کے واسطے قرضہ دیا گیا - و نسبت اراضی جو ضمانت میں مستغرق ہو	″
۶۲۲	سود	″
۶۲۳	سرمایہ کی منظوری و اختیارات منظوری	۳۶۸
۶۲۴	قرضہ کافی مقدار میں عطا ہونا چاہیئے	۳۶۹
۶۲۵	عموماً تائیدی ضمانت کی ضرورت نہیں ہوتی	″
۶۲۶	واپسی قرضہ	″
۶۲۷	مدت وصولی کے متعلق امور قابل غور	۳۷۰
۶۲۸	قرضہ جات بالعموم بآسانی وصول کرنے چاہئیں	″
۶۲۹	التواء معافی قرضہ تقاوی	۳۷۱
۶۳۰	کارروائی ضابطہ کے متعلق رائے	″
۶۳۱	منظوری تقاوی کا حکم	۳۷۳
۶۳۲	ملاحظہ تعمیرات	″
۶۳۳	ایکٹ نمبر ۱۲ مصدرہ ۱۸۸۴ء	۳۷۴
۶۳۴	مقاصد جن کے لئے قرضہ عطا ہو سکتا ہے	″
۶۳۵	مزارعان نابعرضی کو قرضہ دینا	۳۷۵
۶۳۶	بقایا تقاوی بقایا مالگذاری کے طور پر قابلِ وصول ہے	۳۷۶
۶۳۷	میعاد قرضہ ہائے	″
۶۳۸	سود اور وصولی قرضہ جات	″
۶۳۹	اس ایکٹ کا کیا فائدہ اُٹھایا گیا	″
۶۴۰	تقاوی بغرض خرید تخم و مویشی	۳۷۷
۶۴۱	جن قطعات میں وبائے مویشی پھیلی ہوئی ہو - ان میں قرضہ دینے کے متعلق احتیاط	″
۶۴۲	تقاوی بغرض خرید چارہ	″
۶۴۳	ضابطہ کارروائی میں تعجیل ہونی لازم ہے	۳۷۸
۶۴۴	خاص افسر کی تعیناتی	۳۷۹

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۶۴۵	حکومت ہند کے مزید احکام	۳۸۰
۶۴۶	علاقہ جات غیر محفوظ میں عطیات بغرض امداد کارہائے آبپاشی	"
۶۴۷	قرضہ جات دوران قحط	"
	انیسویں فصل - دیہاتی انجمن ہائے امداد قرضہ باہمی	
۶۴۸	یورپ کے حالات	۳۸۲
۶۴۹	ہندوستان کی مشکلات -	۳۸۳
۶۵۰	امداد قرضہ باہمی کی سفارش ہوئی	۳۸۵
۶۵۱	ایکٹ ہائے ۱۹۰۴ء و ۱۹۱۲ء	۳۸۶
۶۵۲	دیہاتی مسئلہ جیسا کہ اس کی توضیح کمیٹی تحریک امداد نے کی	"
۶۵۳	فوائد جو امداد باہمی سے حاصل ہو سکتے ہیں	۳۸۹
۶۵۴	فوائد جو تحریک امداد باہمی سے مخصوص ہیں -	۳۹۳
۶۵۵	امداد باہمی سے کیا مراد ہے	۳۹۴
۶۵۶	باہمی امداد میں کامیابی کی شرائط	۳۹۵
۶۵۷	پنجاب میں نمونہ انجمن	۳۹۸
۶۵۸	بنک ہائے مرکزی	۳۹۹
۶۵۹	صاحب رجسٹرار اور ان کے فرائض	۴۰۰
۶۶۰	افسران ضلع کی حیثیت	۴۰۳
۶۶۰-الف	سرکاری عملہ کے اہم فرائض	۴۰۵
۶۶۰-ب	تحریک امداد باہمی کو سرکاری امداد	۴۰۶
۶۶۰-ج	سرکار سے قرضہ لے کر زمین رہن رکھنے والے بنک قائم کرنا -	۴۰۷
۶۶۱ لغایت ۶۷۱	منسوخ کئے گئے	
	بیسویں فصل - کورٹ آف وارڈز	
۶۷۲	کورٹ آف وارڈز قائم کرنے کا مدعا	۴۰۸
۶۷۳	بدرویہ یا فضول خرچ زمینداروں کی صورت میں مداخلت ان خاندانوں تک ہی محدود رہنی چاہیئے - جن کو کوئی پولیٹیکل یا معاشرتی اعزاز حاصل ہو	"

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۶۷۴	قانون متعلقہ کورٹ آف وارڈز مندرجہ دفعات ۳۴ لغایت ۳۸ ایکٹ نمبر ۴ مصدرہ ۱۸۷۲ء کے نقائص اور پنجاب ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۰۳ء کی ابتدا سے	۴۰۹
۶۷۵	منسوخ کیا گیا۔	۴۱۰
۶۷۶	صوبہ پنجاب میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر کورٹ آف وارڈز قرار دیئے گئے ہیں	״
۶۷۷	صرف زمیندار ہی وارڈ بنائے جا سکتے ہیں	״
۶۷۸	زمینداروں کے اقسام جو بموجب صاحب فنانشل کمشنر بہادر وارڈ قرار دیئے جا سکتے ہیں	״
۶۷۹	زمینداروں کے اقسام جو بروئے حکم لوکل گورنمنٹ وارڈ قرار دیئے جا سکتے ہیں	۴۱۱
۶۸۰	تحقیقات منجانب صاحب ڈپٹی کمشنر	۴۱۲
۶۸۱	واگذاری اہتمام	״
۶۸۲	تشہیر احکام	״
۶۸۳	احکام دربارہ مالکان مشترک	״
۶۸۴	صرف جائداد ہی کو زیر اہتمام کورٹ آف وارڈز لیا جا سکتا ہے	۴۱۳
۶۸۵	وارڈ کے اختیارات پر قانونی قیود	״
۶۸۶	وارڈ کی ناقابلیتیں جن کا اثر بعد واگذاری بھی قائم رہتا ہے	۴۱۳ و ۴۱۴
۶۸۷	وارڈ کی جائداد کے متعلق کورٹ کے اختیارات	۴۱۴
۶۸۸	وارڈ کی واگذاری یا انتقال کے بعد بھی انتظام قائم رہ سکتا ہے	۴۱۵
۶۸۹	وارڈ کی ذات کے متعلق کورٹ کے اختیارات	״
۶۹۰	قرضہ کی تحقیقات	״
۶۹۱	صاحب ڈپٹی کمشنر کو رقوم واجب الادا کا تصفیہ کر کے تقدیم و تاخیر مطالبہ کا تعین کرنا چاہیئے	۴۱۵ و ۴۱۶
۶۹۲	قرضخواہ کیا کیا چارہ جوئی کر سکتے ہیں	۴۱۶
۶۹۳	تقرر اتالیقان۔ ولیاں و منتظمان	״
۶۹۴	ابتدائی رپورٹ و تجویز انتظام	۴۱۷
۶۹۵	رپٹ کورٹ آف وارڈ	״

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۶۹۶	تعلیم دار و ٹانے	۴۱۸
۶۹۷	ترقیات کے مصارف	۴۱۹
۶۹۸	بیع و رہن اراضیات	۴۲۰
۶۹۹	گورنمنٹ کے پرامیسری نوٹوں کی خرید	۴۲۱
۷۰۰	مزارعان سے سلوک	"
۷۰۱	ہدایات مجریہ ۱۸۳۴ء	۴۲۲
	حصہ ششم - اراضیات سرکار	
	اکیسویں فصل - اراضیات جن میں کاشت ممنوع ہے	
۷۰۲	دیسی حکمراں بنجر اراضیات میں حقوق رکھتے تھے	۴۲۵
۷۰۳	اقسام اراضیات سرکار	۴۲۶
۷۰۴	بلند پہاڑوں کے جنگلات	"
۷۰۵	پہاڑیوں کے جنگلات	"
۷۰۶	میدانی جنگلات اور چراگاہیں	۴۲۷
۷۰۷	ان انتظامیہ اور قانونی تدابیر کا خاکہ کھینچنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو حفاظت جنگلات کی غرض سے اختیار کی گئیں	"
۷۰۸	بورڈ انتظامیہ کی اختیار کردہ تدابیر	۴۲۸
۷۰۹	لارڈ ڈلہوزی کے احکام	۴۳۱
۷۱۰	عام قواعد مصدرہ ۱۸۵۵ء	۴۳۲
۷۱۱	حکومت ہند نے مقامی قواعد وضع کرنے کا حکم دیا	۴۳۳
۷۱۲	قواعد راولپنڈی مصدرہ ۱۸۵۶ء	۴۳۴
۷۱۳	قواعد ہزارہ مصدرہ ۱۸۵۷ء	۴۳۵
۷۱۴	قواعد ہوشیارپور و کانگڑہ	"
۷۱۵	نو برآمدہ اراضیات کو جنگلات کے لئے حاصل کرنا	۴۳۶
۷۱۶	کنزرویٹر جنگلات کی تعیناتی	۴۳۷
۷۱۷	ایکٹ ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء	"
۷۱۸	دفعہ نمبر ۴۴ - ایکٹ نمبر ۴ مصدرہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ قوانین پنجاب)	"
۷۱۹	ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء کی خامیاں	"

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۷۲۰	جنگلات ہزارہ کے آئین	۴۳۸
۷۲۱	ایکٹ جنگلات ہند نمبر ۷ مصدرہ سنہ ۱۸۷۸ء	۴۴۰
۷۲۲	مخصوص لیئے رکھائے ہوئے جنگلات	۴۴۱
۷۲۳	محفوظ جنگلات	〃
۷۲۴	دخل اندازی ان جنگلات میں جو ملکیت سرکار نہیں	۴۴۲
۷۲۵	فاصلہ افتادہ اراضی پر سرکار حقوق رکھتی ہے	۴۴۳
۷۲۶	مشرقی اور اضلاع دامنِ کوہ میں حقوق سرکار سے دست برداری کی گئی۔	〃
۷۲۷	ہوشیار پور میں شوالک پہاڑیاں	۴۴۴
۷۲۸	شوالک پہاڑیوں کے ننگا ہو جانے کا اثر میدانی زمینوں پر	۴۴۵
۷۲۹	مسٹر برانڈرتھ صاحب کا اظہار	〃
۷۳۰	تاخیر عمل کے نتائج	۴۴۸
۷۳۱	ایکٹ محافظتِ زمین (چو) نمبر ۲ مصدرہ سنہ ۱۹۰۰ء	۴۴۹
۷۳۲	ایکٹ مذکور کے مشہور احکام	〃
۷۳۳	زمین زیر آمدہ چو کو ملکیت سرکار قرار دینے کا اختیار	۴۵۱
۷۳۴	جنگلات شاہ پور کنڈھی واقعہ ضلع گورداسپور	〃
۷۳۵	افتادہ اراضیات محفوظ جنگلات قرار دی گئیں	۴۵۲
۷۳۶	سلسلہ کوہ ہمالیہ کے جنگلات	۴۵۳
۷۳۷	غیر مزروعہ اراضیات واقعہ کانگڑہ میں حقوق سرکار	〃
۷۳۸	جنگلات کانگڑہ کا انتظام اوّلین	〃
۷۳۹	سنہ ۱۸۶۸ء میں حدبندی کا حکم دیا گیا	۴۵۴
۷۴۰	جنگلات کو "محفوظ جنگلات" قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا	〃
۷۴۱	بندوبست جنگلات کانگڑہ کی نوعیت	۴۵۵
۷۴۲	کانگڑہ کے راجاؤں کی جاگیرات میں جنگلات	۴۵۶
۷۴۳ الف	جنگلات کلو	〃
۷۴۳ ب	لاہول کے جنگلات	۴۵۷
۷۴۴	شملہ کی پہاڑیوں میں جنگلات	〃
۷۴۵	منسوخ کیا گیا	۴۵۸

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۷۴۶	راولپنڈی کے پہاڑوں میں جنگلات کا انتظام پہلے قانونی بندوبست تک	۴۵۸
۷۴۷	۱۸۸۲ء کے قواعد	۴۵۸-۴۵۹
۷۴۸	۱۸۸۲ء میں صورت حالات کیا تھی	۴۶۰
۷۴۹	بندوبست جنگلات ۸۹-۱۸۸۲ء	۴۶۱
۷۵۰	قواعد درباب حفاظت جنگلات مری وکہوٹہ مجریہ ۱۹۰۳ء	۴۶۲
۷۵۱	منسوخ کیا گیا	۴۶۴
۷۵۲	راولپنڈی اور اٹک کے پہاڑی جنگلات	،،
۷۵۳	جہلم اور شاہ پور کے پہاڑی جنگلات	۴۶۵
۷۵۴	گجرات کے پہاڑی جنگلات	۴۶۶
۷۵۵	پنجاب کے میدانی جنگلات	۴۶۷
۷۵۶	علاقہ جات بار	،،
۷۵۷	علاقہ تھل	،،
۷۵۸-۷۶۰	منسوخ کئے گئے۔	۴۶۹
۷۶۱	پرانے ضلع راولپنڈی کی رکھوکھ	،،
۷۶۲-۷۶۳	منسوخ کئے گئے۔	،،
۷۶۴	لاہور کی رکھوکھ	۴۷۰
۷۶۵	رکھ ہائے بالن محکمہ جنگلات کے زیر اہتمام رکھی گئیں	۴۷۱
۷۶۶	صاحب ڈپٹی کمشنر اور افسر جنگلات کے باہمی تعلقات	۴۷۲
۷۶۷	قواعد دربارہ انتظام ناموسوم جنگلات	۴۷۶
۷۶۸	رکھ ہائے زیر انتظام ضلع کے متعلق انتظامیہ ہدایات	۴۸۳
۷۶۹	ترقی۔	۴۸۵
۷۷۰	جھنگ۔ ملتان اور منٹگمری کے علاقہ جات میں ترقی	۴۸۶
۷۷۱	قواعد مجریہ ۱۸۶۰ء۔ سالانہ پٹہ جات کا طریق	،،
۷۷۲	طریق چک بندی۔	۴۸۷

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۷۷۳	پنجسالہ پٹہ جات کا طریق	۴۸۹
۷۷۴	مقبل میں ترقی	؍؍
۷۷۵	شاہ پور اور لاہور میں ترقی	۴۹۲
۷۷۶	انتظام جنگلات کی حکمتِ عملی قرارداد نمبر ۲۲ - الیف - مؤرخہ ۱۹- اکتوبر ۱۸۹۴ء میں مقرر کی گئی	؍؍

بائیسویں فصل - اراضیات سرکار مخصوصہ برائے توسیع کاشت

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۷۷۶-الف	بنجر اراضیات کو پٹہ پر دینے کے متعلق ابتدائی حکمتِ عملی	۵۰۶
۷۷۷	قواعد دربارہ بیع مجریہ ۱۸۶۳ء و ۱۸۶۵ء	۵۰۷
۷۷۸	قواعد پٹہ داری مجریہ ۱۸۶۸ء	۵۰۸
۷۷۹	قواعد بیع مجریہ ۱۸۷۶ء و ۱۸۸۲ء اور قواعد پٹہ داری مصدرہ ۱۸۸۲ء	؍؍
۷۸۰	۱۸۸۸ء کے قواعد پٹہ داری	۵۰۹
۷۸۱	۱۸۸۵ء کے قواعد بیع	۵۱۰
۷۸۲	۱۸۸۵ء کے قواعد پٹہ داری پر پابندیاں	؍؍
۷۸۳	۱۸۹۷ء کے قواعد پٹہ داری	۵۱۱
۷۸۴	ایک فصل کے پٹہ جات	۵۱۲
۷۸۵	اراضیات سرکار کے دیگر انتقالات	؍؍
۷۸۶	پٹہ داران کا نجی انہار کھودنا	۵۱۴
۷۸۷	ایکٹ انہار خورد پنجاب نمبر ۳ ۱۹۰۵ء	۵۱۵
۷۸۸	نہری نوآبادیات کی تجویز	۵۱۶

تیئیسویں فصل - عدالت ہائے مال و مقدمات مال

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۷۸۹	عدالت مال کی تعریف	۵۱۸
۷۹۰	اس امر کی وجہ کہ بعض دعاوی عدالت ہائے مال میں سماعت	

نمبر صفحہ	عنوان	نمبر فقرہ
۵۱۸	ہونے لازمی ہیں	
"	عدالت ہائے مال کا ضابطہ کارروائی	۷۹۱
۵۱۹	اوقات مختلف میں عدالت ہائے مال کی حدود اختیارات سماعت	۷۹۲
"	عدالت ہائے مال کے قابل سماعت مقدمات	۷۹۳
۵۲۰	بعض معاملات متنازعہ کے انفصال کے لئے فریقین کو عدالتہائے دیوانی میں نالش کرنے کی ہدایت	۷۹۴
۵۲۱	اختیارات ہائیکورٹ دربارہ فیصلہ کرنے تنازعات متعلق اختیار سماعت	۷۹۵
"	نالشات جو بالخصوص صاحب کلکٹر کی قابل سماعت ہیں ۔	۷۹۶
"	مزارعہ وخیلکار کے اضافہ لگان کی نسبت دعاوی	۷۹۷
۵۲۲	غیر معمولی اضافہ کی ممانعت	۷۹۸
"	بعد صدور ڈگری دس سال تک کسی مزید کارروائی اضافہ کی ممانعت ہے	۷۹۹
"	مقدمات قابل سماعت اسسٹنٹ کلکٹران درجہ اول یعنی نالشات استقرار حق وخیلکاری	۸۰۰
۵۲۳	دعاوی دربارہ بیدخلی	۸۰۱
"	نالشات بغرض بیدخلی مزارعہ وخیلکار و مزارعہ جو ایک مدت متعین کے لئے قابض ہو	۸۰۲
۵۲۴	مقدمات تردید اطلاعنامہ بیدخلی	۸۰۳
۵۲۵	دعاوی دربارہ دلاپانے معاوضہ	۸۰۴
"	نالشات بغرض واپس دلاپانے قبضہ	۸۰۵
۵۲۶	نالشات دربارہ تنسیخ انتقالات حق وخیلکاری	۸۰۶
"	دعاوی قابل سماعت اسسٹنٹ کلکٹران درجہ دوئم یعنی مقدمات دربارہ بقایا لگان	۸۰۷
۵۲۸	مقدمات لگان کے لئے میعاد	۸۰۸
۵۲۹	لگان کا معاف کرنا	۸۰۹
"	نالشات زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ دخل رعیتانہ	۸۱۰
"	امانتاً ادخال لگان	۸۱۱

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۸۱۲	لگان کی ڈگریوں کا اجراء	۵۳۰
۸۱۳	حکمنامجات دربارہ گرفتاری مزارعہ یا صاحب زمین پر قیود و بندشیں	
۸۱۴	ضبط انتظامیہ - اپیل و نگرانی	۵۳۱
۸۱۵	× × × × ×	

چوبیسویں فصل متفرق

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۸۱۶	حوادث سماوی کا مشاہدہ اور متعلقہ کوائف	۵۳۲
۸۱۷	رپورٹ ہائے اجناس	۵۳۳
۸۱۸	امتحانات پیداوار	۵۳۴
۸۱۹	نرخ	۵۳۵
۸۲۰	ٹڈی دل	۵۳۷
۸۲۱	فوجوں کی باربرداری اور بہم رسانی رسد کا انتظام	"
۸۲۲	پرورش اسپان - خچران اور مویشیان	۵۳۸
۸۲۳	مویشیوں اور گھوڑوں کے میلے	۵۳۹
۸۲۴	جانوروں کی مشہور وبائی بیماریاں	"
۸۲۵	ضلع میں نصب درختاں	۵۴۱
۸۲۶	منسوخ کیا گیا۔	۰
۸۲۷	ضلعوں میں نصب درختاں کی رفتار ترقی	"
۸۲۸	غیرسرکاری اشخاص کا درخت لگانا	۵۴۲
۸۲۹	سرکاری عملہ کے ذریعہ نصب درختان	"
۸۳۰	حکومت ہند کے احکام	۵۴۴
۸۳۱	معدنیات و کانہائے پتھر	۵۴۸
۸۳۲	دفینہ جات	"
۸۳۳	(۱) پنجاب میں محکمہ ماہی کا انعقاد	"
	(۲) وسعتِ قواعد	۵۴۹
	(۳) لائسنس	۵۵۰
	(۴) شرائط	"
۸۳۴	تحصیلوں۔ ضلعوں اور قسمتوں کی حدود اور تعداد میں تغیر و تبدل	۵۵۱

نمبر فقرہ	عنوان	نمبر صفحہ
۸۳۵	خاکے	۵۵۲
۸۳۶	گزیٹیرز (تواریخ اضلاع)	۵۵۳

ضمیمہ جات

	ضمیمہ اوّل - انتظامیہ ہدایات دربارہ تشخیصہائے خاص زیر دفعہ ۵۹ ایکٹ مالگذاری	۵۵۸
"	دوئم - بندوبست ہائے جنگل	۵۵۹
"	سوئم - (۱) پنجاب میں بنجر اراضیات سرکار کو پٹہ پر دینے کے قواعد۔	۵۷۴
	(۲) بنجر اراضیات سرکار میں عارضی کاشت کے متعلق انتظامیہ ہدایات	۵۹۶
"	چہارم - اراضیات سرکار کے دیگر انتقالات	۵۹۹
"	پنجم - ٹڈی دل کو نابود کرنا۔	۶۰۵

دستور العمل محکمہ مال پنجاب

پہلی فصل

تمہیدی

مالیۂ اراضی کوئی محصول نہیں ہے۔ بلکہ بمنزلہ لگان واجب الادائے گورنمنٹ ہے

۱۔ اس کتاب کی طبع اول میں بحث کی گئی تھی۔ کہ مالیۂ اراضی کوئی محصول نہیں ہے۔ بلکہ بمنزلہ لگان ہے۔ ہدایت نامہ بندوبست طبع چہارم کے ابتدائی فقرات میں بھی یہی نظریہ برقرار رکھا گیا ہے۔ اس موضوع پر جو طویل مباحثے ہو چکے ہیں۔ اُن کا خلاصہ درج کرنے کے لئے یہ جگہ موزون نہیں ہے۔ اس مسئلہ پر انڈین ٹیکسیشن انکوائری کمیٹی سمہ ۱۹۲۶ء (تحقیقاتی کمیٹی دربارہ محصول ہائے ہند) بھی بڑی احتیاط سے چھان بین کرنے کے باوجود کسی آخری متفقہ نتیجہ پر نہ پہنچ سکی۔ اس کمیٹی نے لکھا[۱] ہے۔ کہ "پرانے زمانہ کی ہندو ریاست کے انتظام مالیات کا نقشہ جو منو نے پیش کیا ہے۔ اس کے مطابق ملک کی مجموعی پیداوار اراضی میں حکومت حصہ دار تھی۔ اور یہی ریاست کی آمدن کا سب سے بڑا ذریعہ تھا۔ یہ حصہ اراضی کی حیثیت اور کاشتکاری کی محنت کے مطابق مختلف تھا۔ اور متوسط سالوں میں عموماً $\frac{1}{12}$ سے لیکر $\frac{1}{6}$ حصہ کے مابین ہوتا تھا۔ مگر لڑائی یا دیگر ملکی مصائب کے ایام میں ایک چوتھائی تک بھی بڑھا دیا جاتا تھا مالیہ اراضی اصل کاشتکاروں سے فرداً فرداً وصول کرنے کی بجائے تمام

۱؎ رپورٹ کمیٹی کا فقرہ ۵۳ دیکھو۔

جماعت سے بہ نمائندگی ایک سرکردہ (نمبردار) کے وصول کیا جاتا۔ . . . . . . مسلمانوں کے عہد میں ابتداءً حکومت کا وہ حصہ پیداوار جو ہندو راجگان وصول کیا کرتے تھے۔ مفتوحہ ممالک کی اراضیات پر بصورت خراج وصول کیا گیا۔ مگر حصہ پہلے سے زیادہ تھا ؂ کمیٹی اس نتیجہ پر پہنچی۔ کہ مالیہ اراضی اب مجموعی پیداوار کا حصہ نہیں رہا۔ . . . . کہ پنجاب میں . . . . . . مطالبہ سرکار کہنے کو تو اقتصادی لگان پر مبنی ہے۔ مگر عملی طور پر دیگر کئی امورات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ . . . . "ہندوؤں اور مسلمانوں کے عہد میں بھی حکومت نے کبھی زمین کی کلی ملکیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ شخصی حقوق کو صریحاً تسلیم کیا"[1]

کمیٹی کی عام رائے یہ تھی۔ کہ بعض حالات میں مالیہ اراضی صاف طور پر بشکل لگان تھا۔ مگر بعض حالتوں میں اس رائے کو برقرار رکھنا بہت مشکل ہے۔ اس صوبہ میں یہ نظریہ (تھیوری) بدستور قائم ہے۔ کہ مالیۂ اراضی بمنزلہ لگان ہے۔ جو سرکار بحیثیت مالک اعلیٰ وصول کرتی ہے۔

۳۔ جس افسر کو وصولی مالگذاری کا کام تفویض کیا جاتا ہے۔ اس کے فرائض محض تحصیل لگان تک ہی محدود نہیں ہوتے۔ بالخصوص پنجاب جیسے صوبہ جات میں جہاں مطالبہ ایک خاص میعاد کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ اور جہاں سرکار کو ترقی اراضی میں براہ راست و بلا واسطہ غرض ہوتی ہے افسر مذکور کی حیثیت ایک بڑے زمیندار کے کاردار کی سی ہوتی ہے۔ اور اس کا فرض ہوتا ہے۔ کہ اپنے منصب کا پاس رکھے اور اراضی کے متعلق جو حقوق اس کے آقا نے لوگوں کو عطا کئے یا بحال رکھے ہوں ان کو دوسرے اشخاص کی دست برد و غصب سے بچائے۔ جہاں تشخیص مالگذاری محض ایک خاص میعاد کے لئے مقرر کی گئی ہو۔ افسر مذکور کا کام صرف تحصیل مالیہ ہی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کو لازم ہے۔ کہ وہ ایسے وقت کو بھی مدنظر رکھے۔ جب مطالبہ مالگذاری کی ترمیم کی جائیگی۔ اس غرض کے لئے اسے چاہیئے۔ کہ نقشہ جات کو الف ملکی کے لئے مصالح جمع کرکے باقاعدہ اندراج کرتا رہے۔ تاکہ مطالبہ مذکور کی مناسب مکرر تشخیص میں سہولت ہو۔ جہاں تک ہوسکے اسے لازم ہے کہ فصلوں کو ایسے نقصان دہ اسباب سے محفوظ رکھنے میں ساعی رہے۔ جن کا دفعیہ کسی حد تک انسان کرسکتا ہے۔ نیز متوسط سالوں میں اس کو ان سنگین تر قدرتی آفات کے لئے مقابلہ کرنے کے لئے تیاری کرنی

صاحب کلکٹر بحیثیت مہتمم اراضی

[1] رپورٹ کمیٹی کا فقرہ ۸۰ دیکھو۔

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۸۹ - ایل - اے - ایم - لاہور مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۴۱ء

دستور العمل صیغہ مال پنجاب

فصل ۱ - فقرہ ۲ - صفحہ ۳ -

پہلی سطر میں الفاظ "جن سے خوراک کا شدید اور عالمگیر قحط وقوع میں آتا ہے" کے بعد مندرجہ ذیل ایزاد کرو :-

"خاصکر صاحب کلکٹر کے واسطے لازمی ہے کہ وہ اپنے ضلع کی زمین کی حفاظت کرنے اور اسکی زرخیزی کو قائم رکھنے کی تا حد امکان کوشش کرے - زمین کی زرخیزی اوپر کی سطح میں ہوتی ہے - لیکن پنجاب کے اکثر حصص میں ڈھلوان جگہ سے خاصکر کوہ ہمالیہ سے ملحقہ اضلاع اور سالٹ رینج میں زرخیزی بوجہ بردی جلدی ضائع ہو رہی ہے - طویل عرصہ کی خشک سالی - گھاس اُگنے کی قلیل مدت اور پنجاب کی مخصوص طوفانی بارشوں کی زیادتی سے بردی کو مدد ملتی ہے - چرائی کو ضبط میں لانے سے غیر مزروعہ اراضی میں درختوں کو گرانے اور کانٹ چھانٹ کرنے - پشتہ جات بنانے اور جہاں ضرورت ہو مزروعہ اراضی کو تہ بہ تہ بنانے سے زمین کی حفاظت عمل میں لائی جاتی ہے - ہل چلانے کھاد ڈالنے کاشت کرنے گوڈنے - نلائی کرنے - زمین کو اُفتادہ رکھنے اور فصلوں کے موزوں ہیر پھیر سے زمین کی زرخیزی قائم رکھی جاتی ہے - کسان کا یہ فرضِ اولیں ہے کہ وہ اپنی زمین کو اچھی حالت میں رکھے - اس کے محفوظ رہنے کا تیقن کرے - اور اگر ممکن ہو تو اسکی زرخیزی کو بڑھائے - یہ کام لائق کسان کرتے ہیں لیکن بہت اپنی زمین کو خراب ہو جانے دیتے ہیں

ارضی حکمت عملی کا مدعا آدمیوں اور انکے حیوانات اور زمین کا حقیقی اختلاط یا مستقل طور پر لگاؤ ہے - یہ غلط طریقہ ہے کہ آدمی سستی کے ساتھ کاشت کرنے زیادہ چرائی یا اردگرد کی نباتات سے فائدہ اٹھانے سے اپنی زمین کو یا پڑوسیوں کے کھاتہ جات کی استواری کو خطرہ میں ڈال دے - یہ اس کا فرض ہے کہ اپنے جانشین کو زمین عمدہ حالت میں دے - اس لئے یہ لازمی امر ہے کہ صاحب کلکٹر حقداران اراضی کے اپنی زمین کی زرخیزی کو قائم رکھنے، زمین کی اوپر والی قیمتی سطح کو محفوظ رکھنے اور اپنے اپنے محالات کو ترقی دینے کی ہر کوشش میں امداد اور حوصلہ افزائی کرے - علاوہ ازیں یہ ضروری ہے کہ صاحب کلکٹر محکمہ جات جنگل - زراعت - وٹرنیری - اور امداد باہمی کے ساتھ اشتراک عمل سے ایسے ذرائع تجویز کریں جس سے تمام ضلع میں بردی کے خطرہ کو روک دیا جائے -

چاہیئے۔ جن سے خوراک کا شدید اور عالمگیر قحط وقوع میں آتا ہے۔ افسر مذکور کے لئے لازمی ہے کہ اُن تمام کوششوں میں جو قابضان حقوق اپنی حقیت کی ترقی کے لئے کریں۔ وہ اُن کا معاون ہو کر اُن کی حوصلہ افزائی کرے۔

پنجاب کے بہت سے حصص میں سرکار کے حقوق ملکیت اراضی نہ صرف شاہی حقوق تک محدود ہیں۔ بلکہ وہ ایک بھاری جزو اراضی کی واحد اور کُلی مالک بھی ہے اس لئے سرکار کے مقامی نائب کا فرض ہے۔ کہ اس جائداد کا اس طرح اہتمام کرے کہ اس سے حکمران کو بھی فائدہ ہو اور ساتھ ہی اس کے رعایا کے حق میں بھی سودمند ہو جس کی مرفہ الحالی ایک مہذب اور شائستہ گورنمنٹ کا سب سے پہلا مقصد ہونا چاہیئے۔

موضوع کتاب

۳۔ دستور العمل ہذا کا اصلی مدعا اس امر کی صراحت کرنا ہے۔ کہ صاحب ضلع ان مختلف لوازمات مندرجہ صدر کو کیونکر عمدگی سے انجام دے سکتے ہیں بحیثیت رونیو افسر صاحب موصوف قانونی طور پر کلکٹر کے نام سے موسوم ہیں۔ لیکن اس کتاب میں اُن کے لئے عموماً زیادہ مشہور و عام فہم لقب "ڈپٹی کمشنر" استعمال کیا جائیگا۔ صاحب ممدوح کے لوازم منصبی حسب ذیل متعدد حیثیتوں میں بیان کئے جائیں گے۔ جن میں وہ کاربند ہوتے ہیں:۔

۱۔ تحریر کنندہ نقشہ جات زراعتی

۲۔ محافظ و درج کنندہ حقوق رعایا متعلقہ زمین

۳۔ تحصیل کنندہ مالگذاری

۴۔ معاون استحکام و ترقی جائداد زرعی۔

۵۔ تحویلدار جائداد سرکار۔

۶۔ پنج مابین صاحبان زمین و مزارعان۔

اس اعلیٰ افسر ضلع کو اور بھی بہت سے اہم فرائض انجام دینے پڑتے ہیں۔ لیکن وہ اس کتاب کے موضوع سے خارج از بحث ہیں۔ کیونکہ اس کی غرض تحریر صاحب موصوف کے فرائض متعلقہ انتظام اراضی تک ہی محدود ہے۔

حصّۂ اوّل

مالکانِ اراضی ، مزارعان و مفوّض الیہم

دوسری فصل

مالکان اراضی ومزارعان

۴ - محکمہ مال کے کارپردازوں اور ناظموں کا تذکرہ کرنے سے پیشتر یہ بہتر ہوگا - کہ زراعت پیشہ جماعتوں کا کچھ حال بیان کیا جائے - جن کے فائدہ کے لئے خصوصاً یہ محکمہ مال قائم ہوا - یہ فرض کرلیا جاتا ہے - کہ اس کتاب کے مطالعہ کرنے والے ہدایت نامہ بندوبست کے اُن ابواب سے واقف ہیں - جن میں "نوعیت وحقوق مالکان" اور "حقوق مزارعان" پر بحث کی گئی ہے[۱] - اراضیات دیہات سے متعلقہ قانون حق شفع کی اور نیز اُس بھاری تبدیلی کی مختصر کیفیت کو جو ایکٹ انتقال اراضی پنجاب نمبر ۱۳ مصدرہ سنہ ۱۹۰۰ء کے اجراء سے زمیندار[۲] مالکوں کی حیثیت میں واقع ہوئی - حقوق مالکان کے تذکرہ میں ضمناً شامل کرکے پڑھنا مفید ہوگا -

دیہاتی جماعتیں

۵ - درحقیقت پنجاب ایک زراعتی ملک ہے - جس کا نصف رقبہ چھوٹے چھوٹے دیہاتی زمیندار خود کرتے ہیں - اکثر اضلاع میں چند بڑے بڑے مالکان ہیں - مگر تمام صوبہ میں اڑھائی ہزار سے زیادہ ایسے مالکان نہیں - جو مبلغ پانچ صدروپیہ سے زائد مالگزاری ادا کرتے ہوں - بالا وسط میدانی

پنجاب کاشتکار مالکوں کا ملک ہے

---

[۱] دیکھو فصل آٹھویں اور نویں ہدایت نامہ بندوبست - اگر کتاب موسومہ رواج اقوام پنجاب طبع چہارم مؤلفہ مسٹر رو مسٹر راٹیگن کو فصل اوّل الذکر کے ساتھ ضمناً لاکر پڑھا جائے - تو بہت مفید ہوگا - بابت دیگر فرقہ ہائے مثلاً غلہ فروشان - دستکاران وکمین جو جماعت دیہہ میں پائے جاتے ہیں - دیکھو فقرات ۱۳۰ - ۳۳۸ - ۳۹۰ - اور دربارہ لگان دیکھو فقرات ۳۱۱ - ۳۱۲ - ۳۲۲ - ۳۳۹ - ۳۴۴ - ۳۵۵ ہدایت نامہ بندوبست طبع چہارم +

[۲] نوٹ مترجم - افراد اقوام زراعت پیشہ کیلئے لفظ "زمیندار" فقرہ ۲ چٹھی گشتی نمبر ۱۴۸ ۳۴ مورخہ ۵ جون سنہ ۱۹۰۱ء مجریہ محکمہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر میں اصطلاحاً استعمال کیا گیا ہے - اس لئے اس فصل میں یہ اصطلاح انہی معنوں میں لیگئی ہے +

حصہ پنجاب میں ایک کھاتہ ملکیتی کی وسعت دس ایکڑ سے اور پہاڑی علاقہ میں تین ایکڑ سے کم ہے۔ پنجاب کی آبادی کا زیادہ حصہ مالکان اراضی اور اُن کے متعلقین ہیں ان لوگوں کی طمانیت اور خوشحالی کا فکر والیان ملک کو سب سے مقدم اور ضروری ہونا چاہیئے ۔

بوجہ تقسیم کھاتہ جات و بیدخلی منجانب ساہوکاران جماعت کاشتکاران کا معرض خطر میں ہونا

۶ - کاشتکار مالکوں کی قلیل المقدار حقیت قائم رکھنے کے لئے دو اہم تمدنی خطروں کا سامنا ہے - اوّلاً یہ کہ کثیر التعداد کھاتہ جات ملکیتی وسعت رقبہ میں اُس مقدار سے کم ہو رہے ہیں۔ جس کی پیداوار سے ایک خاندان آسائش کے ساتھ گذارہ کر سکے - یہ صورت قانون وراثت کے باعث پیدا ہو رہی ہے - جس کے رُو سے باپ کی وفات پر ہر ایک بیٹا حدّی ترکہ سے مساوی حصہ پاتا ہے - اس قانون وراثت کے نتائج کی تشریح میں مبالغہ کرنا آسان ہے - مگر اکثر چھوٹے چھوٹے مالکان مزید اراضیات لگان پر لے لیتے ہیں - پر جس علاقہ میں ذرائع معاش کم ہیں - وہاں زوجہ کا میسّر آنا مشکل ہو جاتا ہے - قانون وراثت میں مداخلت کرنے کی ناپسندیدہ تدبیر کے علاوہ بعض دیگر اسباب بھی موجود ہیں - جن سے کثرت آبادی کی خرابی کا تدارک ہو رہا ہے - اُن میں سے ایک تو یہ ہے - کہ چند سالوں سے بڑے بڑے سرکاری قطعات اراضی میں جو جدید نہریں جاری ہونے کے باعث قابل کاشت ہو گئے ہیں - نئی آبادی ہو رہی ہے - اور شہروں میں صنعت و حرفت میں ترقی ہونا دوسرا علاج ہے - جس سے آئندہ بہت فائدہ کی اُمید ہو سکتی ہے ۔

دوسرا اور سخت تر خطرہ یہ تھا - کہ رہن و بیع کے ذریعہ سے زمین ان اشخاص کے پاس منتقل[1] ہو رہی تھی - جن کا معیار زندگی انہیں اپنے ہاتھ سے کاشت کرنے سے روکتا ہے -

مضمون زیر بحث پر اختلاف رائے

۷ - صوبہ پنجاب کے ابتدائی ناظموں نے اس امر کو پورے طور پر تسلیم کیا ہوا تھا - کہ سوسائٹی کے قدیمی ڈھانچ کو قائم اور اراضی پر اُن اقوام کا قبضہ برقرار رکھنے میں جو ہماری آمد کے وقت قابض تھے - سیاسی فائدہ ہے پھر ایک ایسا وقت آیا - جس میں اس مقصد کی اہمیت کا خیال گم ہو گیا - اور اس غرض کے پورا ہونے کے امکان سے انکار ہونے لگا - بعدہٗ ایسا زمانہ آیا - جس میں

[1] اس مضمون کے متعلق دیکھو ہدایت نامہ بندوبست طبع چہارم کے فقرات ۳۷۹ لغایت ۳۸۱ و ۴۰۰ لغایت ۴۰۶ ۔

اس صوبہ کے ابتدائی فرمانرواؤں کے خیال کی تائید میں اصلی مالکوں کی بیدخلی ویسی ہی تنفر کی نگاہ سے دیکھی جانے لگی - اور یہ رائے قائم ہوئی - کہ اس میں نہ صرف سیاسی نقصان ہے بلکہ تمدنی خطرہ بھی ہے - اور زمانہ حال میں بھی یہ خیال غالب ہے - ان حیرت انگیز اصولی اختلافات کے اسباب تاریخ مالگذاری پنجاب کا ایک عجیب جزو ہیں - اور حق شفع اور قیود انتقال اراضی کے متعلق قانون نافذالوقت کی تشریح کرنے سے پہلے ان اسباب کا مختصر تذکرہ مناسب معلوم ہوتا ہے -

تدابیر استحکام جماعت دیہ کے متعلق ابتدائی منتظمان کی طرف سے معذرت

۸ - اس معاملہ کے متعلق ہم کو دوسرے صوبوں میں کافی تجربہ حاصل ہو چکا تھا اور اس کی بناپر الحاق پنجاب کے بعد جلد ہی ایسی تدابیر عمل میں لائی گئیں - جن سے اجنبیوں کو بذریعہ خریدار اضی دیہاتی جماعتوں میں دخیل ہونے سے روکا جاسکے - لیکن اس بارہ میں بعض قابل افسروں کی رائے تھی کہ یہ تدابیر تمدنی نقص سے خالی نہیں ہیں - اور دولتمند اشخاص کے سرمایہ کے ذریعہ زراعتی ترقی کی جو امیدیں ہو سکتی ہیں - محض انتظام سیاسی کے استحکام کے لئے اُن کا خون کیا جارہا ہے - مسٹر منٹگمری صاحب بہادر کو بھی اپنی شرح مجموعہ قوانین دیوانی پنجاب میں مسئلہ جواز قانون شفع کے متعلق معذرت کرنی پڑی - بعد ازاں مسٹر کسٹ نے اپنی کتاب دستور العمل مالگذاری میں اظہار فرمایا - کہ "یہ اصول (حق شفع) تمدنی دلائل پر مبنی نہیں ہے بلکہ محض معاشرت عامہ وسیاسی اغراض کے لئے قائم رکھا گیا ہے[۵۱]" اور اُنہوں نے بلاتاسف اُس زمانہ آیندہ کا نقشہ کھینچا "جب موجودہ دیہاتی جماعتیں رفتہ رفتہ معدوم ہو جائینگی - اور ان کی بجائے ایک جدید طریق تقسیم اراضی جو بلحاظ ملکی حالات موزوں تر ہو قائم ہو جائیگا[۵۲]"

اسباب کثرت انتقالات

۹ - جب ۱۸۶۶ء میں مجموعہ ضابطہ دیوانی اس صوبہ میں نافذ ہوا - اور لاہور میں عدالت عالیہ چیف کورٹ قائم ہوئی - تو نتیجہ یہ ہوا - کہ پنجاب کا مروجہ قانون اور ضابطہ پرانے صوبوں کے مروجہ قانون اور ضابطہ کے مطابق و متشابہ بن گیا - اس سے اس طرز خیال کو اور بھی تقویت ہوئی - کہ انتقال جائداد کے غیر محدود اختیارات حقوق ملکیت کا ضروری خاصہ اور تمدنی ترقی کا لوازمہ ہیں - تقریباً انہی ایام میں مالیہ اراضی کے تعین اور اعتدال نے زمین کو دلکش جائداد بنانا شروع کر دیا - حقوق کی پوری توضیح ہو گئی تھی - اور مطالبہ سرکاری

---

[۵۱] دیکھو صفحہ ۲۸ دستور العمل مالگذاری مرتبہ مسٹر کسٹ *

[۵۲] دیکھو دستور العمل مالگذاری مؤلفہ مسٹر کسٹ صفحہ جات ۲۹ و ۳۰ *

سے کے اعتدال کی وجہ سے حقوق ملکیت ذریعہ آمدن بن گئے - کاشتکار مالکوں کا اعتبار اور ساکھ بڑھ گئی اور اجناس - مویشی اور زیورات کی کفالت پر خفیف رقموں میں قرضہ لینے کے پرانے طریق کی بجائے کفالت اراضی پر بھاری رقومات کے قرضہ لینے کا عمل جاری ہو گیا -

کثرت انتقالات مفید یا کم از کم لازمی تصور ہوتے

۱۰ - ساہوکاروں کے پاس اراضی کا بیع و رہن ہونا دیہاتی زندگی کا معمولی خاصہ بن گیا - ابتدائً یہ عمل بے خطر معلوم ہوتا رہا - اور بعض لوگ تو اس کو پورے اطمینان کی نگاہ سے دیکھتے رہے - بلکہ یہ کہا جاتا تھا - کہ متموّل اشخاص کے سرمایہ کو ترقی اراضی پر لگانے سے ملک کے ذرائع آمدنی میں ترقی ہوگی اور وہ لوگ بھی جو اس روش کو پسند نہیں کرتے تھے - اسے قانونِ تمدنی کا ناگزیر نتیجہ خیال کرنے لگے -

آزادیٔ انتقال کے مخالف رائے

۱۱ - جوں جوں زمانہ گذرتا گیا یہ ثابت ہوتا گیا - کہ ہر پنجسال میں ہر جگہ انتقال اراضی کی رفتار بہت بڑھ رہی ہے - اور بعض حصص ملک میں تو بڑا بھاری رقبہ ابتدائی مالکوں کے ہاتھوں سے نکل چکا ہے - پرانی زمیندار اقوام کی بیدخلی سے جن معاشرتی اور سیاسی خرابیوں کے پیدا ہونے کا اندیشہ تھا - بڑے زور سے محسوس ہونے لگیں - اس صورت میں خاموشی سے اظہار رضامندی کرنا دن بدن زیادہ مشکل ہوتا گیا - اور اس کو ناگزیر تصور کرنے کا خیال رفع ہو گیا - بلکہ یہ خیال پیدا ہونے لگا - کہ تمدنی قوانین جن کی تعبیر انگریز مدبروں نے اعلیٰ درجہ کی قابلیت سے کی ہوئی تھی - ہر ملک و ہر طبقہ سوسائٹی پر بدرجہ مساوات اطلاق پذیر نہیں ہیں - یہ توقع کہ جدید مالکان و مرتہنان زراعتی ترقی کی طرف زیادہ مائل ہوں گے - تجربہ سے غلط ثابت ہوئی - اور اُن میں سے بہت تھوڑے ایسے نکلے - جو محض لگان وصول کنندگان سے بہتر تصور کئے جاسکتے ہیں - ایسی صورت میں اُن کے مزارعوں سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی تھی - کہ وہ کاشت اراضی میں اور اُس کی قدم بقدم ترقی حیثیت میں کاشتکار مالکوں کی طرح سرگرمی سے کوشش و محنت کریں گے -

وجوہات تبدل آرائے

۱۲ - سر ہنری مین کی کتابوں کے مطالعہ سے ابتدائی رواجوں کی نسبت شوق پیدا ہو گیا تھا - اور ہندوستان میں ان کے قیام و وجود کے مابین ثبوت نے اس شوق کو اور بھی اُبھارا - اور اس سے عام رجحان ان رواجوں کے استحکام کی طرف ہو گیا - صاحبان مہتمم بندوبست نے جب رواجی قانون

کے مجموعے بنائے۔ تو اس سے یقینی طور پر ثابت ہوا کہ جدید مغربی قسم کے حقوق ملکیت کا خیال دیہاتی لوگوں کے بالکل متناقض تھا۔ و نیز یہ ظاہر ہوا۔ کہ ہندوستانیوں کے نقطۂ خیال سے ملکیت اراضی تمام خاندان نہ کہ کسی فرد واحد سے وابستہ ہے۔ اور مالکِ موجودالوقت کو یہ اختیار نہیں۔ کہ اپنی مرضی سے جس طرح یا جس کے پاس چاہے اُسے منتقل کرے +

۱۳۔ مرقوم الصدر اصول کا عدالہائے دیوانی پر حملہ ہوگیا۔ کیونکہ وہ بمنشائے

عدالہائے دیوانی کا محدود ملکیت کے اصول کو تسلیم کرنا

دفعہ ۵۔ ایکٹ قوانین پنجاب اس امر کی پابند ہیں۔ کہ حقوق وراثت۔ تبنیت اور ہبہ کا فیصلہ اولاً رواج پر کریں۔ اور ۱۸۷۰ء سے لے کر چیفکورٹ کے مسلسل فیصلہ جات دربارۂ اختیارات مالکان لاولد نسبت بیع۔ رہن۔ تبنیت۔ ہبہ و شفیع اسی اصول پر مبنی ہیں[ف]۔ گو یہ فیصلہ جات بہت مفید تھے۔ لیکن اکثر مالکانِ اراضی کے عمل کو روکنے میں کامیاب نہ ہوئے۔ اور نہ ہی ان سے گورنمنٹ کی اہم مشکلات میں تخفیف ہوئی۔

۱۴۔ آخر کار یہ تسلیم کیا گیا۔ کہ یہ نقص کاشتکار مالکوں کے اعتبار اور ساکھ

اعتبار اور ساکھ کے محدود کرنے کی ضرورت ایکٹ انتقال اراضی کی اصلی بنیاد تھی

کے غیر معمولی طور پر بڑھ جانے سے پیدا ہوتا ہے اور اس کے انسداد کی اُمید محض اسی میں ہے۔ کہ بیع و رہن اراضی پر قانونی قیود لگانے سے ان کے اختیار حصول قرضہ کو کم کر دیا جائے۔ ایکٹ انتقال اراضی پنجاب (نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء) جس کے احکام ابھی بیان کئے جائینگے۔ اسی اصول پر مبنی رکھا گیا +

۱۵۔ جو تجاویز مالکان اراضی کے بچاؤ کے لئے پنجاب میں مختلف اوقات پر عمل

باقسام تدابیر جو مالکان کے بچاؤ کیلئے مختلف اوقات پر عمل میں لائی گئیں

میں لائی گئیں۔ وہ حسب ذیل ضمنوں پر مشتمل ہیں۔

(الف) رواج شفع کا نفاذ بذریعہ قانون +

(ب) اقوام زراعت پیشہ کے اختیار انتقال پر قیود +

(ج) اجرائے ڈگری میں اراضی یا دیگر جائداد اشخاص زراعت پیشہ کا نیلام سے استثناء +

۱۶۔ قانون شفع کی حقیقت کتاب "رواج اقوام پنجاب" میں واضح طور پر حسب ذیل

نوعیت حق شفع

پیرایہ میں بیان کی گئی ہے "عام طور پر خیال کیا جاتا ہے۔ کہ حق شفع قومی

[ف] دیکھو باب سوم "رواج اقوام پنجاب" مرتبہ مسٹر راٹیگن +

رواج نہیں ہے۔ بلکہ ایک ایسا رواج ہے۔ جس کا اثر ہر گاؤں کے اندر ہی محدود رہتا ہے اور اس کا ماخذ شرع محمدی ہے۔ میری رائے میں یہ خیال بالکل غلط ہے۔ دراصل شفع اُن عام اصولوں کا نتیجہ ہے۔ جن پر حق وراثت اور اختیار انتقال اراضی بنی ہیں۔ ان امور میں عام طور پر موجودہ قابض جائداد کو اپنے جدی ورثا کی اُس جماعت کی رائے کا پابند رہنا پڑتا ہے۔ جو اُس کے ترکہ میں حقدار ہوتے ہیں۔ جب ایک قابض اپنے ذاتی فائدہ کے لئے بذریعہ تبنیت۔ ہبہ۔ یا بیع کوئی انتقال کرے۔ تو عموماً ورثا اس امر کے مجاز ہوتے ہیں۔ کہ اسے قطعاً روک دیں۔ اس لئے یہ ایک قدرتی اصول ہو گا کہ جب کوئی مالک ضرورتاً فروختِ اراضی پر مجبور ہو تو ورثا کو مطلوبہ رقم پیش کرنے کا موقع دیا جائے۔ تاکہ وہ ایسی جائداد کو بچا سکیں جو فی الحقیقت ان کی ملکیت تصور ہوتی[۱] ہے۔

ابتدائی احکام مندرجہ مجموعہ ضابطہ دیوانی پنجاب وغیرہ

۱۷۔ پنجاب کے ابتدائی ناظم صوبجاتِ متحدہ سے اس بات کا علم ساتھ لئے ہوئے آئے تھے۔ کہ دیہاتی جماعتوں میں حق شفع کا رواج موجود ہے۔ ۱۸۵۲ء میں بورڈ انتظامیہ نے ایک سرکلر (نمبر ۲۸ ۱۸۵۲ء) جاری کیا۔ جس میں یہ قید رکھی گئی۔ کہ جب کوئی مالک اراضی اپنا حصہ فروخت کرنے پر آمادہ ہو۔ تو اس کو چاہیے۔ کہ ابتداءً تمام جماعت دیہی یا کسی شریک کو ایسی واجبی قیمت پر جو باہمی سمجھوتہ سے قرار پاتے۔ خرید کا موقعہ دے۔ اور اگر باہمی رضامندی سے قیمت کا فیصلہ نہ ہو سکے۔ تو ریونیو افسر کو معہ تین اور ثالثوں کے مناسب قیمت تعین کرنی چاہیے۔ دو سال بعد یہی ہدایت ایک مکمل پیرایہ میں مجموعہ قوانین دیوانی پنجاب کے باب سیزدہم میں داخل کی گئی۔ اس میں یہ قرار دیا گیا۔ کہ حق شفع دیہات کی زرعی اراضی پر و نیز دیہات و قصبات کی سکنی اراضی پر جو زیر قبضہ شرکائے دیہہ ہو حاوی ہو گا۔ اور نیز تمام معاہدہ ہائے بیع۔ انتقالات بذریعہ نیلام بعلت اجرائے ڈگری اور ہبیات رہن پر اطلاق پذیر ہو گا۔ اگر مالکوں میں سے کوئی شخص خرید پر آمادہ نہ ہو۔ تو موروثی مزارعان (اگر کوئی ہوں) اس حق سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ اگر قیمت اراضی کی نسبت کوئی تنازعہ اُٹھے تو اس کے فیصلہ کا ایک ایسی کمیٹی کو اختیار دیا گیا تھا۔ جو حکام مال مقرر کرتے تھے۔ مقدماتِ شفع عدالتہائے دیوانی میں رجوع ہوتے تھے۔ لیکن جب قیمت کا

---

[۱] صفحات ۸۲۔ ۸۳ "رواج اقوام پنجاب" مؤلفہ مسٹر روورٹیگن

یا مختلف دعویداروں کے درمیان فوقیت شفع کا تنازعہ ہوتا تھا۔ تو ان امور کا فیصلہ افسرانِ مال کے سپرد کیا جاتا تھا۔ دیہاتی جماعتوں کا اجماع قائم رکھنے کی غرض سے سنہ ۱۸۵۶ء میں چیف کمشنر صاحب بہادر نے رہن باقبضہ پر بھی حق شفع حاوی کر دیا۔[۱]

اندراجات واجب العرض دیہہ

۱۸۔ قبل از نفاذ ایکٹ قوانین پنجاب (نمبر ۴ سنہ ۱۸۷۲ء) جس قدر بندوبست ہوئے۔ اُن میں یہ قاعدہ تھا۔ کہ تمام رواجات متعلقہ شفع واجب العرض دیہی میں درج کئے جاتے تھے۔ تقریباً تمام پُرانی واجب العرضوں میں یہ شرط موجود تھی۔ کہ اوّلاً یہ حق قریبی یا دیگر جدی وارثوں کو اور ثانیاً باستثنائے اشخاص اجنبی جماعت دیہہ کے جملہ افراد کو پہنچتا ہے[۲]

حقوق عدالتہائے دیوانی نے محدود کئے

۱۹۔ چیف کورٹ کے دو ابتدائی فیصلوں کے باعث حق شفع کی بہت سی وُقعت جاتی رہی۔ عدالتِ عالیہ نے قرار دیا۔ کہ بجز اس صورت کے کہ واجب العرض میں اس کے برعکس کوئی شرط درج ہو شفع کا اطلاق رہن باقبضہ پر نہیں ہو گا[۳]۔ اور نیز یہ قرار دیا کہ ایک ایسا شخص جو بذریعہ خرید کسی جماعت دیہہ میں داخل ہو چکا ہو۔ خواہ وہ بالکل ہی اجنبی اور سخت مخالف ہی کیوں نہ ہو۔ شفع کا ویسا ہی حقدار ہے۔ جیسا کہ اصلی جماعت دیہی کا ہر فرد سمجھا جاتا ہے[۴]

احکام ایکٹ قوانین پنجاب نمبر ۴ سنہ ۱۸۷۲ء

۲۰۔ بدقسمتی سے ایکٹ قوانین پنجاب (نمبر ۴ سنہ ۱۸۷۲ء) کی ان دفعات میں جن میں قانون حق شفع کا ذکر ہے۔ معاہدہ ہائے قابلِ اطلاق کی بابت ایسی ہی قیود اور اشخاص مستحق استفادہ کی نسبت ویسی ہی رعائتیں قائم رکھی گئیں۔ اس ایکٹ میں جیسے کہ اس کی ترمیم بروئے ایکٹ نمبر ۱۲ سنہ ۱۸۷۸ء عمل میں آئی درج ہے۔ کہ یہ حق جملہ انتقالات دوامی پر خواہ وہ بعلّت ڈگری ہوں یا اور نہج پر ہوں۔ ونیز بیعبات رہن کی صورت میں بھی پیدا ہوتا ہے[۵]۔ اور بشرطیکہ اس کے خلاف کوئی رواج یا معاہدہ موجود نہ ہو۔ ہر ایک جماعت دیہہ میں قائم سمجھا جائے گا۔

---

[۱] سرکلر نمبر ۱۴ سنہ ۱۸۵۶ء مجریہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر۔

[۲] صفحہ ۹۳ "رواج اقوام پنجاب" مؤلفہ مسٹر روو راٹیگن صاحبان۔

[۳] نمبر ۲ پنجاب ریکارڈ مقدمہ نمبر ۷۸۔

[۴] نمبر ۴ پنجاب ریکارڈ مقدمہ نمبر ۴۔

[۵] دفعہ ۹۔ ان دفعات کا ایکٹ نمبر ۴ سنہ ۱۹۰۸ء میں اعادہ کیا گیا۔

اور اس کا اطلاق حسب ذیل جائداد پر ہو گا؂

(الف) آبادی دیہہ کی زمین اور مکانات پر؂

(ب) کل اراضیات پر جو گاؤں کے حدود کے اندر واقع ہوں؂ [لہ]

(ج) دخیلکاری کے تمام حقوق قابل انتقال پر جو ایسی اراضیات کے متعلق ہوں۔

ایکٹ مذکور میں یہ بھی قرار دیا گیا کہ اشخاص ذیل کو بشرطیکہ کوئی رواج اس کے برخلاف نہ پایا جائے۔ درجہ وار حسب سلسلۂ اندراج استحقاق شفع حاصل ہے؂

(الف) اوّل۔ اگر جائداد غیر منقولہ مشترکہ غیر منقسمہ ہے تو حصہ داروں کو؂

(ب) دوم۔ ان دیہات میں جہاں قبضہ حصص جدّی کے بموجب ہے وہاں حصہ داران موضع کو اس قرابت کے مطابق جو ان کو بائع یا راہن سے ہو؂

(ج) سوم۔ اگر کوئی حصہ دار یا بائع یا راہن کا رشتہ دار استحقاق مذکور کا دعویدار نہ ہو تو موضع مذکور کی اس پتی یا دیگر حصہ کے مالکوں کو جس میں جائداد مذکور واقع ہو۔ بالاشتراک پہنچیگا۔

(د) چہارم۔ اگر پتی یا دیگر حصہ مذکور کے مالک ایسے استحقاق کی نسبت بالاشتراک دعویدار نہ ہوں۔ تو ایسے مالکوں کو بالانفراد؂

(ہ) پنجم۔ مالکان دیہہ میں سے ہر شخص کو۔

(و) ششم۔ ایسے مزارعان کو (اگر کوئی ہوں) جن کو اس جائداد میں حقوق دخیلکاری حاصل ہوں۔

(ز) ہفتم۔ ایسے مزارعان کو (اگر کوئی ہوں) جن کو موضع مذکور میں حقوق دخیلکاری حاصل ہوں؂

صاحب زمین کا حق فائق نسبت انتقال حقوق دخیلکاری زیر دفعہ (۵) ایکٹ مزارعان پنجاب نمبر ۱۶۔ ۱۸۸۷ء) دفعہ ۳-۵۔ ایکٹ مذکور کے رُو سے محفوظ کیا گیا ہے۔ لیکن اگر صاحب زمین اس کے استفادہ میں غفلت کرے۔ تو استحقاق شفع اولاً ایسے مزارعوں کو (اگر کوئی ہوں) پہنچیگا۔ جن کو جائداد دخیلکاری زیر معاہدہ بیع میں شراکت ہو ثانیاً دیگر مزارعان دخیل کار کو جو اس موضع میں ہوں [لہ]

[لہ] دفعہ ۱۰ اس دفعات کا ایکٹ نمبر ۲ ۱۹۰۵ء میں اعادہ کیا گیا؂

[لہ] فقرہ شرطیہ دفعہ ۱۲ کے رو سے اگر گورنمنٹ ایسے درختوں کی مالک ہے۔ جو اس اراضی میں واقع ہیں۔ تو اس کا استحقاق شفع اس اراضی کی بابت غیر سرکاری اشخاص سے مقدم سمجھا گیا تھا؂

جن مواضع میں چک واری حقیت کا رواج[۱] ہے۔ وہاں فروخت حصص چاہات کے متعلق اعلیٰ مالک کے مقابلہ میں اُن ادنےٰ مالکوں کو جو ایک چاہ میں حصہ دار ہیں۔ استحقاق شفع میں فوقیت[۲] ہوگی۔

اگر دو یا زیادہ اشخاص کو بدرجہ مساوی حق شفع پہنچتا ہے تو بائع یا راہن اس امر کے فیصلہ کا مجاز ہوگا۔ کہ ان میں سے کون شخص اس کا استفادہ کرے[۳]۔ دفعات ۱۳ لغایت ۱۸۔ ایکٹ مذکور میں طریق استفادہ حق شفع کا ذکر تھا۔ عدالتہائے دیوانی کو مقدمات شفع کے انفصال کا کامل اختیار دیا گیا تھا۔ اور کسی امر متنازعہ کا ریونیو افسر کے سپرد کرنے کے لئے کوئی ہدایت نہ تھی۔

۲۱ - یہ واضح ہوگا۔ کہ اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ کون کون شخص حق شفع

رواج حق شفع کی تعبیر

کے دعویدار ہوسکتے ہیں۔ احکام ایکٹ مذکور کے رو سے صریحاً رواج پر انحصار رکھا گیا تھا۔ لیکن عملاً صاحبان مہتمم بندوبست و نیز عدالتہائے دیوانی یہ سمجھتی تھیں۔ کہ مسئلہ شفع کے متعلق دفعہ ۱۲ ناطق ہے۔ صاحبان مہتمم بندوبست اپنی مرتبہ کتاب رواج عام میں اس مضمون کے متعلق عموماً اسی اندراج پر اکتفا کرتے تھے۔ کہ قانون شفع کی نسبت احکام ایکٹ قوانین پنجاب[۴] کے مطابق عملدرآمد ہوتا ہے۔ اور چیفکورٹ نے یہ قرار دیا ہے۔ کہ واجب العرض کے اندراج سے اس امر کی معتبر شہادت بہم پہنچ سکتی ہے۔ کہ کون کون اشخاص رواجاً مستحق شفع ہیں[۵]۔

۲۲ - قانون حق شفع کی تجدید اور اس کو دیہاتی رواج و خیال کے موافق بنانے

پنجاب ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۵ء

کی ضرورت ایکٹ انتقال اراضی پنجاب کے نفاذ سے زیادہ لازمی ہوگئی۔ ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۵ء مجریہ کونسل پنجاب کے ذریعہ ضروری ترمیمات عمل میں آگئی ہیں۔ اور اب یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ حق شفع اراضی زرعی پر جیسے کہ اُس کی تعریف ایکٹ انتقال اراضی پنجاب میں کی گئی ہے۔ و نیز جائداد غیر منقولہ دیہہ پر (یعنی ماسوائے اراضی زرعی کے ایسی جائداد غیر منقولہ پر جو حدود آبادی کے اندر واقع ہو) صادر[۶] ہوگا۔ اس کا اطلاق اراضی زرعی کے حقوق ملکیت و حقوق

[۱] دیکھو فقرات ۱۶۷ لغایت ۱۷۰ ہدایت نامہ بندوبست۔ [۲] دفعہ ۲۰ } ان دفعات کا ایکٹ نمبر ۲

[۴] صفحہ ۸۳ رواج اقوام پنجاب متعلقہ مسٹر رو ورا ٹیگن صاحبان۔ [۳] دفعہ ۱۲ } سنہ ۱۹۰۵ء میں اعادہ کیا گیا۔

[۵] پنجاب ریکارڈ نمبر ۹۸ سنہ ۱۸۹۴ء نیز دیکھو صفحات ۱۲۸ و ۱۳۰ رواج اقوام پنجاب۔

[۶] دیکھو دفعہ ۳ (۱) و (۲) و دفعہ (۵) ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۵ء۔ احکام متعلقہ جائداد غیر منقولہ قصبہ اس کتاب کے معرض بحث سے خارج ہیں۔

دخیلکاری کے دوامی[1] انتقالات پر رہیگا - اور ماسوائے زمیندار (فرد قوم زراعت پیشہ) کے جس کی تعریف ایکٹ انتقال اراضی میں کی گئی ہے۔ کسی اور شخص کو اراضی زرعی کی نسبت استحقاق شفع حاصل نہیں ہوگا۔ اس بارہ میں البتہ یہ رعایت رکھی گئی ہے - کہ "اگر بائع خود زمیندار (قوم زراعت پیشہ میں سے) نہ ہو تو اس کا ایسا ہمقوم بھی حق شفع کا استفادہ کرسکتا ہے۔ جو اس محال کے کاغذات میں جس میں جائداد بیعہ واقع ہے۔ کسی قطعہ اراضی زرعی کا مالک یا مزارعہ دخیلکار درج ہو - اور تاریخ فروخت سے عرصہ بیس سال پیشتر تک اسی حیثیت میں درج کاغذات رہ چکا ہو - خواہ اپنے نام سے خواہ اپنے کسی جدی قرابتدار کے نام سے جو پیشتر قابض اراضی زرعی رہا ہو[2]" دفعہ ۱۲ - اس ایکٹ کا سب سے زیادہ ضروری جزو ہے - جس میں اشخاص حقدار شفع اور اُن کے درجہ فوقیت استحقاق کی تصریح ہے - دفعات ۱۱ و ۱۲ کا یہی مدعا ہے - کہ قانون شفع کو رواج دیہہ کے مطابق بنایا جائے - دفعہ ۱۲ کی عبارت حسب ذیل ہے :-

"بپابندی احکام دفعہ ۱۱[3] - اراضی زرعی اور جائداد غیر منقولہ دیہہ کی نسبت حق شفع حاصل ہوگا -

(الف) جب کسی ایسی اراضی یا جائداد کے واحد مالک یا مزارعہ دخیلکار کی طرف سے یا جب اراضی یا جائداد مذکور مشترکہ ہو اور اُس کے مشترک حصہ داران کی جانب سے بیع عمل میں آیا ہو - تو سلسلہ وراثت کے ترتیب میں اُن اشخاص کو جو اگر ایسا بیع واقع نہ ہوتا - تو واحد مالک یا مشترک حصہ دار مذکور کی وفات پر جائداد مذکور ورثہ میں پانے کے مستحق ہوتے -

(ب) جب ایسی اراضی یا جائداد مشترکہ کا ایک حصہ بیع ہو رہا ہو -

اوّل - سلسلہ وراثت کی ترتیب میں بائع کی صلبی اولاد نرینہ کو -

دوم - مشترک حصہ داران یکجدی کو (اگر کوئی ہوں) اُن کے سلسلہ وراثت کی ترتیب میں -

سوم :- اُن اشخاص کو جن کا دفعہ ہذا کے ضمنی فقرہ (الف) میں ذکر ہے اور جو کسی دیگر ضمن مرقوم الصدر میں نہیں آسکتے -

چہارم - تمام حصہ داروں کو (۱) بالاشتراک (۲) بالانفراد -

---

[1] دفعہ ۳ (۱) ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۵ء

[2] دفعات ۳ (۴)، (۱۱) ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۵ء [3] اب ایکٹ نمبر ۲ سنہ ۱۹۰۵ء کی دفعہ ۱۵ دیکھو

(ج) ایسی صورت میں جبکہ کوئی ایسا شخص جس کو بمنشا ضمنی فقرہ (الف) یا (ب) حق شفع پہنچتا ہو۔ لیکن وہ شخص اس سے استفادہ نہ کرے۔ تو استحقاق شفع اس طرح حاصل ہوگا۔

اوّل:۔ جب کہ بیع اعلیٰ یا ادنےٰ حق مالکانہ پر موثر ہو اور اعلےٰ حق مالکانہ بیع کیا جائے۔ تو ادنےٰ مالکوں کو اور جب ادنےٰ حق مالکانہ بیع کیا جائے تو اعلیٰ مالکوں کو۔

دوئم:۔ محال مذکور کی ایسی پتی یا طرف کے مالکوں کو جس میں اراضی یا جائداد بیعہ واقع ہے۔ (۱) مشترکاً۔ (۲) منفرداً۔

سوم۔ محال کے جملہ مالکوں کو (۱) بالاشتراک (۲) بالانفراد

چہارم:۔ جب کسی اراضی یا جائداد کے حقوق مالکانہ بذریعہ بیع منتقل کئے جا رہے ہوں۔ تو ایسے مزارعوں کو (اگر کوئی ہوں) جنہیں اراضی یا جائداد مذکور میں حق دخیلکاری حاصل ہو (۱) مشترکاً (۲) منفرداً۔

پنجم۔ کسی مزارعہ کو جس کو اس محال میں جس کی حدود کے اندر جائداد بیعہ واقع ہے۔ کسی اراضی زرعی میں حق دخیلکاری حاصل ہو۔

تشریح اوّل:۔ بیع حق دخیلکاری کی صورت میں فقرہ (ج) کے ضمنی فقرہ چہارم کے سوائے تحتی دفعہ ہٰذا کے باقی جملہ فقرات (الف) (ب) (ج) حاوی ہونگے۔

تشریح دوم۔ اگر کوئی عورت ایسی جائداد فروخت کرے جو اس کو اپنے خاوند۔ پسر برادر یا والد سے ورثہ میں ملی ہو تو دفعہ ہٰذا کے یکجدی سے مراد اُس شخص کے یکجدیوں سے ہے۔ جس سے اُس عورت کو ورثہ ملا ہو۔

ایکٹ مذکور کے باب چہارم میں ضابطہ کارروائی کی صراحت کی گئی ہے۔ اس باب میں عدالت ہائے دیوانی کے اختیار سماعت کو برقرار رکھا گیا ہے۔ لیکن ایسی ضروری قیود لگائی گئی ہیں۔ جن کے ذریعہ اغراض ایکٹ انتقال اراضی پنجاب کی خلاف ورزی کا انسداد[ل] ہو سکے۔ جس کے وقوع کا احتمال استفادہ حق شفع کے باعث ممکن تھا۔

۲۲۔ الف۔ ایکٹ حق شفع پنجاب مصدرہ ۱۹۰۵ء کے نفاذ کے بعد تجربہ اس امر کا شاہد ہوا۔ کہ ابھی کئی تبدیلیوں اور ترمیمات کی

ایکٹ حق شفع پنجاب نمبر ا مصدرہ ۱۹۱۳ء

[ل] دیکھو دفعات ۲۰۔۲۱۔۲۶۔۲۷۔ ایکٹ نمبر ۲ ۱۹۰۷ء۔

ضرورت ہے۔ پنجاب میں ضروری ہے۔ کہ قانون حق شفع قانون انتقال اراضی کے پہلو بہ پہلو چلے۔ اگرچہ ایکٹ ۱۹۰۵ء کی ترمیم کی تجویز اس باعث سے ہوئی۔ کہ ایکٹ مذکور میں بعض مبہمات اور نقائص رہ گئے تھے۔ جن کا دور کرنا ضروری تھا اور دفعہ ۸ کے اطلاق کو بھی زیادہ واضح کرنا مطلوب تھا۔ لیکن اہم ترامیم میں سے ایک ترمیم دفعہ ۱۴ میں کی گئی۔ جس کا منشاء صرف یہی تھا۔ کہ قانون حق شفع کو ایکٹ انتقال اراضی کے احکام کے برابر لایا جائے۔ چونکہ ایکٹ انتقال اراضی میں سے قانونی اشخاص زراعت پیشہ کی تعریف حذف کر دی گئی تھی۔ اس لئے یہ محسوس ہوا۔ کہ خصوصی قیود عائد کرنے کی ضرورت صرف ان اراضیات کے متعلق ہے۔ جو زراعت پیشہ قوم کا کوئی فرد بیع کرے۔ ایسی بیعات کی نسبت استحقاق شفع ان اشخاص تک محدود رکھا گیا جو انہیں زراعت پیشہ اقوام کے گروہ کے افراد ہوں۔ جن کا بائع ایک فرد ہے۔ تمام دیگر اراضیات کے متعلق زراعت پیشہ قوم کا فرد ہونے سے کوئی خصوصی حقوق شفع حاصل نہ تھے۔ دوسری اہم تبدیلی دفعہ ۸ میں کی گئی۔ ۱۹۰۵ء کے ایکٹ کی دفعہ ۸ (۲) کا مدعا صرف یہی تھا۔ کہ ایسی اراضیات کو حق شفع سے مستثنیٰ رکھا جائے۔ جو صنعتی اور تجارتی اغراض کے لئے مطلوب ہوں۔ مگر یہ مدعا پوری طرح سے حاصل نہ ہو سکا۔ کیونکہ گورنمنٹ کو ایسے ہر ٹکڑہ زمین کے متعلق اشتہار جاری کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے دفعہ مذکور میں اس حد تک توسیع کی گئی۔ کہ زرعی اراضیات کی جملہ بیعات جو صنعتی۔ تجارتی یا سکنی اغراض کے لئے وقوع پذیر ہوئی ہوں۔ اشتہار عام کے ذریعہ سے مستثنیٰ قرار دی جا سکیں۔ ان وجوہات پر پنجاب ایکٹ نمبر ۲ ۱۹۰۵ء منسوخ کیا گیا۔ اور اس کی جگہ نئے ایکٹ نمبر ۱ ۱۹۱۳ء نے لی۔ ایکٹ نمبر ۱ ۱۹۱۳ء مذکور کے نفاذ کے بعد یہ دیکھا گیا۔ کہ قانون حق شفع کے احکام کی خلاف ورزی اس طرح سے کی جاتی۔ کہ مشتری بیع کو دو انتقالات میں پورا کرتا۔ یعنی پہلے روز وہ ایک کنال خرید کرتا اور بقایا دوسرے روز۔ اس طرح اگر دوسرے انتقال کے متعلق مالکان دیہہ حق شفع دائر کرتے۔ تو مشتری یہ عذر پیش کر کے کامیاب ہو جاتا۔ کہ وہ دوسری بیع سے ایک روز پہلے دیہہ میں مالک ہو چکا تھا[۱]

---

[۱] نادر علی شاہ بنام ولی وغیرہ کا مقدمہ دیکھو جو انڈین لا رپورٹس۔ لاہور سیریز جلد پنجم ۱۹۲۴ء کے صفحہ ۴۸۶ پر درج ہے۔

ایسے مقدمات کے اعادہ کا انسداد کرنے کے لئے ایک نئی دفعہ ۲۸۔ الف بذریعہ ترمیمی ایکٹ نمبر ۲ ۱۹۲۸ء اصلی ایکٹ میں ایزاد کی گئی۔ جو یکم دسمبر ۱۹۲۸ء سے نافذ ہوئی اس ایزادی کے باعث اب یہ ناممکن ہو گیا ہے۔ کہ قانون حق شفع کو زک پہنچانے کی غرض سے مشتری بیع کو دو حصوں میں تقسیم کر کے دوسرے حصہ کی جائداد کا مالک بن جائے۔ خواہ پہلے حصہ میں خرید کی ہوئی زمین اس کے ہاتھ سے نکل جائے۔

نسبت انتقالات بحق اجنبی اشخاص ابتداءً صاحب کمشنر کی منظوری مطلوب ہوتی تھی

۲۳ ا۔ ابتداءً ایک ایسا قاعدہ مرتب ہوا تھا۔ جس کی رو سے اگر کسی اجنبی شخص کے حق میں کسی حصہ اراضی مملوکہ جماعت دیہہ کا انتقال زیر تجویز ہو تو صاحب کمشنر کی منظوری لازمی رکھی گئی تھی۔ اس قاعدہ کی غرض یہ نہ تھی۔ کہ فریقین کی آزادی معاہدہ میں دست اندازی کی جائے۔ اس کا مقصد صرف یہ تھا۔ کہ وارثان بازگشت کو استحقاق شفع کے استفادہ کا لازمی طور پر موقعہ ملے۔ مسٹر کسٹ نے ۱۸۶۰ء میں اس کی تشریح حسب ذیل کی تھی۔ "استحقاق شفع سے پہلوتہی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ ایسے انتقالات کے عمل میں آنے سے پیشتر صاحب کمشنر کی منظوری ضروری ہے جس تاریخ کو انتقال واقع ہوا ہو یا فریقین متعلق کو علم ہوا ہو اس کے تین ماہ کے اندر ایسے انتقال کے جواز کے برخلاف عدالت مال میں باضابطہ نالش زیر فقرہ ۱۱ حصہ اول باب سیزدہم مجموعہ قوانین دیوانی پنجاب ہوسکتی ہے[۱]"

قواعد مرتبہ زیر سابقہ ایکٹ مالگذاری پنجاب (نمبر ۳۳ مصدرہ ۱۸۷۱ء) میں ضابطہ داخل خارج کے متعلق جو ہدایتیں جاری ہوئیں۔ ان میں بھی یہ قاعدہ قائم رکھا گیا تھا۔ لیکن ان ہدایتوں میں یہ حکم دیا گیا تھا۔ کہ "اگر منتقل الیہ قبضہ حاصل کر چکا ہے۔ اور حق شفع کی نسبت کوئی نالش میعاد مقررہ کے اندر رجوع نہیں ہوئی یا رجوع ہو کر خارج ہو چکی ہے۔ تو داخل خارج منظور ہونا چاہیئے" یہ ممکن ہے۔ کہ پنجاب کی اوائل عملداری انگریزی میں صاحب کمشنر کی منظوری کی شرط کے باعث اجنبی اشخاص کے ہاتھ انتقال جائداد میں کسی حد تک تخفیف رہی ہو۔ کیونکہ اس وقت عام میلان یہ تھا۔ کہ جب تک اس قسم کے معاہدوں کو بذریعہ اندراج مثل حقیقت تسلیم نہ کر لیا جائے۔ ان کو نامکمل سمجھا جاتا تھا۔

وسیع تغیر جو ایکٹ انتقال اراضی پنجاب کے نفاذ کی وجہ سے ہوا ہے

۲۴ :۔ وہ اسباب پہلے بیان ہو چکے ہیں۔ جن کی بنا پر ایکٹ انتقال اراضی پنجاب (نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء) منظور ہوا۔

---

[۱] فقرہ ۱۳ کا بی سرکلر نمبر ۷ بابت ۱۸۶۰ء مجریہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر۔

آزادیٔ انتقال پر جو قیود اس ایکٹ نے عائد کیں۔ وہ پہلے پہل عجیب و غریب معلوم ہوتی تھیں۔ لیکن ایسی پابندیاں بہت سے ممالک میں مختلف صورتوں میں موجود ہیں۔

۲۵۔ اس ایکٹ کا اجرائے ۸ جون سنہ ۱۹۰۱ء سے ہوا۔ یہ تمام پنجاب پر حاوی ہے[1] لیکن لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ بذریعہ اشتہار کسی خاص رقبہ یا گروہ اشخاص کو احکام ایکٹ مذکور کی تاثیر سے کلاً یا جزاً مستثنےٰ کرے[2]۔ اب تک صرف ضلع شملہ ہی مستثنےٰ رکھا گیا ہے۔ لیکن اس ضلعے کی تحصیل کوٹ کھائی کے علاقہ کاٹھ گڑھ پر ایکٹ حاوی ہے۔ الّا دیگر سب اضلاع میں تمام ایسا رقبہ جو حدود میونسپلٹی یا چھاؤنی کے اندر واقع ہے۔ ایکٹ ہذا کے ان احکام کے اثر سے خارج رکھا گیا ہے۔ جن میں آزادی اختیار انتقال پر قیود لگائی گئی ہیں[3]۔ یہ ایکٹ حقوق دخیلکاری و ملکیت دونوں[4] پر اطلاق پذیر ہے۔ انتقالات کی دو قسمیں دوامی و عارضی قرار دی گئی ہیں۔ دوامی انتقال میں بیع۔ تبادلہ۔ ہبہ اور وصیت بھی شامل ہیں[5] اور عارضی انتقال میں رہن و پٹہ +

موضوع ایکٹ

۲۶۔ رہن کی دو قسمیں رکھی گئی ہیں۔ رہن بالقبض و آڑ رہن۔ اوّل الذکر صورت میں مرتہن اراضی مرہونہ کا قبضہ حاصل کر لیتا ہے۔ لگان و دیگر مفاد سے مستفید ہوتا ہے۔ خود مالیہ ادا کرتا ہے۔ اور رقم لگان و رقم مالگذاری کا فرق زر رہن کے سود کے مساوی تصور کیا جاتا ہے[6]۔ آڑ رہن کی صورت میں جب تک

رہن بالقبض و آڑ رہن

[1] دفعہ ۱ (۲) ایکٹ انتقال اراضی +

[2] دفعہ ۲۴ +

[3] دیکھو اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبر ۱۶۱۷۶ ریونیو مورخہ ۲۱ جون سنہ ۱۹۱۹ء البتہ وہ احکام رقبہ میونسپلٹی اور چھاؤنی پر بھی حاوی ہیں۔ جن کی رو سے معاہدہ ہائے رہن بشرط بیع بالوفا کی نسبت (دفعہ ۱۰) و نیز اراضی مملوکہ زمینداران (افراد اقوام زراعت پیشہ) کے دوامی انتقالات بذریعہ اجرائے ڈگری کی نسبت (دفعہ ۱۶) ممانعت کی گئی ہے۔

[4] دیکھو دفعہ ۲ (۳) (و) ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء۔ درباره انتقالات منجانب مزارعان دخیلکار دیکھو باب پنجم ایکٹ مزارعان نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء

[5] دیکھو دفعہ ۲ (۴) ایکٹ انتقال اراضی۔ ایکٹ مذکور کے مقاصد کیلئے وہ ہبہ جات جو اغراض مذہبی یا خیراتی کیلئے خواہ حین حیاتی یا بذریعہ وصیت کے عمل میں آئے ہوں۔ دوامی انتقالات نہیں تصور ہوتے +

[6] ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء کے نافذ ہونے سے پہلے پنجاب میں رہن بالقبض کی تقریباً عام صورت یہی تھی قبضہ سے مراد قبضہ حقوق صاحب زمین ہے۔ البتہ اکثر راہن کا قبضہ کاشت بحیثیت مزارعہ تابع مرتہن رہتا تھا۔ رہن بالقبض کی قانونی تعریف کیلئے دیکھو دفعہ ۲ (۵) اسمیں وہ صورتیں بھی شامل ہیں جن میں لگان و منافع نہ صرف سود کی بجائے تصور ہوتے ہیں۔ بلکہ نیز ادائیگی زر رہن میں اخراجات کو وضع کر کے زر رہن کی ادائیگی میں مجرا ہوتے ہیں +

کہ مطابق شرائط رہن نامہ سود و اقساط زر رہن ادا ہوتے رہیں۔ راہن خود قابض اراضی مرہونہ رہتا ہے۔ اور بصورت عدم ادائیگی مرتہن قبضہ لینے کا دعویدار ہوسکتا ہے +

۲۷ - ایکٹ ہذا کے اُن احکام کی رُو سے جو عارضی انتقالات کے متعلق ہیں۔ اشخاص دو ہی قسم کے مانے گئے ہیں۔ اشخاص اقوام زراعت پیشہ و اشخاص زراعت پیشہ

اوّل - وہ جو اقوام زراعت پیشہ سے ہوں۔

دوئم - وہ جو اقوام زراعت پیشہ سے نہ ہوں۔

اشخاص مندرجہ قسم دوئم پر کوئی پابندیاں نہیں۔ الا بروئے احکام متعلق انتقال دائمی ایک تیسری قسم موسومہ اشخاص زراعت پیشہ بھی ابتداءً شامل کی گئی تھی۔

۲۸ - پہلے گروہ میں اُن اقوام کے لوگ داخل ہیں۔ جن کو بروئے اختیارات عطاشدہ زیر دفعہ ۴۔ ایکٹ ہذا " زراعت پیشہ " مشتہر کیا گیا ہے۔ مفہوم اصطلاح افراد اقوام زراعت پیشہ دوسرے گروہ میں تمام دیگر اشخاص شامل ہیں۔ اقوام زراعت پیشہ کی جو فہرستیں اب تک گزٹ میں شائع ہو چکی ہیں[۵۱] اُن میں باستثنائے اُن قوموں کے جن کا ذکر نیچے کیا گیا ہے۔ ہر ایک ایسی قوم شامل ہے۔ جس کا گزارہ محض زراعت پر ہو اور جو اس ضلع میں جہاں اُس کا نام درج کیا گیا ہے۔ معقول رقبہ کی مالک ہو۔ اقوام برہمن کو باوجودیکہ وہ بعض اضلاع میں بہت سی اراضی کے مالک ہیں۔ اور اپنے ہاتھوں سے کاشتکاری کرتے ہیں۔ بالفعل اُن اضلاع کی فہرست اقوام زراعت پیشہ سے خارج رکھا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ بہت سے حصص صوبہ میں وہ ساہوکارہ کرتے ہیں۔ یا دیگر غیر زراعتی مشاغل میں مصروف ہیں۔ ان کے علیحدہ گروہ بنائے گئے ہیں۔

۲۹ - پہلے دونوں گروہوں کی تفریق تو زیادہ تر قدرتی تصوّر ہوتی ہے۔ لیکن تیسرا گروہ یعنی "اشخاص زراعت پیشہ" سراسر مصنوعی تھا۔ اشخاص زراعت پیشہ کے معنے اور اس میں سوائے چند اشخاص کے جملہ افراد گروہ اوّل اور بعض افراد گروہ دوئم بھی شامل ہوتے تھے۔ اصطلاح 'شخص زراعت پیشہ' سے مراد ایک" ایسے شخص قابض اراضی زرعی سے تھی۔ جو اپنے نام پر یا اپنے کسی بزرگ از قسم ذکور کے نام پر کسی محال کے اندر بندوبست قانونی اوّل میں یا اگر بندوبست قانونی اوّل ۱۸۷۰ء میں یا اُس کے بعد عمل میں آیا۔ تو ایسے بندوبست قانونی اوّل میں یا کسی دیگر سابقہ بندوبست میں جو لوکل گورنمنٹ بذریعہ تحریری حکم مقرر فرمائے۔ بحیثیت مالک اراضی یا مزارعہ دخیلکار درج تھا"۔ اس اصطلاح

[۵۱] اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبر ۶۳۔ مورخہ ۱۸۔ اپریل ۱۹۰۱ء ضمیمہ الف۔ سٹینڈنگ گارڈ نمبر ۱۔ انتقال اراضی مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر۔

کو ایکٹ میں داخل کرنے کا منشا یہ تھا۔ کہ پرانے مالکان اراضی کو حصول اراضی میں دقتیں پیش نہ آئیں۔ مگر تجربہ نے ثابت کر دیا۔ کہ ایسے احکام مناسب حال نہیں۔ اس لئے یہ اصطلاح سنہ ۱۹۰۷ء میں منسوخ کر دی گئی۔

۳۰ ۔ منسوخ کیا گیا۔

۳۱ ۔ پابندیاں اراضی کی خرید پر نہیں۔ بلکہ اُس کی فروخت پر عائد کی گئی ہیں۔ کوئی فرد قوم زراعت پیشہ کسی شخص کے پاس جو اسی ضلع کی اسی قوم کا فرد نہ ہو۔ بجز منظوری صاحب ڈپٹی کمشنر اراضی بیع نہیں کر سکتا[1]۔ ایسی منظوری یا تو قبل از تحریر بیعنامہ یا بعد تکمیل بیعنامہ و حوالگی قبضہ دی جا سکتی ہے۔ بصورت انکار منظوری یہ معاہدہ بیع بمنزلہ رہن بالقبض ایسی میعاد کے لئے جو بیس سال سے زیادہ نہ ہو اور نیز ایسی شرائط پر جو صاحب ڈپٹی کمشنر مناسب سمجھیں تین اقسام مندرجہ ذیل میں سے پہلی قسم[2] میں داخل ہو گا[3]۔

قیود نسبت بیع

۳۲ ۔ فی الحال ہر ایک ضلع کی تمام اقوام زراعت پیشہ بجز چند مستثنیات مندرجہ تحت کے ایک گروہ واحد تصور ہو کر مشتہر کی گئی ہیں[4]۔ زراعت پیشہ قوموں کے جملہ افراد کو ایں اس ضلع کی حدود کے اندر جس میں وہ مالک اراضی ہوں۔ آپس میں خرید و فروخت کا پورا اختیار حاصل ہے۔ اگر ایسے وسیع طریق پر گروہ بنانے میں کہیں یہ احتمال پیدا ہو کہ ایک قوم دوسری قوم کو بے دخل کر رہی ہے۔ تو پھر چھوٹے مجموعے بنانے پڑیں گے۔ سنہ ۱۹۰۹ء کے بعد برہمن اور دوسری اقوام بعض اضلاع میں علیحدہ علیحدہ اقوام زراعت پیشہ[5] مشتہر کی گئی ہیں۔

ہر ایک ضلع میں تمام زراعت پیشہ اقوام کا ایک ہی گروہ ہے

۳۳ ۔ منسوخ کیا گیا۔

۳۴ ۔ منسوخ کیا گیا۔

۳۵ ۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کا انتظامی حکم جس کی رو سے بیع منظور ہوا کسی نہج پر وارثان بازگشت یا دیگر اشخاص

منظوری بیع کا حکم حقوق وارثان بازگشت پر موثر نہیں ہو گا

---

[1] دیکھو دفعہ ۳ (۱) و (۲)۔
[2] اس کتاب کے فقرات ۴۰ - ۴۲ دیکھو۔
[3] دفعہ ۱۴۔
[4] اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبر ۲۱ - ایس مورخہ ۲۲ مئی سنہ ۱۹۰۱ء و نمبر ۱۴۱۱ مورخہ ۱۶ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء۔
[5] صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱ کے ضمیمہ کا حصہ ب دیکھو۔

کے ایسے حقوق پر موثر نہیں ہوگا - جن کی بنا پر وہ قانونی کارروائی کے ذریعہ جواز انتقال پر اعتراض کر سکیں - یا حق شفع کا استفادہ کر سکیں ۵؎ +

۳۶ - بیع کے متعلق جو کچھ اوپر بیان کیا گیا ہے - وہ تبادلہ ہبہ اور وصیت پر بھی

تبادلہ - ہبہ اور وصیت

بدرجہ مساوی اطلاق پذیر ہوگا - البتہ ہبہ جات عند الموت پر احکام ایکٹ ہذا حاوی نہیں ہیں - جو برہمنوں کے حق میں کئے جاتے ہیں - اور جو اکثر ڈوہلی کے نام سے مشہور ہیں - لیکن مقدار رقبہ جو اس طریق پر منتقل کیا جا سکتا ہے - از روئے رواج معین ہے - اور اگر اُس سے تجاوز کیا جائے - تو واہب کے وارثان دعویٰ کر کے رقبہ موہوبہ کی اُس مقدار تک کمی کرا سکتے ہیں - جو رواجاً جائز ہے -

۳۷ - اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ منظوری دی جاوے یا منظوری سے انکار

منظوری ہبہ دینے یا نہ دینے کے متعلق ہدایات

کیا جائے - صاحبان ڈپٹی کمشنر کو ہدایات ذیل مد نظر رکھنی چاہئیں - جو صاحبان فنانشل کمشنر بہادر نے بعد حصول منظوری گورنمنٹ جاری فرمائی ہیں - بپابندیٔ شرط مندرجہ ختمی دفعہ (۳) صاحب ڈپٹی کمشنر کو کسی ممکن الوجود حقوق بازگشت یا حقوق شفع سے کوئی سروکار نہیں ہوگا +

(۱) منظوری نہیں دینی چاہئے - تاوقتیکہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس امر کا اطمینان نہ ہو جاوے - کہ انتقال مذکور بائع اور اُس کے خاندان کے واسطے فی الواقعہ مفید ہے - اگر زمیندار کا گذارہ بالکل یا زیادہ تر اپنی اراضی پر ہی ہو - تو بالعموم کسی ایسے انتقال کی اجازت نہیں دینی چاہئے - جس سے اُس کی مقبوضہ اراضی اتنی کم ہو جاوے - کہ جو اُس کے اور اس کے خاندان کے گذارہ کے واسطے کافی نہ ہو -

نوٹ :- جائیداد خود پیدا کردہ اور جائیداد جدی کا امتیاز ملحوظ رکھنا چاہئے - اگر یہ باور کرنے کی کوئی وجہ نہ ہو - کہ منتقل الیہ صرف ایک درمیانی شخص ہے - جس کا ارادہ اراضی مذکور کو کسی ساہوکار کے پاس پھر منتقل کر دینے کا ہے - تو دیگر حالات یکساں ہونے کی صورت میں جدی اراضی کی نسبت خود پیدا کردہ اراضی کے انتقال کی منظوری دینے میں نسبتاً کم تامل ہونا چاہئے -

(۲) اگر صاحب ڈپٹی کمشنر کو اطمینان ہو جاوے کہ ایکٹ کی تاثیر سے گریز کرنے کا کوئی منشا نہیں ہے - تو منظوری دیدینی چاہئے جبکہ اراضی :-

(الف) کسی کارخانے یا فیکٹری کے واسطے خرید کی جاتی ہو - یا جو اشخاص

۵؎ دیکھو دفعہ ۵

ان میں ملازم ہوں - ان کی رہائش اور بہبودی کے واسطے مکانات تعمیر کرنے ہوں - یا کارخانہ چلانے کے واسطے بجلی کی طاقت پیدا کرنے کے لئے مکان بنانا ہو - یا اس غرض کے واسطے دفاتر یا بیرونی کوٹھیجات بنانے ہوں - یا کسی دیگر اغراض کے واسطے جو کارخانہ حرفتی کے چلانے کے واسطے لازمی ہوں - یا اُن اشخاص کی صحت کے واسطے جو بہ حیثیت مزدوران یا دیگر ہیچ پر ایسے کاموں کے متعلق ملازم ہوں -

(ب) کسی قصبہ یا آبادی دیہہ کے نزدیک عمارت بنانے کے واسطے مطلوب ہو ؛

(۳) صورت ہائے ذیل میں انتقال اراضی کی منظوری دی جاسکتی ہے :-

(الف) جبکہ انتقال منتقول زمینداروں کی جانب سے ہو جن کے پاس بہت سی اراضی ہو اور انتقال تجارتی وجوہات پر یا استعمال اراضی یا ترقی حیثیت کی غرض سے کیا جاوے ؛

(ب) جبکہ انتقال مقروض زمینداروں سے جانب سے ہو - جن کی اراضی زیر رہن ہو - اور وہ اس غرض سے جزو اراضی فروخت کرنا چاہتے ہوں - کہ اس روپیہ سے باقی کل یا جزو اراضی کا فک الرہن کرالیں -

(ج) جب انتقال ایسے زمینداروں کے حق میں کیا جاوے جو تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے اُس خاص ضلع میں اقوام زراعت پیشہ میں شامل نہ کئے گئے ہوں -

(د) جبکہ انتقال ایسے اشخاص کے حق میں کیا جاوے - جو مسلمہ طور پر دستکار ہوں - اور ساہوکار پیشہ نہ ہوں - دستکار فرقہ کے کفایت شعار افراد کی چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی کے مالک بننے میں حوصلہ افزائی کرنا قرین مصلحت ہے - جبکہ انتقال اراضی بائع اور اُس کے خاندان کے لئے غیر مفید نہ ہو ؛

(ہ) جبکہ کسی ضلع پنجاب کا کوئی زراعت پیشہ شخص کسی دوسرے ضلع کے رہنے والے اپنے ہمقوم یا اُسی گروہ اقوام کے کسی فرد کے پاس اراضی انتقال کرتا ہو - ایسی صورت میں اجازت عموماً ضرور دے دینی چاہیئے تاوقتیکہ انتقال مذکور ایکٹ کے منشا کے صریحاً خلاف نہ ہو - ہدایات ہذا ایسے اشخاص پر بھی حاوی ہیں - جو دیگر صوبہ جات کے اضلاع

ملحقہ اضلاع پنجاب میں مالک اراضی ہیں۔ اور جن کی مملوکہ اراضی اگر اضلاع پنجاب میں واقع ہوئی۔ تو وہ اقوام زراعت پیشہ میں سے شمار کیے جاتے —
ریاستہائے ہند ملحق الاضلاع پنجاب کے باشندوں کے حق میں اگر انتقال کی منظوری کے لئے درخواست گذرے تو اُس کی صورتیں مختلف ہوں گی۔ اور ایسی درخواستوں کا فیصلہ اُن کے واقعات پر ہونا چاہیئے۔
بشرطیکہ صورت ہائے (الف) اور (ہ) میں کسی شخص زراعت پیشہ نے جو یکے از گروہ قوم بائع ہو۔ اراضی کے واسطے مناسب قیمت پیش نہ کی ہو۔ یا پیش کرنے کے لئے تیار نہ ہو۔

۳۸ - رہن کے متعلق ایکٹ ہذا نے کوئی عام قیود عائد نہیں کیں۔ ماسوائے دفعہ ۱۰ کے جس کی رو سے معاہدہ ہائے رہن مشروط بہ بیع بالوفا قطعاً بند کر دیئے گئے ہیں۔ اس رہن میں راہن اقرار کرتا تھا۔ کہ اگر وہ مقررہ تاریخ تک اراضی فک نہ کرا سکے تو رہن بمنزلہ بیع متصور ہوگا۔ پس ساہوکار اسی کوشش میں رہتا تھا۔ کہ وہ ہر حیلہ بہانہ سے زیر رہن کی ادائیگی نہ ہونے دے۔ اور اس طریق سے زمیندار کے حقوق ملکیت عدالت میں چارہ جوئی کرنے کے بغیر زائل ہو جاتے تھے۔

معاہدہ ہائے رہن مشروط بہ بیع بالوفا کی ممانعت

۳۹ - دیگر احکام متعلقہ رہن صرف انہی معاہدوں پر حاوی ہیں۔ جو زمینداروں کی طرف سے بحق ایسے اشخاص عمل میں آئے ہوں۔ جو راہن کی ہمقوم نہیں ہیں۔ یا اُسی ضلع کے گروہ اقوام زراعت پیشہ سے نہیں ہیں[۱]۔ ایسے اشخاص کے پاس ایک زمیندار (ممبر قوم زراعت پیشہ) صرف مقررہ تین قسموں میں سے کسی ایک قسم میں اراضی رہن کر سکتا ہے۔ ان میں سے دو اقسام تو رہن بالقبض کے اصول پر ہیں۔ جن کی رُو سے مرتہن میعاد رہن تک صاحب زمین کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔

دیگر قیود کی غرض

۴۰ - پہلی قسم رہن ایک مقررہ میعاد کے لئے ہوتی ہے۔ جو بیس سال سے تجاوز نہ کرے۔ راہن کے تمام حقوق اس میعاد تک معطل کر دیئے جاتے ہیں۔ اور اراضی مرہونہ سے جو زرگان و دیگر مفاد مرتہن کو وصول ہوتی ہیں۔ ان کے استفادہ کے باعث میعاد رہن کے خاتمہ

میعاد مقررہ کے لئے رہن بالقبض اور اسکے مفاد سے اصل و سود کی بیباقی

---

[۱] دفعہ ۶ - (۱)۔

یا سوم میں ہو سکتا ہو[1] +

۴۵ - اگر زراعت پیشہ قوم کے کسی شخص نے کوئی ایسا رہن کیا ہوا ہو۔ جن میں شرط بیع بالوفا یا کوئی دیگر ایسی شرائط درج ہوں جن کی ایکٹ ہذا کے رو سے اجازت نہیں ہے۔ اور اس معاہدہ کی بنا پر کسی عدالت دیوانی میں نالش رجوع کی جائے۔ تو عدالت مذکور کو لازم ہے۔ کہ مقدمہ مذکور صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں استصوابًا ارسال کرے۔ تاکہ وہ اُن اختیارات کو عمل میں لائیں۔ جن کا حوالہ پچھلے دو فقروں میں دیا گیا ہے[2] +

ضابطہ در بارہ ایسے مقدمات کے جو غیر مجاز رہنوں کی بنا پر دائر ہوں

۴۶ - خواہ رہن اقسام قانونی میں سے کسی قسم کا ہو راہن کے اس اختیار میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کہ وہ زر رہن ادا کرکے اراضی مرہونہ کو فک کرائے یا جب معاہدہ رہن بصورت قسم اول یا قسم سوم ہو تو زر رہن کا وہ حصہ ادا کرکے جو صاحب ڈپٹی کمشنر غیر موڈی قرار دیں اراضی فک کرائے[3]

حقوق الفکاک رہن غیر محدود ہیں

۴۷ - لوکل گورنمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے۔ کہ اشخاص اقوام زراعت پیشہ کی طرف سے کسی دیگر قسم کا رہن عمل میں لانے کی اجازت دے۔ یا کوئی اور شرائط زیر ایکٹ ہذا جائز قرار دے[4]۔ تیس سال کا تجربہ شاہد ہے۔ کہ رہن قسم اول ہی مقبول عام ہوئی ہے۔ دوسری قسم تقریبًا غیر معروف ہے۔ اور شرط بیع بالوفا اب تقریبًا مفقود ہو چکی ہے۔

یہ سوال کہ آیا رہن ہائے قانونی رائج ہونگے

۴۸ - چونکہ ان انتقالات کی آڑ میں جو لمبی لمبی میعادوں کے واسطے بذریعہ پٹہ جات کئے گئے ہوں۔ احکام متعلقہ اقسام رہن مرقومہ بالا سے گریز کرنا آسان ہے۔ اس لئے اس پٹہ کی میعاد بھی بیس سال تک محدود کی گئی ہے۔ جو کسی فرد اقوام زراعت پیشہ کی طرف سے ایسے شخص کے حق میں کیا جائے۔ جو اُسی قوم یا گروہ متعلقہ میں سے کسی قوم کا نہ ہو[5] +

پٹہ جات

۴۹ - دوران سابقہ رہن یا پٹے میں جن کی میعاد قانونًا بیس سال تک محدود

---

[1] دیکھو دفعہ ۹ (۲) +

[2] دیکھو دفعہ ۹ (۳) +

[3] دیکھو دفعہ ۷ (۳) +

[4] دیکھو دفعات ۶ (۱) (د) اور ۸ (۱) (ج) +

[5] دیکھو دفعہ ۱۱ +

نہ ہو- اور جس کو صاحب ڈپٹی کمشنر مناسب تصوّر کریں - بدل دیا جائے گا- یہ بھی صاحب ڈپٹی کمشنر کا فرض ہوگا- کہ اس جدید رہن کی صورت میں زر رہن کی رقم تعین فرمائیں - یہ رقم وہ ہوگی- جو بقایائے اصل اور اس کے سود کی بابت مرتہن کو واجب الادا ثابت ہو- اس تصفیہ حساب میں صاحب ڈپٹی کمشنر کو مقررہ شرح سود ہی منظور نہیں کرلینی چاہئے- بلکہ وہ سود مفرد کی ایسی رقم مقرر کرسکتے ہیں- جو ان کی رائے میں مناسب ہو[1]+

۴۳ - ان قانونی اقسام رہن کی صورت میں ایسی شرائط ایزاد ہوسکتی ہیں-

شرائط جو رہن ہائے قانونی میں درج ہوسکتی ہیں

جن کی رُو سے درختوں کے کاٹنے- فروخت یا رہن کرنے کی نسبت یا کسی ایسے فعل کے ارتکاب کی بابت جس سے اراضی کی دائمی حیثیت پر اثر پڑے- راہن یا مرتہن قابض کے اختیارات محدود کئے جائیں[2] فریقین اپنے معاہدہ میں یہ شرط بھی کرسکتے ہیں- کہ سال زراعتی کے کس موقعہ پر راہن اپنی اراضی فک الرہن کراکر قبضہ حاصل کرسکے- اگر ان اقسام رہن میں کوئی ایسی شرط درج کی جائے- جس کی ایکٹ ہذا کے رو سے اجازت نہیں ہے- تو وہ کالعدم ہوگی[3]

۴۴ - اگر زراعت پیشہ قوم کا کوئی شخص اپنی اراضی کو کسی ایسی شرائط پر رہن

ترمیم شرائط رہن ہائے ناجائز

کرے- جن کی اجازت ایکٹ ہذا کی رو سے نہیں ہے تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو اختیار ہوگا- کہ شرائط رہن کو ترمیم کرکے اس طرح بدل دیں- کہ جدید معاہدہ ایسی صورت کے مطابق ہوجائے- جو بروئے ایکٹ ہذا جائز ہو اور جس کا مرتہن انصافاً مستحق ہو[4]- اگر کسی فرد اقوام زراعت پیشہ نے قبل از نفاذ ایکٹ ہذا اپنی اراضی رہن کی ہوئی ہو- جس میں بیع بالوفا کی شرط درج ہو- تو صاحب ڈپٹی کمشنر مجاز ہیں- کہ مرتہن کو اس امر کا حکم دیں- کہ سابقہ معاہدہ رہن کو قائم رکھ کر شرط بیع خارج کردینا منظور کرے- یا بجائے سابقہ رہن کے ایسا رہن قبول کرے- جو اقسام رہن مندرجہ صدر سے قسم اوّل

[1] دیکھو دفعہ ۶ (۱) (ب)+
[2] دیکھو دفعہ ۸ (ب)+
[3] دیکھو دفعہ ۸ (الف)+
[4] دیکھو دفعہ ۸ (۲) و نیز فقرہ ۴۷ + [5] دیکھو دفعہ ۹ (۱)+

یا سوم میں آسکتا ہو ٭

ضابطہ در بارہ ایسے مقدمات کے جو غیر مجاز رہنوں کی بنا پر دائر ہوں

۴۵ - اگر زراعت پیشہ قوم کے کسی شخص نے کوئی ایسا رہن کیا ہوا ہو۔ جن میں شرط بیع بالوفا یا کوئی دیگر ایسی شرائط درج ہوں جن کی ایکٹ ہذا کے رو سے اجازت نہیں ہے۔ اور اس معاہدہ کی بنا پر کسی عدالت دیوانی میں نالش رجوع کی جائے۔ تو عدالت مذکور کو لازم ہے۔ کہ مقدمہ مذکور صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں استصواباً ارسال کرے[1]۔ تاکہ وہ اُن اختیارات کو عمل میں لائیں۔ جن کا حوالہ پچھلے دو فقروں میں دیا گیا ہے[2] ٭

حقوق انفکاک رہن غیر محدود ہیں

۴۶ - خواہ رہن اقسام قانونی میں سے کسی قسم کا ہو راہن کے اس اختیار میں کوئی فرق نہیں آیا۔ کہ وہ زر رہن ادا کر کے اراضی مرہونہ کو فک کرائے یا جب معاہدہ رہن بصورت قسم اوّل یا قسم سوم ہو تو زر رہن کا وہ حصہ ادا کر کے جو صاحب ڈپٹی کمشنر غیر موّدی قرار دیں اراضی فک کرائے[3]

یہ سوال کہ آیا رہن ہائے قانونی رائج ہونگے

۴۷ - لوکل گورنمنٹ کو یہ اختیار حاصل ہے۔ کہ اشخاص اقوام زراعت پیشہ کی طرف سے کسی دیگر قسم کا رہن عمل میں لانے کی اجازت دے۔ یا کوئی اور شرائط زیر ایکٹ ہذا جائز قرار دے[4]۔ تیس سال کا تجربہ شاہد ہے۔ کہ رہن قسم اوّل ہی مقبول عام ہوئی ہے۔ دوسری قسم تقریباً غیر معروف ہے۔ اور شرط بیع بالوفا اب تقریباً مفقود ہو چکی ہے۔

پٹہ جات

۴۸ - چونکہ ان انتقالات کی آڑ میں جو لمبی لمبی میعادوں کے واسطے بذریعہ پٹہ جات کئے گئے ہوں۔ احکام متعلقہ اقسام رہن مرقومہ بالا سے گریز کرنا آسان ہے۔ اس لئے اس پٹہ کی میعاد بھی بیس سال تک محدود کی گئی ہے۔ جو کسی فرد اقوام زراعت پیشہ کی طرف سے ایسے شخص کے حق میں کیا جائے۔ جو اُسی قوم یا گروہ متعلقہ[5] میں سے کسی قوم کا نہ ہو ٭

۴۹ - دوران سابقہ رہن یا پٹے میں جن کی میعاد قانوناً بیس سال تک محدود

[1] دیکھو دفعہ ۹ (۲) ٭

[2] دیکھو دفعہ ۹ (۳) ٭

[3] دیکھو دفعہ ۷ (۳) ٭

[4] دیکھو دفعات ۶ (۱) (د) اور ۸ (۱) (ج) ٭

[5] دیکھو دفعہ ۱۱ ٭

پٹہ جات در ہن ہائے کی توسیع میعاد پر قیود

کی گئی ہے - اگر راہن یا اجارہ دہندہ کو ایک جدید معاہدہ انتقال کے ذریعہ توسیع میعاد کی اجازت دی جاتی - تو یہ احتمال تھا - کہ ایکٹ ہذا کی اغراض مفقود ہو جائینگی - اگر سابقہ معاہدہ کی میعاد پورے بیس سال ہو - تو اُسی رقبہ کے مزید انتقال رہن یا پٹہ کی اجازت نہیں ہے اور اگر میعاد ۲۰ سال سے کم ہو تو مزید انتقال صرف ایسی مدت کے واسطے ہو سکتا ہے - جس سے کل میعاد بیس سال تک پہنچ جائے[۱]

۵۰ - ایکٹ ہذا کی اغراض سے گریز کرنے کی ایک دوسری ترکیب و حیلہ

رہن پیداوار پر قیود

سازی کا احتمال ہو سکتا تھا - لیکن اس کے انسداد کی تدبیر بھی کر دی گئی ہے - درحقیقت رہن اراضی در رہن پیداوار اراضی میں کوئی فرق نہیں ہے - اس لئے اقوام زراعت پیشہ کے لئے اس امر کی ممانعت کی گئی ہے - کہ اپنی زمین کی پیداوار یا پیداوار کے کسی جزو کو بغیر منظوری صاحب ڈپٹی کمشنر ایک سال سے زائد عرصہ کے لئے منتقل یا مکفول کریں[۲] - البتہ آئندہ دو فصلوں کی پیداوار کی کفالت پر قرضہ لینے کی کوئی روک نہیں ہے - جو معاہدے مالکان ایسے بڑے بڑے تاجروں کے کارندوں کے ساتھ کرتے ہیں - جو غلہ گندم و دیگر اجناس تیلدار بغرض تجارت ملک سے باہر بھیجتے رہتے ہیں - وہ بالعموم ایک سال میں پورے ہو جاتے ہیں - اس ملک کے اکثر حصوں میں ایسے بیوپار زمینداروں کے لئے بہت مفید ثابت ہوتے ہیں - اور اگر اس قسم کے تجارتی معاہدے جن کی میعاد ایک سال سے زیادہ ہو - صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبرو پیش ہوں - تو منظوری دینے میں کوئی تامل نہیں ہونا چاہئے[۳]

۵۱ - ایفائے ڈگری کے لئے اراضی زرعی کے نیلام پر پنجاب میں ہمیشہ

نیلام بعلت اجرائے ڈگری

سخت پابندیاں رہی ہیں - ابتداءً کمشنر صاحبان کی منظوری کافی سمجھی جاتی تھی - لیکن ۱۸۵۹ء میں یہ شرط لگائی گئی کہ جب اراضی مقروض خود پیدا

---

[۱] دیکھو دفعہ ۱۲ (۱) ۔

[۲] دیکھو دفعہ ۱۵ - پیداوار کی تعریف دفعہ مذکور کی تشریح میں کی گئی ہے ۔

[۳] دیکھو فقرہ ۴۱ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱ (انتقال اراضی) مصدرہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر - دربارہ ضابطہ کارروائی ایکٹ انتقال اراضی اسی سٹینڈنگ آرڈر کا حصہ (۵) دیکھو ۔

گروہ نہ ہو۔ بلکہ جدّی ہو۔ تو صاحب جوڈیشل کمشنر کی منظوری لازمی ہوگی۔ اور بعدہٗ ایسے نیلام کی رپورٹیں صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری کے لئے بھیجی جانے لگیں۔ ان قواعد کا صریح نتیجہ یہ ہوا کہ ایفائے ڈگری میں نیلام اراضی کی تحریک تقریباً معدوم ہو گئی۔ اور دوسرا عملی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایسے قرضہ جات جن کا بار اراضی مدیون پر نہ ہو کم ہونے لگے۔ اسی ایکٹ کے ذریعہ جس میں رہن پر ایسی قیود لگائی گئی ہیں۔ اجرائے ڈگری کی علّت میں ایسی اراضی کے نیلام کی قطعی ممانعت[1] کی گئی ہے۔ جو کسی ممبر قوم زراعت پیشہ کی ملکیت ہے۔ اس کا اثر یہ ہوا۔ کہ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے۔ احکام دفعہ ۶۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۵ مصدرہ ۱۹۰۸ء عملی طور پر قابلِ لحاظ نہیں رہے۔ اُن تمام احکام کی تعمیل جو کسی عدالت دیوانی سے اراضی یا مفادِ اراضی کے بارہ میں قرقی۔ نیلام۔ بادخل کے متعلق یا نسبت قرقی یا نیلام یا پیداوار اراضی جاری ہوں صاحب کلکٹر کی معرفت یا کسی ایسے افسر کی معرفت جس کو صاحب کلکٹر بہادر نامزد کریں۔ کرائی جانی چاہئیے[2]۔ اس بارہ میں جو قواعد مرتب ہوئے ہیں۔ وہ ہائیکورٹ کے قواعد و احکام کی جلد اول فصلات * ۱۲ - ایم ۱۲ - این اور صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۴۶ میں مندرج ہیں۔

پرچہ تصحیح نمبر ۴ مورخہ ۱۷ر اکتوبر ۱۹۳۳ء

عارضی انتقالات بعلت اجرائے ڈگری

۱۵ - الف ؛ - دفعہ ۱۶ کی روسے ایفائے ڈگری کے لئے ایک زراعت پیشہ قوم کے فرد کی زمین کی فروخت ممنوع قرار دی گئی ہے۔ مگر ایک وقت ایسا آیا۔ کہ ہائیکورٹ کے ایک فاضل جج نے قرار دیا۔ کہ دیوالیہ زمیندار کی زمین سرکاری ایمن (رسیور) کے قبضہ میں آجاتی ہے۔ جو اسے ایفائے ڈگری مصدرہ عدالت دیوالیہ کی غرض سے دیگر فرد قوم زراعت پیشہ کے پاس فروخت کرسکتا ہے۔ قانون کی تعبیر کو اسی عدالت عالیہ کی ڈویژن بنچ (جس میں دو فاضل جج بیٹھتے ہیں) نے مسترد کردیا[3]

یہ امر فیصل ہے کہ بعلت اجرائے ڈگری عدالت دیوانی کسی زراعت پیشہ مدیون شخص کی زمین عارضی طور پر منتقل کرسکتی ہے۔ کیونکہ دفعہ ۱۶ کی روسے صرف فروخت

---

[1] دفعہ ۱۶ +

[2] دیکھو دفعہ ۱۴۱ - ایکٹ مالگذاری نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء +

[3] دیوانی اپیل نمبر ۲۵۲۱ بابت سنہ ۱۹۲۸ء +

ممنوع قرار دی گئی ہے۔ کہ عارضی انتقال بھی (دیکھو پوری عدالت کا فیصلہ رپورٹہائے لاہور کی جلد اول کے صفحہ ۱۹۲ پر)۔ اس فیصلہ کی پیروی کرتے ہوئے ایک فاضل جج نے قرار دیا۔ کہ اگر کوئی عدالت دیوانی کسی زراعت پیشہ شخص کی زمین عارضی طور پر بیس سال سے زائد عرصہ کے لئے بھی کسی غیر زراعت پیشہ کو دینی منظور کرے۔ تو ایکٹ انتقال اراضی پنجاب کے احکام کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوتی۔ اس سے پیشتر عدالت ہائے دیوانی کا مسلّمہ رواج یہ تھا۔ کہ وہ ایسے حالات میں بیس سال سے زائد عرصہ کے لئے کبھی عارضی انتقال منظور نہ کرتی تھیں۔ مگر مذکور الصدر فیصلہ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ قدیمی رواج کو بالائے طاق رکھ کر کئی مقدمات میں عدالتہائے دیوانی نے پچاس پچاس سال کے لئے بھی عارضی انتقالات منظور کئے۔ چونکہ ان فیصلہ جات کی رو سے ایکٹ کا اصلی مدعا فوت ہوتا نظر آتا تھا۔ اس لئے ترمیمی ایکٹ انتقال اراضی پنجاب نمبر ۱ سنہ ۱۹۲۲ء پاس کیا گیا۔ نئے ایکٹ کا منشا صرف پہلے رواج کو دوبارہ قائم کرنا اور محفوظ رکھنا تھا۔ اس کی رو سے عارضی انتقال کسی صورت میں بھی بیس سال سے متجاوز نہیں ہو سکتا۔ اور رہن بھی صرف ابتدائی ایکٹ کی دفعہ ۶ کے مطابق عمل میں آ سکتے ہیں +

۵۲ - بمنشائے دفعہ ۶۰ (۱) ضمن (ب) و (ج) مجموعہ ضابطہ دیوانی ایکٹ نمبر ۵ مصدرہ سنہ ۱۹۰۸ء جائداد مندرجہ ذیل جو ایک زمیندار کی مملوکہ ہو قرقی سے مستثنٰی ہو گی۔

کاشتکاران کے حق میں دیگر رعائتیں

(الف) آلات کشاورزی۔

(ب) ایسے مویشی و غلہ جو حسب اقتضائے رائے عدالت اُس زمیندار کی آبیت مدہ حصول معاش کے لئے ضروری متصور ہوں۔

(ج) ایسے مکانات یا دیگر عمارات جو اس کی مملوکہ و مقبوضہ ہوں[2]۔

اگر زمیندار ایک ایسا شخص ہو جو ادائیگی مالگذاری کا مستوجب ہو تو علاوہ مستثنیات مندرجہ بالا کے احکام مندرجہ فقرہ شرطیہ دفعہ ۷۰۔ ایکٹ مالگذاری نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء بھی اس کے حق میں حاوی ہوں گے[2]۔ جب کوئی حکم دربارہ قرقی پیداوار اراضی

---

[1] نیز دیکھو دفعہ ۹۸ (۲) (الف) ایکٹ نمبر ۱۶ مصدرہ سنہ ۱۸۸۷ء اس موقعہ پر لفظ "زمیندار" اُن اصطلاحی معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا ہے جو ایکٹ نمبر ۱۳ مجریہ سنہ ۱۹۰۰ء میں لئے جاتے ہیں۔

[2] دیکھو دفعہ ۶۱ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۵ مصدرہ سنہ ۱۹۰۸ء) +

جاری ہو تو عدالت کو لازم ہے ۔ کہ صاحب کلکٹر کو اس امر کے فیصلہ کی تحریک کرے کہ اس پیداوار کا کتنا حصہ فروخت سے مستثنیٰ رکھا جائے۔ جو تخم ریزی اور آئندہ فصل کی برداشت تک مدیون اور اس کے عیال کی خوراک کے لئے ضروری ہوگا"۔

بجز ان وجوہات ضروری جو قلمبند ہونی چاہئیں۔ ریونیو افسروں و عدالت ہائے مال کو کسی مزارعہ یا مالک کے نام جو خود اراضی کاشت کرتا ہو ہر دو فصل کی تیاری[1] کے موقعہ پر حکمنامہ گرفتاری جاری نہیں کرنا چاہیئے۔

صاحبان زمین و مزارعان تابعمرضی کے باہمی تعلقات کی نسبت احکام ایکٹ دخل رعیتانہ

۵۳ ۔ ہدایت نامہ بندوبست کے باب "حقوق مزارعان" میں زیادہ تر مزارعان دخیلکار پنجاب کی تاریخ کا اور نیز ان کے متعلق موجودہ قانون مندرجہ ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس باب کے باقیماندہ حصہ میں زیادہ تر صاحبان زمین و مزارعان تابعمرضی کے تعلقات باہمی پر بحث کی جائیگی۔

تناسب اراضی زیر کاشت مزارعان تابع مرضی

۵۴ ۔ صوبہ ہذا کی کل اراضی کا ۴۳ فیصدی جزو مالکان خود کاشت کرتے ہیں[2] اور ۹ فیصدی زیر قبضہ مزارعان دخیلکار اور ۴۸ فیصدی زیر قبضہ مزارعان تابعمرضی ہے۔ جن میں سے بعض تو ایسے بھی ہیں۔ جو کوئی لگان ادا نہیں کرتے۔ اگر جنوب مغربی پانچ اضلاع جھنگ منٹگمری۔ ملتان۔ مظفرگڈھ۔ اور ڈیرہ غازیخان خارج رکھے جائیں۔ تو ٹھیک ۴۴ فیصدی اراضی زیر کاشت مزارعان تابعمرضی اور ۴۷ فیصدی زیر کاشت مالکان اور ۹ فیصدی زیر قبضہ مزارعان دخیلکار پائی جاتی ہے۔ مزارعان تابعمرضی عموماً اس دیہہ میں مالک بھی ہوتے ہیں۔ مگر زمین تھوڑی ہونے کی وجہ سے کسب معاش کے لئے بہ حیثیت مزارعان تابعمرضی بھی کاشت کرتے ہیں۔

۵۵ ۔ ایک کھاتہ رعیتی کے لگان[3] کا مطالبہ اس کی پیداوار پر سب سے

---

[1] دیکھو قاعدہ نمبر ۱۴ زیر ایکٹ دخل رعیتانہ ۔ یکم اپریل لغایت ۳۱ ۔ مئی ۔ ۱۵ ۔ ستمبر لغایت ۱۵ اکتوبر ایسے اوقات مقرر کئے گئے ہیں۔

[2] اس میں وہ وسیع رقبہ شامل نہیں ہے۔ جو مالکان بحیثیت مزارعان تابعمرضی مرتہنان کاشت کرتے ہیں۔

[3] لگان ۔ مزارعہ ۔ صاحب زمین و مالگذاری کی تعریف دفعہ (۴) ایکٹ ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء میں درج ہے اور مختلف اقسام لگان کا ذکر فقرات ۳۱۲ و ۳۱۳ ہدایت نامہ بندوبست میں کیا گیا ہے صفحوں کے نیچے لکھی ہوئی شرح میں جو حوالہ جات اس باب کے باقیماندہ حصہ میں دئے گئے ہیں ان سے مراد دفعات ایکٹ دخل رعیتانہ پنجاب نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء ہے۔

پیداوار پر صاحب زمین کا حق فائق

مقدم[۱] ہوگا - اگر کوئی ڈگریدار اپنی کسی ڈگری خلاف مزارعہ کی اجرا میں پیداوار کھاتہ رعیتی قرق کرائے - تو صاحب زمین اس امر کا تقاضا کر سکتا ہے - کہ پیداوار مقروقہ نیلام کی جائے - اور محاصل نیلام سے اس کا لگان بابت فصل موجودہ نیز کوئی بقایائے لگان جو گذشتہ سے پیوستہ سال کی بابت واجب الطلب ہو ادا کیا جائے[۲] صاحب زمین کی رقوم واجب الادا کی نسبت افسر مال جو فیصلہ کرے اس کا اثر بمنزلہ ڈگری[۳] ہوگا -

فرائض و حقوق صاحبان زمین و مزارعان درباره پیداوار

۵۶ - سوائے صورت مندرجہ صدر کے صاحب زمین کو مزارعہ کے تردد فصل میں دست اندازی نہیں کرنی چاہیئے[۴] البتہ جب لگان بذریعہ بٹائی وصول کیا جاتا ہو - تو صاحب زمین کو یہ حق حاصل ہے - کہ بٹائی کے وقت موجود ہو - اور اپنا حصہ پیداوار لے جائے[۵] - جب لگان بذریعہ بٹائی یا بذریعہ کنکوت لیا جاتا ہو - تو مزارعہ پر بھی فرض ہے - کہ کسی ایسے وقت یا ایسے طریق پر پیداوار کا کوئی جزو نہ اٹھا لے جائے - جو ٹھیک ٹھیک بٹائی یا کنکوت کے مانع ہو - نیز اس پر لازم ہے - کہ پیداوار کی نسبت خلاف رواج مقررہ کوئی کارروائی نہ کرے - اگر اس سے افعال مندرجہ بالا سے کوئی فعل بہ نیت حق تلفی صاحب زمین سرزد ہو اور اس وجہ سے لگان کا دعویٰ ہو - تو یہ قیاس کرنا جائز ہوگا - کہ پیداوار متنازعہ اس قسم کی اچھی سے اچھی پیداوار کے برابر ہوئی ہے - جو گرد و نواح کی ہمچو قسم زمین میں اس فصل کے اندر حاصل ہوئی[۶] +

بٹائی معرفت ثالث جس کو تحصیلدار نے نامزد کیا ہو

۵۷ - اگر صاف شدہ غلہ کی بٹائی میں تاخیر کی جائے - تو غلہ کے سڑ جائے یا انگوری پکڑ جانے کے باعث بھاری نقصان کا احتمال ہوتا ہے - اس لیئے مالک یا مزارعہ میں سے جس کسی کو فریق ثانی

---

[۱] دفعہ ۳۳ (۱)، (۲) +
[۲] دفعہ ۱۲ (۱) +
[۳] دیکھو دفعہ ۳۳ (۳) +
[۴] دفعہ ۱۲ (۲) +
[۵] دفعہ ۱۲ (۴) +
[۶] دفعہ ۱۶ +

کی غفلت حاضری کی وجہ سے نقصان پہنچ رہا ہو۔ وہ تحصیلدار کے پاس کنکوت کے واسطے ثالث مقرر کرانے کے لئے درخواست کر سکتا ہے۔ جب فریقین کو مناسب طریق پر اطلاع دی گئی ہو۔ تو ثالث مجاز ہو گا۔ کہ اُن میں سے کسی کی عدم موجودگی میں بھی بٹائی یا کنکوت کر دے۔ ثالث کے نتیجہ کارروائی کی رپورٹ تحصیلدار کے پاس بغرض منظوری آنی چاہئے۔ جب مالک اور مزارعہ کے درمیان بٹائی یا کنکوت کی بابت کوئی تنازعہ ہو۔ تب بھی ایسی کارروائی عمل میں آسکتی ہے[1]۔

ادائیگی لگان معرفت تحصیل

۵۸ - جب دو یا دو سے زیادہ اشخاص ایک ہی کھاتہ رعیتی کے صاحب زمین ہوں۔ تو مزارعہ پر یہ واجب نہ ہو گا۔ کہ اپنی ذمگی لگان کا ایک حصہ ایک صاحب زمین کو اور دوسرا دوسرے کو ادا کرے[2]۔ یہ فرض صاحبان زمین کا ہے۔ کہ وہ سالم لگان وصول کرنے کے لئے اپنی جماعت میں سے کسی شخص کو نامزد کریں۔ جب لگان نقدی ہو تو ممکن ہے کہ صاحب زمین کسی وجہ سے لگان وصول کرنے یا وصولی کی رسید دینے سے انکار کرے۔ مثلاً رقم لگان واجب الادا کی بابت تنازعہ ہے۔ اور صاحب زمین اصرار کر رہا ہو۔ کہ جب تک مزارعہ پوری رقم ادا نہ کرے۔ وہ رسید نہیں دیگا یا کسی موقعہ پر مزارعہ کو یہ شک ہو۔ کہ کون شخص لگان وصول کرنے کا مستحق ہے۔ ان دونوں صورتوں میں مزارعہ کو اختیار ہے۔ کہ تحصیلدار کے پاس زر لگان امانتاً داخل کرنے اور ایسے شخص کو ادا کرنے کے لئے درخواست کرے۔ جس کو تحصیلدار حسب اقتضائے لائے خود مستحق وصولی قرار دے[3]۔

ترک کاشت کی اطلاع

۵۹ - مزارعان تابعمرضی کی کاشت کا انتظام عموماً سالوار ہوتا ہے۔ چندسالہ میعادی پٹے جات ابھی تک عام طور پر رائج نہیں ہوئے۔ بالعموم سال فصلی کے مطابق کاشت کا انتظام کیا جاتا ہے۔ جو مزارعہ ترک کاشت کر کے جانا چاہتا ہے۔ وہ قبضہ اراضی بعد اٹھائی فصل ربیع چھوڑتا ہے۔ قانوناً یہ پابندی رکھی گئی ہے۔ کہ کوئی فریق معاہدہ کاشت اس امر کا مجاز نہیں ہے۔ کہ وہ سال زراعتی آئندہ کی بابت اپنے ارادہ ترک کاشت کا

[1] دفعات ۱۷ - ۱۸ - ۱۹۔

[2] دفعہ ۱۵۔

[3] دفعات ۳۱ - ۳۲۔

با موقعہ نوٹس (اطلاع) دینے کے بغیر دوسرے فریق کو تکلیف اور مشکل میں ڈالے
اغراض ایکٹ دخل رعیتانہ کے لئے سال فصلی سے مراد اُن بارہ مہینوں سے ہے
جن کا آغاز ۱۶ جون سے ہے[۱]۔ اگر کوئی مزارعہ غیر موروثی فصل ربیع سے اپنی کاشت
چھوڑنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ تو اس کو لازم ہے۔ کہ ۱۵ جنوری کو یا اس سے
پہلے صاحب زمین کو مطلع کردے۔ اگر ایسی اطلاع دینے میں وہ کوتاہی کرے
اور صاحب زمین نے کسی اور شخص کے ذریعہ انتظام کاشت نہ کرلیا ہو۔ تو
مزارعہ مذکور سال فصلی آئیندہ کی ادائیگی لگان کا ذمہ دار[۲] ہوگا۔ بشرطیکہ صاحب
زمین اور بیچ پر منظور کرے۔ ترک کاشت کا نوٹس تمام اراضی پر حاوی ہوگا۔ جو
اجارہ پر دی گئی تھی[۳]۔ اگر مزارعہ اپنے فائدہ کے لئے مناسب سمجھے۔ تو صاحب
زمین کو تحصیل کی معرفت نوٹس بھجوا سکتا ہے[۴]۔

اطلاع نامہ بنام مزارعہ تابعمرضی

۶۰۔ جو صاحب زمین اپنے مزارعہ تابعمرضی کو بیدخل کرنا چاہے وہ نائب
تحصیلدار یا تحصیلدار کے پاس اجرائے نوٹس
بیدخلی کی درخواست کرسکتا ہے[۴]۔ یہ درخواست ایسے وقت گذرنی چاہیئے۔
کہ نوٹس کی تعمیل ۱۵ نومبر یا اس سے پہلے ہو[۵] جائے۔ تاریخ مذکور کو ملحوظ رکھ کر
آغاز سال فصلی کے بعد ہر وقت ایسی درخواست دی جاسکتی ہے۔ چونکہ یہ
تاریخ جنس چری کے کاٹنے اور نیز سرما کی بارشیں شروع ہونے سے پہلے
واقع ہوتی ہے۔ اس لئے نہایت موزون و مناسب ہے۔ کیونکہ اس صورت
میں مزارعہ کو پیشتر اس کے کہ جدید سال زراعتی کے فصلوں کے لئے قلبہ رانی
شروع کرے۔ اطلاع ہو جاتی ہے۔

مضمون اطلاعنامہ

۶۱۔ اطلاعنامہ کے ذریعہ مزارعہ کو حکم ہوتا ہے۔ کہ یکم مئی سے پہلے زمین
خالی کردے۔ نیز اُس کو یہ ہدایت ہوتی ہے۔ کہ اگر بیدخلی میں
کچھ عذر ہو۔ تو تاریخ تعمیل نوٹس سے دو ماہ کے اندر عدالت مال میں تردید

---

[۱] دفعہ ۴ (۷)
[۲] دفعہ ۳۶ (۱)۔
[۳] دفعہ ۳۷۔
[۴] یاد رہے کہ اگر نائب تحصیلدار اجرائے نوٹس کا مجاز ہے لیکن وہ بیدخلی یا بعد کا حکم نہیں دے سکتا۔
دیکھو دفعہ ۷۶ (۱) (ج) و (م) و دفعہ ۴۶ (۱) (ج)
[۵] دفعہ ۴۳۔ [۶] دفعہ ۴۵ (۲)۔

نوٹس کا دعویٰ کرے - بذریعہ اطلاعنامہ مذکور مزارعہ کو اس امر سے بھی آگاہ کیا جاتا ہے۔ کہ اگر اس کو بیدخلی سے پہلے ترقی حیثیت یا خلل اندازی قبضہ کی بابت معاوضہ حاصل کرنے کا کوئی دعوےٰ ہو تو دو ماہ کے اندر اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اوّل کی خدمت میں درخواست پیش کرے[1] جن واقعات کی بنا پر معاوضہ کا استحقاق پیدا ہوتا ہے اُن کے متعلق آئندہ بحث کی جائیگی[2] اس موقع پر صرف یہی ذکر کرنا کافی ہے - کہ اگر معاوضہ کا حق ثابت ہو جائے - تو رقم معاوضہ ادا ہونے تک بیدخلی ملتوی کر دینی چاہیے[3]

حکم بیدخلی

۶۲ - بہ تعمیل اطلاع نامہ یکم مئی سے پہلے مزارعہ خود بخود زمین خالی کر سکتا ہے اگر نوٹس بیدخلی کی تردید میں نالش کرنے یا ادائیگی معاوضہ کی بابت درخواست دینے کے بغیر مزارعہ بدستور اراضی پر قابض رہے۔ تو تحصیلدار اس امر کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ اطلاعنامہ کی تعمیل ہو چکی ہے۔ بیدخلی کا حکم صادر کریگا[4] اگر معاوضہ کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ تو اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اوّل ہی بیدخلی کا حکم دیگا[5] عدالت دیوانی کی صادر شدہ ڈگری دخل اراضی کے اجرائے کے مطابق حکم بیدخلی کا عملدرآمد کرایا جائیگا- البتہ اس کا اجرا صرف یکم مئی اور ۱۵ جون کے درمیان ہی ہو سکتا ہے[6] اور اگر وقت معینہ پر اجرا نہ کرایا جائے - تو مزارعہ کو آئندہ سال فصلی میں بھی زمین پر قبضہ قائم رکھنے کا حق پیدا ہو جاتا ہے - درخواست ہائے معاوضہ ترقی حیثیت یا خلل اندازی کا تصفیہ بہت جلدی کرنا چاہیے۔ کیونکہ تساہل ریونیو افسر کے باعث صاحب زمین کو اپنے استفادہ سے روک رکھنا مناسب معلوم نہیں ہوتا +

فصل استادہ کی بابت رعایت

۶۳ - اگر بوقت اجرائے حکم بیدخلی یہ ثابت ہو کہ اُس زمین کے کسی جزو پر مزارعہ کا فصل استادہ موجود ہے - تو اس کو جزو

---

[1] دفعہ ۵۴ (۳) (۴) تحصیلداروں کی حیثیت صرف اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم کی ہے۔

[2] دیکھو فقرہ ہائے ۷۲-۷۳ و ۷۴ کتاب ہذا +

[3] دفعہ ۷۱ +

[4] دفعات ۵۴ (۵) و ۷۶ (۱) و ۲ (ب) +

[5] دفعہ ۷۶ (۱) (د) و (۲) (الف) +

[6] دفعہ ۷۴ +

مذکورہ سے بیدخل نہیں کرنا چاہئے۔ تاوقتیکہ فصل مذکورہ کے پکنے اور سنبھالنے کے لئے معقول مہلت نہ دی جائے۔ ایسی صورت میں حکم بیدخلی جاری کرتے ہوئے ریونیو افسر اس بات کا مجاز ہوگا۔ کہ صاحب زمین کی درخواست پر مزارعہ کے اس مزید مدت قبضہ کے عوض ایک مناسب لگان عائد کرے۔ یا فصل استادہ کی قیمت تشخیص کر دے۔ اور اپنے محکمہ میں اس رقم کے داخل کر دینے کی شرط پر صاحب زمین کو حصول قبضہ کی اجازت دے۔ جب مزارعہ نے اپنی زمین تخم ریزی کے لئے تیار کی ہو۔ لیکن ہنوز تخم ریزی نہ کی ہو۔ تو وہ ریونیو افسر کی خدمت میں درخواست کر سکتا ہے۔ کہ اس محنت کے معاوضہ میں ایسی رقم معین کر دی جائے۔ جو اس کو صاحب زمین سے واجب الادا ہو۔ مزارعہ اس قسم کا معاوضہ پانے کا جب ہی مستحق ہوگا۔ کہ اس نے مقامی رواج کے مطابق قلبہ رانی کی ہو[1]۔

مزارعان دخیلکار کی اور ایسے مزارعان کی بیدخلی جن کا قبضہ میعاد مقررہ کیلئے ہو

۶۴۔ یہاں تک ہم صرف ان صورتوں کا ذکر کرتے رہے ہیں جن کے ذریعہ صاحب زمین ایک سالوار مزارعہ کو بیدخل کر سکتا ہے مزارعان دخیلکار کے قانون بیدخلی کی مختصر کیفیت ہدایت نامہ بندوبست کے فقرہ ۲۱۲ میں بیان کی جا چکی ہے۔ لیکن اس موقعہ پر بھی جہاں ایسے مزارعان کے متعلقہ قانون کا تذکرہ ہے۔ جن کا قبضہ کسی پٹہ۔ ڈگری یا حاکم مجاز کے حکم کی بنا پر ایک خاص وقت کے لئے معین کیا گیا ہے۔ مزارعان دخیلکار کے متعلقہ قانون کی نسبت وضاحت سے مکمل تشریح کرنی زیادہ آسان ہوگی۔ ایسا مزارعہ جس کا قبضہ ایک خاص میعاد کے لئے ہو میعاد معینہ کے خاتمہ پر صاحب زمین کو نوٹس دینے کے بغیر اپنے کھاتہ رعیتی کی کاشت ترک کر سکتا ہے[2]۔ میعاد مذکورہ کے اختتام تک وہ رعیت دخیلکار کی طرح سرسری کارروائی کے ذریعہ بیدخلی سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر کوئی صاحب زمین ایسے میعادی مزارعہ کو بیدخل کرنا چاہے تو اس کو باضابطہ دعوٰی دائر کرنا چاہیئے۔

حکم بیدخلی مزارعہ دخیلکار جو ایفائے ڈگری لگان میں غفلت کرے

۶۵۔ صرف ایک ہی ایسی صورت ہے۔ جس میں مزارعہ دخیلکار کے خلاف سرسری کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے لیکن غالباً اس کا اطلاق بھی ایسے مزارعہ کے خلاف نہیں ہوسکتا جس کا قبضہ کاشت ایک سال سے زائد میعاد معینہ کے لئے ہے[3]۔ اسسٹنٹ

---

[1] دفعہ ۴۹ ۔ [2] دفعہ ۳۵ ۔ [3] دفعہ ۳۹ (۳) کا دفعات ۴۰ و ۴۲ (۱) سے مقابلہ کرنے سے نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔

کلکٹر درجہ اوّل[1] ایک ایسے مزارعہ دخیلکار کی بیدخلی کا حکم صادر کر سکتا ہے۔ جس پر اس کے کھاتہ رعیتی کے بقایائے لگان کی بابت ڈگری صادر ہو چکی ہو اور ہنوز ادا نہ ہوئی ہو[2]۔ ریونیو افسر مذکور کو لازم ہے۔ کہ اوّلاً مزارعہ مدیون کو صاحب زمین کا مطالبہ بے باق کرنے کا موقعہ دے۔ یعنی اس کو فہمائش کرے کہ اگر وہ ۱۵ یوم کے اندر رقم واجب الادا اس کے محکمہ میں داخل نہیں کرے گا۔ تو بیدخلی کا حکم صادر کیا جائیگا[3]۔ ان صورتوں میں جہاں بقایا زر لگان اور مالیت حقوق دخیلکاری میں بھاری فرق ہو۔ ان احکام کو بے سوچے سمجھے برتنے سے مزارعان پر سختی و تعدی کا اندیشہ ہے۔ اس بات کو مدّنظر رکھ کر کہ مزارعان عموماً سخت جاہل ہوتے ہیں۔ ایک دور اندیش ریونیو افسر کو واجب ہے۔ کہ ایسی صورت میں مزارعہ مدیون کو اپنے روبرو طلب کرکے تحریری نوٹس دے اور اس کو میعاد مقررہ کے اندر مطالبہ ڈگری لگان کی عدم ادائیگی کے نتائج سمجھا دے۔ ایفائے مطالبہ کے لئے تھوڑی سی زائد مہلت دینے میں بھی کوئی قانونی سقم نہیں ہے۔ کیونکہ معقول وجہ ظاہر کرنے پر قانوناً بھی حکم بیدخلی کا اجرا ملتوی ہو سکتا ہے[4]۔ اسسٹنٹ کلکٹر کو یہ بھی دریافت کرنا لازم ہے کہ آیا مزارعہ کو معاوضہ ترقی حیثیت یا خلل اندازی کا کوئی استحقاق ہے یا نہیں۔ اگر کوئی ایسا حق ظاہر ہو تو کسی مزید کارروائی کے عمل میں لانے سے پیشتر اس کی نسبت تحقیقات کرنی چاہیئے[5]۔ جب بیدخلی کا حکم دیا جائے تو بروئے قاعدہ کلیہ جیسا کہ مزارعان نابعرضی کی صورت میں حکم ہے۔ اس کا اجرا نے بھی صرف یکم مئی اور ۱۵ جون کے درمیان ہو سکتا ہے۔ البتہ جب اس شرط کی پابندی صاحب زمین کے حق میں بیجا طور پر نامناسب تصور کی جائے۔ مثلاً جب مزارعہ کے بے بنیاد مطالبہ معاوضہ کی وجہ سے تاخیر واقع ہوئی ہو۔ تو کسی اور موقعہ پر بھی اجرائے کی اجازت ہو سکتی ہے[6]۔

---

[1] دفعہ ۷۶ (۱) (ج) و (۲)+
[2] دفعہ (۴۲)+
[3] دفعہ ۴۴+
[4] دفعہ ۴۴ (۲)+
[5] دفعات ۴۴ (۲) و ۷۱+ [6] دفعہ ۴۷+

چارہ جوئی منجانب مزارعہ جو حصول معاوضہ واجب الادا سے پہلے بیدخل کیا گیا ہو

۶۶ - ایسی صورت میں جبکہ مزارعہ ترقی حیثیت یا خلل اندازی[1] کے معاوضہ کا یا مالیت فصل استادہ کے عوضانہ کا یا معاوضہ قلبہ رانی[2] کا مستحق تھا - لیکن اتفاقاً یا سہواً قبل از تشخیص معاوضہ بیدخل کیا گیا - تو اس کو سرسری طور پر قبضہ واپس نہیں دلایا جائیگا - لاکن وہ مجاز ہوگا - کہ بیدخلی سے ایک سال کے اندر اس عدالت میں جس نے اس کے خلاف بیدخلی کی ڈگری صادر کی یا اس رونیو افسر کے پاس جس نے ایسا حکم دیا - اس امر کی استدعا کرے - کہ معاوضہ واجب الادا تشخیص کر کے صاحب زمین کو اس کی ادائیگی کا حکم دیا جائے - جو حکم ایسی درخواست پر صادر ہو - اُس کا اثر بمنزلہ ڈگری زر نقد ہوگا[3]+

وجوہات دعوائے بیدخلی و نالش بازیافت قبضہ

۶۷ - جن وجوہات کی بنا پر دعوائے بیدخلی رجوع ہو سکتا ہے اور جن حالات کے باعث ایک مزارعہ جو اپنی بیدخلی بے جا تصور کرتا ہے - واپسی قبضہ یا معاوضہ کی نالش کر سکتا ہے - ان کی نسبت باب متعلقہ عدالت ہائے مال میں بصراحت تذکرہ کیا جائیگا +

اندراج مثل حقیت یا اقرار نامہ جن کی بنا پر صاحب زمین کو زائد اختیارات بیدخلی عطا کئے گئے ہوں ناجائز ہوگا

۶۸ - اگر مثل حقیت کا کوئی اندراج خواہ کسی وقت کیا گیا ہو - یا کوئی اقرار نامہ جو ایکٹ نمبر ۱۲ مصدرہ ۱۸۸۱ء کے نافذ ہونے کے بعد تحریر ہوا ہو صاحب زمین کو اس امر کا مجاز قرار دے - کہ وہ مزارعہ کو سوائے طریق مجوزۂ ایکٹ ہذا کسی اور طرح پر بیدخل کرا سکتا ہے - تو اندراج و اقرار نامہ مذکور کالعدم متصور ہوں گے[4]

پٹہ جات تشخیص جدید پر بھی قائم رہیں گے

۶۹ - دفعہ ۴۴ - ایکٹ ہذا میں یہ قید رکھی گئی ہے - کہ ایسے پٹہ جات کی صورت میں جن کی میعاد ترمیم مطالبہ مالگذاری کے وقت بوجہ جدید بندوبست منقضی نہیں ہوئی - اگر عدالت مال کے حکم کے مطابق ترمیم شرائط لگان کو مزارعہ منظور نہ کرے - جبکہ مالیہ اراضی میں اضافہ ہوا ہو - یا صاحب زمین قبول نہ کرے جبکہ مالیہ میں تخفیف ہوئی ہو - تو پٹہ جات مذکور فسخ

---

۱ دیکھو فقرات ۴۳ و ۴۸ کتاب ہذا +

۲ دیکھو فقرہ نمبر ۶۳ کتاب ہذا +

۳ دفعہ ۴۷ +

۴ دفعات ۱۰۹ (ج) و ۱۱۰ (ج) +

ہو جائیں گے۔ ایسے پٹہ جات جو تا میعاد بندوبست کئے گئے ہوں تا وقتیکہ تشخیص جدید فی الواقعہ عمل میں نہ آئے۔ بدستور نافذ العمل رہیں گے۔ بشرطیکہ اقرار مذکور سے صریحاً اس کے برعکس ارادہ ظاہر نہ ہو[له]۔

ترقیات

۷۰۔ بعض اوقات کھاتہ جات رعیتی کی متعلقہ ترقیات کا مسئلہ کچھ مشکلات پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ سادہ قسم کی ترقیات میں اور بعض ایسے کاموں میں جو مزارعان معمولی طریق کاشتکاری میں بناتے ہیں صحیح معیار امتیاز و فرق قائم نہیں ہو سکتا ہے۔ ترقیات کی مکمل تشریح ایسے معنوں میں جن میں یہ اصطلاح کھاتہ رعیتی کے کسی متعلقہ کام کی بابت استعمال ہوتی ہے۔ ایکٹ دخل رعیتانہ کی دفعہ ۴ (۱۹) میں کی گئی ہے۔ ضروری امر یہ ہے۔ کہ یہ کام ایسا ہونا چاہئے۔ جس کی وجہ سے کھاتہ رعیتی کی مالیت بڑھ گئی ہو اور بڑھتی جاتی ہو۔ اس اصطلاح میں ہر ایک ایسا کام شامل نہیں ہے۔ جو عارضی طور پر ہی کسی کھاتہ رعیتی کی مالیت بڑھائے صرف وہ کام ترقیات کی تعریف میں آ سکتے ہیں۔ جو روزانہ کارروائی کاشتکاری سے علاوہ ہوں اور زیادہ یا کمتر درجہ کے مستقل تصور ہوں۔ بارانی اراضی کی آبپاشی کے لئے چاہ لگانا واقعی ترقیات میں داخل ہے۔ اسی طرح سخت زمین میں کچا چاہ لگانا بھی کیونکہ اس پر بہت سخت محنت صرف ہوتی ہے۔ اور کئی سالوں تک کام دے سکتا ہے۔ البتہ تھوڑی گہرائی والا معمولی قسم کا کچا چاہ جس سے ربیع میں چند بیگہ فصل کی آبپاشی کی گئی ہو اور اس کے بعد برسات میں مسمار ہو جائے۔ ترقی تصور نہیں ہو سکتا۔

ترقیات منجانب صاحبان زمین

۷۱۔ پنجاب جیسے ملک میں جہاں چھوٹے چھوٹے کاشتکار مالک آباد ہیں۔ مالکوں کے مصارف سے زراعتی ترقیات زیادہ تر ان ہی اراضیات میں کی جاتی ہیں۔ جن کی بابت ان کو اختیار کامل حاصل ہوتا ہے۔ کھاتہ جات رعیتی کی ترقیات کا مسئلہ عملاً صرف ایسی ترقیات کے متعلق ہی ضروری و قابل غور ہے۔ جو مزارعان دخیلکار خود کریں و نیز اس خاص قسم کی ترقیات سے وابستہ ہے۔ جن کو جنگل تراشی یا نوتوڑ سے موسوم کیا جاتا ہے اور جو مزارعان تابع مرضی عمل میں لاتے ہیں۔ یہ سچ ہے کہ ایکٹ نمبر ۱۶ مصدرہ ۱۸۸۷ء کی رو سے صاحبان زمین کو صاحب ڈپٹی کمشنر کی منظوری حاصل

له دفعہ ۴۴۔

کر سکے مزارعان وخیلکار کی اراضیات پر ترقیات کرنے کا حق حاصل ہے[1] اور اس ایکٹ میں ترقی یافتہ کھاتوں کا لگان ایزد کرنے کی بھی رعایت رکھی گئی ہے[2] لیکن فی الحقیقت صاحبان زمین ایسی زمینوں پر روپیہ صرف کرنے میں بنظر احتیاط بہت پرہیز کرتے ہیں۔ جن کے ساتھ ان کا تعلق محض حکام کے مقررہ کردہ لگان کی وصولی تک محدود ہو۔ اگر ایسی اجازت کے لئے درخواست پیش ہو تو مزارعہ کے عذرات سماعت کرنے لازم ہیں۔ اس موضوع پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ایسے تنازعات شاذو نادر ہی ہوتے ہیں۔

ایکٹ ہذا میں لوکل گورنمنٹ کو اجازت دی گئی ہے۔ کہ مسئلہ ترقیات منجانب صاحب زمین کی بابت قواعد شائع کرے[3]۔ لاکن ہنوز کوئی ایسے قواعد وضع نہیں ہوئے ہیں۔

۴۲۔ مزارعہ تابع مرضی برضامندی صاحب زمین ہی ترقی اراضی کرسکتا ہے

ترقیات منجانب مزارعان تابع مرضی

اور ایسی رضامندی کا استدلال حالات متعلقہ سے ہوگا[4] عدالتوں نے ایسے حالات کے متعلق کئی فیصلے دئے ہیں۔ جو قابل رہنمائی ہیں۔ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ کہ ترقیات منجانب مزارعان کو اہمیت اسی صورت میں حاصل ہوتی ہے۔ جب مزارعہ معاوضہ طلب کرے۔

۴۳۔ بہرحال جب ایک مزارعہ بنجر اراضی کو توڑ کرکے قابل کاشت بنائے

معاوضہ خلل اندازی قبضہ

اور اگر اس کو قبل اس کے کہ اپنے مصارف کا پورا عوض حاصل کرے۔ بیدخل کیا جائے۔ تو وہ بالضرور تھوڑی بہت رقم معاوضہ کا مستحق ہو جاتا ہے۔ خلل اندازی قبضہ کی صورت میں پانچ سالہ لگان سے زیادہ معاوضہ نہیں ہونا چاہئے۔ اور بعض صورتوں میں تو اس کی مناسب مقدار بہت کم ہوگی۔ اگر کوئی مستحکم اور دیرپا ترقی کی گئی ہے۔ تو مزارعہ مذکور معاوضہ خلل اندازی کے علاوہ معاوضہ ترقیات کا بھی مستحق ہوگا۔ البتہ یہ شرط ہے۔ کہ اگر گاؤں کے مالکوں میں سے کوئی شخص شاملات دیہہ کا ایک جزو کاشت کر رہا ہے۔ یا اگر مالکان مشترک میں سے کوئی حصہ دار کھاتہ مشترکہ کی کاشت کرتا ہے تو بیدخلی کی صورت میں یہ دونوں معاوضہ خلل اندازی کے مستحق نہیں ہوں گے[5]۔ جب لگان

---

[1] دفعہ ۶۱ ۔ [2] دفعہ ۶۲ ۔ [3] دفعہ ۶۴ ۔
[4] دفعہ ۶۹(۱) ۔ [5] فقرہ شرطیہ دفعہ ۶۹(۱) ۔

جنسی ہو یا از قسم ضبطی[1] یعنے نوعیت فصل کے لحاظ پر بشرح نقدی ہو ۔ یا لگان نقدی بشرح مالگذاری بشمول ریٹ وجوب تک محدود ہو تو سعادۃً منسوب کرنے کی اغراض کے لئے مالیہ اراضی کی چارگن مقدار زرلگان متصوّر ہوگی[2] جب کوئی لگان ادا نہیں ہوتا ۔ تو اس صورت میں بھی یہی قاعدہ حاوی ہوگا[3] جب بالفرض مزارعہ نے خارج پڑتہ بنجر زمین پر قبضہ کیا ہوا ہے ۔ تو ایسی صورتوں میں احکام مرقوم الصدر کی تعبیر اس طرح ہوتی ۔ کہ گویا زر لگان اس رقم کا چارگن ہے ۔ جو محال مذکور میں ہر قسم اراضیات کی شرح مالگذاری کو کھاتہ رعیتی متنازعہ پر پھیلانے سے نکلتے تھے

۷۴ ۔ اس امر کی تصدیق دفعہ ۶۳ ۔ ایکٹ دخل رعیتانہ میں بڑے زور سے کی گئی ہے

ترقیات منجانب مزارعان وخیلکار کہ مزارعان وخیلکار کو اپنے کھاتہ جات رعیتی میں ترقیات کرنے کا حق حاصل ہے ۔ الحاق پنجاب کے ابتدائی زمانہ میں اور اس کے کئی سال بعد بھی ان کے ایسے استحقاق پر بہت سی قیود لگی ہوئی تھیں ۔ ان قیود کا تذکرہ اب کوئی وقعت نہیں رکھتا ۔ کیونکہ قانون کو عوام خوب سمجھتے ہیں[4]

۷۵ ۔ قانون متعلق ترقیات منجانب مزارعان ابتدائی ایکٹ دخل رعیتانہ

احکام ایکٹ دخل رعیتانہ دربارہ ترقیات منجانب مزارعان پنجاب (نمبر ۲۸ مجریہ ۱۸۶۸ء) کے ذریعہ موجودہ اصول پر قائم ہوگیا ۔ البتہ یہ اختلاف رہا کہ اس مضمون کے متعلق تحریری اقرار نامجات یا مشد بندوبست قانونی کے باضابطہ تصدیق شدہ اندراجات ایکٹ مذکور کے احکام پر فوقیت رکھتے تھے[5] اب یہ صورت بھی ترمیم ہوگئی ہے ۔ بروئے قانون موجودہ اگر بذریعہ اندراج مثل حقیت خواہ وہ کسی وقت مرتب ہوئی ہو ۔ یا بموجب شرط اقرار نامہ جو ایکٹ ۱۶ ۱۸۸۷ء کے نافذ ہونے

---

[1] دیکھو فقرہ ۳۱۲ ۔ ہدایت نامہ بندوبست ۔

[2] دیکھو فقرہ ۳۰۹ ہدایت نامہ بندوبست ۔

[3] دفعہ ۶۹ (۲) ۔

[4] ملک کے بعض حصوں میں مقامی رواج کے مطابق توتوڑ کنندگان مزارعان کے استحقاق ان سے بہت زیادہ ہیں جن کی تشریح اوپر کی گئی ہے ۔ دیکھو فقرہ ۲۱۱ (۲) ہدایت نامہ بندوبست ۔

[5] ملاحظہ ہو مسٹر کسٹ کا دستور العمل مالگذاری صفحات ۴۲ ۔ ۰

[6] دیکھو فقرات ۵۲ لغایت ۵۸ مسٹر بارکلے کا "ہدایت نامہ برائے صاحبان کلکٹر"

۰

کے بعد عمل میں آیا ہو۔ مزارعان کے اختیار ترقی پر یا بوقت بیدخلی اُن کے استحقاق معاوضہ ترقی یا خلل اندازی پر کوئی قید لگائی گئی ہو۔ تو اندراج و شرط مذکور کالعدم ہوگی[1]۔ البتہ مزارعہ کو پوری آزادی ہے۔ کہ ایسی ترقیات کے باعث جو صاحب زمین نے کی ہوں۔ یا آیندہ کرنے کا ارادہ ہو۔ کوئی عہد نسبت ایزدی لگان کرلے[2] اگر کسی تحریری معاہدہ کی بنا پر جو یکم نومبر ۱۹۸۷ء سے پہلے عمل میں آیا ہو مزارعہ تابعمرضی کا اختیار ترقی مسدود ہو چکا ہو۔ تو یہ امر مانع دعوے معاوضہ ہوگا۔ باستثنائے اس بات کے ترقیات جو قبل از نفاذ ایکٹ ہذا عمل میں آئی ہوں ایکٹ ہذا کے مطابق واقع ہوئی تصور کی جائینگی[3]۔

۷۶ - صاحب زمین کی طرف سے نالش بیدخلی رجوع ہونے یا نوٹس بیدخلی کی تعمیل کے بعد اگر مزارعہ کسی قسم کی ترقیات شروع کردے۔ تو اس کی اپنی ذمہ واری ہے۔ اور بصورت بیدخلی وہ کسی معاوضہ کا مستحق نہ ہوگا[4]۔ اگر کسی مزارعہ نے اپنے کھاتہ رعیتی میں ترقی کی ہو۔ تو تاوقتیکہ اُس کو معاوضہ نہ مل جائے۔ بپابندی ایسی معقول استثناء مرقوم الصدر کے وہ بیدخلی یا ایزادی لگان سے محفوظ رہیگا[5]۔

تاوقتیکہ مزارعہ کو رقم معاوضہ وصول نہ ہو جائے بیدخلی یا اضافہ لگان نہیں ہوسکتا

۷۷ - تشخیص معاوضہ میں حسب ذیل امور قابل غور ہوں گے۔

تشخیص معاوضہ

(الف) مقدار مالیت یا پیداوار کھاتہ رعیتی یا مالیت پیدوار جو بسبب ترقی مذکور بڑھ گئی ہو۔

(ب) ترقی کی نوعیت اور یہ بات کہ کتنے عرصہ تک اس کا اثر رہنا قرین قیاس ہے۔

(ج) اس محنت اور سرمایہ کا اندازہ جو ترقی زیر بحث کے لئے مطلوب ہو۔

(د) لگان کی تخفیف یا معافی یا کوئی اور رعایت جو صاحب زمین کی طرف سے ترقی کے عوض مزارعہ کو دی گئی ہو۔

---

[1] دفعات ۱۰۹ (د) و (ب) و ۱۱۰ (۱) (ب)۔
[2] دفعہ ۱۱۰ (۲)۔
[3] دفعہ ۶۵۔
[4] دفعہ ۶۶۔
[5] دفعہ ۶۸۔

(۵) توڑ پھوڑ کرنے یا غیر آبپاش اراضی کو آبپاش کرنے کی صورت میں وہ مدت جس کے اندر مزارعہ نے فائدہ ترقی اٹھایا ہو۔[۱]

ادائیگی معاوضہ بذریعہ عطائے پٹہ یا بہ تخفیف شرح بٹائی

۸۷۔ بجز اس صورت کے کہ جب برضامندیٔ فریقین معاوضہ کلاً یا جزاً زمین کے رعایتی پٹہ کی شکل میں یا کسی اور طریق پر ادا کیا جائے[۲]۔ رقم معاوضہ کی تشخیص اور ادائیگی نقدی میں ہونی چاہئے۔ صاحب زمین اور مزارعہ کو ہمیشہ اختیار ہے۔ کہ حقوق معاوضہ کا باہمی تصفیہ ایجاب و قبول کے ذریعہ اس طرح کریں۔ کہ موجودہ لگان پر یا کسی دیگر شرح لگان مقبولہ فریقین پر بیس سالہ میعاد پٹے کے لئے مزارعہ کا قبضہ قائم رکھا جائے[۳]۔ مثلاً جہاں ایک چاہ لگایا گیا ہے۔ تو اس زائد خرچ کے عوض جو مزارعہ اٹھا چکا ہے یا اس کو آئندہ مطلوب ہوگا۔ مالک کے حصہ بٹائی میں تخفیف کرنا ایک نہایت مناسب صورت معاوضہ کی ہوگی۔ چنانچہ جہاں بٹائی فصل کا عمل ہے۔ وہاں عموماً اسی اصول پر چاہی فصل کی شرح لگان بارانی فصل کی شرح سے کم پائی جاتی ہے۔

[۱] دفعہ ۷۲ +
[۲] دفعہ ۷۳ +
[۳] دفعہ ۷۶ +

تیسری فصل

تفویضگی ہائے معاملہ زمین

تفویضگی ہائے معاملہ زمین کی اہمیت پنجاب میں

۷۹ - عطیہ جاتِ معاملہ زمین منجانب سرکار بحق غیر سرکاری اشخاص اصطلاحاً "جاگیرات" اور "معافیات" کہلاتے ہیں - ان دونوں اصطلاحات میں کوئی امتیازی فرق نہیں - لفظ "جاگیر" کا اطلاق عموماً ان بڑے عطیات پر ہوتا ہے - جو فوجی یا سرکاری قسم کی خدمات کے صلہ میں دیئے جاتے ہیں - اور "معافیات" ہیں کم قیمت اور کم اہمیت کے عطیات شامل ہیں - پنجاب میں ہندوستان کے دیگر صوبوں کی نسبت کل معاملہ زمین کا مقابلتاً بیشتر حصہ تفویض ہے - اس لئے یہ موضوع اس صوبہ میں خاص اہمیت رکھتا ہے - یہ صورتِ حالات کس طرح پیدا ہوئی - اس کا ذکر بعد میں کیا جائیگا - لیکن اس صورت کا پیدا ہونا موجب تعجب ہے - کیونکہ جن افسران کو پنجاب کے نظم و نسق اولین میں سب سے بڑا اختیار تھا - وہ ایسی خصوصی حقوق رکھنے والی جماعت کے قیام کے حق میں نہ تھے [1] اور ان کا خیال تھا - اس رقم مالیہ میں جو سرکاری اغراض کے کام نہیں آتا - بہت جلد تخفیف کرنی چاہیئے - الحاقِ پنجاب کے گیارہ سال بعد صاحب فنانشل

---

[1] تفویضگی ہائے معاملہ زمین کے مخالف خیال کی انتہائی مثال کے طور پر مسٹر رابرٹ کسٹ جو اس وقت فنانشل کمشنر تھے کے دستور العمل مالگذاری مجریہ سنہ ۱۸۶۶ء میں سے مفصلہ ذیل اقتباس درج کیا جاتا ہے :-

"یہ امر قابلِ افسوس ہے - کہ تفویضگی ہائے معاملہ زمین کا رواج حکومت برطانیہ کے ماتحت بھی دوامی بنا دیا گیا ہے - ہماری عجیب حالت ہے - ایک طرف تو ہم اپنے وسیع عہدہ جات کو - خواہ وہ فوجی ہوں یا سول - نقد تنخواہ دیتے ہیں اور دوسری طرف پہلی حکومت کے تمام قسم کے ملازمین اور دیگر بہت اقسام کی جماعتیں اور پہلے لٹیرے سرداروں کی اولاد شہد کے چھتوں میں نکھٹو مکھیوں کی طرح موٹے ہو رہے ہیں"

بہادر کے تخمینہ کے مطابق مفوضہ معاملہ زمین ۳۳ لاکھ تھا - اور مزید چالیس سال گزرنے پر بھی تقریباً یہی رقم نکلتی تھی - لیکن معاملہ زمین ملک پنجاب میں وسیع ترقیات کے باعث ۱۹۲۸ء میں تناسب صرف $\frac{1}{12}$ حصہ تھا ٭

۸۰ - ہماری پیشرو حکومتوں کے نزدیک بہادر آدمیوں کی تلواریں حاصل کرنے، پارسا لوگوں کی دعائیں لینے - معزول سرداروں کو راضی کرنے اور طاقتور ملازمین کو انعام دینے کا سب سے آسان طریقہ یہ تھا - کہ انہیں خاص دیہات یا علاقہ جات میں پیداوار اراضی کا حاکمی حصہ تفویض کر دیا جائے - باقاعدہ تنخواہیں تقسیم کرنے یا نقد وظائف دینے کی نسبت یہ طریقہ حکومت کے لئے زیادہ سہل اور لینے والے کی نظروں میں بھی زیادہ مستحسن تھا - اس حاکمی حصہ کی کوئی حد مقرر نہ تھی - سوائے اس حد کے جو جاگیردار بزعم خود اس امر کا لحاظ رکھتے ہوئے مقرر کرتا تھا - کہ کاشتکاران کس درجہ ظلم و تعدی پر بغاوت کر دیں گے - یا کس درجہ پر زمین چھوڑ کر فرار ہو جائینگے - عملی طور پر جاگیردار کو وہ سب حقوق حاصل تھے - جو آج کل ملکیت کے خاص جزو تصور ہوتے ہیں - بڑے بڑے مفوض الیہم کو اپنے علاقہ جاگیر کی حدود کے اندر ہمات و جبات اور اعضائے کاٹنے کا بھی اختیار تھا - اور ایسا اختیار بسا اوقات ملوکیت کا طغرائے امتیازی تصور ہوتا ہے - مذکور الصدر رواج کی جڑیں اس قدر مستحکم ہو چکی ہیں - کہ نئی عملداری میں اس کی بیخ کنی ممکن نہ تھی - عاقبت اندیشی نے اس سلسلہ کو جاری رکھنے کی ہدایت دی - لیکن ساتھ ہی اس امر کی بھی مقتضی ہوئی - کہ حکومت کے خزانہ کو خالی کرنے والے اس مخرج کو تنگ کیا جائے - اور ان مداخلات بے جا کا بھی سدباب کیا جائے - جو جاگیرداروں نے ایک طرف تو حکومت کے خاص حقوق شاہی پر اور دوسری طرف مالکان اراضیات کے حقوق پر کی ہوئیں تھیں ٭

دیسی حکومتوں کے زمانہ میں تفویضیں کیسے ہوئیں

۸۱ - اس مضمون کے بیان میں مفصلہ ذیل علاقوں کا جداگانہ تذکرہ کرنا آسان رہے گا :-

مختلف علاقوں کے لحاظ سے مضمون پر جداگانہ بحث ہونی چاہئے

(الف) علاقہ جات جو مملکت پنجاب میں اس وقت شامل تھے - جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے انہیں اپنے جانشینوں کے لئے چھوڑا - یہاں یہ خیال رکھنا چاہیے کہ (۱) کانگڑہ اور دریائے بیاس و ستلج کے درمیانی

علاقہ میں جواب موجودہ اضلاع جالندھر اور ہوشیارپور میں شامل ہے۔ اور (۲) ان اضلاع میں جو دریائے بیاس اور ستلج کے مغرب میں واقع تھے۔ اور جو بعد میں شامل کیے گئے۔ جاگیرات کی حقیتیں جداگانہ ہیں۔

(ب) علاقہ اینجانب ستلج۔ جس کا میدانی حصہ ہمارے زیر سایہ ۱۸۰۹ء اور پہاڑی حصہ ۱۸۱۵ء میں آیا۔ اس علاقہ میں موجودہ اضلاع شملہ۔ انبالہ۔ لدھیانہ۔ فیروزپور (باستثنائے تحصیل فاضلکا) اور ضلع کرنال کی تحصیل کیتھل اور پرگنہ اندری شامل ہیں۔

(ج) علاقہ جات دہلی اور بھٹی جو ۱۸۰۳ء میں فتح کیے گئے۔ اور شمال مغربی صوبجات سے علیحدہ کرکے ۱۸۵۸ء میں پنجاب کے ساتھ شامل کیے گئے۔ ان علاقہ جات میں موجودہ اضلاع حصار۔ رُہتک۔ گوڑگاؤں۔ دہلی ضلع کرنال کی تحصیل پانی پت اور پرگنہ کرنال اور ضلع فیروزپور کی تحصیل فاضلکا شامل ہیں۔

سکھوں کی عملداری میں تفویضگی ہائے

۸۲۔ نظم ونسق پنجاب کی پہلی رپورٹ میں اندازہ کیا گیا تھا۔ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں مالیاتِ حکومت کا $\frac{1}{2}$ سے زیادہ حصہ غیر سرکاری اشخاص کو تفویض تھا۔ اس عجیب وغریب صورتِ حالات کی وجہ یہ نہ تھی۔ کہ وہ سیانا حکمران فیاضانہ دل رکھتا تھا۔ بلکہ یہ اس چال کا قدرتی نتیجہ تھا۔ جس سے اس نے اپنی سلطنت قائم کی تھی۔ اور نیز اس آسائیش کا جو ناکندہ تراش انتظام میں حکومت کے عمّال کو رعایا سے اپنی مزدوری خود وصول کرنے کا اختیار دینے سے پیدا ہوتی ہے۔ ابتداءً رنجیت سنگھ محض ایک مسل کا سردار تھا۔ جن میں گورو گوبند سنگھ کے پیرو منقسم تھے۔ اگرچہ وہ پنجاب کی تمام سکھ جمہوریت کا حاکم بن گیا۔ لیکن اُس نے محسوس کیا۔ کہ طاقتور سرداروں کو جنھیں اس نے ہم پلہ سے اپنی رعیّت بنا لیا تھا۔ اُن کے اپنے اپنے علاقہ جات کی مالگذاری اور اختیارات سے محروم کرنا نہ صرف خلاف مصلحت بلکہ شاید ناممکن بھی ہوگا۔ اس لئے اُس نے اسی بات پر اکتفا کیا۔ کہ یہ سردار بوقت کارزار اپنے اپنے حصہ کے سوار اس پیدل فوج کی کمک کے لئے دیا کریں۔ جس پر مہاراجہ کی طاقت کا انحصار تھا۔ اوران خدمات کے عوض وہ اپنی حقیتوں پر مشروط قابض رہیں۔ یہی خیالات محرّک ہوئے۔ کہ پہاڑی راجپوت راجاؤں اور مغربی پنجاب کے طاقتور مسلمان سرداروں کو ان کے

ویرینہ مقبوضات کے بعض حصے باوجود فتح کرنے کے بطور جاگیر عطا کئے جائیں، باقاعدہ افواج کے بعض دستوں کو بھی تنخواہ بصورت تفویضگی ہائے معافی زمین دی جاتی تھی۔ اور مہاراجہ نے اس طریقہ کو حکومت کے بڑے بڑے افسران کے مواجب اور اپنے گھر کی رانیوں اور خدمتگاروں کے گزارہ ادا کرنے میں بھی آسان پایا۔ بہ حیثیت دیسی حکمران اس کے لئے سزاوار تھا۔ کہ وہ پارسا اشخاص اور مقدس مقامات کے عطیات میں بھی فیاض ہوتا۔ بہت سے محالات میں علاقہ کے سرکردہ اشخاص کا جنہیں اس وقت ملک یا مقدم یا چوہدری کہا جاتا تھا۔ دل ہاتھ میں لینے کی غرض سے یہ مناسب تھا۔ کہ ان کو اپنی اراضیات کا کچھ حصہ یا محاصل دیہہ کا کافی حصہ بطور انعام عطا کیا جائے۔ ایسے چھوٹے چھوٹے عطیات "انعامات" کے نام سے موسوم تھے۔ اور جب ایسا انعام کسی محال کے مالیہ کا کوئی مقررہ جزو ہوتا تو اسے "چہارم" کہا جاتا تھا۔

سکھوں کے عہد میں حقیت غیر محفوظ تھی

۴۳ - حقیت غیر محفوظ تھی - اور ہر عطیہ مہاراجہ کی خوشنودی پر موقوف تھا۔ جس سے عام مراد یہ تھی۔ کہ صرف اتنے عرصہ کے لئے کہ جتنی دیر تک عطیہ دار کو ہاتھ میں رکھنا مقصود تھا۔ بالخصوص ہر تفویضگی پر قابض کے مرنے کے بعد دوبارہ غور کیا جا سکتا تھا۔ اور بوقت تجدید عموماً ایک قسم کا جرمانہ یا نذرانہ لیا جاتا تھا۔ جو کئی سالوں کے محصولات کے برابر ہوتا تھا۔

سکھوں کے عہد میں مفوض الیہ کی حیثیت

۴۴ - مفوض الیہم پیداوار اراضی میں حاکمی حصہ کے حقدار تھے۔ اور بمثل حکومت اپنا حصہ بذریعہ بٹائی فصل یا کنکوت وصول کرتے تھے۔ جب عطیہ جات میں سالم دیہات شامل ہوتے تو مفوض الیہ بنجر اراضیات میں توسیع کاشت بذریعہ مزارعان کرنے کا مجاز تھا۔ وہ کنوئیں اور باغات لگاتا۔ اور کافی طاقتور ہونے کی صورت میں وہ ان موجودہ کاشتکاروں کو بیدخل بھی کر سکتا تھا۔ جن پر وہ خفا ہو جاتا۔ بڑے بڑے جاگیرداروں کو حقوقِ فوجداری[1] بھی حاصل تھے۔ یعنی وہ حتی المقدور اور حسب اقتضائے رائے خود اس ناہموار قانون پر

[1] لفظ "فوجداری" سے سکھوں کا وہ مفہوم نہ تھا۔ جو موجودہ اصطلاح میں ہے۔ بلکہ اس میں "تمام انتظامیہ اختیارات متعلقہ دیوانی - فوجداری اور خزانہ شامل تھے" (نظم و نسق پنجاب کی پہلی رپورٹ کا فقرہ نمبر ۲۲۶)۔

عملدرآمد کرتے، یا جرمانے کرنے اور جرائم کی پاداش میں اعضاء کاٹنے یا دیوانی مقدمات میں (جس میں موجودہ فوجداری اور دیوانی دونو اقسام شامل تھیں) ثالثی کرنے کے متعلق تھا۔ ایسے بڑے جاگیردار خود بھی اپنے محالات میں ان اشخاص کو عطیجات عطا کرتے تھے۔ جو میدان میں اُن کے لئے لڑتے یا گھروں میں بیٹھ کر دعائیں کرتے تھے۔

۸۵ - لاہور دربار نے جو علاقہ سنہ ۱۸۴۶ء میں حوالہ کیا - وہ سرکاری کاغذات میں "ریاستہائے آنروئے ستلج" کہلاتا ہے - پہاڑی علاقہ میں جاگیرات ان راجپوت راجاؤں کے قبضہ میں تھیں - جنہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے علیٰحدہ کیا تھا - اور حکومت برطانیہ نے بوقت عملداری خودمختاری نہیں دی - سکھوں نے منڈی اور سکیت کے راجاؤں کا مرتبہ کم کرکے انہیں کبھی جاگیردار نہیں بنایا - حالانکہ ریاست منڈی کے راجہ کو سکھوں کے ہاتھ سے بڑا نقصان پہنچا - حکومت برطانیہ کی شہنشاہی میں ان کے علاقہ جات بطور علیٰحدہ ریاست ہوئے برقرار رکھے گئے - میدانی علاقہ میں کپورتھلہ کے سردار کو بھی یہی مرتبہ حاصل تھا - کیونکہ رنجیت سنگھ کے ساتھی سردار فتح سنگھ اہلوالیہ نے بمشکل اپنے حقوق کو محفوظ رکھا[1] - لیکن دریائے بیاس اور ستلج کے درمیانی علاقہ کے سکھ سرداروں کو دریائے بیاس کے غربی علاقوں کے سرداروں کی مانند محکوم بنا لیا گیا تھا - اور وہ اپنے محالات پر اس شرط پر قابض رہے - کہ وہ جنگ کے موقع پر سوار مہیا کریں - ریاستہائے اینجانب ستلج کے دیگر جاگیرداروں کو لاہور دربار کی خدمات کے صلہ میں جاگیرات عطا ہوئی تھیں -

ان اضلاع میں تفویض کئے ہوئے جو سنہ ۱۸۴۶ء میں زیر تسلط آئے

۸۶ - لارڈ ہارڈنج نے جو احکام[2] ریاستہائے آنروئے ستلج کی معافیات معاملہ زمین کے بارہ میں جاری فرمائے - وہ ذیل میں درج

احکام مجریہ لارڈ ہارڈنج

[1] رنجیت سنگھ نے جبکہ وہ نوجوان تھا فتح سنگھ کے ساتھ پگڑی تبدیل کی تھی - اور وہ اس دوست کی امداد سے ہی ذی اقتدار ہوا لیکن فتح سنگھ کو نصف خودمختاری رنجیت سنگھ کے تشکر و امتنان کی وجہ سے حاصل نہ تھی - بلکہ اس کی وجہ یہ تھی - کہ فتح سنگھ کے بہت مقبوضات دریائے ستلج کے جنوب میں واقع تھے اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ڈر تھا - کہ اگر وہ فتح سنگھ سے انتہائی بدسلوکی کریگا - تو ممکن ہے کہ حکومت برطانیہ دخل اندازی کرے ۔

[2] حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۸۷ مورخہ ۲۳ فروری سنہ ۱۸۴۷ء بنام صاحب کمشنر بہادر ریاستہائے آنروئے ستلج -

کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ باقی پنجاب کے الحاق کے بعد لارڈ ڈلہوزی نے جو ہدایات بورڈ انتظامیہ کو جاری فرمائی تھیں۔ ان میں بھی انہیں احکام کو بعد ترامیم بعض اختیار کیا گیا تھا۔ ان احکام کے دیباچہ میں لارڈ موصوف نے فرمایا :-

"یقیناً کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ ہم سرکاری مالیات کے اُن انتقالات کو کیوں دوامی قرار دیں۔ جنہیں وہ حکومت جس کے ہم جانشین ہوئے ہیں۔ اسی طرح نہ گردانتی .... جب احتیاج حکومت مقتضی ہوتی یا کسی فرمانروا کو وہم بھی ہو جاتا تو سکھ فرمانروا بلالحاظِ شرائط عطیات کو اپنی مرضی کے مطابق ضبط کر لیتے تھے۔ معطی کی وفات پر جو عطیات اس نے عطا کیے ہوں وہ خود بخود ساقط تصوّر کیے جاتے تھے۔ اور ان کی تجدید باخذ نذرانہ ہوتی تھی۔ جو بعض صورتوں میں کئی سالوں کے محصولات کے برابر ہوتا تھا۔ .... ان دعاوی کے بارہ میں حکومتِ برطانیہ کے فیصلہ سے ان حقیتوں کو وہ استمرار۔ جواز اور قدر و قیمت حاصل ہو جائے گی۔ جو دیسی حکومتوں کے طرف سے استمراری سندات موجود ہونے کے باوجود آج تک مفقود رہی ہے۔ اور قابضان بخوبی جانتے ہیں۔ کہ پہلے دوامی عطیات بالکل بے معنی تھے"۔

قواعد جو تعداد میں سات تھے حسبِ ذیل ہیں :-

اوّل :- جملہ معزول فرمانرواؤں یا بیدخل کئے ہوئے مالکانِ اراضی کے اخراجات وگزارہ کے لئے جو عطیات دیئے گئے ہوں۔ ان کو موجودہ حقیتوں پر علی الدوام برقرار رکھا جائے۔

دوئم :- جملہ اوقاف جو حقیقتاً مذہبی مقدس مقامات یا مکانات یا رفاہ عام کی آرامگاہوں کو برقرار رکھنے کے لئے عطا کئے گئے ہوں۔ ان کو تا قیام عملہ یا مقام برقرار رکھا جائے۔

سوئم :- جملہ اشخاص جنہیں دیہات یا دیہات کے حصص مہاراجگان رنجیت سنگھ کھڑک سنگھ یا شیر سنگھ نے بلا لگان یا نقد عطا کئے ہوں۔ اور جن کے عوض کسی قسم کی خدمات مزدوری نہ ہوں۔ قابضان کی حین حیات تک معاف رہیں۔ اور ان کی فوتیدگی پر گورنمنٹ ان عطیات پر دوبارہ غور کر کے ان کے حسن و قبح کے مطابق فیصلہ کرے۔

چہارم :- جملہ اشخاص جنہیں اراضیات یا عطیات بادائیگی نذرانہ پیشکش یا

اسی قسم کی اور رقوم مذکور الصدر طریقہ کے مطابق حاصل ہوں۔ انہیں باخذ چوتھائی جمع تاحین حیات برقرار رکھا جائے۔ اور بعد وفات اراضیات ضبط کرلی جائیں۔ یا پوری جمع عائد کی جائے۔

پنجم:۔ جملہ اشخاص جنہیں سکھ فرمانرواؤں کی خدمات بجا آوری کے لئے اراضیات دی گئی ہوں (اور اس جماعت میں بیدی اور سوڈھیان بھی شامل ہیں۔ جن کو واہب کے فائدہ کے لئے دینی خدمات سرانجام دینی لازم تھیں) انہیں باخذ چوتھائی جمع تاحین حیات برقرار رکھا جائے اور بعد وفات ہر ایسا مقدمہ گورنمنٹ کے احکام کے لئے ارسال کیا جائے۔

ششم:۔ جو عطیات ایسے اشخاص نے عطا کئے ہوں۔ جنہیں مالیات حکومت منتقل کرنے کا اختیار نہ تھا۔ ضبط کرلئے جائیں۔

ہفتم:۔ سند کی عدم موجودگی میں تین پشتوں کا قبضہ بمنزلہ استحقاق تصور کیا جائے۔ اور قابض کو حق ہے۔ کہ اس کا مقدمہ مذکور الصدر قواعد کے مطابق فیصل کیا جائے۔

بیاس اور ستلج کے درمیانی علاقہ میں جاگیرات کا تصفیہ

۸۷۔ ریاست ہائے آنروئے ستلج میں جو جاگیرات موجودہ قابضان کے آباؤ اجداد نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عروج سے پہلے بزور شمشیر حاصل کی تھیں۔ وہ "مفتوحہ جاگیرات" کہلاتی تھیں۔ میدانی علاقہ جات میں سکھ سرداروں کی مقبوضہ تفویضگی ہائے کے بارہ میں ابتدائی پالیسی یہ تھی۔ کہ ایک حصہ جو فوجی خدمات کے برابر تصور کیا جائے۔ وہ فوراً ضبط کرکے باقیماندہ تاحین حیات قائم رکھا جائے۔ احکام مجریہ ۱۸۵۶ء کے ماتحت بہت سی ایسی حین حیات حقیتوں پر دوبارہ غور کیا گیا۔ اور بالآخر انہیں تادوام واگذار کیا گیا۔ تب یہ سوال پیدا ہوا کہ حقوق جانشینی ان اشخاص کے وارثان تک محدود کئے جائیں۔ جن کے حق میں دوامی عطیات منظور ہوئے۔ یا اُن اشخاص کے ورثاء تک بھی جو بعد الحاق اولین تحقیقات میں قابض پائے گئے تھے۔ مؤخر الذکر صورت اختیار کرکے یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ ریاستہائے آنروئے ستلج کی مفتوحہ جاگیرات پر مفصلہ ذیل پانچ قواعد کا اطلاق کیا جائے۔ یہ قواعد ان قواعد کے نمونہ کے مطابق وضع کئے گئے تھے۔ جو چند سال پیشتر جاگیرات اس جانب ستلج کے لئے مرتب

کئے گئے تھے:۔

اوّل:۔ کوئی بیوہ کسی حصہ جاگیر کی جانشین نہ ہوگی۔

دوئم:۔ سلسلہ اناث میں کسی اولاد کو حق وراثت نہیں پہنچیگا۔

سوئم:۔ صلبی اولاد نرینہ نہ ہونے پر یکجدی وارث نرینہ جانشین ہوگا۔ بشرطیکہ متوفی اور یکجدی دعویٰ دار کا مورثِ اعلیٰ اس حصہ پر بوقت یا بعد تحقیقات ابتدائی دربارہ حقیت ہائے جاگیرات قابض تھا۔ ریاستہائے آنوئے ستلج میں یہ مبدأ وقت عموماً ۱۸۴۶ء متصور ہوتا ہے۔

چہارم:۔ حقیت کے حصص جو جاگیردار اپنے رشتہ داروں یا اجنبیوں کے حق میں منتقل کرے وہ نہ تو سرکاری طور پر تسلیم کئے جائیں گے اور نہ ہی ضبطِ تحریر میں لائے جائیں گے۔

پنجم:۔ یہ کہ اُس مورثِ اعلیٰ کے جو بوقت تحقیقات ابتدائی قابض تھا۔ ایک یا زیادہ فرزندان جنہیں ایسے مورثِ اعلیٰ کا سارا حصہ وراثتاً ملے۔ پابند قرار دیئے جائیں گے۔ کہ وہ اپنے ان متوفی برادران کی بیوگان کو گزارہ دیں۔ جو اگر وہ زندہ رہتے تو ایسے فرزند یا فرزندان کے ساتھ حصہ دار ہوتے۔

کانگڑہ کے پہاڑی راجاؤں کی جاگیریں علی الدعام معاف ہوئیں۔

دریائے بیاس کے مغربی علاقہ کی تفویضنگی ہائے

دریائے بیاس کے مغربی علاقہ میں تفویضنگی ہائے کا تصفیہ

۸۸۔ بتاریخ ۳۰۔ مارچ ۱۸۴۹ء جب الحاق پنجاب کا اعلان کیا گیا تو نئے بنائے ہوئے انتظامیہ بورڈ کے ممبران کو لارڈ ڈلہوزی نے ہدایت کی کہ "پہلا امر جس کی طرف انہیں متوجہ ہونا چاہیئے۔ معافیاتِ معاملہ زمین کے جملہ سوالات کے جواز کا تصفیہ ہے" یہ ظاہر تھا کہ الحاق کی وجہ سے تفویضنگی ہائے معاملہ زمین میں معتد بہ کمی واقع ہوگی۔ انگریزی حکومت کو سرداروں کی مقررہ فوجی امداد کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور وہ اپنے نوکروں کو خزانہ شاہی سے بذریعہ کاغذاتِ زر تنخواہ دیتی تھی۔ نیز لارڈ ڈلہوزی کی حکمت عملی کا یہ ایک مقررہ جزو تھا۔ کہ بڑے بڑے سرداروں کے مرتبہ کو کم کیا جائے۔

اور عوام الناس کی طمانیت اور کافی فوج کی موجودگی پر سنئے صوبہ کی پُر امن ترقی کا بھروسہ رکھا جائے۔ انتظامیہ بورڈ کے دو سرکردہ ممبران میں سے جو آپس میں بھائی بھائی تھے۔ سر ہنری لارنس نے بادلِ نخواستہ اس حکمتِ عملی کو قبول کیا جو اس کے ذاتی خیالات کے منافی تھی۔ لیکن سر جان لارنس نے اسی پالیسی کا خیر مقدم کیا کیونکہ وہ اس کی صحت و پختگی کا ذاتی طور پر قائل تھا۔ جو طریق کار عملی طور پر اختیار کیا گیا۔ اس کے حسن و قبح پر بحث کرنے کا یہ موقع محل نہیں۔ یہاں صرف اسی قدر ذکر کر دینا کافی ہے۔ کہ جو بندوبست کیا گیا۔ وہ فی الحقیقت ہمسکاشہ نہ تھا۔ لارڈ ڈلہوزی کی حکمتِ عملی کے بعض معاملات کی طرح اس بارہ میں بھی لوگوں کے خیالات ۱۸۵۷ء کے واقعات کی وجہ سے کافی متزلزل ہوئے۔ اور بہت صورتوں میں پنجاب کے معزز خاندانوں کے عطیات جاگیر کی ابتدائی شرائط پر مناسب اوقات آنے پر فیاضانہ طریق سے نظر ثانی کی گئی۔

۸۹۔ لارڈ ڈلہوزی نے پُر زور استدلال کیا۔ کہ "چونکہ تمام سکھ قوم نے ہمارے برخلاف ہتھیار اُٹھائے تھے لہذا ہم نے ملک پر تسلط پا کر فاتحان کا حق مطلق العنانی حاصل کر لیا ہے۔ اور ہم ہر ایکڑ زمین کو مطالبۂ سرکار کی ادائیگی کا ذمہ وار قرار دینے میں حق بجانب ہوں گے"۔ لارڈ موصوف نے حکم دیا۔ کہ جن اشخاص نے حکومتِ برطانیہ کے خلاف خواہ برضاو رغبت یا بحالتِ مجبوری ہتھیار اُٹھائے تھے۔ ان کے عطیات بلا استثناء ضبط کر دیئے جائیں۔ لارڈ ڈلہوزی نے اس تذکرہ کا دوبارہ اعادہ کیا۔ جو لارڈ ہارڈنج نے سکھوں کے عہد میں حقوقِ جاگیر کی ناپائداری اور عہدِ انگلشیہ کے فیصلہ جات کی وجہ سے ان حقوق کی زیادہ قدر و قیمت کے متعلق بیان کیا تھا۔ جس مفوض الیہ کی حقیت بر قرار رکھی گئی ہو۔ اس کا فرض تھا۔ کہ وہ پیشرو حکومتوں کی عطا کردہ سندات واپس کر دے۔ اور اس کے عوض میں اسے بورڈ انتظامیہ ایک سند عطا کرتی تھی۔ جس میں یہ اعلان ہوتا تھا۔ کہ تفویضگی حکومتِ برطانیہ کا آزادانہ عطیہ ہے سوائے چند مستثنیات کے جاگیرداروں سے اختیارات پولیس واپس لیئے گئے۔ اور ہر مفوضہ محال کی تشخیص لازمی قرار دی گئی تاکہ جاگیرداران یا دیگر قابضان اپنے مزارعان سے سنگین جمع وصول نہ کریں۔ یا اراضی میں

لارڈ ڈلہوزی کے خیالات

سے اس رقم سے زیادہ نہ کرلیں۔ جو گورنمنٹ جاگیردار قائمقام ہے وصول کرتی" خدمات کردنی کے بدلے جو عطیات دئے گئے تھے۔ ان کو برقرار رکھتے وقت امداد۔ جواب غیرضروری تھی سے عوض نقد کموٹیشن مقرر کی جاتی تھی۔

۹۰ - لارڈ ڈلہوزی نے لارڈ ہارڈنج کے سات قواعد کا بلا تغیر اعادہ کیا

قواعد مجریہ لارڈ ڈلہوزی

اور آٹھواں قاعدہ اپنی طرف سے ایزاد کیا۔ قاعدہ اوّل میں الفاظ " موجودہ حقیقتوں پر علی الدوام برقرار رکھا جائے " کی بجائے الفاظ " موجودہ شرائط پر بپابندی اس شرط برقرار رکھا جائے۔ کہ قابضان کے مرنے کے بعد اُن میں کمی ہوسکیگی " قائم کئے گئے۔ یہ ترمیم بھی معنی خیز تھی۔ قاعدہ دوئم پر یہ تضمین کی گئی۔ کہ جو اوقاف " بے اندازہ زیادہ" معلوم ہوں۔ اُن میں تخفیف ہوسکتی ہے۔ اس بارہ میں کہا گیا تھا کہ " جب زیادہ قیمتی عطیات مذہب شاہی کے قیام کے لئے مرحمت ہوتے ہوں۔ تو سیاسی مصلحت کی صریح اغراض کے لئے ان میں کمی کرنا لازم ہے " قاعدہ سوم میں ایزادی بدیں مضمون کی گئی۔ کہ دیرینہ قبضہ پر گورنمنٹ غور کرے گی دیگر قواعد میں صرف لفظی تبدیلیاں کی گئیں۔ مزید قاعدہ حسب ذیل تھا:۔

"ھشتم:۔ جن سرداروں یا دیگر اشخاص کے قبضہ میں ایسی معاف اراضیات ہوں۔ جو مہاراجہ رنجیت سنگھ یا کسی اور فرمانروا نے عطا نہ کی ہوں بلکہ جو بزور شمشیر فتح کی گئی ہوں۔ تو وہ مستحق التفات حکومت ہوں گے۔ اور انتظامیہ بورڈ ہر ایسے مقدمہ کی بمعہ اپنی سفارشات گورنمنٹ کے صدور احکام کے لئے ارسال کرے۔ اگر کوئی مقدمات قواعد ماسبق کے تحت نہ آتے ہوں۔ تو وہ خصوصی احکام کی غرض سے گورنمنٹ کی خدمت میں علیحدہ ارسال کئے جائیں "

لارڈ ڈلہوزی نے یہ بھی فرمایا :۔

" اگر ان قواعد پر حرف بحرف کاربند ہونے سے کسی شخص پر بلحاظ ناداری کمزوری۔ عمر یا تذکرو تانیث منفرداً سختی ہوتی ہو تو جناب گورنر جنرل بہادر ایسے اظہار پر قواعد کی سختی کو بخوشی کم کریں گے یا اس شخص کو پنشن عطا فرمادیں گے "

۹۱ - متذکرہ بالا قواعد کے اجراء کے ساتھ انتظامیہ بورڈ نے یہ ہدایات

انتظامیہ بورڈ کی ہدایات

جاری کیں :۔

(الف) قاعدہ دوم کے متعلق - مذہبی اوقاف علی الدوام واگذار رہیں - مگر شرط یہ ہے - کہ عطیہ داران نیک چلن ہوں - اور آمدن ان اغراض پر صرف ہو جو معطی نے تجویز کی ہوں -

(ب) قاعدہ سوم کا اطلاق عموماً ان عطیات پر ہوگا - جو مذکورہ الصدر تین مہاراجگان نے اپنی تخت نشینی سے پہلے یا اُن سے پہلے فرمانرواؤں نے عطا کئے ہوں -

(ج) قواعد ششم اور ہفتم کے متعلق - جن معافیات کی تصدیق بذریعہ سندات نہ ہوتی ہو یا جن پر قبضہ بذریعہ ناجائز سندات عطاکردہ کارداران - ناظمان و ہیچو افسران ہوا ہو - ان معافیات کو بھی موجودہ قابضان کی حین حیات تک قائم رکھا جائے - اگر قبضہ دیرینہ ہو اور یہ کہ اگر ۲۰-۲۵ یا ۳۰ سال تک بذریعہ فرد واحد یا دو یا زیادہ پشتوں کا قبضہ مسلسل رہا ہو - تو قابض کو حین حیات کا حق حاصل ہو جائیگا -

(د) نسبتاً کم عرصہ کے عطیات بھی تازیست برقرار رکھے جائیں - اگر قابض بوڑھا یا ضعیف ہو یا کسی اور وجہ سے قابلِ رحم ہو -

(ہ) اگر کوئی جاگیر اس وجہ سے ضبط کی گئی تھی کہ جاگیردار نے حکومت برطانیہ کے خلاف ہتھیار اُٹھائے تھے - تو ایسے جاگیردار نے جو عطیات اپنے متعلقین کو عطا کئے ہوں - وہ بھی فوراً ضبط کرلئے جائیں لیکن چھوٹی چھوٹی دیرینہ معافیات کی صورت میں حین حیات کے لئے خاص سفارش ہو سکتی ہے - اگر قابض اس مہربانی کا مستحق معلوم ہو -

(و) لاخراج اراضیات نمبرداران دیہ برقرار رکھی جائیں - اگر ان کی تصدیق سندات سے ہو یا سند نہ ہونے کی صورت میں بھی ان کو تازیست یا کم از کم بندوبست جدید واگذار کیا جائے - بشرطیکہ قبضہ دیرینہ ہو اور مالیت زیادہ نہ ہو -

(ز) لاخراج اراضیات مقبوضہ کمیان دیہ تا بندوبست جدید واگذار رہیں - اگر مالیت مناسب ہو -

(ح) یہ کہ حقیات متعلقہ باغات سے فیاضانہ برتاؤ کیا جائے - اور اگر ان کی تصدیق جائز سندات سے ہوتی ہو - یا کئی پشتوں سے قبضہ چلا آتا ہو - تو ان کے دوامی قیام کی سفارش ہونی چاہئے - اگر ضبطی

مقصود ہو تو بندوبست معافیداران سابق کے ساتھ عام پڑتہ دیہی کے مطابق نہ کہ پڑتہ باغات کے مطابق ہوگا۔ اگر عطیہ جدید ہو۔ اور باغ عطیہ سے پہلے موجود تھا۔ تو اسے ضبط کرکے زمین پر سب سے مفید پڑتہ عائد کرنا چاہئے۔

چوہدری انعامات

۹۲۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد بورڈ نے ہدایت فرمائی۔ کہ جمہور دیہہ میں سے جو سرکردہ اشخاص انعامات یا نقد وظائف قبل از الحاق پاتے تھے۔ انہیں تازیست بشرط نیک چلنی برقرار رکھا جائے۔ انعامدار کی فوتیدگی پر انعام اس کے بیٹے کے حق میں جاری رکھا جائے۔ یا ضبط کرلیا جائے۔ جیسا کہ قرین مصلحت ہو۔ انعام بطور حق الخدمت سرکار و جمہور دیہہ مقصود ہو اور اس انعام کا قابض چوہدری کہلانے کا مستحق تھا۔

تکیوں کے لئے عطیات

۹۳۔ لارڈ ڈلہوزی کے قاعدہ دوم کی رو سے مذہبی مقدس مقامات اور رفاہ عام کی آرامگاہوں کا درجہ مساوی ہوگیا۔ اور ان کے متعلقہ اوقاف کو تا قیام مقام یا عمارت برقرار رکھنے کی ہدایت ہوئی۔ ۱۸۵۳ء میں سوال پیدا ہوا۔ کہ آیا یہ احکام ہندوؤں کی دھرم سالوں کے متعلق ہیں۔ یا ان چھوٹے چھوٹے برلب سڑک تکیوں پر بھی حاوی ہیں۔ جو مسلمان فقیروں کے قبضہ میں ہیں۔ سرجان لارنس نے فیصلہ کیا کہ سوائے خاص صورتوں کے ایسے مکانات کے لئے عطیات علی الدوام واگذار نہ کئے جائیں صاحب موصوف نے جو دلائل پیش کیں وہ خصوصیت سے قابل اقتباس ہیں:۔

"پنجم:۔ چیف کمشنر بہادر اس بات کو تسلیم نہیں فرماتے۔ کہ ایسے عطیات کی موجودگی گداگری کی حوصلہ افزائی نہیں کرتی۔ بلکہ اُن کا خیال ہے۔ کہ ان تکیوں کی موجودگی بہت سے شر انگیز اثرات کا باعث ہوئی ہے اس میں شک کی گنجائش نہیں۔ کہ وہ اشخاص جو اب فقیر ہیں زیادہ تر فقیر ہی رہیں گے ان کی کاہلانہ عادات انہیں کوئی دیانتدار یا باعزت ذریعہ معاش اختیار کرنے سے روکینگی۔ لیکن نوجوانوں اور چست آدمیوں

لہ لفظ انعام ان جملہ عطیات کے لئے مستعمل ہوتا تھا جو نمبردار کے پچوترہ کے علاوہ ہوں اور جو نمبرداران اور چوہدریاں زر نقد یا لاخراج اراضیات کی صورت میں پاتے تھے (صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا سرکلر نمبر ۲۲ بابت ۱۸۵۶ء)۔

کے لیئے ان کاہل الوجود اشخاص کے ساتھ شامل ہونے کی کوئی ترغیب نہ رہیگی - اور ان کے چیلوں کی تعداد فوراً کم ہو جائیگی - پروٹسٹنٹ فرقہ کے ممالک سے صومعوں کی برخاستگی کے باعث اس جماعت کے آدمی چند ہی سالوں میں غائب ہو گئے - اور اسی قسم کے نظام کا فقیروں کے فرقوں پر بھی ویسا ہی اثر ہوگا - شمال مغربی صوبہ میں جہاں کہ ایسے اوقاف خال خال ہیں اس فرقہ کے نفوس کا پنجاب کی تعداد سے کچھ مقابلہ نہیں - کیونکہ اس صوبہ میں فقیروں کی پرورش اور عزت ہوتی ہے -

ششم :- بے شک عوام الناس گرمجوشی سے اس امر کے متمنی ہیں کہ ان اوقاف کو برقرار رکھا جائے - کیونکہ ان کو آپ کچھ خرچ نہیں کرنا پڑتا - لیکن اگر ان کی گرمجوشی دلی اور خالص ہے تو وہ تکیوں کے قیام کا خود بخود بندوبست کرینگے حکومت نے مالیہ زمین کم کرکے - محصولات اور مختلف اقسام کی آزار دہ جبوب جن سے لوگ باخبر ہیں - اٹھا کر کافی آمدن قربان کردی ہے - لہذا اگر لوگ اپنے تکیوں کے نقصان پر ذرا برداشت اٹھائیں تو چنداں مضائقہ نہیں -

ہفتم :- چیف کمشنر بہادر نے بذات خود ایسی جگہوں کو کبھی بنظر استحسان نہیں دیکھا - اور انہیں ان کے ناجائز استعمال کا ذاتی تجربہ ہے - مجسٹریٹ اور حاکم فوجداری کی حیثیت سے صاحب ممدوح کو علم ہے - کہ ایسے مقامات چوروں - رہزنوں اور قاتلوں کی کمین گاہیں ہوتی ہیں - ان کے خیال کے مطابق فقیروں کی تمام جماعت ننگ وطن و باعث بربادی ہے -

ہشتم :- مزید برآں چیف کمشنر بہادر کی سمجھ میں نہیں آتا - کہ مثلاً ایسا تکیہ جو موضع چھپاری میں واقع ہے - وہاں مسافروں کو خوراک کس طرح مہیا ہوسکتی ہے - کیونکہ آٹھ روپیہ سالانہ کی رقم اکتفا نہیں کرسکتی - صاحب ممدوح کو یقین ہے - کہ ڈیرہ دار فقیر کی مہمان نوازی اس کے اپنے ہمچشت افراد تک ہی محدود ہے - اور کہ دیگر مسافروں کے لئے وہ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کرتا - کہ انہیں تھوڑا بہت پانی دے یا خاص خاص صورتوں میں اپنے حقہ کے چند کش لگانے کی اجازت دے -

چونکہ چیف کمشنر بہادر کی پختہ رائے بمثل مذکور الصدر ہے اس لیے آپ موضع چھپاری میں واقعہ زمین کی واگذاری کی سفارش نہیں کرسکتے

اور نہ ہی آپ جالندھر دوآب میں اسی قسم کے مقدمات پر دوبارہ غور کرنے کے لئے رضامند ہیں ۔"

۹۴ - تمام ملازمتی عطیات اور ایک یا زائد سالم محالات کی جاگیرات کے بارہ میں ایک خاص افسر کپتان ، بیچر صاحب نے تحقیقات کی تھی - ان صورتوں میں آخری احکام حضور گورنر جنرل بہادر نے صادر فرمائے تھے - سیاسی نقطۂ نظر سے یہ کام تحقیقات کا سب سے اہم جزو تھا - اور جو بلا توقف کیا گیا بورڈ نے حکم جاری کیا - کہ نسبتہً چھوٹے عطیات کے بارہ میں حکام ضلع یا مہتممان بندوبست تحقیقات کریں - اور زیادہ کام مؤخرالذکر نے ہی کیا - یہ کام کافی لمبا نکلا لیکن سرحدی اضلاع کے علاوہ دیگر تمام اضلاع کی تحقیقات ۱۸۶۰ء تک تقریباً مکمل ہو گئی -

تحقیقات جاگیرات

۹۵ - یہ پایا گیا کہ محالات جاگیر میں ایسے قطعات زمین بھی ہوتے تھے جن کا معاملہ نہ سرکار کو اور نہ جاگیردار کو ادا ہوتا تھا - ۱۸۵۴ء میں چیف کمشنر بہادر نے فیصلہ کیا - کہ جملہ ایسی حقیتوں کے متعلق تحقیقات ہو - اور واگذاری یا ضبطی کے احکام صادر کئے جائیں - جب کوئی ایسا عطیہ لاوارثی کی وجہ سے ساقط ہوتا ہے - تو اس کا فائدہ سرکار کو نہیں - بلکہ جاگیردار کو ملتا ہے - لیکن بعض مستثنیات بھی ہیں جن کا ذکر بعد میں آئیگا -

محالات جاگیر میں معافیات

۹۶ - نظم و نسق پنجاب کی پہلی رپورٹ میں جو اگست ۱۸۵۲ء میں شائع ہوئی - تفویضگی ہائے معاملہ زمین اور نقد پنشن ہائے جو سکھوں کے عہد حکومت میں ملتی تھیں - مفصلہ ذیل اقسام میں منقسم کی گئیں -

سکھوں کے عطیات کی اقسام

دفعہ اول - ملازمتی عطیات
۱ - فوجی
۲ - سول
۳ - جنگی خدمات
۴ - خانگی

دفعہ دوئم - ذاتی عطیات
۵ - شاہی پنشن خواران
۶ - شاہی بیگمات
۷ - خاندانی گزار
۸ - وظائف بارڑ مالکان زمین

دفعہ سوم ۔ مذہبی عطیات	۹ ۔ اوقاف ۱۰ ۔ خیراتی ۱۱ ۔ "پارسا لوگ"

۹۷ - بورڈ نے مختلف اقسام کا تصفیہ کرنے کا طریق بالفاظ ذیل بیان کیا ہے[1]

عطیات کی مختلف اقسام کا تصفیہ

"ان عطیات کے متعلق جو طویل ملازمت کے باعث زرنقد یا زمین کی صورت میں عطا کئے گئے ہیں - مفصلہ ذیل قواعد اختیار کئے گئے :- ۲۵ تا ۳۰ سال کی ملازمت سے مواجب کا ۱/۴ حصہ پانے کا استحقاق ہو جاتا ہے - ۳۰ تا ۳۵ سال ۱/۳ کا - ۳۵ تا ۴۰ سال و مزید برآں مدت کے عوض نصف کا - لیکن اوّل الذکر یعنی ۲۵ تا ۳۰ سال کا عرصہ جاگیرداروں کے فائدہ کے لئے عموماً ۱۵ سال تک کم کر دیا گیا ہے -

" جدول اقسام عطیات میں اقسام ۱ اور ۲ یعنی فوجی اور سول ملازمتی عطیات کے متعلق یہ یاد رہے - کہ الحاق سے پہلے یہ عطیات زیادہ تر بعوض مشاہرات تھے - سابقہ دربار کی افواج کو جب برٹش حکومت نے توڑ ڈالا تو اُن میں سے بعض عطیہ داران کو برٹش ملازمت میں لے لیا گیا - اور باقی ماندہ ۱/۴ و ۱/۳ ۱/۲ حصص کی پنشن ہائے پر مطابق ملازمت علیحدہ کر دیا گیا - اگر کوئی عطیہ بوجہ کہنہ سالگی پایا گیا - تو اسے پورا بحال رکھا گیا - مہاراجہ کے خانگی ملازمان کے بارہ میں بھی یہی اصول اختیار کیا گیا - جنگی خدمات کے عطیہ جات (قسم نمبر ۳) ذی اقتدار تعلقہ داروں اور حکومت کے اکابروں کے پاس تھے یہ عطیات جزاً جنگی اور جزاً ذاتی ہیں - عطیہ کا وہ جزو جو حصہ فوج مہیا کرنے پر مشروط تھا - وہ ضبط کر لیا جاویگا - اور سواروں کو عموماً قواعد مذکورہ بالا کے ماتحت پنشن ہائے دیکر برطرف کر دیا جائیگا - لیکن عطیہ کا وہ جزو جو حلیف سردار کے ذاتی وظیفہ کی غرض سے تھا تا حین حیات برقرار رکھا جائیگا - اور اس جزو کا ایک جزو حقیقی اولاد نرینہ کو علی الدوام عطا کیا جائیگا - اس بارہ میں دیرینہ قبضہ یا معطی کے اختیارات یا خاندان کے اثر اور قدامت کے خاص لحاظ یا ذاتی چال چلن اور خدمات کا خیال رکھا جائیگا - شاہی پنشنخواروں (قسم نمبر ۵) کے عطیات تا حیاتِ قابض و بعد از وفات

---

[1] نظم و نسق پنجاب کی پہلی رپورٹ کے فقرات ۳۱۹ تا ۳۲۱ -

بشرطِ تخفیف برقرار رکھے گئے۔ شاہی بیگمات جس میں زیادہ تر مہاراجگان رنجیت سنگھ۔ کھڑک سنگھ اور شیر سنگھ کی بیوگان شامل تھیں کے عطیاتِ اراضی کو نقد وظائف کی صورت میں متبادل کرکے تا زیست بحال رکھا گیا۔ خاندانی گذارے (قسم نمبر ۷) سے وہ جملہ عطیات مراد ہیں۔ جو متوفی سرداروں بہادروں اور حکومت کے کارپردازوں کے وارثوں یا رشتہ داروں کو ہمارے متقدمین نے عطا اور ہم نے تصدیق کئے ہوں۔ وہ پابندہ کی وفات پر قابلِ ضبطی یا تخفیف ہیں۔ ان عطیات میں جو عام اصطلاح میں ذاتی عطیات کہلاتے ہیں "انعامات" بھی شامل ہیں (قسم نمبر ۸) سکھوں کے عہد میں اس اصطلاح "انعام" سے وہ مجرائی معاملہ زمین مقصود تھی۔ جو سردارِ دیہہ جو چوہدری کہلاتا تھا۔ وصول کرتا تھا۔ اور اس کے عوض میں افسرانِ صیغہ مال کو گاؤں کے ذرائع آمدن سمجھنے۔ محصولات وصول کرنے اور نظم و امن قائم رکھنے میں چوہدری اپنے مقامی علم سے امداد کرتا تھا۔ اس طرح سے حاصل کئے ہوئے کارکنوں اور مقامی حکام کا اثر بہت اہمیت رکھتا تھا۔ ایسے عطیات عموماً تا زیست بشرطِ ادائیگی خدماتِ عمومی بحال رکھے گئے ہیں۔ نئے طریق بندوبست کی کارروائی میں جو زیادہ تر عوام الناس کے ذریعہ سے سرانجام ہوتی ہے چوہدریاں بہت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ اور آئندہ بھی اُن کی خدمات سے جرائم کی سراغ رسانی اور انسداد۔ ابتر محالات کے انتظام۔ سرکاری آسائشوں کے انتظام مثلاً رسد رسانی اور بہم رسانی بار برداری۔ سڑکوں کی مرمت۔ اور مفید خلائق کاموں میں کافی فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔

۱۰۔ اوقاف متذکرہ قسم نمبر ۹ دینی اور دنیوی دونو طرح کے ہیں۔ اور جو مندروں۔ مسجدوں۔ حج و جاترا اور عبادت کے مقامات۔ درس گاہوں۔ مسافروں۔ مفلسوں اور اجنبیوں جو عموماً درویش صورت ہوتے ہیں۔ کے قیام کے لئے دیہاتی سراؤں کی امداد کے لئے ہوتے ہیں۔ ایسے مقامات دیہات کی زیبائش ہیں۔ اور اکثر اوقات فنِ عمارتی کے لحاظ سے بھی قابلِ وقعت ہوتے ہیں۔ اور درختوں میں گھرے ہوئے ہونے کی وجہ سے قرب و جوار میں سایہ دار جگہ ہوتے ہیں۔ وہ دیہات کی آسائشوں میں اضافہ کرتے اور زمینداروں میں مہمان نوازی اور دینداری کی روح

کو زندہ رکھتے ہیں۔ اوقاف کی بعض جگہ مالیت کم کر دی گئی ہے۔ مگر علی العموم انہیں فیاضانہ طریق سے دیکھا گیا ہے۔ اور ان کو بحال رکھنے میں افسران نے زیادہ تر ان مقامات سے فائدہ اور حسن انتظام کا لحاظ رکھا ہے۔ اس قسم کے معمولی مالیت کے عطیات بحال رکھے گئے ہیں۔ اگرچہ ان کا معطی محض گاؤں کا نمبردار ہی تھا۔

"خیراتی یا پارسا لوگوں کے عطیات عموماً نقد ادا کئے جاتے تھے۔ اور ایسی صورتوں میں پنشن اُسے کی اصطلاح میں شامل کئے گئے ہیں۔ خیراتی عطیات کے متعلق بالخصوص اور دیگر جملہ عطیات کے متعلق عموماً گورنمنٹ ہند کی چٹھی کے فقرہ نمبر ۵ کا مفہوم پیش نظر رکھا گیا ہے۔ اور قواعد کی سختی ان افراد کے حق میں کم کر دی گئی ہے۔ جو "بوجہ ناداری۔ کمزوری۔ عمر یا تذکیر و تانیث" خاص مہربانی کے قابل تھے ۵؎

۹۸۔ مذکورالصدر حکمت عملی اختیار کرنے سے جو معاشرتی اثرات پیدا ہوئے۔ اُن کے متعلق سرجان لارنس کا خیال جو آپ نے ڈیڑھ سال بعد ظاہر کیا ہے درج ذیل کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

اختیار کردہ حکمتِ عملی کے معاشرتی اثرات

"ملک کا بندوبست اب اپنی مستحکم اور مستقل من سمت اختیار کر رہا ہے۔ تبدیل ہیئت اب تقریباً مکمل ہو چکی ہے۔ اور ملک حکومت برطانیہ کا پنجاب نظر آرہا ہے۔ رنجیت سنگھ کے حلیف امراء جو اس کی حکومت کے ستون تھے ناگوار انحطاط پذیر ہیں۔ ان کے نمائشی حشم و خدم ختم ہو چکے ہیں۔ اُن کے شہری مکانات میں ساز و سامان کی زرق برق اور طاقتوں کی وہ رونق نہیں رہی۔ اور ان کے دیہاتی تفریحی محلات اور مقامات بھی نسبتاً فراموش ہو رہے ہیں۔ لیکن حکومت برطانیہ نے اس گردش کو کم کرنے اور ان کے تنزل کو بتدریج آہستہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ ان کو فیاضانہ پنشنائے دی گئی ہیں۔ یا اپنے عطیات اراضی کا نصف تا زیست رکھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ ان میں سے کسی کے جدی حقوق ثابت ہونے پر اراضیات جاگیر کا مناسب حصہ ان کو اور ان کی اولاد کو علی الدوام عطا کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کے عمال ان کے حفظ مراتب کا خیال رکھتے ہیں۔ وہ سرکاری جلوسوں کی رونق بڑھاتے اور تمام رسمی درباروں میں حاضر ہوتے ہیں۔

۵؎ نظم و نسق پنجاب کی دوسری رپورٹ کے فقرات ۹۶، ۹۷، ۹۸ اور ۹۹۔

ان امراء اور شرفاء کے بیٹے ملازمت سرکار کے متلاشی ہوتے ہیں - اور تعلیم علوم و زبان دانی حاصل کرنے لگے ہیں - اُن کے خاندان میں سرکار کے فیض سے اسی طرح بہرہ ور ہیں - سابقہ حکومت کے لاتعداد وابستگان کے گذارہ کا بھی انتظام ہے - نہ صرف شاہی بیگمات اور ان کے خواصوں اور لونڈیوں کا خیال رکھا جاتا ہے - بلکہ دربار شاہی کے عہدہ داران مثلاً حاجبان - چوبداران - فال گویان - حکماء - سوان - گویے - خدمتگاران وغیرہ حکومت برطانیہ کی فہرست ہائے پنشنخواران میں شامل ہیں - یہ سب گروہ قدرتی طور پر گمنامی کی طرف جا رہے ہیں - اور اگرچہ ہر قسم کی شان و شکوہ غائب ہو چکی ہے - لیکن اس کی جگہ مفلسی کا قدم نہیں آیا - اور وہ اکثر افراد جو رنجیت سنگھ اور اس کے جانشینان کے تخت کے گرد رہے اور اس کی امداد کی اب بھی کافی آرام اور مزے میں ہیں - "مذہبی پیشواؤں کی جماعتیں بھی اپنے نئے حکمرانوں کے لئے دعائے خیر و برکت کرتی ہیں - سکھوں کے مقدس استھانوں کی تحریم و تکریم بجا رکھی گئی ہے - ڈیرہ نانک - امرت سر - ترن تارن اور آنندپور کے گردواروں کے اوقاف کا جو سکھ حکومت نے دل کھول کر مرحمت کئے تھے بیشتر حصہ بحال رکھا گیا ہے - تمام مذہبی لوگوں سے فیاضانہ سلوک کیا گیا ہے یہانتک کہ گداگر درویشوں اور دیہاتی سنتوں سے بھی - اس قسم کے ہزاروں آدمیوں کو اپنے قلیل عطیات اراضی تا حین حیات رکھنے کی اجازت دی گئی ہے - شاید ہی کوئی دیہاتی مسجد یا مندر یا سایہ دار قبر رہی ہو جس کی خدمات کے عوض تھوڑی بہت معاف زمین کے کھیت تفویض نہ ہوں - یہ جماعتیں اگرچہ نابود ہو جائیں گی - لیکن موجودہ پشت گذر جانے کے بعد ان کی تعداد بہت کم ہو جائے گی - اس دوران میں ان کو مطمئن رکھا گیا ہے - اور ان کا بلا واسطہ اثر جو جمہور عوام الناس پر ہے - وہ سرکار کے حق میں ہے . . . .

"زمینداروں میں چوہدریوں کا اثر رو بہ تنزل ہے - وہ ایک طرح کے مقامی سردار یا بڑے سکونتی شرفاء ہیں - جو سکھوں کے راج میں تحصیل مالیہ میں امداد دیتے تھے - اور جنہیں بہت سے امتیازی حقوق اور مراعات حاصل تھیں - ان کے بہت سے خصوصی حقوق برقرار رکھے گئے ہیں -

مگر چونکہ ان کی خدمات اب درکار نہیں ۔ اس لئے ان کی طاقت کم ہو رہی ہے ۔ جمہوریہ کے اوپر نمبرداروں کی ناجائز طاقت کو بھی کم کر دیا گیا ہے ۔ مگر ان کی جائز پوزیشن کو جو انہیں بہ حیثیت نمائندہ برادری حاصل ہے مستحکم اور واضح کیا گیا ہے ۔

۹۹ ۔ ۱۸۵۲ء میں نواب گورنر جنرل بہادر نے فیصلہ فرمایا ۔ کہ ابتدائی عطیہ داد

| دوامی عطیات میں شرط تھی ۔ کہ وہ "اولاد نرینہ" کے حق میں جاری رکھے جائیں گے |

یعنی وہ شخص جسے گورنمنٹ نے عطیہ اولاً عطا فرمایا ہو کے صلبی اولاد نرینہ کی عدم موجودگی میں دوامی عطیات بھی سرکار کو واپس پہنچتے ہیں ۔ بدقسمتی سے ان جاگیروں کی واگذاری کے ابتدائی احکام میں ان کو بحق "اولاد نرینہ" یا "ورثاء نرینہ" یا "ورثاء سلسلہ" جاری رکھنے کی شرط موجود تھی ۔ یہ احکام صادر کرتے وقت یا تو کسی کو سوجھا ہی نہیں یا اس امر کو نظرانداز کیا گیا کہ ان احکام کے ماتحت ایسے عطیات جو غیر منقسم ہونے کی صورت میں کسی بڑے خاندان کے سرگروہ کا وقار قائم رکھنے کے لئے کافی ہوں ۔ لاتعداد حصہ داروں پر منقسم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے ۔ اس غلطی کے ازالہ کی خاطر جو کوششیں بعد میں کی گئیں ۔ وہ صوبہ بھر کی تمام بڑی جاگیروں سے تعلق رکھتی ہیں ۔ ان کا ذکر کرنے سے پیشتر علاقہ جات دہلی اور اینجانب ستلج کی جاگیرات کے آغاز اور ان کی خصوصیات کا بیان زیادہ موزوں ہوگا ۔

ریاستہائے اینجانب ستلج کی تفویضگی ہائے

۱۰۰ ۔ ان اضلاع کی جو پہلے ریاست ہائے اینجانب ستلج کے نام سے موسوم تھے

| ریاست ہائے اینجانب ستلج کی جاگیرات کی حقیتوں کا تذکرہ بھی عجیب ہے |

جاگیر حقیتوں کی تاریخ ہی نرالی ہے ۔ ان کے آغاز کا تذکرہ مسٹر کنینگھم نے "انبالہ گزیٹر" میں بہترین طریق پر کیا ہے ۔ اور جس کا مفصلہ ذیل فقرات میں اعادہ کیا جاتا ہے ۔

"آخر کار ۱۷۶۳ء میں ہنگامہ بپا ہو گیا ۔ علاقہ مانجھا کے سکھوں نے اپنی

| سکھوں کی فتوحات |

افواج بمقام سرہند جمع کر کے افغان گورنر زین خان کو شکست دیکر مار ڈالا ۔ اور بلا مقابلہ مزید دریائے جمنا تک کے علاقہ پر قابض ہو گئے روایات کے ذریعہ اب تک پتہ چلتا ہے ۔ کہ فتح پانے کے بعد سکھ کس طرح منتشر ہو گئے ۔ اور کس طرح ہر سوار دن رات پا بر کاب رہ کر دیہات میں اپنی

پیٹی اور نیام ۔ اپنے پہنے ہوئے کپڑے ۔ دیگر ہتھیار اور ساز و سامان تا برہنگی پھینکتا ہوا چلا گیا ۔ تاکہ وہ دیہات اس کے مقبوضات تصور[1] ہوں" سرداران دریائے جمنا تک کا تمام علاقہ اپنے اور اپنے پیرووں کے درمیان تقسیم کرکے رعایا کے حاکم بن بیٹھے ۔ بعض بعض مقامات کے دیسی سرگروہوں مثلاً کوٹانہ کے سید میروں ۔ نارائن گڑھ کے راٹھوری اور رام گڑھ کے راجپوت سرداروں اور کھرڑ کے بیدوان جاٹ سرداروں نے ایک طرح کا مقابلہ کرکے اپنے درجات کو بمنزلہ فاتحان برقرار رکھا ۔ باقی سب جگہ سکھ حکومت کا دور دورہ ہوا ۔ اور ضلع کی رعایا نے ان ظالم حملہ آوروں کے ہاتھوں جو تلخ تجربات اٹھائے ۔ وہ دورِ حاضرہ میں بھی بطور یادگار ملک موجود ہیں ۔

سرداروں کو حمایتِ انگلشیہ میں لینے سے پہلے ملک کی کیا حالت تھی

" مابعد چالیس سال کی تاریخ ان خود مختار سکھ سرداروں کی غیر مختتم معمولی خانہ جنگیوں سے پُر ہے لیکن اس عرصہ میں بھی اگر زیادہ طاقتور ریاستہائے پٹیالہ اور منی ماجرا بہ سمت شمال یا لاڈوا ۔ کیتھل اور تھانیسر بجنوب ان سرداروں کے علاقہ جات پر تصرف کرنا چاہتی تھیں ۔ تو وہ سب متفق ہو کر مقابلہ کرتے تھے ۔ ہر علیحدہ خاندان اور ماتحتی جاگیرداران بعوض کار فوجی کے ہر گروہ نے جو اپنے آپ کھڑا ہونے کی کافی طاقت رکھتا تھا ۔ اپنا اپنا مستحکم قلعہ بطور مرکز بنا لیا ۔ جہاں سے وہ تمام گرد و نواح کو لوٹ سکے ۔ ان میں سے اکثر اب تک موجود ہیں ۔ اور ضلع کی خصوصیات میں شمار ہوتے ہیں ۔ اور ان کی موجودگی اس غیر معمولی بے آئینی کی یاد دلاتی ہے ۔ جب صحیح معنوں میں بھائی بھائی کا گلا کاٹتا تھا ۔ حکومت برطانیہ نے اس علاقہ کی طرف کوئی توجہ نہیں کی ۔ کیونکہ اس نے ملکی فتوحات کے لئے دریائے جمنا کو آخری حد قرار دے رکھا تھا ۔ اور یہ بھی بیان کیا جاتا ہے ۔ کہ حکومتِ برطانیہ کو ان مزعومہ فرمانرواؤں کی ماہیت ۔ حقوق اور سیاسی طاقت کے متعلق قطعی ناواقفیت تھی ۔

" ۱۸۰۶ء سے لے کر ۱۸۰۸ء تک حالت نے بسرعت پلٹا کھایا ۔ ایک طرف

---

[1] کننگھم صاحب کی تاریخ سکھاں کا صفحہ ۱۱۰ ملاحظہ کرو ۔

سردارانِ اینجاب ستلج کو حکومت برطانیہ نے ۱۸۰۹ء میں اپنی حمایت میں لیا

تو سردارانِ اینجاب ستلج میں رنجیت سنگھ کی طاقت کے عروج آئے ہوئے ستلج کے ناگہانی خطرہ سے کھلبلی مچ گئی - تین متواتر سالوں ۱۸۰۶ء سے لیکر ۱۸۰۸ء میں رنجیت سنگھ نے بذاتِ خود لدھیانہ - نرائن گڑھ اور انبالہ تک لشکر کشی کی - اور اس نے یہ کھلا اعلان کر دیا - کہ وہ دریائے جمنا تک کے تمام ملک کو ہڑپ کرنا چاہتا ہے - اس وقت سرداروں نے معلوم کیا کہ صرف ایک ہی حکومت ہے - جو اس امنڈتے ہوئے دریا کی روک تھام کر سکتی ہے - دوسری طرف حکومتِ برطانیہ کو یہ نیا خطرہ لگ رہا تھا - کہ فرانسیسی - ترک اور ایرانی شمال کی طرف سے ہندوستان پر متحدہ حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے - لہذا زیادہ سوچے بغیر یہ جلدی فیصلہ کر لیا گیا - کہ دریائے جمنا کی حد چھوڑ کر ایک طاقتور درمیانی حکومت واقعہ لاہور سے رابطہ اتحاد پیدا کرنے کے نئے اصول پر عمل کیا جائے - اس وقت یہ بھی نظر آ رہا تھا - کہ رنجیت سنگھ بذاتِ خود بھی موجبِ خطر تھا جسے حقیر نہ سمجھا جا سکتا تھا - حکومت برطانیہ پہلے ہی اس اُدھیڑبن میں تھی - کہ ۱۸۰۸ء[1] میں ریاست ہائے جیند - پٹیالہ اور کیتھل کی طرف سے ایک وفد ریاست ہائے اینجاب ستلج کے لئے امداد طلب کرنے کی غرض سے پہنچا - اس وفد کا آنا حکومت کے لئے سرگرم مداخلت کی حکمتِ عملی کا محرک ہوا - × × × × × × بظاہر یہ فرض کر لیا گیا تھا - کہ دریائے ستلج تک کا تمام علاقہ چند سرکردہ ریاست ہائے میں منقسم ہے جن کے ذریعے ملک کا خاطر خواہ انتظام ہو سکتا ہے - لہذا حکام کی تمامتر کوششیں اس دوہرے مقصد پر مبنی رہیں - کہ ایک تو رنجیت سنگھ کے ساتھ باثمر رابطہ اتحاد قائم ہو جائے - اور دوسرے دریائے جمنا سے لیکر دریائے ستلج تک کی نسبتاً چھوٹی ریاستیں زیر حمایت برطانیہ آ جائیں یہ مصالحانہ مساعی بالآخر کامیاب ہوئیں - اور ۲۵ اپریل ۱۸۰۹ء کو ایک معاہدہ ہوا - جس کی رو سے مہاراجہ رنجیت سنگھ دریائے ستلج

[1] مارچ ۱۸۰۸ء پوری تاریخ کچھ اہمیت رکھتی ہے -

کے جنوب میں نئے مفتوحہ علاقہ سے دستبردار ہوگیا[1]۔ اور اس دریا کے بائیں کنارے پر مزید تصرف کرنے سے باز رہنے کا پابند ہوا۔ اس عہدنامہ کے بعد مئی ۱۸۰۹ء میں کرنیل اوکٹرلونی نے منجانب حکومت برطانیہ سرداران این جانب ستلج کو ایک اعلان شاہی سنایا۔ جو کتاب موسومہ "پنجابی راجے" کے صفحہ ۱۲۲ پر بالتفصیل مندرج ہے۔ اس اعلان کا آغاز ان عجیب الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ کہ یہ امر اظہر من الشمس واصدق من الامس ہے۔ کہ حکومت برطانیہ کا فعل سرداروں کی اپنی درخواست کے باعث ہوا۔ اس اعلان میں سات مختصر دفعات ہیں۔ جن میں سے نمبر ۱ تا ۵ مشہور ہیں۔ دفعات نمبر ۱ تا ۳ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طاقت کو محدود کرتی اور سرداران این جانب ستلج کو اپنے مقبوضات کے بلاادائیگی نقد خراج بخدمت سرکار انگلشیہ کلی مالک قرار دیتی ہیں۔ دفعات ۴ اور ۵ میں یہ شرط لگائی گئی کہ سرداران مراحم خسروانہ کے بدلے ضرورت پڑنے پر افواج کے لئے رسد مہیا کریں۔ اور اگر کسی طرف سے دشمن حملہ آور ہوں تو سرکار انگلشیہ کی خاطر ہتھیار اٹھائیں[2]۔ "یہ ناممکن ہے۔ کہ کوئی شخص ان معاملات کی تاریخ کو پڑھے۔ اور اسے یہ نظر نہ آجائے۔ کہ فی الحقیقت سرکار انگلشیہ اس وقت ایک نہایت اہم

ریاستہائے اینجانب ستلج کے حالات سے ناواقفیت تھی۔ جب انہیں زیر حمایت لیا گیا

قدم اٹھا رہی تھی مگر تقریباً اندھیرے میں۔ مملکت انبالہ کو چند مرکزی ریاستوں کے ماتحت دیکھنے کی بجائے گورنمنٹ کو جلدی ہی پتہ چل گیا۔ کہ علاقہ ہمیشہ کے لئے ایسے جانبازوں کے گروہوں کے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے۔ جن میں مجتمع ہونے کی کوئی قابلیت نہیں۔ اور جنہیں

[1] عہدنامہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں لیکن جس بات پر کہ سلسلہ گفت وشنید بالکل برباد ہو جانے کا ڈر تھا وہ یہی تھا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ مارچ ۱۸۰۸ء کے بعد فتح کیا ہوا علاقہ واقعہ اینجانب ستلج چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھا۔ اس تاریخ تک جو علاقہ اس نے فتح کیا تھا وہ سب اس کے قبضہ میں رہا۔

[2] ان معاملات کا جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ معاہدہ ۲۵ اپریل ۱۸۰۹ء کا باعث بنے اور اس اعلان کا جو بتاریخ ۳ مئی ۱۸۰۹ء سرداران اینجانب ستلج کو سنایا گیا۔ مفصل تذکرہ گرفن صاحب کی کتاب الموسومہ بہ "راجگان پنجاب" کے صفحات ۸۶ - ۱۲۳ پر ملیگا۔

باہمی تاخت و تاراج میں ہی برسر پیکار رہنا مقصود ہے۔ اور جن کے خیال میں حکومت اسی کو کہتے ہیں۔ کہ رعایا کو آخری حدِ ظلم تک پیس ڈالا جائے۔ پہلا نقص تو سنہ ۱۸۱۱ء میں ایک مزید اعلان[1] کی صورت میں اس تاکیدی یادداشت کے ذریعہ رفع ہوگیا۔ کہ ہر شخص سنہ ۱۸۰۹ء کے مقبوضات پر قانع رہے۔ اور کہ حکومت برطانیہ باہمی لڑائی جھگڑوں کو برداشت نہیں کرے گی۔ یہ معلوم ہوگیا کہ جہاں تک علاقہ انبالہ کا تعلق ہے۔ نام نہاد خود مختار ریاست ہائے اپنجاب ستلج کی اصلی تعداد کم و بیش تیس ہے۔ اور ان چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کی ریاستیں ۲۰ سے لیکر زائد از ۱۰۰ دیہات پر مشتمل ہیں۔ اور کہ ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بھائی چاروں کی کثیر تعداد موجود ہے۔ جن میں کہ اصلی فاتحان کے پیرووں میں سے سینکڑوں سپاہی اور ادنےٰ درجہ کے افسران شامل ہیں۔ اور جن کو علیحدہ علیحدہ دیہات بغرض گذارہ عطا کئے گئے تھے۔ مگر جنہیں سنہ ۱۸۰۹ء کے اعلان کے مبہم الفاظ کے مطابق خود مختار حکمرانوں کی سی حیثیت حاصل ہوگئی تھی۔ جو رسالہ جات شائع ہوئے ہیں۔ ان میں کہیں یہ وضاحتًا تحریر نہیں کہ حکومت کو اپنی اس غلطی پر کفِ افسوس ملنا پڑا مگر واقعات ایسے ہیں۔ کہ ان میں شک کی گنجائش نہیں اور یہ امر مطلقاً موجب حیرانی نہیں۔ کہ سنہ ۱۸۱۸ء میں سرڈیوڈ اوکڑ لونی نے گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں زبانی اس بات کو تسلیم کیا۔ کہ سنہ ۱۸۰۹ء کا اعلان غلط خیال پر مبنی تھا[2]

سنہ ۱۸۰۹ء اور سنہ ۱۸۴۷ء کے مابین عرصہ میں حکومت برطانیہ کے تعلقات سرداران اپنجاب ستلج کے ساتھ

"سنہ ۱۸۰۹ء سے لیکر سنہ ۱۸۴۷ء تک متواتر یہ کوشش ہوتی رہی کہ پولیٹیکل ایجنسی واقعہ انبالہ کی معرفت ان متنازعہ نصفی خود مختار ریاستوں میں نظام حکومت ٹھیک رہے لیکن اس عرصہ کے کاغذات گواہ ہیں۔ کہ یہ حوصلہ شکن مہم تھی۔ کاغذات میں بے شمار نظیریں موجود ہیں۔ کہ ان ریاستوں کے باہمی تنازعات سرکار کے انضباط سے بچنے کے لئے بیہودہ کوششوں۔

[1] کتاب موسومہ بہ "راجگان پنجاب" کے صفحات ۱۲۷ - ۱۲۸ -
[2] کننگھم صاحب کی تاریخ سکھوں کا صفحہ ۱۵۲

دیہات کے ساتھ معاملہ میں حصول بالجبر اور سنگین جرائم کے ارتکاب کی وجہ سے کتنی مشکل تحقیقاتیں آئے دن کرنے پڑتی تھیں[1]۔ سال بہ سال گورنمنٹ مجبور ہوتی گئی۔ کہ اپنے بچاؤ کی خاطر ان کی باگیں تنگ کرتی چلی جائے اور سنہ ۱۸۰۹ء کے قابضان یا ان کی اولاد کے صلبی ورثاء نرینہ چھوڑے بغیر مرنے پر ضبطی بحق سرکار کا عمل کر کے ہر موقع سے فائدہ اٹھایا گیا۔ تاکہ سرکار کا اقتدار ملک میں زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے۔ ضلع انبالہ آہستہ آہستہ اسی طرح سے بنا۔ ہر ضبطی کے بعد معاملہ دیہہ کی بابت باقاعدہ بندوبست ہوتا۔ اور وہ گاؤں انگریزی عملداری میں براہ راست شامل ہو جاتا۔ بایں ہمہ گورنمنٹ اپنے سنہ ۱۸۰۹ء کے معاہدات پر باحتیاط پابند رہی۔ اور سنہ ۱۸۱۱ء کے اعلان کے ذریعہ سے باہمی جنگ و جدل کی ممانعت کے علاوہ سرداروں کے اختیارات اور خصوصی حقوق پر کسی قسم کی دست اندازی نہ کی گئی۔ ہر سردار کو خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا اپنی مملکت کی حدود میں پورے پورے اختیارات دیوانی۔ فوجداری اور مالگذاری حاصل تھے۔ اور وہ محض گورنر جنرل بہادر کے ایجنٹ صاحب کی عمومی اختیار کے تابع تھا۔ ان سے کوئی خراج نہ لیا جاتا تھا۔ وگرچہ دوران جنگ میں گورنمنٹ کو امداد دینا ان کا فرض تھا۔ مگر کوئی خاص حصہ فوج مقرر نہ تھا۔ اس حمایت کے بدلے گورنمنٹ صرف لاوارثی پر بازیافت کی مدعی ہوتی تھی۔ امن و امان کے اس طویل عرصہ میں جبکہ دریائے ستلج کے شمال میں خود مختاری کا ہر نشان مہاراجہ رنجیت سنگھ کی دست برد کے سامنے گم ہو رہا تھا۔ اینجانب ستلج کے سردار حملہ سے بالکل مصئون بیٹھے فرمانروائی کے جملہ حقوق سے بلاکم و کاست استفادہ اٹھا رہے تھے۔ چھتیس سال کے بعد سوائے ان چند ریاستوں کے جو بوجہ لاوارثی سرکار کو پہنچیں۔ ہر ایک سردار اس علاقہ کا حکمران رہا۔ وہ یا اس کے آباد اجداد اس وقت قابض تھے۔ جب وہ حمایت انگلشیہ میں آئے۔

[؟] ۱۸۴۶-۱۸۴۵ء میں نیا قدم اٹھانا پڑا۔ کیونکہ سنہ ۱۸۴۵ء میں جب گورنمنٹ نے آنروئے ستلج کے سکھوں کے خلاف

پہلی سکھ لڑائی میں سرداران اینجانب ستلج کی بدچلنی

[1] مقابلہ کرو "کرنال گزیٹر" فقرہ نمبر ۶۰ -

لشکر کشی - اور سرداروں سے رسد اور آدمی طلب کئے۔ تو انہوں نے
یا تو خاموش مزاحمت یا علانیہ عداوت کی - سکھوں کے ساتھ پہلی لڑائی
اور ۱۸۴۵ء کے معرکۂ ستلج کے اعلان سے پہلے ان عنایات کی حق شناسی
کے امتحان کا کبھی وقت نہ آیا تھا - لیکن جب آزمائش ہوئی - تو اس میں
وہ بُری طرح سے ناکامیاب ہوئے - تمام دوران لڑائی میں چند سرداروں
نے اس سے بڑھ کر اور وفاداری نہ کی کہ وہ علانیہ بغاوت سے محترز رہے۔
ان کا پچھلا چال چلن بھی کچھ ایسا اچھا نہ تھا - جس سے حکومت برطانیہ کی
حکمت عملی کی جو اُن سے متعلق تھی - حوصلہ افزائی ہوتی - بلا استثناء
تقریباً تمام سرداروں نے گورنمنٹ کی مہربانیوں کا غلط استعمال کیا - اور
اس کی حمایت کو ہر قسم کے حصول بالجبر اور تعدّی کا ذریعہ کار بنا رکھا تھا -
ان کے علاقہ جات کے اندرونی انتظام اور نظم ونسق میں بھی کوئی بات
قابل تعریف نہ تھی - اور اس بات کی شہادت اس سے ملتی ہے -
کہ ان علاقوں کے زمیندار جو وقتاً فوقتاً بوجہ لاوارثی سرکار کو پہنچتے اور
سرکار کے براہ راست انتظام میں آتے گئے - کُلّہم مطمئن تھے - یہ خوب
کہا گیا ہے - کہ ان سکھ سرداروں کے لئے خود مختاری کا مفہوم اس سے
بہتر نہ تھا کہ انہیں بلا روک ٹوک برائی کرنے اور اپنی بدبخت رعایا پر ظلم
کرنے کا حق حاصل تھا[۱]

"گورنمنٹ کا اعتماد پہلے ہی اُٹھ چکا تھا - اور معرکہ ستلج میں تو سکھ سردار
رہا سہا التفات بھی کھو بیٹھے - یہ دیکھا گیا - کہ اب
صفائی کرنے والی انتہائی اصلاحات کا وقت آپہنچا اور
گورنمنٹ نے بلا تامل سرداروں کے استحقاق میں تخفیف کرنے کا عزم کر لیا

سرداروں اور بھائی چاروں کو بمنزلہ جاگیرداران قرار دیا گیا

کئی اہم تدابیر فوراً اختیار کی گئیں - اکثر سرداروں سے پولیس کے اختیارات
سلب کر لئے گئے - کیونکہ جرائم کی سراغرسانی اور سزا کے لحاظ سے موجودہ
طریق بالکل ناموافق تھا محصول راہداری اور محصولات برآمد موقوف کئے گئے
اور ثالثی سردار اور اس کے حصہ فوج کے عوض زر مبادلہ (کمیوٹیشن)
قبول کیا گیا - گورنر جنرل کا مراسلہ جس میں یہ قرارداد درج تھی ۱۷ نومبر

---

[۱] گرفن صاحب کی کتاب "راجگان پنجاب" طبع دوئم کا صفحہ ۲۰۰ -

سنہ ۱۸۴۶ء کو تحریر ہوا[۱] صرف ریاست ہائے پٹیالہ - جیند - نابھہ - فریدکوٹ مالیرکوٹلہ - چھچھرولی (کالسیہ) - ڈیکوٹ - بوڑیہ[۲] - اور ممدوٹ مستثنےٰ رکھی گئیں - اور ان ریاست ہائے کے علاوہ باقی تمام میں اختیارات پولیس یوروپین افسران کے سپرد ہوئے - انبالہ کی پولیٹیکل ایجنسی کی بجائے کمشنری قائم ہوئی - اور اس کا افسر اعلیٰ صاحب کمشنر بہادر ریاستہائے اینجانب ستلج کے لقب سے ملقب ہوا - × × × × × × × ×

ساتھ ہی معرکہ سنہ ۱۸۴۵ء میں جو اشخاص سنگین جرائم کے مرتکب ہوئے تھے - انہیں سبق آموز سزائیں دی گئیں - اور اُن کے مقبوضات ضبط بحق سرکار کرلئے گئے × × × × × × × چھوٹے سرداروں کے بارہ میں ایسی سخت سزائیں غیرضروری تصور کی گئیں - باوجودیکہ ان میں سے اکثر نے سنہ ۱۸۴۵ء میں اس سے زیادہ نمایاں وفاداری نہ دکھلائی - کہ وہ دشمن سے نہ ملے - اور کچھ تھوڑے عرصہ کے لئے یہ کوشش کی گئی - کہ بدستور سابق انہیں اپنے مواضعات میں سے مالیہ بصورت جنس وصول کرنے کا آزادانہ حق رہنے دیا جائے - لیکن یہ فوراً آشکارا ہوگیا - کہ اختیارات پولیس سلب ہونے کی وجہ سے سردار اپنا مالیہ وصول کرنے کے ناقابل تھے - لہذا باقاعدہ بندوبست معاملہ زمین کی تجویز ہوئی - لیکن اس بارہ میں احکام صادر ہونے سے پیشتر سکھوں کی دوسری لڑائی شروع ہوگئی - اس کے خاتمہ پر پنجاب قلمرو انگلشیہ میں شامل کیا گیا - اور اس وجہ سے وہ سیاسی اسباب رفع ہوگئے - جو سرداران اینجانب ستلج کو اختیارات دینے کے سوال کو پیچیدہ بنا رہے تھے - بنابریں جون سنہ ۱۸۴۹ء میں یہ اعلان کیا گیا - کہ باستثنائے ریاست ہائے مذکورہ بالا جملہ سرداروں کے

---

[۱] دیکھو صفحات ۱۹۱ تا ۱۹۷ کتاب موسومہ "راجگان پنجاب"۔
[۲] یعنی دیال گڑھ جو سنہ ۱۸۵۱ء میں بوجہ لاوارثی بازیافت ہوئی - ممدوٹ سنہ ۱۸۰۹ء میں زیرحمایت نہ آئی تھی - اور نواب کے اختیارات شاہی سنہ ۱۸۵۵ء میں بوجہ بدانتظامی سلب کئے گئے تھے - اور جاگیر اب ایک سند کی شرائط کے ماتحت عطا کی گئی ہے - یہ سند سنہ ۱۸۶۴ء میں عطا ہوئی - ملاحظہ کرو - ایچیسن صاحب کی کتاب موسومہ "معاہدات پیمان و سندات" جلد نہم صفحات ۶۵ و ۱۰۸۔

"شاہی حقوق - فوجداری - دیوانی اور مالگذاری کے اختیارات سلب ہوچکے اور انہیں حکومت انگلشیہ کی عام رعایا سے کوئی فوقیت نہیں سوائے اس کے کہ انہیں بعض خصوصی حقوق حاصل ہیں[۱] "۔ مالگذاری انہی کا حصہ رہی - مگر اس کی تشخیص انگریزی قواعد کے ماتحت انگریزی افسران کے سپرد کی گئی × × × × × × × رفتار واقعات کے ساتھ ایک آخری قدم اٹھانے کی ضرورت پڑی - یعنی سنہ ۱۸۴۷ء میں جو کارروائی بندوبست معاملہ تربین موضعات واقعہ علاقہ انگریزی میں شروع تھی اس کی توسیع ۱۸۵۲ء میں سرداروں کے مواضعات میں بھی کی گئی - اس وقت سے سردار اپنی پہلی طاقت کی سب نشانیاں کھو بیٹھے ہیں × × × × × × × ان کا درجہ بمنزلہ جاگیرداران رہ گیا ہے - لیکن اس حیثیت سے انہیں مقوضہ مالگذاری میں دوامی حقوق حاصل ہیں "۔

کموٹیشن بعوض خدمات فوجی

۱۰۱ - ۳ مئی سنہ ۱۸۰۹ء کے اعلان کی دفعہ ۵ کے مطابق جو فوجی خدمات طلب کی گئی تھیں - ان کا ماہواری زر مبادلہ (کموٹیشن) بحساب ۱۶؍ روپیہ فی سوار اور ۸؍ روپیہ فی پیدل سپاہی مقرر کیا گیا - سنہ ۱۸۵۲ء[۲] میں یہ شرح جاگیر محالات میں دو آنہ فی روپیہ معاملہ زمین مقرر کی گئی - عام شرح یہی ہے - مگر بعض صورتوں میں ۴ آنے اور ۸ آنے بھی وصول کئے جاتے ہیں - اور چند ایک جاگیرات میں بعد خدمات غدر کموٹیشن کی شرح ایک آنہ فی روپیہ مقرر کی گئی -

جاگیرداران اینجانب ستلج کا امتیازی درجہ

۱۰۲ - صوبہ پنجاب کے ان حصص کی جاگیرات کی مانند جن کا سکھوں کی دوسری لڑائی کے بعد الحاق ہوا - ریاستہائے اینجانب ستلج کی جاگیرات حکومت برطانیہ کا عطیہ نہیں اور نہ ہی یہ جاگیرات ان مفتوحہ جاگیرات کے برابر ہیں - جو دریائے بیاس اور ستلج کے درمیانی علاقہ میں ان قابضان کے پاس ہیں - جن کے اسلاف خواہ خودمختار تھے یا نہ - لیکن انگریزی عملداری میں آنے سے پہلے راجگان لاہور

---

[۱] گرفن صاحب کی کتاب "راجگان پنجاب"، صفحہ ۱۹۹ -

[۲] حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۱۴۰۷ مورخہ ۷ مئی سنہ ۱۸۵۲ء مفتوحہ جاگیرات آنروئے ستلج کیلئے یہ شرح ۲؍ فی روپیہ مقرر کی گئی ہے -

کی رعیت ضرور تھے۔ ریاستہائے اینجانب ستلج کے سکھ سردار جنہیں ہم نے ۱۸۴۷ء میں جاگیردار بنایا۔ قولاً اور بہت حد تک عملاً بھی خود مختار حکمران تھے۔ جن کے آباؤ اجداد سنہ ۱۸۰۹ء میں ہمارے زیر حمایت آئے۔ اور جن سے عہد و پیماں کیا گیا تھا۔ کہ وہ "وہی حقوق و اختیارات استعمال کریں گے" جو وہ اس وقت تک کرتے چلے آئے تھے۔ اس میں شبہ نہیں کہ سنہ ۱۸۴۶ء میں سکھوں کی پہلی لڑائی کے بعد یہ تجویز ہوئی۔ کہ قابضان کی بدعہدی کی وجہ سے تمام مواضعات ضبط کر لئے جائیں۔ اور انہیں حکومت برطانیہ بذریعہ سندات دوبارہ عطا کرے۔ لیکن لارڈ ہارڈنج صاحب نے اس تجویز کو مسترد کر دیا۔ کیونکہ ان کے خیال کے مطابق سرداران اینجانب ستلج کی بدچلنی کو تمام ہندوستان میں مشتہر کرنا خلاف مصلحت ملکی تھا۔ پس ایک لحاظ سے جاگیرداران اینجانب ستلج۔ چھوٹے اور بڑے متوسطی حکمران ہیں۔ اور اگرچہ بحیثیت مجموعی وہ ہماری عنایات کے مستحق ثابت نہیں ہوئے۔ لیکن ہمیں تمام معاملات میں ان کی پہلی پوزیشن کا خیال رکھنا چاہیئے۔

۱۰۳۔ ان کی جاگیرات کی مفصلہ ذیل تین قسمیں ہیں:-

جاگیرات اینجانب ستلج کی اقسام

(ا) جاگیرات کلاں

(ب) پتی داری جاگیرات

(ج) ذیلداری جاگیرات

ان اصطلاحات کے عام معنوں کے متعلق کوئی دقت نہیں لیکن سوالات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ کہ آیا ایک خاص جاگیر قسم دوم یا سوم کے تحت آتی ہے۔ جاگیرات کلاں کی کوئی قابل وثوق فہرست کبھی مرتب نہیں ہوئی[1]

۱۰۴۔ جاگیرات کلاں سے وہ جاگیریں مقصود ہیں جو واحد سرداروں یا ان کی اولاد کے قبضہ میں ہیں۔ اور

جاگیرات کلاں۔ پتی داری اور ذیلداری جاگیرات کا مفہوم

---

[1] "بڑی جاگیرات" کی جو فہرست انبالہ گزیٹر کے ساتھ شامل ہے وہ بھی اس ضلع کے "بڑے محالات" کی قابل وثوق فہرست نہیں کہلا سکتی۔ فی الحقیقت اس میں ایک عطیۂ نقد بھی شامل ہے اس جلد میں پتی داری جاگیرات کی فہرست میں ذیلداری جاگیرات بھی شامل ہیں۔ جو ایک اس بڑی جاگیر کے ماتحت تھیں۔ جو اب بوجہ لاوارثی ضبط بحق سرکار ہو چکی ہے۔

جن میں نسبتاً زیادہ یا کم تعداد مواضعات شامل ہیں - پتی داری اور ذیلداری جاگیرات ایسے بھائی چاروں کے قبضہ میں ہیں - جو ان سواروں کی اولاد ہیں - جنہوں نے ابتداءً ملک کو فتح کیا - یا بعد میں فاتحان کا قبضہ برقرار رکھنے میں امداد کی - ان بھائی چاروں نے اپنے مفتوحہ مواضعات بحساب حصہ سواران تقسیم کئے -

جن صورتوں میں وہ بڑے سرداروں کے ماتحت نہیں ہوئے - بلکہ خود مختار رہے - ان کی حقیتیں پتی داری جاگیرات کہلاتی ہیں - اور جو قابضان ان سرداروں کے ماتحت تھے - جولاوارثی پر بازیافت کے دعویدار تھے - اُن کے مقبوضات ذیلداری جاگیرات کہلاتی ہیں -

۱۰۵ - علاقہ اینجانب ستلج کے سکھ فاتحان جنہیں ہم نے معزول کرکے جاگیردار بنایا تھا - اپنے مفتوحہ مواضعات کے متعلق جس قانونِ وراثت کے پابند تھے - وہ سر لیپل گرفن صاحب کی کتاب مطبوعہ سنہ ۱۸۶۹ء موسومہ بہ "قانونِ وراثت دوبارہ سرداری جس کے سکھان الحاقِ پنجاب سے پہلے پابند تھے" میں بہترین صورت میں دیا گیا ہے - سنہ ۱۸۰۹ء سے پہلے ایک طوفان مچ رہا تھا - ان دنوں میں بعض اوقات انفرادی حرص و طمع جدّی حقوق کا کام تمام کردیتی تھی - لیکن ان واقعات سے جو سر لیپل گرفن نے قلمبند کئے ہیں - یہ نتیجہ نکلتا ہے - کہ صحیح قانون وراثت اس رواجی قانون کے مطابق تھا - جو پنجاب میں جائداد زمین کے اِرث کے متعلق تھا - یہ قدرتی امر تھا - کہ کسان جو آن کی آن میں حکمران بن گئے - اپنے فتوحات پر صرف اسی قانون وراثت کا اطلاق کرتے - جس کا انہیں ذاتی علم تھا - یہ بات قابلِ ذکر ہے - کہ تاریخ فتحیابی اور سنہ ۱۸۴۶ء کے درمیانی عرصہ میں بسا اوقات کئی لاولد بیوگان وسیع مقبوضات اور اختیارات کی جانشین تسلیم کرلی گئیں - اور اس حق کا دفعیہ اکثر اوقات ایک جائز قانونی طریق پر جس کا اب تک پنجاب کے اکثر حصوں میں رواج ہے - کیا جاتا - یعنی کہ بیوہ اور اس کے متوفی خاوند کے بھائی کی آپس میں کریوا شادی کردی جاتی تھی - رواجی قانون کے متعلق جو اطلاعات اب موجود ہیں - وہ اس وقت بہت کم تھیں - جب سر لیپل گرفن نے اپنی مذکورہ کتاب لکھی - کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا - تو غالباً صاحب موصوف اپنی کتاب کے بہت سے اظہارات اور نتائج ترمیم کردیتے - اور ان جانشینوں میں بہ وضاحت استیاز کرتے - جو زیرِ حمایت آنے سے پہلے اور جو بعد میں ہمارے

سرداران اینجانب ستلج کی حقیتوں کے بارہ میں سنہ ۱۸۵۰ء سے پہلے رواجی قانون وراثت کیا تھا

پولیٹیکل افسروں کے متضاد فیصلوں کی وجہ سے عمل میں آئیں - پتی واری اور ذیلداری جاگیرات کی وراثت کے بارہ میں اب واضح قواعد مرتب کیے گئے ہیں - لیکن جب "بڑے محالات" کی وراثت کا سوال پیدا ہو - تو "قانونِ وراثت دربارہ سرداری" کے مطالعہ سے بہت فائدہ ہو سکتا ہے -

پہلے پتی واری جاگیرات کے قواعد کا تذکرہ ہوگا

۱۰۶ - پہلے پتی واری جاگیرات کے قواعد کی تشریح کی جائیگی - اور پھر ان اختلافات کا تذکرہ ہوگا - جو ذیلداروں اور بڑی جاگیرات کے قابضوں کی حقیتوں اور پتی واری جاگیروں کے مابین ہیں -

وراثت پتی واری جاگیرات

۱۰۷ - ۱۸۵۱ء میں حکومتِ ہند نے پتی واری جاگیرات میں سواروں کے حصص کی وراثت کے بارہ مفصلہ ذیل تین قواعد مقرر کئے[۱]

(۱) کوئی بیوہ جانشین نہ ہوگی -

(۲) سلسلہ اناث میں کسی اولاد کو حق وراثت نہ پہنچیگا -

(۳) صلبی اولادِ نرینہ نہ ہونے پر یکجدی وارث مذکر جانشین ہوگا بشرطیکہ متوفی اور یک جدی دعویدار کا مورثِ اعلیٰ اس حصہ پر بوقت یا بعد ۱۸۰۸-۰۹ء قابض تھا - جب سے علاقہ اینجانب ستلج کے ساتھ ہمارا تعلق شروع ہوا -

ان قواعد کے مطابق جو موجودہ قابضان مستحق نہ ہو - وہ مذکر ہونے کی صورت میں تاحین حیات قابض رہیں اور اگر وہ مؤنث ہوں تو ان کو پنشن دی جائے

لارڈ ڈلہوزی نے یہ بھی فرمایا - کہ "خواہ کئی ایسی مثالیں موجود ہوں - جن میں اصلی صورت حالات ان قواعد کے جواب وضع کیے گئے ہیں - مخالف ہو گورنر جنرل بہادر کسی طریق سے بھی ان فیصلجات میں مخل نہیں ہونا چاہتے - جو ان قواعد سے پہلے صادر ہو چکے ہیں - تمام افراد جنہیں کسی انگریزی افسر نے قبضہ دلایا ہو - تاحین حیات قابض رہیں - لیکن عورتوں کو بجائے قبضہ کے پنشنیں عطا کی جائیں" - ان احکام میں بورڈ کی اس تجویز کی طرف حوالہ ہے - کہ بیوگان اور دختران کو نقد پنشن ہائے عطا کرنی چاہئیں - جو ان کے شوہروں یا باپوں کے حصہ کے نصف سے متجاوز نہ ہوں - ۱۸۵۳ء میں حکومتِ ہند نے فیصلہ کیا - کہ دوامی حق مستورات کے ذریعہ سے حاصل نہیں ہو سکتا - لیکن اگر کسی مرد کو عورت کی وساطت

۱؎ حکومتِ ہند کی چٹھی نمبر ۱۱۶۸ مورخہ ۱۲ فروری ۱۸۵۱ء -

سے کوئی حق پہنچا ہو - تو تاحین حیات اپنے حصہ پر اس کا قبضہ برقرار رکھا جائیگا[1] -

۱۰۸ - قواعد مذکورالصدر دریائے ستلج کے دائیں کنارہ پر واقعہ اس مفتوحہ

یہ قواعد علاقہ اینجانب ستلج کے اس حصہ پر حاوی نہیں جو سکھوں کی پہلی لڑائی کے بعد شامل کیا گیا

علاقہ پر حاوی نہیں ہیں - جو مہاراجہ رنجیت سنگھ یا اس کے ہمراہی سردار فتح سنگھ اہلوالیہ نے مارچ ۱۸۰۸ء سے پہلے سر کیا - اور جو ۲۵ - اپریل ۱۸۰۹ء کے معاہدہ کے بعد بھی ان کے قبضہ میں ہی رہا - یہ علاقہ سکھوں کی پہلی لڑائی کے بعد شامل کیا گیا -

قیاس اغلب ہے - کہ قواعد محولہ فقرہ نمبر ۸۷ اس علاقہ اور ان مفتوحہ جاگیرات دونو پر حاوی ہیں - جو دریائے ستلج اور بیاس کے درمیانی علاقہ میں واقع ہیں - اور جو بیک وقت لاہور دربار نے سرکار کے حوالہ کیا[2] -

۱۰۹ - ۱۸۵۱ء کے قواعد کا پہلا قاعدہ لفظاً ہر رواج کے خلاف تھا - جس کے

قواعد کا تبصرہ

مطابق لاولد بیوہ کو اپنے متوفی شوہر کا حصہ تاحین حیات پہنچتا تھا لیکن اس قاعدہ کی وجہ سے اگر کوئی ناانصافی ہو گئی ہو - تو اس کی تلافی کے لئے ڈائرکٹران کمپنی کے بورڈ نے ۱۸۵۴ء میں حکم دیا کہ اگر کوئی بیوگان بے دخل کی گئی ہوں - تو ان کی پنشن ہائے میں ایزادی کی جائے - حتیٰ کہ وہ اس جاگیر کی رقم کے برابر ہو جائیں - جو ان سے چھین لی گئی ہے - اور جو بیوگان ابھی تک قابض ہوں - اُن کو بیدخل نہ کیا جائے الا اس صورت میں کہ وہ برضا و رغبت بجائے جاگیر کے پنشن لینا قبول کریں[3] - قاعدہ دوئم رواج کے بالکل مطابق ہے - ایسا دکھائی دیتا ہے - کہ افسران نے بعض صورتوں میں رواج کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دختران یا فرزندان دختران کو جانشین تسلیم کر لیا تھا - تیسرا قاعدہ وہی ہے - جو بورڈ کے تین میں سے دو ممبران سر جان لارنس اور مسٹر منٹگمری (؟) نے تجویز کیا تھا - صاحب صدر - سر ہنری لارنس اس اصول کو ترجیح دیتے تھے جس پر جیند اور کیتھل جیسی بڑی ریاستوں کی وراثت میں عمل کیا گیا تھا - یعنی کہ ۱۸۰۸-۰۹ء کے قبضہ کا لحاظ کئے بغیر پہلے فاتح یا قابض کی اولاد نرینہ میں سے ایک جانشین ان جملہ حقوق کا وارث تصور ہو گا - جو بزرگ خاندان نے اس وقت سے پیشتر حاصل کئے تھے - جب کہ یک جدی شاخ اصل سے علیحدہ ہو کر ایک علیحدہ محال کی

---

[1] حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۹۰۸ مورخہ ۱۰ فروری ۱۸۵۳ء

[2] محدودٹ جاگیر کے متعلق فقرہ نمبر ۱۰۰ کا تحتی نوٹ دیکھو -

[3] مراسلہ نمبر ۳۶ - مورخہ ۲۳ اگست ۱۸۵۴ء -

مالک بنی۔

۱۱۰ - وراثت کے متعلق خاندانی رواج کی متابعت کی جاتی ہے۔ بشرطیکہ وہ رواج ان قواعد کے خلاف نہ ہو۔ مثلاً اگر کسی خاندان میں چونڈا ونڈ[له] کا رواج وراثت ہو۔ تو مختلف ماؤں کی اولاد میں وراثت اسی نہج پر منقسم ہوگی۔

خاندانی رواج کی متابعت بشرطیکہ وہ ان قواعد کے خلاف نہ ہو

۱۱۱ - جوں جوں کارروائی تحقیقات بڑھتی چلی گئی۔ یہ معلوم ہوتا گیا کہ ۱۸۵۱ء میں منظور شدہ تین قواعد ہر معاملہ پر حاوی نہیں۔ لہذا بورڈ نے ۱۸۵۲ء میں آٹھ تحتی قواعد منظور[له] کئے۔ جو مسٹر ایڈمنسٹن صاحب کمشنر بہادر ریاست ہائے پنجاب ستلج نے تجویز کئے تھے۔ یہ قواعد مسٹر بارکلے صاحب کی کتاب موسومہ بہ ہدایات برائے مہتمان بندوبست کے ضمیمہ سوئم میں درج ہیں۔ لیکن یہاں ان میں سے صرف چار کا قلمبند کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے :-

تحتی قواعد جو ۱۸۵۲ء میں وضع کیے گئے

(الف) یہ کہ اگر کسی معاملہ میں گورنمنٹ نے کوئی خاص حکم صادر کیا ہو۔ تو فریق متعلقہ اور اس کے صلبی ورثاء بھی اس حکم سے فائدہ اٹھانے کے مجاز ہوں گے۔ خواہ حکم مذکور ان اصولوں یا قواعد کے خلاف ہو جو اب مقرر کئے گئے ہیں۔

(ب) یہ کہ اگر کسی پولیٹیکل افسر نے ۱۸۰۸-۰۹ء کے قابض کے متعلق کوئی تحریری اور سرکاری اظہار کیا ہو۔ تو وہ اظہار بلا تردید تسلیم کر لیا جائیگا۔ اور وراثت کا فیصلہ اسی کے مطابق کیا جائیگا۔

(ج) یہ کہ اپنی حقیت کے حصص جو کوئی جاگیردار یا پتی دار اپنے رشتہ داروں یا اجنبیوں کے حق میں منتقل کرے۔ وہ نہ تو سرکاری طور پر تسلیم کئے جائینگے اور نہ ہی ضبط تحریر میں لائے جائیں گے۔

(د) یہ کہ ۱۸۰۸-۰۹ء کے مورث اعلیٰ کا ایک یا زیادہ فرزندان جنہیں مورث اعلیٰ کا سارا حصہ وراثتاً ملے پابند قرار دئے جائیں گے۔ کہ وہ اپنے ان

له بیٹوں کے مابین تقسیم جائداد موسومہ بہ چونڈا ونڈ اور پگونڈ یا بھائی ونڈ کے بارہ میں اس کتاب کی انگریزی جلد کا فرہنگ دیکھو۔

له بورڈ کی چٹھی نمبر ۲۰۷ مورخہ ۲۱ - جنوری ۱۸۵۲ء۔

متوفی برادران کی بیوگان کو گزارہ دیں - جو اگر وہ زندہ رہتے - تو ایسے فرزند یا فرزندان کے ساتھ حصہ دار ہوتے -

۱۱۲ - لارڈ ڈلہوزی کے وضع کئے ہوئے قاعدہ سوم کی اغراض کو پورا کرنے

ریاستہائے اینجانب ستلج کی پتی داری جاگیرات کی تحقیقات پہلے قانونی بندوبست میں

کے لئے ریاستہائے اینجانب ستلج کے صاحب مہتمم بندوبست کو ہدایت فرمائی گئی - کہ وہ ۰۹-۱۸۰۸ء کے قبضہ کے متعلق تحقیقات کرکے ہر خاندان کا جو کسی پتی داری جاگیر کے حصہ پر قابض ہو - شجرہ نسب تیار کریں - اور اس میں ۰۹-۱۸۰۸ء کے قابض کو موجودہ قابضان سے ملائیں - جاگیرات اینجانب ستلج میں "خاندان" سے ۰۹-۱۸۰۸ء کے قابض جاگیر کی اولادِ نرینہ مقصود ہے -

۱۱۳ - انبالہ اور کرنال کی تحصیلہائے تھانیسر و کیتھل و پرگنہ اندری کا

مکرر بندوبستوں میں انبالہ اور کرنال کے جاگیر رجسٹروں کی نظر ثانی

مسٹر کننگھم اور مسٹر ڈولی نے جب دوبارہ بندوبست کیا - تو ان ہر دو اضلاع کے جاگیر رجسٹروں کی چھان بین کی گئی - اور نئے رجسٹر ایک مجتمع اور سہل نمونہ میں مرتب کئے گئے - جن میں جاگیرات اینجانب ستلج کی تینوں اقسام مندرج ہیں - ہر جاگیر کی شرائط بحوالہ حکم منظوری و شرحِ کموٹیشن (زر مبادلہ) جو سرکار کو ادا کی جاتی تھی - قلمبند کی گئیں - ۰۹-۱۸۰۸ء کے یا کسی دیگر تاریخ کے جس سے کہ حق وراثت شروع ہوتا ہو - قابضان کی تمام موجود الوقت اولاد کے ہر خاندان کا شجرہ نسب تیار کیا گیا - اور اس شجرہ کے علاوہ ۱۸۸۸ء کے جملہ حصہ داران کی فہرست بمعہ کسر حصہ اور مالیت کسر نئے رجسٹروں میں شامل کی گئی - اور اُن میں وراثت اور بصورت لاوارثی بازیافت کا آسان طریق بھی درج ہے - دو یا زیادہ بیویوں کی اولاد میں جس قاعدہ وراثت کا اتباع ہوتا ہو وہ بھی رجسٹروں میں مندرج ہے -

۱۱۴ - جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے پتی داری اور ذیلداری جاگیرات میں اصلی

قواعد متعلقہ ذیلداری جاگیرات

فرق صرف اتنا ہے - کہ بصورت لاوارثی پتی داری جاگیرات کی بازیافت بحق گورنمنٹ ہوتی ہے - اور ذیلداری جاگیرات "بڑے محال" کے قابض کو پہنچتی ہیں - ۱۸۵۲ء میں مسٹر ایڈمنسٹن کی تجویز پر یہ فیصلہ ہوا -

(الف) پتی داری جاگیرات کے متعلق جو تحقیقات تب ہو رہی تھی - وہ ذیلداروں یا کسی ایک سردار کے متعلقین کے مقبوضات میں دوران حین حیات

سردار نہ کی جائے ۔

(ب) یہ کہ سردار کی جاگیر بوجہ لا وارثی ضبط بحق سرکار ہونے پہ اس کے ذیلداروں کے قبضہ کی تحقیق و تصدیق کر کے ان کا اندراج کیا جائے۔ اور یہ کہ سردار مذکور کی جاگیر ضبط ہونے کی تاریخ سے اور مابعد ذیلداروں کے حصتوں کی وراثت اور ضبطی بعدم وارثان حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۱۶۴ مورخہ 12 - فروری ۱۸۵۱ء میں مندرجہ قواعد اوّل اور دوئم کے مطابق عمل میں آئے ۔

115 - قواعد مرقوم الصدر میں دوسرے قاعدہ کا مفہوم واضح نہیں - لیکن اتنا
مرقوم الصدر قاعدہ دوم کا مفہوم ضرور عیاں ہے - کہ مسٹر ایڈمنسٹن کا مطلب یہ تھا کہ ذیلداری جاگیرات میں جو کسی "بڑے محال" کے ماتحت ہوں - صرف اتنی تحقیقات ہونی چاہیئے - کہ متعلقہ "بڑے محال" کی ضبطی بعلت لاوارثی کے وقت کن کا قبضہ تھا - اور اس کے بعد کیا کیا جانشینیاں عمل میں آئیں - چنانچہ انہی دنوں میں جبکہ مسٹر ایڈمنسٹن نے یہ تجاویز پیش کیں - دیال گڑھ کی ریاست بعلت لاوارثی ضبط ہوئی - اور تحقیقات مذکورہ طریق کے مطابق عمل میں آئی - اور اس ریاست کے ذیلداروں کو ۱۸۵۲ء کا درجہ دیا گیا - اس قاعدہ کا منشا بعد میں یا تو نظر انداز ہو گیا - یا غلط سمجھا گیا - کیونکہ انبالہ اور تھانیسر کے ابتدائی تانونی بندوبستوں میں کئی ضبط شدہ محالات بعلت لاوارثی کے ذیلداروں کو ۱۸۰۸-۰۹ء کا درجہ عطا کیا گیا - اور یہ فیصلہ ہو چکا ہے - کہ ان غلط احکام کو چھیڑنا نہ چاہیئے[1]

116 - ۱۸۵۴ء میں مسٹر ایڈمنسٹن فنانشل کمشنر ہو گئے - اور ان کی تجویز پر

[1] کرنال - انبالہ کی رپورٹ بندوبست کا فقرہ ۹۲ - بعض ذیلداری جاگیرات کو اتفاقاً ۱۸۰۸-۰۹ء کا درجہ عطا کیا گیا - لیکن برخلاف اس کے کھرڑ کے چہارمی جاگیرداروں اور موضع تلاکور واقعہ اندری کے جاگیرداروں کو باوجود پتی داری حقوق حاصل ہونے کے ۱۸۵۲ء اور ۱۸۵۴ء کا درجہ علی الترتیب دیا گیا - یہ غلطی درست کر دی گئی ہے - کھرڑ کے چہارمی جاگیرداروں کی تاریخ مد راجگان پنجاب" کے صفحات ۲۰۰ تا ۲۰۷ اور مسٹر کننگھم کی رپورٹ بندوبست ضلع انبالہ کے فقرہ نمبر ۱۳۲ میں درج ہے - تلاکور جاگیرات کے متعلق کرنال - انبالہ کی رپورٹ بندوبست کا فقرہ ۹۳ ملاحظہ کرو -

بڑی جاگیرات کے ذیلداروں کو جو ۱۸۵۴ء میں موجود تھے ۱۸۴۷ء کا درجہ دیا گیا

چیف کمشنر بہادر نے ذیلداری حقیتوں کے متعلق مرقوم الصدر دو قواعد میں ترمیم کردی - اور یہ فیصلہ کیا - کہ اگر جاگیرداروں اور ذیلداروں کے درمیان ذیلداری حصص کے بارہ میں کوئی تنازعہ ہو - تو ان پر جملہ مقدمات میں ۱۸۴۷ء کا درجہ یعنی جس سال کہ سرداروں کے حقوق حکمرانی سلب کئے گئے - بنائے فیصلہ قرار دیا جائے - اس وقت جو خط و کتابت ہوئی - اس سے ظاہر ہے - کہ ۱۸۰۹ء کی بجائے ۱۸۴۷ء مقرر کرنے کی غرض یہ تھی - کہ ذیلداروں کو سرداروں کے سخت مطالبات سے بچایا جائے - یہ محسوس کیا گیا - کہ اگر ذیلداروں کی حقیت کے لئے ۱۸۰۸-۰۹ء کا درجہ مقرر کیا گیا - تو لا متناہی دعاوی اور تنازعات پیدا ہو جائیں گے - لیکن اس خامی کا بھی جلدی ہی پتہ چل گیا - کہ نیا قاعدہ جانبین کے لئے مضر ہے اور زمانہ مستقبل میں ذیلداروں کو نقصان پہنچائیگا - چنانچہ ۱۸۵۶ء میں ریاست ہائے اینجانب ستلج کے کمشنر بہادر نے اس قاعدہ کو ترمیم کرانے کی کوشش کی - مگر بے سود - "جاگیرات کلاں" کے تمام ذیلداروں کو جو ۱۸۵۴ء میں موجود تھے ۱۸۴۷ء کا درجہ حاصل ہے [1]

مہاراج جاگیرات واقعہ فیروزپور میں قواعدِ وراثت علیحدہ قسم کے ہیں -

۱۱۷ - مہاراج اور کھوچو واقعہ ضلع فیروزپور میں لاتعداد دہقانی جاگیردار جو بڑے پھلکیاں خاندانوں سے رشتہ داری کا دعوٰے رکھتے ہیں - اپنی جاگیر اراضیات کے خود مالک ہیں - اور ان کے اپنے ہی قسم کے قواعد ہیں - شرح کمیوٹیشن (زر مبادلہ) میں تھوڑی سی بیشی کے عوض سرکار نے اپنے حقوق بازیافت بعلت لاوارثی ترک کر دیئے ہیں - پس ان جاگیرات میں قانون وراثت وہی ہے - جو اراضی جائداد کے ارث کے متعلق ہے - اس وجہ سے بیوگان اپنے شوہروں کا حق پاتی ہیں - جب تک وہ نکاح ثانی سے پرہیز کریں [2] -

بڑی جاگیرات کی جانشینی کے متعلق کوئی خاص قاعدہ مقرر نہیں کیا گیا

۱۱۸ - ۱۸۵۱ء میں جو احکام لارڈ ڈلہوزی نے صادر فرمائے - ان میں آپ نے یہ بھی اظہار فرمایا - کہ ان کی رائے میں "بڑی جاگیرات" کے بارہ میں کوئی خاص قاعدہ

---

[1] کرنال انبالہ کی رپورٹ بندوبست کا فقرہ نمبر ۹ ملاحظہ کرو -
[2] بارکلے صاحب کی ہدایات کے ضمیمہ سوئم کا فقرہ نمبر ۸ ملاحظہ کرو -

مقرر کرنے کی کوئی ضرورت نظر نہیں آتی - ہر ایک مقدمہ کا بلا وقت فیصلہ ہو سکتا ہے۔ اور ہر ایک کا تصفیہ اس کے حسن و قبح کے مطابق کرنا زیادہ مفید ہوگا۔ حضور وائسرائے بہادر بطور قاعدہ عمومی یہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ ایسے مقدمات کے فیصلہ میں خاندانی رواج کو زیادہ دخل ہونا چاہیے۔"

بنا برین ایسے محالات ان تحقیقاتی کارروائی ہائے سے خارج کئے گئے۔ جن کی پتی داری جاگیرداں کے متعلق صاحب مہتمم بندوبست کو ہدایت ہوئی تھی۔ نیز بورڈ نے حکم دیا۔ کہ ہر فوتیدگی کی بعد یادداشت دربارہ رواج خاندان اطلاع ہونی چاہیے۔

۱۱۹ - اس سوال کا تصفیہ کہ "بڑی جاگیر" کیا ہے اور کیا نہیں - قدرے مشکل نظر آیا۔ چنانچہ مسٹر ایڈمینسٹن نے بورڈ کو تحریر کیا:-

"بڑی جاگیر" کا مفہوم

"میرا قیاس غالب ہے - کہ اصطلاح "جاگیر کلاں" سے ایسی جاگیریں مقصود تھیں - جیسے کہ بوڑیہ - شاہزاد پور - منی ماجرا - سیالبہ وغیرہ ہیں۔ یعنی ایسے محالات جو پتی داروں کے بھائی چاروں کے مثلاً پتی داران بلاسپور - سڈھارا - تھیروا - انبالہ اور بوہ کے قبضہ میں بہ تعین حصص سواران نہیں - بلکہ جو ایک واحد سردار مثلاً سردار بوڑیہ یا ایک یا زیادہ سرداروں کی اولاد مثلاً سنگھ پوریوں کے قبضہ میں ہیں میں اصطلاح "بڑا محال" کی تعریف تجویز کرنے سے قاصر ہوں - اس لئے مجھے اپنے معانی سمجھانے کے لئے مثالیں دینی پڑیں۔ اگر بورڈ کو مجھ سے اتفاق رائے ہو۔ کہ اس اصطلاح سے صرف وہی نو ریاستیں مقصود نہیں - جنہیں اختیارات شاہی حاصل ہیں - تو اس امر کا اعلان کر دینا کافی ہوگا۔ کہ آپ کی محولہ بالا چٹھی کے ذریعہ سے جو احکام صادر ہوتے ہیں۔ وہ صرف ان محالات کے متعلق ہیں۔ جو پتی داروں کے بھائی چاروں کے قبضہ میں ہیں - اور جن میں تقسیم بموجب حصص سواران تسلیم کی جاتی ہے اور یہ کہ اگر اس اصول کے اعلان کے بعد کوئی مشکوک مقدمات رہ جائیں تو ان کے متعلق خاص طور پر اطلاع دی جائے - اس اصول کے مطابق ریاستہائے بوڑیہ اور رائے پور جن دونوں کے متعلق مجھے مسٹر ونیارڈ سے علیحدہ علیحدہ مراسلات پہنچے ہیں "جاگیرات کلاں" متصور ہوں گی۔ اور ۹-۱۸۰۸ء کے درجہ کے بارہ میں تحقیقات سے مبرا خیال کئے جائینگے"

بورڈ نے مسٹر ایڈمینسٹن صاحب کے مرقوم الصدر خیال کو صحیح تسلیم کیا۔

۱۲۰ - مسٹر بارکلے کی ہدایات برائے مہتممان بندوبست میں درج ہے :-

"جاگیرات کلاں کے بارہ میں ۱۸۰۸-۰۹ء کے درجہ کا کس حد تک اطلاق ہوتا ہے" "باوجودیکہ گورنمنٹ نے کوئی حتمی ہدایت نہیں فرمائی - لیکن عملی طور پر جاگیرات کلاں کی وراثت کے متعلق جب کبھی یکجدیان کی طرف سے دعوےٰ ہوا۔ تو تقریباً بلا استثناء ۱۸۰۸-۰۹ء کے درجہ کے حوالے سے تصفیہ کیا گیا ہے - رواج خاندان کا لحاظ صرف ان امور میں رکھا جاتا ہے - کہ آیا جاگیر قریب ترین وارثان کو بلا تقسیم یا بالتقسیم مساوی یا غیر مساوی حصص میں دی جائے - یا بیوگان کے گزارہ کا کیا بندوبست کیا جائے - اور اسی قسم کے دیگر نکات"

۱۲۱ - شروع شروع میں ہی یعنی ۱۸۵۹ء میں صاحب کمشنر بہادر ریاستہائے

بہت کم نظیریں موجود ہیں پنجاب پر ستلج اپنی ایک چٹھی میں جو خاص طور پر جاگیرات کلاں کے متعلق تھی۔ رقمطراز ہیں - کہ

"ہم نے ۱۸۰۹ء کا درجہ مقرر کر لیا ہے - اور فیصلہ کر دیا ہے - کہ تمام جاگیرات جو اس وقت علیحدہ علیحدہ قبضہ میں تھیں - علیحدہ علیحدہ جاگیرات ہیں - اور صلبی اولاد نرینہ ہی ان کی وارث ہو سکتی ہے - لیکن یہ امر مشکوک ہے - کہ آیا اس سوال پر کافی بحث ہو چکی ہے - کہ ۱۸۰۸-۰۹ء کا درجہ جاگیرات کلاں کی وراثت کے مسئلہ پر اثر پذیر ہے یا نہیں - بعلت عدم موجودگی اولاد صلبی بہت کم جاگیرات ضبط بحق سرکار ہوئی ہیں - وگرچہ یہ عام مشہور ہے - کہ بعض بعض موجودہ جاگیرداران نہ تو ابتدائی فاتح کے رشتہ دار ہیں - اور نہ اس سردار کے جو ۱۸۰۸-۰۹ء میں قابض تھا - جب کسی جاگیر کی وراثت بوجہ عدم موجودگی اولاد معرضِ خطر میں نظر آتی ہو - تو بناوٹی وارثان پیش کرنے میں بھی کوئی شرم نہیں کی جاتی"

۱۲۲ - پتی داری جاگیرات میں "۱۸۰۸-۰۹ء کے درجہ" کی صحیح تاریخ کے

اس سوال کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ ۱۸۰۸-۰۹ء میں قابض کون تھا - کس تاریخ کا خیال رکھنا چاہیئے متعلق کسی سوال کے پیدا ہونے کا احتمال نہیں - ۱۸۰۸-۰۹ء کے قابضان کی اشلہ جو پہلے قانونی بندوبست میں مرتب کی گئیں - ان کے ذریعہ سے یہ قطعی فیصلہ ہو سکیگا کہ کسی حصہ کی وراثت کے لئے کس سے سلسلہ نسب ملنا چاہیئے - لیکن بڑی جاگیرات

سنہ ۱۸۵۱ء کی تحقیقات سے مستثنٰے قرار دی گئی تھیں۔ اس لئے اگر سنہ ۱۸۰۸-۰۹ء کے درجہ کا جاگیرات کلاں کی وراثت میں لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ تو یہ فیصلہ کرنا بھی ضروری ہے۔ کہ سنہ ۱۸۰۸-۰۹ء جیسے غیر متعین عرصہ میں کونسی تاریخ سے قبضہ دار کا خیال کیا جائے۔ ایسی صورتوں میں بہترین تاریخ جو اختیار کرنی چاہیئے۔ مارچ سنہ ۱۸۰۸ء ہے۔ کیونکہ اس ماہ میں بعض بڑے سرداران اینجانب ستلج نے حکومت برطانیہ کی حمایت کی درخواست کی تھی۔

۱۲۳- "جاگیر کلاں" کی وراثت کے بارہ میں لارڈ ڈلہوزی نے ہدایت فرمائی

"جاگیر کلاں" کی وراثت خاندانی رواج کے تابع ہے

کہ خاندانی رواج کا خاص خیال رکھا جائے۔ قاعدہ وراثت پسر کلاں کا اتباع کیا جائیگا۔ جہاں کہ رواج ثابت شدہ ہو۔ مثلاً کنجپورہ کے پٹھان نوابوں اور رائے پور کے راجپوت جاگیرداروں کے خاندان ہیں۔ اغلب ہے۔ کہ جاٹ یا کھتری سکھ جاگیرداروں کا کوئی خاندان ایسا نہ ملیگا۔ جس میں قاعدہ وراثت پسر کلاں کا رواج ہو۔ لیکن بعض خاندانوں میں بلاشبہ یہ قاعدہ ہے۔ کہ کسی ایک بیٹے کو اس کے دوسرے بھائیوں کی نسبت قدرے زیادہ حصہ بطور سرداری دیا جاتا ہے۔ تاکہ اس سے یہ معلوم ہو سکے۔ کہ وہ خاندان کا سرگروہ ہے۔ جہاں کہ اس قسم کا رواج ثابت ہو جائے۔ تو اس پر عمل پیرا ہونا چاہیئے۔

ایک کنواری عورت کے ساتھ مذہبی طریقہ سے بیاہ کرنے اور ایک بیوہ کے ساتھ بلا رسوم کریوا بذریعہ چادر اندازی کرنے سے جو اولادیں پیدا ہوں، وہ دونو مساوی طور پر حقیقی ولد الحلال ہیں۔ اور اگر بیٹوں میں تقسیم کا رواج موجود ہو۔ تو وہ یکساں درجہ رکھتے ہیں۔ کھیڑی جاگیر واقع لدھیانہ میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔ کہ "جاگیرات کلاں" کی وراثت کے مسئلہ میں اولاد الحلال اولاد الحرام کو خارج کر دے گی[1] آیا حرامزادگی جیسا کہ ہم اس اصطلاح کو سمجھتے ہیں۔ حلال زادہ اولاد نہ ہونے کی صورت میں مانع وراثت ہے یا نہیں۔ یہ ایسا سوال ہے جس کا فیصلہ حتی الامکان خاندانی رواج کے مطابق ہونا چاہیئے۔ منکوحہ بیویوں کی اولاد نہ ہونے کی صورت میں خواصوں[2] کے بطن سے پیدا شدہ بیٹے خود مختار راجپوت سرداروں کے جانشین ہوتے ہیں۔ اور اگر اینجانب ستلج

[1] پنجاب گورنمنٹ کا نمبر ۷۶۶ مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۸۶۰ء

[2] پہاڑی علاقوں میں ایسے بیٹوں کو سارتوڑا کہا جاتا ہے۔ سنہ ۱۸۹۳ء میں وزیری روپی جاگیر کی وراثت کے مسئلہ میں ایک سارتوڑا فرزند جانشینی منظور کیا گیا۔ لیکن اس موقع پر جاگیر کی ابتدائی شرائط میں ترمیم کی گئی۔

کی کسی جاگیر کے متعلق بھی اس قسم کا دعوٰے پیش کیا جائے۔ تو اسے لغو تصور نہ کرنا چاہئے۔ کیونکہ پنجاب کے جاٹوں کے رواج دربارہ شادی اور حلال زادگی یورپین ممالک کے قوانین کی نسبت اس ابتدائی مشرقی سوسائٹی سے زیادہ ملتے جلتے ہیں۔ جس کا تذکرہ توریت کی کتاب ہائے پیدائش اور رحم میں درج ہے۔ سوہانا جاگیر کے متعلق جو ضلع انبالہ کے ایک خالص جاٹ سکھ خاندان کی ملکیت ہے۔ یہ حال ہی میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ سردار کا وہ لڑکا وراثت کا حقدار ہے۔ جو ایک معزز خاندان کی اس جاٹ بیوہ کے بطن سے پیدا ہوا۔ جو متوفی سردار کے گھر میں رہتی تھی۔ اور جسے سردار اپنے عقد میں لا سکتا تھا۔ مگر جس کے ساتھ کوئی چادر اندازی کی رسم پوری نہیں کی گئی تھی۔ دلیل جو پیش کی گئی۔ وہ یہی تھی۔ کہ سالوں پہلے خاندان میں ایسی ہی نظیر موجود ہے۔ کسی منکوحہ عورت کے ساتھ حرامکاری سے جو اولاد پیدا ہو۔ وہ بے شک خارج از بحث ہے۔

گذارہ بیوگان و دیگران

۱۲۴۔ متوفی قابضان کی بیوگان کا گزارہ زیادہ تر گذشتہ معمول کے مطابق تعین کرنا چاہئے۔ اور جس خاندان میں قاعدہ وراثت پسر کلاں کا بوجہ رواج یا رضامندی عمل ہو۔ وہاں خاندان کے افراد ذکور کا گذارہ مقرر کرنے میں بھی اسی اصول کو مدِ نظر رکھنا چاہئے۔

مانجھا کے جاٹ سکھوں اور مقامی باثر سرداروں یا خاندانوں کی مشترکہ جاگیرات

۱۲۵۔ جب سکھ دریائے ستلج اور جمنا کے درمیانی علاقہ پر پھیل گئے۔ تو بعض ایسے سرداروں اور خاندانوں سے ان کو واسطہ پڑا۔ جو زیادہ طاقتور تھے۔ اور جن کو بیدخل کرنا مشکل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جاگیرات اینجانب ستلج میں بعض بڑے محالات راجپوتوں مثلاً رائے پور کے راؤں یا پٹھانوں مثلاً نواب کنج پورہ کے قبضہ میں بھی ہیں۔ بعض باثر خاندانوں کو مفتوحہ مواضعات کی مالگذاری کا کچھ حصہ دے کر خوش کر لیا گیا۔ مثلاً کھرڑ کے چوہدریاں جن کا ۴۲ مواضعات میں مالگذاری کا ساتواں حصہ ہے باذیانت بعلت لاوارثی اور کیوٹیشن (زر مبادلہ) کی اغراض کے لئے

---

[1] پہاڑی علاقوں میں ایسے بیٹوں کو سارتورا کہا جاتا ہے۔ ۱۸۹۳ء میں وزیری روپی جاگیر واقعہ کلو کی وراثت کے سلسلہ میں ایک سارتورا فرزند کی جانشینی منظور کی گئی۔ لیکن اس موقعہ پر جاگیر کی پہلی شرائط کو ترمیم کیا گیا۔

ان کو بھی وہی درجہ حاصل ہے - جو دیگر جاگیرداران اینجانب ستلج کو - فرق صرف اتنا ہے - کہ وراثت ۱۸۵۳ء کے قابض کی صلبی اولاد نرینہ تک محدود ہے یعنی جس سال کہ احکام صادر کئے گئے - علیٰ ہذا القیاس تحصیل جگادھری ضلع انبالہ میں ایک راجپوت خاندان کا حصہ لیڈا جاگیر میں ہے - اور خضرآباد کے افغاناں گیارہ دیہات ملکیت سرکار اور بعض دیہات ملکیت ریاست کالسیہ کی مالگذاری میں سکھ جاٹوں کے ساتھ حصہ دار ہیں - وہ ہمیشہ سے عام جاگیرداروں کی طرح تصوّر ہوتے ہیں -

تحصیل تھانیسر ضلع کرنال کی چہارمی حقیتیں

۱۲۶ - مذکور الصدر مخلوط جاگیرات اور تحصیل تھانیسر ضلع کرنال کی چہارمی حقیتوں میں جن کا ذکر کرنال انبالہ کی رپورٹ بندوبست کے فقرہ نمبر ۹۹ میں کیا گیا ہے - بہت زیادہ مشابہت ہے - لیکن ان کے ساتھ جداگانہ سلوک کیا گیا ہے - چہارمی خواہان زیادہ تر کمل مالکان ہیں - یا جن اراضیات میں ان کا حصّہ ہے (جو عموماً نصف لیکن بعض اوقات $\frac{1}{4}$ یا $\frac{1}{8}$ حصہ مالگذاری کے برابر ہوتا ہے[1]) ان میں انہیں اعلیٰ حقوق ملکیت بھی حاصل ہیں - حصص عموماً بہت قلیل المقدار ہیں - اور اراضیات تابع حقوق چہارمی اکثر اوقات بیع یا رہن کردی گئی ہیں - اور چہارمی بھی منتقل الیہ کو پہنچتی رہی ہے پہلے قانونی بندوبست میں ان حقیتوں کے متعلق کوئی آخری فیصلہ نہ کیا گیا تھا - اور جن شرائط پر ان خصوصی معافیات کا انحصار ہے - ان کا تصفیہ بھی ۱۸۸۹ء میں ہی کیا گیا - ان احکام میں یہ ماننا پڑا - کہ چہارمی اور ذیلداری جاگیرات میں کوئی مشابہت نہیں - لیکن سر جیمز لائل بالقابہ کے خیال کے مطابق پہلے قانونی بندوبست میں صاحب مہتمم بندوبست کا منشا یہی تھا - کہ دونوں کو یکساں تصوّر کیا جائے - بنا برین صاحب موصوف نے مفصلہ ذیل فیصلہ فرمایا :-

"اس خیال کی بنا پر ہر موضع کی چہارمی حقیتیں بمثل ذیلداری جاگیرات تصوّر کی جائینگی - جو موضع کے پہلے سکھ جاگیردار فاتحان نے عطا کی ہوں - اور جب تک ہر موضع میں اس سکھ جاگیر کا کوئی حصہ ضبطی

---

[1] چہارمی کے لغوی معنی پیداوار اراضی کا چوتھا حصہ ہے - یعنی حاکمی حصّہ کا نصف جبکہ یہ فرض کرلیا گیا ہو - کہ ایک حاکم زمین کی پیداوار کے نصف کا حقدار ہے -

سے بچا ہُوا ہو - تب تک یہ حقیتیں بھی ضبط شدہ کی جائیں گی - لیکن جب کسی موضع میں وہ سکھ جاگیر کلیتہً ضبط ہو جائے - تو جملہ چہارمی عطیات بھی فوراً ضبط کرلئے جائیں گے - ایسی ضبطی عمل میں نہ آنے تک قاعدہ نمبر ۲۱ (پنجم) منجملہ تتمہ قواعد در بارہ جاگیرداران کے احکام کو مدنظر رکھتے ہوئے کسی چہارمی عطیہ کے حصہ کو بوجہ انتقال ضبط کرلینا صحیح نہیں ؛ چہارمی معاملات میں سکھ جاگیرداروں کے حصص کے کلیتہً ضبط بعلت لاوارثی ہونے کا بہت ہی کم امکان ہے - لیکن یہ یاد رہے - کہ کسی بڑی جاگیر کی بازیافت بعلت لاوارثی پر ذیلداری حقیتیں جو اس بڑی جاگیر کے تابع ہوں - سرکار کو نہیں پہنچتیں -

۱۲۷ - علاقہ اپجاب ستلج کے خالصہ مواضعات میں عام معافیات انہیں قواعد کے تابع ہیں - جو باقی پنجاب میں نافذ ہیں -

خالصہ دیہات اپجاب ستلج میں معافیات

محالاتِ جاگیر و محالاتِ مشترکہ میں معافیات کا ذکر آئندہ کیا جائیگا -

تفویضنگی ہائے علاقہ دہلی

۱۲۸ - مسٹر بارکلے کی ہدایات برائے مہتممان بندوبست مطبوعہ ۱۸۷۵ء میں تحریر ہے[۱] کہ " صوبہ کے ان حصص میں جو پہلے شمال مغربی صوبجات کی گورنمنٹ کے ماتحت تھے - جو تحقیقاتیں صوبہ پنجاب سے ملحق ہونے سے پہلے عمل میں آئیں وہ ۱۸۰۵ء کے ریگولیشن د آئین، نمبر ۳۱ اور ۳۶ کے ماتحت تھیں - ان ریگولیشنز کے ماتحت جو حقیتیں علی الدوام واگذار کی گئیں - وہ عام قاعدۂ وراثت کے مطابق پہنچتی ہیں - اور قابل انتقال ہیں - اس لئے اگر کسی عطیہ کی شرائط میں وراثت یا استحقاق انتقال پر کوئی قیود عائد کی گئی ہوں - تو ان کا کوئی اثر نہیں - اور کہ پنجاب کے قواعد کا پورا اطلاق صرف ان عطیات پر ہوتا ہے - جو ۱۸۵۷ء کے بعد عطا کئے گئے "

تفویضنگی ہائے علاقہ دہلی کے متعلق مسٹر بارکلے کی رائے

یہ اظہار مقدمہ قدرے تشریح و تصیح طلب ہے -

---

[۱] بارکلے صاحب کی ہدایات کے ضمیمہ سوئم کا فقرہ نمبر ۴ -

۱۲۹ - آئین نمبر۳۱ بابت ۱۸۰۳ء میں ظاہر کیا گیا ہے کہ "مفوضہ صوبجات میں "شاہی" یا "بادشاہی" عطیات کے علاوہ کون کون سے عطیات جائز تصور کئے جائیں۔ نیز اسی آئین میں ان کی رجسٹری اور عدالت ہائے مجاز میں ان کے تصفیہ کا ضابطہ بھی درج ہے۔

آئین نمبر۳۱ و ۳۶ مصدرہ ۱۸۰۳ء

آئین نمبر۳۶ بابت ۱۸۰۳ء میں "شاہی عطیات" یعنی "عطیات جو موجودالوقت سرکار اعلیٰ نے عطا کئے ہوں" کے متعلق اسی قسم کا ضابطہ مرتب کیا گیا۔ شاہی عطیات کی پوری تعریف میں وہ جملہ تفویضنگی ہائے بھی شامل ہیں۔ جو مختلف حاکمان نے جو شہنشاہِ دہلی کے برائے نام ماتحت تھے۔ عطا کی ہوں۔ لیکن اغلب یہ ہے کہ علاقہ دہلی میں تمام "شاہی عطیات" کا منبع براہ راست شہنشاہ یا دولت راؤ سندھیا یا اس کا کوئی پیشرو حاکم بہ حیثیت اعلیٰ حاکم پائیگاہ[1] ہے۔

۱۳۰ - تفویضنگی معاملہ زمین کی ماہیت کے متعلق جو قیاس ان ہر دو آئین میں مندرج ہے۔ وہ اس نظریہ کے بالکل متضاد ہے جو ایسے عطیات کے متعلق پنجاب میں مقرر ہے

ان ریگولیشنز کے مطابق تفویضنگی ہائے شخصی ملکیت تصور ہوتی ہیں۔ اور بنا بریں قابل انتقال ہیں

ان ریگولیشنز کے ماتحت تفویضنگی ہائے بمنزلہ شخصی جائداد ہیں۔ جو دست بدست منتقل ہو سکتی ہے۔ معافیات دو قسم کی تھیں "موروثی" یعنی دوامی عطیات یا "حین حیاتی" عطیات "موروثی" عطیات بذریعہ ہبہ۔ بیع وغیرہ منتقل ہو سکتے تھے لیکن "حین حیاتی" عطیات میں صرف ایک ہی قسم کے انتقال کی اجازت تھی۔ یعنی مالیۂ زمین کا رہن تاحیات عطیہ دار[2]۔ ان ریگولیشنز کے ماتحت لاخراج اراضی حاصل کرنے کے دعویٰ کی منظوری کے لئے جو وجوہات کافی تصور کی جاتی تھیں۔ ان کا تذکرہ غیر ضروری ہے۔ صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے۔ کہ اس بارہ میں تفویضنگیات زمین کو جو رقبہ میں دس[3] بیگھہ سے زائد نہ ہوں اور جو مندروں یا دیگر مذہبی یا خیراتی مقاصد کے لئے جائز طور پر وقف کی جائیں۔ خاص برتری حاصل تھی۔ علاقہ دہلی کی تفویضنگی ہائے کی بحث میں جو بعض غیر معروف اصطلاحات مثلاً التمغہ۔ ایما۔ مدد معاش۔ تیول وغیرہ آتی ہیں[4]۔ ان کی تشریح انگریزی کتاب کے فرہنگ میں دی گئی ہے۔

[1] آئین نمبر۳۶ بابت ۱۸۰۳ء کی دفعہ نمبر۲۔ آئین نمبر۸ بابت ۱۸۰۵ء کی دفعہ نمبر۲۴۔

[2] آئین نمبر۳۱ اور ۳۶ بابت ۱۸۰۳ء کی دفعات نمبر۲ (۶) اور ۱۵۔

[3] بیگھہ سے مراد شاہجہانی بیگھہ ہے جو $\frac{۱}{۸}$ ایکڑ کے مساوی ہے۔

[4] علاقہ دہلی میں معافی کو عموماً "ملک" اور مفوض الیہ کو "ملکی" کہا جاتا ہے۔

آئینی قوانین کا علاقہ دہلی پر پوری طرح سے اطلاق نہیں ہوتا

۱۳۱۔ "مفوضہ صوبجات" میں جو ۱۸۰۱ء میں حکومت انگلشیہ کے ماتحت آئے۔ علاقہ دہلی شامل نہ تھا۔ اور مذکورہ بالا آئین صرف "مفوضہ صوبجات" پر حاوی تھے۔ علاقہ دہلی "مفوضہ صوبجات" کا جزو تھا جو ۱۸۰۳ء میں لاسواری کی لڑائی کے بعد ملحق کیے گئے۔ آئین نمبر ۹ بابت ۱۸۰۵ء کی رو سے مذکورہ بالا ہر دو و دیگر آئین "مفتوحہ صوبجات" میں نافذ ہوئے۔ لیکن علاقہ دہلی خاص طور پر مستثنیٰ قرار دیا گیا۔ لیکن آئین نمبر ۵ بابت ۱۸۳۲ء کی رو سے جب ریذیڈنٹ کا دفتر واقعہ دہلی توڑ کر علاقہ دہلی صدر بورڈ اور محکمۂ عدالت واقع الہ آباد کے علاقہ اختیارات سے ملحق کیا گیا۔ تو اس آئین میں صاحب کمشنر بہادر دہلی اور دیگر ماتحت افسران کو خاص طور پر حکم دیا گیا تھا۔ کہ وہ عام طور پر دیوانی۔ فوجداری اور مالی نظم و نسق میں" ان آئینوں کے اصولوں اور منشا کا اتباع کریں"۔ ۱۸۳۸ء اور ۱۸۴۱ء میں صدر بورڈ نے معاف حقیتوں کی تحقیقات کے بارہ میں احکام صادر فرمائے۔ جو اس آئینی قوانین کے پوری طرح سے مطابق نہ تھے[1]۔

احکام جو ۱۸۸۰ء میں صادر ہوئے

۱۳۲۔ تحصیل پانی پت اور پرگنہ کرنال واقع ضلع کرنال کی معافیات کے سلسلہ میں اُن تفویضنگی ہائے علاقہ دہلی کے سوال پر جو اس علاقہ کے پنجاب سے ملحق ہونے سے پیشتر عطا کی گئیں بہت غور و خوض ہوئی۔ اس موضوع پر مسٹر اِبٹسن صاحب نے ۱۸۸۰ء میں ایک رپورٹ[2] تحریر کی۔ جس پر یہ قرار دیا گیا:-

(الف) کہ آئین کبھی علاقہ دہلی میں نافذ نہیں ہوئے۔ لہٰذا اگر اس وقت کے حکام مال نے کوئی احکام ان آئینی قوانین کے مطابق صادر کئے۔ تو وہ جائز تصور ہونگے۔ علاوہ ازیں گورنمنٹ کو یہ بھی اختیار حاصل تھا۔ کہ وہ ایسے احکام کو بھی برقرار رکھے۔ جو خاص حالتوں میں ان آئینی قوانین کے خلاف بھی صادر ہوئے ہوں۔

(ب) کہ موروثی عطیات بشمول ہر قسم عطیات بروئے قانون آئین قابلِ انتقال ہیں۔ لیکن پہلے اصلی عطیہ دار کے وارثان ختم ہو جانے کی صورت میں یہ عطیات ضبط بحق سرکار ہو جائینگے خواہ وہ کسی دیگر شخص کو منتقل ہو چکے ہوں۔

(ج) کہ بعض تفویضنگی ہائے ہیں جو یہ شرط ہے۔ کہ "تا احکام آئندہ واگزار رہے" اس کا منشا ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ پنجاب کے عطیات میں "تا مرضی سرکار" کا۔ ان الفاظ کا مفہوم یہ نہیں کہ عطیہ دوامی ہے۔ لیکن اس عطیہ کا دوامی ہو جانا خارج از ممکنات

---

[1] صدر بورڈ محکمہ مال کی چٹھی نمبر ۹ مورخہ ۲۸۔ اگست ۱۸۳۸ء بنام صاحب کمشنر بہادر دہلی۔ صدر بورڈ کی گشتی چٹھی نمبر ۶ مورخہ ۳۰۔ نومبر ۱۸۴۱ء (پنجاب گورنمنٹ کی کارروائی مال نمبر ۲ بابت نومبر ۱۸۸۰ء میں دوبارہ چھاپی گئی)

[2] یہ رپورٹ اور متعلقہ خط و کتابت پنجاب گورنمنٹ کی کارروائی مال نمبر ۲ بابت نومبر ۱۸۸۰ء میں ملیگی۔ اگر کسی شخص کو تفویضنگی ہائے علاقہ دہلی کے متعلق مزید اطلاع کی ضرورت ہو۔ تو وہ مذکور الصدر کارروائی کا مطالعہ کرے؛

بھی نہیں - اور بعینہٖ یہی حالت ان معافیات کی ہے جو "تا مرضی سرکار" واگزار ہیں یعنی یہ یقینی فیصلہ ہے - کہ دوامی استحقاق ثابت نہیں ہو سکا -

(د) کہ منشاء یہ تھا - کہ کسی مستمم بندوبست کے احکام جن کی رو سے دس بیگھہ سے کم رقبہ کی معافیات بطور اوقاف مندروں یا دیگر مذہبی یا خیراتی مقاصد کیلئے واگزار ہوں قطعی تصور ہونگے - اور کہ ایسی معافیات واگذار علی الدوام ہونی چاہئیں -

(ہ) کہ صوبجات شمال مغربی کے ریونیو بورڈ کو دوامی عطیات واگزار کرنے کا اختیار نہ تھا - لہذا اگر کوئی ایسی واگذاری صرف بورڈ کے حکم سے ہوئی ہے - تو اس پر پنجاب گورنمنٹ کی تصدیق ضروری ہے - اگر اس قسم کی تفویضگی ہائے کے بارہ میں ۱۸۵۸ء سے پہلے آخری حکم منظوری صادر نہ ہو چکا ہو تو وہ منتقل نہیں ہو سکتیں +

۱۳۳ - ۱۸۵۸ء سے پیشتر جو تفویضگی ہائے علاقہ دہلی میں عطا ہوئیں - وہ شخصی جائداد تصور ہوتی ہیں - اس لئے ان کے متعلق قاعدہ وراثت وہی ہے جو عطیہ دار کے خاندان میں ارضی جائداد کے لئے ہے - لیکن اگر کسی عطیہ میں کوئی ایسی واضح شرط ہو - جو قاعدہ مذکور کے متضاد ہو - تو ایسی خاص شرط کو فوقیت حاصل ہے +

وراثت دوامی عطیات

۱۳۴ - لاخراج حقیات موسومہ بہ "استمرار" علاقہ دہلی تک ہی محدود نہیں - لیکن چونکہ منڈل جیسا گرانقدر عطیہ جس کے سلسلہ میں اس حقیت کی ماہیات پر بحث ہوئی ضلع کرنال میں واقع ہے - اس لئے اس اصطلاح کی تشریح یہاں درست رہیگی - کسی خطہ زمین کی مالگذاری پانے کے حق اور سرکار کو سال بہ سال بالمقطع رقم ادا کرنے کے فرض کی تفویضگی کو استمرار کہا جاتا ہے - جو تا حین حیات یا علی الدوام ہو سکتا ہے - اس بالمقطع رقم کو بعض اوقات لگان مقرری بھی کہا جاتا ہے - لیکن اصل میں یہ مقررہ رقم کا نذرانہ ہے استمراردار مفوضہ خطہ کا واحد مالک یا مالک اعلیٰ یا تعلقہ دار بھی ہو سکتا ہے - لیکن خواہ ان مقبوضہ حقوق کا مبدا کچھ بھی ہو - ہمارے طریق مالگذاری کے لحاظ سے ایسے حقوق اور استمرار بالکل جداگانہ حیثیت رکھتے ہیں - استمراری عطیات کے محالات کی دوبارہ تشخیص جدید سے سرکار کو سوائے جبوبکے جو مالیۂ زمین کے علاوہ عائد کی جائیں - کوئی نفع نقصان نہیں ہوتا - اور مالیۂ زمین کی معافیات کا بار بھی استمراردار پر پڑتا ہے -

استمراری عطیات

۱۳۵ - ۱۸۱۸ء یا ۱۸۱۹ء میں معرکہ پنڈاری کے اختتام پر بے قاعدہ رسالہ کی پلٹنوں کے افسروں اور سواروں کو جواب دینے پر سرکار نے انہیں ضلع

حصار کے شکھلبری عطیات

لے تیری کے کھٹک نواب کو ضلع کوہاٹ میں ایک وسیع خطہ بطور استمرار ملا ہوا ہے -

حصار میں اراضیات عطا فرمائیں۔ جن کا معاملہ زمین تین پشتوں تک معاف تھا۔ اس قسم کے عطیات شکھلبری کہلاتے ہیں۔ معافیات معاملہ زمین کی حیثیت سے یہ عطیات اب تقریباً مفقود ہو چکے ہیں۔ اور اب محض بنجر اراضیات کی نو آبادی کا ابتدائی تجربہ[۱] ہونے کی وجہ سے قابلِ ذکر ہیں۔

بلوچ تمنداروں کے انعامات

۱۲۶۔ ضلع ڈیرہ غازیخان کے بلوچ تمنداروں کے انعامات یا جاگیرات کی تاریخ بعض ایسی نرالی خصوصیات رکھتی ہے جو قابلِ ذکر ہیں۔ کیونکہ ان میں اس اصول کا کہ جاگیرات کے عوض میں خدمات فرض ہو جاتی ہیں پُرزور طریقہ سے دعویٰ کیا گیا ہے اور اس کو نافذ بھی کیا گیا ہے مسٹر ڈائیک کی رپورٹ بندوبست کے فقرہ نمبر ۹۸ میں ان کا بیان نہایت عمدگی سے کیا گیا ہے۔ اور مرقوم الذیل اقتباس اسی میں سے ہے۔

"مفوضہ معاملۂ زمین کا بیشتر حصہ بلوچ قوموں کے سرداروں کو تفویض ہے۔ جس کے عوض میں وہ نہایت اہم انتظامیہ اور فوجداری فرائض سر انجام دیتے ہیں۔ سابقہ بندوبست سے پیشتر معاملہ زمین کا زیادہ حصہ تفویض نہ تھا۔ تاریخ الحاق سے لیکر سابقہ بندوبست تک بلوچ سرداران بمنزلہ مستاجران تھے یعنی وہ اپنی اپنی اقوام سے پیداوار کا حصہ چوتھے سے لیکر ۱/۱۲ تک ہوتا تھا۔ اور جو دیسی حکومتوں کے ماتحت سرکار لیتی تھی۔ بصورت جنس وصول کرتے تھے۔ اور اپنی اپنی اقوام کے دیہات پر مشخصہ مالگذاری زرِ نقد کی صورت میں داخل خزانہ کرتے تھے۔ ضلع کے پہلے قانونی بندوبست میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ انتظام مذکور مشخصہ جمع کی نرمی۔ توسیع کاشت اور نرخوں کے چڑھنے کی وجوہات سے سرداروں کو جو منافعات حاصل ہوتے تھے۔ اُن کی بجائے تفویضنگی ہائے معاملۂ زمین قائم کر دی جائیں ہر سردار کی گذشتہ آمدن جو اس ذریعہ سے ہوتی تھی توقعات اور اس کی ذمہ واریوں کا لحاظ رکھتے ہوئے تفویضنگی ہائے زرِ نقد کی صورت میں مقرر کی گئیں۔ باوجودیکہ تفویضنگی ہائے کی قیمت زرِ نقد کی صورت میں مقرر کر دی گئی۔ لیکن جنسی تحصیلات کے اختیارات واپس لینے کی بجائے بعض چیدہ دیہات تک محدود کیے گئے۔ یعنی ان دیہات میں جن کی مجموعی مالگذاری سردار کے منظور شدہ انعام کے مساوی ہوتی مفوضہ مالیہ کو بصورتِ جنس وصول کرنے کے اختیار کو سرحدی آئین نمبر ۸ بابت ۱۸۷۲ء کی رو سے قانوناً جائز قرار دیا گیا۔ جنسی تحصیل کا طریق دو اقوام یعنی قصرانی اور کھوسہ میں متروک ہو چکا تھا۔ قصرانی قوم میں یہ رواج دوبارہ زندہ نہ کیا گیا۔ مگر کھوسہ میں چہارم حصہ مالگذاری تک دوبارہ مروّج کیا گیا۔ حصہ پیداوار

[۱] مزید کیفیات کی غرض سے مسٹر ولسن کی رپورٹ بندوبست سرسہ کے صفحات ۲۵۹-۲۶۱ اور حصار گزیٹیر کے صفحات ۱۶۰-۱۶۱- ملاحظہ کرو۔

جو سردار وصول کرنیکا مجاز تھا۔ اُس حصہ سے زیادہ مقرر ہو گیا جاتا تھا۔ جو مطالبہ سرکار کے انصافاً برابر تصور ہو۔

× ×

تمام عطیات حسن کارکردگی اور وفادارانہ خدمات پر مشروط تھے۔ جو تمنداروں کو مشہور موقعوں پر حاکم ضلع کی طلبی پر سرانجام دینی پڑتی تھیں۔ اس شرط کے سلسلہ میں یہ عہد ہوتا تھا۔ کہ ہر سردار ایک مقررہ رقم تک سواران مہیا کرے۔ سوار کی تنخواہ ۸ آنے یومیہ مقرر تھی۔ اور اگر مقررہ رقم سے زیادہ سواران کی ضرورت پڑے۔ تو اس زائد نفری کا خرچ سرکار اُٹھائیگی۔ تفویضگی ہائے تا میعاد بندوبست عطا کئے گئے تھے۔ اور بعد انقضائے میعاد ان پر دوبارہ غور ہو سکتا تھا۔ یہ عطیات سرداروں اور ان کے ذریعہ ان کی اقوام کی فلاح و بہبودی کا باعث ہوئے۔ ان اقوام کا انتظام نہایت عمدگی سے ہو رہا ہے۔ لہٰذا اس بندوبست میں سرداروں کے انعامات بند کرنے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوا جنسی تحصیلات کے طریق پر نہایت احتیاط سے غور و خوض کیا گیا۔ اور اس شرط کا خاص خیال رکھا گیا۔ جو قانونی بندوبست میں عائد کی گئی تھی۔ یعنی کہ یہ اختیارات تا مرضی سرکار استعمال ہو سکتے ہیں۔ اور اگر مصلحتِ وقت مقتضی ہو تو واپس بھی لئے جا سکتے ہیں۔ اس دوبارہ غور و خوض کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ سوائے کھوسہ قوم کے دیگر تمام اقوام میں سابقہ طریق جاری رہے[۱] ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

× × × × × × × × × × ×

سابقہ طریق جاری رکھنے کے فیصلہ کی وجہ سے دیگر سرداروں کے انعامات کی مالیت پر دوبارہ غور کرنے کی ضرورت پڑی۔ کیونکہ دیہات میں جو سابقہ بندوبست میں ترقی پذیر ہو چکے ہیں حصہ پیداوار جو تمندار وصول کرتے ہیں ان نقد تشخیص ہائے کے مساوی ہے جواب بڑھائی گئی ہیں۔ لیکن برخلاف اس کے وہ رقم جو تمنداران وصول کرتے ہیں وہی رہی ہے جو پہلے تھی۔ اور اگر ان کے انعامات کی مالیت نقد معاملہ سرکار میں بیان کی جائے۔ تو وہ زیادہ ہو جاتی ہے"۔

نئے بندوبست کی میعاد کے لئے ان انعامات کی منظوری دیتے ہوئے حکومتِ اعلےٰ نے[۲] تحریر کیا:۔

"نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے ان سرداروں کے اقتدار و منزلت کو برقرار رکھنے کے

---

[۱] پنجاب گورنمنٹ کی چٹھی نمبر ۸۰۔ مورخہ ۵۔ مارچ ۱۸۹۷ء

[۲] حکومت ہند محکمۂ خارجہ کی چٹھی نمبر ۲۸۴۷۔ ایف مورخہ ۳۱۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء

متعلق جن خیالات کا اظہار فرمایا ہے حکومت ہند ان کی دل سے تائید کرتی ہے × × × × × بمثل سابق انعامات وفاداری اور خدمت سرکار کی سابقہ شرائط پر مشروط ہیں × × × × حکومت ہند کو اس فیصلہ سے بھی کلی اتفاق ہے ...... جو کھوسہ انعام کے علاوہ دیگر تمام انعامات ہیں بمثل سابق جنسی تحصیل کی اجازت دینے کے متعلق ہے - سرحد کے اس حصہ میں حسن انتظام کے لئے یہ بہت ضروری ہے - کہ حتی الامکان تمنداروں اور ان کے ہمقوم افراد کے باہمی رشتہ میں کسی قسم کی کمزوری نہ ہونے پائے -

ضلع ڈیرہ غازیخاں میں جنسی بٹائی جاگیر کا طریقہ اڑا دیا گیا +

۱۳۶ - الف - ضلع ڈیرہ غازیخاں کی تشخیص ۱۹۱۶ء میں شروع ہوکر ۱۹۲۰ء میں ختم ہوئی - ان انعامات کے جاری رکھنے کے لئے نئی منظوری کی ضرورت پڑی - کیونکہ وہ تا میعاد بندوبست منظور کئے گئے تھے +

کارروائیہائے بندوبست کے دوران میں بٹائی جاگیرات کے طریقہ کے خلاف زبردست احتجاج ہوا - جو بندوبست کے خاتمہ پر بھی کم نہ ہوا - اس طریقہ کے فوائد و نقصانات پر کامل غور کے بعد گورنمنٹ نے لیجسلیٹو کونسل (مجلس واضع قوانین) میں ۱۹۲۵ء میں اس طریقہ کو آئندہ پانچسال کے اندر اڑا دینے کا وعدہ کیا - اس وعدہ کے ایفاء کی غرض سے گورنمنٹ نے ۱۹۲۸ء کے شروع ف۱ میں پرانے بٹائی انعامات کی بجائے نقد انعامات دینے کی تجاویز حکومت ہند کی خدمت میں ارسال کیں - حکومت ہند نے اس تجویز کو بالعموم منظور کر لیا - لیکن اس تبدیلی کی وجہ سے جو زائد خرچ پڑا - اس کا حصہ رسدی ادا کرنے سے انکار کیا -

لہذا جنسی بٹائی کا دستور خریف ۱۹۲۸ء سے اڑا دیا گیا ف۳ - اور پرانے بٹائی انعامات اب میعاد بندوبست کے لئے نقد انعامات کی صورت میں منتقل کر دئے گئے ہیں -

۱۸۹۹ء کی شرائط کے مطابق سرکار پابند نہ تھی - کہ بٹائی انعامات کے مبدل بہ نقد انعامات ہونے پر کوئی ایزادی کرے تاہم اس ممتاز فیاضی کا لحاظ رکھتے ہوئے جس کا تمنداروں سے زمانہ ماضی سے برتاؤ ہوتا چلا آیا ہے - یہ گوارا نہ ہوا - کہ جنسی بٹائی ترک ہونے سے ان کے مواجب میں کسی قسم کا نقصان ہو - بنا بریں گورنر بہادر باجلاس کونسل نے بطور مراحم خسروانہ بٹائی انعامات کے برابر نقد انعامات دینے کے علاوہ تمنداروں کو مزید انعامات

ف۱ - حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۵۲۷ - آر - مورخہ ۸ - جنوری ۱۹۲۸ء
ف۲ - " ہند " " " ۱۱۷ - الف - ۲۸ مورخہ ۱۰ - ستمبر ۱۹۲۸ء
ف۳ - " پنجاب " " " ۵۸۴۴ - اے - مورخہ ۴ - دسمبر ۱۹۲۸ء

بھی تا میعادِ بندوبست یا تا حینِ حیات (جونسی مدت کم ہو) مرحمت فرمائیے۔
یہ متبادلہ اور مزید انعامات دونو ایسے عطیات ہیں۔ جو میدانی اور تمن ہائے کے پہاڑی علاقوں میں خدمات کردہ اور کردنی کے لئے عطا کئے گئے ہیں۔ جو وفاداری اور سرگرم عملی امدادِ سرکار و نیز سرداران کی اس مہمان نوازی پر مشروط ہیں۔ جن کی قدیم الایام سے روایات چلی آرہی ہیں۔ گورنمنٹ کو ہر وقت ان انعامات کی ضبطی یا تخفیف کا حق حاصل ہے۔ اگر اس کی اقتضائے رائے میں شرائط کما حقہٗ پوری نہیں ہو رہیں[1]

ڈیرہ غازیخاں کی ’’کسور‘‘

۱۳۷۔ ضلع ڈیرہ غازیخاں کی ’’کسور‘‘ تفویضنگی ہائے بلحاظِ ابتداء ’’چھارمی‘‘ کے مانند ہیں۔ جن کا ذکر فقرہ نمبر ۸۲ میں کیا گیا ہے۔ بڑی ’’کسور‘‘ علاقہ مزاری قوم میں ہیں۔ جس علاقہ کی نصف سے زیادہ مالگذاری اس طرح تفویض ہے۔
’’وہ (کسور) بلوچوں کی مزاری قوم کے سردار کے خاندان اور اسی قوم کے قبیلہ بالاچینی یعنی جس قبیلہ میں سے سردار ہے کے دیگر ممتاز گھرانوں کے قبضہ میں ہیں یہ بالاچینی افراد علاقہ مزاری کے جملہ دیہات میں تفویضنگی ہائے رکھتے ہیں حالانکہ وہ ان تمام میں مالکانِ زمین نہیں ہیں۔ تفویضنگی ہائے زیادہ تر سرکار کے حصہ پیداوار کے نصف کے برابر ہیں۔ مگر بعض کم کسر کے بھی ہیں۔ اور ان کو مقامی طور پر ’’کسور‘‘ (کسر کی عربی جمع) بھی اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ حصہ کی کسر ہوتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ ان حکمرانوں کے عطیات ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً اس حصہ ملک پر حاکم ہوئے۔ مثلاً سیت پور کے ناہران۔ ان کے جانشین مخدومان اور امیرانِ سندھ۔ اور ان عطیات سے اس قوم کی طاقت و سرکشی اور حکمرانوں کے انضباط کی کمزوری کا بھی پتہ چلتا ہے۔‘‘
بٹائی جاگیرات کا دستور اُٹھ جانے کے باعث کسور کے سوال پر جو جنسی تحصیلات سے پیوست تھا دوبارہ غور کیا گیا۔ فیصلہ یہ ہوا[2]۔ کہ قسم (الف) کی کسور (یعنی نصف معاملہ زمین کی معافیات) جو مزاری۔ کرمانی۔ مستکانی اور گلشیرانی خاندانوں کے قبضہ میں ہیں۔ وہ بمثل سابق وفاداری اور نیک چلنی کی شرائط پر ان کی اپنی جدی مملوکہ اراضیات پر جاری رکھی جائیں۔ کسور منتقل نہیں ہو سکتیں۔ اور گورنمنٹ کے احکام سے قابلِ ضبطی ہیں۔ مزاری تمن کی دیگر کسور کی بجائے تینتالیس[3] نقد

---

[1] حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۶۲ مورخہ ۷-۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۰ء
[2] حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۳۰۱۸-آر- مورخہ ۱۱- نومبر سنہ ۱۹۳۰ء

انعامات چالیس چالیس روپیہ سالانہ کے مقرر کئے گئے ہیں۔ جو خزانۂ شاہی میں سے ملتے ہیں۔ اس انعامدار کو صاحب ڈپٹی کمشنر تمندار کے مشورہ سے مقرر کرتے ہیں۔ اور میعاد انعام عموماً پانچ سال ہوتی ہے۔

عطیات فوجی خدمات

۱۲۸۔ نمایاں جنگی خدمات کا ہندوستانی افسران کو صلہ دینے کا ایک عام طریق یہ رہا ہے۔ کہ ان کو بنجر اراضیات چند سالوں کے لئے بلا اخذ معاملۂ زمین اس وعدہ پر عطا کر دی جاتی ہیں۔ کہ جب اراضیات زیر کاشت ہو جائینگی۔ تو ان کو حقوقِ ملکیت بھی دیدئے جائینگے۔ پنجاب میں اس قسم کے بہت سے عطیات دئے گئے ہیں۔ مفید مطلب رقبہ کم ہو جانے کے باعث سنہ ۱۸۸۸ء میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ ایسے عطیات کی سالانہ تعداد مقرر[1] کر دی جائے۔ اور ان کے متعلق مفصلہ ذیل شرائط عائد کی گئیں[2]:۔

(الف) زمین کا قبضہ مشخصہ مالگذاری کی ادائیگی پر مشروط ہے۔ یا (اگر جمع تشخص نہیں ہوئی) اتنی مالگذاری کی ادائیگی پر جو ملحقہ اراضیات پر تشخیص ہوئی ہے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اگر بنجر اراضی صفائی طلب ہو۔ تو عطیہ دار کو دو فصلوں کا معاملہ اسی طرح معاف ہوگا۔ جس طرح کہ اراضیاتِ سرکار کے نیلاموں میں خریداروں کو ہوتا ہے۔

(ب) نہری شرح اور حبوب عطیہ دار ابتدائے پٹہ سے ہی ادا کرنے لگیگا۔ وہ اس علاقہ میں مروّجہ شرح کے مطابق مالکانہ بھی ادا کریگا۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اگر عطیہ ایک مربّعہ یا مستطیل سے زائد نہ ہو تو کوئی مالکانہ نہ لیا جائیگا

(ج) عطیہ پہلے دس سال تک بمنزلہ پٹہ داری تصور ہوگا۔ اور اس میعاد کے بعد حقوق ملکیت عطا کر دئے جائینگے۔ بشرطیکہ اراضی درست طریق سے زیر کاشت کی گئی ہو۔ اور عطیہ دار نے عطیہ کا اچھا استعمال کیا ہو۔

(د) جملہ عطیات عطیہ دار کی وفاداری اور نیک چلنی پر موقوف ہیں۔

[1] حکومت ہند محکمہ فوج کا ریزولیوشن نمبر ۲۵۲۵ بی۔ مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء۔ مذکورہ بالا شرائط تمام عطیات کے متعلق نہیں۔ لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ حسب اقتضائے رائے خود عطیہ کا بندوبست کرے لیکن شرط یہ ہے کہ عطا شدہ اراضی کی اصل قیمت حکم میں مندرجہ سالانہ قیمت کے ۷۵ گنا سے کم نہ ہو (حکومت ہند محکمہ فوج کی چٹھی نمبر ۱۲۷۱ بی۔ مورخہ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۱ء)

[2] حکومت ہند کا ریزولیوشن نمبر ۸۶۷ بی۔ مورخہ ۲۷ فروری سنہ ۱۸۹۳ء

(ک) اگر کوئی قابلِ آبپاشی اراضی عطا کرنے کا خیال ہو۔ تو عطیہ دار کو سیرابی کا وعدہ دینے سے پہلے محکمہ انہار سے استفسار کر لینا چاہیئے۔ اگر محکمہ انہار فیصلہ کرے کہ آبپاشی ممکن نہیں۔ تو عطیہ دار کو اس امر سے مطلع کر دینا چاہیئے۔ اور اس سے ایک یادداشت بدیں مضمون لکھوائی جائے۔ کہ وہ اراضی اس سمجھوتہ پر لینے پر رضامند ہے کہ آبپاشی نہیں مل سکتی۔

بنجر اراضیات کے عطیات کی بجائے جاگیرات عطا کی جائیں

۱۳۹۔ ۱۸۹۳ء میں اس معاملہ پر دوبارہ غور ہوا۔ اور یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ جہاں بنجر اراضیات عطا کرنا دشوار ہو۔ وہاں صلہ بصورت جاگیر عطا کیا جائے۔ عطیہ اراضی کی زیادہ سے زیادہ آمدن بھی چار سو روپیہ سالانہ بعد منہائی جملہ مجرائیات مقرر کی گئی۔

"جب لوکل گورنمنٹ عطیہ بصورت اراضی مہیا کرنے کے لئے تیار ہو۔ اور عطیہ دار اس قسم کے صلہ کو قبول کرے۔ تو لوکل گورنمنٹ خصوصی حقوق کی عطائیگی کا اس طرح بندوبست کرنے کی مجاز ہے۔ کہ دی ہوئی شرائط کے مطابق عطیہ کی قیمت بعد منہائی بازاری قیمت اس سالانہ قیمت کے ۲۵ گنا کے تقریباً برابر ہو۔ جو حکومت ہند نے بذریعہ حکم مقرر کی ہو۔ اور جس کی انتہائی مقدار چار سو روپیہ تک محدود کی گئی ہے۔ اگر لوکل گورنمنٹ زمین عطا نہ کر سکے یا عطیہ دار اپنا صلہ اس قسم کے عطیہ کی صورت میں لینا پسند نہ کرے۔ تو عطیہ دار کو کسی دیہہ یا محال کا جو وہ خود انتخاب کرے معاملہ زمین تفویض کر دیا جائیگا۔ اگر معاملہ زمین تفویض کیا جائے۔ تو ایسی تفویضگی صرف تین پشتوں کے لئے ہونی چاہیئے۔ یعنی پہلے عطیہ دار کو مبلغ چھ سو روپیہ سالانہ۔ اس کے پہلے جانشین کو مبلغ تین سو روپیہ سالانہ اور جانشین کے وارث کو مبلغ ڈیڑھ سو روپیہ سالانہ بطور جاگیر ملیگا۔ مفوضہ مالیہ کی ادائیگی کا طریق لوکل گورنمنٹ خود تجویز کریگی۔ یعنی آیا خزانہ شاہی سے ادائیگی ہو گی یا مالکانِ اراضی براہ راست ادا کرینگے۔ لیکن بہر صورت رقم بصورتِ نقد مقرر کر دینی چاہیئے نہ کہ معاملہ زمین کی رقوم میں۔ اگر عطیہ دار بھی صاحب زمین ہو۔ تو جو رقم مالگذاری اس سے واجب الطلب ہو۔ وہ بصورت معافی بھی عطا ہو سکتی ہے۔"

ے حکومت ہند محکمہ فوج کاریز ولیوشن نمبر ۸۶۷۔ بی۔ مورخہ ۲۷ فروری ۱۸۹۳ء۔ نیز دیکھو فقرہ نمبر ۵۸ (۶) و (۷) سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۷ محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر

اس وقت صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے مرقوم الذیل حالات کے علاوہ دیگر صورتوں میں نئی جاگیریں عطا کرنے کے متعلق اعتراضات پیش کئے:۔[1]

(الف) جب جاگیردار اس زمین کا مالک ہو جس کا معاملہ تفویض کیا جائے۔

(ب) جب وہ اور مالگذاران ہمقوم ہونے کی وجہ سے رشتہ دار ہوں۔ اور مالگذاران اس کے مرتبہ کو بُرا نہ سمجھیں۔

(ج) مرقوم الصدر صورتوں کے علاوہ جب اسے تحصیل معاملہ سے کوئی سروکار نہ ہو۔ اور جو تحصیل کی معرفت ادا کیا جائے[1]۔

لوکل گورنمنٹ نے مرقومہ بالا خیالات کی تائید کی[2]۔ عملی طور پر کوئی دقت پیدا نہیں ہوئی کیونکہ اس قسم کی تمام جاگیریں جو پنجاب میں عطا کی گئی ہیں۔ وہ تحصیل کی معرفت ادا کی جاتی ہیں۔

ان فوجی جاگیرات کے متعلق قاعدہ وراثت حسب ذیل ہے:۔

"ابتدائی عطیہ دار کی فوتیدگی پر عطیہ کا نصف ایک واحد وارث کو کلیتہً پہنچنا چاہیئے وارث کا انتخاب ضلع کا حاکم اعلیٰ کریگا۔ لیکن قاعدہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ منتخب شدہ وارث متوفی کے ورثاء کی سب سے قریب شاخ میں سب سے بڑا وارث نرینہ ہو۔ منتخب شدہ وارث کی فوتیدگی پر ابتدائی عطیہ کا رُبع (چوتھا حصہ) اس وارث کے وارث کو بلا تقسیم پہنچیگا جسے حاکم ضلع اسی طرح منتخب کرینگے۔ ہر حالت میں حاکم ضلع کے انتخاب کے متعلق صاحب کمشنر بہادر قسمت متعلقہ کی منظوری ہونی لازمی ہے[3]"

۱۳۹ الف سنہ ۱۹۳۰ء کے آخری دنوں میں حکومت ہند کے محکمہ فوج نے فیصلہ کیا[4] کہ ان جاگیرات کے عوض جو بصورت تفویضگی یا مجرائی معاملہ زمین عطا کی جاتی تھیں و نیز ان خاص پنشنوں کی بجائے بھی جو ہندوستانی افسران ساکنان ہندوستانی ریاست ہائے کو عطا کی جاتی تھیں یکم جنوری سنہ ۱۹۳۱ء سے نقد رقوم بمالیت مبلغ چھ سو روپیہ سالانہ ادا کی جائیں۔ یہ نقد رقوم جو بمثل جاگیرات تین پشتوں کے لئے عطا کی جاتی ہیں۔ اور ہر جانشینی پر نصف کر دی جاتی ہیں۔ "جاگیر الاؤنس" کہلاتی ہیں۔ اور فوجی حکام انہیں بلا حوالہ سول حکام خود ادا کرتے ہیں۔

جاگیرات یا خاص پنشنوں کی بجائے نقد ادائیگی۔

---

[1] صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی چٹھی نمبر ۱۱ سی۔ مورخہ ۲۵ مئی سنہ ۱۸۹۳ء

[2] پنجاب گورنمنٹ کی چٹھیات نمبر ۳۴۳-۳- ایس مورخہ یکم جولائی سنہ ۱۸۹۴ء و نمبر ۶۵۸- مورخہ ۴-۲- اگست سنہ ۱۹۰۲ء

[3] حکومت ہند۔ محکمہ فوج کی چٹھی نمبر ۳۲۹۳- بی- مورخہ ۴-۲- اکتوبر سنہ ۱۸۹۴ء

[4] فوجی ہدایت (ہند) نمبر ۱۰۲- مورخہ ۱۶ ستمبر سنہ ۱۹۳۰ء

اس تبدیلی کا دن جاگیرات کی شکل یا درجہ و منزلت پر کوئی اثر نہیں - جو ان احکام کے صادر ہونے سے پہلے عطا کی گئی ہیں -

پنشن یافتہ ہندوستانی افسروں کو پنشن کی بجائے تفویضگی معاملہ زمین لینے کا اختیار حاصل ہے -

۱۳۹ - ب - ۱۹۱۴ء میں لوکل گورنمنٹ نے ایک تجویز پاس کر کے جاری کی[1] جس کی رو سے پنشن یافتہ ہندوستانی افسرانِ فوج کو حق حاصل ہے - کہ اگر وہ اقوامِ زراعت پیشہ میں سے ہوں - تو وہ بجائے پنشن کے معاملہ زمین کی تفویضگی لے سکتے ہیں یہ سکیم اب تک بھی جاری ہے -

خاص جاگیرات

۱۳۹ - ج ۱۹۱۷ء میں حضور وزیر ہند نے نئی جاگیرات کی عطائیگی کے بارہ میں ایک تجویز منظور فرمائی[2] - اس سکیم کی رو سے پنجاب گورنمنٹ جاگیریں عطا کرتی ہے جو ابتدائی عطیہ دار کی زندگی تک ہوتی ہیں - اور بعد فوتیدگی ابتدائی عطیہ کا نصف دوسری پشت تک بھی جاری رکھا جاتا ہے - عطیہ دار کی صلبی اولاد نرینہ میں سے صرف ایک وارث بطور جانشین منتخب کیا جاتا ہے - اور ہر ایسی جانشینی پر حضور گورنر بہادر باجلاس کونسل کی منظوری لازمی ہے - ایسے جملہ عطیات کے متعلق یہ شرط واضح طور پر بیان کر دی گئی ہے - کہ "جاگیر دار نیک چلن اور مستقل طور پر ہز مجسٹی شہنشاہ مدظلہ کا وفادار رہیگا - اور تاحد مقدور و استطاعت برطانوی ہندوستان میں قانونی طور پر قائم شدہ حکومت یا عوام الناس کی نیک خدمات عملی طور پر سرانجام دیگا"

۲۵ - نومبر ۱۸۵۹ء کے بعد جو جاگیرات عطا ہوئیں وہ صرف ایک ہی وارث کو پہنچتی ہیں -

۱۴۰ - اوپر بیان ہو چکا - کہ غدر کے بعد حکومت کے خیالات میں ایسی جماعت کی قدر و قیمت کے بارہ میں انقلاب عظیم رونما ہوا - جو خصوصی درجہ رکھنے کی وجہ سے عوام الناس کی رہنمائی کرنے کے قابل ہو - ۱۸۵۹ء میں جناب لفٹننٹ گورنر سر رابرٹ منٹگمری بالقابہ نے تجویز فرمائی - کہ قاعدہ کلیہ یہ ہونا چاہیئے - کہ مشہور خاندانوں میں جاگیرات کے ورثاء ایسے مقرر کئے جائیں جنہیں سرکار منتخب کرے[3] - لارڈ کیننگ بالقابہ نے بجواب فرمایا - کہ ان کے خیال کے مطابق موجودہ جاگیرات کے متعلق ایسی قرارداد نہیں ہو سکتی تاہم آپ نے یہ بھی فرمایا :-

---

[1] حکومت ہند - محکمہ فوج کی چٹھی نمبر ۱۷۸۶۹ - ۱ (اے - جی - ۱۰) مورخہ ۹ فروری ۱۹۱۴ء

[2] حکومت ہند - محکمہ مال و زراعت کی چٹھی نمبر ۸۸۷ - ۲۰۵ - ۲ - مورخہ ۳۰ - اکتوبر ۱۹۱۶ء

[3] حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۶۷۸ - مورخہ ۴ - اکتوبر ۱۸۵۹ء -

"کہ جو جاگیرات اس تاریخ کے بعد عطا فرمائی جائیں ہز ایکسیلینسی حضور وائسرائے بہادر کو کوئی اعتراض نہیں۔ اگر ان پر یہ عمومی شرط عائد کر دی جائے۔ کہ جاگیر واحد وارث کو بطور جائداد ناقابل تقسیم پہنچیگی . . . . اس قاعدہ واحد وارث کے متعلق ہز ایکسیلینسی کا خیال ہے کہ گورنمنٹ کا صرف اتنی شرط لگا دینا کافی ہوگا۔ کہ جانشینی نامکمل تصور ہوگی۔ جب تک کہ سرکار اس کو تصدیق یا تسلیم نہ کرلے۔ اور اس امر کی خبر ہو جانی چاہیے۔ کہ اگر وجوہات مخالف موجود ہوں۔ تو سرکار منظوری نہ دیگی"

مندرجہ بالا احکام بذریعہ چٹھی مورخہ ۲۔ نومبر ۱۸۵۹ء موصول ہوئے۔ لہٰذا تمام جاگیرات جو اس تاریخ کے بعد عطا ہوئی ہوں۔ واحد وارث کو پہنچیگی تاوقتیکہ عطیہ نامہ میں صریحاً اس قاعدہ کے خلاف حکم نہ دیا گیا ہو۔ ہر ایسے واحد وارث کی جانشینی کی منظوری سرکار دیگی۔

۱۴۱۔ مذکورہ بالا احکام کے جاری ہونے سے پہلے لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہٗ نے تجویز فرمائی۔ کہ قسمت ہائے اینجانب و آنروئے ستلج کے بڑے سرداروں سے چونڈہ ونڈ اور پگ ونڈ (جہاں اس قاعدہ وراثت کا عمل ہو) اور ان کی جاگیروں میں قاعدۂ وراثتِ پسر کلاں رائج کرنے کی موزونیت کے بارہ میں مشورہ کیا جائے۔ وراثتِ پسر کلاں کی تائید میں مسٹر بارنس نے بحیثیت کمشنر اینجانب ستلج تحریر فرمایا:۔

بڑی جاگیروں میں قاعدہ وراثتِ پسر کلاں رائج کرنے کی تجویز

"میری خواہش ہے۔ کہ تمام عمل پذیر حالتوں میں وراثتِ پسر کلاں کا قاعدہ رائج کر دوں۔ جس طرح کہ حال ہی میں رام گڑھ میں کیا گیا ہے۔ اور اس طریق سے ایک ایسی طاقتور اور باا ثر جماعتِ امراء بنائی جائے جو ان ضمانتوں کی وجہ سے یقیناً اتنی وفادار اور کار آمد ثابت ہو جتنی کہ وہ گذشتہ غدر میں ہوئی ہے"

۱۴۲۔ چونڈہ ونڈ کی یہ کہکر مذمت کی گئی۔ کہ یہ رواج بداخلاقی پر مبنی ہے اور کثرتِ ازدواج کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ لیکن لارڈ کیننگ نے اس استدلال کو نہایت دانائی سے ایک طرف کر دیا۔ اور قاعدہ وراثتِ پسر کلاں کے متعلق صاحب موصوف کا جواب حوصلہ افزا تھا۔ سرکردہ سرداروں سے مشورہ لینے کی تجویز منظور کی گئی۔ لیکن اس موضوع پر کسی قسم کی جبری قانون سازی کو بُرا سمجھا گیا۔ اور یہ قاعدہ مقرر کیا گیا۔ کہ کسی خاندان کے قاعدہ وراثت میں کوئی تبدیلی نہ کیجائے تاوقتیکہ خاندان کا سرگروہ

لارڈ کیننگ بالقابہٗ نے تجویز منظور فرمالی۔

[۱] حکومتِ ہند کی چٹھی نمبر ۷۶۴ مورخہ ۲۵۔ نومبر ۱۸۵۹ء

[۲] حکومتِ ہند کی چٹھی نمبر ۱۸۱۸۔ مورخہ ۱۲۔ مئی ۱۸۶۰ء

اور دیگر ممتاز افرادِ خاندان جن کو اس معاملہ میں دلچسپی ہو۔ رضامند نہ ہو جائیں "

۱۴۳ - اس فیصلہ کے بارہ میں لارڈ کیننگ بالقابہ نے جو وجوہات پیش کیں۔

صاحب موصوف کا استدلال

وہ قابلِ ذکر ہیں :-

" سیاسی مصلحت مقتضی ہے۔ کہ قاعدہ وراثتِ پسرِ کلاں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ گورنر جنرل بہادر بالقابہ کا یقین ہے۔ کہ اس ملک کے باشندوں کے سامنے اس سے زیادہ بدقسمت منظر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کہ اس سوسائٹی میں جہاں رؤساء کو خاص قدر سے دیکھا جاتا ہے۔ متمول اور با اثر خاندان رفتہ رفتہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر لاتعداد غریب امدید دماغ افراد کی صورت میں برباد ہو جائیں۔ ہز ایکسیلنسی بالقابہ کا یہ بھی یقین ہے کہ ایسے لوگوں کو مطمئن رکھنے کا کام زیادہ سے زیادہ مشکل ہوتا چلا جاتا ہے۔ جوں جوں کہ یہ تبدیلی بڑھتی جاتی ہے "

۱۴۴ - ان احکام کے بعد جو تحقیقات شروع ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ کئی بڑے

سنہ ۱۸۶۱ء میں ہدایات جاری کی گئیں

جاگیردار قاعدہ وراثتِ پسرِ کلاں کو اختیار کرنے کے لئے تیار تھے۔ اور اپریل سنہ ۱۸۶۱ء میں صاحبان کمشنر بہادران اینجانب سندھ کو مرقوم الذیل ہدایات جاری کی گئیں[1] :-

" وہ جاگیردار جنہیں دوامی عطیات حاصل ہیں اور جنکی مالگذاری مبلغ ۲۵ ہزار روپیہ سالانہ سے زائد ہے۔ اگر اپنی جاگیرات کے آئندہ وراثت کے بارہ میں قاعدہ وراثت پسر کلاں اختیار کرنا چاہیں۔ تو انہیں اس مضمون کی ایک دستاویز تحریر کرنی لازمی ہے۔ آپ ان جاگیرداروں کو واضح فرما دیں کہ بعد منظوری گورنمنٹ یہ وثیقہ تمام وارثانِ جاگیر پر تمام پشتوں تک لازمی پابندی ہوگا۔ جہاں کہ ایسا وثیقہ پہلے سے ہی حاصل کیا گیا ہو۔ اس پر نظرِ ثانی کی جائے۔ کہ آیا وہ ان ہدایات کے مطابق ہے +

× × × × × × × × × × × ×

۴ - صرف اراضیاتِ جاگیر کی وراثت اس وثیقہ کے مطابق عمل میں آئیگی۔ اور نہ کہ مالگذاری اراضیات یا دیگر منقولہ و غیر منقولہ جائداد کی بھی۔

۵ - وثیقہ تحریر کنندہ جاگیردار سے درخواست کی جائے۔ کہ وہ علیحدہ کاغذ پر گذارہ کی نوعیت اور مقدار بھی تحریر کرے جو اس کی تجویز میں خاندان کی چھوٹی شاخوں کو ملنا چاہیئے۔ جن خاندانوں میں قاعدہ وراثتِ پسرِ کلاں کا عمل ہے۔ ان میں برادرانِ خورد کو گذارہ دینے کا جو رواج ہے وہ دیگر جاگیرداروں کے لئے بھی بطورِ مثال مفید ہو سکتا ہے "

---

[1] گشتی چٹھی نمبر ۲۴۶-۷۵۲ - مورخہ ۶ - اپریل سنہ ۱۸۶۱ء کے فقرات نمبر ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱

۶- یہ واضح کر دینا چاہیئے۔ کہ قاعدہ وراثت پسر کلاں سے یکجدیاں کے حقوق پر کوئی اثر نہیں پڑتا "

حکومت ہند کو اس کارروائی کی اطلاع دیتے ہوئے جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر نے فرمایا:-

" صرف ایک اہم نکتہ کا ذکر باقی رہ جاتا ہے۔ یعنی جن وثیقہ جات کی رو سے جاگیرداراں اپنی جاگیروں کے متعلق قاعدہ وراثت پسر کلاں اختیار کرتے ہیں۔ ان کی قانونی حیثیت کیا ہے۔ . . . . اس مسئلہ پر طویل بحث تب کی جائیگی۔ جب مختلف صاحبان کمشنر بہادر اپنی اپنی رپورٹیں اور وثیقہ جات اس دفتر میں ارسال کرینگے "

یہ سلسلہ گفت و شنید ادھورا رہ گیا

۱۴۵- کل سینتالیس ۴۷ وثیقہ جات تحریر ہوئے۔ ان میں سے اکثر وثیقہ جات قرار دیئے تھے۔ کہ بعد ازیں قاعدہ وراثت پسر کلاں قاعدہ وراثت تصور ہوگا۔ اور ان میں چھوٹے لڑکوں کے گذارہ کی شرح بھی مقرر کی گئی۔ دیگر وثیقہ جات میں فرزندان کے مابین تقسیم کو برقرار رکھتے ہوئے سب سے بڑے یا سب سے اہل بیٹے کو زیادہ حصہ دینا قبول کیا گیا۔ بد قسمتی سے گورنمنٹ نے ان وثیقہ جات کی کبھی تصدیق نہ کی۔ لیکن ان میں سے کئی اب قبول کر لئے گئے ہیں۔ اور جہاں کسی وثیقہ کے حالات ایکٹ ارث جاگیرات مذکورہ فقرہ ۱۰۷ کی دفعہ ۸ (۱) (پ) کے احکام کے مطابق تھے۔ وہاں قاعدہ وراثت پسر کلاں کا اعلان کیا گیا ہے۔

وجوہات جن کے باعث بدنتائج بدتر نہیں ہوئے

۱۴۶- یہ نہایت افسوس کی بات ہے۔ کہ سرکردہ سرداروں کے ساتھ سلسلہ گفت و شنید کو کامیابی سے ختم کرنے کی کوشش پوری نہ کی گئی۔ اس کے بعد پوری ایک پشت تک اس معاملہ پر وسیع پیمانہ پر کوئی کارروائی نہیں ہوئی۔ اور اس دوران میں تقسیم در تقسیم بلا روک ٹوک بڑھتی چلی گئی۔ اس وجہ سے جو نتائج بد پیدا ہونے تھے وہ بدتر ہو تے اگر بہت سے بڑے جاگیرداروں اور کم از کم علاقہ اینجانب ستلج کے جاگیرداروں کو اس بات کا احساس نہ ہو جاتا کہ اپنے خاندانوں کو دوامی حیثیت بخشنا مشکل ہو جائیگا۔ اور اس غرض کے لئے وہ اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھتے تھے اگر ان کے اکلوتا بیٹا ہوتا جو خاندانی اعزازات کا وارث بنتا۔ آزروے سندھ کے اضلاع میں مشہور سیاسی جاگیرات کے بارہ میں دقت کم ہوئی ہے۔ کیونکہ ان میں سے اکثر ۱۸۵۹ء کے بعد عطا یا قبول کی گئی ہیں۔ اور بعض پہلی جاگیرات میں وراثت واحد وارث کی شرط یا تو حکم ابتدائی میں ہی درج ہے اور یا بعد کے فیصلہ جات یا خاندانی معاہدات کی رو سے مقرر ہوئی ہے۔

علاقہ ہزارہ کی جاگیرات کا علاج

۱۴۷۔ الحاق علاقہ ہزارہ کے وقت جو جاگیرات عطا کی گئیں۔ ان میں میجر جیمز ایبٹ کی تجویز کے مطابق وراثت کے بارہ میں پہلے ہی بعض پابندیاں عائد کردی گئی تھیں بعد ازیں ۱۸۵۷ء کے غدر کی خدمات کے صلہ میں جو جاگیرات عطا کی گئیں ان میں کوئی ایسی قیود نہ لگائی گئیں ہزارہ کے بندوبست کے بارہ میں جو قواعد مرتب ہوئے۔ اُن کو آئین نمبر ۱۳ بابت ۱۸۷۳ء کی رو سے قانونی تاثیر حاصل ہے۔ ان قواعد میں سے مفصلہ ذیل دو قواعد تفویضگی ہائے معاملہ زمین کے متعلق تھے :۔

"۱۸۔ تفویضگی ہائے معاملہ زمین جو ایک زندگی یا میعاد بندوبست سے زیادہ عرصہ کیلئے عطا ہوئے ہوں اُن کی ہر قسم کے متعلق یا اگر ضروری معلوم ہو تو ہر واحد عطیہ کے متعلق صاحب مہتمم بندوبست تحقیق کریگا۔ کہ جس مقصد کیلئے عطیہ دیا گیا تھا۔ اسکے حصول کی غرض سے گورنمنٹ کیلئے کونسا قاعدہ بہترین ہے۔ ایسی تحقیقاتوں کا نتیجہ گورنمنٹ کی خدمت میں بغرض منظوری ارسال کیا جائیگا۔

۱۹۔ اگر کوئی ایسے احکام دربارہ وراثت صادر ہو چکے ہوں جو ان احکام کے مخالف ہوں جو زیر قاعدہ ۱۸ محولہ بالا صادر ہونگے۔ تو تمام ایسے مقدمات صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں ارسال کئے جائیں صاحب کمشنر بہادر کو اختیار دیا جاتا ہے۔ کہ وہ ان پہلے احکام پر حسب منشاء قاعدہ ۱۸ مذکور یا کسی ایسے ترمیمی طریقہ سے جو مناسب حالاتِ مقدمہ ہو دوبارہ غور فرما کر ان میں ردّ و بدل کریں۔"

مرقوم الصدر قاعدہ ۱۸ کے ماتحت نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہ نے مندرجہ ذیل عام حکم صادر فرمایا :۔

"جملہ جاگیرات اور پولیٹیکل پنشنیں جو ایک سے زائد زندگی یا میعاد بندوبست کے لئے واگذار ہوئی ہوں وہ عموماً پسر کلاں کو بلا تقسیم وراثتاً پہنچینگی + ... اگر قریب ترین وارث نااہل ہو یا اپنی قوم اور خاندان پر اثر میں دبدبہ یا چلن کے ضروری اوصاف میں یا حکومتِ برطانیہ کی بابت نیک نیتی میں کم ہو۔ تو ضروری نہیں کہ وراثت ایک ہی سلسلہ نسل میں قائم رکھی جائے[1]"۔

بعض جاگیرات[2] کے متعلق گورنمنٹ نے مذکور الصدر قاعدہ کے مطابق وراثت کا فیصلہ کرنے یا متوفی عطیہ دار کی اولاد نرینہ کے مابین جاگیر تقسیم کرنے کے اختیارات کو اپنے لئے مخصوص کر لیا ان وجوہات کے باعث جاگیرداروں کی وراثت کے معاملے نے علاقہ ہزارہ میں پوری طرح تسلی بخش صورت اختیار کر لی ہے

[1] حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۱۷۰۶۔ مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۸۷۳ء

[2] ان کی فہرست کیپٹن ویس صاحب کی رپورٹ بندوبست ہزارہ کے صفحہ ۲۸۲ پر دیکھو ۔

۱۴۸۔ ایکٹ قوانین پنجاب مصدرہ ۱۸۷۲ء کی دفعہ ۸ میں درج تھا۔ کہ :۔

دفعہ ۸۔ ایکٹ قوانین پنجاب مصدرہ ۱۸۷۲ء

"ان تمام حالتوں میں جن میں گورنمنٹ قرار دے چکی ہو۔ کہ معاملہ زمین کے کسی مفوض الیہم کے خاندان یا خاندانوں میں کوئی قاعدہ وراثت عمل پذیر ہو۔ تو یہ سمجھا جائیگا۔ کہ ایسا قاعدہ وراثت قرار دئیے جانے کے وقت سے عمل پذیر ہو گیا اور عمل پذیر رہا ہے"

۱۸۹۰ء میں حکومتِ ہند کی خدمت میں تجویز ارسال کی گئی۔ کہ اس دفعہ کی رو سے رائے پور جاگیر واقع ضلع انبالہ میں قاعدہ وراثتِ پسرِ کلاں رائج کر دیا جائے۔ لیکن حکومت ہند نے اس وجہ سے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ کہ یہ دفعہ مؤثر زمانہ سابق نہیں ہے[ل]۔

انضباط وراثت کے اختیار کے متعلق حکومتِ ہند کا رویہ کیا رہا ہے۔

۱۴۹۔ حکم واگذاری میں شرائط عطیہ طے ہو جانے کے بعد حکومتِ ہند نے وراثت کے انضباط کے حق کا کبھی دعویٰ نہیں کیا۔ لیکن چند موقعوں پر حکومتِ ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ کسی خاص جاگیر میں قاعدہ وراثت کی رُو سے صرف ایک ہی وارث ہو سکتا ہے۔

رام گڑھ جاگیر میں قاعدہ وراثت پسرِ کلاں رائج کیا گیا۔

۱۵۰۔ چٹھی نمبری ۹۰-۱۴۳ مورخہ یکم اپریل ۱۸۵۹ء کے ذریعہ لارڈ کیننگ بالقابہ نے ضلع انبالہ میں خاندان رام گڑھ کی ایک شاخ کی مفوضہ جاگیر کی آئندہ وراثت کے بارہ میں قاعدہ وراثتِ پسرِ کلاں رائج کیا۔ "کیونکہ چھوٹے بیٹوں نے خود اس تجویز کی تحریک کی"۔ یہ خاندان راجپوتوں کا ہے۔ جو بلاسپور کے راجہ کے رشتہ دار ہیں۔

چھاچھی جاگیر کا مقدمہ

۱۵۱۔ سر نہال سنگھ چھاچھی نے اپنی جاگیر کی وراثت کے متعلق ایک وثیقہ تحریر کیا۔ جس کی منظوری سے حکومتِ ہند نے ۱۸۶۲ء میں بدیں وجہ انکار کر دیا۔ کہ "چونکہ سردار کے ایک سے زیادہ بیٹے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ مجاز نہیں۔ کہ سردار کو اپنی پُرانی جاگیرات کے بارہ میں پابند یا آزاد کرے۔ کوئی تنازعہ پیدا ہونے کی صورت میں اس

[ل] حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۱۹۶-۱۴۳ مورخہ ۸۔ دسمبر ۱۸۹۰ء۔ احکام مندرجہ کے باوجود لوکل گورنمنٹ نے حکم دیا۔ کہ قاعدہ وراثتِ پسرِ کلاں پر عمل کیا جائے۔ کیونکہ کئی جانشینیوں میں اس قاعدہ پر عمل کیا گیا تھا۔ اور اغلب بھی یہی تھا۔ کہ ایک پُرانے راجپوت خاندان میں ایسا ہی عمل ہوتا۔ مزید براں ۱۸۶۱ء میں جاگیردار قابض نے بروئے وثیقہ قرار دیا تھا۔ کہ جاگیر کا وارث پسرِ کلاں ہوا کرے۔

بارہ میں جو اختیارات سردار موصوف کو حاصل ہیں۔ اس کا تصفیہ عام قانون کے ماتحت ہونا چاہیئے جو پنجاب میں ایسی جاگیرات کے متعلق ہے۔"

تاہم ۱۸۷۴ء میں سر ہنری ڈیویز نے جو اس وقت پنجاب کے لفٹنٹ گورنر تھے۔ قرار دیا۔ کہ چونکہ سر نہال سنگھ نے جو ۱۸۷۳ء میں فوت ہوئے۔ اپنی خواہش کو جو انہوں نے ۱۸۶۲ء میں ظاہر کی تھی۔ دوبارہ باطل نہیں کیا۔ اس لئے قاعدہ وراثتِ پسرِ کلاں تمام جاگیر پر حاوی ہے۔ اور بنابریں تمام جاگیرات بڑے بیٹے امریک سنگھ کو وراثتاً پہنچیں۔ عیاں ہے۔ کہ یہ احکام حکومت ہند کے احکام مصدرہ ۱۸۶۲ء کے صریحاً خلاف تھے۔ لیکن ۱۹۰۲ء میں امریک سنگھ کے لاولد مر جانے پر وراثت کا مسئلہ جب دوبارہ پیدا ہوا۔ تو اس پر احکام صادر کرتے ہوئے حکومتِ ہند نے[1] یہ پہلو اختیار کیا۔ کہ ایکٹ ارث جاگیرہائے پنجاب مصدرہ ۱۹۰۰ء کی دفعہ ۸۔ ان قراردادوں کے متعلق ہے۔ جو فی الواقعہ جاری ہو چکے ہیں۔ بلا لحاظ اس امر کے کہ کس حاکم نے جاری کئے ہیں۔ اور چونکہ اس دفعہ میں لفظ "گورنمنٹ" کا ارادتاً استعمال کیا گیا ہے اور اس اصطلاح میں "لوکل گورنمنٹ" بھی شامل ہے اس لئے دونو چٹھیات (یعنی حکومتِ ہند کی چٹھی نمبر ۱۱۵۶۔ مورخہ ۱۱۔ دسمبر ۱۸۶۲ء اور حکومتِ پنجاب کی چٹھی نمبر ۲۵۰۔ مورخہ ۲۹۔ جنوری ۱۸۷۴ء) کو ایکٹ مذکور کی رو سے مساوی درجہ حاصل ہے دو مختلف اور متضاد قراردادوں کی موجودگی میں اور جو دونو دفعہ مذکور کے الفاظ کے مطابق ہیں۔ حکومتِ ہند کا خیال ہے کہ مناسب اور قدرتی تعبیر یہی ہے۔ کہ قراردادِ مابعد تاریخ اجراء سے قراردادِ اوّل کو منسوخ کرتی ہے۔

بنابریں تمام جاگیر ٹیک سنگھ کو ملی جو گوپال سنگھ یعنی سر نہال سنگھ کے دوسرے بیٹے کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔ اور قاعدہ وراثتِ پسرِ کلاں کا اس وقت سے خاندان میں عمل پذیر ہونا تصور ہو سکتا ہے۔

[1] حکومتِ ہند کا نمبر ۱۲۳۲۔ ۱۵۶۔ ۴۔ مورخہ ۵۔ اگست ۱۹۰۲ء

الف شاہزادہ جمہور کی جاگیریں جانشین واحد کی تقرری

۱۵۲ - شاہزادہ جمہور سدوزئی کی جاگیر واقعہ ضلع کوہاٹ ابتدائً عطیہ دار" اور اس کی اولاد نرینہ کو تا دوام" عطا ہوئی۔ ۱۸۷۷ء میں حکومت ہند شرائط ترمیم کر کے قرار دیا۔ کہ جاگیریں اس شخص کو پہنچیں گی۔ جو ابتدائی عطیہ دار کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے وارث ہو۔ اور جسے سرکار منتخب کرے[1]"

ب۔ جاگیر بکھڈ میں وارث

۱۵۳ - جاگیر بکھڈ واقع راولپنڈی کے عطیہ میں یہ شرط تھی۔ کہ "صلبی اولاد نرینہ" وارث ہوگی۔ لیکن صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے قرار دیا۔ کہ قاعدہ وراثت پسر کلاں بمثل رواج خاندان ثابت ہو چکا ہے۔ ولہذا حکومتِ ہند نے ۱۸۸۱ء میں چار فرزندوں میں سے سب سے بڑے بیٹے کو بہ تبعیت شرط قابلیت جانشین مقرر کیا[2]۔ اسی خاندان کی دوسری جاگیر شکار درہ واقعہ کوہاٹ پر بھی یہی فیصلہ حاوی ہوا۔

ج راجہ سر شیدیال کی جاگیریں

۱۵۴ - راجہ سر شبدیال کی ایک جاگیر ۱۸۵۴ء میں راجہ صاحب اور ان کی "اولاد نرینہ نادو پشت ہاؤ" کے حق میں واگذار ہوئی تھی۔ اس کے متعلق حکومتِ ہند نے ۱۸۸۲ء میں فیصلہ کیا۔ کہ "وہ بوجوہات مندرجہ خط و کتابت متعلقہ پوتے کو ملے۔ اور راجہ صاحب کے بیٹوں کو نظر انداز کیا گیا[3]"

حکومت پنجاب نے قاعدہ وراثت پسر کلاں بذریعہ حکام رائج کرنے کی تجویز کی

۱۵۵ - ۱۸۹۸ء میں حکومت پنجاب نے حکومتِ ہند پر زور دیا۔ کہ جاگیرات کی تقسیم در تقسیم اور اس وجہ سے صوبہ کے اکثر معزز خاندانوں کے رفتہ رفتہ انحطاط کو روکنے کے لئے تدابیر اختیار کرنا لازمی ہے[4]" اس مسئلہ کی تاریخ پر جو اس صوبہ کے متعلق ہے۔ تبصرہ کرتے ہوئے۔ حکومتِ ہند کے مختلف احکام جن کا سابقہ فقرات میں حوالہ دیا گیا ہے۔ بیان کئے گئے۔ اور نتیجہ یہ اخذ کیا گیا۔ کہ پنجاب میں تفویضگی ہائے معاملہ زمین کے متعلق نقطۂ نظر دیگر حصص ہند سے بالکل مختلف رہا ہے۔ اور اس اصول کا بزور دعوی کیا جا چکا ہے۔ کہ سرکاری مالگذاری کا حصہ تفویض ہونے پر منفوض الیہم پر سرکاری فرائض

---

[1] حکومتِ ہند کا نمبر ۳۸۳ - الف مورخہ ۲۷ر جولائی ۱۸۷۷ء۔
[2] حکومتِ ہند کا نمبر ۵۴ - جے - آر مورخہ ۲۷ر مئی ۱۸۸۱ء۔
[3] حکومتِ ہند کا نمبر ۲۵۶ مورخہ ۲۲ر نومبر ۱۸۸۲ء۔
[4] حکومت پنجاب کا نمبر ۲۶۱ - الیس مورخہ ۱۶ر جون ۱۸۹۸ء۔

بھی لازم ہو جاتے ہیں - اور اُن کو ذاتی حقوق بھی مل جاتے ہیں - اس اصول سے لازمی طور پر اخذ کیا جا سکتا ہے - کہ گورنمنٹ کو جبلّی حق حاصل ہے - " کہ وقتاً فوقتاً اقتضائے وقت کے مطابق" وراثت کے قاعدہ کو منضبط کرے - اور اس طریق سے جاگیرداران کی استطاعت دربارہ خدمات سرکار قائم رکھے - سر میکورتھ ینگ نے قائمقام فنانشل کمشنر مسٹر اوگلوی بہادر کے اس مقولہ کی تائید کرتے ہوئے حوالہ دیا - کہ درحقیقت عطیہ نامہ میں کسی دیگر نہج پر صراحت نہ کی گئی ہو - تمام تفویضگی ہائے اپنی حقیت و ماہیت کے لحاظ سے ہی خوشنودیٔ سرکار پر موقوف ہیں .... ان عطیہ ناجات کو کسی محال کے قبالہ جات یعنی دستاویزات حقیت کی مانند تصور کرنا بڑی بھاری غلطی ہے .... یہ شرط عام کہ عطیہ صلبی اولاد نرینہ کو وراثتاً پہنچیگا مانع نہیں کہ سرکار کو اپنے اس جبلّی حق سے محروم کرے - جو اسے مسلمہ وارثان کے مابین وراثت کو منضبط کرنے کے بارہ میں حاصل ہے " اس لئے نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہٗ نے تجویز فرمائی - کہ ان تمام جاگیرات میں جن کی سالانہ مالیت مبلغ یا ۲۵ ہزار روپیہ یا زیادہ ہو - قاعدہ وراثت واحد وارث بذریعہ انتظامیہ احکام قرار دے دیا جائے۔

حکومت ہند نے تجویز ترمیم کر دی

۱۵۶ - اس تجویز کو حکومتِ ہند نے مسترد کر دیا - اور قرار دیا - کہ پیشِ نظر مقصد صرف قانون سازی کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتا ہے - اور کہ قاعدہ وراثت پسر کلاں کے رواج کے لئے قابض الوقت جاگیرداران کی رضامندی لازمی ہے جس چٹھی میں یہ فیصلہ درج تھا - اس میں یہ بھی ارشاد تھا کہ

"حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل کو جناب مستطاب لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہٗ سے کلّی اتفاق ہے - کہ بڑی جاگیرات کو متواتر تقسیم در تقسیم کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے سے بچانا سیاسی طور پر ضروری ہے - لیکن اس موضوع پر نہایت غور و خوض کرنے کے بعد حضور گورنر جنرل بہادر کو تسلی ہو گئی ہے کہ لارڈ کیننگ بالقابہٗ کا فیصلہ مصدرہ ۱۸۶۰ء صحیح ہے - اور اس پر قائم رہنا چاہیے یعنی اگرچہ جاگیرداروں کو قاعدہ وراثت پسر کلاں اختیار کرنے

کی دعوت دینا بالکل جائز ہے۔ لیکن اس قاعدہ کا اطلاق اس خاندان میں جس میں یہ پہلے موجود نہ ہو۔ بلا رضامندی سرکار وہ خاندان ہرگز نہ ہونا چاہئیے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ تفویضگی معاملہ زمین عطا یا تسلیم کرنے کے وقت گورنمنٹ کو وراثت کے انضباط کا کلی اختیار ہے۔ لیکن جب شرائط ایک دفعہ طے ہو جائیں۔ اور عطیہ فی الواقع دیا جا چکا ہو۔ تو یہ کلی اختیار ختم ہو جاتا ہے۔ شہنشاہ کی طرف سے جو عطیات انگلستان میں ملتے ہیں اُن کے متعلق انگریزی قانون کا مسلمہ قاعدہ یہی ہے۔ اور یہ عام عدل وانصاف کے اصولوں پر مبنی ہے۔ بے شک حقیقت زمین اور تفویضگی معاملہ زمین میں جتنی فرق ہے۔ لیکن تفویضگی معاملہ زمین ایک پنشن کے مشابہ ہے۔ اور قانون انگریزی کے اصولوں کے مطابق حکومت کو کسی قسم کا جبلی حق حاصل نہیں۔ کہ تفویضگی یا پنشن عطا کر چکنے کے بعد اپنی مرضی کے مطابق وراثت کے سلسلہ کو منضبط یا تبدیل کرے۔ حضور گورنر جنرل با اجلاس کونسل کو یہ بھی تسلی نہیں۔ کہ اگر ایسے جبلی اختیارات کا ادعا کیا جائے تو جاگیرداران اس کا دلی خیر مقدم کریں گے۔

"۱۸۵۰ء اور ۱۸۶۰ء کے درمیان جو مختلف احکام صادر ہوئے اُن کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد حضور گورنر جنرل بہادر کو ظاہر ہوا ہے۔ کہ سابقہ فیصلہ جات کو محفوظ رکھنے میں بہت احتیاط ملحوظ رکھی گئی۔ چنانچہ ۱۸۵۱ء میں جب وراثت بانجیدیاں کے متعلق ایک قاعدہ مرتب کیا گیا۔ تو ساتھ ہی یہ بھی حکم دیا گیا۔ کہ سابقہ فیصلہ جات جو کسی خاص مقدمہ میں صادر ہو چکے ہوں۔ بحال رکھے جائیں۔ خواہ وہ قواعد کے خلاف ہی ہوں۔ اسی طرح کچھ عرصہ بعد جب رام گڑھ جاگیر کی نسبت تقسیم مابین ورثاء کی بجائے قاعدہ وراثت پسیر کلاں کی منظوری دی گئی۔ تو اس کی وجہ صرف یہی تھی۔ کہ جاگیردار کے چھوٹے بیٹوں نے خود اس امر کی درخواست کی تھی۔

"آپ کی چٹھی کے فقرہ نمبر ۱۳ میں دیگر ایسی نظیریں پیش کی گئی

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۹۱ - ایل - اے ایم لاہور مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۴۱ء

دستور العمل صیغہ مال پنجاب

فقرہ ۱۵۷ - صفحہ ۱۰۴

موجودہ فقرہ کی بجائے مندرجہ ذیل ثبت کرو :-

ایکٹ نمبر ۵ جاگیرات پنجاب بابت ۱۹۴۱ء - ''پنجاب گورنمنٹ کے فیصلہ کے مطابق صوبائی مجلس واضع قوانین نے ایکٹ قوانین پنجاب نمبر ۴ بابت ۱۸۷۲ء کی دفعہ ۸ کو منسوخ کرتے ہوئے ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۹۴۱ء پاس کیا جس کی منظوری جناب نواب گورنر بہادر پنجاب سے حاصل کی گئی - ایکٹ مذکور کے ضروری احکام حسب ذیل ہیں :-

''۷ - (۱) جہاں کہ گورنمنٹ پیشتر قرار دے چکی ہو یا آئندہ کسی وقت قرار دے کہ کسی جاگیر کی تفویضگی کی وراثت کے بارے میں کوئی قاعدہ وراثت جاگیرداروں کے خاندان میں عمل پذیر ہوگا تو سمجھا جائیگا کہ یہ قاعدہ وراثت قرار دئیے جانے کے وقت سے عمل پذیر ہوگا یا عمل پذیر ہو رہا ہے بلالحاظ اس امر کے کہ کوئی قانون یا معاہدہ اسکے خلاف ہو۔ مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا قاعدہ آئندہ قرار نہیں دیا جائیگا بجز اس کے اور تاوقتیکہ

(الف) گورنمنٹ کو اطمینان نہ ہو جائے کہ قاعدہ وراثت جو اس طرح قرار دیا جاتا ہے فی الواقع اس خاندان میں جاری ہے اور متواتر و بلاناغہ جاگیر کے تمام معاملات وراثت اگر کوئی ہوئے ہوں تفویضگی کے وقت سے جاری رہا ہے - یا

(ب) جاگیردار یا اس کے مفاد کے موجود الوقت وارث نے ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پیشتر یا بعد بروئے تحریری دستاویز جس کو اس نے باضابطہ طور پر تحریر کیا ہو اپنی طرف سے اور اپنے خاندان کی طرف سے وہ قاعدہ وراثت جو اس طرح قرار دیا جاتا ہے منظور کر لیا ہے یا نو دیسی منظوری کے بعد کوئی وراثت واقع نہیں ہوئی یا تمام معاملات وراثت میں جو ایسی منظوری کے لعد وقوع میں آئے دراثت جاگیر فی الواقع کسی اور طریق پر نہیں پہنچی سوائے اس طریقہ کے جس میں وہ پہنچتی اگر مذکورہ قاعدہ وراثت جاری ہوتا

(۲) جائز ہے کہ جو قرارداد زیر تحتی دفعہ (۱) کی جائے اس کو گورنمنٹ ترمیم یا تبدیل یا منسوخ کر سکتی ہے - مگر شرط متعلقہ تحتی دفعہ مذکور کی پابندی ہمیشہ لازمی ہوگی -

جب اس جاری شدہ قاعدہ وراثت کے بموجب معاملہ زمین کی تفویضگی کا ورثہ شخص واحد کو بطور جائیداد غیر منصرف پہنچتا ہو تو وہ تفویضگی عدالت کے حکم سے قابل فرقی نہیں (دفعہ ۱۱) قاعدہ وراثت قرار دینے میں گورنمنٹ مفصلہ ذیل شرائط عاید کرسکتی ہے

(الف) یہ کہ ہر ایک جانشین جاگیر گورنمنٹ کی طرف سے منظور اور مقبول ہوگا۔

(ب) یہ کہ اگر گورنمنٹ چاہے تو جانشین سابقہ جاگیرداروں کی بیوگاں اور دیگر افراد خاندان کے لئے گزارہ بہم پہنچائیگا جتنا کہ گورنمنٹ مناسب خیال کرے۔

(دفعہ ۸ (الف) و (ب))

گورنمنٹ پابند ہے کہ ایسے جانشین کو مقررہ قاعدہ کے مطابق منظور کرے جو سلسلہ وراثت میں قریب ترین وارث ہو اور نالائق نہ ہو (ضمیمہ فقرہ دفعہ ۸)

ہیں۔ جن میں لارڈ کیننگ بالقابہ کی حکمتِ عملی کے اظہار بسال ۱۸۶۰ء کے بعد بھی حکومتِ ہند نے وراثت کے انضباط میں دخل اندازی کی ہے۔ ان نظائر کو بغور دیکھنے سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ۱۸۶۰ء کی حکمتِ عملی سے صحیح معنوں میں کوئی انحراف نہیں ہوا۔ پہلے محولہ مقدمہ میں شرائط عطیہ میں اس وقت تبدیلی کی گئی۔ جب کہ عطیہ کی رقم میں اضافہ کیا گیا۔ اور بظاہر یہ ترمیم عطیہ دار کی رضامندی سے ہوئی۔ دوسرے مقدمہ میں جاگیردار کے خاندان میں قاعدہ وراثتِ پسر کلاں کا رواج ثابت کیا گیا تھا۔ تیسرے مقدمہ میں عطیہ کی شرائط میں ابتدائی عطیہ دار کی رضامندی سے ترمیم کی گئی"۔

پنجاب ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۹۰۰ء (ایکٹ ارثِ جاگیرات)

۱۵۷- حکومتِ اعلے کے فیصلہ کے مطابق لوکل لیجسلیٹو کونسل (مقامی مجلس واضع قوانین) نے ایکٹ قوانین پنجاب نمبر ۴ بابت ۱۸۷۲ء کی دفعہ ۸ کی بذریعہ ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۹۰۰ء ترمیم منظور کی۔ اور جس کی منظوری حضور گورنر جنرل بہادر کی پیش گاہ سے بھی حاصل کی گئی۔ ایکٹ مذکور کے موٹے موٹے احکام حسب ذیل ہیں:-

"۸-(۱) جہاں کہ گورنمنٹ پیشتر قرار دے چکی ہو۔ یا آئندہ کسی وقت قرار دے۔ کہ کسی معاملہ زمین کی تفویضگی کی وراثت کے بارہ میں کوئی قاعدہ وراثت مفوض الیہم کے خاندان میں عمل پذیر ہوگا۔ تو سمجھا جائیگا۔ کہ یہ قاعدہ وراثت قرار دئے جانے کے وقت عمل پذیر ہوگا۔ یا عمل پذیر رہا ہے۔ بلا لحاظ اس امر کے کہ کوئی قانون یا معاہدہ اس کے خلاف ہے؛

مگر شرط یہ ہے کہ کوئی ایسا قاعدہ آئندہ قرار نہ دیا جائیگا۔ بجز اس کے اور تا وقتیکہ۔

(الف) گورنمنٹ کو اطمینان نہ ہو جائے۔ کہ قاعدہ وراثت جو اسطرح پر قرار دیا جاتا ہے۔ فی الواقع اس خاندان میں جاری ہے۔ اور برابر و بلاناغہ تمام معاملات وراثت (اگر کوئی ہوئے ہوں) متعلقہ تفویضگی میں جب سے وہ تفویضگی ہوئی ہے۔ جاری رہا ہے۔ یا۔

ب۔ مفوض الیہ یا اُس کے وارث وقت نے ایکٹ ہذا کے نفاذ سے پیشتر یا بعد بروئے وثیقہ تحریری جس کو اس نے باضابطہ طور پر تحریر کیا ہو اپنی طرف سے اور نیز اپنے خاندان کی طرف سے وہ قاعدہ وراثت جو اس طرح قرار دیا جاتا ہے منظور کر لیا ہے اور یا تو ایسی منظوری کے بعد کوئی وراثت وقوع میں نہیں آئی یا تمام معاملات ورثہ میں جو ایسی منظوری کے بعد وقوع میں آئے۔ وراثتِ جاگیر فی الواقع کسی اور طریق پر نہیں پہنچی سوائے اس طریق کے کہ جس میں وہ پہنچتی اگر قاعدۂ وراثت مذکورہ بالا جاری ہوتا۔

۲۔ جائز ہے کہ جو قرارداد زیر تحتی دفعہ (۱) کی جائے۔ اس کو گورنمنٹ ترمیم یا تبدیل یا منسوخ کر سکتی ہے مگر شرط متعلقہ تحتی دفعہ مذکور کی پابندی ہمیشہ لازمی ہوگی۔

جب اس قاعدہ وراثت کے بموجب جو زیر دفعہ مذکور جاری قرار دیا گیا ہو معافی زمین کی تفویضگی کا ورثہ شخص واحد کو پہنچتا ہو۔ تو وہ تفویضگی کسی عدالت کے حکم سے قابلِ گرفت نہیں [دفعہ ۸ د ۳)] قاعدہ وراثت قرار دینے میں گورنمنٹ مفصلہ ذیل شرائط عائد کر سکتی ہے۔

(الف) یہ کہ ہر ایک جانشین تفویضگی گورنمنٹ کی طرف سے منظور اور قبول کیا جاویگا۔

(ب) یہ کہ اگر گورنمنٹ چاہے تو جانشین گذشتہ مفوض الیہم کی بیوگان اور دیگر افراد خاندان کے لئے گذارہ بہم پہنچا دیگا جتنا کہ گورنمنٹ مناسب خیال کرے [دفعہ ۸ الف - (الف) و (ب)]

گورنمنٹ پابند ہے کہ ایسے شخص کو جانشین منظور و قبول کرے۔ جو سلسلہ وراثت میں قریب ترین وارث ہو اور نالائق نہ ہو (شرطیہ فقرہ دفعہ ۸- الف)

۱۵۶*۔ الف۔ ایکٹ ارث جاگیرات ملک پنجاب کا اصلی مدعا یہ ہے۔ کہ قاعدہ وراثتِ پسر کلاں اور وراثت وارثِ واحد کے ذریعہ کسی خاندان کی شہرت کو برقرار رکھا جائے

جاگیر میں سے گذارہ مقرر کرتے وقت کن اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہئے

(مدِ اعطائیگی گذارہ ہائے سے یہ مدعا فوت نہ ہونے پائے۔ گذارہ تجویز کرتے وقت مندرجہ ذیل اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہئے

(۱) ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۹۰۰ء کی دفعہ ۸ - الف (ب) کی رو سے گورنمنٹ مجاز ہے کہ جاگیرات زیر تاثیر ایکٹ مذکور کی وراثت کا فیصلہ کرتے وقت ایسی جاگیر کے کسی سابقہ قابض کی بیوہ یا بیوگان (اگر کوئی ہوں) اور دیگر افراد خاندان کو گذارہ دلوائے کسی سابقہ قابض کی صلبی اولاد "افراد خاندان" کی اصلاح میں شامل ہے۔

(۲) باینہمہ یہ معاملہ بالکل گورنمنٹ کی اقتضائے رائے پر موقوف ہے لیکن گورنمنٹ ہر مقدمہ کے حالات بشمول موجود الوقت گذارہ ہائے کے مطابق اپنے اختیارات استعمال کریگی۔ بطور قاعدہ کلیہ و بپابندی مرقوم الذیل اصول نمبر ۵ کسی ایسے فردِ خاندان کو گذارہ نہ دینا چاہئے۔ جسے اپنے مناسب طرزِ معاشرت کے مطابق حیثیت قائم رکھنے کیلئے ضرورت نہ ہو

(۳) بالغان کے متعلق کوئی محکم اصول مقرر نہیں کیا جا سکتا خاص کر جہاں کہ سابقہ رواج اُن کے حق میں ہو۔

(۴) مستثنیات کا احترام کرتے ہوئے قاعدہ کلیہ قرار دیا جا سکتا ہے کہ نئی جانشینی کے موقع پر موجود الوقت گذارہ ہائے بند یا کم کرنے کے لئے جائز وجوہات ہونی لازمی ہیں۔ مثلاً تخفیف کی ایک علت جس پر کماحقہٗ باحتیاط غور ہونا چاہئے۔ یہ ہوسکتی ہے کہ اگر موجود الوقت گذارہ ہائے بلا کم و کاست بحال رکھے جائیں۔ تو نئی جانشینی پر جو زائد گذارہ ہائے دینے پڑیں گے ان کے باہمی بار سے جاگیر کی بقایا مالیت بہت قلیل رہ جائیگی۔

(۵) خانگی فیصلہ جات میں جو بالکل ہی نامناسب نہ ہوں گورنمنٹ مداخلت سے پرہیز کریگی۔

* یہ فقرہ بذریعہ پرچہ تصحیح نمبر ۱۷ مورخہ ۲۴- اگست ۱۹۳۳ء قائم ہوا۔

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۹۵ - ایل - اے - ایم - لاہور مورخہ ۶ اکتوبر ۱۹۴۱ء

دستور العمل صیغہ مال

فقرہ ۱۵۸ صفحہ ۱۰۶ -

اخیر میں مندرجہ ذیل ایزاد کرو:-

"ایکٹ ارث جاگیرات کی دفعہ ۸ (۱) (الف) جس کا حوالہ اوپر دیا گیا ہے بطور دفعہ ۷ (۱) (الف) ایکٹ نمبر ۵ بابت ۱۹۴۱ء جاگیرات پنجاب دوبارہ وضع کیا گیا ہے۔"

(دین محمدی پریس لاہور)

وارثِ واحد کو وراثتاً پہنچتے ہیں۔

خدمات کے عوض چھوٹے عطیات کے بارہ میں وراثتِ شخصِ واحد کا قاعدہ مقرر کیا گیا

۱۵۹۔ جمہوری دیہ کی خدمات کے لئے جو چھوٹے عطیات دئے گئے ہوں۔ ان کی تقسیم کو روکنے کی غرض سے ۱۸۶۵ء میں فیصلہ کیا گیا۔ کہ "خدمات کی سرانجامی یا فرائض کی بجا آوری کے لئے جو چھوٹے عطیات دئے گئے ہوں۔ وہ صرف ایک فردِ واحد کے قبضہ میں نسلاً بعد نسلاً رہنے چاہئیں........ عموماً وہ فردِ واحد متوفی قابض کا سب سے بڑا وارث ہونا چاہئے لیکن خاص وجوہات کی موجودگی میں مقامی حکام مجاز ہیں۔ کہ وارثِ کلاں کو نظر انداز کریں۔ بشرطیکہ وہ لوگ جن کی خدمات کے لئے وہ عطیہ دیا گیا ہے۔ ایسا کرنے پر رضامند ہوں[ف۱]"

موجودہ قابضوں کے قبضہ کو بحال رکھا گیا۔ لیکن یہ ہدایت ہوئی۔ کہ آئندہ وراثتوں میں اشتراکی قبضہ کو توڑنے کی کوشش کی جائے[ف۲]

حکمران سرداروں کو حقوقِ تبنیت کی عطائیگی

۱۶۰۔ پنجاب کے بعض حصص میں بڑے خاندانوں کو غالباً قطع نسل کا زیادہ خطرہ ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ ان کی جاگیرات لاتعداد نسل میں تقسیم ہونے کی وجہ سے

ف ۱ - پنجاب گورنمنٹ کی چٹھی نمبر ۴۱۱ مورخہ ۳۰ مئی ۱۸۶۸ء۔

ف ۲ - صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا کتابی سرکلر ۱۳ بابت ۱۸۶۵ء۔

برباد ہو جائیں گی۔ غدر کے بعد جب خیالات کی رو میں تغیر واقع ہوا۔ تو پنجاب اور دیگر صوبوں میں اکثر حکمران سرداروں کو فرزندوں کی عدم موجودگی میں وارث متبنّیٰ کرنے کا خاص حق عنایت فرمایا گیا۔ سکھ سرداروں کے متعلق یہ کہنا ناروا ہے۔ کہ انہیں تبنیت کا حق پہلے سے حاصل تھا۔ اور اس حق سے انکار نہ ہونا چاہیئے تھا۔ سر ہنری لارنس[۵۱] اور سر لیپل گریفن[۵۲] دونو نہایت زور سے اظہار فرماتے ہیں۔ کہ ایسا کوئی حق کبھی موجود نہ تھا اور لارڈ کیننگ بالقابہ نے بھی ابتداءً پلکھیاں راجگان کی درخواست برائے تبنیت اسی وجہ سے مسترد کر دی تھی۔ کہ ایسی رعایت دینا علاقہ اپس جانب ستلج کے سرداروں کے قدیمی رواج میں ایک نئی بدعت ہو گی[۵۳]۔

چیدہ جاگیرداران کو سنداتِ تبنیت عطا کی گئیں

۱۹۱۔ ۱۸۶۲ء میں دو مشہور جاگیرداران یعنی راجہ تیج سنگھ اور سردار شمشیر سنگھ سندھانوالیہ کو سنداتِ تبنیت مرحمت ہوئیں۔ یہ ہر دو جاگیرداران الحاقِ پنجاب سے پہلے کونسل اوف ریجنسی کے ممبران تھے۔ ۱۸۸۸ء تک یہ حق اور کسی جاگیردار کو حاصل نہ تھا۔ اُس سال یہ حق سردار لال سنگھ کلیانوالہ کو عطا کیا گیا۔ اور اس مقدمہ میں سر چارلس ایچیسن بالقابہ نے حکومتِ ہند کی خدمت میں سفارش کی۔ کہ متبنّیٰ کرنے کا حق بعض چیدہ چیدہ جاگیرداروں کو بھی عطا ہونا چاہیئے۔ صاحب موصوف نے فرمایا:۔

" یہ نہایت ضروری ہے۔ کہ ایسے جاگیرداروں کے انتخاب کا احتیاط ہونا چاہیئے۔ جنہیں متبنّیٰ کرنے کا حق مرحمت فرمانا سزاوار ہو۔ ہر مقدمہ کی اس کے حسن و قبح کے مطابق چھان بین ہونی چاہیئے اور یہ عنایت بطور اعزاز اور صلہ مرحمت ہونی چاہیئے۔ اس غرض کے لئے جو انتخاب کیا جائے اس میں خاندان کی خدمات اثر۔ قدر و منزلت اور گذشتہ تاریخ اس کی وفاداری اور

۵۱۔ میجر ہنری لارنس کی سرسری بندوبستی رپورٹ دربارۂ کیتھل کے ضمیمہ کے فقرات ۴۴ اور ۴۵۔
۵۲۔ راجگان پنجاب کے صفحات ۲۲۵ اور ۲۲۶۔
۵۳۔ راجگان پنجاب کا صفحہ ۲۲۸۔

زمانہ امن میں اچھے نظم و نسق میں امداد ۔ اور جاگیر میں رہنے والے متعلقین ۔ مالکان زمین و دیگران کے ساتھ جاگیردار کے نیک سلوک کی شہرت کا خاص خیال رکھا جائے گا ۔ اس طریقہ سے حکومت کے ہاتھ میں ایک ایسا آلہ کار آجائیگا ۔ جس سے اچھی اور وفادارانہ خدمات کی ترغیب پیدا ہوگی ۔ اور جن جاگیرداروں کو یہ حق پہلے حاصل نہیں ۔ وہ مسلمہ خدمات کے ذریعہ اس کو پانے کی امید کر سکیں گے ۔ نیز یہ بھی شرط لگا دینی چاہیئے ۔ کہ یہ خصوصی حق نمکحرامی یا دیگر بد افعالی کی وجہ سے جس کی تعریف کر دینی چاہیئے ۔ قابل ضبطی بھی ہوگا ۔

× × × × × × × × × ×

" یہ سوال ہو سکتا ہے ۔ کہ ایسے حقوق عطا کرنے سے کونسے ایسے سرکاری اور غیر سرکاری فوائد پیدا ہونگے ۔ جن کو حکومتِ مفادِ عامہ کی اغراض میں پیش نظر رکھ سکتی ہے ؟ یہ بخوبی معلوم ہے ۔ کہ سرداروں کو سندات تبنیت عطا کرنے سے تبنیات کی تعداد میں کوئی بیشی نہیں ہوگی ۔ بلکہ ایسا کرنے سے صرف دلوں کی بے چینی کم ہو گئی ہے ۔ بہت سے مقدمات حضور لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہٗ کے ملاحظہ سے گزرے ہیں ۔ اور آنجناب کو یہ یقین ہو گیا ہے ۔ کہ عطیہ داران کی وفات سے پہلے عطیات پر غور کرنے سے انکار کرنے کی وجہ سے عطیہ داران کو اپنے زوال زندگی میں بہت غیر ضروری اضطراب پیدا ہوتا ہے ۔ خاندانوں کے سرگردہوں کے لیئے یہ قدرتی اور قابل تعریف فعل ہے ۔ کہ وہ اپنی وفات سے پہلے یہ معلوم کرنے کی خواہش کریں ۔ کہ آیا ان کے گھرانے اُن کی وفات کے بعد زندہ رہیں گے ۔ اور آیا ان کے پسماندگان کا انتظام ہوگا ۔ جناب لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہٗ کو علم ہے ۔ کہ اس معاملہ کے متعلق بہت تشویش موجود ہے ۔ اور جس کا ازالہ ہمارے اختیار میں ہے ۔ ان تکلیف دہ پریشانیوں کو دور کرنے کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے ۔ کہ چیدہ چیدہ دوامی جاگیرداروں کو متبنیٰ

کرنے کی سندات عطا کی جائیں ۔

"تاہم یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا ۔ کہ اس سے پیدا ہونے والے خالص سرکاری فوائد بھی بہت زیادہ اہم ہونگے ۔ مجوزہ طریق سے گورنمنٹ کو بہت سیاسی اقتدار حاصل ہو گا ۔ بالخصوص پنجاب میں ایسا کرنے سے برطانوی ہند کے اِس حصّہ ملک کے اُن ممتاز اشخاص کی وفادارانہ اور سچّی خدمات کا مناسب صلہ اور اعتراف ہو جائیگا ۔ جنہوں نے جنگ اور امن کے دوران میں ایک پشت سے زیادہ عرصہ کے لئے بسا اوقات غیر متزلزل جوش اور قابل تعریف تن دہی سے خدمات سرانجام دی ہیں ۔ یہ وہ اشخاص ہیں جنہوں نے غدر کے زمانہ میں ہمارا ساتھ دیا ۔ اور افغانوں کی جنگ اور بعدش معرکہ پنج ند میں مخلصانہ اظہارات کر کے ثابت کر دیا ۔ کہ وُہ روح جوان ہیں اور ان کے آباؤ اجداد کے دِلوں میں تیس سال ہوئے موجزن تھی ۔ اب بھی زندہ ہے ۔ ہم اس روح کو حیات ابدی بخشنا چاہتے ہیں ۔ ہماری یہ خواہش ہے ۔ کہ جن خاندانوں نے سِلسلہ نظم و نسق کے کٹھن امورات میں ہماری امداد کی اور جو آڑے وقت میں ہمارے کام آئے وہ اس سرزمین سے ناپید نہ ہونے پائیں ۔ ہمیں عوام الناس کے سرگروہ درکار ہیں ۔ اور ممکن ہے ۔ کہ ایسے موقعے دوبارہ آجائیں ۔ جن میں اس طبقہ کے افراد کی کمی ہمارے لئے قیامت ڈھائے ۔ مجوزہ طریق ان اغراض کے براہِ راست حصول میں امداد دے گا ۔ اور ان فرائض کی سرانجامی کو تقویت اور خوشی بخشیگا ۔ جن کا یہ صلہ ملا ۔ و نیز ان کی مسلسل انجام دہی کا کفیل ہو گا [۵۷]"

حکومت ہند نے جناب لفٹنٹ گورنر بہادر بالقابہ کے خیالات کو تسلیم کیا لیکن رائے ظاہر فرمائی کہ حصول مدعا کے لِئے بہترین طریق یہ ہے ۔ کہ اقتضائے وقت کے مطابق ہر مقدمہ میں فرداً فرداً ان جاگیرداروں کا انتخاب کیا جائے جنہیں متبنیٰ کرنے کا خاص حق عطا کرنے کی تجویز ہو ۔"

۵۷ ۔ حکومت پنجاب کی چھٹی نمبر ۲۲۴ ۱/۲ مورخہ ۳۰ مارچ ۱۸۸۶ء

۱۶۲ - مذکور الصدر رائے پر دوبارہ غور کیا گیا ہے اور یہ اظہار کیا گیا۔ کہ متبنیٰ کرنے کی سندات شخصی طور پر عطا کرنے سے حکومت پنجاب کی اس حکمتِ عملی کو زیادہ امداد نہیں ملتی۔ جو جاگیرداروں کو صحیح سیاسی طاقت کے منبع کی صورت میں قائم رکھنے کے متعلق ہے۔ اس امر پر زور دیا گیا۔ کہ سر چارلس ایچیسن بالقابہ کے محولہ بالا اظہار رائے کے بعد امتدادِ زمانہ سے اچھے خاندانوں کے ایسے افراد کی ضرورت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ جو ملک میں با اثر ہوں۔ اور اس اثر کو ہمارے حق میں استعمال کریں۔ اور کہ اسی بنا پر ہمارے مفید مطلب ہے۔ کہ ہم پرانے خاندانوں کو قائم رکھیں۔ جن کو قدرتی طور پر نئے عطیہ داروں کی نسبت زیادہ رسوخ حاصل ہے۔ اور کہ اگر مذکورہ استدلال کو تسلیم کر لیا جائے۔ تو بشرطیکہ مناسب متبنیٰ مل جائے۔ ہمارے لئے یہ امر کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ کہ آیا جانشین متبنیٰ یا صلبی بیٹا ہے۔

سندات تبنیت کی عطائیگی

"فی الحقیقت ہمارے پاس ایک اعلےٰ روایات رکھنے والا طبقۃ الامرا موجود ہے۔ اور نہ صرف جذبۂ ہمدردی کی وجہ سے بلکہ ہمارے اپنے مفاد کے لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اس جماعت کو برقرار رکھا جائے . . . . . . ہم اپنے عظیم الشان جاگیرداروں کے گھرانوں کو قائم رکھنا چاہتے ہیں۔ تاکہ وہ ہمارے کام آئیں۔ عام وقتوں میں وہ انسداد جرائم میں ممد ہوں۔ اور مصیبت کے وقت وہ اپنی قوت سے ہمارے ملک میں ہمیں سہارا دیں . . . . . . جاگیردار صرف اتنا وعدہ چاہتے ہیں۔ اور اگر میں حکمت عملی کے سمجھنے میں غلطی نہیں کرتا۔ تو جو ان کو دیا جانا چاہئے۔ کہ سرکار ان کی جاگیرات کی ضبطی بعلت لاوارثی کی خواہش نہیں رکھتی۔ موجودہ رعایت سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرکار اس مالی فائدہ سے دستبردار نہیں ہونا چاہتی۔ جو کبھی کبھی ضبطیات سے ہوتا ہے [1]۔"

[1] - آنریبل مسٹر سی۔ ایل۔ ٹپر بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ فنانشل کمشنر کے نوٹ مورخہ ۹ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء میں سے انتخاب کیا گیا۔ یہ نوٹ حکومتِ پنجاب نے حکومت ہند کی خدمت میں اپنی چٹھی نمبر ۱۷ مورخہ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۰۱ء کے ہمراہ ارسال کیا۔

حکومتِ ہند نے اِن دلائل کی تائید کی - اور شہنشاہِ اعظم کے وزیرِ ہند بالقابہٗ نے منظوری عطا فرمائی - اِس منظور شدہ حکمتِ عملی پر عملدرآمد کرنے کے لیئے مفصلہ ذیل قواعد[۱] وضع کیئے گئے :-

(۱) - سندِ تبنیت میں عطا شدہ حق قابلِ ارث ہے -

(۲) - ایسی سندات صرف ان جاگیرداروں کو عطا کی جائینگی - جو اس اعزاز کے خاص طور پر مستحق ہوں - اور جو ان قابلیتوں کی موجودگی کے حوالہ سے منتخب کیئے جائیں - جو سر چارلس ایچیسن بالقابہٗ نے اقتباس مندرجہ فقرہ بالا نمبر ۱۶۰ میں ضروری قرار دی ہیں -

(۳) اس سند کی عطا ہیگی - مندرجہ ذیل شرائط کے تابع ہو گی - کہ :-

(الف) جاگیردار ایکٹ ارثِ جاگیرات پنجاب - ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۹۰۰ء کی دفعہ ۸ - الف کے احکام دربارہ گزارہ کو قبول کرے اور

(ب) حکومتِ ہند منظوری عطا فرمائے -

(۴) نامناسب یا ناموزوں تبنیت کو لوکل گورنمنٹ نامنظور کرنے کی مجاز ہے -

(۵) - وراثت ایک وارثِ واحد کو بلا تقسیم پہنچیگی - اور عموماً قاعدہ وراثت پسر کلاں کا عمل کیا جائیگا -

سندات تبنیت کا فائدہ اور اُن کا تعلق ایکٹ ارثِ جاگیرات سے

۱۶۳ - یہ ظاہر ہے - کہ سندِ تبنیت نہ صرف عطیہ دار کو ایک گرانقدر حق عطا کرتی ہے - بلکہ وہ ایکٹ ارثِ جاگیرات کی اِس حکمت عملی کی ترقی کے لیئے بھی مفید ہے - جو جاگیرات کی پیہم تقسیم در تقسیم کی وجہ سے فقدانِ اثر و مرتبہ کو روکنے کے لیئے قاعدہ وراثتِ شخص واحد کے متعلق ہے -

دوامی جاگیریں ناقابلِ انتقال قرار دی گئیں

۱۶۴ - جب تک تفویضنگی ہائے معاملہ زمین کے بارہ میں یہ قرار نہ دیا جائے کہ عطیہ داران انہیں منتقل کرنے کے مجاز نہیں - یا کہ وہ عدالتوں کے احکام کے ماتحت قابلِ قرقی نہیں

---

[۱] - صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا سرکلر نمبر ۵۱ ۹ ہم - مورخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۰۲ء -

تب تک اُن کے سرکاری فوائد بآسانی محو کیئے جا سکتے ہیں۔ ۱۸۵۲ء میں حکومت ہند نے حکم دیا[51]۔ کہ تمام دوامی عطیات کی سندوں میں ایک شرط داخل کیجائے جس کی رُو سے انتقالات ممنوع قرار دئے جائیں۔ یہ یاد ہوگا۔ کہ جاگیرات اینجانب ستلج کے متعلق ۱۸۵۲ء میں جو سختی قواعد در بارہ وراثت وضع کئے گئے۔ ان میں قرار دیا گیا تھا۔ کہ (دسابقہ) انتقالات بحق رشتہ داران یا اجنبیان نہ تو سرکاری طور پر تسلیم کئے جائیں اور نہ ہی ضبط تحریر میں لائے جائیں[52]۔ ۱۸۵۷ء میں لارڈ کیننگ نے یہ تجویز منظور فرمائی۔ کہ اگر اینجانب ستلج کے کسی دوامی جاگیردار نے اپنے قرضہ کا بار جاگیر کے علاوہ اپنی دیگر غیر منقولہ اور شخصی جائیداد پر نہ ڈالا ہو۔ تو ایسی جاگیر کے ہر وارث کو وہ جاگیر بلامواخذہ قرضہ ملنی چاہئے[53]۔ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے سرکلر نمبر ۸ مورخہ ۱۳ر فروری ۱۸۵۷ء کی رو سے یہ فیصلہ پنجاب کی تمام دوامی جاگیرات پر حاوی کیا گیا۔ ڈائرکٹر صاحبان کی عدالت عالیہ کنجرمت میں جب ان احکام کی اطلاع پہنچی۔ تو انہوں نے ایسے احکام جاری کرنے کی ضرورت پر تعجب ظاہر کرتے ہوئے فرمایا:۔

"ہمارا خیال ہے کہ ایسا قاعدہ مشتہر کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی کیونکہ جاگیر کی نوعیت سے ہی یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ وہ منتقل نہیں ہو سکتی۔ اور صرف جین حیاتِ قابض تک قرقی ہو سکتی ہے[54]"

۱۶۵ - غالباً ڈائرکٹر صاحبان کو صرف زائد از یک پشت عطیات کا خیال تھا

---

[51] - حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۲۹۹۰ مورخہ ۲۰ر اگست ۱۸۵۲ء۔ اس چٹھی میں صرف ان جاگیرات کا حوالہ ہے جو دریائے ستلج کے شمال اور مغرب میں واقع ہیں۔

[52] - فقرہ نمبر ۱۱۱۔

[53] - حکومتِ ہند کی چٹھی نمبر ۱۰۹ مورخہ ۹ر جنوری ۱۸۵۷ء قاعدہ مزید جس کی رو سے وارث کو اجازت تھی۔ کہ وہ قرضہ جات کو تسلیم نہ کرتے ہوئے۔ خاندانی محل سرائے اور اراضیات جاگیر جس میں حقوق ملکیت حاصل ہوں۔ نک کرائے (صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا سرکلر نمبر ۶۵ بابت ۱۸۵۷ء)۔ اب قانوناً عمل پذیر نہیں ہو سکتا۔

[54] - محکمہ سیاسی کا مراسلہ نمبر ۵۱ مورخہ ۳۰ر اگست ۱۸۵۸ء جس کا حوالہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے کتابی سرکلر نمبر ۷ بابت ۱۸۵۸ء میں دیا گیا ہے۔

مسٹر کسٹ کے دستور العمل مالگذاری میں تمام جاگیرات و معافیات ناقابل انتقال قرار دی گئیں

لیکن اپنے مجموعی سرکلر[۵۱] جو "جاگیرداران اور معافیداران" کے عنوان سے سنہ ۱۸۶۰ء میں جاری کیا گیا۔ اور اپنی کتاب "دستور العمل مالگزاری" مطبوعہ سنہ ۱۸۶۶ء میں صاحب فنانشل کمشنر مسٹر کسٹ بہادر نے تحریر فرمایا:۔

"یہ کہنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کہ ایک جاگیردار یا معافیدار کو اختیار نہیں کہ وہ سوائے خاص حالات کے جو ثابت ہونے چاہئیں۔ اپنی تفویضگی معاملہ زمین کو بیع۔ رہن۔ ہبہ۔ یا اجارہ شکمی کے ذریعہ منتقل کرے۔ اس قسم کے معاہدات پر بعد انتہائی مال النفات نہ کرینگی۔ اور ان انتقالات کی بناپر جو فریقان قابض ہوں۔ وہ اصل قابضان کے کارکنان تصور کیئے جاینگے۔ جنہیں کوئی قانونی حقوق حاصل نہیں"[۵۲]۔

علاقہ دہلی کے سوائے دیگر علاقوں میں تفویضگی ہائے ناقابل انتقال تصور ہوسکتی ہیں

۱۶۶۔ جائے افسوس ہے۔ کہ کوئی صریح قانونی احکام موجود نہیں۔ جن کی رو سے تفویضگی ہائے صرف ایک مدت کے لئے ہی ناقابل انتقال قرار دی جاسکیں۔ دفعہ ۱۲ ایکٹ نمبر ۲۳ مصدرہ سنہ ۱۸۷۱ء (ایکٹ در باب اجتماع اور ترمیم قوانین متعلقہ پنشن و عطیات زر یا معاملہ زمین منجانب سرکار) صرف پنشن کے بارہ میں ہے۔ اور ایکٹ کے دیباچہ میں پنشن ہائے اور عطیات مالگذاری میں امتیاز کیا گیا ہے۔ تاہم بعض عدالتی فیصلہ جات میں قرار دیا گیا ہے۔ کہ پنشن بصورت عطیہ مالگذاری بھی ہو سکتی ہے۔ خواہ کچھ ہی ہو۔ اتنا تو ضرور واضح ہے۔ کہ ایکٹ مذکور کی دفعات ۳ تا ۴ کے مطابق کوئی دیوانی عدالت عطیہ مالگذاری کے متعلق کوئی دعویٰ جو متدعویہ انتقال کی بناپر دائر کیا جائے۔ سماعت کرنے کی مجاز نہیں۔ تاوقتیکہ صاحب کلکٹر بذریعہ سرٹیفکیٹ ایسا کرنیکی اجازت دے۔ ایسا سرٹیفکیٹ جاری کرنے اور تفویضگی ہائے کے متعلق اپنے عمومی لوازم کی بجا آوری میں ایک ریونیو افسر اصولاً پوری طرح سے مجاز ہے۔ کہ وہ سرکاری مالگذاری کا حصہ پانے کے حق کے نجی انتقالات کو بمنزلہ خلاف ورزی شرائط عطیہ قرار دے۔ مذہبی مقامات کے قیام کے لئے جو معافیات عطا کی جائیں۔ ان کے متعلق یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اگر مینیجر (منتظم) اپنے ذاتی قرضہ جات کے لیئے معافی کی آمدن

---

[۵۱]۔ نمبر ۵۳ بابت سنہ ۱۸۶۰ء کا فقرہ نمبر ۴۔
[۵۲]۔ کسٹ صاحب کا دستور العمل مالگذاری۔ صفحہ نمبر ۱۵۔

زہن کر دے۔ تو شرائط لوٹ جاتی ہیں۔ اگر ایسے بار کو اٹھانے کا فوری انتظام نہ ہو سکے تو علاج یہ ہے۔ کہ معافی ضبط کر لیجائے۔ یا ادائیگی ملتوی کر دی جائے۔ تاوقتیکہ اس مذہبی مقام سے متعلق رکھنے والے اشخاص کسی نئے منتظم کا بندوبست نہ کر سکیں۔ ایسا نیا منتظم پہلے انتقال کا پابند نہ ہو گا۔ جو وقف شدہ آمدنی کے صحیح مصرف کے علاوہ کیا گیا ہو۔ علاقہ دہلی میں اسی قسم کے مقامات کی امداد کیلئے جو تفویضگی ہائے عطا کی گئیں۔ انکے متعلق بھی ہر دو صورتوں میں ایسا ہی عمل کرنا غالباً درست ہے۔ باوجودیکہ اس حصہ صوبہ میں تفویضگی ہائے عموماً قابل انتقال قرار دی گئی ہیں (ملاحظہ ہو فقرہ نمبر ۱۳۰)۔

۱۶۷۔ عدالت کی ڈگری کے ماتحت تفویضگی ہائے کی قرقی کے بارہ میں قانون قدرے مشتبہ حالت میں ہے۔ فقرہ بالا نمبر ۱۶۴ میں صاحبان ڈائرکٹر کی عدالت عالیہ کے محولہ مراسلہ میں یہ تحریر تھا کہ جاگیریں صرف حین حیات قابض تک ہی قرق ہو سکتی ہیں،، مسٹر کسٹ نے فرمایا ہے۔

ابتدائی احکام تفویضگی ہائے کو قابل قرقی قرار دیتے ہیں

"جاگیر اور معافی کے کھاتہ جات علاالتہائی دلوانی اور مال کی ڈگری کے ماتحت قابل قرقی ہیں۔ انکا معاملہ زمین تحصیلدار وصول کر کے ڈیگریداران کو ادا کریگا۔ قابض کی زندگی پر قرض خواہ کے جملہ حقوق ختم ہو جائینگے۔ مذہبی مقامات کے لئے جو عطیات دئے گئے ہیں وہ منتظم کے ذاتی قرضہ جات کے کفیل نہیں ہو سکتے [۱]،،

عملی طور پر مرقوم الصدر میں یہ قیاس کر لیا گیا ہے۔ کہ تفویضگی ہائے شخصی جائیداد کی مانند ہیں۔ جن میں قابضان موجوالوقت کو حین حیاتی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اس استدلال میں یہ امر نظر انداز ہو گیا ہے۔ کہ تفویضگی ہائے کے عوض میں سرکاری فرائض بھی لازم ہو جاتے ہیں۔

۱۶۸۔ دفعہ ۱۱۔ ایکٹ نمبر ۲۳ مصدرہ ۱۸۷۱ء میں درج ہے کہ "کوئی پنشن جو گورنمنٹ نے رعایت امور ملکی یا بابت خدمات سابقہ یا بطور وظیفہ ترحمی ..... منظور کی ہو یا بحال رکھی ہو ..... بہ ایفائی ڈگری یا حکم کسی عدالت ..... قابل قرقی نہ ہو گی" بروئے احکام دفعہ ۲۶۶ (ز) مجموعہ ضابطہ دیوانی پولیٹیکل پنشن ہائے قرقی سے مبرا نہیں۔ ایک مقدمہ دیوانی نگرانی ۳۷۔ ارلکارڈ ۱۸۹۰ء میں عدالت عالیہ چیفکورٹ پنجاب نے قرار دیا۔ کہ اگرچہ عطیہ معاملہ زمین پنشن سے متمیز ہو سکتا ہے۔ اور بلاشک اکثر ہوتا ہے۔ لیکن کوئی وجہ نہیں کہ کیوں ایک پنشن بلحاظ طریق ادائیگی عطیہ معاملہ زمین کے مانند نہ ہو۔ لبعدش ایک مقدمہ (دیوانی نگرانی نمبر ۲۷ پنجاب رلکارڈ ۱۸۹۳ء) میں اس موضوع پر جتنے فیصلہ جات پنجاب میں صادر ہو چکے ہیں انپر غور کرنیکے بعد قانون کو مجملاً اس فقرہ میں قلمبند کیا ہے کہ "یہ مقدمات اتنا ظاہر کرنیکے لئے کافی ہیں کہ بعض جاگیرات کی آمدن لائق قرقی ہے اور بعض کی نہیں۔"

تحالون مشتبہ حالات میں ہے

---

[۱]۔ کسٹ صاحب کا دستور العمل مالگذاری۔ صفحہ ۱۵۔

۱۶۹۔ مقوضہ مالگزاری ایک "حق واقعہ زمین" ہے۔ لہذا اسکی قرقی کے متعلق حکم مصدرہ عدالت دیوانی یا فوجداری صاحب کلکٹر کے نام بھیجنا چاہیئے [۵۱] اور اس میں ہدایت ہونی چاہیئے کہ جس شخص سے مالگزاری واجب الادا ہے۔ اسکو چاہیئے کہ وہ صاحب کلکٹر کے پاس ادا کرے اور صاحب کلکٹر موصوف تا صدور مزید احکام عدالت زر مالگزاری مذکور کو بمد امانت رکھے [۵۲]"

فرائض کلکٹر دربارہ قرقی تفویضگی ہائے اراضی

کارروائی ہائے اجرا میں صاحب کلکٹر کی حیثیت عدالت کے کارکن کی ہے۔ لہذا عدالت کے حکم کی بلاتامل تعمیل ہونی چاہیئے لیکن قرقی کے بعد صاحب کلکٹر حق بجانب ہے۔ کہ وہ قرقی کو واپس لینے کے بارہ میں اپنی وجوہات عدالت میں پیش کرے۔ اور یہ عدالت کا کام ہوگا۔ کہ وہ ان وجوہات کے جواز پر غور کرے اگر معاملہ کی اچھی طرح سے وضاحت کی جائے تو قرین قیاس یہ ہے کہ دیوانی عدالت یہ تسلیم کریگی۔ کہ مذہبی مقام کی امداد کیلئے جو معافی زمین تفویض ہوا ہو وہ منتظم کے ذاتی قرضہ جات کے عوض میں قرق نہ ہونے چاہیئے۔

۱۷۰۔ ۱۸۹۹ء میں حکومت پنجاب نے تجویز کی۔ کہ ایکٹ نمبر ۲۲ بابت ۱۸۷۱ء کی دفعہ ۱۱ کی ایسی ترمیم ہو۔ جس سے تمام تفویضگی ہائی معافی زمین بھی قرقی سے مبرا ہو جائیں [۵۳] لیکن حکومت ہند نے قرار دیا۔ کہ صرف ان جاگیرات کو بری کرنا کافی ہوگا۔ جن میں قاعدہ وراثت پسر کلاں کا عمل ہے یا از بعد عمل ہوگا [۵۴]۔ فقرہ بالا نمبر ۱۵ میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ پنجاب ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۹۰۰ء کی دفعہ ۸ (۳) میں ایسا قانون بنایا گیا۔ باقی جاگیروں کے متعلق حکومت ہند نے فرمایا کہ انہیں بری کرنے کی کوئی خاص وجوہات نظر نہیں آتیں۔ کیونکہ لاتعداد وارثوں میں تقسیم در تقسیم ہونیکی وجہ سے انہیں کوئی سیاسی اہمیت حاصل نہیں۔

پنجاب ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۹۰۰ء کی دفعہ ۸ (۳) کے احکام

۱۷۱۔ وراثت کے مسائل میں عموماً کوئی زیادہ دقت نہیں ہوتی۔ عقبی کی شجرہ ہا میں عموماً یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وارث یا وارثان کون ہونگے۔

وراثت کا سوال

۱۷۲۔ ہر جاگیر اینجانب ستلج میں ہر حصہ دار کا فرض ہے کہ پیدائش سے ایک ہفتہ کے اندر اندر اپنے فرزند کی ولادت کی اطلاع دے۔ تاکہ شجرہ نسب میں ضروری اندراج کر دیا جائے۔ جب اس جاگیر میں استحقاق وراثت رکھنے والے رشتہ داران موجود ہوں تو کسی قسم کی تحقیقات علانیہ یا خفیہ اس امر کی نسبت کرنی لازم نہیں۔ کہ وہ واقعی اس باپ کا بیٹا ہے۔ جسکا وہ بیان کیا جاتا ہے۔ الا اس صورت میں کہ رشتہ داران مذکور اپنے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے تحقیقات کیلئے خود درخواست کریں اگر ایسے رشتہ دار موجود نہ ہوں تو اسصورت میں خفیہ تحقیقات کی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ لیکن اسصورت میں بھی تحقیقات سے احتراز کرنا چاہیئے تاوقتیکہ دھوکہ بازی کی افواہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو نہ پہنچے۔ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی رائے میں کسی خفیہ تحقیقات کی ضرورت معلوم ہو۔ تو تحقیقات کرنے سے پیشتر صاحب کمشنر بہادر کی منظوری حاصل کر لینی چاہیئے اور تحقیقات مذکور کے نتیجہ کی اطلاع برائے احکام مزید صاحب موصوف کی خدمت میں بھیجنی چاہیئے مشتبہ صورتوں میں

وارثان جاگیر کی رجسٹری

۵۱۔ ایکٹ نمبر ۱۷ بابت ۱۸۸۷ء کی دفعہ نمبر ۱۴۱۔

۵۲۔ دفعہ ۱۴۲ ایکٹ نمبر ۱۷ بابت ۱۸۸۷ء۔

۵۳۔ حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۸۹۸ء

۵۴۔ حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۱۴۱-۲۳-۱۷ سے ۲۰ مورخہ ۹ فروری ۱۸۹۹ء

جبکہ باپ کی وفات کے بعد لڑکا پیدا ہو۔ تو تحقیقات کرنی عموماً مناسب ہوگا بالخصوص اگر بیوہ کے حاملہ ہونیکے متعلق صاحب کلکٹر کو کوئی اطلاع نہ ملی ہو۔ اگر کوئی بیوہ اپنا حاملہ ہونا بیان کرے۔ تو ایسے بیانات پر اکثر اعتبار نہ کرنا چاہیئے۔ اور موثر تحقیقات وہی ہوگی۔ جو پیدا ہونے سے پہلے یا اس تاریخ ولادت سے پہلے جو بیوہ کے بیان کے مطابق اندازاً معلوم ہو کیجائے۔ ایسی صورتوں میں بہتر ہوگا۔ کہ صاحب کمشنر بہادر کی منظوری حاصل کر کے اگر ممکن ہو تو کسی قابل لیڈی ڈاکٹر سے بیوہ کا معائنہ کرایا جاوے [۵۱]،،

چھوٹے عطیات برائے خدمت کی وراثت

۱۷۳۔ خدمات کی بجا آوری کے لئے جو چھوٹے عطیات دیئے گئے ہیں۔ انکے متعلق قاعدہ وراثتِ وارثِ واحد کا ذکر پہلے کیا جاچکا ہے (دیکھو فقرہ نمبر ۵۹)

ان چھوٹے عطیات کی وراثت جو کئی اشخاص کو تاحین حیات تفویض ہوئے ہوں

۱۷۴۔ اگر کسی قطعہ زمین کا معافیدو یا زیادہ اشخاص کو مشترکاً تفویض ہو۔ اور یہ صراحت نہ کی گئی ہو۔ کہ ہر شخص کا حصہ اسکی وفات پر سرکار کو واپس مل جائیگا۔ تو ابتدائی مفوض الیہم میں سے جو زندہ ہونگے وہ تمام تفویضگی کلیتہً پانیکے مستحق ہوں گے۔ اور ان میں سے سب سے آخری مفوض الیہ کی فوتیدگی پر سارا عطیہ سرکار کو واپس پہنچے گا۔ یہ قاعدہ صرف چھوٹے عطیات کے متعلق ہے [۵۲]،،

عطیات برائے مذہبی مکانات کی وراثت

۱۷۵۔ جانشینی کے مقدمات جن میں بہت مشکل پیش آتی ہے وہ ہیں۔ جو مذہبی مکانات کی امداد کیلئے مفوضہ اوقاف کے متعلق ہوتے ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ کسی صومعہ کے سرگروہ یا مقبرہ یا معبد کے متولی کی وفات پر عموماً اس کے چیلوں کے مابین جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ گدی کا وارث کون ہو۔ ایسے معاملات کا تصفیہ کرنا صاحب کلکٹر کا فرض نہیں۔ بلکہ سرکار کی حکمت عملی جیسا کہ اسکا اظہار ایکٹ نمبر ۲۰ بابت ۱۸۶۳ء میں کیا گیا ہے۔ یہ ہے کہ مذہبی مکانات کے انتظام میں دست اندازی سے محترز رہے۔ اور ایکٹ مذکور سے پانچ سال پیشتر صاحب چیف کمشنر بہادر نے اپنے سرکلر نمبر ۲۳۔ مورخہ ۲۵ اگست ۱۸۵۸ء میں اسی اصول کا اظہار فرمایا تھا۔ اگر وراثت متنازعہ ہو۔ تو صاحب کلکٹر کو چاہیئے۔ کہ وہ یا تو قابض دعویدار کو معافی دلوادیں یا انفصال مقدمہ تک ادائیگی کو بالکل ملتوی کردیں۔ اگر مقدمہ بازی طول کھینچے اور یہ ظاہر ہو کہ مذہبی یا خیراتی اغراض کیلئے مفوضہ سرمایہ وکلا کی جیبوں میں جارہا ہے۔ تو التوائے ادائیگی کا حکم دینا لازم ہے۔

ضبطی بعلت خلاف ورزی شرائط

۱۷۶۔ تفویضگی معافیہ زمین ضبط ہو سکتی ہے۔ اگر اس کی متعلقہ شرائط کی خلاف ورزی ہو۔ یہ شرائط خواہ بوضاحت بیان کی گئی ہوں۔ یا مفہوم ہوں ؛

۵۱۔ حکومتِ پنجاب کی چٹھی نمبر ۵۵۸ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۹۵ء۔
۵۲۔ حکومتِ پنجاب کا اشتہار نمبری ۱۳۸۹ مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۷۳ء۔

۱۷۷- مذہبی یا خیراتی مکانوں کی امداد کے لئے جو عطیات دئے گئے ہوں ان کی آمدن کے مصرف کے متعلق کوئی تجسسانہ تحقیقات کرنا دانائی نہیں۔

تفویضگی ہائے برائے امداد مذہبی مکانات میں شرائط کی خلاف ورزی

لیکن اگر عمارت منہدم ہو رہی ہو۔ یا بے آباد ہو چکی ہو۔ یا آمدنی وقف صریحاً ناجائز طور پر خرچ ہو رہی ہو۔ تو مداخلت ضروری ہے۔ اور نیز دست اندازی لازمی ہے۔ اگر متولی بدمعاش مشہور ہو۔ اور صاحب کلکٹر کو شکایات موصول ہوں۔ کہ کوئی عبادتگاہ چوروں اور قمار بازوں کی کمین گاہ بن گئی ہے۔ یا کہ باعزت مستورات اس مقام کی برائے عبادت زیارت نہیں کر سکتیں عمارت کی مرمت یا اس کی بدانتظامی کا علاج کرنے کے لئے ان اشخاص کو مقررہ میعاد کے لئے مہلت دینی چاہیئے۔ جنہیں اس مقام سے کوئی لگاؤ ہو۔ اور اگر کوئی ایسا تدارک نہ کیا جائے۔ تو ضبطی کی تجویز کرنی چاہیئے۔

۱۷۸- بہت سے عطیات صراحتاً نیک چلنی اور وفاداری پر مشروط ہیں ۱۸۶۱ء میں دوامی تفویضگی ہائے کے لئے جو سند کا نمونہ منظور ہوا۔ اس میں یہ واضح کیا گیا ہے۔ کہ عطیہ مرقوم الصدر شرائط تا مرضی سرکار واگذار رہے گا۔ اس شرط کی اہمیت اس وجہ سے ہے کہ سندات پانے کے وقت عطیہ داران کو سرکار کی حکمت عملی کا پتہ چل گیا۔ لیکن پرانے عطیات کی شرائط کا فیصلہ کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ابتدائی حکم واگذاری کا مفہوم دیکھا جائے۔ نہ کہ ایک عام نمونہ کی سند کے الفاظ کو جو کئی سال بعد مقرر کی گئی۔

شرط نیک چلنی و وفاداری

۱۷۹- لیکن خواہ ابتدائی عطیہ میں عطیہ دار نیک چلن رہنے کا پابند ہو یا نہ ہو۔ گورنمنٹ یہ قرار دینے کی مجاز ہے۔ کہ ہر تفویضگی میں ایک ایسا درجہ ہوتا ہے۔ جس درجہ پر مفوض الیہ کی بد افعالی کی وجہ سے ضبطی کا حکم دینا مناسب ہے۔ وہ درجہ کیا ہے؟ اس سوال کا جواب ہر عطیہ کی جداگانہ تاریخ پر موقوف ہے۔ مثلاً ایجانب ستلج اور علاقہ دہلی کی اکثر جاگیرات کے آغاز کا خیال کرتے ہوئے ان سے وہی سلوک روا رکھنا غلطی ہے۔ جو ان تفویضگی ہائے کے ساتھ کیا جائے۔ جو حکومت برطانیہ کی اپنی بخشش سے پیدا ہوئی ہیں۔

ہر تفویضگی قابل ضبطی ہے۔ اگر سنگین جرم کا ارتکاب ہو

۱۸۰- کسی جاگیر یا حصہ جاگیر پر قابض رہنے یا اسے وراثتاً بناتے

تفویضگی ضبط کی جاتی ہے۔ اگر عطیہ دار بدخواہی سرکار یا کسی واجب القتل جرم کا مرتکب ہو	کے متعلق اس شخص کا استحقاق ضبط ہو جاتا ہے۔ جو کسی ایسے جرم کی

پاداش میں سزا پائے جس کے لئے سزائے موت ہو سکتی ہے۔ اگر وہ پہلے ہی قابض ہو۔ تو جاگیر "کلیتہً" ضبط ہو جائے گی۔ اگر اس کا استحقاق دربارہ جاگیر اتفاقی ہے۔ تو وہ اس کی اپنی ذات کے لئے ختم ہو جائیگا۔ لیکن اس کی اولاد یا دیگر ورثاء کے لئے زندہ رہے گا۔ سنہ ۱۸۵۶ء[1] میں حکومت ہند نے فیصلہ دیا۔ کہ مجرم کا حصہ جو وہ معمولی زمانہ مستقبل میں پانے کا مستحق ہو۔ اس جاگیردار کی موت پر "کلیتہً" ضبط کر لینا چاہیئے۔ جس جاگیردار کا وہ مجرم وارث ہو۔ لیکن ڈائرکٹر صاحبان کی عدالت عالیہ نے اس فیصلہ کو منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ اس میں "کھوٹے خون" کے مسئلہ کو تسلیم کیا گیا تھا۔ ڈائرکٹر صاحبان نے ارشاد فرمایا:۔

"سزایاب مجرم کی تمام جائداد کی ضبطی منجملہ ان سزاؤں کے ہے جو قانون نے تجویز کر رکھی ہیں۔ اور باوجودیکہ ایسی سزا سے معصوم اولاد پر سختی ہوتی ہے۔ لیکن ایسے سزا دینے کے لئے بھی کافی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لیکن موجودہ مقدمہ میں آپ نے ایسے حقوق اراضی کی آئندہ ضبطی کا حکم دیا ہے۔ جو ابھی تک مجرمان کے قبضہ میں نہیں آئے یعنی آپ نے کھوٹے خون کے مسئلہ کو قبول کیا ہے۔ یہ مسئلہ اس ملک کے قدیمی قانون میں معروف تھا۔ لیکن قابل ترین ہستیوں نے مدت سے اس مسئلہ کو داغ لگا دیا۔ اور موجودہ زمانے کی رائے بھی اسے مذموم سمجھتی ہے۔ ہم اس اصول کو قبول نہیں کر سکتے۔ ولہذا حکم دیتے ہیں کہ اپنے دادا کی فوتیدگی پر تہال کے بیٹے اپنے باپ کے حصہ پر اسی طرح جانشین ہوں۔ گویا کہ ان کا باپ قدرتی موت مرا[2]"

بدخواہی سرکار یا غداری ملک یا نمک حرامی کا کوئی فعل کرنے سے بھی عطیہ ضبط ہو جاتا[3] ہے۔

---

[1] حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۱۷ الم مؤرخہ ۸۔ اگست سنہ ۱۸۵۶ء۔

[2] مراسلہ نمبر ۴ مؤرخہ ۱۸۔ اگست سنہ ۱۸۵۸ء۔

[3] صاحب فنانشل کمشنر کا کتابی سرکلر نمبر ۵۲ مصدرہ سنہ ۱۸۶۰ء۔

۱۸۱- علاقہ آنروئے ستلج کی مفتوحہ جاگیرات میں دو حصہ داروں کے مقدمات
۱۸۸۳ء میں حکومت پنجاب کا فیصلہ ۱۸۸۳ء میں گورنمنٹ[1] کے علم میں آئے۔
یہ جاگیردار فرداً فرداً نقب زنی اور مال مسروقہ رکھنے کے الزام میں سزایاب ہوئے
اس وقت یہ قرار دیا گیا۔ کہ "اگر عطیہ نامہ میں کوئی ایسے احکام موجود ہوں۔ جن کی
رو سے سرکار کے اختیارات دربارہ ضبطی محفوظ ہوں۔ تو دوامی.......صرف
اس وقت ہی قابل ضبطی ہیں۔ جب قابض نے غداری ملک یا بدخواہی سرکار
کی ہو یا ایسا جرم کیا ہوا۔ جس کی پاداش میں ملکی قانون کے تابع کوئی عدالت مجرم کی تمام جائداد
کی ضبطی کی سزا دے سکتی ہے"۔

۱۸۲- یہ مشکوک امر ہے۔ آیا مرقوم الصدر عقیدہ اب بھی تسلیم ہوگا یا نہیں
حکومت پنجاب کا بعد کا رویہ کیونکہ اس عقیدہ کے مطابق سرکاری مالگذاری سے
حصہ پانے کا حق بمنزلہ شخصی جائداد تصور کیا گیا ہے۔ اور حالانکہ یہ اس خیال
سے مختلف ہے۔ جس کا پنجاب کی تفویضگی ہائے کی ماہیت کے متعلق
۱۸۹۸ء میں حکومت ہند کے سامنے اظہار کیا گیا[2]۔ ضلع پشاور کے
ایک مقدمہ حال میں قابض کی وفات پر اس کی دوامی جاگیر حکومت ہند کی
منظوری سے بہت کم رقم کی دوامی پنشن کی صورت میں تبدیل کردی گئی۔
کیونکہ متوفی جاگیردار عملی وفاداری ظاہر کرنے سے قاصر رہا تھا۔ اور نہ ہی
وہ حکومت کے مقامی نمایندگان سے مناسب تعظیم و تکریم سے پیش آتا
تھا۔ ایسا کرنے کی سفارش کرتے ہوئے سر میکورتھ ینگ بالفایہ نے فرمایا
کہ وہ اس تجویز کی تائید کرتے ہیں "زیادہ تر اس وجہ سے نہیں۔ کہ ابتداً
عطیہ صرف مبلغ ایک ہزار روپیہ کا تھا۔ اور بعد میں بپابندی خدمت سرکار
و نیک چلنی اس عطیہ میں اضافہ کیا گیا تھا (اگرچہ یہ استدلال.......بھی ہو
سکتا ہے) بلکہ اس وسیع بنا پر کہ معاملہ زمین کی ہر تفویضگی کا قبضہ اس شرط
پر موقوف ہوتا ہے۔ کہ مفوض الیہ سرکار کی وفاداری کا دم بھرتا رہے
اور اگر وہ ایسا کرنے سے قاصر رہے گا۔ تو اس کا عطیہ ضبط ہو جائے گا[3]"۔

---

[1] حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۱۹۴ مورخہ ۲۳ اپریل ۱۸۸۳ء۔
[2] دیکھو فقرہ بالا نمبر ۵۵۔
[3] حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۵۰۶ مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۰۱ء۔

چند سال ہوئے پنجاب کے ایک ممتاز خاندان کے جاگیردار کو متنبہ کیا گیا تھا۔ کہ "جاگیرات سرکاری اغراض کے لئے عطا کی جاتی ہیں۔ اور تمہارے عطیہ کی متعلقہ شرائط کے مطابق ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن میں سرکار بادلِ نخواستہ عطیہ ضبط کرنے پر مجبور ہو جائیگی۔" اُس عطیہ کی سند میں یہ درج تھا۔ کہ عطیہ نیک چلنی اور وفاداراتہ خدمات پر مشروط ہے۔

ضبطیات بحق جاگیرداراں

۱۸۳۔ بعض صورتوں میں ضبطی کا فائدہ جاگیرداروں کو پہنچتا ہے۔ نہ کہ سرکار کو جن صورتوں میں ایسا ہوتا ہے۔ وہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۷ کے فقرات ۲۳ - ۲۵ میں مذکور ہیں۔

بعض صورتوں میں سابق معافیداران یا ان کے ورثار کے ساتھ بندوبست معاملہ زمین کیا جاتا ہے

۱۸۴۔ کسی تفویضگی کی ضبطی پر جو شخص اصل حقیقت میں بحیثیت صاحبِ زمین درج ہو۔ وہی عموماً سرکاری مالگذاری کی ادائیگی کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے۔ یعنی اصطلاحاً یوں کہا جائیگا۔ "اس کے ساتھ بندوبست کیا گیا"۔ لیکن ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ سابق معافیداران کو اس زمین میں فی الحقیقت حقوق ملکیت یا ادنےٰ ملکیت حاصل ہوں۔ اور اس صورت میں وہ یا اس کے وارثان بندوبست کرانے کا حق رکھتے ہیں۔ عملی طور پر یہ دستور قدرے مشکل ہوتا ہے۔ اور اس پر ہدایت نامہ بندوبست کے فقرات نمبر ۱۷۹ تا ۱۸۳ میں بحث کی گئی ہے۔

کارروائی بندوبست میں تفویضگی ہائے کی تحقیقات

۱۸۵۔ جب کسی ضلع کی مکرر تشخیص عام جاری ہو۔ تو صاحب مہتمم بندوبست کا یہ فرض ہے۔ کہ تمام موجودہ تفویضگی ہائے معاملہ زمین کی پڑتال کر کے ان کی تصدیق کرے۔ اس موضوع پر کچھ اشارات ہدایت نامہ بندوبست کے فقرات نمبر ۵۶۸ تا ۵۷۵ میں ملینگے۔

فرائض کلکٹر درباب تفویضگی ہائے

۱۸۶۔ لاخراج عطیات کے بارہ میں کسی ضلع کے صاحب کلکٹر کے اہم فرائض حسب ذیل ہیں:۔

(۱) منقضی المیعاد عطیات کے متعلق یہ دیکھنا۔ کہ ضبطی فوراً عمل میں آئے۔ یا اگر ضبطی ناپسندیدہ معلوم ہو۔ تو ابتدائی احکام کی نظرثانی کی سفارش کرنا۔

---

[1] حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۹۴۹-ایس مورخہ ۲۵ اگست ۱۸۹۸ء۔

(۲) دیگر تفویضگی ہائے کے متعلق :-

(الف) موجودہ قابض کی وفات پر وراثت کا فوری فیصلہ کرنا۔

(ب) تسلی کرنا کہ آیا مفوض الیہ عطیہ کی شرائط پر کاربند ہے ۔

منقضی المیعاد تفویضگی ہائے کو حسب اقتضائے رائے خود ضبط کرنے کے متعلق بھی صاحب کلکٹر کو آزادانہ اختیار حاصل نہیں۔ بعض صورتوں میں تو اسے ایسا کرنے کی صریح نعمت ہے۔ اور باقیماندگان کے متعلق حکمت عملی کے بیّن خطوط کھینچ دیئے گئے ہیں۔ جس کے مطابق صاحب موصوف کو عمل کرنا چاہیئے۔ اگر ضلع میں بندوبست ہو رہا ہو۔ تو بھی یہ فرائض صاحب کلکٹر سر انجام دینگے۔ لیکن صاحب مہتمم بندوبست تمام ایسے مقدمات برائے احکام صاحب کلکٹر کی خدمت میں ارسال کرینگے۔ مصدرہ احکام کی اطلاع صاحب مہتمم بندوبست کو بھی دینی لازمی ہے۔ تاکہ صاحب موصوف اسلہ میں ان کا عمل کرسکیں۔ اور وہ اس غرض کو سر انجام دے سکیں۔ جو ہدایت نامہ بندوبست کے فقرہ نمبر ۵۶۸ و مابعد کی رو سے اُن پر عائد ہوتا ہے ۔

خدمات ۱۸۴۹ء اور خدمات غدر کے عطیات

۱۸۷۔ ایسے عطیات جو ۱۸۴۹ء یا غدر میں کی خدمات کے صلہ میں دئے گئے ہوں۔ بلا منظوری صاحب فنانشل کمشنر بہادر ضبط نہ کر لینے چاہئیں۔ خواہ وہ ابتداءً ایک مقررہ میعاد کے لئے ہی واگزار کئے گئے ہوںؔ۔ ایسی صورتوں میں فیاضی دکھلانے کی بہت مستحکم وجوہات ہیں۔ اور جو سر جیمز لائل بالقابہ کے مفصلہ ذیل ارشادات میں مذکور ہیںؔ :-

(۱) بعض مقدمات میں جو سر جیمز لائل بالقابہ کے بہ حیثیت صاحب فنانشل کمشنر بہادر ملاحظہ سے گذرے۔ ان میں صاحب موصوف نے رائے ظاہر فرمائی تھی۔ کہ خدمات غدر کے صلہ میں جو عطیات دئے گئے ہوں۔ اُن کو علے الدوام قائم رکھنا صحیح حکمتِ عملی ہے۔ کیونکہ ایسے عطیات وفاداری کے نتائج کا بیّن ثبوت ہیں۔ اور سیاسیات ملک پر ان کا کافی

ؔ۱ حکومت پنجاب کی چٹھیات نمبری ۴۰۱۰ مورخہ ۳۰ اگست ۱۸۸۹ء اور ۱۴۱ مورخہ ۶ دسمبر ۱۸۸۹ء

ؔ۲ " " چٹھی نمبری ۱۹۲ ۔ ایس مورخہ ۶ جولائی ۱۸۸۹ء

اثر پڑتا ہے۔ سر جیمز لائل بالقابہ کی اب بھی وہی رائے ہے۔ اور آپ اس خیال پر زور دیتے ہیں۔ کہ ان قلیل المقدار جاگیروں یا معافیاں کو جو ۱۸۵۹ء اور ۱۸۶۰ء میں بہترین سکھ اور پنجابی مسلمان دیسی افسروں کو بدیں وجہ عطا کی گئیں۔ کہ انہوں نے ہماری آواز پر لبیک کہی۔ اور نازک وقت میں ہمارے جھنڈے تلے آکر نمایاں فوجی خدمات سر انجام دیں۔ کلیتہً یا جزاءً ایک چیدہ وارث کے نام واگذار رکھنا صحیح حکمت عملی اور روپیہ کا بہترین مصرف ہوگا۔ بشرطیکہ اس خاندان نے وفاداری۔ خیر خواہی اور خدمات کے لئے ہمیشہ مستعدی دکھلائی ہو۔ ان عطیات کی نقد قیمت قلیل ہے۔ لیکن ان کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ زمینداروں کے اس ملک میں عطیہ دار خاندان کو عام دیہاتی لوگوں کی نظروں میں فوقیت و برتری حاصل ہو جاتی ہے۔ اور سرکار کے حکام کی نظر التفات بھی اسی خاندان پر پڑتی ہے۔ یہی وہ زمیندار خاندان ہیں۔ جو اگرچہ عام طبقۂ دہقانان سے قدرے آسودہ حال ہوں لیکن پھر بھی کاشتکار مالکان سے زیادہ نہیں۔ اور جن کے افراد پر ہندوستانی فوج کے موجودہ رسالوں اور پیدل فوج کو بجا طور پر فخر ہے۔ اور جو بہترین دیسی افسر بنتے ہیں ان کے ہاں اسلاف سے جنگی روایات اور شرافت چلی آئی ہے۔ اور اُن کے پاس قدرے پونجی بھی ہے۔ وہ ملازمت سرکار منفعت کی غرض سے نہیں کرتے بلکہ اُن کو یہ ملازمت عزیز ہے۔ ملازمت سے واپس آکر وہ اپنی زمینوں پر گذارا کرتے ہیں۔ سر جیمز لائل بالقابہ کی رائے میں یہ اہم مقصد ہونا چاہیئے کہ ہم اس روح کو زندہ رکھیں جو اس طبقہ کے افراد کو ہماری افواج میں ملازمت کرنے کی ترغیب دیتی ہے۔ اور کسی دن جس کے فنا ہو جانے کا احتمال ہے۔ اس روح کو زندہ رکھنے اور کسی دوبارہ ایسے ہی نازک وقت پڑنے پر آئندہ نسلوں کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی حوصلہ افزائی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ جن اشخاص نے ۱۸۵۷ء میں ہمارے جھنڈے تلے آکر نمایاں خدمات کیں۔ اُن کے وارثان کے نام اُنکے اپنے

دیہات میں چھوٹے چھوٹے عطیات جاری رکھے جائیں"۔

۱۸۸۔ لارڈ ہارڈنگ اور لارڈ ڈلہوزی نے جو قواعد وضع فرمائے تھے۔

بیدی اور سوڈھی عطیات

ان میں ایک قاعدہ یہ بھی تھا۔ کہ قابضان کی وفات کے بعد ان عطیات بشمول بیدی اور سوڈھی عطیات پر دوبارہ غور کیا جائیگا۔ جو سکھ فرمانرواؤں کی ہر قسم کی خدمات کے لئے تفویض کئے گئے تھے۔ اور جو ابتدائی عملداری سرکار میں صرف قابضان کی زندگی کے لئے واگذار کئے گئے تھے[لہ]۔ پہلے ایکٹ معاملہ زمین ملک پنجاب۔ ایکٹ نمبر ۳۳ مصدرہ ۱۸۷۱ء کے ماتحت جو قواعد جاری کئے گئے تھے۔ ان میں مذکورہ ہدایت بطور قواعد درج کی گئی تھیں۔ موجودہ قابضوں کی وفات پر بیدی اور سوڈھی لاخراج عطیات کی ضبطی اور اُن کی اولاد نرینہ۔ بیوگان اور دختران کو پنشن ہائے عطا کرنے کے بارہ میں اب حتمی ہدایات دی گئی ہیں۔ ان ہدایات سے مفصلہ ذیل قواعد وضع ہوئے ہیں۔ جو ابتداءً متوفی بیدی اور سوڈھی پنشنخواران کے لئے مرتب کئے تھے۔ اور متوفی بیدی اور سوڈھی لاخراجداروں پر بھی حاوی ہیں۔ ایسے لاخراجداروں کی وفات پر ان قواعد کو پہلے پہل عائد کرنے میں الفاظ "پنشنخوار" اور "پنشن" میں حسب ضرورت متوفی لاخراجدار اور اس کے عطیہ کی مقدار علی الترتیب شامل تصور کی جاسکے۔ اگر ایسے متوفی یا اس کے عطیہ پر ان اصطلاحات کا اطلاق نہ ہو۔ تو ان ہر دو الفاظ سے اُن کے لغوی معانی سمجھنے چاہئیں۔ پس متوفی لاخراجدار کے ورثاء ایک طرح کے پنشنخواران ہیں۔ اور اسی طرح ان کے بعد ان ورثاء کے جانشینان۔ پنشن ہائے پشت بہ پشت گھٹتی چلی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ وہ نذر مبادلہ (کموٹیشن) ادا کر کے خرید لی جاتی ہیں۔ یا موت اور شادی کی وجہ سے ضبط ہو جاتی ہیں۔

ان ہدایات میں یہ بھی درج ہے۔ کہ صاحبان کلکٹر مجاز ہیں۔ کہ وہ اعلےٰ حکام سے استصواب کئے بغیر ان مقدمات کو ان قواعد کے مطابق خود فیصلہ کیا کریں[۲ہ]۔

لہ اس کتاب کے فقرات ۸۶ و ۹۰ ملاحظہ کرو

۲ہ حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۱۹۷ مورخہ ۵ ردسمبر ۱۸۸۴ء و نمبر ۸۷ مورخہ ۴ر جولائی ۱۸۸۹ء و نیز حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۵ (ریونیو) مورخہ ۸ رجنوری ۱۹۱۴ء

"(۱) کسی مذکر پنشنخوار کی فوتیدگی پر اس کی نصف پنشن اس کے صلبی اولاد نرینہ کے حق میں جاری رکھی جائیگی۔ اور عام رواج وراثت کے مطابق ان میں تقسیم کردی جائیگی۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اگر اس قاعدہ کے ماتحت جن پنشن ہائی کا دعویٰ ہوسکتا ہے۔ پچاس روپیہ سالانہ سے زائد نہ ہوں۔ تو وہ عام شروح کے مطابق بذریعہ ادائیگی زر مبادلہ (کمیوٹیشن) جبراً خرید کرلی جائینگی۔

(۲) کسی مذکر پنشنخوار کی فوتیدگی پر اس کی نصف پنشن اس کی بیوہ اگر کوئی ہو، کو دی جائیگی یا اگر کئی بیوگان ہوں) اس کی بیوگان کے مابین بحصص برابر منقسم کی جائیگی۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اگر متوفی پنشنخوار کی کوئی ناکتخدا دختر یا دختران ایسی ہوں۔ جن کی ماں بھی مرچکی ہو۔ تو اس کی بیوہ یا بیوگان کو پہنچنے والا حصہ پنشن اس طرح محسوب کیا جائے گا گویا کہ ایسی دختر یا دختران کی ماں یا مائیں زندہ ہیں۔

(۳) سرگروہ خاندان کے علاوہ کسی دیگر مذکر پنشنخوار کی فوتیدگی پر اگر اس کی کنواری بیٹیاں ہوں اور ان کی ماں نہ ہو۔ تو ہر ماں کی ایسی بیٹیاں اپنی اپنی ماں کے اس حصہ پنشن کا نصف بحصص برابر پانے کی مستحق ہیں۔ جو ان کی ماں کو زندہ رہنے کی صورت میں زیر قاعدہ نمبر ۲ ملتا۔

(۴) کسی بیوہ کی فوتیدگی پر جس نے کوئی پنشن زیر قاعدہ نمبر ۲ پائی ہو۔ اس پنشن کا نصف اس کی کنواری دختران کو (اگر کوئی ہوں) بحصص برابر دیا جائے گا۔

(۵) پنشن ہائے بیوگان عطا شدہ زیر قاعدہ نمبر ۲ تاحین حیات رہینگی۔ دختران کو جو پنشن ہائے زیر قاعدہ نمبر ۳ یا قاعدہ نمبر ۴ ملی ہوں۔ وہ پنشنخوار کی فوتیدگی یا شادی ہونے پر ختم ہوجائینگی۔ لیکن جب وہ بوجہ شادی ختم ہوں۔ تو پنشنخواراں کو زیر قواعد عام جہیز بھی دیا جاسکتا ہے۔

(۶) تمام پنشن ہائے تا مرضی سرکار ملیں گی۔ اور عام شرائط نیک چلنی۔ وفاداری وخدمات پر مشروط ہیں۔ ان قواعد کے مطابق جس پنشن کا استحقاق پہنچتا ہو۔ لوکل گورنمنٹ مجاز ہے۔ کہ وہ پنشن

دینے سے انکار کر دے - اگر دعویدار بخشش سرکار کے ناقابل نظر آئے"۔

۱۸۹- مرقوم الصدر قواعد آنندپور واقع ضلع ہوشیارپور کے مشہور و معروف خاندان سوڈھیان پر حاوی ہیں۔ اور فی الحقیقت ابتداءً وہ اسی خاندان کے لئے وضع کئے گئے تھے۔ لیکن ہر پشت میں سرگروہ خاندان مبلغ ۲۴۰۰ روپیہ سالانہ کی نقد پنشن پانے کا بھی مستحق ہے۔ لہذا ان قواعد کا سوڈھیان آنندپور پر اطلاق کرنے میں چند ایزادیاں کرلینی چاہئیں۔ یعنی قاعدہ نمبر ۱ میں الفاظ "مذکر پنشنخوار" سے پہلے لفظ "دیگر" اور قاعدہ نمبر ۲ میں الفاظ "مذکر پنشنخوار" کے بعد الفاظ "علاوہ موجودہ سرگروہ خاندان" ایزاد کر لئے جائیں۔

سوڈھیان آنندپور کی پنشن ہائے

۱۹۰- بنابریں صاحبان کلکٹر بیدیوں اور سوڈھیوں کی پنشن ہائے۔ جاگیرات و معافیات کی ضبطیات کے متعلق تمام مقدمات خود بخود فیصلہ کر سکینگے۔ اور افسران بالا[۱] کی خدمت میں صرف وہی مقدمات برائے احکام ارسال کئے جائینگے۔ جن میں صاحبان کلکٹر پنشن دینے سے انکار کرنا یا زیادہ فیاضانہ سلوک کرنا مناسب خیال کریں۔ یا جن میں بوجوہات خاص صاحبان کلکٹر خیال کریں۔ کہ ضبط ہونے والی جاگیر یا معافی اسی صورت میں جاری رکھی جائے۔ ایسے مقدمات شاذ و نادر ہی ہونگے۔ جن میں قواعد سے زیادہ فیاضانہ سلوک کرنے کی سفارش کرنا مناسب ہوگا۔ لیکن اس امر کا امکان ہے۔ کہ ایسے مقدمات پیدا ہوں۔ جن میں تازیست واگذار شدہ بیدی اور سوڈھی جاگیرات و معافیات کو اسی صورت میں جاری رکھنا پسندیدہ فعل ہو۔ لیکن یہ خیال رہے۔ کہ اس قسم کی سفارش صرف اسی صورت میں کرنی چاہیئے۔ جب عطیہ کو زائد از زندگی مثلاً تا مرضی سرکار واگذار رکھنا مقصود ہو۔ اور یہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جب عطیہ نہایت دیرینہ اور ایک معزز خاندان کے قبضہ میں ہو۔ یا کسی مذہبی یا خیراتی عمارت یا مکان۔ یا کسی برلب سڑک باغ کے قیام کے لئے ہو۔

بیدی اور سوڈھی عطیات کے بارہ میں صاحبان کلکٹر کے اختیارات۔

---

[۱] حکومت ہند۔ محکمہ خارجہ۔ کی چٹھی نمبر ۱۹۹۲ - جی مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۸۸۷ء۔

جہاں ایسا مقام یا باغ موجود ہو اور اس کو برقرار رکھنا مستحسن ہو۔[1]

۱۹۱- مذہبی اور خیراتی مکانوں کی امداد کے لئے دیسی فرمانرواؤں نے جو عطیات عطا کئے ہوں - انکی

مذہبی اور خیراتی مکانوں کے بارہ میں سرکار کی حکمت عملی

واگزاری کے متعلق سرکار انگلشیہ کی حکمتِ عملی خاص طور پر فیاضانہ رہی ہے۔ اس بارہ میں لارڈ ہارڈنج اور لارڈ ڈلہوزی نے جو قواعد وضع فرمائے۔ وہ فقرات ۸۶ اور ۹۳ میں درج ہیں۔ اور علاقہ دہلی میں مروجہ قاعدہ کا ذکر فقرہ ۲۳۱ (د) میں کیا جا چکا ہے۔ ۱۸۶۰ء میں جو احکام جاری کئے گئے۔ اُن میں حکام ضلع کو خاص تاکید تھی۔ کہ مسجد یا مندر کے مفاد کی غرض سے جو عطیات کسی شخص کے نام حین حیات تک ہی واگذار ہوں۔ اُن کو ضبط نہ کیا جائے۔ اگر عوام الناس کے دل میں اس مکان کی قدر ہو۔ اور احتمال ہو کہ ضبطی ان کے ناگوار خاطر گذریگی۔ ایسے مقدمات برائے صدور احکام رپورٹ ہونے ضروری تھے۔ دھرمسالوں۔ تکیوں یا خانقاہوں کی امداد کے لئے جو حین حیاتی عطیات دئے گئے۔ اُن کے بارہ میں بھی یہی طریقہ اختیار کرنا ضروری تھا۔ اگر ضبطی سے "واقعی بے چینی" پیدا ہونے کا ڈر ہو۔

ان ہی ہدایات کا زیادہ عمومی شکل میں قواعد زیر ایکٹ معاملہ زمین نمبر ۳۳ بابت ۱۸۷۱ء میں اعادہ کیا گیا۔ اور ۱۸۸۱ء میں صاحبان مہتمم بندوبست کو ہدایت کی گئی۔ کہ اگر کوئی نئے یا خاص وجوہات نقیض نہ ہوں تو ابتدائی قانونی بندوبست میں جو عطیات بحق مذہبی مکانات واگذار ہوئے ہوں۔ وہ بندوبستِ ثانی کے لئے بھی جاری رکھے جائیں۔[2] مرقوم الذیل مفصل ہدایات ہیں جو مسٹر لائل بالقابہ نے بہ حیثیت فنانشل کمشنر ۱۸۸۳ء میں جاری فرمائیں۔ اُن میں بھی یہی حکمتِ عملی درج ہے۔ ابتداءً یہ ہدایات ضلع ہوشیار پور کی تحصیل اونہ جو اس وقت زیر بندوبست تھی۔ کی تفویضی ہائے معاملہ زمین کے انفصال کیلئے وضع کی گئی تھیں۔ لیکن صاحب کمشنر بہادر بندوبست

---

[1] مزید ہدایات کے لئے دیکھو فقرہ نمبر ۲۔ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کا سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۷۔

[2] حکومت پنجاب کی چھٹی نمبر ۴۴۷ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۸۸۱ء اور صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا سرکلر نمبر ۲۵۱ ۔ مورخہ یکم اگست ۱۸۸۱ء ۔

کے ایک سر کلر میں اُن کا اعادہ کیا گیا۔

۱۹۲- مسٹر لائل بالقابہ نے جو اصول وضع کئے وہ حسب ذیل ہیں:-

ہدایات جو مسٹر لائل نے ۱۸۸۳ء میں جاری فرمائیں | "(۱) جہاں عطیہ کسی دھرمسالہ یا تکیہ سے وابستہ ہو۔ جو موجود ہو۔ اور جس کی ویسی ہی خدمت ہوتی ہو جیسی کہ سابقہ بندوبست میں ہوتی تھی تو عطیہ برقرار رکھنا چاہیئے۔ اور بپابندی اس شرط کہ قابضان کی وفات پر صاحب ڈپٹی کمشنر نظر ثانی کرنے کے مجاز ہونگے۔ یہ وجہ مانع نہ ہونی چاہیئے۔ کہ مکان کچا ہے۔ اور کہ عطیہ کا رقبہ یا مقدار بہت تھوڑی ہے۔ یا کہ ابتدائی معطی صرف باشندگان دیہہ تھے۔

(۲) اگر عطیہ کسی ٹھاکردوارہ۔ شوالہ یا خانقاہ جس میں کوئی مسجد یا قبر بشمول عبادتگاہ ہو سے وابستہ ہو۔ تو وہ دوسرے بندوبست کی میعاد کے لئے قائم رکھنا چاہیئے۔ بشرطیکہ عمارت واقعی مذہبی عمارت ہو۔ اور بطور پرستش گاہ رکھی جاتی ہو۔ خواہ اس کی پرستش اسی گاؤں یا ضلع میں ہوتی ہو یا نہ۔

(۳) اگر عطیہ کسی ایسے ٹھاکردوارہ سے وابستہ ہے۔ جو محض ایک برہمن کا مسکن ہو۔ اور جس کے کسی کمرے میں ایک ٹھاکر رکھا ہو۔ تو ایسا عموماً ضبط کر لینا چاہیئے۔ اگر سابقہ بندوبست والا عطیہ دار مر چکا ہو۔ اور موجودہ قابض مستحق خیرات نہیں۔

(۴) اگر کسی عطیہ کے متعلق گمان ہو۔ کہ وہ کسی ایسی عمارت سے وابستہ نہیں جس میں کہ پرستش کنندگان داخل ہو سکیں۔ بلکہ معمولی چاردیواریوں سے ہے۔ مثلاً مسلمانوں کی قبروں۔ ہندوؤں کی مڑھیوں۔ سرور سلطان کے مکانوں۔ پیروں یا دیویوں کے چبوتروں وغیرہ سے۔ تو ایسا عطیہ عموماً ضبط کر لینا چاہیئے۔

(۵) اگر باشندگان دیہہ نے برہمنوں کو برائے خدمات بطور پنڈت۔ پاندہ۔ پروہت یا اچارج۔ یا دیہی خدمات کے لئے دستکاروں یا امینوں کو کوئی عطیہ دیا ہو۔ تو وہ ضبط کر لینا چاہیئے۔ یا زیادہ سے زیادہ بوڑھے مصول یا مستورات کی زندگی تک ازرہ ترحم واگذار رہنے دیا جائے۔

(۶) اگر برہمن پروہتوں کے کسی معزز خاندان کو کسی راجہ یا فرمانروا نے ایسا عطیہ

جس کا ذکر ابھی اوپر کیا گیا ہے۔ بطور مدد معاش عطا کیا ہو۔ تو اسے تا میعاد بندوبست دیگر جاری رکھنا چاہیئے۔ بشرطیکہ خاندان باعزت رہا ہو۔ اور مذہبی خدمات سرانجام دیتا ہو۔

(۷) اگر کسی حکمران یا باشندگان دیہ نے مدرسہ کے قیام یا کسی شاہراہ پر مسافروں کو پانی پلانے کی غرض سے کوئی عطیہ دیا ہو۔ تو اس کو عطیہ رفاہ عام نہ کہ برائے خدمات دیہی تصور کرنا چاہیئے۔ اور اس عطیہ کو برقرار رکھنا چاہیئے بشرطیکہ یہ معلوم نہ ہو۔ کہ ابتدائی غرض پوری نہیں ہو رہی۔ جہاں عطیات ضبط کئے جائیں۔ وہاں باشندگان دیہ کو ان اراضیات کو تقسیم باچھ سے علیحدہ رکھنے کا موقع دینا چاہیئے۔

۱۹۳۔ ۱۸۸۶ء میں صاحبان فنانشل کمشنر بہادر نے اظہار کیا۔ کہ

| ریزہ معافیات دیہ کے متعلق کم فیاضی کا سلوک کرنے کی تجویز |

مذکورہ بالا ہدایات میں "دیہی ریزہ معافیات" سے بہت زیادہ فیاضانہ برتاؤ کیا گیا ہے۔ صاحبان مذکور کا منشا تھا۔ کہ ایسے مکانات میں وسیع امتیاز پیدا کیا جائے۔ جن سے صرف اہالیان دیہ جس میں وہ مکان واقع ہو۔ فائدہ اُٹھاتے ہوں۔ اور جو مکانات کہ مرجع انام ہوں۔ صاحبان مذکور کی تجویز تھی۔ کہ اول الذکر کے لئے جو معافیات دی گئی ہوں۔ وہ سرکار ضبط کرلے۔ اور ان کو جاری رکھنا مالکان اراضی کی مرضی پر چھوڑ دے۔ گویا کہ وہ عطیات اُن کی طرف سے تصور ہوں۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا انہوں نے "ریزہ معافیات دیہ" کے متعلق ایک سرکلر کا مسودہ تیار کیا۔ جس کا فقرہ دوئم درج ذیل ہے:۔

"عام قاعدہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ایسے عطیات اگر میعاد بندوبست یا کسی دیگر غیر معینہ میعاد (جو زندگی یا پشتوں کیلئے نہ ہو) کے لئے عطا کئے گئے ہوں۔ تو وہ نئی تشخیص کے نفاذ کی تاریخ سے ضبط کر لینے چاہئیں الا جن صورتوں میں کہ اُن کی موجودگی بیّن رفاہ عام کا باعث ہو۔ لہٰذا زیادہ مشہور تکیوں اور دھرم سالوں کے عطیات جو شاہراہوں پر واقع ہیں۔ اکثر صورتوں میں قائم رکھے جائیں گے۔ تمام مدرسوں کے متعلق جن کا کافی اچھا انتظام ہو۔ یہی عمل ہوگا۔ خواہ اُن میں صرف ایک ہی گاؤں کے طلباء پڑھتے ہوں۔ لیکن جہاں تک کہ رفاہ عام کا تعلق ہے۔ مسلمانوں کی قبروں۔ ہندوؤں کی مڑھیوں۔ سرور سلطان کے مکانوں

پیروں اور دیویوں کے چیونٹروں اور اسی قسم کے دیگر اغراض کے لئے دئے ہوئے عطیات بالکل بے فائدہ ہیں۔ اور بطور قاعدہ کلیہ واپس لے لینے چاہئیں۔ اسی طرح جو عطیات دیہی خدام دین یا مذہبی استادوں یا دیہی کمینوں اور دستکاروں کو دئے گئے ہیں۔ جاری نہ رکھنے چاہیئے اور نہ ہی وہ عطیات جو ایسی مسجدوں اور مندروں سے وابستہ ہیں۔ جو مرجع عوام نہیں۔ المختصر یہ اصول دل میں ٹھہرا لینا چاہیئے۔ کہ رفاہ عام کی بادی۔ تمدنی یا اخلاقی اغراض کے لئے جو عطیات ہوں۔ وہ برقرار رکھنے چاہئیں۔ لیکن جو عطیات ایسے مقاصد کے لئے ہیں جو یا تو بے سود ہیں یا جن سے صرف ایک ہی موضع کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اُن کو ضبط کر لینا چاہیئے۔ اور سابق یا بندگان کو اُن لوگوں کی بخشش پر چھوڑ دینا چاہیئے جنہیں اُن سے واسطہ ہو۔"

۱۹۴ مسٹر لائل بالتقابہ نے جو اس وقت صوبہ کے لفٹنٹ گورنر ہو گئے تھے

مسٹر لائل نے تجویز مسترد کردی

حکمت عملی میں مجوزہ تبدیلی پر پُرزور اعتراض کرتے ہوئے مسودہ سرکلر منظور کرنے سے انکار کر دیا۔ صاحب موصوف نے بوضاحت ارشاد فرمایا:۔

"جناب نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو موجودہ حکمتِ عملی میں تبدیلی کرنے کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ اور صاحب ممدوح ایسی تبدیلی کو جو بُخل کی طرف مائل ہو۔ بالکل خلاف مصلحت تصور فرماتے ہیں۔ فی زمانہ اگر تبدیلی کرنی منظور ہو۔ تو وہ تبدیلی سمت مخالف (یعنی فیاضی) کی طرف ہونی چاہیئے۔ کیونکہ صوبہ میں غیر معمولی مقوضہ مالگذاری کی مقدار کم کرنے کا کام پورا ہو چکا ہے اور اب بقایا رقم کوئی زیادہ نہیں۔ مسٹر لائل کا خیال ہے۔ کہ بعض صاحبان مہتمم بندوبست اور صاحبان ڈپٹی کمشنر ان ریزہ معافیات کی ضبطی کی طرف بدیں وجہ مائل ہو جاتے ہیں۔ کہ یہ باعث تکلیف ہوتی ہیں۔ اور عام قواعد مالگذاری کی مستثنیات وخلاف سرشتگی ہوتی ہیں۔ لیکن ہمیں ان وجوہات کی بنا پر کوئی سخت اور غیر مقبول عام حکمت عملی اختیار نہ کر لینی چاہیئے۔ یہ بات محتاج بیان نہیں۔ کہ لوگوں کے دلوں میں معافیات کی قدر و قیمت

---

۵۷ حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۷ مورخہ ۲۰ رجولائی ۱۸۸۷ء۔

اُن کی اصلی قیمت سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔ اور ان کے احساسات کے ساتھ اظہار ہمدردی کرنا ضروری ہے۔ اور خاص کر جب کہ اصلی قیمت کوئی بہت زیادہ نہ ہو۔

"مسودہ سرکلر کے فقرہ ۲ میں جو اصول بیان کیا گیا ہے۔ یعنی کہ ریزہ معافیات دیہ کے بارہ میں عام قاعدہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ وہ نئی تشخیص کی تاریخ نفاذ سے ضبط کر لی جائیں۔ اِلّا جن صورتوں میں کہ ان کی موجودگی بیّن رفاہِ عام کا باعث ہو۔ ایک ایسا اصول ہے۔ جو صاحب موصوف کے خیال کے مطابق فی نفسہٖ غلط اور سابقہ رواج کے مخالف ہے۔ اور سیاسی نقطۂ نگاہ سے بھی بہت ہی خلاف مصلحت ہے۔ اور مسٹر لائل یا لفایہ کے خیال میں یہ تجویز کہ اس اصول کا ایسے عطیات پر اطلاق ہو۔ جو خدام دین و مذہبی استادوں یا دیہی کمینوں و دستکاروں۔ یا مسجدوں اور مندروں کے لئے ہوں۔ ایک ایسی تجویز ہے جو پرلے درجہ کی اندھا دھند صفائی پر مبنی ہے۔ بار کلے صاحب کی ہدایات برائے صاحبان مہتمم بندوبست کے ضمیمہ نمبر ۳ فقرہ ۳۴ صفحہ نمبر ۲۰۸ میں جو قاعدہ درج ہے۔ وہ اب تک نافذ ہے۔ کیونکہ اس میں صحیح حکمت عملی کا اظہار ہے۔ یعنی یہ قرین مصلحت ہے۔ کہ تمام اوقاف جو مذہبی مکانوں یا رفاہِ عام عمارات کی امداد کے لئے نیک نیتی سے عطا کئے گئے ہوں۔ وہ تا قیام مکان یا عمارت واگذار رہنے چاہئیں۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اگر ایسے عطیات زیادہ قیمت کے ہوں۔ تو ان کی مقدار میں اس رقم تک تخفیف روا ہے۔ جو بیابیات ملک کے مطابق ہو۔ جن صورتوں میں کہ ابتدائی حکم کی شرائط یہ ہیں۔ کہ "تا قیام یا تا مرضی سرکار واگذار رہے" ان صورتوں میں صاحب مہتمم بندوبست یا صاحب ڈپٹی کمشنر صرف اسی صورت میں تبدیلی کی تجویز کر سکتے ہیں۔ جب کہ مکان یا عمارت ابتدائی اغراض کے مطابق نہ رکھا جاتا ہو۔ لیکن اگر ابتدائی حکم صرف واگذاری تا مابعد بندوبست کا ہو۔ تو معاملہ دگرگوں ہے۔ ایسے مقدمات کا متعلقہ ضابطہ اس دفتر کی چٹھی نمبر ۴۷۴ مورخہ ۱۳ اپریل ۱۸۸۱ء میں درج ہے۔ اور جو صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے سرکلر نمبر $\frac{\text{ایس - 9}}{\text{۲۵ - ایس}}$ مورخہ یکم اگست ۱۸۸۱ء

کے ساتھ شائع ہوئی ؛

"ایک زندگی یا زیادہ پشتوں کے لئے جو عطیات دئے گئے ہوں۔ ان سب کو باستثنائے بیدی و سوڈھی عطیات صاحب ڈپٹی کمشنر یا صاحب مہتمم بندوبست مقررہ وقت آنے پر ابتدائی احکام واگذاری کے مطابق ضبط کر سکتے ہیں۔ لیکن عطیات جو تا میعاد بندوبست دئے گئے ہوں۔ خاص خصوصیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ ان احکام کا یہ مفہوم ہرگز نہ تھا۔ کہ وہ میعاد بندوبست منقضی ہونے پر ضبط کر لئے جائیں۔ بلکہ صرف یہ مطلب تھا۔ کہ اس میعاد کے بعد ان پر دوبارہ غور کیا جائے اور اسمیں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ اُن عطیات کے متعلق سرکار کا منشاء وہی تھا۔ جو حکومت پنجاب کی متذکرہ بالا چٹھی کے فقرہ نمبر ۲ میں بیان کیا گیا تھا۔ یعنی کہ اگر کوئی خاص وجوہات یا نئے احکامات موجود نہ ہوں تو ایسے عطیات بالعموم جاری رکھنے چاہئیں۔ بشرطیکہ ان کی ماہیت ہی کوئی اہم تبدیلی نہ ہوئی ہو۔

"منقضی المیعاد ہونے پر جین حیاتی عطیات کی ضبطی کے بارہ میں کوئی نئے احکام ضروری نہیں۔ اگر عطیہ محض ذاتی طور پر دیا گیا تھا۔ اور قابض کے علاوہ دیگر اشخاص کو فائدہ پہنچانا مقصود نہ تھا۔ لیکن یہ مناسب ہے کہ صاحب مہتمم بندوبست موقع کاروائی بندوبست سے فائدہ حاصل کرتے ہوئے ان تمام جین حیاتی معافیات پر نظر ثانی کریں جو کسی قسم کی دیہی یا رفاہ عام خدمات کے لئے عطا کی گئیں ہوں۔ یا کسی مکانات مثلاً سکول، مندر، دھرمسالہ یا تکیہ سے وابستہ ہوں۔ جین حیاتی واگذاری کے ابتدائی احکام جلدی میں صادر کئے گئے تھے اور کوئی صورتوں میں تو جین حیاتی واگذاری کا مفہوم یہ تھا۔ کہ دوامی عطیہ دینے سے انکار ہے۔ ان مقدمات کا ہر ضلع میں جداگانہ فیصلہ کیا گیا۔ بعض جگہ جین حیات قابض تک اور بعض جگہ تا میعاد بندوبست واگذاری منظور کی گئی۔ لہذا بروقت بازیافت ایسے مقدمات پر دوبارہ غور کرنے کی اجازت اور حوصلہ افزائی کا دستور رہا۔ لیکن ایسا کرنا بہت تکلیف دہ اور مشکل ہوتا ہے۔ اور غیر مساویانہ سلوک کا باعث ہوتا ہے۔ نظر برآں بہتر یہ ہے۔ کہ ہر صاحب مہتمم بندوبست کو ایسے مقدمات پر عموماً نظر ثانی کرنی چاہیئے۔ خواہ ضبطی عمل میں آچکی ہو۔ یا نہ۔ اور اگر ان کی رائے ہو کہ جین حیات قابض سے

زیادہ مدت کے لئے اس عطیہ کی واگزاری ہونی چاہیئے۔ تو صاحب موصوف کو چاہیئے۔ کہ وہ اسے ایک رجسٹر میں درج کر کے رپورٹ کریں۔ اور انہیں عموماً میعاد بندوبست تک واگزار کرنے کی تجویز کرنی چاہیئے۔ کیونکہ ایسا کرنا محفوظ ترین طریق ہے۔ اور اس پر دوبارہ غور ہو سکتا ہے"۔

"جو معافیات خالصۃً دیہی خدمات یا دیہی مکانات کے لئے تا میعاد بندوبست یا تاحین حیات عطا کی گئی ہوں۔ ان کے متعلق صاحب مہتمم بندوبست کو اختیار دے دینا چاہیئے۔ کہ جہاں تک کہ سرکار کا تعلق ہے۔ ایسی ریزہ معافیات جن کا رقبہ زائد از تین ایکڑ نہ ہو ضبط کر لیں۔ (لیکن کوئی جمع تشخیص کئے یا جمع دیہی مقرر کرتے ہیں اس زمین کو محسوب کئے بغیر) اور مثل معافی اور فرد الاخراج پر یہ حکم تحریر فرما دیں کہ معافی فرد الاخراج اور رجسٹر معافیات سے خارج کی جائے۔ اور بروقت باچھ یہ اراضی رقبہ زیر مالگذاری میں باجازت زمینداراں شامل کر لی جائے۔ کیونکہ زمینداروں کو اجازت ہے۔ کہ جب تک چاہیں کثرت رائے سے اس اراضی کو خارج از باچھ رکھیں۔ ایسی صورتوں میں اگر زمینداران خارج از باچھ رکھنے کا فیصلہ کریں۔ تو یہ امر روبکار باچھ میں قلمبند کیا جائیگا۔ اور اراضی معاف منجانب زمینداران ہو گی لیکن جہاں تک کہ سرکار کا تعلق ہے۔ وہ اراضی خالصہ تصور ہو گی۔ اس طریق کار سے کئی ریزہ معافیات اپنی اصلی مناسب حالت پر آ جائیں گی۔ یعنی وہ معافیات منجانب زمینداران ہو جائیں گی۔ اینندا سرکار نے یہ معافیات زمینداروں کی درخواست پر عطا کی تھیں۔ لیکن زمینداروں کی خواہشات و منشا اور اُن کی اجازت کے بغیر یہ معافیات عطا کر کے ہم نے ان کی اصلیت ناپسندیدہ طور پر تبدیل کر دی ہے۔ ان عطیات کو رجسٹروں سے خارج کرنے سے بہت دقت رفع ہو جائے گی۔ اور سرکار کو نقصان بھی زیادہ نہ ہو گا جو صرف میعاد بندوبست تک ہی ہو گا۔ لیکن اگر جاری رکھنے کے لئے کوئی بین وجوہات نہ ہوں۔ مثلاً جہاں اب کسی قسم کی خدمات سرانجام نہ دی جاتی ہوں۔ اور زمینداروں کو اس عطیہ کے جاری رہنے کی پرواہ نہیں۔ تو ایسی صورتوں میں مذکورہ بالا

ضابطہ اختیار کرنا ضروری نہیں۔ ہیچو قسم حین حیاتی معافیات کی صورت میں جہاں کہ میعاد ابھی ختم نہیں ہوئی۔ اس قسم کے احکام صادر نہیں ہو سکتے۔ لیکن یہ حکم دیا جا سکتا ہے۔ کہ قابض کی فوتیدگی پر معافی پر جمع تشخیص کی جائے۔ اور کہ معاملہ زمین گاؤں کے ملبہ فنڈ میں شامل کیا جائے۔

ایسے دیہی عطیات کے متعلق خاص ضابطہ جن کی سالانہ قیمت زائد از مبلغ عـــہ روپیہ نہ ہو

۱۹۵۔ دیہی معافیات جو رقبہ میں زائد از تین ایکڑ نہ ہوں۔ کے بارہ میں جو خاص ضابطہ منظور ہوا۔ اس سے صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کا مدعا کافی حد تک حاصل ہو گیا۔ کیونکہ صاحبان مذکور کا مسودہ سرکلر جن عطیات کے متعلق تھا۔ ان میں زیادہ ریزہ معافیات ہی شامل تھیں۔ بعد ازاں مقررہ حد "تین ایکڑ" کی بجائے بالیت مبلغ عـــہ روپے سالانہ کردی گئی[۱]۔ دیہی عطیات جن کی سالانہ تشخیص زائد از مبلغ عـــہ روپیہ ہو بہت ہی کم ہو سکتے ہیں۔

ریزہ معافیات دیہہ کے متعلق موجودہ احکام

۱۹۶۔ سر جیمز لائل بالقابہ کے احکام مندرجہ فقرہ ۱۹۴ کی بعد میں گورنمنٹ نے یہ تعبیر کی۔ کہ ان احکام میں (الف) معافیات برائے قیام مذہبی مکانات و عمارات برائے رفاہ عام اور (ب) دیگر مکانات یا خدمات دیہی کے لئے مبلغ بیس روپیہ سالانہ یا کم مالیت کی معافیات میں امتیاز کیا گیا ہے۔ اور کہ صاحب کلکٹر کے اختیارات دربارہ ضبطی منقضی المیعاد عطیات واپس لے لئے گئے ہیں۔ اس امر کا فیصلہ کرنا۔ کہ آیا کوئی مکان مذہبی مکان ہے یا نہیں۔ اکثر صورتوں میں اصول ہائے مندرجہ ضمن (۲)، (۳) و (۴)، فقرہ نمبر ۱۹۲ کا خیال رکھنے سے بآسانی ہو سکتا ہے۔

قسم (الف) مذکور کے تمام عطیات کی بابت بعد انقضائے میعاد صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں رپورٹ کر کے احکام حاصل کرنے چاہئیں اگر متعلقہ مکان یا عمارت کی صحیح پرداخت ہوتی ہو۔ تو بہ فقرہ ۵۔ الف سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۷ تا میعاد بندوبست مزید جاری رکھنے کی سفارش کرنی چاہیئے۔ اگر تفویضگی کو ضبط کرنا مقصود ہو۔ تو ضبطی کی وجوہات مثلاً یہ کہ مکان یا عمارت کی پرداخت نہیں ہوتی قلمبند کر کے صاحب فنانشل کمشنر

[۱] پنجاب گورنمنٹ کی چٹھی نمبر ۱۴۴ مورخہ ۷ دسمبر ۱۸۹۴ء

بہادر کے احکام حاصل کرتے چاہئیں۔عطیات قسم (ب) مذکورہ کے متعلق نافذ الوقت احکام حسب ذیل ہیں:۔

"صاحب مہتمم بندوبست مجاز ہے۔کہ وہ مفصلہ ذیل تین طریقوں میں سے کوئی دو طریقے اختیار کرے":

(۱) غیر منقضی المیعاد حین حیاتی معافیات میں وہ یا تو یہ حکم صادر کر دے کہ انقضائے میعاد پر وہ معافیات ضبط کر کے ان پر عام طریقہ کے مطابق جمع تشخیص کر دی جائے۔یا وہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر سے منظوری حاصل کرے۔کہ ان کو بندوبست جدید کی مدت کے لئے جاری رکھا جائے۔اگر وہ منظور شدہ حین حیاتی میعاد سے لمبی نکلے۔

(۲) معافیات ختم میعاد بندوبست کو ضبط کر کے یا تو وہ عام طریقہ کے مطابق ان پر جمع تشخیص کرے۔یا

(۳) وہ انہیں بطور عطیہ منجانب سرکار ضبط کر کے اراضی کو ایک بندوبست کی میعاد تک بلا تشخیص چھوڑ دے۔یہ دیکھنے کے لئے۔کہ آیا زمینداران خارج پرتہ کے طریق سے اس معافی کو بطور معافی منجانب خود جاری رکھنا چاہتے ہیں۔

"مؤخر الذکر صورت میں مثل معافی اور فرد لاخراج میں احکام قلمبند کئے جائینگے۔کہ معافی فرد لاخراج اور رجسٹر معافیات سے خارج کیجائیگی اور بروقت باچھ یہ اراضی رقبہ زیر مالگذاری ہیں باجازت زمینداران شامل کی جائے۔کیونکہ زمینداران مجاز ہیں۔کہ جب تک وہ چاہیں کثرت رائے سے اس اراضی کو مستثنیٰ از باچھ رکھ سکتے ہیں۔ان ہدایات کا مدعا یہ ہے کہ ان ریزہ معافیات کو ان کی ابتدائی حیثیت پر لایا جائے یعنی اُن کو صحیح معنوں میں معافیات منجانب زمینداران بنایا جائے۔ایسی تبدیلی بملائمت کرنے اور حتی الامکان ضبطیات منجانب باشندگان دیہہ کم کرنے کی غرض سے سرکار ایک مزید بندوبست کی مدت کے لئے وہ مالگذاری وصول نہیں کرتی۔جو وہ ان منضبط معافی اراضیات پر عاید ہو سکتی تھی۔ایسا کرنے سے باشندگان دیہہ پر کوئی خرچ نہیں پڑتا۔اگر وہ اسے عطیہ منجانب ایشاں قائم رکھیں۔اور اس وجہ سے زیادہ امکان ہے۔کہ یہ طریقہ اختیار کرلیں۔ساتھ ہی یہ بھی ظاہر ہے۔

کہ اگر وہ ان قطعات پر بھی تشخیص عاید کرنے کا فیصلہ کریں۔ تو ایسی تشخیص اُن کا کام ہو جاتا ہے۔ نہ کہ ہمارا"۔
ضلع کے کلکٹر مجاز ہیں۔ کہ قابض کے مرنے کی وجہ سے میعاد ختم ہو جانے پر وہ تجویز کریں۔ کہ خدمات دیہی یا کسی دیہی مکان کے حق میں جو معافی تاحین حیات واگذار ہو۔ تا میعاد بندوبست رواں جاری رکھی جائے ۔

تشخیص اُن اراضیات کی جن کی مالگذاری تفویض ہو

۱۹۷۔ جن اراضیات کا معاملہ تفویض ہو۔ ان کی تشخیص کے متعلق جو قانون اور دستور ہے۔ وہ ہدایت نامہ بندوبست کے فقرات نمبر ۱۷۹۔۱۸۳ میں درج ہے۔ عطیہ ضبط ہونے پر صاحب کلکٹر کو نئی تشخیص کرنے کی شاذ و نادر ہی ضرورت پڑتی ہے۔ مفصلہ ذیل احکام جو پہلے ایکٹ معاملہ زمین کی دفعہ ۵۹ کے ماتحت قواعد نال ۲۱۴ اور ۲۱۵ کی صورت میں جاری کئے گئے تھے۔ منظور ہیں۔ کہ :۔

(الف) جب کسی ضلع یا تحصیل میں کوئی تفویضگی معاملہ زمین ضبط کی جائے۔ تو اس ضلع یا تحصیل کی عام تشخیص جدید شروع ہونے سے پہلے اس منضبط تفویضگی کی مکرر تشخیص نہ ہوگی۔ بشرطیکہ سابقہ مفوضہ معاملہ زمین کی مقدار گذشتہ عام تشخیص میں اسی شکل میں اور اسی طریق سے مشخص ہوئی ہو جس طرح کہ اسی محال یا دیگر ملحقہ محالات میں مطالبہ سرکار تشخیص ہوا تھا۔

(ب) اگر مفوضہ معاملہ زمین کی بطریق مندرجہ بالا تشخیص نہ ہوئی ہو۔ یا مفوض الیہ کے صاحب زمین ہونے کی وجہ سے اس اراضی کی جمع کبھی تشخیص نہ ہوئی ہو۔ تو صاحب کلکٹر منضبطہ معافی کی اراضی پر اُن اصولوں اور ہدایات کے مطابق مالگذاری تشخیص کریں گے۔ جن پر اس تحصیل یا ضلع کی تشخیص رواں منظور ہوئی تھی ۔

ترمیم تشخیص و مطالبہ مالگذاری کا التواء و معافی

۱۹۸۔ جن اراضیات کا معاملہ تفویض ہو۔ اُن کے مالکان زمین حقدار ہیں۔ کہ تشخیص کی ترمیم اور موسمی آفات کی وجہ سے مطالبہ مالگذاری کے التواء اور معافی کے بارہ میں ان کے ساتھ وہی سلوک روا رکھا جائے۔ جو خالصہ اراضیات کے مالکان کے ساتھ کیا جاتا ہے[1]۔ اس اصول کی متابعت کرنے میں خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ جب کہ کسی

[1] صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا کتابی سرکلر نمبر ۵۳ بابت ۱۸۶۰ء ۔

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۵۸ - ایل - اے - ایم - لاہور مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

دستورالعمل صیغہ مال پنجاب

فقرہ ۱۹۷

موجودہ فقرہ ۱۹۷ کے اخیر میں مندرجہ ذیل بطور ضمنی فقرہ ایزاد کرنا چاہئے :-

"تاہم اس امر کی احتیاط کرنی چاہئے کہ ایسی اراضی پر جو معاملہ زمین عائد کیا گیا ہے - وہ اس حلقہ کی جس میں کہ وہ اراضی واقعہ ہے کل تشخیص کو اس حلقہ کے اصل محاصل سے ایک چوتھائی سے زائد بڑھا نہ دے - اگر اراضی کسی محال کا حصہ ہو اور زیر دفعہ ۵۱ (۴) ایکٹ معاملہ زمین پنجاب ۱۸۸۷ء دفعہ ۵۱ (۳) ایکٹ مذکورہ کی شرائط کی رو سے مستثنےٰ نہ ہو تو یہ مدعا اکثر حالات میں عملی اغراض کے واسطے حاصل کیا جا سکتا ہے - بشرطیکہ اس اراضی کی اوسط شرح پرتہ اس محال کی جس میں کہ وہ اراضی واقعہ ہے - اوسط شرح سے متجاوز نہ کرے - اگر کسی حالت میں مثلاً کسی مخصوصہ قیمتی اراضی کے بارہ میں یہ قرین مصلحت نہ ہو تو یہ معاملہ برائے استصواب بھیجنا چاہئے - اگر اراضی کسی جدید محال میں شامل ہے - تو تشخیص کی شرح پرتہ جو کہ اس پر عائد کی گئی ہو - اتنی نہیں ہونی چاہئے - جو کہ موجودہ تشخیص حلقہ کی اوسط شرح پرتہ سے تجاوز کر جائے - جس کا تعین دفعہ ۵۱ (۳) ایکٹ مذکورہ میں کیا گیا ہے"

جاگیردار کو مالگذاروں سے براہ راست معاملہ زمین وصول کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔

۱۹۹- لارڈ ڈلہوزی کا یہ اعلان کہ "چونکہ تمام سکھ قوم نے ہمارے برخلاف ہتھیار اُٹھائے تھے۔ لہذا ہم نے ملک پر تسلط پا کر فاتحان کا حق مطلق العنانی حاصل کر لیا ہے۔ اور ہم ہر ایکڑ زمین کو مطالبہ سرکار کی ادائیگی کا ذمہ وار قرار دیتے ہیں حق بجانب ہوں گے" پہلے درج کیا جا چکا ہے (فقرہ ۵۹ء) مقدمہ سردار بھگوان سنگھ بنام حضور وزیر ہند (پنجاب ریکارڈ ۱۸۷۵ء نمبر ۱) میں اس اعلان پر تنقید کرتے ہوئے پریوی کونسل کی عدالتی کمیٹی نے فرمایا:-

تاریخ الحاق پنجاب سے یکم ۱۸۶۶ء تک دیوانی عدالتوں کو تفویضگی حلقے کے متعلق اختیار سماعت حاصل نہ تھا

"پریوی کونسل کے فاضل ججوں کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بورڈ انتظامیہ کو یہ ہدایات جاری کرنے سے گورنر جنرل بہادر بالقابہ کا منشا یہ تھا۔ کہ اس قسم کی حقیتوں کو حرف غلط کی مانند تختی سے محو کر کے حکومت برطانیہ انہیں نئے سرے سے ایسی شرائط پر دوبارہ عطا کرے۔ جو اس کی اپنی مرضی کے مطابق ہوں۔ لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ سرکار کا منشا یہ بھی تھا کہ وہ انصاف اور لحاظ کو ہاتھ سے نہ چھوڑے بالخصوص ایسے اشخاص کے معاملات میں جو سرکار کے وفادار رہے ہوں۔ لیکن اس عدل و انصاف کا معیار سرکار کے اپنی انتضلے رائے کے مطابق تھا۔ اور جس کے متعلق ملکی عدالتوں کو تحقیق کرنے یا اعتراض کرنے کا کوئی اختیار دینا مقصود نہ تھا۔"

۱۸۵۳ء میں انتظامیہ بورڈ نے فیصلہ کیا کہ عدالتہائے دیوانی کو ان مقدمات کی سماعت کا ایسے دعاوی سماعت کرنے کا اختیار نہیں جو خاص اشخاص کو عطا شدہ لاخراج عطیات منجانب سرکار میں کام قواعد وراثت کے مطابق حصہ پانے کے لئے عطیہ دار کے رشتہ داران دائر کریں[1]۔ مجموعہ دیوانی ملک پنجاب مطبوعہ ۱۸۵۴ء کی دفعات ۱ تا ۱۰ کی رو سے ان (دیوانی) عدالتوں کے اختیار سماعت سے ایسے مقدمات خارج تھے۔ جو جاگیرداری لاخراج حقیات یا دیگر حقیات یا

[1] بورڈ کا سرکلر نمبر ۵ بابت ۱۸۵۳ء

عطیات منجانب سرکار............ یا ان کی وراثت یا حصص و حقوق و مفاد کے امورات کے متعلق ہوں............ لیکن اگر جاگیر دار یا معافیدار نے وہ لگان یا مالگذاری کسی تیسرے فریق کو جسے اس حقیقت میں حقوق ملکیت حاصل نہ ہوں۔ مستاجری پر دے دی ہو۔ تو عدالت ہائے ایسے دعاوی مابین جاگیر دار یا معافیدار و فریق ثالث مذکور سماعت کرنے کی مجاز ہو نگی"+

پہلا مجموعہ ضابطہ دیوانی پنجاب میں یکم اکتوبر ۱۸۶۶ء سے نافذ العمل ہوا۔ اور ۱۸۶۷ء سے لے کر ۱۸۷۱ء تک یعنی جس سال کہ ایکٹ پنشن ہائے پاس ہوا۔ عدالت عالیہ چیفکورٹ نے دعویٰ کیا۔ کہ عدالت مذکور کو مقدمات جاگیر میں اختیار سماعت حاصل ہے۔ اور چند مقدمات میں اس اختیار کو استعمال بھی کیا+

۲۰۰۔ لیکن اب اس معاملہ کا ایکٹ نمبر ۲۳ بابت ۱۸۷۱ء کی دفعات

احکام ایکٹ پنشن ہائے نمبر ۲۳ مصدرہ ۱۸۷۱ء

۴ تا ۶ کی رو سے قطعی فیصلہ ہو گیا ہے۔ دفعات مذکور کے احکام حسب ذیل ہیں:۔

"۴۔ بجز اس صورت کے کہ جس کا ذکر ایکٹ ہذا میں بعد ازیں کیا گیا ہے۔ کسی عدالت دیوانی کو جائز نہ ہوگا۔ کہ کوئی نالش دربارہ کسی پنشن یا عطیہ زر نقد یا مالگزاری اراضی کے جو کہ منجانب سرکار انگریزی یا کسی سرکار سابقہ عطا ہوئی ہو۔ سماعت کرے۔ گو کسی رعایت سے وہ پنشن یا عطیہ دیا جاتا ہو۔ اور کسی نوع پر ادا کیا جاتا ہو۔ اور کسی طرح کے حق یا استحقاق کی بابت وہ پنشن یا عطیہ مقرر کیا گیا ہو+

۵۔ جو شخص کہ دعویٰ ایسی پنشن یا عطیہ کا رکھتا ہو۔ اسے جائز ہے کہ وہ دعویٰ صاحب کلکٹر ضلع...... یا اور عہدہ دار کے روبرو جو اس بارہ میں بحکم لوکل گورنمنٹ مجاز ہو۔ پیش کرے۔ اور اس صاحب کلکٹر ...... یا اور عہدہ دار کو لازم ہے۔ کہ اس دعویٰ کا تصفیہ مطابق ان قواعد کے کرے۔ جو کہ محکمہ مال کا حاکم اعلےٰ تحت نگرانی عام لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً اس بارہ میں مقرر کرتا رہے+

۶۔ عدالت دیوانی جو اور نہج سے ایسے دعویٰ کی تجویز کی مجاز ہو۔ اسے لازم ہے۔ کہ جب سرٹیفیکیٹ اس کلکٹر...... یا اور عہدہ دار کا جو اس بارہ میں مجاز ہو۔ دربارہ تجویز کئے جانے اس مقدمہ کے پیش کیا جائے

تو اس مقدمہ کی سماعت کرے۔ لیکن کسی مقدمہ میں کوئی ایسا حکم یا ڈگری صادر
نہ کرے گی۔ جو صراحتاً یا بالواسطہ مؤثر ذمہ واری سرکار کی درباب دلائے
کسی پنشن یا عطیہ مذکورہ بالا کے ہو۔"

۲۰۱ - ایکٹ نمبر ۲۳ مصدرہ ۱۸۷۱ء کی دفعہ ۱۴ کے ماتحت جو قواعد
سرٹیفکیٹ کن صورتوں میں دینا چاہیئے جاری کئے گئے ہیں[1]۔ ان میں قواعد نمبر ۸ و ۹
کے احکام حسب ذیل ہیں :-

"۸۔ جب کسی موروثی پنشن یا عطیہ زر یا معاملہ زمین کی نسبت زیر دفعہ ۵
ایکٹ مذکور بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر دعوے کیا جائے۔ اور کسی دیگر جائداد
یا مشترک ہندو خاندان کی جائداد کے حصہ کی وراثت متنازعہ مابین فریقین
ہو۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر مجاز ہیں۔ کہ بمنظوری صاحب فنانشل کمشنر بہادر اس
امر کا سرٹیفکیٹ عطا کریں۔ کہ ایسے دعویٰ کی تجویز عدالت دیوانی کرے۔
ایسا سرٹیفکیٹ اس عدالت دیوانی کی خدمت میں ارسال کیا جائیگا۔ جس
کے حدود اختیارات سماعت میں دیگر جائداد متنازعہ واقع ہو۔

۹ - جب دعویٰ کسی ایسی موروثی پنشن یا عطیہ زر یا معاملہ زمین کی نسبت
ہو۔ جو بموجب قانون یا شرائط عطیہ قابل انتقال ہو۔ بخدمت صاحب ڈپٹی
کمشنر بہادر زیر دفعہ ۵ - ایکٹ مذکور دائر کیا جائے۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر
مجاز ہیں۔ کہ حسب اقتضائے رائے خود اس بارہ میں سرٹیفکیٹ عطا کریں۔
کہ ایسا دعویٰ عدالت دیوانی سماعت کرے۔"

مؤخرالذکر قاعدہ ان تفویضگی ہائے کے متعلق ہے۔ جو علاقہ دہلی میں
اس کے صوبہ پنجاب میں شامل کئے جانے سے پہلے عطا کی گئیں (فقرات ۱۲۸ تا ۱۳۳)۔

۲۰۲ - قواعد درباره وصولی خرچ بندوبست ازاں جاگیرداران جنہیں
وصولی خرچ بندوبست از جاگیرداران ان اراضیات کا معاملہ تفویض ہوا ہو -
ہدایت نامہ بندوبست کے ضمیمہ نمبر ۱۹ میں درج ہیں۔

---

[1] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کا اشتہار نمبری ۲۲ - مؤرخہ ۳ رفروری ۱۹۱۰ء و ایکٹ ہائے انتظام اراضیات ملک پنجاب کی جلد دوئم۔

حصّہ دوم

نظم و نسق محکمۂ مال

چوتھی فصل

طریق انتظام مالگذاری صیغہ انتظامیہ

مال کی قسمتیں۔ ضلعے اور تحصیلیں

۲۰۳۔ بغرض انتظام محکمہ مال صوبہ پنجاب ۲۹۔ اضلاع میں منقسم ہے اور ہر ضلع کا اہتمام صاحب ڈپٹی کمشنر کے سپرد ہے ان سب اضلاع کی پانچ قسمتیں بنائی گئی ہیں۔ اور ہر ایک قسمت ایک کمشنر صاحب کے ماتحت رکھی گئی ہے۔ صاحبان موصوف اپنی اپنی قسمت میں جملہ ریونیو افسروں و عدالت ہائے مال کے نگران ہیں اور وہ خود صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی عام نگرانی و ضبط کے تابع ہیں صاحب فنانشل کمشنر بہادر گورنمنٹ کے ریونیو ممبر کے ماتحت محکمہ مال کے اعلےٰ حاکم تصور کئے جاتے ہیں۔ لوکل گورنمنٹ کے حکم سے ضلع کے صدر مقامات پر علاوہ ایک کثیر التعداد عملہ ماتحت کے چند ایسے افسر تعینات ہیں جو صاحب ڈپٹی کمشنر کے ماتحت انتظامی و عدالتی (جوڈیشل) کام انصرام کرتے ہیں۔ یہ افسر اگر انڈین سول سروس کے ممبر ہوں تو اسسٹنٹ کمشنر اور اگر پروونشل سروس سے تعلق رکھتے ہوں تو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کہلاتے ہیں[1]۔ منجملہ ان اسسٹنٹ یا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کے ایک افسر جو مالی کام کی خاص قابلیت کے لحاظ پر منتخب کیا جائے افسر مال کہلاتا ہے اور وہ تقریباً[2] اپنا تمام وقت محکمہ مالگذاری کے متعلقہ معاملات پر صرف کرتا ہے[3]۔ ہر ایک ضلع چند تحصیلوں میں منقسم ہوتا ہے اور ہر ایک تحصیل میں ایک تحصیلدار و ایک نائب تحصیلدار تعینات کیا جاتا ہے[4]۔ نائب تحصیلدار کا تحصیلدار سے ویسا ہی تعلق ہوتا ہے جیسا کہ ایک اسسٹنٹ کمشنر کا صاحب ڈپٹی کمشنر سے۔ تحصیلدار و نائب تحصیلدار اپنی اپنی تحصیل کے علاقہ حدود ارضی کے اندر انتظامیہ و جوڈیشل اختیارات عمل میں لاتے ہیں۔ چند

---

[1] ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۷ء کی دفعات ۶-۷-۸- اور ایکٹ ۱۶ کی دفعات ۸، ۷ و ۹

[2] اس عہدہ کے تقرر کی نسبت دیکھو فقرات ۲۷۲ و ۲۷۵ کتاب ہذا

[3] ایکٹ ۱۷، ۱۸۸۷ء کی دفعات ۶ و ۹

تحصیلوں میں دو نائب تحصیلدار بھی مامور ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایسی صورتوں میں اس نائب تحصیلدار کے جو زیادہ تجربہ کار ہو ایک خاص حصہ اس تحصیل کا جس میں وہ متقرر ہو سپرد کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض اضلاع میں ایک یا زیادہ تحصیلوں کو ملا کر حصہ ضلع بنا دیا جاتا ہے جس کا خاص اہتمام ایک مقامی اسسٹنٹ یا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کے سپرد ہوتا ہے اور وہ افسر بالعموم اپنے حصہ ضلع میں جملہ فرائض متعلقہ افسر مال انجام دیتا ہے۔

دیہات و ذیلہائے

۲۰۴۔ "محال" پنجاب میں محکمہ مال کا عنصر ابتدائی تصور کیا جاتا ہے جو بالعموم دیہہ یا موضع ہی ہوتا ہے[1]۔ ہر تحصیل میں عموماً چھوٹے اور بڑے محالات کی تعداد دو سو سے چار سو تک ہوتی ہے۔ ہر ایک محال کا مطالبہ مالگذاری جداگانہ تشخیص کیا جاتا ہے جس کی وصولی صاحب ڈپٹی کمشنر کا منصبی کام قرار دیا گیا ہے۔ ہر ایک محال کے لئے علیحدہ علیحدہ مثل حقیقت اور نقشہ جات مالگذاری و زراعتی کا علیحدہ علیحدہ رجسٹر رکھا جاتا ہے اور ان کا درست رکھنا بھی صاحب موصوف کا فرض ہے۔ ہر محال کے مالکان بالاجتماع رقم مالگذاری کی ادائیگی کے ذمہ وار ہیں۔ لیکن اُن کی طرف سے تمام سرکاری کاروبار کو ایک یا دو نمبردار بطور مختار کار سرانجام دیتے ہیں۔ ان مالکوں کا رابطہ اتحاد باہمی مستحکم اور قدرتی یا کمزور و مصنوعی ہو سکتا ہے۔ ایک طرف تو رہتک و کرنال کی یکجان دیہاتی جماعتیں ہیں جن کے مالک اصلی یا فرضی تعلقات رشتہ داری کی بنا پر ایک دوسرے سے پیوستہ ہیں۔ اور دوسری طرف جنوب مغربی پنجاب کے محال ہیں جو حقیقتاً چند ایسے چاہی کھاتوں کا مجموعہ ہیں جن کا ایک دوسرے سے کوئی رابطہ نہیں نو آبادت میں یہ رابطہ اتحاد اس حد سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔ جو ایک منتظم آبادی ابتدائی آبادکاران میں بوجہ ہم قوم ہم مذہب یا ہموطن ہونے کے پیدا کر سکے۔ کوئی صاحب ڈپٹی کمشنر اپنے فرائض منصبی کو بخوبی انجام نہیں دے سکتا تاوقتیکہ اس کو اپنے ضلع کی مروجہ نوع حقوق اراضی سے پوری پوری واقفیت نہ ہو[2]۔ تواریخ ضلع و رپورٹ ہائے بندوبست گذشتہ کے مطالعہ سے ان کی اصلیت کا کچھ پتہ چلیگا۔ لیکن ان معلومات کو ذاتی مشاہدہ و تحقیقات نیز لال کتابوں اور امثلہ

---

[1] فقرات ۱۲۳ و ۱۲۴ ہدایت نامہ بندوبست۔

[2] نوعیت حقیقت ہائے دیہی کی تشریح کے لئے دیکھو باب ۸ ہدایت نامہ بندوبست۔

حقیقت کے معائنہ سے زیادہ وسیع اور مکمل بنانا چاہیئے۔ شمال مغربی ہند کے مروجہ اندرونی نظم دیہہ کو اگر عقلمندی سے باقاعدہ تجویز پر چلایا جائے تو وہ انتظام ملک کا ایک اعلےٰ ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس اندرونی انتظام کو زیادہ مفید بنانے کے لیئے چند دیہات کو جو بوجہ قومی و تاریخی اتحاد یا بوجہ اغراض مشترک ایک دوسرے سے منسلک ہیں۔ ملا کر علاقے اور ذیلیں بنائی گئی ہیں۔ ہر ایک ذیل میں ایک ذیلدار جس کو صاحب ڈپٹی کمشنر سرکردہ نمبرداروں میں سے منتخب کریں مقرر ہے۔ ذیلداروں کے مواجب گورنمنٹ مالگذاری سے وضع کرتی ہے اور نمبرداروں کو اہالیان دیہہ جن کے وہ مختار کار ہوتے ہیں۔ مالگذاری پر پنچوترہ بحساب ۵ فی صدی ادا کرتے ہیں۔ ذیلدار و نمبردار ایک نہایت مفید غیر سرکاری عملہ ہے جس کے ذریعہ صاحب ڈپٹی کمشنر و تحصیلدار مقاصد گورنمنٹ کو عوام تک پہنچاتے ہیں۔ اور اپنے احکام کی تعمیل کراتے ہیں ٭

حلقہ جات پٹواریان و قانونگویان

۲۰۵۔ دیہات و تحصیل کا باہمی سلسلہ تعلق قائم رکھنے کے لیئے ایک سرکاری وسیلہ بھی ہے بغرض تیاری امثلہ مال و نقشہ جات زراعتی چند محالات کو ملا کر چھوٹے چھوٹے حلقہ جات بنائے گئے ہیں اور ہر حلقہ میں ایک پٹواری یا گاؤں کا منشی مقرر ہے۔ بیس کے قریب ایسے حلقہ جات ایک گرداور قانونگوے کے سپرد ہوتے ہیں۔ جس کا منصبی فرض یہ ہے کہ وہ پٹواریوں کے کام کی نگرانی کرتا رہے۔ قانونگویان سرکاری ملازم ہوتے ہیں ٭

ڈائرکٹر کاغذات زمین

۲۰۶۔ امثلہ حقیقت و رجسٹرہائے مال کی تیاری میں صاحبان ڈپٹی کمشنر و صاحبان کمشنر کی امداد کے لیئے اور کاغذات مذکور کے متعلق نیز تدابیر ترقی زراعت میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر و گورنمنٹ کو مشورہ دینے کے لیئے صوبہ بھر میں ایک افسر مامور ہیں جو صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین کہلاتے ہیں۔[۱] صاحب مذکور کو کوئی انتظامی اختیار حاصل نہیں ہے۔ ان کا کام صرف معائنہ کرنا۔ مشورہ دینا اور رپورٹ کرنا ہے۔ ان کی تقرری سے یہ مراد نہیں ہے کہ صاحبان ڈپٹی کمشنر و صاحبان کمشنر و صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کی جوذمہ واریاں و اختیارات متعلقہ صیغہ ہائے مال کے متعلق ہیں وہ بالکل زائل یا کم کر دیئے جائیں ٭

---

[۱] ۔ ان عہدوں کی ابتدا کے متعلق دیکھو فقرات ۲۷۱-۲۷۴-۲۷۵ ٭

۲۰۷ صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین کے اہم فرائض ہیں حسب ذیل شامل ہیں :-

فرائض صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین

(الف) - نگرانی عملہ پٹواریاں و قانونگویاں - معاینہ اشتلہ حقیت و نقشہ جات جو ان کی معرفت تیار ہوتے ہیں قانونگویاں بندوبست اور نقشہ نویسوں کی تعیناتی - صاحب موصوف کے فرائض متعلقہ بندوبست کا ذکر ہدایت نامہ بندوبست کے ضمیمہ ششم - ب میں کیا گیا ہے *

(ب) - آمدنی فیس داخل خارج و نیز عملہ قانونگویان و پٹواریاں اور کاغذات مال کے متعلقہ مصارف کی نگہداشت *

(ج) - فصلوں کی حالت نرخوں اور موسم کے متعلق رپورٹیں - اجرت مزدوران اور زراعتی نقشہ جات - حکام ضلع کے امتحانات پیداوار اور مویشی شماری *

(د) - پیمانہ ہائے بارش *

اگر ان معاملات کے متعلق احکام مندرجہ ایکٹ مالگذاری و قواعد ایکٹ مذکور یا ہدایات انتظامیہ مجریہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی مناسب تعمیل میں کوئی فروگذاشت واقع ہو تو صاحب ڈائرکٹر کاغذات اس بات کو صاحب ڈپٹی کمشنر و صاحب کمشنر کے نوٹس میں لاتے ہیں - تفصیلی امور کی بابت صاحب ڈائرکٹر کی سفارش ایک ایسے مبتصر کی رائے تصور ہونی چاہئے - جس کی تحویل میں ایک خاص فن کا کام دیا گیا ہو - لاکن صاحب موصوف کو لازم ہے کہ جملہ مشتبہ اور ضروری معاملات کو براہ صدور حکم استصواباً صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے حضور میں بھیجیں - جب کوئی ضلع زیر بندوبست ہو یا جب تشخیص جدید سے پہلے شجرہ ہائے و اشتلہ جات کو تا تاریخ مکمل کرنے کے لئے خاص تدابیر عمل میں لائی جا رہی ہوں - صاحب ڈائرکٹر اپنی رپورٹیں صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں ارسال کریں گے - صاحب موصوف کو افسر انچارج کے نام بذات خود ہدایتیں جاری نہیں کرنی چاہئیں - اور جو احکام صاحب فنانشل کمشنر بہادر صادر فرمائیں گے - وہ بتوسط صاحب کمشنر بھیجے جائیں گے دیگر صورتوں میں صاحب ڈائرکٹر کاغذات زمین کو چاہئے - کہ معائنہ اشتلہ مال ضلع کے متعلق اپنی جملہ رپورٹیں صاحب کمشنر کی خدمت میں مرسل کریں صاحب ڈائرکٹر کاغذات محکمہ رجسٹری کے انسپکٹر جنرل بھی ہیں *

۲۰۸- فن زراعت کو فروغ دینے کے لئے ایک ڈائرکٹر کے ماتحت ایک علٰحدہ محکمہ قائم کیا گیا ہے صاحب ڈائرکٹر زراعت کے اہتمام میں حسب ذیل کام آتے ہیں :-

فرائض صاحب ڈائرکٹر محکمہ زراعت

(الف)- پنجاب کے زراعتی کالج اور ریسرچ انسٹیٹیوٹ (تحقیقاتی ادارہ) واقعہ لائلپور اور زراعتی فارموں میں زراعتی تعلیم اور تحقیقات ؞

(ب)- تجربات تخم - و نمائشی فارم ہائے ؞

(ج)- زراعتی انجینرنگ بشمول نل اندازی چاہات - ڈال آبپاشی - الات کشاورزی وغیرہ ؞

(د)- بہتر تخموں - آلات وذرائع کاشت کے استعمال کو ہر دلعزیز بنانے پودوں کی بیماریوں اور فصلوں کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں پر قابو پانے کی تدابیر ؞

(ہ)- زراعتی انجمنیں - مقابلے - میلے - اور پیداوار کی نمائشیں ؞

(و)- دیہاتی صنعتیں مثلاً ریشم کے کیڑے - شہد کی مکھیاں - مرغیاں پالنا اور لاکھ سازی ؞

(ز)- امتحانات پیداوار جو محکمہ زراعت کے افسران کریں ؞

(ح)- لارنس گارڈنز واقعہ لاہور ؞

(ط)- کپاس کو صاف کرنے اور گٹھے بنانے والے کارخانجات کے ایکٹ مصدرہ ۱۹۲۵ء کا انصرام ؞

(ی)- تخمینہ ہائے فصلات ؞

۲۰۸-الف)- حکومت ہند کی توجہ بار بار اس امر کی طرف مبذول کرائی گئی تھی - کہ معلومات جدیدہ کا فن زراعت پر زیادہ اطلاق کیا جائے - اور اس غرض سے ۱۸۷۱ء میں مال - زراعت و تجارت کے متعلق ایک محکمہ قائم کیا گیا - اسی طرح صوبجاتی حکومتوں میں بھی ترقی زراعت کا کام محکمہ مال کے سپرد کیا گیا - مگر زراعتی کوائف مرتب کے سلسلہ اور بیرونی ممالک سے لائے ہوئے تخموں اور آلات کو رائج کرنے کی چند کوششوں کے علاوہ اور کوئی اہم کارروائی عمل میں نہ آئی - ۱۸۸۰ء میں قحط کے متعلق ایک کمیشن بیٹھی - جس نے جملہ زراعتی حالات کا مطالعہ کرنے کے بعد منجملہ دیگر سفارشات کے تجویز کی کہ ہر صوبہ میں ایک ڈائرکٹر کے ماتحت ایک علٰحدہ محکمہ زراعت قائم

ترقی محکمہ زراعت

کیا جائے۔ جس کے اہم فرائض زراعت کے متعلق تحقیقات کرنا۔ اس کو ترقی دینا۔ اور قحط سالی میں امداد کرنا مقرر کئے گئے۔ بعد ازاں دس سال میں کئی کانفرنسیں ہوئیں۔ اور صوبجات کی حالت کا بغور مطالعہ کیا گیا۔ ۱۸۸۹ء میں حضور وزیر ہند نے ڈاکٹر والکر صاحب کو جو شاہی زراعتی سوسائٹی کے مشاورتی ماہر علم ادویہ (کیمسٹ) تھے ہندوستان بدیں غرض روانہ کیا کہ وہ ہندوستانی زراعت کو بذریعہ علم ادویات زراعتی فروغ دینے کے بہترین طریق کا مشورہ دیں۔ ان کی سفارشات ایک کتاب موسومہ "ترقی زراعت ہند" میں قلمبند کی گئیں۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد حکومت ہند نے ماہرین بھرتی کرنے شروع کئے۔ لیکن اس بارہ میں بھی صوبجات میں کوئی اہم ترقی نہ ہوئی۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۱ء میں کمیشن دربارہ قحط نے صوبوں میں ماہرین کے عملہ کو ترقی دینے کی سفارشات کیں۔ لارڈ کرزن صاحب بہادر کی حکومت نے ان سفارشات پر فوری عمل درآمد کرنا شروع کر دیا۔ اور ۱۹۰۵ء کے مراسلہ بنام عالی جناب حضور وزیر ہند کی رو سے ۱۹۰۶ء میں ایک علیحدہ محکمہ زراعت قائم کیا گیا۔ اس سے پہلے جدید طریقوں پر تجربات کرنے کی کوشش محض ایک ۵۶ ایکڑ کی فارم تک محدود تھی۔ جو ۱۹۰۱ء میں لائلپور میں کھولی گئی۔ اور جس میں کانپور کے تعلیم یافتہ اگریکلچرل اسسٹنٹ (زراعتی مددگاران) کام کرتے تھے۔ سب سے پہلا ڈپٹی ڈائرکٹر زراعت ۱۹۰۴ء میں مقرر کیا گیا۔ اور اسی سال صوبہ پنجاب اور صوبجاتِ متحدہ نے ایک اکنامک باٹینسٹ (ماہر اقتصادیات نباتات) کی خدمات مشترکہ حاصل کیں۔

عالی جناب حضور وزیر ہند کی خدمت میں جو مذکور الصدر مراسلہ (نمبر ۱۶ مورخہ ۱۲۔ جنوری ۱۹۰۵ء) بھیجا گیا تھا۔ اس میں حکمت عملی کا اظہار حسب ذیل تھا:۔

"ہندوستان جیسے ملک میں جس کا زیادہ تر انحصار زراعت پر ہے۔ ایسی گورنمنٹ کو جو دنیا بھر میں سب سے زیادہ زرعی جائداد کی مالک ہو۔ ترقی زراعت کے لئے اس کے مقابلہ پر جو ہم اب کر رہے ہیں۔ زیادہ بڑھ کر تدابیر عمل میں لانی چاہئیں۔ ہمارا اصلی پیش نظر مدعا یہ ہے۔ کہ ہر ایک بڑے حصہ ملک میں جس کے زراعتی حالات تقریباً یکساں ہوں۔ تجرباتی

فارم قائم کر کے ان میں نمونہ کے طور پر چھوٹے چھوٹے فارم جاری کیئے جائیں۔ اور بڑے بڑے صوبوں میں زراعتی کالج کھولیں۔ جن میں میعاد تعلیم تین سال تک رکھی جائے۔ اور ان کالجوں کے متعلق ایک ماہر عملہ بغرض تحقیقات مزید و تعلیم مقرر کیا جائے ...... فارم ہائے تخم اور فارم ہائے نمائشی کا قیام یقیناً ہمارے مجوزہ لائحہ عمل کا ایک جزو ہوگا"

اُسی سال حکومت ہند نے اس پالیسی کا اظہار فرمایا۔ کہ وہ ہر سال بیس لاکھ روپیہ جو بعد میں چوبیس لاکھ روپیہ تک بڑھایا گیا۔ صوبوں میں زراعتی تحقیقات مزید۔ تجربات۔ نمائش اور تعلیم کے لئے وقف رکھا کرینگے نصب العین یہ تھا۔ کہ زراعتی کالج کھول کر ان میں ماہر عملہ برائے تحقیقات مزید و تعلیم زیر قائدگی صاحب ڈائرکٹر رکھا جائے۔ اور ایسے ماہرین کی خاطر ۱۹۰۶ء میں انڈین ایگریکلچرل سروس (ہندی زراعتی ملازمت) کھولی گئی۔ ۱۹۰۵ء کے مجوزہ لائحہ عمل کے مطابق مستقل ترقی ہوتی چلی گئی حتٰے کہ اصلاحات کا زمانہ آگیا۔ اس دوران میں صرف جنگ عظیم کی وجہ سے کچھ وقفہ ہوا۔

اصلاحات ۱۹۲۱ء کے نفاذ کے تحت محکمہ زراعت کو منتقلہ محکمہ قرار دے کر ایک وزیر کے سپرد کیا گیا۔ اس محکمہ کے فرائض مفصلہ ذیل تین اقسام میں منقسم ہیں:۔

(۱)۔ تعلیم۔

(۲)۔ تحقیقات و تفتیش مزید

(۳)۔ نمائش بطور نمونہ و تشہیر (پروپیگنڈا)

تعلیم۔ زراعتی کالج پنجاب واقعہ لائل پور ستمبر ۱۹۰۹ء میں کھولا گیا۔ اس کا اصلی مدعا یہ ہے۔ کہ طلباء کو معلومات جدیدہ کے مطابق فن زراعت کی ایسی تعلیم دی جائے۔ جس سے وہ صوبہ کی زرعی حالت میں زمانہ جدید کے مسلمہ طریقوں پر ترقی پیدا کرسکیں۔ ۱۹۱۷ء میں اس کالج کا یونیورسٹی (دارالعلوم) پنجاب سے الحاق کیا گیا۔ اور تب سے ڈگری کورس چہار سال کا کیا گیا ہے۔ کالج کے ساتھ تحقیقات مزید کے لیئے ایک انسٹیٹیوشن قائم کی گئی ہے۔ جس میں پورا ساز و سامان موجود ہے۔ اور جو صوبہ کی زراعتی تحقیقات کا مرکز اصلی ہے۔

اس محقق انسٹی ٹیوشن کے نباتاتی شعبہ ترقی یافتہ اقسام گیہوں۔ کپاس۔ نخود۔ جو۔ باجرا۔ روغن دار بیج۔ چارہ سبز کے متعلق تجربات کرتا ہے۔ اور ثمرات کی کاشت و خودرو بوٹیوں کے متعلقہ امور کی بھی تحقیق کرتا ہے ٭

کیمیکل (کیمیائی) شعبہ اقسام زمین۔ کھادوں اور چارہ ہائے کے متعلق چھان بین کرتا ہے۔ اناجوں اور حیوانات کی دیگر غذاؤں کی تغذائیت کا اندازہ لگاتا ہے۔ باڑہ ارا اضیات کی بازیافت گلنے سڑنے کے متعلق تحقیقات اور بیجوں میں لود ہ کرتا ہے۔ وغیرہم۔

شعبہ اینٹومالوجی (علم حشرات الارض) کیڑے مکوڑوں و دیگر حیوانی دباؤں کے متعلق تحقیقِ مزید کرتا اور ان پر قابو پانے کی تدابیر پر غور کرتا ہے۔ ریشم کے کیڑے اور شہد کی مکھیاں پالنا اور لاکھ سازی بھی اسی شعبہ کے سپرد ہے ٭

انجینیرنگ شعبہ ذرائع ڈال آبپاشی۔ معمولی کوؤں کی بہم رسانی آب کو زیادہ کرنے اور ٹیوب ویل لگانے کی تجاویز کا کام کرتا ہے۔ کوؤں میں تل لگانے والی مشینوں۔ آب کش چھاننوں اور الات کشاورزی و زراعت کے بارے میں بھی تحقیق مزید کرتا ہے ٭

لائل پور انسٹی ٹیوشن کے باہر بھی تحقیقات ہوتی ہے۔ گورداسپور ہانسی۔ سرسہ۔ لائل پور۔ ملتان۔ منٹگمری۔ راولپنڈی اور سرگودھا میں تجرباتی فارم ہائے موجود ہیں۔ اور ان کے علاوہ کئی فارم ہائے تخم و نمائش بھی ہیں۔ تجرباتی فارموں میں مختلف اقسام اجناس کے متعلق تجربات کرکے ان کا کسی خاص علاقہ جات کے مناسب حال ہونا معلوم کیا جاتا ہے۔ کاشت آبپاشی اور کھاد ڈالنے کے مختلف طریقوں کے اثرات کا موازنہ اور مختلف اقسام آلات زراعت کے مقابلتی فائدہ کا امتحان کیا جاتا ہے۔ یہ فارم ہائے زمینداروں کے لئے جو ان کو دیکھنے آئیں ایک نمونہ پیش کرتی ہیں ٭

نمائش و پروپیگنڈا۔ اس غرض کے لئے صوبہ بھر میں مزارعان کے کھیتوں میں بطور نمونہ کاشت کرکے دکھلائی جاتی ہے۔ آلات و اجناس کی کسانوں کے میلوں اور مجمعوں میں نمائش کی جاتی ہے۔ اور محکمانہ ذخیرہ ہائے تخم سے براہ راست یا مقامی ایجنسیوں کی وساطت سے جو محکمہ کے ماتحت

ہیں بیج فروخت کیا جاتا ہے۔ اضلاع میں لیکچروں - قلبہ رانی کے مقابلوں فصلوں کو نقصان پہنچانے والی چیزوں کی بیخ کنی کی مہمات - زراعتی ایسوسی ایشنوں اور محکمانہ تصنیفات اور دیگر طریقوں سے بھی پروپیگنڈا کیا جاتا ہے ٭

فرائض صاحب ڈائرکٹر معالجہ حیوانات

۲۰۹ - مویشیوں کی بیماریوں کے انسداد - بیمار اور زخمی جیوانوں کے علاج اور ترقی نسلات کی غرض سے ایک صاحب ڈائرکٹر معالجہ حیوانات کے ماتحت ایک علیحدہ محکمہ کھولا گیا ہے - صاحب ڈائرکٹر مذکور کے سپرد مفصلہ ذیل امور ہیں :-

(الف)- پنجاب وٹیری نیری کالج میں معالجہ مویشیان کی تعلیم ٭

(ب)- معالجہ مویشیان کے متعلق تحقیقات مزید ٭

(ج)- مویشیوں کی بیماری کا علاج تمام صوبہ میں اور امراض اسپاں کا علاج "نہ چنے ہوئے" اضلاع میں ٭

(د)- پرورش مویشیان تمام صوبہ میں - اور پرورش اسپاں "نہ چنے ہوئے" اضلاع میں ٭

(ہ)- گھوڑوں اور مویشیوں کے میلوں اور نمائشوں کی نگرانی ٭

(و)- دہلی و شمال مغربی سرحدی صوبہ جات میں معالجہ مویشیاں کے انتظام کا انضباط ٭

(ز)- شفاخانہ جات حیوانات اور متعلقہ عمارات کا عام انتظام ٭

سول محکمہ معالجہ حیوانات کی تکمیل

۲۰۹ - الف - پرورش مویشیان کی فارم واقعہ حصار کا رقبہ ۴۲ ہزار ایکڑ ہے - اور اس لحاظ سے یہ فارم ہند میں سب سے بڑی ہے - یہ ۱۸۰۹ء میں پہلی بار اونٹ پالنے کی غرض سے کھولی گئی تھی - لیکن ۱۸۱۵ء میں مویشیان اور اسپان کی پرورش بھی ایزاد کردی گئی - ۱۸۵۰ء سے لیکر اس فارم کا اصلی مقصد توپخانجات کے لئے بیل مہیا کرنا تھا - ۱۸۹۹ء میں یہ فارم گورنمنٹ ہند کے سول وٹیری نیری محکمہ کے سپرد کردی گئی - مگر انسپکٹر جنرل کا عہدہ تخفیف ہونے پر حکومت ہند نے حکومت پنجاب کو واپس کردی - اس وقت سے لے کر آج تک یہ فارم صوبہ بھر کے لئے نسلی سانڈ پیدا کرنے کا سب سے بڑا واحد ذریعہ رہی ہے - اور دیہات کے فائدہ کے لئے چار ہزار سے زائد سانڈ پیدا کرچکی ہے - اندازہ کیا جاتا ہے - کہ ان سانڈوں میں زائد

محکمہ صلحیان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب لاہور

تصحیح پرچہ تصحیح نمبر ۹۰ ایل۔ آر۔ ایم مقام لاہور مورخہ ۱۳ اگست ۱۹۴۱ء

دستور العمل صیغہ مال فصل چہارم صفحہ ۱۴۸

مندرجہ ذیل کو بطور فقرہ جدید ایزاد کردو۔

۲۰۹۔ ب۔ بڑھدی صاحب کلکٹر کی بدترین دشمن ہے۔ یہ مزروعہ اور غیر مزروعہ ہر دو اراضیات میں واقعہ ہوتی ہے۔ اس کے مصیبت ناک اثرات کی مثال فصل چھٹی (۲۸ اور فقرات مابعد) میں پائی جاوے گی۔

(۱) اراضی مزروعہ۔ جب ڈھلوان زمین پر بارش ہوتی ہے تا وقتیکہ اس کو روکا نہ جائے تو وہ پہاڑ کے نیچے کی طرف بہتی ہے۔ اور اپنے ہمراہ چوٹی کی زمین کا کچھ حصہ بہا لاتی ہے۔ اور باقی چوٹی کی زمین سے قیمتی کیمیادی اجزا چھین لے جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سا پانی جو زمین میں جذب ہوتا ہے اور زمین کی نچلی سطح میں رطوبت کا معاون ہوتا ہے اور آئندہ بارش کی بوچھاڑ تک کھیت کو مرطوب رکھتا ہے بالکل ضائع ہو جاتا ہے۔ زمین کی بالائی سطح میں بہت سی زرخیزی شامل ہوتی ہے۔ چونکہ کھاد اور بارش دونوں مل کر پنجاب کے اکثر حصوں میں بہت کمیاب ہیں۔ ان کو بہت احتیاط سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ سطحی زمین کے اس چپکے چپکے نکاس کا نام شیٹ اروژن ہے۔ کاشتکار یا عملہ محکمہ مال شاذونادر ہی اس کی جانچ پڑتال کرتا ہے۔

دوسری منزل "گلی اروژن" ہے۔ ڈھلوان زراعت کی سطح عموماً غیر ہموار ہوتی ہے۔ اور لمبی نشیبات سے مخصوص ہوتی ہے۔ جو اگرچہ مشکل سے ظاہر ہوتے ہیں مگر اپنے ہر دو جانب کی زمین سے پانی لے جلتے ہیں۔ پانی اونچی جگہ سے ان نالیوں میں بہتا ہے۔ اور حجم اور رفتار میں بڑھتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نشیبات کے نزدیک بڑھدی زیادہ ہوتی ہے۔ پانی کھیتوں میں نیچے اور پچھلی طرف کاٹ کرتا ہے۔ اس طرح نالہ ہائے بن جاتے ہیں یہ ڈھلوان کی گہرائی اور پانی کی مقدار جو اُن سے بہتی ہے۔ اس کے مطابق جسامت میں بڑھتے جاتے ہیں اس طرح وہ قابل کاشت رقبہ کو کم کر دیتے ہیں۔ اور نچلی زمین کی سطح کی رطوبت کو خشک کر کے پژمردگی کو بڑھا دیتے ہیں۔ اس قسم کا نقصان جس کو گلی اروژن کہتے ہیں۔ خوش قسمتی سے ہر ایک اُس سے واقف ہے۔

عملی طور پر پنجاب کی تمام زمین ڈھلوان پر واقع ہے۔ جو قریباً آبپاش شدہ کھیتوں میں محسوس نہیں ہوتا۔ لیکن عموماً بارانی اراضیات میں نمایاں ہے۔ آبپاش شدہ زمین عام طور پر کنارے جن کو وٹ یا ڈول جو بغرض قائم رکھنے آبپاشی بنائے جاتے ہیں سے محفوظ ہوتی ہے۔ غیر آبپاش شدہ زمین کو اس قسم کی حفاظت کی ضرورت ہے۔ ان کو ہموار کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ تاکہ بارش کا پانی ان پر یکساں پڑے۔

اور کھیت کے نچلی طرف نہ چلا جاوے۔ جب کھیت کی اوپر والی سطح خشک ہو جائے۔ اور بالائی حصہ کو کاٹ کر نہ لے جاوے۔ محتاط مالکان اپنے کھیتوں کی سطح بذریعہ پشتہ یا چبوترہ اونچی کرتے ہیں۔ اور اس طرح زمین کی رطوبت جو مہیا ہو سکے بڑھاتے ہیں۔ اور قیمتی سطح زمین کو بُردی سے بچاتے ہوئے زرخیزی کو جمع کرتے ہیں۔ لیکن اکثر مالکان زمین لاپرواہ ہوتے ہیں۔ اور زمین کی نسبت اپنے اس فرض میں کوتاہی کرتے ہیں ہر دو شیٹ اور گلی اروژن ڈھلوان کھیتوں میں اور وہ کھیت جس کا پشتہ نہ بنایا ہو یا جہاں کناروں کی حفاظت نہیں کی جاتی تو وہ ٹوٹ جاتے ہیں۔ واقع ہوتی ہے۔ بہت سی اراضیات نہایت قلیل عرصہ میں ضائع ہو سکتی ہیں۔ اور پھر کبھی دستیاب نہیں ہو سکتیں زیادہ سے زیادہ سطح زمین بچائے اس کے کہ وہ بذریعہ کاشت اصلاح پذیر ہو جائے جیسا کہ اس کو ہونا چاہیئے۔ آہستہ آہستہ اروژن کی وجہ سے خراب ہوتی جاتی ہے۔ تاہم جہاں کہیں ڈھلوان زمین کی حالتیں اس چیز کے وقوع کے لئے سازگار ہوں۔ سخت طوفان بارش تمام بالائی سطح کو بہا لے جاوے۔ اور کسان کو اس طرح چھوڑ جائے کہ اس کو از سر نو آغاز کرنا پڑے۔ اور صرف ہل کی نوک کے آڑے ترچھے نشان جو نچلی سطح زمین کی چوٹی پر نمایاں ہوں اسکی سابقہ مصیبتوں کی یاد دہانی کراتے ہیں۔

وہ زمین جس کے کنارے اور پُشتے بنائے جائیں۔ بُرد نہیں ہوتی۔ جہاں کہیں نشیب کافی ہو کھیتوں کو ضرور ہموار کرنا چاہیئے۔ اور ان کے لئے پُشتہ بنانا چاہیئے۔ اصول یہ ہے۔ کہ جہاں بارش پڑتی ہے وہاں پانی ٹھہر جاتا ہے۔ جہاں تک کہ یہ زمین میں جذب ہو جائے۔ یا کاشتکار اسے استعمال کر لیوے۔ اگر اس اصول پر عمل کیا جاوے تو معمولی طور پر نشیب زمین کو زیر کاشت کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے لیکن نشیبات کا بلا تمیز توڑنے سے یہ مطلب ہے کہ ان کی قیمت میں فوری اتلاف پیدا ہو۔ اور اس کو ہر ممکن ذرائع سے روکنا چاہیئے۔

خالی زمین کی سخت سطح بارش کے پانی کو جذب ہونے سے روکتی ہے۔ اور موجودہ رقبہ سے رفتار کی مقدار میں مدد دیتی ہے۔ زمین جس میں عنقریب قلبہ رانی کی ہو۔ بارش کے پانی کو جذب کرے گی۔ اسلئے فصل کے بعد جہاں تک ممکن ہو سکے خشک قلبہ رانی سے اگر ضرورت ہو ٹھونٹھ کو توڑنے کے عمل میں حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے مینہ کا پانی جو جذب نہ ہوا ہو۔ پشتہ بندھے ہوئے کھیتوں میں جن کی مٹی چکنی ہو اگر عرصہ تک کھڑا رہنے تو یہ اکثر فصلوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ جہاں حالات اس کی ضرورت ظاہر کریں کھیت اس طریقہ پر ہونے چاہئیں کہ وافر پانی کا نکاس بغیر نقصان دیئے ضروری طور پر ہو جائے۔

پانی جب بہتا ہے تو مقدار اور تیزی زیادہ ہوتی جاتی ہے اور جلد قابو سے باہر ہو جاتا ہے۔ جب تک کہ پانی کو اوپر اُوپر ہی قابو میں نہ لایا جائے۔ ڈھلوان اراضیات کے نیچے والی اراضیات کے مالکان کے لئے یہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے کھیتوں کی حفاظت کر سکیں۔ اس لئے زمینداروں کی متحدہ کوشش کی ضرورت ہے حفاظت زمین اور تنظیم درکار ہے۔ متفقہ مہم کے واسطے یہ طریق افضل طور پر موافق ہے۔ لیکن ہر حالات میں عملہ محکمہ مال کی توجہ اس کے انتظام اور سر انجام کو آسان تر کر سکتی ہے۔

استعمال اراضیات بہت حد تک مدد دے سکتی ہے جس کے ہر ایک مالک زمین کو اپنے کھیتوں سے آب گیر بندہ رقبہ پر ہر ممکن قابو

ہوسکے اور وہ محالات کی حدود کی ڈول اس طرح بنائے کہ بارش کا وافر پانی نکاس ہو کر نالیوں میں چلا جائے۔
جہاں کھاتہ جات ملے جلے ہوں تو آبادی سے دور کھیتوں کی طرف چنداں توجہ نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے کہ وہ عارضی مزارعان
کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں جو زمین کی ترقی میں کوئی دلچسپی نہیں لیتے۔ اس لئے وہ بردی سے زیادہ نقصان اٹھاتے ہیں۔
(۲) اراضی غیر مزروعہ۔ غیر کاشت شدہ اراضی کے پشتے اور سطح کو اونچا کرنا غیر معمولی ہے۔ اس لئے اس کو بذریعہ کافی
روک دوٹ یا نباتات کی بہتات یا گھاس۔ جھاڑیوں زیادہ درخت یا ان ہر تمام کی آمیزش سے شیٹ اور گلی اروژن
سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اگر اس کو اپنی حالت پر چھوڑا جائے۔ تو قدرت توازن کو قائم رکھے گی۔ اور کوئی خاص بردی
نہیں ہوگی لیکن اگر چرائند اور درختوں کے گرانے اور کانٹ چھانٹ کا عمل بے ضبط ہو جائے۔ تو دونوں شیٹ
اور گلی اروژن شروع ہو جاویں گی۔ اور تمام مذکورہ بالا نقصان عاید کریں گی۔ اروژن کی اصطلاح آسان ہے
سبزہ کی برداشت سے زمین ننگی ہو جاتی ہے۔ حیوانات کے پاؤں اس کو توڑ دیتے ہیں۔ اور بارش اس کو بہا
لے جاتی ہے۔ زمین کے اوپر کا حصہ ضایع ہو جاتا ہے۔ عمدہ گھاس مرجھا جاتے ہیں۔ درخت اپنے آپ
کو دوبارہ نشو ونما نہیں کر سکتے۔ پہاڑ کی جانب خشک اور غیر پائیدار ہو جاتی ہے۔ زمین پھسلتی ہے جو لوگ
اور حیوانات پہاڑی زمین پر گذارہ کرتے ہیں۔ ان کی معاشں کم ہو جاتی ہے۔ بارش کے
پانی کو اگر بذریعہ نباتات روکا نہ جائے۔ تو یہ ڈھلوان کے نیچے ندیوں کی طرف بہہ بہتا ہے
زمین میں جذب نہیں ہوتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ زمین کی نچلی سطح کے پانی کی سطح پہاڑ اور میدان دونوں میں کم
ہو جاتی ہے۔ میدانوں میں طغیانی کی تیزی بڑھ جاتی ہے۔ زرخیز زمین ریت سے ڈھک جاتی ہے۔ کھیت
اور دیہات خراب ہو جاتے ہیں۔ ریت کی وسیع مقدار نہروں اور دریاؤں کی سطح میں جمع ہو جاتی ہے۔ اور
موسمی ہواؤں کے بعد پہاڑی زمین اور ندیاں فی الفور خشک ہو جاتی ہیں۔ دریاؤں کی رفتار خشک موسموں
میں بہت کم ہو جاتی ہے۔
غیر مزروعہ زمین کی حفاظت کے مختلف طریقے ہیں۔ جہاں کوئی قیمتی درخت نہ ہوں۔ شاملات کو مفید طریقہ
سے تقسیم کرنا چاہیئے۔ ہر ایک مالک خشک پتھروں کی دیوار یا کانٹوں کا جنگلہ اپنے رقبہ کے گرد بنائے۔ اور اس
کو بیرونی آدمیوں اور حیوانات سے محفوظ رکھے۔ مشترکہ چراگاہوں اور جنگلوں کی حفاظت اور استعمال پنچایتوں
اور انجمن امداد ہائے باہمی کی مستند نگرانی سے ہو سکتی ہے۔ یا گورنمنٹ ایکٹ جو ہائے یا ایکٹ جنگلات کی
شرائط کو بغرض انضباط بذریعہ ملازمان خود استعمال میں لائے۔ پہاڑی زمین میں گھاس۔ عمارتی لکڑی اور دیگر
پیداوار بکثرت ہوتی ہے۔ جب کوئی چرائی نہ ہو۔ گھاس درانتی سے کاٹی جائے۔ درخت گرائے جائیں۔
جب وہ پختہ ہوں چارہ کے درختوں کی باری سے کانٹ چھانٹ کی جائے اور عمارتی لکڑی کو اس قدر کاٹا جائے
کہ وہ تازہ بالیدگی سے متبدل ہو سکے۔ لہذا گورنمنٹ اور دیہاتیوں کے مفاد پہاڑی زمین اور حیوانات کی اصطبل
میں پرورش کرنے سے عمدہ طور پر پورے ہو سکتے ہیں۔ تاہم چند حالات میں اور پورے پورے انضباط سے
مویشی چرانے کا عمل بے ضرر ہے۔ لیکن یہ کام محض ہوشیار چرواہوں کی زیر نگرانی ہو سکتا ہے۔ اور جہاں زمین
کی زرخیزی ایسی ہو کہ گھاس اور جھاڑیوں کا بڑھنا اس کے اصراف بوجہ مویشیاں کے برابر ہو یا تجاوز کرے۔
جہاں بُردی زیادہ ہو زمین خواہ مزروعہ ہو یا غیر مزروعہ۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کشادہ ریت کے تلے بن جاتے

ہیں۔ جو مزروعہ رقبہ کی بربادی کی آڑ میں دونوں کناروں پر متواتر چوڑے ہوتے جاتے ہیں۔ اور اپنی گذرگاہ میں مزید بربادی پیدا کرتے ہیں۔ اگرچہ ایسے رود ہائے جن کو شوالک میں چو اور سالٹ رینج میں کاس کہتے ہیں۔ اکثر پہاڑوں سے شروع ہوتے ہیں یہ اکثر مزروعہ رقبوں سے بہت سا پانی حاصل کرتے ہیں ایک دفعہ جب اروژن کے خلاف تدابیر کا عمل چو یا کاس کے آب گیر رقبہ میں نافذ ہو جائے تو چو کے تہ کی درستی خود بخود ہو سکتی ہے۔ اور تعاون کا طریقہ اس کام کے لئے خاص کر مفید ہے۔

لوگوں کو ایسی خرابی اور اس کے علاج کا بخوبی علم ہے۔ عمدہ مویشیوں کو کبھی چرانے کے واسطے پہاڑ کی جانب نہیں جانے دیتے۔ ان کی پرورش اصطبلوں میں باندھ کر کی جاتی ہے۔ جب شاملات کی تقسیم ہو جائے تو بہت سے مالکان اپنے اپنے رقبہ کی خوب حفاظت کرتے ہیں، تاہم عام طور پر لوگ غیر منظم ہوتے ہیں۔ اور فرداً فرداً احتیاط سے کچھ نہیں بنتا۔ مزید برآں پہاڑی زمینوں اور چراگاہوں کے مناسب طریق کار سے روزمرہ کے کام اور معاش کو مکمل طور پر بدلنا پڑتا ہے۔ اور کسی ملک میں دیہاتی لوگ جدید طریقوں کو برضامندی خود اختیار کرینگے یہ خوف ہر وقت لگا رہتا ہے۔ ایک زرعی ملک کی زمین کا بالائی حصہ اس کا افضل سرمایہ ہے۔ اور جو اس کو بہا دیتے ہیں۔ وہ صرف اپنی معاش کو ہی ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ وہ قوم اور آیندہ نسلوں کو بھی محروم رکھتے ہیں اس لئے بارش کے بہترین استعمال کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرنا چاہیئے۔ جس سے زمین محفوظ رہے اور اس کی زرخیزی زیادہ ہو۔ عملہ محکمہ مال سے امید کی جاتی ہے کہ وہ ہر ممکن کام کی تکمیل اس طریق پر کریں کہ کاشت کے طریقے اور دیہاتی رواج اور عادات ایسے ہو جائیں جس سے زمین کھیتوں اور چراگاہوں کی پائیداری حاصل ہو سکے۔ صاحب کلکٹر کا فرض ہے کہ اس زمین کا جو اس کی تحویل میں ہو مطالعہ کرے۔ اور دہقانوں کی خوشنودی اور باہمی ملاپ کو ملحوظ رکھ کر ان کو ایسی صورت میں منسلک کرے۔ اور محکمہ جنگلات اور دیگر محکمہ جات کی امداد سے جو طریقے لوگوں اور مقام کے موافق ہوں۔ بُردگی کی روک اور زمین کی حفاظت ہر دو مزروعہ اور غیر مزروعہ رقبہ میں استعمال میں لائے۔

(دین محمدی پریس لاہور)

ازتین ہزار سانڈ اب بھی موجود ہیں۔ اور حصار میں پرورش پانے والے سانڈوں کی تعداد مرے ہوئے سانڈوں کی کمی پوری کرنے اور صوبہ کی تعداد سانڈ میں ایزادی کرنے کے لئے کافی ہے۔ سانڈ زیادہ تر ڈسٹرکٹ بورڈوں کو رعایتی قیمتوں پر دئے جاتے ہیں ٭

دھنی اور ہریانہ نسل ہائے مویشیان کی ترقی کے لئے مفصلہ ذیل ڈسٹرکٹ بورڈوں کو سال بہ سال نیا ضافہ عطیات دئے جاتے ہیں ٭

اٹک ۔ راولپنڈی ۔ جہلم ۔ شاہ پور اور میانوالی ڈسٹرکٹ بورڈز برائے ترقی دھنی نسل ٭

حصار ۔ رہتک اور گوڑگانوں ڈسٹرکٹ بورڈز برائے ترقی ہریانہ نسل ٭

مذکور الصدر طریق عطیات محکمہ کی اس پالیسی کا ایک جزو تھا ۔ جو پرورش مویشیان کے لئے موزوں علاقہ جات کی طرف توجہ مبذول کرانے کے لئے اختیار کی گئی ۔ دھنی نسل کے علاقہ جات میں یہ طریقہ ۲۰-۱۹۱۹ء اور ہریانہ نسل کے علاقہ جات میں ۲۵-۱۹۲۴ء میں رائج کیا گیا ٭

لوئر باری دوآب کنال کالونی میں تقریباً ۱۵۳۰۰ ایکڑ زمین عطیہ داران کو پانچ فارم ہائے مویشیان کھولنے کے لئے عطا کی گئی ہے۔ ان میں سے دو فارمیں خالص منٹگمری نسل کے مویشیان اور باقی تین حصاری مویشیان کے لئے وقف کی گئی ہیں ۔ مزید برآں ۴۸۵ ایکڑ رقبہ میں ایک ڈیری فارم منٹگمری شہر کے نزدیک جاری کی گئی ہے ۔ علاوہ ازیں ضلع منٹگمری میں موضع شیر گڑھ کے آس پاس سات مختلف چکوں میں ½ ۲۱۸ مستطیلیں چھوٹے زمینداران شیر گڑھ کو اس شرط پر عطا کی گئی ہیں ۔ کہ وہ ہر مستطیل میں منٹگمری نسل کی ایسی دو مادہ گاؤ پالیں گے ۔ جن کو محکمہ ویٹری نیری پاس کرے ٭

پانچویں فصل

ضلع کے اعلےٰ افسرانِ مال

۲۱۰ - صاحب ڈپٹی کمشنر محکمہ مال ضلع کے اعلےٰ افسر کی حیثیت میں کلکٹر کے لقب سے نامزد ہیں اور [رونیو افسران زیر ایکٹ ہائے مالگذاری و دخل رعیتانہ] ان کے نائب بشمول تحصیلداران و نائب تحصیلداران اسسٹنٹ کلکٹران درجہ اوّل یا دوئم کہلاتے ہیں[۵۱] بروئے ایکٹ مالگذاری و ایکٹ دخل رعیتانہ رونیو افسروں کے درجے مساوی ہیں - جس درجہ کا رونیو افسر ہو اسی درجہ کی عدالت مال تصور کی جاتی ہے[۵۲] - بحیثیت رونیو افسر صاحب کلکٹر و اسسٹنٹ کلکٹران کے اختیارات کی کیفیت فصل آئندہ میں مرقوم ہے - اور بحیثیت عدالت ہائے مال ان کے اختیارات سماعت کی توضیح تیئسویں فصل میں کی گئی ہے - ابتدائے تقرر پر اسسٹنٹ کمشنر و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر جنہوں نے پہلے کسی اعلےٰ درجہ کے اختیارات نہ برتے ہوں باعتبار عہدہ اختیارات اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم عمل میں لاتے ہیں[۵۳] - جب ان کو درجہ دوئم کے اختیارات مجسٹریٹی و دیوانی تفویض ہو جائیں - تو وہ ساتھ ہی منصبی طور پر اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ہو جاتے ہیں[۵۴] - بحیثیت منصب تحصیلدار و نائب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم تصور ہوتے ہیں[۵۵] مگر خاص خاص تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول بھی مقرر ہو سکتے ہیں[۵۶] - صاحب

---

[۵۱] دفعات ۶ (۲) و (۳) ایکٹ ۱۷ مصدرہ ۱۸۸۷ء ❊

[۵۲] - دفعات ۷۵ (۱) و ۷۷ (۲) ایکٹ ۱۶ ۱۸۸۷ء ❊

[۵۳] اشتہار پنجاب گورنمنٹ نمبر ۱۳۷ مورخہ یکم نومبر ۱۸۸۷ء ❊

[۵۴] اشتہار پنجاب گورنمنٹ نمبر ۲۰۰ مورخہ ۱۷ - جنوری ۱۹۳۱ء ❊

[۵۵] اشتہار پنجاب گورنمنٹ نمبر ۱۳۷ مورخہ یکم نومبر ۱۸۸۷ء ❊

[۵۶] - دفعہ ۶ (۳) ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۷ء ❊

ڈپٹی کمشنر باعتبار عہدہ کلکٹر ہیں - لہٰذا ان کو ایسے اختیارات تفویض کرنے کے لئے اشتہار کی ضرورت نہیں - لیکن لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ کلکٹر کے جملہ یا بعض اختیارات کسی دیگر رونیو افسر ضلع کو عطا کرے - جب کارروائی عام تشخیص جدید جاری ہو - تو عموماً جملہ اختیارات کلکٹر زیر ایکٹ مالگذاری ماسوائے ان اختیارات کے جو وصولی مالیہ سے تعلق رکھتے ہیں صاحب مہتمم بندوبست کو عطا کئے جاتے ہیں - صاحب ڈپٹی کمشنر و صاحب مہتمم بندوبست کے مابین تقسیم کام کے متعلق ہدایات ضمیمہ نمبر ۶ ہدایت نامہ بندوبست میں درج ہیں ؛

۲۱۱ - صاحب کلکٹر اور ان کے نائبان کو اختیارات مجسٹریٹی بھی حاصل ہوتے ہیں - البتہ اختیارات انتظامیہ و جوڈیشل کا ایک ہی شخص کے ہاتھ میں جمع کرنے کا اصول زیر مباحثہ رہا ہے - مسٹر ٹامسن صاحب نے اس کے فوائد حسب ذیل تحریر کئے ہیں ؛

رونیو افسروں کو اختیارات فوجداری بھی ہوتے ہیں

"فوائد عامہ کے لئے کوشش کا موقعہ و رسوخ ایسی صورت میں بدرجہا زیادہ ہوتا ہے - ترقی بہبودی خلائق کے لئے جس کی نگہداشت صاحب کلکٹر کے سپرد ہے یہ لازمی ہے کہ جان و مال کی حفاظت کا ضلع بھر میں پورا پورا انتظام ہو اور صنعت و حرفت کی ترقی کے لئے لابدی ہے کہ ناجائز سینہ زوری کا ایسا انسداد کیا جائے کہ امن پسند اور بے شر رعایا کی آسائش و عافیت میں بہت کم خلل واقع ہو - ایسے ذی اختیار ریونیو افسر محکمہ پولیس کے استحکام و نگرانی کا اعلےٰ ذریعہ بن سکتے ہیں - اپنے فرائض کلکٹری کے انصرام میں صاحب مجسٹریٹ کو ایسے وسائل واقفیت و ذرائع رسوخ میسر ہونگے جن کی باقاعدہ اصلاح و جائز استعمال سے یقیناً نہایت مفید نتائج پیدا ہونگے۔[۱]"

۲۱۲ - مسٹر ٹامسن صاحب کی رائے دربارہ مختلف ذمہ واری ہائے و متفرق فرائض صاحب

صاحب ڈپٹی کمشنر کے تعلقات دیگر محکموں کے افسروں سے

---

[۱] فقرہ نمبر ۲۶ مسٹر ٹامسن صاحب کا ہدایت نامہ برائے کلکٹران" مطبوعہ ۱۸۵۰ء ؛

ڈپٹی کمشنر بھی قابل ذکر ہے۔
ضلع میں خواہ کوئی امر واقع ہو صاحب کلکٹر کو اس کی خبر رکھنی اور اس کے فعل کی نگرانی لازم ہے۔ انقلابات تجارت۔ انتظام عدالتہائے دیوانی و تعمیرات سرکاری کی تکمیل وغیرہ وغیرہ اسباب سے بھی ان جماعتوں کے معاملات پر بھاری اثر پڑتا ہے جن کے صاحب موصوف سرپرست نامزد ہوئے ہیں۔ البتہ صاحب کلکٹر کو ایسے امور میں بیجا دخل دینے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ جو ان کے ذاتی اختیار سے باہر ہوں۔ لیکن کسی ایسے معاملہ میں جو ان کی رائے میں غلط ہو نرمی اور عقلمندی سے متعلقین کو فہمائش کرنا صاحب موصوف کے نہایت اہم فرائض میں سے ہے"[ل]۔

اگر صاحب کلکٹر دیگر محکموں کے افسران کے ساتھ جو اس ضلع میں مامور ہوں ذاتی تعلقات پیدا کرنے میں ہوشیاری و دانائی سے کام لیں تو عموماً ثابت ہوگا ۔کہ افسران مذکور صاحب موصوف کی کسی ایسی تحریک پر جس کا پیش کرنا انہیں ضروری معلوم ہو باعتنا و کامل غور کرنے کے لئے تیار ہونگے انتظام عدالت ہائے دیوانی صاحب کلکٹر کے احاطۂ اقتدار میں نہیں۔ مگر اس بارہ میں بھی صاحب موصوف کا فرض ہے۔ کہ وہ ان جملہ امورات کی صاحب کمشنر بہادر کو اطلاع دیں۔ جن کا لوگوں کی بہبودی اور طمانیت پر اثر پڑتا ہو۔

۲۱۳- منسوخ کیا گیا۔

۲۱۴- ضلع کا عمدہ انتظام کرنے کے لئے ایسے اوصاف درکار ہیں جن کا اجتماع ایک شخص واحد میں کسی قدر مشکل ہے۔ کوئی شخص پورے طور پر گورنمنٹ کا قائم مقام نہیں ہو سکتا ہے۔ جو رعایا سے دلی ہمدردی کرنے یا ان کی زبان میں ان کے ساتھ باسانی گفتگو کرنے سے قاصر ہو۔ علاوہ بریں تحمل۔ مستعدی۔ فراست۔ استقلال۔ آزمایا بدون اختلاط۔ سیرت شناسی کا تیز ملکہ۔ مناسب محل پر اعتماد کرنے کی آمادگی۔ ہر صیغہ فرائض کی اندرونی تفصیل کی مکمل واقفیت۔ ذاتی محنت کا خاص مادہ کسی قابل اعتبار ماتحت کو بہت سا حصہ کام بخوشی سپرد کرنے کی رغبت اور عملہ انتظامی پر مکمل ضبط و نگرانی کی قابلیت ایسے اوصاف مزید ہیں جن کا

اوصاف جو خوش اسلوبی انتظام ضلع کے لئے مطلوب ہیں۔

[ل] فقرہ نمبر ۲۷ مسٹر ٹامسن صاحب کا "ہدایت نامہ کلکٹران" مطبوعہ ۱۸۵۰ء۔

وجود گورنمنٹ کے قائم مقام میں ہونا لازمی ہے۔ ہر جماعت کے نائبوں سے پورا پورا کام لینے کی استعداد کامیابی کا ایک بڑا راز ہے۔ جو صاحب کلکٹر ہر ایک کام کے خود کرنے پر مصر ہوتے ہیں یقیناً وہ بہت سے کام ادھورے چھوڑ دیتے ہیں اور اپنا قیمتی وقت جو اُن کو زیادہ اہم معاملات پر خرچ کرنا چاہیئے ادنےٰ کاموں پر ضائع کر دیتے ہیں۔ صاحب موصوف اپنے ماتحتوں کے افعال کی نگرانی کے جواب دہ اور ذمہ وار ہیں۔ اس فرض کے متعلق خفیف سی کمزوری کو بھی ہندوستانی لوگ خصوصاً جلدی تاڑ جاتے ہیں مزید براں اس بات کے یقین کرنے پر وہ فوراً آمادہ ہو جاتے ہیں۔ کہ فلاں اہلکار نے جس کا بلحاظ فرائض منصبی افسر کے ساتھ زیادہ تعلق رہتا ہے افسر مذکور کی طبیعت پر بیجا اثر ڈال لیا ہے۔ کام کی تقسیم احتیاط سے ہونی چاہیئے۔ جزو کام جو کسی افسر کے سپرد کیا جائے اور حدود جن کے اندر وہ باختیار خود کارروائی کر سکتا ہے اس کو بخوبی سمجھا دینی چاہئیں۔ جس شخص کو بذاتہٖ ضلع کے ہر صیغہ کے کام اور عملہ کے اختیارات و قابلیت سے کامل واقفیت نہ ہو وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ ضلع کے انتظام میں کامیابی زیادہ تر اسی بات پر منحصر ہے۔ کہ صاحب کلکٹر اس بات کا صحیح اندازہ لگا سکیں۔ کہ کونسا کام انہیں خود کرنا چاہیئے۔ اور کونسا کام وہ ماتحتوں پر موقوف چھوڑ سکتے ہیں ؏

۲۱۵ - چارج دینے کے وقت ہر ایک صاحب ڈپٹی کمشنر کا فرض ہے

ضلع کے حالات جلد تر معلوم کرنے کے ذرائع

کہ ایک خفیہ یادداشت اپنے جانشین کے حوالہ کرے جس کے ذریعہ انتظام ضلع کی زیادہ اہم خصوصیات کی طرف اس کی خاص توجہ دلائی جائے۔ خاص معاملات زیر تجویز اور بڑے بڑے ماتحتوں کے چال چلن و قابلیت کا تذکرہ بھی اس یادداشت میں ہونا چاہیئے۔ اکثر حالات کا علم ضلع کی تاریخ و بندوبست و تشخیص کی رپورٹوں سے بخوبی حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن ان ذرائع واقفیت کے علاوہ کامل ذاتی تحقیقات اور باقاعدہ دورہ کی مدد سے نسبتاً تھوڑے عرصہ میں کام پر حاوی ہونا ممکن ہے ؏

سلہ جملہ اہلکاران عملہ جن کی ماہوار تنخواہ تیس روپیہ یا زیادہ ہو اور افسر نگویاں کے اعمال نامے رکھے جاتے ہیں؏

۲۱۶ - منسوخ کیا گیا ٭

۲۱۷ - صاحب کلکٹر کی خوبی انتظام کا مدار زیادہ تر اس بات پر ہے کہ وہ اپنے ہم مرتبہ اور شریک کار افسران اور ماتحتوں سے اچھا کام لے سکیں - اور اس کا انحصار زیادہ تر اس بات پر ہے - کہ صاحب موصوف ان کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتے ہیں - ملک کے مختلف طرز معاشرت کی وجہ سے ان لوگوں کے چال چلن کا صحیح اندازہ قائم کرنا مشکل ہے - کیونکہ یہ اندازہ محض ذاتی اعتماد و میل ملاقات کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتا ہے - اس نقص کی تلافی کی کوشش اس طرح کرنی چاہیئے - کہ ان کو معاملات سرکاری میں آزادانہ آمد و رفت کا موقعہ دیا جائے - اور اپنے فیصلہ کی معقولیت و نیک نیتی کا خیال اُن کے دلوں میں جما کر اطمینان دلایا جائے - زیادہ بدگمانی ایسی ہی مضر ہے جیسا کہ اندازہ سے زیادہ اعتبار - یہ لوگ فی الواقعہ اُس کے احکام کی تعمیل کنندگان ہیں اور اس کی منشاء کا اظہار کرنے والے بھی بہی ہو سکتے ہیں - اس لیئے کسی حد تک پیچیدہ و مشکل معاملات میں ان کو اپنا راز دار و صلاح کار بھی بنا لینا چاہیئے - محفوظ ترین طریقہ یہ ہے - کہ جو اشخاص مشورہ دینے کے قابل ہوں اُن سے صلاح و مشورت کر کے ان کی رائے کو متانت سے بدوں رو و رعایت وزن کیا جائے ٭

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں اور تحصیلداروں کے ساتھ تعلقات -

۲۱۸ - اگر صاحب کلکٹر محرروں اور متشلخوانوں سے ہمدردی کا سلوک کریں - تو عموماً یہ لوگ بھی بجا آوری فرائض احسن طریق سے سرانجام دیتے ہیں - ان کو بے وقت تکلیف دینے مکان پر زیادہ عرصہ تک انتظار کرانے اور پیشی میں دیر تک کھڑا رکھنے سے ممکن ہے - کہ وہ پوری امداد دینے سے گریز کریں ٭

محرروں اور متشلخوانوں سے برتاؤ -

غلطی سمجھ کے لیئے سزا نہ دینی چاہیئے - غفلت یا عدول حکم کی یاداش میں سزا دینی پڑے تو بھی قصور کامل طور پر پایہ ثبوت کو پہنچ جانا چاہیئے - اور اس حالت میں بھی اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے - کہ آیا تحریری چشم نمائی یا فہمائش موزوں و مکتفی نہ ہو گی - عملہ دفتر کے محرروں اور اہلکاروں پر اب سزائے جرمانہ کی ممانعت ہے - البتہ التوائے اضافہ تنخواہ - بندش ترقی یا تنزل کی کوئی ممانعت نہیں ہے ٭

۲۱۹ - اسسٹنٹ کمشنروں کی بابت صاحب ڈپٹی کمشنر کی ذمہ داری ایک خاص قسم کی قرار دی گئی ہے۔ کیونکہ اغلب ہے کہ چند ہی سال میں کسی ضلع کا اہتمام ان ہی افسروں کے سپرد کر دیا جائے ؛

اسسٹنٹ کمشنروں کی کار آموزی -

یہ نہایت ضروری ہے - کہ یہ افسران انتظام ضلع کے مختلف شعبہ ہائے سے کماحقہٗ واقف ہو جائیں - اور اس بارہ میں مذکورہ ذیل احکام حال ہی میں صادر کئے گئے ہیں ؛

پہلے سال میں نووارد افسر کو چاہئے - کہ

(الف) - وہ اپنے محکمانہ امتحانات جملہ مضامین میں بشمول اردو و پنجابی پاس کرے ؛

(ب) - پنجاب کے باشندوں اور بالخصوص دیہاتی لوگوں سے واقفیت پیدا کرے - تاکہ وہ ان کے باہمی لین دین اور گورنمنٹ کے ساتھ تعلقات کا اندازہ کر سکے ؛

(ج) - کافی فوجداری مقدمات کرے تاکہ وہ کافی تھوڑے عرصہ میں امتحانات پاس کرنے کے بعد علاقہ مجسٹریٹ یا سب ڈویژنل افسر کے فرائض بھی باوثوق طریق سے سرانجام دے سکے -

(د) - صیغہ مال کے بنیادی اصولوں کا عملی تجربہ بحیثیت ریونیو افسر اور عدالت مال حاصل کرے ؛

(ہ) - خزانہ - دفتر اور عام انتظامیہ کام سیکھے ؛

نووارد افسران کو ان کی ملازمت کے شروع چھ ماہ میں کوئی عام انتظامیہ کام سپرد کرنا غلطی ہے - بالعموم اسسٹنٹ کمشنران کو بوقت آمد ضروری امور سے بھی ناواقفیت ہوتی ہے - ایک اسسٹنٹ کمشنر امید کرتا ہے - اور توقع رکھتا ہے - کہ اسے فوراً کام دیا جائے گا - اور وہ بہت ہی خوش ہوتا ہے - کہ اگر اسے کوئی "صیغہ" مثلاً پاسپورٹ (راہداری ممالک غیر) یا موٹروں کے لائسنس کا کام تفویض کر دیا جائے - بعض اوقات اس کی درخواست برائے کام کو مسترد کرنا محال ہو جاتا ہے - لیکن اگر اس خواہش کو پورا کر دیا جائے - تو یقینی ہے - کہ وہ کلرکوں کے دھوکا میں آجائے - اور غلطی کرنے کی اسے ایسی عادات پڑ جائیں جس

پر بعد میں اسے پچھتانا پڑے ٭

(۲)۔ مذکورہ الصدر امور کے متعلق مفصلہ ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے ٭

(الف)۔ **امتحانات محکمانہ** ۔ متعلم کو کتابیں فرصت کے وقت میں پڑھنی چاہیئیں۔ زیادہ وقت زباندانی میں اٹھانی پڑتی ہے۔ امتحان پاس کرنے سے ضروری نہیں ہے۔ کہ اس کی بولی دیہات میں بھی سمجھ آسکتی ہے۔ کارآموز اسسٹنٹ کمشنران کو تحصیلداروں اور افسر مالوں کے ساتھ دورہ میں سوائے اردو کے اور کسی زبان میں بات چیت نہ کرنی چاہیئے۔ اور ان افسروں کو بھی ہدایت کردینی چاہیئے۔ کہ وہ غلطیاں درست کرتے جائیں۔ اردو اور پنجابی بعض چیدہ مثلخوانوں سے اچھی طرح سیکھی جاسکتی ہے۔ کیونکہ اُن میں اپنے متعلم کو باتیں بنانے کا وہ رحجان نہیں ہوتا۔ جو عموماً سند یافتہ پیشہ ور معلموں میں ہوتا ہے۔ جو چھوٹے مقامات میں دستیاب ہو سکتے ہیں۔ امتحان اردو ماہ مئی اور پنجابی ماہ اکتوبر میں پاس کر لینا چاہیئے ٭

جوڈیشل کام کے متعلق بول چال کا امتحان پاس کرنے کے لئے افسران مذکور کو چاہیئے۔ کہ جس روز سے وہ زباندانی کا سبق منشی سے لینا شروع کریں۔ روزانہ ایک آسان عرضی یا دیگر سادہ اردو ریکارڈ پڑھنے کی مشق کریں۔ اور جتنی جلدی ممکن ہو سکے۔ عام استعمال ہونے والی اصطلاحات کا ترجمہ جو مشہور قوانین وقواعد اور بالخصوص ایکٹ ہائے مالگذاری اور دخل رعیتانہ میں آتی ہوں۔ سیکھ لیں۔ ان ایکٹ ہائے کے بعض حصص کا مثلخواں کے ساتھ مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور جو اصطلاحات مطالعہ سے گزریں ان کی فوراً یادداشت رکھ لی جائے۔ جب ان کی واقفیت ہو جائے۔ تو افسران مذکور کو چاہیئے کہ آسان فیصلہ جات کا ترجمہ دوبارہ لکھنے کی مشق کریں۔ اور مذکورہ الصدر طریقہ سے اردو کا ترجمہ کریں ٭

جونیئر افسران کو چاہیئے۔ کہ تمام قسم کے ہندوستانی اور خاص کر زراعت پیشہ لوگوں سے اختلاط اور بات چیت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ دیں۔ اگر کسی افسر کی زباندانی کی رفتار تھوڑی ہو۔ تو اس کا حوصلہ

کم نہ کرنا چاہیئے - تجربہ سے ثابت ہے - کہ اگر ثابت قدمی سے کوشش کی جائے - تو وہ لوگ بھی جو زبان سیکھنے میں خاص دقتیں محسوس کرتے ہوں بآسانی بولنا سیکھ جاتے ہیں - ایک عمدہ ترکیب یہ بھی ہے - کہ جونہی کوئی نئے الفاظ سنائی دیں - ان کو مختلف عنوانوں کے ماتحت درج کرلیا جائے - کسی زبان کا لب ولہجہ سیکھنے کے لیئے لازمی ہے - کہ خلوت میں نفس خود سے لہجہ کی حتیٰ المقدور نقل آتارنے کی کوشش کی جائے - بلا لحاظ اس امر کے کہ آیا وہ زباندانی میں انعامی امتحان پاس کرنا چاہتے ہیں یا نہیں - تمام جونیر افسران کو چاہیئے - کہ وہ اپنی ملازمت کے شروع دو تین سالوں میں اچھی اردو کی کتابیں مطالعہ کریں - اور اپنی لغات میں اضافہ کریں - جو افسران مطالعہ کے علاوہ اردو لکھنے کی کوشش کریں ان کو بعد میں اس وقت کا جو انہوں نے اس تحصیلِ فن میں صرف کیا کبھی افسوس نہ ہوگا ⁘

(ب) - **لوگوں سے ملنا جلنا** - لوگوں کے حالات اور ان کے طریق معلوم کرنے کی بہترین ترکیب باقاعدہ دورہ کرنا ہے - نووارد افسران کو ہدایت کی جاتی ہے - کہ وہ دورہ میں اپنی آنکھیں کھول کر رکھیں اور ہر معاملہ کے متعلق جو ان کی سمجھ میں نہ آئے استفسار کریں - انتظامیہ معاملات مثلاً جرائم - طبی امداد - تعلیم - تحریک امداد باہمی - وسائل باربرداری - ترقیات زراعت اور حفظان صحت عامہ کا خاص طور پر خیال رکھا جائے - اور بغور مطالعہ کیا جائے ⁘

(ج) - **فوجداری کام** - عدالتی کام سیکھنے کا سب سے عمدہ طریق یہ ہے - کہ جونیر افسر کسی دوسرے مجسٹریٹ یا جج کی عدالت میں ہفتہ دو ہفتہ ضوابط کی کتب ہاتھ میں لے کر کئی گھنٹے بیٹھا کریں - ضابطہ عدالت کا عملی تجربہ حاصل کریں - اور ایسے تجسسی سوالات کرنے کا طریقہ سیکھیں - جو ایک باسمجھ مجسٹریٹ فیصلہ کرنے کی غرض سے دریافت کرتا ہے - ایسی باتیں سیکھنے سے ضابطہ کی بہت سے اصطلاحات خود بخود ذہن نشین ہو جائیں گی - افسر مذکور کو چاہیئے کہ ساتھ ساتھ وہ آسان مقدمات کی امثلہ کا مطالعہ بھی کرے اور شہادت و روئداد مقدمہ کا ترجمہ کرتا جائے - اور بعد میں اس ترجمہ سے اردو بنانے کی کوشش کرے - دو ہفتے ایسا کرنے

سے ایک افسر کافی تجربہ و استعداد پیدا کر لے گا- اور معمولی مقدمات جو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ انتخاب کر کے ارسال کریں خود سماعت کرنے - یا معمولی معاملات میں صاحب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی بجائے تحقیقات کرنے کے قابل ہو جائے گا- ہر افسر کو چاہیئے - کہ وہ اپنے انگریزی فیصلہ جات کا ترجمہ اردو میں کرتا رہے تاکہ اسے اس معاملہ میں کافی مہارت و آسانی ہو جائے +

(۵) - **محکمہ مال کا کام** - اگر پروگرام درست طریق سے تیار کیا جائے- تو اسسٹنٹ کمشنر کو ضلع کے معمولی روٹینو کام کے ابتدائی مراتب خود بخود سمجھ میں آ جائیں گے - تیسرے مہینے سے عدالت مال درجہ دوئم کا کام شروع کر دیا جائے - اور ساتویں یا آٹھویں مہینے ایک یا دو حلقہ ہائے گرداور کا کام سپرد کر دیا جائے- اسسٹنٹ کمشنر چند مقدمات تقسیم میں طریقہ تقسیم بجائے افسر مال تجویز کریں - اور بعد میں چیدہ حلقہ کے تمام فرائض درجہ اول بشمول کام عدالت مال صاحب اسسٹنٹ کمشنر کے سپرد کر دئے جائیں +

(۶) - **خزانہ - دفتر - اور عام انتظامیہ کام کی کارآموزی** - خزانہ کا کام سیکھنے کا سب سے اچھا موقعہ موسم گرما میں ہے خواہ میدان میں ہو یا پہاڑی علاقہ میں - دفتر کا کام اور اس کی ترتیب ابتداءً ہی سکھا دینی چاہیئے- لیکن نوآموز کو آٹھ ماہ سے پہلے کوئی کام سپرد نہ کیا جائے - سب سے اعلےٰ "صیغہ" جس کا کام سپرد کرنا چاہیئے لوکل جماعتیں اور آبکاری ہے - ان دونو صیغہ جات میں قانون و قواعد سے واسطہ پڑتا ہے - اور علاوہ ازیں ماتحتوں سے اردو اور افسران بالا سے انگریزی خط و کتابت کرنے کا موقعہ ملتا ہے "عام انتظامیہ کام" سے ایسے کام مراد ہیں جو کسی خاص عنوان کے تحت نہیں آ سکتے - مگر صاحب ڈپٹی کمشنر کا بہت سا وقت طلب کرتے ہیں - مثلاً جرائم - فیضرساں محکمہ جات کا کام - انتخابات - ملکی شورش و دیگر اسی قسم کے امور + متعلمِ ان معاملات میں صاحب ڈپٹی کمشنر سے مباحثہ کر کے خوب واقفیت حاصل کر سکتا ہے + اسے ڈسٹرکٹ بورڈ کے دفتر میں بھی چند دن صرف کرنے چاہیئں - یہ دفتر مقامی جماعتوں کے

افسر انچارج کے ماتحت نہیں ہوتا - اگر صاحب ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ بورڈ کے صدر ہوں - مذکورہ الصدر مختلف امور کا صاحب اسسٹنٹ کمشنر کو دورہ میں خیال رکھنا چاہیے - اور دورہ کا حکم دیتے وقت ایسی ہدایات لازماً دے دینی چاہئیں ۔

کسی خاص تحصیل کا اہتمام اسسٹنٹ کمشنر کو تفویض کرنا

۲۲۰ - کچھ عرصہ بعد کسی خاص تحصیل کا اہتمام ایک اسسٹنٹ کمشنر کے سپرد کرنا اور اس کو موسم سرما کا زیادہ حصہ اس علاقہ میں صرف کرنے کی تحریک کرنا عمدہ تجویز ہوگی - اگر ایسا کیا جائے - تو خود بخود اس کو اپنے علاقہ کی بہبودی میں دلچسپی لینے کا شوق اور جملہ امور متعلقہ سے واقف ہونے اور نیز غلط کاریوں کے انسداد کرنے کی رغبت پیدا ہوگی - گویا اس طرح اپنے ہر شعبۂ فرائض میں پورا اورکا حاصل کرنے کا موقعہ پا کر وہ آئندہ جب کبھی کوئی حصہ ضلع یا ضلع اس کی تفویض ہو اس کا انتظام کرنے کے قابل ہو جائے گا - جس اسسٹنٹ کمشنر کے اہتمام میں کوئی تحصیل دی گئی ہو - اس کو تحصیلدار کے فرائض میں ناواجب مداخلت کرنے کے بغیر بھی دفتر تحصیل کی روزانہ کارروائی سے ربط حاصل کرنے کا عمدہ موقع مل سکتا ہے - جو آئندہ اس کے لئے یقیناً بہت مفید ہوگا ۔

اسسٹنٹ کمشنروں کو خود مختارانہ اختیار نہیں ہونے چاہئیں -

۲۲۱ - ہر ایک اسسٹنٹ کمشنر اپنے جملہ فرائض تابع حکم صاحب ڈپٹی کمشنر بجا لائے گا اور اس کو بلا اجازت صاحب موصوف ایسے احکام بطریق ہدایات دستور العمل جن کے رو سے اہم تغیرات واقع ہوں جاری نہیں کرنے چاہئیں اور نہ ہی اہلکاروں کو تنبیہ کرنی یا سزا دینی چاہیئے البتہ وہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس ایسی تدابیر کی سفارش کر سکتا ہے - اُس کو صاحب موصوف کے ساتھ سرکاری چٹھی یا روبکار کے طریقہ پر خط و کتابت نہیں کرنی چاہیئے - جس سے یہ ظاہر ہے کہ گویا اُس کا دفتر جدا ہے - بلکہ نیم سرکاری چٹھی اور ذاتی ملاقات کے ذریعہ تمام معاملات زیر تجویز کا فیصلہ کرنا واجب ہے - اور اگر ضرورت پڑے تو مثل فارسی کے ساتھ جس کے متعلق استصواب کرنا مطلوب ہے - حسب معمول ایک انگریزی یادداشت لگا کر بھیجنی چاہیئے ۔

اسسٹنٹ کمشنروں کو بندوبست کا کام سکھانا

۲۲۲- اسسٹنٹ کمشنروں کی ایک خاص تعداد ان علاقوں میں جن کی عام مکرر تشخیص جمع جاری ہو ہر سال چار ماہ کے لئے بغرض آموخت کام مامور کی جاتی ہے - اگر اس وقت کا درست استعمال کیا جائے - تو یہ ایک فہیم آدمی کے لئے پیمائش و تحریر اسلہ و نیز کام تشخیص کے موٹے موٹے اصولوں کی پوری واقفیت حاصل کرنے کے واسطے کافی ہے - اگر کوئی نو وارد اسسٹنٹ کمشنر آموخت کام بندوبست کے لئے بھیجا جائے - تو بالعموم اس کو دو ماہ پہلے موسم سرما میں اور دو ماہ کسی دوسرے سال میں زیر تعلیم رکھا جاتا ہے - ہدایات درباره اس امر کے کہ کس قسم کی تعلیم دیجائیگی - سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۸ میں درج ہیں - چونکہ اب بندوبستی تعلیم کے مواقعہ بہت کم ہوگئے ہیں - اس لئے افسران کی موسم سرما میں ایک ریونیو ٹریننگ (تعلیم مال) جماعت کھولی جاتی ہے *

تقرری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران

۲۲۳- چند ایسے اشخاص کو بذریعہ انتخاب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر مقرر کیا جاتا ہے - جن کی خدمات عہدہ ہائے ماتحت میں پسندیدہ رہی ہوں - اور بعض بذریعہ امتحان مقابلہ کے اور بعض ذی عزت خاندانی نوجوان براہ راست بھرتی کئے جاتے ہیں - اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبری ۹۴۹ مورخہ ۱۹ مارچ ۱۹۳۰ء میں اس کے متعلق قواعد درج ہیں[۱] جو امیدوار بذریعہ مقابلہ یا براہ راست عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنری پر نامزد کئے جاتے ہیں - ان کو دو سال تک امتحاناً رکھا جاتا ہے - اور منجملہ اس عرصہ کے اول نو ماہ تک وہ کسی ضلع زیر بندوبست میں تعلیم حاصل کرتے ہیں * یا ان کو بھی جماعت مذکور میں برائے تعلیم مال بھیجا جاتا ہے *

افسر مال

۲۲۴- شملہ کے سوائے باقی ہر ضلع میں ایک اسسٹنٹ یا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بحیثیت افسر مال تعینات ہوتا ہے لیکن افسر مہتمم حصہ ضلع خود ہی اپنے پرگنہ میں فرائض افسر مال سرانجام دیتا ہے - دوران عام تشخیص جدید میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر متعینہ بندوبست ہی بالعموم ضلع کا افسر مال تصور ہوتا ہے *

۲۲۵- افسر مال فوجداری کام میں بھی اتنا حصہ لیتا ہے جتنا کہ صاحب

---

[۱] - نیز دیکھو سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۱ *

فرائض افسر مال

مجسٹریٹ ضلع مناسب سمجھ کر اس کی سپرد کریں۔ لیکن اس کا زیادہ وقت مال کے کام میں صرف ہونا چاہئے۔ یعنے ان اقسام کام پر جو اس کتاب میں مذکور ہیں۔ مہتمم خزانہ یا سبارڈی نیٹ جج کے فرائض انجام دینے کے لئے افسر مال فارغ نہیں ہے۔ اور شاذو نادر ہی اس سے کسی قسم کا جوڈیشل دیوانی کام لینا چاہئے ❊

دورہ صاحبان ڈپٹی کمشنر

۲۲۶۔ تا وقتیکہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو اپنے سپرد شدہ وسیع علاقہ کے ہر حصہ کی نسبت ذاتی علم نہ ہو "صریحا" وہ اس کا پورا پورا انتظام نہیں کر سکتے۔ مزید براں اکثر امور زیر تعمیل کی عمدہ نگرانی موقعہ پر ہی ہو سکتی ہے۔ علاوہ بریں رعایا کے تمام معاملات سے باخبر رہنا ناممکن ہے۔ تا وقتیکہ ان کے ساتھ آزادانہ اور کھلے طور پر میل ملاقات کے لئے زیادہ مواقع تلاش نہ کئے جائیں اور یہ صرف دورہ میں ہی بسر آسکتے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ موسم سرما کا زیادہ حصہ دورہ پر رہ کر حتے الامکان اپنے علاقہ زیر اہتمام کا ہر حصہ ملاحظہ کریں۔ جس کام کا صدر مقام ضلع پر ہی انصرام لازمی ہے اس کا ایسا انتظام ہونا چاہئے۔ کہ دورہ کے لئے موقع نکل آئے ❊

اسسٹنٹ کمشنروں واکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کا دورہ

۲۲۷۔ دورہ کے موسم میں ہر اسسٹنٹ کمشنر کو باری باری دورہ میں بھیجنا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کو بھی دورہ پر جانے کا موقعہ دیا جائے۔ افسر مال کو موسم سرما کا زیادہ حصہ مختلف تحصیلوں کے دورہ میں گذارنا چاہئے اور بالخصوص وہ مہینے جن میں فصل ہائے ربیع وخریف کی گرداوری جاری ہو افسر مال کو دورہ میں بسر کرنے لازمی ہیں۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو اس کو سال بھر میں کم از کم چھ ماہ دورہ کرنا ضروری ہے[ل] ۔ جن میں سے بالعموم یکم اکتوبر اور ۳۱ مارچ کے درمیان چار ماہ اور یکم اپریل و ۳۰ ستمبر کے درمیان دو ماہ کا دورہ ہونا واجب ہے ❊

ہدایات جو اسسٹنٹوں کو دورہ پر جاتے وقت دیجائیں گی

۲۲۸۔ اس امر کا انتظام کرنا اور حکم دینا صاحب ڈپٹی کمشنر کے اختیار میں ہے کہ ایک اسسٹنٹ

ل صاحبان فنانشل کمشنر کی گشتی چٹھی نمبر ۶ مورخہ ۶ فروری ۱۹۰۹ء ❊

یا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کون سے حصص ضلع کا ملاحظہ کرے یا کن امور پر خاص توجہ مبذول کرے[۵۷]۔ قبل از روانگی اس کو ایک عمدہ مفصل نقشہ اُس علاقہ کا جس میں اس نے دورہ کرنا ہے اور ہدایات ضروری کی ایک تحریری یادداشت مع ایک خاکہ نقشہ بغرض نشان راستہ گذرگاہ دینی چاہیئے یہ یادداشت سوائے ایسی صورت کے کہ اسسٹنٹ کمشنر نووارد ہو بہت مختصر ہو سکتی ہے۔ علاوہ دیگر امور کے اس میں تفصیل خرچ تعمیرات سرکاری وعطیہ ہائے تقاوی و فہرست چاہات جن کی جمع بموجب قواعد مندرجہ فقرہ نمبر ۵۵۸ سال گذشتہ میں معاف کی گئی تھی درج ہونی چاہیئے تاکہ ان کاموں کا ملاحظہ ہو سکے۔ جو علاقہ زیر دورہ میں تعمیر یا مرمت یا افتادہ ہو چکے ہوں۔ بہتر تجویز یہ ہے کہ نووارد اسسٹنٹ کمشنر کا پہلا دورہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے ہمرکاب ہو۔ اور بعدش وہ افسر مال اور تحصیلدار کے ہمراہ اور بالآخر اکیلا دورہ کرے ؂

۲۲۹- خاص مدعا جو ہر ایک افسر کو بوقت دورہ مدنظر رکھنا چاہیئے یہ

دورہ کا اہم مقصد

ہے۔ کہ لوگوں سے وہ خود واقف ہو جائے۔ اور لوگوں کو اُس سے واقفیت حاصل کرنے کا موقعہ ملے۔ اس غرض کے لئے ضروری ہے کہ لوگوں کو ان کے دیہات میں جا کر دیکھا جائے اور ان کے دلوں میں ملاقات کا شوق پیدا کیا جائے۔ اور نیز ان کے ساتھ آزادی سے گفتگو کی جائے تاکہ ان کے خیالات و محسوسات کا اور ان معاملات کا جن میں وہ دلچسپی رکھتے ہوں علم ہو سکے اور یہ بھی معلوم کرنے کا موقعہ کہ عوام الناس کا خیال ان امور کی نسبت کیا ہے ؂

۲۳۰- بالعموم مقدمات مال کو حتی الامکان موقعہ پر فیصلہ کرنا مناسب

مقدمات مال میں مقامی تحقیقات کے فوائد

ہے۔ البتہ جب یہ مقدمات محض متعلق کارروائی ضابطہ ہوں اور ان میں کسی قسم کی پیچیدگی حائل نہ ہو تو شاید دفتر میں ہی ان کا تصفیہ کرنا بہتر ہوگا۔ لیکن بہت سے مقدمات ایسے ہوتے ہیں مثلاً تقسیم ہائے متنازعہ جن کا صحیح اور ٹھیک ٹھیک فیصلہ کلیتاً مقامی حالات پر منحصر ہوتا ہے اور یقیناً ان کی تحقیقات دیگر مقامات کی نسبت

---

[۵۷] ملاحظہ ہو صاحبان فنانشل کمشنر کا سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۳

موقعہ پر ہی بہتر ہوسکتی ہے۔ تنازعات اراضی ولگان میں اگرچہ مقامی دھڑا بندیوں کے باعث مقدمہ کی اصلیت پر پہنچنا محال ہے تاہم کچہری ضلع کی نسبت موقعہ پر صحیح واقعات معلوم ہونے کی زیادہ امید ہوسکتی ہے۔

معائنہ نقشہ جات بردبرآمد و دیگر کاغذات دیہی۔

۲۳۱۔ نقشہ جات بردبرآمد و نیز اشلہ دیہی تیار کردہ پٹواریاں و قانونگویاں کا معائنہ موقعہ پر ہونا لازمی ہے۔ بروقت پڑتال یہ دیکھنا چاہیئے کہ آیا کاغذات و نقشہ جات مطابق احکام قواعد و سرکلرات متعلقہ تیار کئے گئے ہیں۔ آیا وہ تاریخ ملاحظہ تک مکمل ہیں اور ان کے اندراجات سے صحیح واقعات متعلقہ کا اظہار ہوتا ہے۔

سرکاری رکھوں کے انتظام کے متعلق تحقیقات

۲۳۲۔ جہاں سرکاری رکھ ہوں ان کی حالت و طریق انتظام کی نسبت تحقیقات ہونی چاہیئے اور عملہ محکمہ جنگلات اور لوگوں کے باہمی تعلقات کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے انتظام جنگل کی نسبت اکثر لوگ شاکی رہتے ہیں اور فی الحقیقت بہت سے امور ایسے ہونگے جو بروئے تحقیقات مقامی اصلاح طلب پائے جائیں گے۔ لیکن یہ لازمی ہے کہ اس قسم کے جملہ امور کا فیصلہ بہت احتیاط اور ہوشیاری سے کیا جائے۔ اور بغیر کافی وجوہات کے ان کو چھیڑنا مناسب نہیں ہے۔ لب سڑک کے جملہ باغیچہ ہائے درختاں و دورویہ قطار درختان کی طرف بھی توجہ مبذول ہونی چاہیئے۔

دیسی ماتحتوں کا چال چلن دریافت کرنا

۲۳۳۔ یہ معلوم کرنا نہایت ضروری ہے کہ تحصیلدار و نائب تحصیلدار اور تحصیل کے دیگر دیسی اہلکاران ماتحت کا چال چلن کیسا ہے اہلکاران ماتحت کے متعلق معزز اشخاص سے براہ راست دریافت کرنے میں چنداں ہرج نہیں ہے لیکن تحصیلدار جیسے معزز عہدہ دار کی حفظ مراتب کی کما حقہٗ احتیاط ہونی چاہیئے۔ اس لئے علاقہ تحصیل کے لوگوں سے اس کے چال چلن کا تفحص بالعموم ناموزوں ہوگا۔ الا اگر ہر طبقہ کے لوگوں کو کسی افسر تک رسائی ہو۔ تو اشارتاً یا وصاحتاً ایسے امور اس کے علم میں آجائیں گے جن سے وہ رفتہ رفتہ صحیح اندازہ قائم کرسکے گا کہ علاقہ میں تحصیلدار کی نسبت لوگوں کی عام رائے کیا ہے۔

۲۳۴۔ علاقہ کی عام حالت کی نسبت بھی تحقیقات کرنی چاہیئے۔ چنانچہ

علاقہ ملاحظہ شدہ کی عام حالت کی تحقیقات	خاص امور قابل دریافت حسب ذیل

ہیں :-

(الف)- **فصلیں** - کیا فصل کی موجودہ حالت اچھی ہے ؟ تین یا چار سابقہ فصلوں کی کیسی حالت رہی ہے ؟ کیا کسی نئی اجناس کی کاشت رائج ہوئی ہے ؟

(ب)- **کاشت و آبپاشی** - کیا یہ رو بہ تنزل ہیں یا ترقی ؟ کیا تقاوی بغرض تعمیر چاہات عام طور پر لی جاتی ہے ؟

(ج)- **آبادی** - کیا آبادی بیش بیشی ہو رہی ہے یا کمی ؟ انسانوں کی صحت کیسی ہے ؟ کیا کھاتہ جات بوجہ تقسیم ناواجب طور پر قلیل المقدار ہو رہے ہیں ؟ کیا انتقالات اراضی زیادہ واقع ہو رہے ہیں ؟ اگر ایسی صورت ہے تو اس کا کیا سبب ہے ؟ اور مشتریان و مرتہنان زیادہ تر کس طبقہ سے ہیں ؟

(د)- **مویشی** - کیا ان کی تعداد بڑھ رہی ہے یا گھٹ رہی ہے اور ان کی حالت کیسی ہے ؟ مویشیان چارہ کس طرح حاصل کئے جاتے ہیں ؟ اگر وہ پالتو نہیں ہیں تو ان کی معمولی لاگت کیا پڑتی ہے ؟ کیا فالتو مویشی فروخت ہوتے ہیں ؟

(ھ)- **مالیہ زمین** - تشخیص اور قیمت پیداوار میں کیا تناسب ہے ؟ کیا مطالبہ مالگزاری کی باچھ محالات و کھاتہ جات پر قرین انصاف و مناسب حال ہے ؟ کیا وصول باسانی ہوتی ہے یا اجرائے تدارک کی ضرورت پیش آتی ہے ؟ کیا کوئی زیادہ التواء و معافی ہوئی ہے ؟ اگر زیادہ ہے تو کیوں ؟ رقم مالیہ زیر التواء کی وصولی کی کیا امید ہے ؟

۲۳۵- بہت سے دیگر ایسے معاملات ہیں جن کی نسبت ہر افسر کو اثنائے دورہ میں دیکھ بھال کرنی چاہیئے لیکن وہ دستور العمل ہذا کے موضوع سے باہر ہیں - مثلاً تعلیم - امداد باہمی - تدابیر حفظان صحت -

دیگر امور قابل تحقیقات

سے فی الحال احتیاط سے دیکھنا چاہیئے - کہ قانون انتقال اراضی جس کا ذکر دوسری فصل میں کیا گیا ہے اس کا اثر کیا ہوتا ہے ۔

ٹیکہ چیچک - حالت جرائم - اور چال چلن عملہ پولیس - انتظام آبکاری اور کس حد تک شراب کی نا جائز درآمد و نا جائز کشید رائج ہے - جملہ تھانوں شفاخانوں و مدرسوں کا احتیاط سے معائنہ کرنا لازمی ہے - اور سڑکوں اور مسافر خانوں - سراؤں اور پڑاؤں کا ملاحظہ کر کے ان کی حالت کی نسبت یاد داشت درج کرنی واجب ہے - اگر کوئی انجمن ہائے امداد باہمی ہوں - تو ان کے کاروبار کے متعلق تحقیق کرنی چاہیئے ؂

۲۳۶ - جب کسی افسر کا قیام تحصیل کے صدر مقام پر ہو تو اس کو دفتر تحصیل کا معائنہ کرنا چاہیئے - ہر دفتر تحصیل کی مکمل پڑتال ہر ششماہی میں ہونی واجب ہے - صاحب ڈپٹی کمشنر کو لازم ہے کہ سال میں کم از کم ایک دفعہ خود معائنہ کریں - اور اگر معائنہ ثانی خود نہ کر سکیں - تو افسر مال یا کسی دیگر تجربہ کار اسسٹنٹ کمشنر یا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو اپنی جانب سے معائنہ کرنے کی ہدایت کریں - ہر صیغہ کام یعنے جوڈیشل (دیوانی فوجداری) خزانہ - اسٹامپ - آبکاری - نقادی - مطالبہ مالگذاری - اور امثلہ دفتر قانونگوئے کی پڑتال ہونی چاہیئے - امثلہ حقیت و رجسٹر ہائے زراعتی - حساب کتاب متعلقہ مختلف صیغہ ہائے مالگذاری کی طرف خاص توجہ مبذول کرنی لازم ہے - حساب کتاب آمدنی مالگذاری کی نسبت افسر معائنہ کنندہ کو یہ تحقیق کرنا چاہیئے کہ آیا وہ باقاعدہ طور پر رکھی ہوئی ہیں اور آیا رقوم واجب الادا نے سرکار و قت پر اور بغیر غیر ضروری اجرائے تدارکات کے وصول ہو رہی ہیں و نیز بواعث بقایا کا پتہ لگانا چاہیئے - متفرق آمدنی کے رجسٹر ہائے رواں کی طرف خاص دھیان کرنا چاہیئے - موقعہ پر حساب کتاب تحصیل کی گہری پڑتال کرنے سے زیادہ یقینی طور پر بے ضابطگیوں کی گرفت اور ان کے اعادہ کا انسداد ہو سکتا ہے - اور دفتر صدر سے خواہ پچاس پروانوں کے ذریعہ تحریری جواب طلب کئے جائیں - ان کا یہ اثر نہیں ہوگا - اگر کسی افسر کو پوری فراغت بھی ہو تو بھی ایک دن میں تحصیل کے کام کی کھل پڑتال محال ہوگی - سرسری معائنہ زیادہ مضر ہوتا ہے بلکہ عملہ کے لئے ایسی بے ضابطگیوں اور غلط کاریوں کے جاری رکھنے کا محرک و باعث بنتا ہے جو افشا سے رہ گئی

۵۱ نیز دیکھو فقرہ ۳۸۲ کتاب ہذا ؂

تھیں۔ اس لئے دورہ کا پروگرام ایسا تجویز کرنا چاہیئے کہ چند روز تک تحصیل کے صدر مقامات میں قیام ہو سکے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو ایک یا دو صیغوں کی کماحقہٗ اچھی طرح پڑتال کر لینی چاہیئے اور باقی ماندہ پڑتال کسی آیندہ موقعہ پر ملتوی کر دینی چاہیئے۔ بعض اوقات معائنہ تحصیل موسم گرما میں زیادہ مکمل طور پر کیا جا سکتا ہے اگرچہ معمولی دورہ خارج از بحث ہے لیکن اس کے سبب بھی کوئی امر اس بات کا مانع نہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی افسر صدر مقامات تحصیل میں کچھ وقت گذارے ؎

اسسٹنٹ و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران کے روزنامچے

۲۳۷۔ اسسٹنٹ کمشنروں، یورپین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں اور ہندوستانی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کو جو انگریزی بخوبی جانتے ہیں لازم ہے کہ جب وہ دورہ پر ہوں تو ایک روزنامچہ رکھا کریں جو موقعہ پر روزمرہ یا اثنائے دورہ میں تھوڑے تھوڑے وقفہ پر لکھا جانا چاہیئے۔ دورہ کے خاتمے پر یہ روزنامچہ بطریق رپورٹ یا حکایت تحریر نہیں ہونا چاہیئے۔ ترتیب روزنامچہ تاریخ وار ہوگی نہ کہ بلحاظ مضامین کے اور نصف صفحہ کے اصول پر خوشخط تحریر ہونا واجب ہے۔ روزنامچہ کو فی الواقعہ مفید اور عملی تجاویز پیش کردہ کو قابل توجہ بنانے کی غرض سے لازمی ہے کہ وہ حتے الامکان مختصر ہو اور جملہ غیر ضروری مباحثات قیاسی مضامین کے متعلق و تذکرہ واقعات سفر اس میں درج نہیں کرنے چاہئیں۔ ہر فقرہ کے مضمون کا خلاصہ حاشیہ پر دینا چاہیئے۔ یہ روزنامچہ ہفتہ وار صاحب کلکٹر کی خدمت میں بنا بر ملاحظہ و اظہار رائے ارسال کرنا چاہیئے۔ دورہ کے خاتمہ پر جو ہدایتی یادداشت صاحب کلکٹر نے دی تھی مع معمولی خاکہ سفر روزنامچہ کے ساتھ شامل کر دینی چاہیئے۔ و نیز علاقہ زیر دورہ کی عام حالت کی نسبت جو نتائج مصالحہ فراہم کردہ سے اخذ کئے گئے ہوں ان کی ایک مجمل یادداشت ضمیمہ کے طور پر منسلک ہونی چاہیئے۔ یہ جملہ کاغذات صاحب کمشنر کی خدمت میں بھیجے جاتے ہیں۔ اور صاحب موصوف ایسے روزنامچوں کو جن کو وہ خاص کر قابل لحاظ تصور کریں صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے حضور میں برائے ملاحظہ ارسال کرتے ہیں۔ اور صاحب فنانشل کمشنر بہادران روزنامچوں کو جو ان کی رائے

؎ ہدایات دربارہ رکھنے رجسٹرہائے معائنہ تحصیل و ضلع سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۴۱-۱۴۲- اور ۵ میں درج ہیں

میں خاص تعریف کے مستحق ہوں گورنمنٹ میں پیش کرتے ہیں۔ صاحب کمشنر مجاز ہیں کہ تجربہ کار اسسٹنٹ کمشنروں کو جو کسی ضلع کے افسر رہ چکے ہوں و اسسٹنٹ کمشنران مہتمم حصہ ضلع کو ایسے روزنامچے رکھنے سے مستثنےٰ کریں لیکن ایسی معافی کا اختیار تو وارد اسسٹنٹ کمشنروں کی صورت میں شاذ و نادر ہی عمل میں لانا چاہئے کیونکہ احساس ضرورت تحریر روزنامچہ سے قوت مشاہدہ تیز ہوتی ہے۔ ہندوستانی اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کو اس کام کی بابت جو وہ دورہ میں کریں ایک یادداشت رکھنی چاہئے جسے وہ صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں روانہ کریں گے٭

۲۳۸۔ تحصیلداران کا مشاہرہ ٹائیم سکیل ۲۰۰-۱۰-۲۷۰-۱۰-۳۵۰ روپیہ ہے۔ جس میں ۲۷۰ روپے پر پہنچ کر حد قابلیت آجاتی ہے۔ علاوہ ازیں سلیکشن گریڈ بھی ہے جو ۴۰۰ روپے ماہوار کی چار اور ۳۷۰ روپیہ ماہوار کی آٹھ آسامیوں پر مشتمل ہے۔ نائب تحصیلداران کی تنخواہ ۸۰-۵-۱۴۰-۷½-۱۸۵ کے ٹائم سکیل پر ہے۔ جس میں ۱۴۰ روپے پر حد قابلیت آجاتی ہے٭

تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کا مشاہرہ

۲۳۹۔ تحصیلداروں کی تقرری صاحب فنانشل کمشنر بہادر اور نائب تحصیلداروں کی تقرری صاحب کمشنر قسمت کے اختیار میں ہے۔ اس طرح صاحب فنانشل کمشنر بہادر تحصیلداروں کو صاحب کمشنر نائب تحصیلداروں کو برخاست کر سکتے ہیں۔ جو ضروری قابلیتیں عہدہ تحصیلداری کے لئے ہونی چاہئیں۔ اور جو امتحان امیدواروں کو پاس کرنے چاہئیں ان کی نسبت اور تحصیلداروں کی ترقی وغیرہ کے متعلق مفصل ہدایات سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۲ میں درج ہیں۔ لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہے۔ کہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کو یہ ہدایت کرے کہ وہ کسی ایسے شخص کو جو بروے قواعد قابل منظوری نہیں ہے تحصیلداری

تحصیلداروں و نائب تحصیلداروں کی تقرری وغیرہ

---

۵۱ دیکھو صاحبان فنانشل کمشنر کا سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۳٭

یا نائب تحصیلداری کے عہدہ پر بدیں شرط مقرر کریں کہ وہ امتحان مقررہ دو سال کے اندر پاس کر لے۔

نائب تحصیلداران وامیدواران عہدہ نائب تحصیلداری کی تعلیم بندوبست

۲۴۰۔ صاحب کمشنر قسمت کسی نائب تحصیلدار کو جس نے امتحان نائب تحصیلداری پاس کر لیا ہو کسی ضلع زیر تشخیص جدید میں ایک سال کے لئے برائے تعلیم بھیج سکتے ہیں۔ نیز صاحب کمشنر کسی امیدوار عہدہ نائب تحصیلداری کو ہدایت کر سکتے ہیں کہ بمنشائے فقرہ نمبر ۲ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۲ کسی ضلع زیر بندوبست میں عملی طور پر مال کا کام سیکھے۔

فرائض تحصیلدار

۲۴۱۔ حدود تحصیل میں تحصیلدار کے فرائض ویسے ہی مختلف اقسام کے ہیں جیسے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے حدود ضلع کے اندر ہوتے ہیں۔ تحصیلدار سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ وہ زیادہ تعداد مقدمات دیوانی کی سماعت کرے لیکن اس کا فوجداری کام بھی بڑا اہم اور ضروری ہے۔ انتظامی معاملات میں اپنے علاقہ کے اندر وہ صاحب ڈپٹی کمشنر کا قائم مقام اعلیٰ ہونا چاہیئے۔ اور اس کا اختیار ٹھیک وبدوسیع ہے۔ اس لئے مالی فرائض ایسے اہم ہیں کہ بعض اوقات اس بات کا عام میلان رہا ہے کہ اس کی ذمہ واری صرف ان ہی تک محدود رکھی جائے۔ لیکن یہ مسلمہ بات ہے کہ سوائے افسر مال کے دیگر تمام افسران ضلع میں سے تحصیلدار کی لیاقت کا انحصار زیادہ تر اس کی مالی کام کی قابلیت پر موقوف ہوتا ہے۔ دیگر خدمات میں غایت درجہ کی خوبی کیوں نہ ہو لیکن وہ اس نقص کی تلافی نہیں کر سکتی ہے کہ تحصیلدار عملہ پٹواریاں وقانونگویاں کو مناسب طور پر ہدایت کرنے اور ان پر پورا ضبط رکھنے میں قاصر ہے اور مطالبہ مالگذاری انتخاص مستوجب الادا سے وقت پر وصول نہیں کر سکتا یا اس نے صاحب کلکٹر کو خرابہ فصل یا آفات موسمی کی بابت جس کے باعث التوا سے یا معافی رقم مالیہ ضروری ہو فوراً اطلاع نہیں دی یا دیگر فرائض متعلقہ انتظام اراضی مصرحہ کتاب ہذا کی انجام دہی میں کوتاہی کی ہے۔

تقسیم تحصیل بغرض ملاحظہ کام

۲۴۲۔ بغرض ملاحظہ کام وتصدیق انتقالات ہر سال تحصیل کے جملہ محالات

تحصیلدار و نائب تحصیلدار کے مابین تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ البتہ سالم علاقہ کی بابت تحصیلدار کی ذمہ داری قائم رکھنے کے لئے وہ حصہ جو نائب تحصیلدار کو دیا گیا تھا ہر سال یکم اکتوبر کو تبدیل کیا جاتا ہے۔ لیکن صاحب ڈپٹی کمشنر مجاز ہیں۔ کہ وہ خاص وجوہات مثلاً بقایا مالی کام کے فوری انفصال کی خاطر تبدیلی ملتوی کر دیں۔

اکسٹرا نائب تحصیلدار کی تقرری برائے تصدیق انتقالات۔

۲۴۳۔ ان اضلاع میں جہاں داخل خارج کا کام بہت بھاری ہو۔ بعض اوقات موسم سرما میں اکسٹرا نائب تحصیلدار تعینات کئے جاتے ہیں۔ ان عہدہ داروں کو بحیثیت عام مددگار تحصیلدار نہیں لگانا چاہیئے بلکہ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ وہ اپنا سالم وقت تصدیق انتقالات میں صرف کریں۔ لیکن اکسٹرا نائب تحصیلدار کے تقرر کے باعث تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کو داخل خارج کے کام سے بالکل سبکدوش نہ کر دینا چاہیئے۔ سب سے بہتر یہ تجویز ہو گی کہ بعض ذیل ہائے یا حلقہ جات قانونگویاں کی تصدیق داخل خارج کا کام اکسٹرا نائب تحصیلدار کے سپرد کر دیا جائے۔

دورہ تحصیلداران و نائب تحصیلداران

۲۴۴۔ تحصیلداروں و نائب تحصیلداروں کے لئے لازمی ہے کہ شروع اکتوبر سے اخیر اپریل تک سات ماہ باری باری پندرہ پندرہ روز دورہ میں رہیں۔ باقی حصہ سال میں اگرچہ باقاعدہ دورہ کرنا ناممکن ہے لیکن ایک مستعد تحصیلدار وقتاً فوقتاً اپنے علاقہ کے مختلف حصص میں جانے کا موقعہ نکال لیتا ہے۔ اس کا مالی انتظام پسندیدہ تصور نہیں ہو سکتا تاوقتیکہ اس کو اپنے علاقہ کے دیہات کے متعلق کامل واقفیت نہ ہو۔

دورہ کی تجویز پہلے کر دینی لازم ہے

۲۴۵۔ موسم سرما کی پڑتال کے لئے ایک پروگرام مرتب کرنا لازمی ہے البتہ تحصیلدار کے منصبی لوازم اس قدر کثیر الانواع ہیں اور اس کو اکثر ایسی غیر مترقبہ و ناگہانی تعمیلیں پیش آ جاتی ہیں کہ پروگرام مجوزہ کی پوری پوری پابندی ناممکن ہے۔ لیکن اگر کام کی تقسیم مناسب طور پر پہلے ہی کر دی جائے تو بالضرور تحصیلدار و نائب تحصیلدار اس قابل ہو جائیں گے کہ سات ماہ کے دورہ میں جملہ پٹواریاں و قانونگویاں کا کام بخوبی پڑتال کر سکیں۔ اور اپنی تحصیل کے بہت سے دیہات کا ملاحظہ کر لیں۔ صاحبان ڈپٹی کمشنر کو اپنے ماتحتوں کے بخوبی ذہن

نشین کر دینا چاہیئے کہ بے پرواہی سے پڑتال کرنا بالکل بے سود ہے ونیز وہ افسر جس نے حتی الوسع کوشش کی ہے محض اس لئے قصوروار نہیں ٹھہرایا جائے گا کہ وہ ہر ایک موضع کا ملاحظہ کرنے سے قاصر رہا ہے کیونکہ درحقیقت یہ امر بسا اوقات ناممکن ہوتا ہے۔ جب تحصیلدار یا نائب تحصیلدار دورہ پر روانہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے علاقہ کا ایک چھوٹے پیمانہ کا نقشہ ساتھ لے جائے۔ جس میں حدود موضع دیہات۔ انہار اور بڑی بڑی سڑکیں۔ حدود ذیل و حلقہ جات پٹوار دکھلائی گئی ہوں۔ نیز تمام ایسے ملاحظہ طلب کاموں کی فہرست عطیہ ہائے تقاوی جو اس کے علاقہ میں واقع ہوں اس کو دورہ میں ساتھ رکھنی چاہیئے۔

۲۴۶۔ جب تحصیلدار کسی محال میں جائے تو اس کو چاہیئے کہ محال مذکور کے انتقال تصدیق کرے۔ اور اگر پہلے واقفیت نہ ہو تو گاؤں کا موقعہ و اراضیات بھی ملاحظہ کرے اور نیز لال کتاب دیہہ کا معائنہ کر کے امور دریافت طلب کی یادداشت رکھ لے۔ بعد ازاں مالکان و عہدہ داران دیہی۔ اور ذیلدار و قانونگوی کے ساتھ محال مذکور کے واقعات و حالت کے متعلق بحث کرے۔ اگر وصولی مطالبہ مالگذاری میں کوئی دقت پیش آئی ہو۔ تو اس کی وجوہات ونیز بواعث بیشی انتقالات کی طرف خاص توجہ کرنی لازم ہے۔ تحصیلدار کو اُن کاموں کا بھی ملاحظہ کرنا ضروری ہے جن کے لئے تقاوی دی گئی ہو۔ پڑتال گرداوری کے متعلق تحصیلدار کے فرائض کی نسبت نویں فصل میں ذکر کیا گیا ہے[1]۔

ملاحظہ محالات

۲۴۷۔ اس غرض سے کہ زمینداروں کو اپنے موضع سے باہر طلب نہ کیا جائے مال کا تمام کام بالخصوص مقدمات تقسیم تنازعہ نمبرداری و معافیات حتی الامکان اس موضع میں طے کیا جائے جس کے وہ متعلق ہے اس طریق پر عمل کرنے سے جملہ متعلقین حاضر ہو سکینگے۔ اور ہر متفرقہ کے حالات بآسانی معلوم ہو جائینگے یہ لازمی امر ہے کہ جس محال کی جمعبندی مفصل اس سال فصلی میں مرتب ہوتی ہو اسکے انتقالات محال مذکور کے اندر ہی تصدیق کئے جائیں۔ دیگر صورتوں میں اگر تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کسی محال میں بسہولت نہیں جا سکتا تو اس کے انتقالات حلقہ پٹواری کی حدود کے اندر کسی اور موضع میں تصدیق کئے جا سکتے ہیں۔

مال کا کام اُسی گاؤں میں کیا جائے جس کے وہ متعلق ہو

[1] دیکھو فقرہ نمبر ۳۶۳ کتاب ہذا۔

چھٹی فصل

اختیارات ریونیو افسران

درجات ریونیو افسران

۲۴۸ - ریونیو افسروں کے پانچ درجے ہوتے ہیں - (۱) صاحب فنانشل کمشنر بہادر - (۲) صاحب کمشنر (۳) صاحب کلکٹر - (۴) اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول (۵) اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم - ایک ضلع کے صاحب ڈپٹی کمشنر بحیثیت اپنے عہدہ کے کلکٹر ہوتے ہیں[۱] - جس درجے کے اختیارات ایک ریونیو افسر کسی ضلع میں استعمال کرتا تھا - اگر وہ کسی دوسرے ضلع میں تبدیل ہو جائے تو وہی اختیارات بدستور قائم رہتے ہیں[۲]*

اختیارات صاحب فنانشل کمشنر بہادر

۲۴۹ - صاحب فنانشل کمشنر بہادر کو بذریعہ ایکٹ مالگذاری و ایکٹ دخل رعیتانہ بہت سے امور میں قواعد مرتب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے - لیکن جب تک لوکل گورنمنٹ قواعد مذکور منظور نہ کرے وہ نافذ العمل نہیں ہوتے[۳] - بعض انتظامی معاملوں اور کارروائیوں میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے خاص احکام مطلوب ہوتے ہیں - مثلاً صاحب موصوف مطالبہ مالیہ اراضی کی اقساط و تواریخ ادائیگی مقرر کرتے ہیں[۴] - و نیز اگر بقایا مالگذاری کی وصول کے

---

[۱] دفعہ ۱۲۶ ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء و دفعہ ۷۵ (۱) ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء*
[۲] دفعہ ۱۶ (۲) ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء*
[۳] دفعہ ۲۶ - ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء و دفعہ ۱۰۴ - ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء*
[۴] دفعہ ۱۵۵ (۳) ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء و دفعہ ۱۰۶ (۳) - ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء*
[۵] دفعہ ۶۳ - ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء*

لئے کسی محال یا کھاتہ ملکیتی کی تنسیخ تشخیص یا فروخت قطعی کا آخری تدارک عمل میں لانے کی ضرورت[1] پیش آئے تو پہلے صاحب ممدوح کی منظوری حاصل کرنی لازمی ہوتی ہے ۔

اختیارات صاحب کمشنر۔

۲۵۰ - اگرچہ ایکٹ مالگذاری و ایکٹ دخل رعینانہ کی روسے صاحبان کمشنر کو ضبط عام کے اختیارات تفویض ہوئے ہیں لیکن عملی طور پر ایسا کوئی خاص معاملہ نہیں ہوتا جس کو وہ قانوناً اپنی ذاتی تحریک پر خود طے کر سکیں یا جس کی سرانجام دہی کے لئے بموجب ایکٹ ہائے محولہ بالا اُن کی منظوری کی ضرورت ہو۔ البتہ چند مستثنیات ہیں سے ایک یہ ہے کہ بقایا مالگذاری کی وصولی کی غرض سے کسی جائداد غیر منقولہ کا نیلام بدون منظوری صاحب کمشنر مکمل تصور نہیں ہو سکتا[2] ۔

اختیارات صاحب کلکٹر و اسسٹنٹ کلکٹران ۔

۲۵۱ - ایکٹ مالگذاری میں یہ قرار دیا گیا ہے ۔ کہ بعض کام صاحب کلکٹر خود کیا کریں اور بعض احکام بھی صادر کریں ۔ مگر دیگر امور ریونیو افسران ماتحت کو سرانجام دینے اور دیگر احکام بھی ان کو ہی نافذ کرنے کا اختیار ہے ۔ صرف دو ایسی صورتیں ہیں جن میں دونوں درجہ کے اسسٹنٹ کلکٹروں کے اختیارات میں ایکٹ ہذا کی روسے فرق رکھا گیا ہے ۔ بمنشاء دفعہ ۱۲۶ تقسیم اراضی کی کارروائی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ہی کے ذریعہ ہونی ضروری ہے ۔ نیز اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ہی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ فریقین کو ایک خاص معاملہ سپرد ثالثی کرنے پر مجبور کرے ۔ لیکن اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوم اس امر کا مجاز نہیں[3] ہے ۔ جہاں ایکٹ مذکور میں صراحتاً یہ ذکر نہیں ہے ۔ کہ کس درجہ کے ریونیو افسر کسی خاص اختیار کو عمل میں لائیں گے

[1] دفعات ۷۳ و ۷۵ - ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء ۔

[2] دفعہ ۹۲ - ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء دیگر دو مستثنیات بھی نیلام کے متعلق ہیں ۔ دیکھو دفعات ۸۹ و ۹۱ - ایکٹ مذکور ۔

[3] دفعہ ۱۲۷ (۲) ایکٹ ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء ۔

تو بموجب دفعہ ۱۰ لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ اشتہار مطبوعہ گزٹ سرکاری کے ذریعہ اس امر کا فیصلہ کرے - چنانچہ ایکٹ مذکور کے نفاذ پذیر ہونے کے بعد جلدی ایسا کر دیا گیا تھا[۵۱] - جس جس درجہ کے رونیو افسر ایکٹ دخل رعیتانہ کے تحت مختلف درخواستوں اور کارروائیوں کا فیصلہ کر سکتے ہیں - اس کی تشریح ایکٹ مذکور کی دفعہ ۷۶ میں کی گئی ہے - اُس سے ظاہر ہوگا کہ دفعہ مذکور کی رو سے تقسیم کام کے لحاظ پر صاحب کلکٹر و اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اوّل کے اختیارات میں کچھ فرق نہیں ہے - لیکن کسی صاحب زمین کی طرف سے ایک کھاتہ رعیتی میں ترقیات کرنے کی اجازت کے واسطے صاحب کلکٹر ہی کی خدمت میں درخواست پیش ہونی چاہیئے - اور صرف صاحب موصوف ہی ترقی حیثیت کی تکمیل کے بعد اضافہ لگان کا حکم دے سکتے ہیں - یا پھر ازالہ ترقی پر اس کی تخفیف کر سکتے ہیں[۵۲]۔

تحقیقات بذریعہ افسران ماتحت -

۲۵۲ - اگر اعلےٰ رونیو افسروں کو اور خصوصاً صاحب ڈپٹی کمشنر کو تمام معاملات میں جو ان کے احاطہ اختیار میں رکھے گئے ہیں شروع سے اخیر تک بذات خود کارروائی کرنی پڑے تو ان کے لئے ناممکن ہے کہ معاملات مذکور خود طے کر سکیں - اس لئے یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ ایک رونیو افسر کسی معاملہ کو جو اس کا اختیاری ہو بغرض تحقیقات و رپورٹ کسی دوسرے رونیو افسر کے سپرد کر سکتا ہے - اور اس کی رپورٹ کے مطابق فیصلہ کر سکتا ہے[۵۳] - ان مفید اختیارات کو احتیاط سے عمل میں لانا چاہیئے - اہم معاملات میں احکام صادر کرتے وقت فریقین کو جن پر اُن کا بلا واسطہ اثر پڑتا ہو حاضری کا موقعہ دینا

---

۵۱ - بذریعہ اشتہار گورنمنٹ نمبر ۱۸ مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۸ء جو ایکٹ ہائے انتظام اراضیات کی جلد دوئم دربارہ قواعد میں ملیگا۔

۵۲ دفعات ۶۱ و ۶۲ - ایکٹ نمبر ۱۶ ۱۸۸۷ء۔

۵۳ دفعہ ۱۷ (۳) ، ایکٹ نمبر ۱۷ ۱۸۸۷ء دفعہ ۹۵ (۴) ایکٹ نمبر ۱۶ ۱۸۸۷ء اس بارہ میں ان قواعد کی پابندی ضروری ہے جو زیر دفعات ہذا وضع ہوئے ہوں - البتہ موجودہ قواعد میں کسی قسم کی روک نہیں رکھی گئی۔

واجب ہے اور حسب اقتضائے ضرورت ان کے عذرات سماعت کرنے لازم ہیں۔ خواہ کوئی فیصلہ کسی فریق کو سخت ناگوار ہی کیوں نہ ہو لیکن جب وہ یہ محسوس کرتا ہے کہ اس کے مقدمہ کے متعلق مکمل تحقیقات اور غور ہوئی ہے تو اُس کا آدھا رنج رفع ہوجاتا ہے۔

عدالت دیوانی کے لئے ممانعت سماعت۔

۲۵۳۔ عدالت دیوانی کو ان مقدمات کے متعلق کوئی اختیار سماعت حاصل نہیں ہے جن کے فیصلہ کرنے کا اختیار زیر ایکٹ مالگذاری و ایکٹ دخل رعیتانہ ریونیو افسروں کو دیا گیا ہے[۱]۔

عدالت دیوانی کے بعض احکام کی تکمیل منجانب ریونیو افسران

۲۵۴۔ برعکس اس کے ایسے احکام جو عدالت ہائے دیوانی یا فوجداری نسبت قرقی۔ نیلام یا دخل اراضی یا حقوق و مرافق متعلقہ اراضی یا پیداوار اراضی کی قرقی یا نیلام کی بابت صادر کریں ان کی تعمیل معرفت صاحب کلکٹر یا معرفت ایسے ریونیو افسر کے ہوگی جس کو صاحب کلکٹر اس غرض کے لئے نامزد کریں۔ اس کے متعلقہ قواعد صاحب فنانشل کمشنر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۶۴۔ ہائی کورٹ کے احکام و قواعد کی جلد اول۔ بارھویں فصل اور مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر نمبر ۲۱ میں درج ہیں۔ جب پیداوار اراضی کی قرقی عمل میں آئے تو پیداوار مذکور جن اشخاص کی ملکیت ہو اس کے کاٹنے اور فراہم و جمع کرنے میں ان کی کسی قسم کی مزاحمت نہیں کرنی چاہئے البتہ پیداوار مذکور کی حفاظت کے لئے پوری احتیاط سے کام لینا لازم ہے[۲]۔ عدالت ہائے دیوانی و فوجداری کے احکام کی تعمیل کرنے میں ریونیو افسر محض عاملانہ حیثیت رکھتا ہے۔ احکام صادرہ کے جواز کے متعلق اس کو کوئی واسطہ و بحث نہیں ہوسکتی۔ لیکن اگر کوئی ایسا حکم بادی النظر میں خلاف قانون معلوم ہو۔ مثلاً صاحب کلکٹر

---

[۱] دفعہ ۱۵۸۔ ایکٹ نمبر ۱۷ ۱۸۸۷ء و دفعہ ۷۶۔ ایکٹ نمبر ۱۶ ۱۸۸۷ء۔

[۲] دفعہ ۱۴۳۔ ایکٹ نمبر ۱۷ ۱۸۸۷ء۔

کو کسی ممبر اقوام زراعت پیشہ کی مملوکہ اراضی کے نیلام کی تحریک ہوئی ہے تو صاحب موصوف عدالت دیوانی کو اس نقص سے آگاہ کرنے اور اگر ضرورت پڑے تو صاحب کمشنر کو آگاہ کرنے کے مجاز ہیں ۔

صاحب کلکٹر کے لوازم زیر دفعہ ۲۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی -

۲۵۵ - بمنشاء دفعہ ۲۷ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۵ مصدرہ ۱۹۰۸ء) عدالت دیوانی صاحب کلکٹر کو یہ اختیار دے سکتی ہے کہ وہ کسی مدیون ڈگری کی اراضی کے عارضی انتقال یا ذاتی انتظام کے ذریعہ ایفائے زر ڈگری کی تجویز کریں - اس معاملہ کے متعلقہ قواعد صاحبان فنانشل کمشنر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۶۴ میں درج ہیں - اگر ایسا کوئی انتقال منظور کیا جائے تو وہ ان اقسام رہن میں سے ہوگا جس کی بروے ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء اجازت دی گئی ہے - اگر مدیون ڈگری کو اراضی منتقلہ کے قبضہ کاشت سے محروم کیا جائے تو اس کے اور اس کے کنبہ کے گذارہ کے لئے کافی اراضی خارج از انتقال رکھ لینی چاہیئے ۔

ضابطہ کارروائی روینیو افسران

۲۵۶ - روینیو افسروں کا ضابطہ کارروائی بالعموم دفعات ۱۸ لغایت ۲۳ و ۱۲۷ لغایت ۱۳۵ و ۱۵۲ - ایکٹ مالگذاری اور ان چند قواعد کے مطابق ہوتا ہے جو ایکٹ مالگذاری و ایکٹ دخل رعیتانہ کے مختلف دفعات کے تحت وضع کئے گئے ہیں۲ -

---

۱ - دفعہ ۱۶ (۱) ایکٹ نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء ۔

۲ - حسب ذیل دفعات ایکٹ دخل رعیتانہ دفعات ۱۸ لغایت ۲۳ و ۱۵۲ - ایکٹ مالگذاری کے مطابق ہیں ۔

دفعات ایکٹ دخل رعیتانہ	دفعات ایکٹ مالگذاری
۸۶ و ۸۷ و ۸۹ ×	۱۸ - ۱۹ - ۱۵۲
۹۰ ×	۲۰
۹۱ ×	۲۱
۹۲ ×	۲۲
۱۰۱ ×	۲۳

جن دفعات پر نشان چلیپا (×) دیا گیا ہے ان کا ضابطہ کارروائی عدالت مال پسر

کئی مزارعان جو اسی محال میں اراضی کاشت کرتے ہوں باب سوم ایکٹ دخل رعیتانہ کی کسی کارروائی میں فریق مقدمہ بنائے جاسکتے ہیں۔ لیکن تاوقتیکہ کسی مزارعہ کو اصالتاً حاضری کا موقعہ نہ دیا جائے اور اس کے عذرات سماعت نہ کئے جائیں اس کے برخلاف کوئی ڈگری یا حکم صادر نہیں کیا جائے گا [۵۰]

۲۵۷ - دفعات ۱۲۷ لغایت ۱۳۵ - ایکٹ مالگذاری ثالثوں کے متعلق ہیں جن کا تقرر ہر ایک کارروائی میں رضامندی فریقین اور بعض مقدمات میں ان کی رضامندی کے بغیر بھی عمل میں آسکتا ہے [۵۱] ریونیو افسر فیصلہ ثالثی کا پابند نہیں۔ بلکہ وہ اس میں خاطر خواہ تبدیلی یا بالکل مسترد بھی کرنے کا مجاز ہے۔ ریونیو افسر کا فیصلہ خواہ کچھ ہی ہو اس کی اپیل اسی طرح ہوگی کہ گویا ثالث نامزد ہی نہیں ہوئے تھے [۵۲]۔ ثالثی کے متعلق ایکٹ دخل رعیتانہ میں کوئی احکام نہیں ہیں لیکن ایک قاعدہ [۵۳] زیر ایکٹ مذکور کے رو سے یہ قرار دیا گیا ہے کہ ایکٹ مالگذاری کے مندرجہ احکام ثالثی ایکٹ دخل رعیتانہ کے اکثر مقدمات پر اطلاق پذیر ہونگے

ثالثی

۲۵۸ - قانون پیشہ اشخاص ریونیو افسران کے قابل سماعت مقدمات میں پیش ہو کر اپنے موکلوں کی طرف سے درخواستیں گذار سکتے ہیں۔ اگرچہ کسی شخص نے کسی مقدمہ میں پلیڈر مقرر کیا ہوا ہے۔ لیکن پھر بھی حسب ضرورت وہ اصالتاً حاضری پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ سوائے مقدمات نمبرداری - ذیلداری - معافی - داخل خارج و تقسیم کے باقی کارروائیوں میں وکلا کی باضابطہ بحث نہیں سنی جائے گی۔ افسر جلیس کی منظوری کے بغیر ریونیو ایجنٹ اظہار گواہان میں کوئی حصہ نہیں

اشخاص قانون پیشہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ) بھی حاوی ہے۔ نیز دیکھو قواعد مال نمبر ۳۴ لغایت ۴۶ و قواعد ۲ لغایت ۱۳ زیر ایکٹ دخل رعیتانہ جو ایکٹ ہائے انتظام اراضیات جلد دوئم کے صفحات ۱۸ و ۲۸ پر علی الترتیب درج ہیں

[۵۱] دفعہ ۹۳ - ایکٹ نمبر ۱۶ ۱۸۸۷ء

[۵۲] دفعہ ۱۷ - ایکٹ نمبر ۱۷ ۱۸۸۷ء

[۵۳] دفعہ ۱۳۵ - ایکٹ نمبر ۱۷ ۱۸۸۷ء

[۵۴] قاعدہ ۱۱ - ایکٹ دخل رعیتانہ (ایکٹ ہائے انتظام اراضیات جلد دوئم)

کوئی دلائل پیش کر سکتا ہے۔
لے سکتا ہے اور نہ ہی اپنے موکل کی طرف سے کوئی دلائل پیش کر سکتا ہے۔ جب تک کہ ریونیو افسر اپنے فیصلہ میں صریحاً تحریری وجوہات درج نہ کرے کسی مقدمہ میں اشخاص قانون پیشہ کی فیس بطور خرچہ نہیں دلائی جا سکتی[۵۱] مقدمات زیر ایکٹ انتقال اراضی (نمبر ۱۳ مصدرہ سنہ ۱۹۰۰ء) میں اشخاص قانون پیشہ کو پیروی کرنے کی اجازت نہیں[۵۲] ہے۔

ضبط انتظامیہ

۲۵۹- صاحب کلکٹر اپنے ضلع کے۔ صاحب کمشنر اپنی قسمت کے اور صاحب فنانشل کمشنر بہادر تمام صوبہ کے ریونیو افسروں پر ضبط انتظامیہ کا اختیار رکھتے ہیں[۵۳]۔ اگر کسی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو زیر ایکٹ مالگذاری کلکٹر کے کوئی اختیارات تفویض کئے جائیں تو وہ بجز اس صورت کہ گورنمنٹ اور نہج پر ہدایت کرے ان اختیارات کو صاحب ڈپٹی کمشنر کے تابع نگرانی عمل میں لائے گا[۵۴]۔ افسر نگران کو اختیار ہے کہ وہ اپنے کسی ماتحت افسر سے مقدمہ منتقل کر کے بذات خود سماعت کرے یا بغرض فیصلہ کسی دوسرے ریونیو افسر ماتحت کے سپرد کر دے[۵۵]۔

[۵۱] اشخاص قانون پیشہ کے بارہ میں دیکھو دفعہ ۱۸- ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۸۶- ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء و اشتہارات گورنمنٹ نمبر ہائے ۲۸۷ و ۲۹۷ مورخہ یکم نومبر سنہ ۱۸۸۷ء جو ایکٹ ہائے انتظام اراضیات جلد دوئم۔ قواعد زیر ایکٹ مالگذاری و ایکٹ دخل رعیتانہ کے صفحات ۱۵ اور ۲۷ اور قاعدہ نمبر ۱۶ زیر ایکٹ دخل رعیتانہ و نیز سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۴ میں درج ہیں

[۵۲] دفعہ ۲۰- ایکٹ ۱۳ مصدرہ سنہ ۱۹۰۰ء۔

[۵۳] ایکٹ مالگذاری کی دفعہ ۱۱- د ایکٹ دخل رعیتانہ کی دفعہ ۸۷ جو عدالت ہائے مال پر بھی حاوی ہے۔

[۵۴] دفعہ ۲۷ (۳) ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ مذکور کے مطابق جو دفعہ ۱۰۵ (۴) ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء میں رکھی گئی ہے اس میں صرف یہ قرار دیا گیا ہے کہ اگر کسی اسسٹنٹ کلکٹر کو اختیارات زیر دفعات ۷۸ و ۷۹ (ضبط انتظامیہ) ۸۰ (اپیل) ۸۲ (نظر ثانی) عطا کئے جائیں۔ تو بشرطیکہ گورنمنٹ اس کے برخلاف حکم دے۔ یہ اختیارات زیر نگرانی صاحب ڈپٹی کمشنر استعمال کئے جائیں گے۔ صاحبان مہتمم بندوبست کو اختیارات تفویض کرتے وقت صاحب کلکٹر کے ضبط انتظامیہ سے مستثنے قرار دیا جاتا ہے۔

[۵۵] دفعہ ۱۲ (۲) ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۷۹ (۲) ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ موخر الذکر عدالت ہائے مال پر بھی حاوی ہے۔

۲۶۰ - ہر درجہ کے روینیو افسروں کو اپنے اور اپنے جلیس سابق کے احکام
نظرثانی احکام | کی نظرثانی کے وسیع اختیارات عطا ہوئے ہیں بشرطیکہ ان
احکام کے خلاف اپیل دائر نہ ہو چکا ہو - لیکن اسسٹنٹ کلکٹر اُن اختیارات
کو صاحب کلکٹر کی منظوری ماقبل کے بغیر عمل میں نہیں لا سکتے ہیں - اگر صاحب
کلکٹر اپنے ہم رتبہ متقدم یا کسی ایسے سابق ادنے درجہ کے روینیو افسر کے
حکم کی نظرثانی کرنا چاہیں جس کا کوئی جانشین مقرر نہیں ہوا - تو صاحب کمشنر
کی اجازت حاصل کرنی لازمی ہوگی - صاحب کلکٹر کی طرح صاحب کمشنر بھی اپنے
حکم کی نظرثانی کے مجاز ہیں - لیکن وہ اپنے متقدم کے حکم کی نظرثانی بدون اجازت
صاحب فنانشل کمشنر بہادر نہیں کر سکتے - جلیس سابق کو حکم کی نظرثانی کی بنسبت
صاحب فنانشل کمشنر کے اختیارات پر کوئی ایسی قیود نہیں لگائی گئیں جیس
حکم کی نظرثانی مطلوب ہو - اس کی تاریخ صدور سے ۹۰ دن کے اندر درخواست
ہائے نظرثانی گذرنی چاہیئیں - لیکن جب کوئی روینیو افسر اپنی تحریک پر
کسی حکم کی نظرثانی کرنا چاہے تو اس کے لئے کوئی قانونی میعاد مقرر نہیں
ہے - لیکن جن اشخاص پر ترمیم یا تنسیخ حکم کا اثر پہنچتا ہو - ان کو سابقہ حکم
کے جواز کی تائید میں عذرات پیش کرنے کا موقعہ دینا لازمی ہے - اس
حکم کے خلاف اپیل نہیں ہو سکتی - جس کے ذریعہ نظرثانی سے انکار کیا
جائے یا جس کے رو سے نظرثانی میں بھی سابقہ حکم بحال رکھا جائے[۵۷] +

۲۶۱ - صرف صاحب فنانشل کمشنر بہادر ہی ایسے حکم کی نگرانی کرنے
نگرانی | کے مجاز ہیں جو کسی روینیو افسر نے خود یا اس کے کسی متقدم جلیس
نے صادر نہ کیا ہو - لیکن ہر ایک افسر نگران کو اختیار ہے کہ درمیانی یا
اخیری حکم کی صحت کا اطمینان کرنے کے لئے کوئی مثل مقدمہ طلب کرے
جو کسی افسر ماتحت نے فیصلہ کی ہو یا اس کی زیر تجویز ہو - اگر صاحب
کلکٹر یا صاحب کمشنر کی دانست میں ایسا حکم قابل ترمیم ہے تو وہ مثل
مذکور اپنی رائے تحریر کر کے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں
ارسال کر سکتے ہیں - کوئی حکم یا کارروائی اس طرح ترمیم یا منسوخ

---

۵۷ دفعہ ۱۵ - ایکٹ ۱۷ ۱۸۸۷ء دفعہ ۸۲ - ایکٹ نمبر ۱۲ ۱۸۸۷ء دفعہ موخر الذکر عدالت
ہائے دیوانی پر حاوی نہیں ہے +

نہیں ہونی چاہئے - جس سے لوگوں کے ذاتی متنازعہ[1] حقوق پر اثر پڑنے تاوقتیکہ ان کو اپنے عذرات پیش کرنے کا موقعہ نہ دیا جائے ٭

اپیل

۲۶۲ - ضابطہ اپیل بالکل صاف اور سادہ ہے - اسسٹنٹ کلکٹروں کے احکام کی جو دہ بروئے اختیارات ابتدائی صادر کریں اپیل صاحب کلکٹر کی خدمت میں اور صاحب کلکٹر کے مصدرہ احکام ابتدائی کی اپیل صاحب کمشنر کے حضور میں کی جا سکتی ہے - وہ حکم جو اپیل اول پر بحال رکھا جائے قطعی ہو جاتا ہے - بہرحال کسی صورت میں اپیل ثانی کی مزید اپیل نہیں ہو سکتی - گویا صرف ان مقدمات کی اپیل صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے حضور میں دائر ہو گی جن میں صاحبان کمشنر نے ابتدائی احکام مصدرہ صاحبان کلکٹر ترمیم یا منسوخ کئے ہوں[2] ٭

میعاد اپیل

۲۶۳ - صاحب کلکٹر کی عدالت میں ۳۰ دن کے اندر صاحب کمشنر کی خدمت میں ۶۰ دن کے اندر اور صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے حضور میں ۹۰ دن کے اندر اپیل رجوع[3] ہو سکتی ہے ٭

سلہ دفعہ ۱۶ - ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء و دفعہ ۸۴ - ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء - یہ دونوں دفعات آپس میں پوری پوری مطابق نہیں ہیں - دفعہ موخرالذکر عدالت ہائے مال و دیگر افسران دونوں پر حاوی ہے - اس میں یہ قرار دیا گیا ہے - کہ کارروائی و مقدمات زیر ایکٹ دخل رعیتانہ میں صاحب کمشنر بہادر صرف ان ہی وجوہات پر مداخلت کر سکتے ہیں - جن پر عدالت عالیہ ہائی کورٹ اپنے اختیارات نگرانی کے رو سے عدالت دیوانی کی کسی کارروائی یا حکم یا ڈگری میں مداخلت کرتی ہو ٭

سلہ۲ دفعہ ۱۳ - ایکٹ نمبر ۱۷ مجریہ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۸۰ - ایکٹ نمبر ۱۶ مصدرہ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ موخرالذکر عدالت ہائے مال پر بھی اطلاق پذیر ہے - دفعہ مذکور کے رو سے مقدمات زیر دفعہ ۷۷ (۳) و (ا) و (ب) و (ج) ایکٹ دخل رعیتانہ و زیر دفعہ ۲۲ - ایکٹ انتقال اراضی کی ڈگری کے خلاف جو ایسے اسسٹنٹ کلکٹران درجہ اول کے صادر کئے ہوئے ہوں جن کو خاص طور پر ایسے مقدمات کا اختیار سماعت دیا گیا ہے صاحب کمشنر کی خدمت میں اپیل رجوع ہو گی ٭

سلہ۳ دفعہ ۱۴ - ایکٹ نمبر ۱۷ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۸۱ - ایکٹ نمبر ۱۶ سنہ ۱۸۸۷ء دفعہ موخرالذکر عدالت ہائے مال پر بھی حاوی ہے ٭

ساتویں فصل

پٹواریان وقانونگویان

عملہ پٹواریاں وقانونگویان قبل از ۱۸۸۵ء -

۲۶۴- اصطلاح "عہدہ دار دیہی" سے جیسا کہ ایکٹ مالگذاری میں مستعمل ہے نمبردار- اعلےٰ نمبردار اور پٹواری مراد لئے جاتے ہیں- فصل ہذا میں صرف پٹواری (یعنی نقشہ نویس یا محاسب دیہہ) اور اس کے افسر یعنی قانونگوی کا تذکرہ ہوگا-کسی ضلع کے مالی انتظام میں خوش اسلوبی اور عمدگی کا اطمینان نہیں ہوسکتا- تاوقتیکہ عملہ پٹوارہ لائق اور مالی کام سے پورا واقف نہ ہو اور قانونگو تحصیلدار افسر مال اور صاحب ڈپٹی کمشنر اس کی پورے طور پر نگرانی نہ کرتے رہیں *

ان اصلاحات کا مدعا جو ۱۸۸۵ء میں شروع ہوئیں

۲۶۵- امتداد زمانہ کے ساتھ نہایت مفید تدابیر اس امر کا اطمینان کرنے کے لئے اختیار کی گئی ہیں- کہ پٹواری اپنے حسب ذیل ضروری فرائض کو پوری طرح سرانجام دے *

(الف)- ہر فصل کی اجناس پیدا شدہ کی تفصیل قلمبند کرنا *

(ب)- باقاعدہ اندراج انتقالات کے ذریعہ اشتمل حقیت کو مکمل رکھنا *

(ج)- ایسے نقشہ جات کا مرتب کرنا جن سے صحیح صحیح نتائج گرداوری فصل رجسٹر انتقالات و اشتمل حقیت ظاہر ہوں *

ان فرائض کی مفصل کیفیت فصل ہائے ۹-۱۰-۱۱ کتاب ہذا میں بیان کی جائے گی *

اصول محکمہ مالگذاری کامل تھے لیکن عمال وکارکن اچھے نہ تھے

۲۶۶- پنجاب کی تجاویز محکمہ مالگذاری ابتدا ہی سے ان اصولوں پر مبنی تھیں جو مسٹر ٹامسن کے قابل قدر رسالہ ہائے دربارہ "ہدایات افسران بندوبست" و "ہدایات صاحبان کلکٹر" میں درج تھیں- یہ اصول نہایت عمدہ تھے لیکن ان پر عمل

ف ۱ دفعہ ۳ (۲) ایکٹ نمبر ۱۷ مصدرہ ۱۸۸۷ء *

درآمد کرنے کے واسطے عملہ موجود نہ تھا۔

۲۶۷ }
۲۶۸ } منسوخ کئے گئے۔
۲۶۹ }
۲۷۰ }

۲۷۱- اصلاح کی تمام تر کوششوں کے باوجود صوبہ کے مالی کوائف پچھلی صدی کے اختتام تک ناکمل اور بے وثوق رہے۔ لیکن اس سبق کی بنا پر جو قحط ۷۸-۱۸۷۷ء سے حاصل ہوا حالات کو بدستور سابق چھوڑ دینا ناممکن متصور ہونے لگا۔ کمیشن قحط ہند نے اپنی رپورٹ میں جو ۱۸۸۰ء میں پارلیمنٹ کے روبرو پیش ہوئی اس ضرورت پر بڑا زور دیا کہ ہر ایک صوبہ میں محکمہ زراعت علیحدہ قائم کیا جائے۔ کمیشن مذکور نے فرمایا:-

کمیشن قحط ہند نے ۱۸۸۰ء میں تجویز کی کہ (۱) ہر ایک صوبہ میں محکمہ زراعت قائم کیا جائے۔

"ہر ایک صوبہ میں کاغذات متعلق قحط ہائے سابقہ ایک خاص محکمہ کی تحویل میں رکھے جائیں اور اُس کو تمام ایسے کاموں کی بابت یادداشت رکھنے کا ذمہ وار گردانا جائے جو قرب و جوار کے صوبوں میں مفید ثابت ہو رہے ہیں یا جو وہاں بطور تجربہ جاری کئے جا رہے ہیں۔ اس کی غرض یہ ہے کہ سابقہ تجاویز کے نتائج فراہم ہو کر آئندہ ضرورت کے لئے مہیا کئے جائیں اور ہنوز یہ بات قطعاً ناممکن تھی۔ اس محکمہ کے ذریعہ زراعتی اموات و پیدائش اور تمدنی حالت رعایا کے متعلق زیادہ مفصل اور صحیح نقشے جمع کرنے چاہئیں۔ ان نقشوں کی خاص ضرورت کی طرف پہلے بھی توجہ دلائی گئی ہے۔ بالخصوص ایسے وقت جبکہ قحط کا غالب اندیشہ ہو ایسا محکمہ نہایت ضروری اور مفید ہوگا۔ کیونکہ وہ گورنمنٹ کو نقشہ جات متعلق قحط بہم پہنچائیگا اور نیز ان سے ایسے نتائج اخذ کرنے کا ذمہ وار ہوگا۔ جس پر آئندہ کارروائی کا انحصار ہو سکتا ہے۔ جب قحط پڑ جائے تو امدادی تدابیر کی وسعت و نتائج کے متعلق تمام مصالحہ فراہم کرکے اُن کو باقاعدہ اور قابل فہم طریق پر پیش کرنے کا بھی

یہی محکمہ ذمہ وار ہوگا اور نیز قحط کے متعلق تمام احکام گورنمنٹ اس کی معرفت جاری کئے جائیں گے"۔

(۲) عملہ پٹواریاں وقانونگویان کی اصلاح کیجائے

۲۷۲- "اس مجوزہ خاص محکمہ کی قابلیت کا مدار زیادہ تر ایسے نقشہ جات زراعتی۔ اموات و پیدائش اور کوائف تمدنی کی تکمیل وصحت پر ہوگا جن کی نگرانی محکمہ مذکور کے سپرد ہے اور جو تمام صوبہ بھر میں موضع وار علیحدہ علیحدہ مرتب ہوکر ہر ایک حصہ ضلع اور ضلع کی بابت جمع کئے جاتے ہیں"۔ .... ہندوستان کے زیادہ حصہ میں مالی انتظام ایسے اصول پر مبنی ہے کہ اس سے ہر موضع کے تمام ضروری واقعات متعلقہ زراعت اور حقیت ہائے اراضی کی مختلف اقسام کی بابت مکمل تحقیقات کے لئے عمدہ ذرائع بہم پہنچ سکتے ہیں - الا افسوس ہے کہ ان وسائل سے کسی جگہ بھی فائدہ نہیں اٹھایا گیا ہے اور نہ ہی ان کو کماحقہ کارگر بنانے کی سعی کی گئی ہے۔ ہم سفارش کرتے ہیں کہ عملہ محاسبان دیہہ (پٹواریاں) کے تعلقات دائمی کی اہمیت پر جو ان کو اپنے مواضع کے ساتھ ہیں مناسب غور ہوکر ان کی ذمہ واری بحیثیت ملازمان سرکاری معقول اور عمدہ اصول پر قائم کی جائے اور ان کے فرائض منصبی صاف طور پر واضح کر دئے جائیں"۔

"محاسبان دیہی کی نگرانی کے لئے ایک مستقل عملہ افسران ماتحت قائم ہونا چاہئے جو ان کو اپنے فرائض منصبی پر لگائے رکھے اور ان کے کام کا معائنہ کرتا رہے اور باری باری دیہہ بدیہہ گشت کرکے اس کے متعلقہ تمام اندراجات کی صحت کی پڑتال کیا کرے"۔

(۳) ہر ایک ضلع میں افسر مال مقرر کیا جائے

۲۷۳- "اس عملہ کی نگرانی کے لئے ہر ایک ضلع میں ایک خاص افسر مقرر کیا جائے اور بطور قاعدہ کلیہ یہ افسر ڈپٹی کلکٹر کے درجہ کا ہوگا - اس کا قطعی یا بھاری فرض صرف یہی ہوگا - کہ رعایا کی بہبودی اور تمدنی حالت کے تمام متعلقہ امور کا اہتمام کرے افسر مذکور زراعتی نقشہ جات کی پڑتال کرکے ان کو مرتب کرائے گا اور بازاری قیمتوں کا امتحان کرکے ان کے ذریعہ یا کسی دیگر تخمینہ سے ہر ایک سال کی مالیت پیداوار کا اندازہ لگائے گا - کہ آیا پیداوار متوسط سے کم ہے یا زیادہ فصلوں کے ایسے مسلسل اندراج سے وہ یہ بھی اندازہ کر سکے گا کہ آیا زمیندار ازتنگدست

ہیں یا آسودہ حال- اور وہ کہاں تک کسی مصیبت ناک موسم قحط یا خشک سالی وغیرہ کا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتے ہیں- یہ بھی اس کا فرض ہوگا کہ تمام دیگر طبقہ ہائے آبادی کے متعلق اس قسم کی واقفیت حاصل کرے اور ان کے اسباب تندستی معلوم کرکے یہ تحقیق کرے کہ کون سے گروہ سب سے پہلے قحط اور گرانی کے باعث معرض خطر میں ہیں- نقشہ جات اموات و پیدائش کی باقاعدہ وصحیح تیاری اور غیر معمولی اموات کے باعث کی تحقیقات اس کے فرائض منصبی کا جزو ہوں گے- نقشہ جات پیدائش واموات کی پڑتال کے لئے وہ ضلع کے افسر حفظان صحت کا قائم مقام تصور ہوگا- ذخیرہ غلہ کی مقدار- مقامی تجارت کی کمی بیشی- سود قرضہ کی مروجہ شروح جو مختلف اقوام سے لی جاتی ہے- ہر قسم کے مزدوروں کی کمی بیشی اور ان کی رواجی شرح مزدوری و دیگر معاملات ہمچو قسم جن کے متعلق کوئی صحیح اطلاع موجودہ زمانہ میں میسر نہیں آ سکتی اس کے دائرہ تحقیقات میں آئیں گے- گو ایسے افسر عموماً صاحب کلکٹر کے ماتحت ہونگے- (الا بلحاظ اپنے فرائض متعلقہ طریق تیاری و پڑتال نقشہ جات وہ خاص طور پر محکمہ زراعت کے تابع ہونگے"

۲۷۴- در ہر صوبہ میں صاحب ڈائرکٹر زراعت بطور انتظامی حاکم محکمہ مذکور

(۴) ہر ایک صوبہ میں صاحب ڈائرکٹر زراعت مقرر کیا جائے

مقرر ہونا چاہئے جو حالات رعایا بالخصوص جماعت ہائے زراعتی کی واقفیت کے لحاظ پر منتخب کیا جائیگا صاحب موصوف براہ راست ان خاص افسروں پر ضبط رکھیں گے جن کے متعلق نقشہ جات کا کام ہے اور تمام امور متعلقہ زراعت وکوائف میں لوکل گورنمنٹ کے صلاح کار و مشیر ہونگے- معمولی ایام میں ان فرائض کی انجام دہی میں مشغول رہ کر ترقی زراعت کی تمام مجوزہ تدابیر کی نگرانی کریں گے اور ایام قحط میں وہ اسبات کے ذمہ وار ہونگے کہ گورنمنٹ کو زراعتی حالات وغیرہ کی بابت وقت پر اطلاع دیں- اور ایسے تخمینے تیار کریں- جو گورنمنٹ کو امدادی تجاویز کے اجرائے کے متعلق ضروری ہدایات جاری کرنے میں بہت مفید ہوں"

۲۷۵ - جو تدابیر کمیشن مذکور نے تجویز فرمائیں ان میں حسب ذیل امور

پنجاب میں مجوزہ اصلاحات کا اجرا

شامل تھے :-

(الف)- عملہ پٹواری کی اصلاح ؎

(ب)۔ کافی عملہ نگران یعنی قانونگویاں کا تقرر۔
(ج)۔ ہر ایک ضلع میں افسران مال کی تعیناتی۔
(د)۔ ہر صوبہ میں صاحب ڈائرکٹر زراعت کا تقرر۔

ان اصلاحوں کے اجرائے کی بھاری ذمہ واری کرنیل ولیس صاحب بہادر کے سپرد ہوئی ابتدائً بحیثیت کمشنر بندوبست وبعدہٗ بحیثیت فنانشل کمشنر۔ اس اہم کام کو انہوں نے نہایت سرگرمی سے اپنے ذمہ لیا اور اس کو عمدہ اصول پر چلانے کی غرض سے ۱۸۸۲ء میں کمشنر بندوبست کے علاوہ صاحب موصوف کو ڈائرکٹر زراعت بھی مقرر کیا گیا[۱]۔ ۱۸۸۳ء میں سوائے شملہ کے باقی تمام اضلاع میں افسر مال تعینات کر دیئے گئے۔ اسی سال کرنیل صاحب موصوف نے عملہ قانونگویاں کی اصلاح کی تجویز پیش کی جو دوسرے سال بعد چند ترمیمات کے منظور ہوئی۔ اور جس کا ۱۸۸۵ء میں عمل درآمد ہوگیا۔ اس وقت تک ہر ایک ضلع میں اس عملہ کے عہدہ دار حسب ذیل تھے:۔

(الف)۔ صدر قانونگوے بمشاہرہ ۶۰ روپیہ ماہوار جو صدر مقام ضلع میں رہتا تھا۔

(ب)۔ ہر دفتر تحصیل میں ایک قانونگوے بمشاہرہ ۲۵ روپیہ ماہوار۔
(ج)۔ ہر تحصیل میں ایک نائب قانونگوی بمشاہرہ ۱۵ روپیہ ماہوار۔

اب عملہ دوچند کر دیا گیا۔ قانونگوی جو صدر مقام تحصیل میں رہتا تھا۔ دفتر قانونگوی بنایا گیا۔ اور دیہات میں گشت کرکے پٹواریوں کے کام کی نگرانی کے واسطے عملہ گرداور قانونگویاں مقرر ہوا۔ قانونگویوں کی تنخواہ اور ان کی آئندہ امید ترقی میں نمایاں اضافہ کر دیا گیا۔ عہدہ صاحب ڈائرکٹر کاغذات زمین ۱۸۸۵ء میں قائم ہوا۔

عملہ وضابطہ کارروائی متعلقہ کاغذات زمین کی اصلاح کا ادعا

۲۷۶۔ تغیرات مرقوم الصدر اور اصلاح شدہ طریقہ تیاری کاغذات کا ضابطہ کارروائی ایک جدید مجموعہ قواعد پٹواریاں قانونگویاں میں شامل کیا گیا۔ قواعد مذکور کا مدعا حسب ذیل امور کا حصول ظاہر کیا گیا تھا۔

(الف)۔ عملہ پٹواریاں وقانونگویاں کی قابلیت ذاتی۔

[۱] ان کا لقب صاحب کمشنر بندوبست وزراعت تھا۔

(ب) - بہتر طریق ملاحظہ کیفیت بہ کھیت و تحریر نتائج ہر فصل ۔
(ج) - ہر فصل و ہر سال کی کاشت کے نتائج کا آسان نقشہ جات زراعتی میں مسلسل اندراج - یہ نقشے اولاً دیہہ وار - ثانیاً چکلہ وار و ثالثاً تحصیل وار مرتب کئے جانے تجویز ہوئے ۔
(د) - باوقت اندراج و تصدیق انتقالات اور ان کا جمعبندیوں میں زود تر عملدر آمد ۔
(ہ) - اس عمل کا ترک جس کے مطابق بیشمار مقدمات انتقال میں فریقین کی غیر حاضری میں یا اُن کو اپنے مواضع سے دفتر تحصیل میں طلب کر کے احکام صادر کئے جاتے تھے ۔
(و) - تحصیلداروں اور نائب تحصیلداروں کی اس بھاری مالی کام سے مخلصی جس کے باعث ضابطہ موجود الوقت کے مطابق اُن کو لازمی طور پر دفاتر تحصیل میں ہی قیام رکھنا پڑتا تھا - اور جس کے سبب اُن کا مختصر عملہ اہلکاران فرائض کی انجام دہی میں دیار رہتا تھا ۔
(ز) - آخر کار تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کا ہر ایک دیہہ کو باقاعدہ ملاحظہ کرتا ۔

اصلاحات کا اثر

۲۷۷ - ایکٹ مالگذاری پنجاب ۱۸۸۷ء وقواعد مرتبہ تحت ایکٹ مذکور میں تمام جدید اصول شامل کئے گئے - گو بعد اجرا اس اصول میں کچھ فروعی ترمیمات عمل میں آتی رہی ہیں لیکن اس کی اصلیت میں کوئی تغیر واقع نہیں ہوا - پٹواریوں کے کام اور جملہ اضلاع کے مالی انتظام میں مستحکم اور نمایاں ترقی سے اس تجویز کی عمدگی کا ثبوت ملتا ہے ۔

عملہ پٹواریاں وقانونگویان کی ترتیب پر بوقت بندوبست کرغور

۲۷۸ - جب کسی ضلع کی تشخیص ہو رہی ہو - تو عملہ پٹواریاں وقانونگویاں کی ترتیب پر مکرر مکمل غور ہوتی ہے - اور دو بندوبستوں کے درمیانی وقفہ میں زیادہ تغیرات کی شاذ و نادر ضرورت پیش آتی ہے - حلقہ جات پٹواریاں کی حدود کا فیصلہ صاحب کمشنر کرتے ہیں اور پٹواریوں کی تعداد درجہ بندی و تنخواہ کے لئے صاحب

ف۵ فقرہ ۱ - سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ صاحبان فنانشل کمشنر ۔

فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری مطلوب ہوتی ہے[۵۱]۔

۲۷۹۔ حلقہ پٹواری کے حدود مقرر کرنے میں ضروری امور قابل غور یہ

امور قابل غور بوقت ترتیب حلقہ جات پٹواریاں

ہیں کہ کھیتوں کی تعداد جن کی گرداوری کرنی ہوتی ہے اور مالکوں کے کھاتہ جات کھیوٹ و کھتونی کاشت کی تعداد جن کے متعلق اشتمال حقیت میں اندراج کرنا پڑتا ہے کیا ہے۔ نمبر جو نقشہ کشتوار موضع میں ہر ایک کھیت کے لئے دیا جاتا ہے نمبر خسرہ کہلاتا ہے۔ نمبر جو شمل حقیت میں ہر مالک کے کھاتہ کو دیا جاتا ہے نمبر جمعبندی سے موسوم ہوتا ہے اور جو ہر ایک کاشت کار کے کھاتہ کے لئے دیا جاتا ہے نمبر کھتونی کہلاتا ہے۔ حسب معمول پٹواری ایک ایسے حلقہ کے کاغذات تیار کرنے کے قابل ہونا چاہئے جس میں ۴۰۰۰ سے ۵۰۰۰ تک نمبر خسرہ اور ۱۲۰۰ تا ۱۶۰۰ نمبر کھتونی ہوں۔ البتہ اس بات کا بھی لحاظ رکھنا لازمی ہے کہ پٹواری کو کتنی مسافت طے کرنی پڑتی ہے اور علاقہ کی قدرتی بناوٹ کیسی ہے۔ نوعیت حقوق زمین پیچیدہ یا سادہ ہے اور آیا حلقہ میں کوئی دیہات بردبرآمد یا جمع غیر مستقل شامل ہیں۔ آیا کھاتہ جات ٹکڑے ٹکڑے یا مشتمل ہیں۔ ایک حلقہ پٹوار میں بالعموم چند ملحق الحدود دیہات داخل ہوتے ہیں لیکن بعض بڑے بڑے محالات میں ایک ایک پٹواری تعینات کیا جاتا ہے۔ اور چند ایسے محال بھی موجود ہیں جن میں ایک سے زیادہ پٹواری مقرر ہیں۔

۲۸۰۔ ۱۸۸۵ء سے پیشتر جب پٹوار علیحدہ ہوتے تھے اور جو رقم جملہ

پٹواریوں کی درجہ بندی

دیہات حلقہ سے وصول ہوتی تھی۔ وہ پٹواری کا حق سمجھی جاتی تھی۔ ایک پٹواری جو ایک چھوٹے لیکن اعلیٰ درجہ کے مزروعہ و آباد دیہات والے حلقہ میں تعینات ہوتا تھا بمقابلہ ایسے شخص کے کہیں زیادہ تنخواہ پاتا تھا۔ جس کا حلقہ گو بہت بڑا اور زیادہ مشکل کام والا ہوتا تھا الا اس میں ایسے دیہات شامل ہوتے تھے جن کی تشخیص جمع بوجہ غیر محفوظ و نا قابل اطمینان فصلوں کے ہلکی رکھی گئی ہو۔ اب ہر ایک ضلع کے پٹواریوں کو درجہ وار مختلف شرح تنخواہ کے لحاظ پر تعینات کیا جاتا ہے:۔ اب پٹواریوں کے حسب ذیل درجات ہیں:۔

---

[۵۱] فقرات ۱ و ۲ و ۳۶ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ مذکور۔

درجہ اول بمشاہرہ ۲۶ روپے ماہوار	۲۰ فیصدی
" دوئم " ۲۳ " "	۴۰ "
" سوئم " ۲۰ " "	۴۰ "

۲۸۱- بروئے دفعہ ۲۹- ایکٹ مالگذاری نمبر ۱۷ مصدرہ ۱۸۸۷ء عہدہ داران دیہہ یعنی نمبرداروں- اعلے نمبرداروں اور پٹواریوں کے مواجب ادا کرنے کے لئے ایک ایسا جبوب لگایا جاتا تھا- جس کی شرح مالیہ زمین و نہری محصول مالکان کے ۱۲½ فی صدی سے زائد نہ ہو- جس قدر رقم مالیہ زمین و نہری محصول مالکان نمبردار واقعی وصول کرے اس پر وہ اپنا حق بشرح ۵ فی صدی جبوب مذکورسے وضع کرلیتا ہے- اور اگر کوئی اعلے نمبردار بھی ہو تو بشرح ایک فی صدی اس کو واجب الادا ہوتا ہے بقایا رقم عملہ پٹواریاں کے مواجب میں صرف ہوتی تھی- لیکن ۱۹۰۶ء سے عملہ پٹوار کی تنخواہ ادا کرنے کی نسبت مالکان زمین کی ذمہ واری اٹھادی گئی ہے[۵۲]

جبوب افسران دیہہ

۲۸۲- بالعموم چند نوجوان نائب پٹواری بمشاہرہ دس[۱۵] روپیہ ماہوار رکھے جاتے ہیں- نائب پٹواریوں کو ایسے پٹواریوں کی امداد پر لگانا چاہئے جن کا کام بہت بھاری ہو یا انہیں عارضی سلسلہ ہائے رخصت میں تعینات کرنا چاہئے- ایسے مواقع قائم مقامی کے بغیر معمولاً اُن کو علٰحدہ حلقہ سپرد نہیں کرنا چاہئے

نائب پٹواریان

۲۸۳- تنخواہ ماہ بماہ برآمد ہوتی ہے اور اس امر کی احتیاط رکھنی چاہئے کہ تنخواہ وقت پر تقسیم ہوجائے- علاوہ تنخواہ کے اُس نہیں

تنخواہ پٹواریان

---

[۵۱] سوائے جملہ محالات واقعہ تحصیلات کلو و سراج ضلع کانگڑہ (باخراج لاہول وسپیٹی)، جہاں کہ شرح حق نمبردارے فی صدی بر مالیہ زمین منفرد ہے کیونکہ وہاں جبوب افسران دیہہ میں مفصلہ ذیل شامل ہیں:-

فیس نیگی	۲ روپیہ سینکڑہ	جو سالانہ آمدن پر یعنی دوگنا مالیہ زمین پر محسوب کی جاتی ہے
" نمبردار	۱ " "	
" ڈاکھا	۸ آنے "	

[۵۲] اشتہار گورنمنٹ پنجاب صیغہ مال وزراعت- اشتہار مال نمبر ۲۶۸ و ۲۶۹ مورخہ ۲۲- نومبر ۱۹۰۶ء

کا ۲/۵ حصہ بھی پٹواری لیتے ہیں جو شل خفیف ہیں انتقالات کا عملدرآمد کرنے کی بابت وصولی کی جاتی ہے[1] - علاوہ بریں ملاحظہ کاغذات پٹوارہ و مصدقہ نقول و فرد انتخاب دینے کے لئے بھی پٹواری خفیف رقم وصول کرنے کے مجاز ہیں[2] - یہ قاعدہ کلیہ ہے جس کی خلاف ورزی کسی صورت میں نہیں ہوسکتی کہ سالم تنخواہ اور فیس اس شخص کا حق ہے جس نے فی الحقیقت فرائض پٹوار سرانجام دیئے ہوں[3] *

تقرر - سزا و برخاستگی پٹواریاں

۲۸۴ - کوئی ریونیو آفیسر جس کا درجہ صاحب کلکٹر سے کم ہو کسی پٹواری کے تقرر - سزا و برخاستگی کا حکم صادر نہیں کر سکتا - البتہ اگر افسر مال تجربہ کار و قابل اعتبار ہو تو کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ کیوں اس کو بلغرض جرمانہ پٹواریان کلکٹر کے اختیارات تفویض نہ کیئے جائیں - لیکن تقرر و برخاستگی کے اختیارات صاحب ڈپٹی کمشنر کو اپنے ہاتھ میں رکھنے لازم ہیں البتہ افسر مال کو اس بارہ میں رپورٹیں کرنے کی اجازت دینی چاہیئے - اگر افسر مال منصف مزاج و معقول شخص ہو تو عموماً اس کی رپورٹیں منظور ہونی واجب ہیں - عملہ قانونگویاں و پٹواریاں کی قابلیت کا انحصار خصوصیت سے افسر مال کی ذات پر ہے اس لئے اگر اس کے ماتحتوں کو یہ گمان کرنے کی وجہ پیدا ہو کہ صاحب ڈپٹی کمشنر اس پر پورا اعتماد اور بھروسہ نہیں کرتے تو وہ کما حقہٗ اُن پر اپنا رعب قائم نہیں رکھ سکتا اور نہ ہی اس سے اپنے کام میں مستعدی اور سرگرمی کی توقع ہوسکتی ہے *

امیدواران پٹوار

۲۸۵ - ہر تحصیل کے لئے امیدواران پٹوار کا ایک رجسٹر رکھا جاتا ہے - اکثر اضلاع میں اب یہ ممکن ہوگیا ہے کہ ایسے اشخاص کو جنہوں نے امتحان مڈل پاس نہیں کیا ہے منظور نہ کیا جائے صاف اور تحریر جو پڑھی جاسکے - اور سادہ سوالات حساب

---

[1] اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبر ۲۷۲ مورخہ ۲۰ - نومبر ۱۹۰۹ء (دیکھو مجموعہ ایکٹ ہائے انتظام اراضیات جلد دوئم - قواعد) *

[2] فقرہ ۴۹ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ صاحبان فنانشل کمشنر *

[3] فقرہ ۲۶ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ صاحبان فنانشل کمشنر *

کا جلدی اور صحیح نکالنا لازمی معیار ہے - اور کسی امیدوار کی قابلیت خواہ عمدہ ہو لیکن اگر اس کی جسمانی حالت صحت اور بینائی اچھی نہیں ہے - تو اس کو منظور نہیں کرنا چاہئے - امیدواروں کی عمر ۱۸ اور ۲۵[1] سال کے درمیان ہونی چاہئے - یہ قرین مصلحت نہیں ہے کہ بہت سے امیدوار سا ہوکار پیشہ طبقہ سے یا ایسی قوم سے لئے جائیں جس میں سے عام طور پر تجارت پیشہ لوگ ہوتے ہیں - کاشتکاروں کے بیٹوں کو امیدوار بننے کا شوق دلانا چاہئے - ایک ہوشیار اور عمدہ تعلیم یافتہ نوجوان کو بذریعہ پٹوار سرکاری ملازمت میں داخل ہوکر اعلےٰ مدارج پر ترقی حاصل کرنے کے لئے عمدہ مواقع مل سکتے ہیں - عہدہ ہائے واصلباقی نویس تحصیل و سیاہہ نویس جہاں تک ممکن ہو ان کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں اور دو ثلث قانونگو ترقی یافتہ پٹواریوں میں سے ہونے لازم ہیں - جب کوئی پٹواری قانونگوئی تک پہنچ جائے تو اس کو ملازمت کے اعلےٰ درجات پر ترقی پانے کی بھی امید ہو جاتی ہے[2] - عہدہ محرر جوڈیشل تحصیل کے لئے بھی پٹواری منتخب ہو سکتے ہیں ؀

۲۸۶ - ہر ایک امیدوار کو پٹواریوں کے مدرسہ میں داخل ہوکر امتحان پٹواری میں شامل ہونا چاہئے - اور اگر وہ تین سال کے اندر امتحان پاس کرنے میں قاصر رہے تو بالعموم اس کا نام رجسٹر امیدواران سے خارج کر دیا جاتا ہے[3] - مدرسہ پٹواریان ہر ضلع میں ۱۵ - اپریل کو جاری ہوکر اخیر اگست[4] میں بند ہو جائے گا سکول میں داخل ہونے سے پہلے امیدوار کو ہدایت ہونی چاہئے - کہ کام سیکھنے کی غرض سے گرداوری ربیع میں شامل ہو - لازمی مضامین جن کی تعلیم کتابوں کے ذریعہ دی جاتی ہے - حساب و مساحت ہیں جن کے خاص دستور العمل پٹواریوں کے استعمال کے لئے تالیف کئے گئے ہیں

مدرسہ پٹواریاں

---

[1] سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ صاحبان فنانشل کمشنر کے فقرات ۲ و ۳ ؀
[2] دیکھو فقرہ ۳۰۰ کتاب ہذا ؀
[3] سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ کا فقرہ ۹ دیکھو ؀
[4] صاحبان فنانشل کمشنر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ کا فقرہ ۱۰ دیکھو ؀

علاوہ ازیں ہدایات مندرجہ سٹینڈنگ آرڈرز نمبر ۱۵ و ۱۶ و ۲۲ و ۲۳ و ۲۴ اور ہدایت نامہ بندوبست کے ضمیمہ جات نمبر ۷ و ۸ و ۱۹ اور ۲۱ کا پڑھنا بھی ضروری ہے لیکن مکمل عملی تعلیم پر زیادہ مدار رکھنا چاہیئے جس کا بہت سا حصہ باہر موقعہ پر سکھایا جاتا ہے اور پیمائش کے کام کے متعلق قلیل عملی واقفیت اعلےٰ کتابی تعلیم سے بدرجہا بہتر ہے جو امیدوار میعاد سکول کے خاتمہ پر امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے اس کو مزید عملی تعلیم کے لئے گرداوری خریف میں بھی شامل ہونا لازمی ہے ورنہ وہ سند کامیابی کا مستحق نہ ہوگا ۞

خالی شدہ عہدہ پٹوار کا پر کرنا

۲۸۷ - منجملہ امیدواران کے سب سے لائق شخص منتخب ہونا چاہیئے۔ پٹواری سابق کے رشتہ داری کے لحاظ پر کوئی استحقاق پیدا نہیں ہوتا۔ لیکن اس بارہ میں اگر کوئی درخواست خالی شدہ حلقہ کے مالکوں کی طرف سے پیش ہو تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس پر غور کرنی لازم ہے۔ اگر زمینداروں کی واقعی یہ خواہش ہو کہ سابق پٹواری کا رشتہ دار جو قابل تقرر ہے نامزد کیا جائے تو امیدواروں کے حقوق پر غور کرتے وقت اس امر کا بھی کچھ لحاظ ہونا چاہیئے۔ یہ بات کہ امیدوار پہلے سے اس حلقہ میں مقیم ہے اور مالکوں کو اس پر اعتماد ہے اس کے استحقاق قابلیت کو تقویت دیگی۔ خواہ کوئی امیدوار نہایت قابل ہو لیکن اگر اس کے قریبی رشتہ دار حلقہ مذکور میں لین دین ساہوکارہ کرتے ہوں تو اس کو مقرر نہیں کرنا چاہیئے ۞

اپنے حلقہ میں پٹواری کی سکونت

۲۸۸- ہر پٹواری کا فرض ہے کہ مع قبائل اپنے حلقہ میں سکونت رکھے اور بغیر اجازت باہر نہ جائے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر اس کو اس شرط کی پابندی سے مستثنےٰ کرنے کے مجاز ہیں۔ لیکن شاذ صورتوں ہی میں معافی دینی واجب ہوگی[1]۔ جس حلقہ میں ایک اچھا پٹوار خانہ موجود ہے۔ پٹواری کو مع قبائل و اپنے کاغذات کے اس میں آباد ہو کر ضروری مرمت کا انتظام کرنا چاہیئے۔ کسی پٹوار خانہ کی تعمیر یا مرمت مالکوں سے بخرچ ملبہ نہیں کرانی چاہیئے اور صرف خاص صورتوں میں ایسے اخراجات کی گورنمنٹ[2] متحمل ہوگی۔ جہاں پٹوارخانہ

[1] فقرہ ۱۱ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵

[2] وہ حالات جس میں منظوری کے لئے درخواست ہو سکتی ہے دیکھو فقرہ ۵۷ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ ۞

نہ ہو پٹواری کو اپنی رہائش کا خود انتظام کرنا چاہیئے۔ لیکن حکام مال اس معاملہ میں ہر جائز امداد دیں گے۔ گورنمنٹ کا ارادہ ہے۔ کہ سال بسال نئے پٹوار خانے تیار کرے۔

۲۸۹۔ پٹواری کے لئے تجارت کرنا ممنوع ہے اور نہ ہی اُسے زمینداروں کو قرضہ دینے میں کسی قسم کا تعلق رکھنا چاہیئے۔ قانون پیشہ اشخاص کی دلالی اور حلقہ کے زمینداروں سے قرضہ لینے کی بھی اس کو ممانعت ہے بجز اس صورت کے کہ وراثتاً اس کو کوئی زمین پہنچے پٹواری اپنے حلقہ میں زمین حاصل نہیں کر سکتا۔ اور اگر حلقہ کے اندر یا حلقہ کے باہر اس کو کوئی حق یا فراقت متعلق زمین حاصل ہوں تو اسے اس امر کی اطلاع تحصیلدار کو دینی لازم ہے نہ ہی پٹواری نوآبادیات میں زرعی یا سکنی زمین بدوں منظوری ماقبل گورنمنٹ خرید سکتا یا نیلام میں بولی دے سکتا ہے۔ بعض اوقات پٹواری ان قواعد سے گریز کرنے کے لئے اپنے بیٹوں کے نام زمین رہن و بیع لیتے ہیں لیکن ایسی صریح حیلہ سازیوں کا انسداد بہ آسانی ہو سکتا ہے۔ غیر سرکاری اشخاص کے باہمی وثائق کی تحریر یا تصدیق کرنے یا اُن پر گواہی ڈالنے کی بھی پٹواری کو اجازت نہیں ہے۔ اگر پٹواری زیادہ مقروض یا بدچلن ہو۔ کار منصبی میں غفلت کرے یا نالائق ہو تو برخاست کیا جا سکتا ہے[۱]۔ جب پٹواری بوجہ ضعیف العمری یا دیرینہ بیماری اپنے فرائض کی کما حقہ سرانجام دہی کے ناقابل ہو جائے تو اس کو فوراً علیحدہ کر دینا چاہیئے۔ جن پٹواریوں نے بہت عرصہ پسندیدہ خدمات کی ہوں ان کو علیحدگی کے وقت تھوڑے تھوڑے انعام بھی عطا ہو سکتے ہیں[۲]۔

ناقابلیت پٹواری

۲۹۰۔ اس امر کی احتیاط رکھنی چاہیئے کہ پٹواری کو سوائے فرائض مندرجہ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ صاحبان فنانشل کمشنر کے کسی اور کام پر نہ لگایا جائے۔ کیونکہ یہ فرائض اس کو تمام وقت مشغول رکھنے کے لئے کافی ہیں۔ اس کے کام کی ضروری مدات مثلاً اندراج اجناس۔ ترتیب اشلہ حقیقت و تحریر و تکمیل لال کتاب جملہ حالات حلقہ کی کیفیت آئندہ فصلوں میں بالتفصیل بیان کی جائے گی لیکن اس کے دیگر

پٹواری کو اپنے منصبی فرائض کے سوائے اور کام پر لگانا منع ہے

---

[۱] صاحبان فنانشل کمشنر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ کا فقرہ ۲۵۔ دیکھو۔

[۲] سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ کا فقرہ ۵۶ دیکھو۔

فرائض کا مختصراً اس فصل میں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۲۹۱- پٹواری کا فرض ہے کہ جب کوئی سخت آفت جس سے زمین یا فصلوں کو نقصان پہنچے یا کوئی سخت بیماری انسانی یا حیوانی نازل ہو تو اس کی فوراً رپورٹ کرے۔ سرکاری اراضی پر تصرف بیجا۔ اموات پنشن خواران و معافیداران۔ آمد و فرار کاشتکاران کی نسبت۔ نیز قواعد معافی کے خلاف زمین زیر آمد ذخیرہ درختان کی ناجائز کاشت کی بابت پٹواری کو افسران معائین کی خدمت میں فوراً اطلاع دینی لازم ہے[۱]۔ مزید بران اُسے نمبرداروں کو وصولی معاملہ میں اس حد تک امداد دینی واجب ہے جو پندرھویں فصل میں درج ہے۔ یہ بھی اس کا فرض ہے کہ کسی غرض مند شخص کو اپنے کاغذات کا معائنہ کرائے اور حسب درخواست کاغذات مذکور سے مصدقہ فرد انتخاب تیار کردے[۲]۔

متفرق فرائض پٹواری

۲۹۲- ایک روزنامچہ اور ایک کتاب کارگذاری پٹواری کے پاس رہتی ہے۔ روزنامچہ کا حصہ اول سال بسال تجدید ہوتا ہے۔ اس میں تمام ضروری واقعات متعلق کاشت زمین۔ حالت فصل۔ حالت مالکان و مزارعان اور ان کے باہمی تعلقات وحقوق سرکار درج ہونے چاہئیں۔ ان واقعات کا اندراج اسی روز ہونا لازم ہے جس روز پٹواری کو ان کی نسبت اطلاع ملے۔ ہر ہندی مہینہ کے خاتمہ پر فصل و مویشیان حلقہ کی بابت صحیح یادداشت درج کرنی چاہئے۔ پٹواری کے پاس جو احکام قانونگو یا دیگر ریونیو افسروں کی طرف سے موصول ہوں روزنامچہ مذکور کے حصہ اول میں قلمبند ہونے چاہئیں۔ لیکن جب کسی ایسے حکم کے ذریعہ عام ہدایات جاری ہوئی ہیں تو اس کو حصہ دوم میں درج کرنا چاہئے جو ہر سال تجدید نہیں ہوتا ہے۔ دیگر تمام کاغذات مال کی طرح روزنامچہ بھی سال زراعتی کے لحاظ پر رکھنا چاہئے۔ یہ زراعتی سال ۱۶ بھادوں یا یکم ستمبر سے شروع ہوتا ہے۔

روزنامچہ پٹواری

۲۹۳- عملہ قانونگویاں میں گرداور قانونگو۔ دفتر قانونگو۔ اور صدر قانونگو شامل ہوتے ہیں۔ اور کسی ضلع کے قانونگویوں کی تعداد میں کمی

عملہ قانونگویان

---

[۱] فقرہ ۷۹ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵۔

[۲] فقرہ ۹۵ " " "۔

بیشی محض لوکل گورنمنٹ کی منظوری سے ہوسکتی ہے معمولاً بیس پٹواریوں کے لئے ایک گرداورقانونگو- ہر تحصیل کے لئے ایک دفتر قانونگوی اور صدر مقام ضلع پر ایک صدر قانونگوی اور کم از کم ایک نائب ہوتا ہے۔

فرائض گرداور قانونگویان

۲۹۴- بجز ماہ ستمبر کے جب کہ دفتر تحصیل میں اس کو پٹواریوں کی مدخلہ جمعبندیاں پڑتال کرنی چاہئیں - گرداور قانونگوی کو ہمیشہ اپنے حلقہ میں پٹواریوں کے کام کی نگرانی کے لئے گشت کرتے رہنا لازم ہے[1]۔

فرائض دفتر قانونگوی

۲۹۵- دفتر قانونگو تحصیلدار کا محرر مال ہوتا ہے۔ اس کے ضروری منصبی کام یعنے نقشہ جات مال کے رجسٹروں کی تحریر و تکمیل کی صراحت کسی فصل آئندہ میں کی جائیگی[2] - فارم ہائے وکاغذات مطلوبہ پٹواریان حساب کتاب پٹوار فنڈ و فیس داخل خارج - اندراج بارش - رجسٹر معافیداران و دیگر متفرق رجسٹرہائے مال اُس کی تحویل میں ہوتے ہیں اور وہ تمام کاغذات موصولہ از پٹواریاں کا بھی محافظ ہوتا ہے - قانونگوی کا باقاعدہ دفتر تحصیل کے انتظام مال کا ضروری جزو تصور ہوتا ہے[3]۔

فرائض صدر قانونگوی

۲۹۶- دفتر قانونگویاں و گرداور قانونگویاں کی عمدہ کارگذاری کا صدر قانونگوی ذمہ وار ہوتا ہے - چنانچہ یکم اکتوبر لغایت ۳۰- اپریل کے درمیان اُسے ہر ماہ میں کم از کم ۱۵ یوم ان کا کام ملاحظہ کرنے کی غرض سے دورہ پر رہنا چاہئے - وہ تمام کاغذات موصولہ از قانونگویاں و پٹواریاں ضلع کا محافظ ہوتا ہے - اور اپنے نائب کی مدد سے ہر چکلہ تشخیص وہر تحصیل و نیز کل ضلع کے مجوزہ رجسٹرہائے نقشہ جات کی نقول مرتب کرتا ہے - جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے - اس کو کام دفتر کے لئے ایک یا زیادہ نائب ملنے ضروری ہیں - صدر قانونگوی کی تنخواہ ۵۰ - ۵/۲ - ۱۰۰ روپیہ ماہوار ہوتی ہے - اور اس کے نائب کو ۲۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے - باستثناء

---

[1] صاحبان فنانشل کمشنر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ کا حصہ ہشتم دیکھو۔

[2] دیکھو فصل گیارھویں۔

[3] سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ کا حصہ نہم دیکھو۔

[4] سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ کا حصہ دہم دیکھو۔

ضلع شملہ کے جہاں کہ اس کا گریڈ ۵۰-۵-۵-۷۵ روپیہ ماہوار ہے۔ سپیشل قانونگویاں کو جو عدالت ہائے دیوانی و مال میں مقدمہ کرنے والوں کی سہولت کی غرض سے انتخابات تیار کرتے ہیں۔ ۳۵ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے ⁂

قانونگو اپنے منصبی کام پر ہی لگائے جانے چاہئیں

۲۹۷- یہ لازمی امر ہے کہ جملہ قانونگو اپنے فرائض منصبی کے انصرام میں مشغول رہیں۔ مثلاً صدر قانونگوی سے افسر مال کے شلخواں کا یا دفتر قانونگوی تحصیل سے مقدمات کے متعلق کام لینا نامورون ہے ⁂

درجہ و تنخواہ قانونگویاں

۲۹۸- گرداور قانونگو و دفتر قانونگو ایک ہی فہرست پر درج کیے جاتے ہیں۔ البتہ دفتر قانونگوی کا انتخاب پرانے گرداور قانونگویاں میں سے ہوتا ہے۔ ایک گرداور قانونگو کو شروع میں ۴۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے۔ اس کا تقرر بطور آزمائش ہوتا ہے۔ تا وقتیکہ کہ وہ سند لیاقت بدستخطی صاحب ڈائرکٹر کا غذات زمین حاصل نہ کرے۔ کوئی قانونگو مستقل نہیں ہوسکتا۔ تا وقتیکہ وہ سند مذکور حاصل نہ کرے۔ اور اگر وہ دو سال کے اندر یہ سند حاصل کرنے سے قاصر رہے۔ تو اس کا نام فہرست قانونگویاں سے خارج کردیا جاتا ہے۔ اور اسے اپنے پہلے عہدہ پر (اگر کوئی ہو) واپس کردیا جاتا ہے اور وہ امیدوار قانونگو نہیں رہتا۔ گرداور قانونگویاں درجہ اول یعنی کل تعداد کے ¼ حصہ ۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے ہیں۔ اور تمام گرداور قانونگویاں کو ۱۰ روپیہ ماہوار گھوڑے کا الاؤنس ملتا ہے قانونگویاں بندوبست کو اس شرح پر الاؤنس دیا جائے گا۔ جتنا کہ گرداور قانونگویاں عملہ ضلع کو دیا جاتا ہے۔ گرداور قانونگویاں جو بندوبستی کام پر نہیں لگتے۔ ایک روپیہ ماہوار سٹیشنری کا الاؤنس پاتے ہیں۔ دفتر قانونگو تحصیل کو ۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملتی ہے ⁂ | پرچہ تصحیح نمبر ۱۲ مجریہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۳۳ء

نوٹ- اس فقرہ کی غرض سے اگر کل تعداد چار کے حاصل ضرب سے ایک کم ہو (مثلاً ۱۹، ۲۳ وغیرہ) تو اسے پورا حاصل ضرب تصور کرنا چاہیے یعنی اگر گرداور قانونگویاں کی تعداد ۱۹ ہو تو ان میں سے پانچ بشاہرہ ۵۰ روپیہ ماہوار تنخواہ پائیں۔ دیکھو پنجاب گورنمنٹ نمبر ۸- ریونیو مورخہ ۹ جنوری ۱۹۱۴ء

امیدواران قانونگوی

۲۹۹- منظور شدہ امیدواران قانونگوی کا نام ایک رجسٹر میں درج کیا جاتا ہے۔ بلا منظوری صاحب کمشنر بہادر کسی امیدوار کا نام فہرست امیدواران پر نہیں رہنا چاہیے۔ اگر وہ ۲۵ سال کا ہوجائے۔ اگر اسکی عمر ۲۸ سال سے تجاوز کر جائے تو کسی صورت اور کسی

عہدہ سے کبھی اسکا نام درج رجسٹر نہیں رہنا چاہیئے[1] اوّل یا دوم درجہ کے پٹواری جن کی سہ سالہ ملازمت ہو چکی ہو بطور امیدوار لیئے جا سکتے ہیں۔ امیدواروں کی زیادہ تعداد پٹواریوں میں سے ہونی چاہیئے بلکہ دو تہائی خالی شدہ آسامی ہائے قانونگوی پٹواریوں کو ملنی واجب ہیں۔ امیدواروں کے انتخاب کے وقت یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے۔ کہ ایک پٹواری جس کی عمر ۴۵ سال سے تجاوز کر جائے عہدہ قانونگوی پر بروئے قاعدہ کلیہ ترقی پانے کا مستحق نہیں ہوگا دارالعلوم (یونیورسٹی) پنجاب کے چند انٹرنس پاس کردہ نوجوان بھی جن کی عمر بیس سال سے کم ہو بطور امیدوار منظور ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایسے امیدوار تاوقتیکہ دو سال پٹواری یا متعلم فرائض پٹوار نہ رہ چکے ہوں قانونگوی مقرر نہیں ہو سکتے۔ جن اشخاص نے امتحان تحصیلداری یا نائب تحصیلداری پاس کیا ہوا ہے وہ بھی قانونگوی مقرر ہو سکتے ہیں خواہ ان کا نام رجسٹر امیدواران میں درج نہ ہو۔ کوئی شخص قانونگوی کا امیدوار منظور نہیں ہو سکتا بشرطیکہ وہ چست اور سواری کے قابل نہ ہو۔ قانونگوئی موروثی عہدہ نہیں ہے۔ جو ہدایات اس امر کے متعلق دی گئی ہیں کہ فلاں فلاں طبقہ سے امیدواران پٹوار کی زیادہ تعداد منتخب نہ کی جانے وہی امیدواران قانونگوی کے انتخاب پر بھی حاوی ہیں۔ امیدواروں کو مقامی امتحان قانونگوی میں جو زیر نگرانی صاحب ڈائرکٹر کاغذات زمین لیا جاتا ہے شامل ہونا چاہیئے بعد کامیابی امتحان وثبوت اس امر کے کہ انہوں نے مناسب عملی تعلیم حاصل کر لی ہے وہ سند لیاقت کے مستحق ہونگے[2]

۳۰۰۔ امیدواران قانونگوی کے انتخاب میں کامل احتیاط ملحوظ ہونی چاہیئے اور قابل امیدواروں کی قلت نہیں ہے یہ عہدہ بذات خود بلحاظ تنخواہ و رتبہ قابل عزت تصور ہوتا ہے اور اس سے عہدہ ہائے صدر قانونگوئی۔ صدر واصل باقی نویسی و نائب تحصیلداری تک بھی ترقی پانے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ جس قانونگوی نے پانچ سال ملازمت سرکار کی ہو اور اس میعاد میں سے دو سال پسندیدہ خدمات گرداور قانونگوئی سرانجام دی ہوں تو وہ نائب تحصیلداری

قانونگویاں کا اعلےٰ عہدوں پر ترقی پانے کا استحقاق

[1] پرچہ تصحیح نمبر ۷ مورخہ ۷ دسمبر ۱۹۳۲ء
[2] صاحبان فنانشل کمشنر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ کے حصہ اول و پنجم کو دیکھو

کا امیدوار منتخب ہو سکتا ہے۔ صاحب کمشنر کے امیدواران نائب تحصیلداری کی فہرست میں چند قانونگویان کے نام بالضرور شامل ہونے چاہئیں۔ اس میں شک نہیں ہے کہ بعض ترقی یافتہ قانونگو عہدہ نائب تحصیلداری سے تحصیلداری تک بھی پہنچنے کی توقع کر سکتے ہیں۔ البتہ حسب معمول عہدہ نائب تحصیلداری پر ترقی پانے تک بالخصوص جب ان کی ملازمت کا آغاز پٹواری سے ہوا ہو وہ زیادہ عمر ہو جانے کے باعث آیندہ عہدہ تحصیلداری پر پہنچنے کے قابل نہیں رہتے۔ لیکن بلحاظ سابقہ تعلیم و تجربہ وہ عہدہ نائب تحصیلدار بننے کے قابل ہوتے ہیں۔ اول درجہ کی نائب تحصیلداری بلحاظ عزت و تنخواہ اس طبقہ اشخاص کے خواہشات کے لئے کافی منزل مقصود تصور ہو سکتی ہے جس میں سے بہت سے قانونگو منتخب کئے جاتے ہیں۔ مستقل یا قائم مقام صدر قانونگو امتحان نائب تحصیلداری میں شامل ہونے کا مستحق ہے اور بصورت کامیابی اس کا نام امیدواروں میں درج ہو جاتا ہے[1]۔ صاحب فنانشل کمشنر بہادر ایک ایسے صدر قانونگوئی کو جو کم از کم دو سال اس عہدہ پر کام کر چکا ہو عہدہ تحصیلداری کا امیدوار منظور فرما سکتے ہیں[2]۔

اضلاع زیر بندوبست کے قانونگو

۳۰۱- جب کسی ضلع کی تشخیص جدید ہو رہی ہو قانونگو زیر نگرانی صاحب مہتمم بندوبست کام کرتے ہیں۔ ایسے موقعہ ان کے علاوہ بہت سے زائد بندوبستی قانونگو بھی مامور کئے جاتے ہیں۔ صاحب مہتمم بندوبست اس امر کے بھی ذمہ وار ہیں کہ امیدواران قانونگوئی کا کام اچھی طرح سیکھ جائیں۔ گویا صاحب موصوف خاتمہ بندوبست پر ضلع میں ایک نہایت قابل عملہ قانونگویان مع لائق امیدواران قانونگوئی چھوڑ سکتے ہیں۔

امیدواران قانونگوئی کی تعلیم بندوبست

۳۰۲- بشرط گنجائش صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین ان اضلاع کے امیدواران قانونگوئی کو جہاں

---

[1] سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ کا فقرہ ۳۲ (۱)۔

[2] سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ کا فقرہ ۳۲ (۳)۔

[3] فقرہ ۱۰۶ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ و نیز فقرہ ۲۸ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۲۔

بندوبست جاری نہ ہو بندوبست کی تعلیم دلانے کا انتظام کرتے ہیں ٭

عہدہ صدر قانونگوئی کا پُر کرنا

۳۰۳- جب عہدہ صدر قانونگو خالی ہو تو کسی دفتر قانونگو یا گرداور قانونگو کو ترقی دے کر پُر کیا جاتا ہے - اس عہدہ پر ایسے شخص کا انتخاب ہونا چاہیے جس کی تعلیمی استعداد ذاتی چستی اور ذاتی قابلیت عمدہ ہو - اور جس کو کافی تجربہ بھی حاصل ہو اس عہدہ کے لئے انگریزی کا خاصہ علم ہونا ضروری قابلیت تصور کیا جاتا ہے اس غرض کے لئے کوئی خاص امتحان و آزمائش مقرر نہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ امیدوار انگریزی رپورٹیں کافی لیاقت اور تیزی سے پڑھ لکھ سکے ٭

[جب یہ عہدہ چھ یا زیادہ مہینوں کے لئے خالی ہو - تو اسے پر کرنے کی غرض سے صاحب ڈپٹی کمشنر کو صاحب ڈائرکٹر کاغذات زمین سے نیم سرکاری چٹھی کے ذریعہ استصواب کرنا چاہیئے - اگر ہر دو افسران مذکور متفق الرائے نہ ہو سکیں - تو دونو کو چاہیئے - کہ وہ اپنی اپنی وجوہات صاحب کمشنر بہادر قسمت متعلقہ کی خدمت میں بغرض انفصال ارسال کریں اور صاحب موصوف آخری انتخاب کریں گے - اس فیصلہ کے خلاف صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں اپیل رجوع ہو سکتی ہے[1]] ٭

قانونگویان کی ناقابلیت

۳۰۴- گرداور قانونگویاں کی سکونت کے بارہ میں بپابندی تغیرات ضروری وہی قیود رکھی گئی ہیں جو پٹواریوں کی نسبت ہیں - قانونگو بھی تجارت لین دین قرضہ - قبضہ اراضی - تحریر و تصدیق وثیقہ جات کے متعلق اُن ہی قواعد کے تابع ہیں جو پٹواریوں پر حادی ہیں[2] ٭

---

[1] خطوط و صدانیوں کی درمیانی عبارت بذریعہ پرچہ تصحیح نمبر ۸ مورخہ ۷ - دسمبر ۱۹۳۲ء قائم ہوئی ٭

[2] فقرات ۲۳ و ۲۵ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ ٭

آٹھویں فصل

نمبرداراں انعام خواراں وذیلداران

۳۰۵- کتاب ہذا کی گذشتہ دو فصلوں میں سرکاری ملازموں کی اس زبردست جماعت کا تذکرہ کیا گیا ہے جس کے اعلےٰ افسر صاحب ڈپٹی کمشنر ہیں - گو یہ جماعت محکمہ انتظامیہ کا ایک کارآمد جزو ہے لیکن چونکہ اس کے ادنےٰ عمدہ دار سرکاری ملازم ہیں اس لئے ان کو حکام اعلےٰ و رعایا کے درمیان (جن کی بہبودی ان حکام کا فرض عین ہے) رابطہ اتحاد کا وسیلہ بنانے میں کچھ نقص باقی رہتا ہے - البتہ اس نقص کی تلافی کرنے کے واسطے ان کے علاوہ مالکوں کے اپنے قائم مقام یعنے نمبردار انعام خوار وذیلدار مقرر کئے گئے ہیں ؎

غیر سرکاری کارکنوں کا فائدہ

۳۰۶- سرکار کو جمہور دیہہ جیسی جماعتوں سے نمبرداروں کے ذریعہ معاملات طے کرنے کے فوائد عیاں ہیں - ان جماعتوں کے اندرونی معاملات کا اہتمام ابتداءً ایک بے قاعدہ مجلس یعنی پنچایت کے ہاتھ میں تھا - اور گو بعض جگہ اب بھی کسی حد تک یہ صورت قائم ہے الا درحقیقت اس کا وجود اب معدوم ہو چکا ہے - بہرحال اس مجلس کی بنیاد ایسے کمزور اصول پر تھی کہ گورنمنٹ اور مالکوں کے درمیان متوسل بننے کے قابل نہ تھی - ہماری طرح سکھ گورنمنٹ نے بھی ایسے درمیانی اشخاص کے وجود کو مفید پایا تھا - اور سکھوں کے عہد کے چوہدری و مقدم جن کے ذریعہ حکام وقت رعایا سے معاملات طے کرتے تھے ایک طرح سے ہمارے نمبرداروں وذیلداروں کی مانند ہوتے تھے ؎

جماعت دیہہ سے بتوسط نمبرداران معاملات طے کرنے کی سہولت

---

[1] دیکھو فقرہ نمبر ۱۲۹ ہدایت نامہ بندوبست ؎

[2] دیکھو فقرات ۱۱۵ - ۱۱۷ - ہدایت نامہ بندوبست

۳۰۷- مالکان و مزارعان و دیگر باشندگان کی جانب سے تمام

نمبرداروں کے فرائض

سرکاری معاملات میں نمبرداران دیہ ان کے مختار کار ہوتے ہیں۔ حکام کی طلبی پر حاضر ہونا اور سرکاری فرائض کی انجام دہی میں امداد دینا نمبرداروں کا فرض ہے۔ ان کے ضروری فرائض دربارہ انسداد و سراغرسانی جرائم کتاب ہذا کی موضوع سے باہر ہیں۔ دیگر لوازمات خدمت کی تفصیل اُس اردو یادداشت میں درج ہوتی ہے جو ان کو بوقت تقرر دی جاتی ہے۔ ان کے فرائض متعلقہ محکمہ مال مجملاً حسب ذیل ہیں۔

اوّل متعلق گورنمنٹ

۱- کل مطالبہ مالگذاری و جملہ دیگر رقوم جو بطور مالیہ زمین واجب الوصول ہوں جمع کر کے داخل خزانہ کرنا۔

۲- تحصیلدار کو مندرجہ ذیل امور کی بابت رپورٹ کرنا۔

(الف) مفوض الیہم یا پنشنخواروں کی وفات اور ان کی غیر حاضری زائد از یک سال

(ب) سرکاری جائداد پر تصرف بیجا یا اس کا نقصان

۳- معاملات ذیل میں امداد دینا۔

(الف)- گرداوری۔ پیمائش۔ تحریر انتقالات و دیگر مالی کام میں۔

(ب)- افواج یا افسران سرکاری کے لئے باخذ قیمت بہمرسانی یا بہم رسانی بار برداری میں۔

دوئم متعلق مالکان و مزارعان

۱- مالکان یا مزارعان کے پرچوں میں ہر قسم کی وصولی کی رسید تحریر کرنا۔

۲- ملبہ کی وصولی اور اس کا خرچ اور جملہ شرکاء دیہ کو آمدنی و خرچ کا حساب دکھانا[1]۔

[1] دیکھو قاعدہ نمبر ۲۰ زیر ایکٹ مالگذاری (ایکٹ ہائے انتظام اراضیات۔ جلد دوئم)۔

نمبرداروں کے فرائض دربارہ وصولی مالگذاری (مد اول (۱)- دوئم (۱) مرقوم الصدر) کی توضیح پندرھویں فصل میں کی گئی ہے - اور ان کے لوازم خدمات متعلقہ مدات اول (۲) (الف) و (ب) - و اول (۳) (الف) کی بابت کسی تشریح کی ضرورت نہیں ہے - رسد رسانی اور بار برداری افواج کی نسبت صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۵۸ میں مفصل تذکرہ کیا گیا ہے - ملبہ دیہہ کے متعلق (مد دوئم (۲)) ہدایت نامہ بندوبست کے فقرات ۹۲ و ۹۳ قابل ملاحظہ ہیں۔

۳۰۸ - جس طریق پر نمبرداروں کو ان کی خدمات کا مواجب ملتا ہے

نمبرداروں کا حق الخدمت

پہلے بیان ہو چکا ہے[۵۱] پنجوترہ (یعنے رقم مالگذاری پر ۵ فی صدی کا اضافہ) جس کے وہ مستحق ہوتے ہیں اصل مطالبہ پر نہیں بلکہ رقم وصول کردہ پر محسوب ہوتا ہے - التوا یا معافی مالیہ کی صورت میں اسی نسبت سے رقم پنجوترہ التوا یا معاف ہونی لازمی ہے - چونکہ نمبردار اپنا پنجوترہ خود ہی وصول کرتے ہیں اس لئے اس بات کا پورا اطمینان نہیں کہ آیا اس قاعدہ پر عملدرآمد ہوتا ہے - بہر حال جب کوئی تنازعہ اس بارہ میں پیدا ہو تو قاعدہ مذکور کی تعمیل ہونی واجب ہے - نہری آبیانہ کی وصولی کے لئے نمبرداروں کو عموماً بشرح ۳ فی صدی حق الخدمت ملتا ہے۔

۳۰۹ - جب کوئی ضلع زیر بندوبست ہو تو نمبرداروں کا تقرر صاحب

اضلاع زیر بندوبست میں ان کی تقرری و موقوفی

مہتمم بندوبست کے اختیار میں[۵۲] ہوتا ہے - جب کسی نمبردار کی موقوفی کا سوال بر بنائے بد اعمالی متعلق کارروائی بندوبست پیدا ہو تو صاحب موصوف ہی حکم صادر کرتے ہیں - الا بصورت دیگر موقوفی کا فیصلہ قطعی صاحب ڈپٹی کمشنر کے ہاتھ میں ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ ہر افسر مجاز اپنے ہم عصر سے اس بارہ میں مشورہ کرے۔

۳۱۰ - نمبردار یا نمبرداران مالکان دیہہ میں سے منتخب ہونے چاہئیں

نمبردار موضع مذکور میں مالک اراضی ہونا چاہئے

اور اگر کوئی محال یا اس کا بھاری جزو ملکیت سرکار ہو تو نمبردار مزارعان سرکاری میں سے بھی ہو سکتا ہے[۵۳]۔

---

[۵۱] دیکھو فقرہ ۲۸۱۔

[۵۲] دیکھو فقرہ ۲۳۵ ہدایت نامہ بندوبست۔

[۵۳] قاعدہ ۱۴ زیر ایکٹ مالگذاری (ایکٹ ہائے انتظام اراضیات - جلد دوئم)۔

۳۱۱ - اکثر دیہات میں موجودہ انتظام نمبرداری کا آغاز بندوبست قانونی اول میں ہوا - اس وقت یہ دیکھا گیا تھا کہ دراصل بہت سے مالک پنجوترہ کا حصہ حاصل کر رہے تھے چنانچہ اسی لئے عہدہ نمبرداری کے واسطے دعویدار بھی زیادہ ہو گئے - صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری سے سابقہ انتظام ترمیم ہو کر نمبرداروں کی تعداد میں تخفیف ہو سکتی ہے (دیکھو فقرہ ۳۲۹) جب کسی وجہ سے پنجوترہ کی ازسرنو تقسیم ضروری ہو - تو صاحب کلکٹر زیر قاعدہ مال نمبر ۱۲ چہارم) کارروائی کر سکتے ہیں *

بندوبست قانونی اول میں نمبرداروں کی تعداد اکثر زیادہ رکھی گئی -

۳۱۲ - تقرر اول اور عہدہ خالی شدہ پر تقرر جانشین میں فرق و تمیز ہوتی ہے - بصورت تقرر اول حسب ذیل ضروری امور قابل لحاظ ہونگے :-

وہ امور جن کا بوقت تقرر اول لحاظ رکھنا ضروری ہے

۱ - اس جماعت دیہہ کی فرقہ بندی جس کا مختار کار منتخب کرنا مطلوب ہو *

۲ - امیدواروں کا خاندانی استحقاق

۳ - امیدواروں کی جائداد زرعی کی مقدار اور قرضہ سے اُن کی بریت *

۴ - ان کا چال چلن - لیاقت و ذاتی رسوخ -

۵ - کوئی سرکاری خدمات جو خود انہوں نے یا اُن کے خاندان نے انصرام کی ہوں[۱] *

اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ کتنے نمبردار مطلوب ہونگے فقرہ ہذا کی پہلی شق زیادہ قابل غور ہو گی - باشندگان دیہہ کی ہر ایک بڑی شاخ کی طرف سے اپنا اپنا علحدہ مختار کار نامزد کرنے کے استحقاق کو ملحوظ رکھ کر نمبرداروں کی تعداد حتی الامکان کم ہونی چاہیئے *

۳۱۳ - سوائے ان صورتوں کے جب کہ سرکاری رکھوں میں سے جدید محالات قائم کئے جائیں آجکل شاذ ہی جدید تقرر کی ضرورت پیش آتی ہے - جہاں کوئی ایسا محال ایک شخص واحد کو پٹہ پر دیا گیا ہو تو پٹہ دار مذکور دوران میعاد پٹہ میں خود بخود نمبردار ہوتا ہے -

نمبردار کا تقرر جدید

---

[۱] قاعدہ ۱۵ زیر ایکٹ مالگذاری *

اپر اور لوئر چناب - اپر اور لوئر جہلم لوئر باری دوآب اور ستلج ویلی انہار نکلنے کے باعث سرکاری اراضیات مزروعہ ہو کر اس رقبہ میں سینکڑاوں دیہات حال ہی میں آباد ہو گئے ہیں - ان میں نمبرداری کا انتظام چک ہائے جدید کے آباد کاروں کی فرقہ بندی کے لحاظ پر رکھا گیا ہے۔ معمولی اضلاع میں تقرر جدید کی ضرورت اسی وقت پیش آتی ہے جب ایک خاندان جس میں یہ عہدہ ورا ثتاً چلا آیا ہے نابود ہو جائے - یا جب کوئی نمبردار مستعفی ہو - یا موقوف کیا جائے یا ایسے شاذ و نادر موقعہ پر جب کہ صاحب کمشنر نمبرداروں کی موجودہ تعداد میں ایزادی منظور کریں ؎

۳۱۴ - جب کوئی شخص ایک دفعہ نمبردار مقرر ہو جائے تو بجز اس صورت کے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر اس کو موقوف کریں یا اُس کا استعفےٰ منظور کریں وہ اپنے عہدہ پر تاحیات قابض رہتا ہے - جو شخص اپنے منصبی فرائض پورے طور پر سرانجام نہیں دیتا یا نہیں دے سکتا تو عموماً اس کو عہدہ نمبرداری سے علیحدہ کر دینا چاہیئے لیکن بعض اوقات جب ناقابلیت عارضی اسباب کی وجہ سے یا ناگزیر واقعات کے باعث پیدا ہوئی ہو تو نمبردار کو اپنا لقب اور اکثر صورتوں میں مواجب میں بھی ایک حصہ قائم رکھنے کی اجازت دے کر انصرام فرائض کے لئے سربراہ مقرر کر دیا جاتا ہے ؎

نمبردار کو اپنے منصبی فرائض عموماً خود بجالانے چاہئیں

۳۱۵ - عارضی ناقابلیت کی عام مثال ایک نمبردار کی نابالغی ہے اور ایسی صورت میں سربراہ کا تقرر لازمی ولابدی ہے کسی نمبردار کی اپنے گاؤں سے ایسی غیر حاضری جو باجازت صاحب ڈپٹی کمشنر ایک سال سے زیادہ نہ ہو اس کی دوسری نظیر ہے۔ ضعیف العمری یا جسمانی کمزوری ایسے نقص ہیں کہ ان کی بنا پر موقوفی ایک ناواجب سختی تصور ہوگی - صاحب ڈپٹی کمشنر کو وسیع اختیار دیا گیا ہے کہ صورت ہائے متذکرہ بالا کے علاوہ دیگر صورتوں میں بھی جہاں اس بات کی کوئی "وجہ معقول ظاہر" کی جائے کہ نمبردار اصالتاً" اپنی خدمات بجالانے میں قاصر[1] ہے صاحب موصوف حسب اقتضائے رائے خود تقرر سربراہ کی اجازت دیں - جب کسی سالم

بعض صورتوں میں تقرر سربراہ کی ضرورت

[1] قاعدہ نمبر ۲۷ - ایکٹ مالگذاری ؎

محال کا واحد مالک خود اس جگہ سکونت نہ رکھتا ہو تو وہ مجاز ہے کہ باشندگان دیہہ میں سے کسی شخص کو اپنی سربراہی کے لئے بغرض منظوری صاحب ڈپٹی کمشنر پیش کرے عموماً اس کا کوئی مختار گاؤں میں موجود ہوگا جس کو وہ پیش کر سکتا ہے۔ اگر مالک مذکور کوئی لائق آدمی نامزد کرنے میں کوتاہی کرے۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر مزارعان میں سے سربراہ منتخب کریں گے۔[1] جس محال کے ایک سے زیادہ مالک ہوں اور غیر حاضر نمبردار اصالتاً یا دیگر غیر حاضرین کے مختار کار کی حیثیت میں نصف سے زیادہ مطالبہ مالگذاری کا ذمہ دار ہو۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر کسی حاضر باش مالک یا مزارعہ کو سربراہ مقرر کر سکتے ہیں۔[2] بجز ایسی صورت کے جبکہ ایک نابالغ نمبردار کا سربراہ منتخب کیا جانا مطلوب ہو اصلی عہدہ دار کی منشاء درج مثل ہو کر اس پر پوری غور ہوتی لازم ہے جب کوئی نمبردار خود خدمات بجا لانے کی ناقابل ہو جائے۔ اور دعویداروں میں دیگر صفات بدرجہ مساوی موجود ہوں تو بہتر ہوگا۔ کہ سربراہ ایسا شخص منتخب کیا جائے جو بصورت وفات نمبردار اس عہدہ پر وراثتاً جانشین ہو سکتا ہے اگر ایسا وارث جائز بیٹا ہے تو باوجودیکہ وہ عموماً مالک زمین کی تعریف میں نہ آئے کوئی امر اس کے تقرر کا مانع نہیں ہوگا۔ کیونکہ جو جائداد اس کو آیندہ اپنے متقدم سے ورثہ میں پہنچے گی وہ ایسی ہی تصور ہوگی کہ گویا پہلے ہی وراثتاً مل چکی ہے[3] اکثر اوقات نابالغ نمبردار کی والدہ استدعا کرتی ہے کہ نابالغ کا ماموں سربراہ مقرر کیا جائے الا عموماً گاؤں میں مالک نہ ہونے کی بنا پر ماموں سربراہ مقرر نہیں ہو سکتا ہے بہر حال یہ امر مقامی دیہی لوگوں کے خیال کے زیادہ موافق ہوگا کہ نابالغ کے باپ کا کوئی قریبی رشتہ دار نامزد کیا جائے۔

۳۱۵ الف۔ نوآبادیات میں یہ رواج ہے کہ ہر محال بنانے پر نمبرداروں کی تعداد ایک یا دو مقرر کردی جاتی ہے۔ جہاں خدمات سرانجام دینے کی شرائط موجود ہیں۔ مثلاً لوئر جہلم

نوآبادیات اضلاع میں تقرریاں

---

[1] قاعدہ نمبر ۲۶ (۱) ایکٹ مالگذاری

[2] قاعدہ نمبر ۲۶ (۲) ایکٹ مالگذاری

[3] قاعدہ نمبر ۲۹ (۳) ایکٹ مالگذاری

کنال کالونی کے گھوڑی پال چکوں ہیں - وہاں ایک نمبردار کا ہونا قابل ترجیح ہے - ان عہدوں کے اتنے لوگ متمنی ہوتے ہیں - کہ نمبرداریوں کی تھوڑی تعداد کے خلاف جو عام اعتراض کیا جاتا ہے - وہ اعتراض کبھی اٹھایا ہی نہیں جاتا چونکہ قابضان زمین کو ملکیت زمین حاصل نہیں ہوتی اس لئے وراثتی حقوق کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں - بلکہ صاحب کلکٹر مجاز ہیں - کہ قابضان زمین میں سے بہترین آدمی منتخب کریں - بعد کی نوآبادیات میں بجاآوری خدمات کی شرط موجود نہیں - اس لئے وہاں عموماً ہر محال میں دو نمبردار مقرر کئے جاتے ہیں ٭

ایسی تقرریوں میں خاص احتیاط کرنی چاہئے - کہ جس نمبردار کی تقرری عمل میں آئے - وہ چک میں بذات خود پہلے ہی مقیم ہو یا قیام پذیر ہو جائے یہ یاد رہے - کہ نمبردار کے عہدہ کا مقصد یہی ہے - کہ صوبہ اور ضلع کے حسن انتظام کے لئے جو خدمات ضروری ہیں - ان کی بجاآوری ہو - یہ عہدے اس واسطے نہیں بنائے گئے - کہ ایسے باثر اور متمول زمینداروں کی عزت و دولت میں اضافہ ہو - جنہیں عہدہ کے فرائض کی بجاآوری کا خیال نہ ہو - ایسے اشخاص کی تقرری کے خلاف ایک اور اعتراض یہ ہے - کہ اگر کسی ایسے زمیندار کو نمبردار مقرر کر دیا جائے - تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا - کہ درحقیقت نمبرداری کا کام ایک نوکر کے سپرد ہو جائے گا - اور دیگر معزز مالکان مثلاً کمیشن افسران فوج سربراہ نمبردار کے ماتحت ہو جائیں گے - اور اس صورت حالات کو وہ برداشت نہیں کریں گے - بدیں وجہ قواعد مال دربارہ تقرر سربراہ کا خاص خیال رکھنا چاہئے - چک میں سکونت نہ رکھنے والے باثر اور متمول مالکان کو اگر کوئی رعایت دینی مناسب معلوم ہو - تو ان کو اپنی مقبوضہ زمین کا نمبردار بنا دیا جائے - ایسی صورتوں میں انہیں کمیاں دیہہ کو دی ہوئی زمین کے انتظام میں دخل دینا روا نہ ہوگا ٭

۲۱۶ - نمبردار اور سربراہ کے درمیان پنچوترہ تقسیم کرنے کی بھی اجازت ہے اگر کسی ایسی تقسیم کا منشا ہو تو حکم میں اس امر کی تشریح کر دینی لازم ہے - ورنہ بصورت عدم موجودگی ایسے حکم کے سربراہ اس اصول پر [illegible] جب کا مستحق ہوگا کہ جو کام کرے لہ وہی تنخواہ پائے - بہرحال [illegible] کا حصہ نصف سے کم نہیں ہونا چاہئے ٭

تقسیم پنچوترہ

لہ قاعدہ نمبر ۳۰ - ایکٹ مالگذاری ٭

۳۱۷- صاحب ڈپٹی کمشنر مجاز ہیں کہ کسی ایسی بنا پر جو ایک نمبر دار کی موقوفی کے لئے کافی ہو یا کسی اور معقول وجہ پر سربراہ کو علیحدہ کردیں[1] ؂

سربراہ کی برطرفی

۳۱۸- جب کوئی نمبر دار مستعفی ہوتا ہے تو وہ عموماً اپنی جگہ اپنے بیٹے کی تعیناتی کی درخواست کرتا ہے اور اس کی قابلیت مالک زمین قائم کرنے کی خاطر اپنی ملکیت کا ایک حصہ اس کے نام بذریعہ ہبہ منتقل کرنے پر آمادگی ظاہر کرتا ہے۔ چونکہ والد کی وفات کے بعد ایسی تجاویز سے جدی جائداد کی تقسیم میں تنازعات بپا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے ان تجاویز کو معیوب قرار دینا چاہیئے اور جب نمبر دار سے کوئی فعل متوجب برخاستگی سرزد نہیں ہوا تو اُس کو برائے نام نمبر دار رکھ کر اس کے بیٹے کو سربراہ مقرر کرنا چاہیئے ؂

نمبر دار کا استعفیٰ

۳۱۹- حسب ذیل چار بڑے وجوہات ہیں جن کی بنا پر نمبر دار جائز طور پر موقوف کیا جا سکتا ہے ؂

نمبر دار کی موقوفی

(الف) محال میں مالک نہ رہنا ؂

(ب) مفلسی ؂

(ج) انجام دہی فرائض میں متواتر غفلت ؂

(د) ارتکاب جرم[2] ؂

مد اول مزید تشریح کی محتاج نہیں ہے ایسی صورت میں برطرفی لازمی ہے ؂

۳۲۰- سرکاری مطالبات کی وصولی ایک نادار شخص کے سپرد کر دینا محفوظ نہیں ہے جب ایک نمبر دار کل ملکیت رہن کر دینے کے باعث اپنی حیثیت مالگذار کھو بیٹھا ہے۔ تو اس کی برخاستگی لازمی ہو جاتی ہے۔ الا بشرطیکہ وہ ایک تھوڑے عرصہ میں سالم زر رہن بے باق کرنے کا انتظام کر دے یا اتنی اراضی فک الرہن کرا لے جو اس رقم مالگذاری کے لئے کافی کفالت ہو سکے جس کی

مفلسی موقوفی کی ایک وجہ ہو سکتی ہے

---

[1] قاعدہ نمبر ۲۹ (۴) ایکٹ مالگذاری ؂

[2] قاعدہ نمبر ۱۶ (اول) اور (دوئم) زیر ایکٹ مالگذاری ؂

ادائیگی کا وہ ذمہ وار ہے اگر وہ مالگذاری کی ادائیگی اور دیگر خدمات کی بجاآوری کے لئے ضمانت بہم پہنچائے تو ایسی صورت میں اس کو اپنی حیثیت بحال کرنے کے لئے مناسب مہلت دی جانی واجب ہے - لیکن نمبردار کو اس قسم کی حیلہ سازی لمبے عرصہ تک جاری رکھنے کا موقعہ نہیں دینا چاہیئے ایسے نمبردار کو برطرف کر دینا چاہئے جس کے ذمہ اس کی ذاتی ملکیت کا مالیہ بھی باقی نکلے - البتہ محض اس وجہ سے برخاستگی لازمی نہیں تصور ہونی چاہیئے - کہ ان خفیف تدارکات میں سے ایک یا دو اس کے برخلاف عمل میں لائے گئے ہیں جن کا ذکر فقرات ۵۲۰ و ۵۲۱ میں کیا گیا ہے - اگر بقایا مالگذاری کے باعث کوئی محال یا حصہ محال جس کا وہ نمبردار ہے قرق کیا گیا ہے تو صاحب ڈپٹی کمشنر نمبردار کو حسب اقتضائے رائے خود موقوف کر سکتے ہیں - اور اگر کسی عدالت کے حکم سے قرقی عمل میں آئی ہو تو بھی اسی طرح موقوفی ہو سکتی ہے - اگر یہ ثابت ہو جائے کہ نمبردار بھاری مقروض ہے یا کہ اس کے قبضہ میں نہایت قلیل المقدار بلا رہن اراضی باقی رہی ہے تو فوراً یہ سوال پیدا ہوتا ہے - کہ وہ اپنے عہدہ پر بحال رکھنے کے قابل ہے یا نہیں - ایسی صورتوں میں اس کی مشکلات و مجبوریوں کے اصلی بواعث اور نیز اس بات پر بہت کچھ انحصار ہوتا ہے کہ اس کو اس کے دفعیہ میں کامیابی کی کہاں تک امید ہے - اگر مالگذاری وقت پر ادا ہو رہی ہے تو اس کے خانگی معاملات میں تفحص کر کے نمبردار کو تشویش میں ڈالنے اور اس کے مخالفین کو خوش کرنے کے لئے جلدی نہیں کرنی چاہیئے یہ طریق جو بعض مقامات میں رائج ہے کہ نمبرداروں کی مقروضگی کی بابت پٹواریوں کی رپورٹوں کو پسندیدہ نگاہ سے دیکھا جائے سخت قابل اعتراض ہے - کسی تحصیلدار کو جو وصولی مالگذاری کی طرف کما حقہٗ توجہ دیتا ہے یا کھلے طور پر لوگوں میں ملتا جلتا ہے ایسی رپورٹوں کی احتیاج نہیں رہتی - ایسی رپورٹوں پر توجہ کرنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ پٹواری نمبرداروں پر ناجائز رعب ڈالتے ہیں جو ان کے منصب سے بعید ہے ٭

۳۲۱ - اگر منصبی فرائض کی بجاآوری میں بھاری یا متواتر غفلت پائی جائے تو برخاستگی اس کا لازمی نتیجہ ہونا چاہیئے قواعد کی خفیف خلاف ورزی یا غفلت کی پاداش میں حسب ذیل سزا ہو سکتی ہے ٭

فرائض منصبی میں غفلت کی سزا

(۱) سالم یا جزو پنجوترہ کی ضبطی۔
(ب) معطلی جو ایک سال سے زائد نہ ہو۔

قرقی پنجوترہ کے احکام عموماً فصل آیندہ پر حاوی ہوتے ہیں۔ الا کسی صورت میں دو فصلوں کے پنجوترہ سے زیادہ ضبطی نہیں ہونی چاہئے۔ نمبردار کے ایام معطلی میں منصبی خدمات کے سرانجام دینے کے لئے قائم مقام مقرر ہو سکتا ہے [1]۔

۳۲۲۔ چونکہ انسداد و سراغرسانی جرائم میں امداد دینا نمبردار کا ایک فرض ضروری ہے اس لئے اگر وہ خود کسی سنگین جرائم کا سزایاب ہو تو اس کو موقوف کرنا لازم ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک سال یا اس سے زیادہ عرصہ کے لئے قید کی سزا پائے تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو سوائے موقوفی نمبردار کے اور کوئی چارہ نہیں ہے۔ دوسری صورتوں میں وہ حسب انتضائے رائے خود عمل کر سکتے ہیں۔ قانون فوجداری کی ہر خفیف خلاف ورزی ایسی سنگین تصور نہیں ہونی چاہئے۔ کہ برخواستگی کا موجب قرار دی جائے۔ پنجاب کی دیہاتی طرز معاشرت ایسی ہے کہ انسان چھوٹے چھوٹے افعال یا سہو مہو افعال کی بنا پر بھی مجسٹریٹ کے رو برو کھینچ لائے جانے کا مستوجب بن جاتا ہے۔ یہ افعال گو بروئے مجموعہ تعزیرات ہند جرم تصور ہوتے ہیں لیکن حقیقتاً ان کو جرائم شدید قرار دینا غلطی ہے۔ اس بارہ میں صرف یہی قاعدہ قائم ہو سکتا ہے کہ اگر ان واقعات سے جو اس نمبردار کے برخلاف ثابت ہوں یہ ظاہر ہو کہ وہ اس لائق نہیں ہے۔ کہ اس عہدہ کے فرائض منصبی اس کے سپرد رہیں تو اس کو برطرف کر دینا چاہئے۔ اگر وہ بددیانت یا بدمعاشوں سے میل میلاپ رکھنے والا ثابت ہو تو ضرور موقوف ہونا چاہئے۔ جرم سرقہ یا دغابازی کی سزایابی سے صریح نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ سرکاری رقم کا تحویلدار ہونے کے ناقابل ہے۔ اور اگر اُس کے برخلاف بدمعاشی کی ضمانت کا حکم دیا جائے یا معتبر شہادت سے ناجائز کشید شراب میں اس کا اغماز ظاہر ہو تو یہ صاف دلیل اس بات کی ہے کہ ایسے بیہودہ نمبردار پر اعتبار نہیں ہو سکتا کہ انسداد جرائم یا احکام آبکاری کی تعمیل میں امداد دے گا۔

۳۲۳۔ جب کوئی عہدہ نمبرداری خالی ہو تو تحصیلدار کا فرض ہے۔ کہ

[1] قاعدہ مال نمبر ۲۵۔

[Boxed margin note:] ارتکاب جرم بھی موقوفی کی وجہ ہو سکتی ہے

خالی شدہ عہدوں کا پُر کرنا

فوراً تقرر جانشین کی بابت رپورٹ کرے۔ ایسی رپورٹ کے لئے ایک نقشہ استعمال کرنے میں آسانی ہوگی کیونکہ بعض امور کی بابت تو ہر ایک مثل میں ذکر ہوگا اور کسی مقدمہ کے خاص حالات تحصیلدار کی سفارش میں مختصراً علیحدہ درج ہو سکتے ہیں +

۳۲۳-الف- نمبردار دیہہ کے فرائض منصبی کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے۔ کہ آسامی خالی ہونے پر جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اسے پُر کر دیا جائے۔ جن صورتوں میں کہ متوفی کا جانشین زیر قاعدہ مال نمبر ۱ (دوم) اس کا اپنا وارث ہے اور کوئی دیگر دعویدار نہ ہو۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر سے استصواب کرنا غیر ضروری ہے۔ کیونکہ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول ایسی تقرری خود کر سکتے ہیں۔ تاہم قرین مصلحت یہی ہے۔ کہ سند تقرری پر صاحب ڈپٹی کمشنر کے دستخط ہوں۔ کیونکہ اس سے عہدہ کی اہمیت اور سند کی قدر و قیمت بڑھ جاتی ہے +

خالی آسامی پر کرنے میں تاخیر نہ ہونی چاہئے

متنازعہ جانشینی کی صورت میں تقرری صاحب کلکٹر خود فرماتے ہیں۔ اور ماتحت افسران کو تعیناتی سے براہ راست کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ بجز اس کے کہ وہ ایسی اطلاعات بہم پہنچائیں جن سے صاحب کلکٹر صحیح فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائیں۔ نوآبادیات نہر میں جہاں کہ محالات کا بیشتر حصہ یا محالات کلیتہً ملکیت سرکار ہیں جدی حقوق زیادہ وقعت نہیں رکھتے ان نوآبادیات میں نمبرداروں کے مواجب خاصی رقم کے ہوتے ہیں۔ کیونکہ مطالبہ معاملہ و آبیانہ بہت زیادہ ہوتا ہے۔ زمینداری چکوں میں ان عہدہ کی قدر و قیمت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ کیونکہ نمبردار کو ایک یا آدھ مربعہ بوجہ نمبرداری ملتا ہے۔ بنابریں یہ اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ کہ ایسے مقدمات کو صاحب کلکٹر تک پہنچنے میں دیر نہ ہونے پائے + آسامی خالی ہونے اور مکمل کاغذات برائے صدور احکام صاحب کلکٹر کی خدمت میں پہنچنے کے لئے ایک ماہ سے زیادہ دیر کسی صورت میں بھی نہ ہونے دینی چاہئے۔ ماتحت اہلکاروں کے تمام امیدواروں کو بار بار بلانے اور ان کی قابلیتوں اور حقوق کی چھان بین کرنے کے رواج سے حصول بالجبر کا دروازہ کھل جاتا ہے۔ جونہی کہ آسامی خالی ہو۔ پٹواری کا فرض ہے۔ کہ وہ تحصیلدار کو

اطلاع دے۔ تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کو لازم ہے کہ وہ جلدی ہی ایک تاریخ مقرر کرکے خالی عہدہ کے لئے جملہ درخواستوں پر غور و تحقیقات کریں۔ اگر ممکن ہو۔ تو یہ تحقیقات محال متعلقہ میں یا اس کے قریب کی جائے۔ دعویداران کو موقع دینا چاہیئے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے خلاف جو اعتراضات پیش کرنا چاہیں پیش کریں۔ مقامی تھانہ پولیس سے رپورٹ مانگی جائے۔ کہ آیا کسی دعویداران کے خلاف کوئی تحریری شکایات تو نہیں۔ لیکن ان کے جداگانہ حقوق اور ایک دوسرے کے خلاف اعتراضات کی تحقیقات کی غرض سے امیدواروں کو تھانہ پولیس میں کسی صورت میں بھی طلب نہ کرنا چاہیئے۔ پھر کاغذات اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کی خدمت میں بھیج دئے جائیں۔ جو مثل پر روئداد مثل اور اپنی ذاتی واقفیت کی بنا پر اپنی رائے قلمبند کریں گے۔ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو چاہیئے۔ کہ وہ امیدواروں کو طلب نہ کریں کیونکہ اس طرح غیر ضروری دیر ہو جائے گی۔ تب کاغذات صاحب کلکٹر کے روبرو عہدہ خالی ہونے کی تاریخ سے ایک ماہ کے اندر اندر پیش کئے جائیں۔ صاحب کلکٹر ایک تاریخ مقرر کرکے جملہ دعویداران کو اطلاع دیں۔ اور محال متعلقہ میں مقررہ تاریخ مشتہر کر دیں۔ اس دوران میں کاغذات صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں برائے اظہار رائے ارسال کر دئے جائیں۔ صاحب موصوف کو چاہیئے۔ کہ اپنی رائے روئداد مثل اور ذاتی واقفیت پر ہی موقوف رکھیں۔

مورو ثی حقوق نمبرداری

۲۲۳۔ ماسوائے ایسے محالوں کے جو سالم یا جزو اعظم ملکیت سرکار ہیں باقی دیہات میں عہدہ نمبرداری کے لئے حقوق موروثی کو بڑی وقعت دی جاتی ہے۔ بالعموم متوفی کا سب سے بڑا لئیق بیٹا جانشین ہونا چاہیئے۔ اور بصورت عدم موجودگی اولاد نرینہ کے خاندان کا سب سے بڑا اور قریبی یک جدی (حسب قاعدہ وراثت پسر کلاں) مقرر ہونا چاہیئے۔ جب کوئی قریبی یک جدی بھی موجود نہ ہو تو موروثی حقوق کا لحاظ نہیں ہوتا سب سے قریبی

لہ قاعدہ مال نمبر ۱۷ (۲)

کہ قاعدہ مال نمبر ۱۷ (۲) (الف)

وارث بھی کسی ایسے نقص کی وجہ پر نظر انداز کیا جا سکتا ہے جس کی بنا پر اگر بالفرض وہ نمبردار ہوتا تو عہدہ نمبرداری سے اس کی برطرفی جائز ہوتی۔ یہ سوال کہ جہاں نمبردار موقوف کیا گیا ہو اس کے بیٹوں کے حقوق پر غور کی جائے یا نہ حالات پر منحصر ہے۔ اگر موقوفی کی وجہ دیوالیہ پن ہے تو بیٹے پر بھی قابلیت حاوی ہوگی یا اگر سنگین بدچلنی بنائے برخاستگی ہو تو بیٹے کو جانشین مقرر کرنا شاذ و نادر درست ہوگا۔ کیونکہ اگر وہ اپنے والد کے افعال بد میں حصہ لینے کا مجرم نہ ہو تو بھی عموماً اس کے ناجائز عیب و اثر بد سے محفوظ نہیں رہ سکتا اگر بیٹے کو محروم رکھنے کے لئے اور وجوہات کافی نہ ہوں تو محض یہ امر کہ اپنے والد کی زندگی میں اس کی کوئی ملکیت نہیں ہے مانع تقرر نہ ہوگا۔ کیونکہ جو جائداد اپنے والد کی وفات پر اس کو ورثتاً پہنچے گی۔ ایسی متصور ہوگی کہ گویا اس کی ملکیت قرار پا چکی ہے[1]۔

ووٹ نہیں لینے چاہئیں

۳۲۵۔ ایسی صورت میں بھی جہاں موروثی حقوق نظر انداز کئے جائیں حریف امیدواروں میں سے انتخاب کرنے کے لئے مالکوں سے ووٹ ہرگز نہیں لینے چاہئیں[2]۔

عورت کا تقرر

۳۲۶۔ عام طور پر مستورات اس عہدہ کے قابل متصور نہیں ہو سکتیں۔ الا اگر عورت ایک محال کی واحد مالک ہو تو نمبردار مقرر ہو سکتی ہے۔ اور بعض اوقات اس قاعدہ کلیہ سے چند دیگر خاص وجوہات پر بھی انحراف ہو سکتا ہے[3]۔

نمبردار کا تقرر جب موروثی حقوق نظر انداز کئے جائیں

۳۲۷۔ جہاں موروثی استحقاق نمبرداری معدوم ہوں یا نظر انداز کئے جائیں تو جانشین کا تقرر بلحاظ وجوہات مندرجہ فقرہ ۳۱۲ ہوگا[4]۔

۳۲۸۔ جب ایک نمبردار اس بنا پر برخاست کیا گیا ہو کہ اس کا ذاتی

---

[1] قاعدہ مال نمبر ۱۷ (۲)، (ج)۔
[2] قاعدہ مال نمبر ۱۸ (۲)، (ب)۔
[3] قاعدہ مال نمبر ۱۷ (۴)۔
[4] قاعدہ مال نمبر ۱۷ (۲)، (د)۔
[5] قاعدہ مال نمبر ۱۷ (۳)۔

استحقاق منتقل الیہ وغیرہ برائے عہدہ نمبرداری

کھاتہ یا سالم محال یا جزو محال جس کی رقم مالگذاری کا دہ ذمہ وار تھا۔ بقایا پڑنے کے سبب کسی صاحب مقدور شریک کھاتہ کے نام منتقل ہو گیا ہے یا زیر اہتمام سرکاری رکھا گیا ہے یا کسی شخص کو اجارہ پر دیا گیا ہے تو منتقل الیہ یا مہتمم یا مستاجر جیسے کہ صورت ہو حسب اقتضائے رائے صاحب ڈپٹی کمشنر نمبردار ہو سکتا ہے[ا]۔ جب نمبردار کی علٰحدگی اس وجہ سے عمل میں آئی ہو کہ اس نے اپنی ملکیت رہن کر دی ہے تو عموماً عہدہ نمبرداری کے لیئے مرتہن کا کوئی حق نہیں سمجھا جائیگا۔ البتہ جہاں منتقل شدہ کھاتہ کا مطالبہ نمبردار مذکور کے ونگی یا لبہ کے نصف سے زیادہ ہو تو صاحب ڈپٹی کمشنر حسب اقتضائے رائے خود مرتہن کو جانشین مقرر کر سکتے ہیں[۲]۔ تقررات مندرجہ فقرہ ہذا عارضی ہونگے۔ جب ایسے عارضی انتقالات کی میعاد ختم ہو جائے تو منتقل الیہ مہتمم مستاجر یا مرتہن کو عہدہ نمبرداری خالی کرنا پڑیگا اور مطابق وجوہات مندرجہ فقرہ ۳۱۲ صاحب ڈپٹی کمشنر جدید انتخاب کی تجویز کریں[۳] گے ٭

تخفیف نمبرداری کی مشکلات

۳۲۶ - بندوبست قانونی اول کے مقرر کردہ عہدہ ہائے نمبرداری کی غیر معمولی کثرت سے جو دقت واقع ہو رہی ہے۔ اس کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے بحیثیت سرکردہ دیہات صاحب مقدور اشخاص کا وجود محکمہ مال و فوجداری کا انتظام عمدہ طور پر چلانے کا نہایت لازمی ذریعہ ہے تخفیف نمبرداری کی ایک عام تجویز وضع کرنے کے لیئے یہ ضروری ہے کہ مقامی حالات سے کامل واقفیت پیدا کی جائے اور محالات متعلقہ میں نمبرداروں کے ابتدائی تقرر کی بابت پوری پوری تحقیقات کی جائے۔ اشلہ متعلقہ ابتدائی انتظام جو بوقت بندوبست قانونی اول عمل میں آیا و نیز تقرر ہائے مابعد کی اشلہ غور سے پڑتال کرنی چاہئیں۔ اور تحقیقات کنندہ کو لازم ہے کہ ہر ایک محال کی فرقہ بندی کی ماہیت کو پہنچنے اور محال کی اندرونی تقسیم کی اصلیت دا جب

[ا] قاعدہ مال نمبر ۱۹ (۱) ٭

[۲] قاعدہ مال نمبر ۱۹ (۲) ٭

[۳] قاعدہ مال نمبر ۱۹ (۳) ٭

الغرض[ﻟﮧ] اور شجرہ نسب[۵۲] کے ملاحظہ سے معلوم کرے - اپنے کثیر التعداد اور روز مرہ فرائض سے صاحب ڈپٹی کمشنر بمشکل ایسی تحقیقات کے لئے وقت نکال سکتے ہیں گو اس میں کلام نہیں ہے کہ معلومات مطلوبہ ماتحت افسروں کے ذریعہ جمع ہوکر ان کے روبروے مکمل پیرایہ میں پیش کی جا سکتی ہیں - لیکن پھر بھی یہ ایک بڑا بھاری کام ہے ۔

تخفیف نمبرداری کی عام تجاویز

۳۳۰-(۱) جب ایک ضلع میں بندوبست جاری ہو - اور صاحب مہتمم بندوبست یہ خیال کریں کہ حسن انتظام کی خاطر اس تمام ضلع کے کثیر التعداد مواضعات یا کسی خاص تحصیل میں نمبرداروں کی موجودہ تعداد میں تخفیف کرنا ضروری ہے - تو صاحب ممدوح کو آسامیوں کے خالی ہونے پر رفتہ رفتہ ضروری تحقیقات کے عمل میں لانے کے لئے ایک عام تجویز مرتب کرنی چاہئے ۔

(۲) - کسی محال میں کسی عہدہ نمبرداری کی تخفیف کی تجویز کے لئے بڑی معقول وجہ یہ ہے - کہ نمبرداروں کی موجودہ تعداد اس تعداد سے زیادہ ہے جتنی کہ خاطر خواہ انتظامی اغراض کے لئے ضروری ہو - اور اس زیادتی کا اندازہ اور موجودگی عموماً اس بات سے ظاہر ہو جاوے گی کہ اس عہدہ کا پنجوترہ جس کی تخفیف کی تجویز ہے - ان فرائض کے مقابلہ میں جو ادا کرنے پڑتے ہیں - بطور حق الخدمت قلیل ہے - تمام صوبہ کے واسطے کسی رقم کا بطور معیار مقرر کردینا بڑا مشکل ہے - کیونکہ مقامی حالات پر بڑا دار و مدار ہوتا ہے - لیکن کسی عہدہ دار کا پنجوترہ مبلغ عنـــہ روپیہ سالانہ تمام سے کم ہو - تو بطور قاعدہ کلیہ اور خاص حالات یعنے بٹن کشتی یا بڑاؤ کی عدم موجودگی میں اس پنجوترہ کو قلیل سمجھنا چاہئے - صاحب کمشنر بہادر اپنی قسمت کے اندر ہر ایک ضلع کے واسطے ایک عام اور مناسب معیار مقرر فرمائیں - اور بعض حالتوں میں خاص تحصیلات کے واسطے اس قسم کا معیار مقرر کرنا قرین مصلحت ہوگا - تاہم یہ منشا ہرگز نہیں - کہ ہر ایک ایسے عہدہ نمبرداری کی تخفیف کی تجویز ضرور کی جاوے - جس کا پنجوترہ معیار مقررہ سے کم ہو -

ﻟﮧ دیکھو فقرات ۲۹۵-۲۹۶ ہدایت نامہ بندوبست ۔
۵۲ دیکھو ضمیمہ ہشتم ہدایت نامہ بندوبست ۔

اور دیگر وجوہات مؤثر پر جن میں سے چند ایک کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے غور نہ کی جاوے - برخلاف اس کے خاص حالات میں تجویز تخفیف باوجودیکہ رقم پنجوترہ معیار مقررہ سے زیادہ بھی ہو - قرین مصلحت ہوگی - پنجوترہ کو محسوب کرتے وقت اس رقم کو نظرانداز نہیں کردینا چاہیئے - جوکہ آبیانہ نہر کے متعلق (دیکھو فقرہ ۱۳۰۸) وصول ہوتی ہے۔

(۳) - اس بات کا فیصلہ کرتے وقت کہ کونسی آسامیاں بحال رکھی جاویں - اور کونسی تخفیف کردی جائیں - مالکان دیہہ کی جماعت کی بناوٹ حالات جن سے خاص خاندانوں میں موجودہ تقرریاں وقوع میں آئیں - اور ان خاندانوں کی موجودہ حالت اور رسوخ پر خاص توجہ کرنی چاہیئے - کوئی تجویز تخفیف پورے طور پر تسلی بخش نہیں ہوسکتی - جب تک کہ اس عہدہ نمبرداری کی جس کی تخفیف کی تجویز کی جارہی ہے - ابتدا اور تاریخ پورے طور پر ملحوظ نہ رکھی جاوے - مثلاً عموماً یہ مناسب ہوگا - کہ بمقابلہ خاندان کی شاخ کلاں کے شاخ خورد کی نمبرداری کی تخفیف کی جاوے اور اس مدعا کو حاصل کرنے کے واسطے یہ بہتر ہوگا کہ تخفیف کے لئے ایک موقعہ کو جو بلحاظ دیگر وجوہات کے موزوں ہو - اس عہدہ کے زیادہ مناسب طریق پر خالی ہونے کے وقت تک ملتوی کیا جاوے۔

(۴) - ان محالات میں جہاں ایک ہی قوم اور ذات کے لوگ ہوں - تخفیف ہائے مناسب طور پر زیادہ آزادی سے کی جائیں - بہ نسبت ان محالات کے جہاں ان امور کے متعلق بہت اختلاف ہو۔

(۵) تخفیف ہائے قرین مصلحت نہیں ہونگی - جہاں ان کی وجہ سے ایک ہی مذہب قوم اور ذات کے کثیر التعداد مالکان دوسری پتی یا طرف کے نمبردار کے ماتحت ہوجاویں - جس کا مذہب وغیرہ ان سے مختلف ہو۔

(۶) اگر حالات اجازت دیں - تو اصولاً یہ بہتر ہوگا - کہ محال کی ایک طرف پتی وغیرہ کے واحد نمبردار کا عہدہ تخفیف کرنے کے بجائے دوسری طرف - پتی یا حصہ محال کے نمبردار ثانی کا عہدہ کو تخفیف میں لایا جائے۔

(۷) - صاحب مہتمم بندوبست کی تجاویز ایک ایسے رجسٹر میں درج

ہونی چاہئیں۔ جس کا نمونہ فقرہ نمبر ۵ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۰ - دربارہ نمبرداران دیہہ۔ میں دیا گیا ہے۔ یہ تجاویز لوگوں میں مشتہر نہ کرنی چاہئے اور نہ ہی بغرض منظوری ماقبل انہیں کسی افسر بالا دست کی خدمت میں ارسال کرنے کی ضرورت ہے۔ ہاں البتہ اگر صاحبان ڈپٹی کمشنر و مہتمم بندوبست میں کوئی اختلاف رائے ہو۔ تو رجسٹر اور متنازعہ فیہ نمبرداری کے متعلقہ کاغذات بغرض تصفیہ صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں ارسال کئے جائیں گے۔ جو اس امر کا فیصلہ کریں گے۔ کہ آیا ایسی نمبرداری درج رجسٹر رہنی چاہئے۔ یا نہ ؛ پھر یہ رجسٹر صاحب ڈپٹی کمشنر کے حوالہ کیا جائے گا۔ اور وہ ان کے پاس رہے گا ؛

(۸) جب کوئی ایسی نمبرداری خالی ہو۔ جس کی تخفیف کی بابت صاحب مہتمم بندوبست نے تجویز کی ہو۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر بلحاظ اس امر کے کہ انہیں صاحب مہتمم بندوبست سے تخفیف عہدہ کی نسبت اتفاق ہو یا نہ ہو۔ رجسٹر مرتبہ صاحب مہتمم بندوبست کا انتخاب شامل کر کے بمعہ ایسے کاغذات کے جن کا بروئے احکام سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۰ اتفاقیہ تجاویز تخفیف کی صورت میں بھیجنا لازمی قرار دیا گیا ہو۔ صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیج دیں گے۔ لیکن بجز خاص حالات کے صاحب ڈپٹی کمشنر کو ایسے مقدمات بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ جن میں صاحب مہتمم بندوبست کی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے سے کسی موضع کے نمبرداران کی مجموعی تعداد صرف ایک رہ جاتی۔ یا کسی صلبی اولاد نرینہ اور بالخصوص ایک نابالغ حقدار کا حق تلف ہوتا ہو۔ ایسی صورتوں میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر بطور قاعدہ عمومی تخفیف نمبرداری سے انکار کر دیں گے۔ دیگر صورتوں میں اگر صاحب ڈپٹی کمشنر خیال کریں۔ کہ بباعث خاص حالات اس عہدہ کا جو خالی ہوا ہے۔ صاحب مہتمم بندوبست کی سکیم کے مطابق تخفیف کرنا موزوں نہیں۔ تو انہیں اپنے وجوہات بصورت یادداشت قلمبند کرنے چاہئیں۔ (اگر صاحب کمشنر بہادر صاحب ڈپٹی کمشنر کے ہمخیال ہوں۔ کہ تخفیف کے لئے یہ موقعہ مناسب نہیں تو جائز ہے۔ کہ مقدمہ کا آخری فیصلہ صاحب کمشنر بہادر خود فرما دیں۔ لیکن جن صورتوں میں تخفیف نمبرداری کرنا ضروری خیال کیا جائے۔ تو کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر

کے احکام کے لئے ارسال کئے جائیں - اور ضابطہ مجوزہ فقرہ ۳۳۲ دفعات (۳) و (۴) اور (۶) مندرجہ ذیل ان پر اطلاق پذیر ہوگا ﴿ ۵ؔ۔

(۹) - ان اضلاع میں جہاں بند وبست جاری نہ ہو کسی وقت کافی وجوہات کی بنا پر صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی ماقبل منظوری حاصل کرکے ایسا ہی انتظام تخفیف تجویز کر سکتے ہیں ﴿

(۱۰) اس امر کی احتیاط کے لئے کہ صاحب مہتمم بند وبست یا صاحب ڈپٹی کمشنر کی تجویز تخفیف نظر انداز نہ ہو جائے - ان اضلاع میں جہاں ایسا رجسٹر مرتب ہوا ہے صاحب ڈپٹی کمشنر کو چاہیئے کہ اہلمد مقدمات نمبرداری کا ذمہ ٹھہرائیں - کہ وہ تمام خالی شدہ عہدہ ہائے کی اشلہ تقرر جانشین پر یہ رپورٹ کیا کرے کہ آیا یہ عہدہ تخفیف کی سفارش میں درج شدہ ہے یا نہیں ﴿

۳۳۱ - منسوخ کیا گیا ﴿

۳۳۲ - (۱) کسی محال میں تخفیف تعداد نمبرداران کی اتفاقی تجویز صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں دفتر فارسی کی معرفت اصل اشلہ بھیجنے کے ذریعہ ہونی چاہیئے - اس کے ساتھ انگریزی خلاصہ ایک نقشہ کی شکل میں جس کا نمونہ فقرہ نمبر ۶ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۰ میں دیا ہوا ہے - مع ایک ایسے مختصر انتخاب شجرہ نسب کے ارسال کیا جائیگا - جس میں موضع کی ہر ایک پتی یا طرف کی اصلیت اور اس کی رقم مالگذاری و تعداد مالگذاران ظاہر ہو سکے - و نیز جس سے مختصراً یہ معلوم ہو سکے کہ جس حصہ محال کی تخفیف نمبرداری کی تجویز ہو رہی ہے - اس کو اس حصہ محال سے جس میں اس کا برائے اغراض نمبرداری شامل کرنا مد نظر ہے کیا نسبت و تعلق ہے ﴿

تخفیف کی اتفاقیہ تجاویز

(۲) - تخفیف عہدہ نمبرداری کے لئے خالی شدہ عہدہ کے لئے ایک مناسب قابلیت کے موروثی جانشین کی عدم موجودگی بذاتہ واحد اور کافی وجہ نہیں ہے - گو بہ دیگر وجوہات کی بنا پر عہدہ خالی شدہ کی تخفیف

۵ؔ - خطوط وحدانیوں کی درمیانی عبارت بذریعہ پرچہ تصحیح نمبر ۹ مورخہ ۷ - دسمبر ۱۹۳۲ء قائم ہوئی ﴿

کے لئے موزوں موقعہ ہو سکتا ہے۔ مگر محض آخری عہدہ دار یا اس کے خاندان کے قصوروں کی پاداش میں بطور سزا تخفیف کی تجویز کرنا تو اور بھی ناجائز ہے اس حالت میں دیگر مناسب تدابیر عمل میں لائی جا سکتی ہیں۔ تخفیف نمبرداری کی اتفاقیہ تجاویز میں بھی اصولات مندرجہ فقرہ ۳۳۰ کی پیروی ہونی چاہیئے ؛

(۳)۔ جب صاحب کلکٹر کسی عہدہ نمبرداری کی اتفاقیہ تخفیف کی نسبت رائے قائم کر لیں تو ان کو لازم ہے کہ اپنے ارادہ کی اطلاع جملہ متعلقین کو یعنی ان اشخاص کو کریں۔ جن کے نام نقشہ مذکور کے خانہ جات نمبر ۵ و ۶ میں درج ہیں اور اشخاص مذکور کو کافی موقعہ مجوزہ تخفیف کے خلاف اپنے عذرات پیش کرنے کا دیں۔ صاحب کلکٹر اپنی کارروائی جو اس بارہ میں کریں اور عذرات جو پیش ہوں۔ بالتفصیل مثل فارسی میں درج کرائیں گے۔ اگر صاحب کلکٹر ضلع کے صاحب ڈپٹی کمشنر نہ ہوں تو صاحب کلکٹر مثل بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر ارسال کریں گے۔ جو اپنی اظہار رائے کے بعد مثل واپس بھیج دیں گے ؛

(۴)۔ بعد تکمیل اپنی کارروائی کے صاحب کلکٹر اگر تخفیف کو قرین مصلحت خیال کریں کاغذات متذکرۃ الصدر کو برائے احکام صاحب کمشنر کے پاس بھیج دینگے ؛

(۵)۔ اگر صاحب کمشنر تخفیف کو مناسب خیال نہ کریں۔ تو وہ کاغذات پر اپنا حکم صادر کر کے ان کو کلکٹر کے پاس واپس بھیج دیں گے ؛

(۶)۔ دیگر صورتوں میں صاحب کمشنر بالعموم صاحب کلکٹر کی تجاویز کی تاریخ سے دو ماہ تک یہ کاغذات اپنے محکمہ میں رکھیں گے۔ اور اگر کوئی شخص ان تجاویز پر اعتراض کرے تو صاحب کمشنر عذر دار یا عذر داران کے عذرات کی سماعت کے لیے موقعہ دیں گے اور ان کو لکھ لیں گے۔ بعد ازاں صاحب ممدوح تجویز تخفیف پر عذرات کی بابت اپنی رائے لکھ کر تکمیل کاغذات کریں گے۔ اور کاغذات کو برائے احکام صاحب فنانشل کمشنر کی خدمت میں روانہ کریں گے ؛

۳۳۳۔ بند و بست قانونی اول کے مقرر شدہ نمبرداران کی کثرت تعداد سے جو وقت ہوئی۔ اس کو کم کرنے کی غرض سے یہ تدبیر عمل میں لائی گئی تھی۔ کہ جن محالات میں نمبردار زیادہ ہوں وہاں اعلیٰ نمبرداری کا عہدہ قائم کیا جائے۔ یہ عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے کہ عہدہ

اعلےٰ نمبرداران

اعلیٰ نمبرداری سے کوئی مفید نتیجہ نہیں نکلا - لہذا بہت سے عہدہ ہائے اعلیٰ نمبردار تخفیف کئے گئے ۱۹۰۹ء میں ان اضلاع میں جن میں اعلیٰ نمبرداری کا طریقہ جاری تھا - حکم دیا گیا - کہ وہ طریق آہستہ آہستہ موقوف کیا جائے آئندہ خالی آسامیاں پر نہیں کی جائیں گی - اور اس شخص کی اعلیٰ نمبرداری جو کہ موقوف کیا جائے - یا جیسے ذیلداری یا دیگر انعام دیا جائے ضبط کی جائے گی - تمام موجودہ اعلیٰ نمبرداران اپنے موجودہ پنجوترے تا حین حیات لیتے رہیں گے - بشرطیکہ وہ حسب مذکورہ بالا قابل ضبط نہ ہو جائیں علاوہ اپنے معمولی پنجوترہ کے جو وہ بحیثیت نمبردار اپنے متعلقہ حصہ محال کی مالگذاری پر لیتا ہے - اعلیٰ نمبردار کو ایک مزید رقم بھی محال کی کل جمع پر بحساب ایک فی صدی کے ملتی ہے[لہ] - اگر مناسب سمجھا جائے تو جو احکام کسی نمبردار کے نام جاری ہوں وہ براہ راست اعلیٰ نمبردار کے پاس بھیجے جا سکتے ہیں - اعلیٰ نمبردار اس بات کا ذمہ دار ہوگا - کہ جملہ احکام کی پوری پوری تعمیل ہو رہی ہے - اور اگر نمبردار متعلقہ ان کی بجا آوری میں غفلت کرے تو اعلیٰ نمبردار کو خود تعمیل کرنی چاہیئے[کہ] ٭

ذیلداران

۳۴ - جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے موجودہ ذیلدار سابقہ زمانہ کے چودھریوں کے قائم مقام ہیں - الحاق پنجاب کے وقت چوہدریوں کا وجود اور ان کا فائدہ تسلیم کیا گیا تھا - لیکن اس گروہ کا رعب و رسوخ قائم رکھنے کے لئے جو تدابیر عمل میں لائی گئیں ان کی کوئی قابل لحاظ تخصیص نہ ہوئی - اور نہ ہی وہ کافی طور پر قابل عمل ثابت ہوئیں - اس لئے ان لوگوں کی قدر و منزلت جاتی رہی - اس بات کا فخر مسٹر پرنسپ ہی کو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے چوہدریوں کو از سر نو سرسبز کر کے ایک دوسرے نام سے ان کے وجود کو صیغہ انتظامیہ کا ایک باقاعدہ جزو بنا دیا پنجاب کے "تقریباً" ہر ایک حصہ میں یہاں تک کہ جاٹوں جیسی جمہوریت پسند قوم میں بھی ایسے اشخاص موجود ہیں - جن کا پایہ معمولی نمبرداروں سے بدرجہا اعلیٰ ہوتا ہے - اور جن کا احاطہ رعب و اثر صرف ایک ہی گاؤں تک محدود نہیں

لہ قاعدہ مال نمبر ۲۴ ٭

کہ قاعدہ مال نمبر ۲۳ ٭

ہے۔ بلکہ بہت سے دیہات پر حاوی ہوتا ہے اگر قابل آدمی ہاتھ لگ جائیں اور اعلیٰ افسران ضلع ان سے پوری واقفیت پیدا کرکے ان سے بطریق عقلمندی کام لیں تو یہ لوگ انتظام ملک میں بہت سہولت کا موجب ہونگے ذیلداروں کے ذریعہ صاحب ڈپٹی کمشنر اپنی رعایا ضلع سے باآسانی رابطہ تعلق قائم کرسکتے ہیں۔ ان کے توسل سے صاحب موصوف رعایا کی اور رعایا ان کی طبیعت معلوم کرسکتی ہے۔ صیغہ مال وانتظامیہ میں بہت سے کام ایسے نکلیں گے جن میں ذیلداروں کی خدمات سے فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ مزید برآں یہ لوگ انسداد وارداتِ وسراغرسانی جرائم کا ایک زبردست ذریعہ ہوسکتے ہیں؀

ذیلوں کی ترتیب

۳۳۵۔ ان تدابیر کی جو ایک ضلع کے اندر عملہ ذیلداری کے آغاز کے وقت عمل میں لائی جانی چاہیئے۔ اور ان اصولوں کی جو ذیلوں کی حدبندی کے متعلق قابل لحاظ ہونی چاہئیں۔ ہدایت نامہ بندوبست کے آخری فقروں میں صراحت کی گئی ہے؀

فرائض منصبی ذیلداران

۳۳۶۔ جو سند ذیلداروں کو ان کی تقرری کے وقت دی جاتی ہے۔ اس میں ان کے فرائض منصبی کی تفصیل سات مدوں میں درج ہے۔ جیسے کہ اپنے موضع کے اندر نمبرداروں کی ذمہ واری رکھی گئی ہے۔ ویسے ہی ایک وسیع علاقہ کی حدود میں ذیلداروں کی خدمات متعلقہ جرائم کا دائرہ مقرر کیا گیا ہے۔ گو یہ خدمات نہایت ضروری اور اہم ہیں لیکن اس جگہ ان کا تذکرہ غیرضروری ہوگا۔ نمبرداروں کی طرح ہر ایک مالی کام میں امداد دینا۔ سرکاری مکانوں۔ سڑکوں یا لنشانوں کی مرمت طلب حالت کی رپورٹ کرنا ذیلداروں کا فرض ہے۔ جب ان کو ہدایت کی جائے تو وہ سرکاری احکام کے مشتہر کرنے اور اپنے ذاتی رسوخ سے ان کی تعمیل کرانے کے ذمہ وار ہیں۔ نمبرداروں اور پٹواریوں کے کام میں اصالتاً دست اندازی کے بغیر یہ دیکھنا کہ وہ اپنے منصبی خدمات انجام دے رہے ہیں۔ اور بصورت غفلت افسروں کے پاس رپورٹ کرنا بھی ذیلدار کا ضروری

---

۵۱ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۲ کا فقرہ ۱۵ و قاعدہ مال نمبر ۹ ملاحظہ کرو؀

فرض قرار دیا گیا ہے۔ گو اس بات کی انہیں ممانعت ہے کہ از خود مقدمات متنداٗرہ عدالت میں دخل دیں۔ لیکن بعض اوقات ان سے ایسے مقدمات میں مصالحت کرانے اور فوجداری استغاثوں میں ابتدائی تحقیقات کرنے کا کام لینا مفید ثابت ہوگا اور بالخصوص ایسے فوجداری استغاثوں میں جو عموماً خفیف دیہاتی یا خانگی جھگڑوں کا مبالغہ آمیز نتیجہ ہوتے ہیں۔ ذیلداران پر لازم ہے کہ وہ اس بات کی خبر رکھیں کہ ذیل کے نمبرداران اپنے فرائض منصبی کو بخوبی سرانجام دیتے ہیں[۱]۔ ان فرائض میں یہ فرض بھی شامل ہے کہ معاملہ زمین بلاتامل ادا کیا جاتا ہے مگر قاعدہ ہذا کو عقلمندی سے استعمال کرنا چاہئے۔ اور ذیلداران سے مذکوریوں کا کام نہیں لینا چاہئے۔ خاص کر ان کو کوئی رقوم یا فنتنی سرکار خود وصول کرنے کی بابت حکم نہیں دینا چاہئے ٭

۳۳۷۔ جب افسر اُن کی ذیل میں سے گذریں تو ذیلداروں کو ان کے ہمرکاب رہنا چاہئے۔ عموماً ذیلدار اس کام کو خوشی سے کرتے ہیں۔ اور یہ کام ان سے ہمیشہ لیا جانا چاہئے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو لازم ہے کہ سال بھر میں کم از کم ایک دفعہ ہر ایک ذیلدار کو اپنی ذیل کے اندر یا اس کے قریب ملاقات کرنے کا موقعہ دیں۔ اور نیز ایسا موقعہ بھی دینا چاہئے کہ وہ لوگ صدر مقام پر وقتاً فوقتاً ان کی ملاقات کے لئے حاضر ہوں۔ اگر وہ دیکھیں گے کہ افسر ضلع مقامی حالات کے متعلق ان سے کھلے طور پر گفتگو کرتے ہیں اور ان کو اپنے خیالات کے بے تکلفانہ اظہار کا موقعہ دیتے ہیں۔ تو یقیناً وہ ایسی ملاقاتوں کی زیادہ قدر کریں گے ٭

افسروں کے دورہ کے وقت اپنی ذیل میں ان کے ساتھ حاضر رہنا

۳۳۸۔ ایک ایسی رقم جو ایک فی صدی مالگذاری کے برابر ہو مواجب ذیلداران کے لئے مقرر کی گئی ہے اگر کسی ضلع میں انعام خوار بھی موجود ہوں تو ان کے لئے ½ فی صدی مزید رقم عطا کی جاتی ہے۔ ذیلداروں اور انعام خواروں کے موجب کے لئے رقوم خالصہ اور مالیہ مفوضہ دونوں سے وضعات ہوتی ہیں۔ جمع مفوضہ سے بروئے قانون زیادہ سے زیادہ بشرح ½ ۱ فی صدی رقم وضع ہوسکتی ہے۔ گو جیسا کہ

شرح مواجب ذیلداران و انعامداران

[۱] قاعدہ مال نمبر ۹ (دوم) ٭

اوپر بیان کیا گیا ہے حقیقتاً ½ ۱ فی صدی وضعات کا عمل جاری ہے اور ½ ۱ فی صدی سے زیادہ انعام خواروں کے مواجب میں صرف نہیں کیا جا سکتا ہے[۵۲]

۳۳۹ - رقم متعلقہ مواجب ذیلداران دو طریق پر عطا ہوتی ہے کسی خاص محال کی (اور عموماً اس موضع کی جہاں پر خود نمبردار ہو) جمع میں سے ایک ایسی رقم جو کل ذیل کی مالگذاری پر ایک فی صدی کے برابر ہو ذیلدار کو بطور انعام عطا ہوتی ہے مثلاً اگر ذیل کی جمع ۲۴۹۰۰ روپیہ ہے - تو ذیلداری انعام ۲۴۹ روپیہ ہوگا - جب رقم مالگذاری داخل سرکار ہو تو ذیلدار رقم انعام منہا کر کے خود رکھ سکتا ہے البتہ بہتر تجویز یہ ہے کہ ایسے انعاموں کے مختلف درجے قائم کئے جائیں - جن کی مجموعی میزان تمام تحصیل یا ضلع کی مالگذاری پر ایک فی صدی کے برابر ہو[۵۳]

طریق عطائے مواجب

۳۴۰ - درجہ وار انعام کی وجہ سے اس افسر کے اختیارات کسی قدر وسیع ہو جاتے ہیں - جو حدود ذیل مقرر کرتا ہے ذیلداروں کے ابتدائی تقرر کے موقعہ پر ایسی صورت میں تقسیم زیادہ مناسب طریق پر عمل میں آ سکتی ہے - کیونکہ یہ ضروری نہیں ہے کہ جس ذیل کا انعام سب سے زیادہ ہے - وہ رقبہ میں سب سے وسیع ہو یا کام کے لحاظ پر زیادہ مشکل ہو - مزید براں ایسی صورت میں صاحب ڈپٹی کمشنر کو کسی انعام کے خالی ہونے پر مستحق اشخاص کو عمدہ خدمات کے صلہ میں ترقی دینے کا اور وقتاً فوقتاً غفلت و سستی کی پاداش میں تنزل کرنے کا موقعہ ملتا ہے - درجہ دار اصول کو زیادہ کارآمد بنانے کی غرض سے یہ لازمی ہے - کہ جب کسی خالی عہدہ پر کوئی ذیلدار مقرر کیا جائے تو اس کو سب سے ادنیٰ درجہ میں رکھا جائے - ان اضلاع میں بھی جہاں درجہ وار عمل جاری ہے - ذیلدار اپنے مواجب کسی گاؤں کے مالیہ سے بطور انعام وصول کرتا ہے - اس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستانی لوگ اس طریق عطیہ کو خزانہ تحصیل سے وصولی کے مقابلہ

درجہ وار انعام کے فوائد

[۵۲] دیکھو دفعہ ۲۸ (۲) - ایکٹ مالگذاری نمبر ۱۷ مجریہ ۱۸۸۷ء قواعد مال ۳ و ۱۱ وصاحبان فنانشل کمشنر بہادر کا سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۱

[۵۳] قاعدہ مال نمبر ۱۲

ہیں زیادہ قابل عزت تصور کرتے ہیں ؛

۳۴۱ جس محال سے ذیلدار کا انعام واجب الوصول قرار دیا جائے۔ اس کا بار

انعام واجب الوصول کا بار محال کی متعلقہ کی جمع پر سب سے مقدم ہے

مطالبہ مالگذاری محال پر سب سے مقدم ہوتا ہے۔ جزوی التواء یا معافی جمع اس مواجب پر موثر نہیں ہوتی۔ بشرطیکہ مطالبہ قابل الادا کا باقی ماندہ حصہ رقم انعام کے لئے کافی ہو۔ اگر باقی ماندہ رقم کافی نہیں ہے تو بھی ذیلدار کا انعام کسی دوسرے محال کی جمع سے پورا کر دینا چاہیے ؎

۳۴۲ - ذیلدار کا انتخاب بالعموم حلقہ نمبرداران تک محدود ہے۔ البتہ

ذیلدار عام طور پر نمبردار ہونا چاہیے

بعض اوقات ذیل میں سب سے قابل اور بارسوخ شخص ایک ایسا بنی دار یا سرکاری مزارعہ یا جاگیردار یا پنشن یافتہ فوجی افسر ہوتا ہے۔ جو نمبردار نہیں ہوتا۔ جب کبھی عہدہ ذیلدار خالی ہو تو ایسا شخص بھی متقرر ہو سکتا ہے بشرطیکہ صاحب کمشنر نے یہ منظور کر لیا ہے۔ کہ وہ امیدواری کے قابل ہے ؎۔ البتہ ایسی سفارش کرتے ہیں اس امر کی احتیاط لازمی ہے کہ ریاکار نو دارد شخص کو اپنی خودستائی کے لحاظ پر ان مستحق امیدواروں پر فوقیت پانے کا موقع نہ دیا جائے جو پرانے چوہدریوں کے طبقہ سے ہوں ؛

۳۴۳ - گو یہ مسلم قاعدہ ہے کہ "تقرر ذیلداری میں موروثی حقوق

امیدواران کی قابلیت

کا لحاظ نہیں ہوگا" لیکن جب یہ دیکھا جائے۔ کہ منجملہ ان امور کے جو انتخاب ذیلداری کے لئے قابل لحاظ ہوتے ہیں۔ دو اہم امر یہ ہیں کہ "اولاً" امیدوار کا ذاتی رسوخ کیا ہے اور وہ کس درجہ تک بوجہ قومیت یا دیگر اسباب کاشتکاران ذیل کی جماعت کثیر کا قائم مقام ہونے کے قابل ہے۔ ثانیاً" اس کی ذاتی یا خاندانی خدمات سرکاری کیا ہیں۔" تو یہ ظاہر ہے۔ کہ سوال وراثت کلی طور پر نظرانداز نہیں ہو سکتا۔ اکثر خاندانوں میں رسوخ بھی عموماً موروثی ہوتا ہے۔ اور جب کسی شخص سے کوئی

ؔ۱ حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۲۲۲ - مورخہ ۱۱ - نومبر ۱۹۰۳ء - تجاویز صیغہ مال نمبر ۶ بابت نومبر ۱۹۰۳ء ؛

ؔ۲ قاعدہ مال نمبر ۴ ؛

ایسا فعل سرزد نہیں ہؤا کہ اپنا آبائی وقار جو اس کے بزرگوں کو علاقہ میں حاصل تھا کھو بیٹھے تو اس کو اپنے ذاتی حقوق کی تقویت میں بزرگوں کی خدمات جو انہوں نے ابتدائ٘ بحیثیت چوہدری یا ذیلدار سرانجام دیں پیش کرنے کی یقیناً اجازت ہونی چاہیئے۔ علاوہ بریں امور ذیل قابل غور ہیں :۔

(ا)۔ ذاتی چال چلن اور لیاقت

(ب) مقدار ملکیت جو حدود ذیل کے اندر واقع ہے۔ اور قرضہ سے بریت[۵۱]

نابالغ کا تقرر

۳۴۴- اکثر ایسا اتفاق ہؤا ہے کہ ایک نابالغ ہی امیدواری کے قابل ہوتا ہے۔ بعض اوقات اور پہاڑی علاقہ جات میں بالخصوص ایسا بھی ظاہر ہؤا ہے۔ کہ اگر ذیلداری کے لئے کسی خاص خاندان کو نظر انداز کر کے باہر کا کوئی آدمی منتخب کیا جائے تو اس سے تمام سابقہ تعلقات کے قطع ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔ و نیز یہ امر رعایا پر گورنمنٹ کا رعب قائم رکھنے کے وسائل کو کمزور کرنے کا اندیشہ پیدا کرتا ہے۔ ایسی صورتوں میں جب اس خاندان کا سرگروہ نابالغ ہو تو ان دو تجویزوں میں سے ایک پر عمل ہو سکتا ہے یعنے یا تو نابالغ کو ذیلدار نامزد کر کے اس کی بلوغت تک انصرام خدمات کے لئے کوئی سربراہ مقرر کر دیا جائے یا اگر مناسب سمجھا جائے تو عہدہ خالی چھوڑ دیا جائے[۵۲]۔

نمبرداروں کی رائے لینا

۳۴۵- امیدواران متخاصمین میں سے انتخاب کرنے کے کام میں بغرض سہولیت اگر صاحب ڈپٹی کمشنر مناسب سمجھیں تو اپنے رو برو حدود ذیل کے اندر کسی مقام پر ان کی بابت نمبرداران کے ووٹ لے سکتے ہیں[۵۳]۔ یہ تجویز گو عام طور پر عمل کے لئے موزوں نہ ہو۔ تاہم قریب قریب یکساں حقوق والے امیدواران کی صورت میں مفید اور مناسب طور پر عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ جائز ہے کہ خاص نوعیت والے دیگر مقدمات میں بھی جہاں بروئے حالات ضرورت پڑے اس طریقہ کی پیروی کی جائے۔ مگر کچھ عرصہ گزرنے پر ایسے مقدمات تعداد میں اغلباً بڑھ جائیں گے۔ تاہم بااحتیاط رکھی جائے

[۵۱] قاعدہ مال نمبر ۵۔

[۵۲] قاعدہ مال نمبر ۷۔

[۵۳] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۲ کا فقرہ ۳۔

کہ ووٹ بننے کا خاص طریقہ کا اس طرح استعمال نہ کیا جائے کہ جس سے اس خیال کی ترغیب ہو کہ عہدہ ذیلداری محض ہر دلعزیزی پر منحصر ہے نہ کہ یہ قائم مقام سرکار کی طرف سے ایک عزت ہے اور اس بارہ میں یہ نوٹ کر لینا چاہئے۔ کہ صاحب [illegible]

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۶۵ - ایل - اے - ایم - لاہور - مورخہ ۱۹ ر اکتوبر ۱۹۳۸ء
دستورالعمل صیغہ مال پنجاب

فقرہ ۳۴۶ - صفحہ ۲۲۳

آخری دو جملوں کو حذف کرو - اور مندرجہ ذیل ثبت کرو -

ضلع جہلم میں اور ضلع اٹک کی تلاگنگ تحصیل میں جو کہ پیشتر ازیں پرانے ضلع جہلم کا حصہ تھا - خاص قواعد موجود ہیں - جو قواعد* معاملہ زمین میں پائے جاتے ہیں بعض انعامات نیم وراثت قسم کے ہوتے ہیں ایسے انعامداران جو بعض اوقات علاقہ داران اور حلقہ داران کہلاتے ہیں - ذیلداران کے تمام فرائض سرانجام دیتے ہیں" +

* قواعد معاملہ زمین ۳۰ - ج اور - ۳۰ - د

کے ذمہ لگائی جاتی ہیں - بپابندی ان خاص شرائط کے جو بورست سے حصے انعام کے وقت لگائی ہوں انعام خواروں کے تقرر اور اس عہدہ کے خالی ہونے و جانشینی کے متعلق وہی قواعد اطلاق پذیر ہیں جو ذیلداروں کے امور متعلقہ کے لئے ہیں - بعض اضلاع مثلاً جہلم اور شاہ پور میں کوئی ذیلدار نہیں ہے - انعام خوار جو علاقہ دار یا حلقہ دار بھی کہلاتے ہیں فرائض متعلقہ ذیلداران سرانجام دیتے ہیں ٭

۳۴۷ - ذیلداروں و انعام خواروں کی سزا و موقوفی اور ان کی متعلقہ خدمات کے انصرام کے لئے سربراہ کا تقرر ان ہی احکام کے مطابق ہوتا ہے - جو نمبرداروں کے اسی قسم امور پر حاوی ہیں - ذیلداروں کو اپنے عہدہ سے حسب ذیل صورتوں میں برطرف کر دینا لازمی ہے :-

سزا و موقوفی ذیلداران و انعام داران و تقرر سربراہ

(الف) - اپنی ذیل میں مالک زمین نہ رہے یا اپنا کھاتہ رہن کر کے مرتہن کو قبضہ دے چکا ہو ٭

۱ قواعد مال نمبر ۱۰۱ ٭

(ب ا) - وجہ قصور ادائے مالگذاری اس کا کھاتہ منتقل کیا گیا ہو - یا اس کی تشخیص جمع منسوخ کی گئی ہو ۔

(ج) ایک سال یا زیادہ عرصہ قید کی سزا پائی ہو[1] ۔

۳۴۸ - جہاں کہیں ذیلداروں کا عملہ موجود ہو وہاں ذیلداری کتابیں رکھی جانی چاہئیں - عموماً ہر تحصیل کے لیئے ایک علیحدہ جلد ہونی چاہیے - اور اس میں ایک نقشہ مشعر بہ ذیل ہائے تحصیل لف ہونا چاہیئے ان کتابوں کی تقطیع فل سکیپ کاغذ کے برابر ہو - اور ہر ایک ذیل کا نقشہ اپنی اپنی مناسب جگہ پر - نیز فہرست کوائف مندرجہ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۱ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر اس میں مجلد کی جائے - جب کوئی نیا ذیلدار مقرر ہو - تو صاحب کلکٹر کے مصدرہ حکم کا خلاصہ ذیلداری کتاب میں درج کرنا چاہیئے - جملہ امیدواروں کے نام درج کر کے ان وجوہات کا مختصر تذکرہ ہونا چاہیئے - جن کی بناء پر صاحب کلکٹر نے ہر امیدوار کو نامنظور یا منظور کیا - اپیلوں کے نتائج کا بھی اسی طرح تذکرہ کرنا چاہیئے ۔

ذیلداری کتابیں

کتب ذیلداری کو بالکل صیغہ راز میں رکھنا ضروری ہے - اور صاحب کلکٹر انہیں اپنی ذاتی تحویل میں رکھیں - کتاب کے اندراجات کی نقول متعلقہ یا دیگر اشخاص کو کسی صورت میں نہ دی جائیں - اس طریقہ سے صاحب کلکٹر ذیلدار اور اس کی ذیل کے متعلقہ امورات کے بارہ میں اپنی ایماندار رائے کا اظہار کر سکیں گے - اور یہ اظہار رائے اس کے جانشینوں کے لیئے ازحد مفید ہوگا - عموماً ہر سال میں ایک دفعہ ہر ذیلدار وانعامدار کے متعلق یادداشت تحریر کرنی چاہیئے - تاکہ کتاب تا تاریخ مکمل رہے ۔

جو کتب ذیلداروں اور سفید پوشوں کو رکھنی پڑتی ہیں - وہ بھی ملکیت سرکار ہیں - اور سرکاری خرچ پر دی جانی چاہئیں - وہ ان اشخاص کی جنہیں وہ دی جائیں ملکیت نہیں - اس لیئے جب یہ اشخاص اس عہدہ پر متمکن نہ رہیں - تو انہیں اس عہدہ کی متعلقہ کتب واپس کر دینی چاہئیں - اس کتاب میں ذیل کا نقشہ اور فہرست کوائف مندرجہ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۱ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر شامل ہوگی -

---

[1] دیکھو قواعد مال ۶ و ۸ و ۲۵ و ۲۷ لغایت ۳۰ ۔

کوئی انعامدار کسی خاص حصہ ذیل کا ذمہ وار ٹھہرایا گیا ہو۔ تو اس امر کا تذکرہ کتاب میں ضرور کرنا چاہئے۔ ذیلدار یا انعامدار کی تقرری کے حکم کا خلاصہ بھی درج کتاب کیا جائے۔ صاحب کلکٹر کو لازم ہے کہ وہ تاکیدی طور پر یہ کتب سال میں کم از کم ایک دفعہ ملاحظہ کریں۔ اور ہر کتاب میں سالانہ کم از کم ایک اندراج کریں۔ اور صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ پولیس کو بھی اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دینا چاہئے۔ ان کتابوں میں اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر سے کم مرتبہ حکام کو اندراج نہیں کرنا چاہئے۔ مگر مال افسروں۔ افسران محکمہ آبکاری۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس اسسٹنٹ رجسٹراران محکمہ انجمن ہائے امداد باہمی۔ ڈپٹی ڈائرکٹران محکمہ زراعت اور گھوڑی پال حلقوں میں ضلع کے ریماؤنٹ افسران کو ان کتابوں میں اندراجات کرنے کی حوصلہ افزائی ہونی چاہئے۔ جب کوئی ذیلدار اپنی کتاب بغرض اندراج پیش کرے تو ڈویژنل و ڈسٹرکٹ انسپکٹران مدارس بھی رائے تحریر کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ کتابیں منگوانے یا ذیلداروں کو مجبوراً حاضر کرنے کے مجاز نہیں ہیں۔ ترقی مدارس میں ذیلدار کو انسپکٹران محکمہ تعلیم کی امداد دینے میں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے۔

چونکہ یہ کتاب ذیلدار یا انعامدار کی ملکیت نہیں ہوتی۔ اس لئے ان کو واضح طور پر سمجھا دینا چاہئے۔ کہ انہیں کوئی سندات یا سرٹیفکیٹ چپکانے کی اجازت نہیں۔ اور یہ کہ اگر وہ اپنے متعلق افسران کے اظہار رائے برائے ذاتی استعمال رکھنا چاہتے ہیں۔ تو ان کی نقول کروا لینی چاہئیں۔ کیونکہ اصل کتاب سرکاری چیز ہے۔ اور ہر وقت واپس ہو سکتی ہے۔

---

۵۱ پرچہ تصحیح نمبر ۲ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۳ء کا عملدرآمد کیا گیا۔
۵۲ " " " ۲۵ " ۱۵ نومبر " " " " "

حصّہ سوم

نقشہ جات زراعتی واندراج حقوق متعلقہ اراضی

نویں فصل

گرداوری

۳۴۹- ہر فصل کی اجناس کو ان کے کاٹے جانے سے پیشتر کھیت
گرداوری
بہ کھیت گشت کر کے ملاحظہ کرنا پٹواری کے اہم فرائض
میں سے ہے۔ اس کام کو گرداوری کہتے ہیں۔ عام طور پر فصل خریف
کی گرداوری یکم اکتوبر کو اور فصل ربیع کی یکم مارچ کو شروع ہوتی ہے۔ لیکن
جب صاحب کمشنر بہادر کی رائے میں کسی ضلع کے خاص حالات کے رو
سے کوئی اور تواریخ موزوں ہوں تو وہ بمشورہ صاحب ڈائرکٹر کاغذات
متعلقہ زمین ان تواریخوں کو تبدیل کرنے کے مجاز ہیں جب اجناس کے
پکنے میں کسی بواعث سے توقف ہو جائے تو صاحب ڈپٹی کمشنر پندرہ
روز تک گرداوری ملتوی کر سکتے ہیں۔ فصل ربیع میں چند اجناس خصوصاً
خربوزہ و تمباکو دیر سے کاشت ہوتے ہیں اور اکثر دیگر اجناس کے
سمیٹنے کے بعد اٹھائے جاتے ہیں۔ ان دیہات میں جہاں اس قسم کی
اجناس زائد ربیع کاشت ہوتی ہیں وسط اپریل کے قریب ان کی علیحدہ
گرداوری کی جاتی ہے۔ بعض اضلاع میں گرداوری خریف و ربیع کے
درمیان ایک مزید گرداوری کی بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

۳۵۰- گرداوری کا مدعا یہ ہے۔ کہ امور ذیل کے متعلق صحیح واقعات
گرداوری کی غرض
معلوم کئے جائیں:۔

(الف)- اجناس۔

(ب)- حقوق- لگان و قبضہ اراضی میں تغیر و تبدل۔

(ج)- شجرہ کشتوار دیہہ میں ضروری ترمیمات۔

امر اول صحیح اصول تشخیص و طریق تحصیل مالگذاری کے لئے لازمی ہے۔
بالخصوص ایسے صوبہ میں جہاں کہ نصف رقبہ مالکان اراضی خود کاشت

کرتے ہیں۔ اور باقی نصف کا بیشتر حصہ مزارعان بٹائی کے زیر کاشت ہے۔ امور دوم وسوم اشاء حقیت متعلقہ زمین کو صحیح طور پر قائم رکھنے میں معاون ہوتے ہیں۔ خسرہ گرداوری میں صرف ایسے تغیرات کے اندراج کی ضرورت ہوتی ہے جن کا بروئے قواعد مثل حقیت میں عمل کرنا مطلوب ہو اور دیگر معمولی تغیرات کا روزنامچہ پٹواری میں اندراج ہونا چاہیئے ۔

۳۵۱ - منسوخ کیا گیا۔

۳۵۲ - صحیح اندراج گرداوری کے لئے اجناس پختہ خراب شدہ کی تفریق لازمی ہے۔ موخرالذکر اجناس کو "خرابہ" کہا جاتا ہے۔ اور مفصلہ ذیل ہدایات خرابہ سے متعلق ہیں:۔

خرابہ کا اندراج لازمی ہے

جب جنس کاشتہ خشک ہو جائے یا کسی آفت سے برباد ہو جائے۔ تو اسے کاغذات میں خرابہ درج کرنا چاہیئے۔ ایسی اجناس کے متعلق جو جزواً خراب ہو جائیں۔ یعنی جن کی پیداوار اوسط پیداوار سے بہت کم دکھائی دے۔ خاص احتیاط کرنی چاہیئے۔ جب کسی ایک خسرہ نمبر میں بوئی ہوئی جنس کی مجموعی اصلی پیداوار باحتیاط اندازہ کرنے پر معمولی یا متوسط پیداوار کے ۵، فی صدی سے کم معلوم ہو۔ تو کل رقبہ زیر جنس میں سے مجرائی دینی چاہیئے۔ مثلاً چار کنال کے کھیت میں اگر گندم ناقص ہو۔ تو اس کے متعلق یہ اندراج کرنا چاہیئے۔ (گندم ۳ کنال خرابہ ا کنال)۔ لیکن ایسا عمل صرف اس صورت میں ہوگا۔ جب کہ مجموعی جنس کی اصلی پیداوار اوسط پیداوار کے ۷۵ فی صدی سے زیادہ معلوم نہ ہو۔ اور صرف اتنا خرابہ دینا چاہیئے۔ جس سے تمام رقبہ زیر جنس ایک معمولی فصل کی اوسط کے برابر ہو جائے تاوقتیکہ دستور العمل یا کسی اور جگہ کوئی دیگر جھاڑ مقرر نہ کیا گیا ہو۔ اوسط پیداوار وہ ہوتی ہے۔ جو صاحب مہتمم بندوبست نے پچھلے بندوبست میں اس چک تشخیص کے بارہ میں تعین کی ہو۔ جس میں متعلقہ موضع واقع ہو۔ جن اجناس کا بندوبستی جھاڑ مقرر نہ کیا گیا ہو وہ عموماً غیر معروف اجناس ہوتی ہیں۔ ایسی صورتوں میں ملازمان محکمہ مال کو خود فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ اوسط پیداوار کیا فرض کی جائے۔ اگر کسی خسرہ نمبر کے علیحدہ حصص میں دو یا زیادہ جداگانہ اجناس بوئی جائیں۔ تو علیحدہ علیحدہ اجناس کے بارہ میں مرقوم الصدر طریق

کا جداگانہ اطلاق ہوگا - تاوقتیکہ کسی حاکم مجاز نے کوئی خاص مقامی معیار مقرر نہ کیا ہو - کسی جنس کی اوسط پیداوار کو ۱۶ - آنہ فرض کرتے ہوئے مرقومہ بالا ہدایات کے ماتحت اندراج خرابہ اس طرح ہونا چاہیے:-

پیداوار زائد از ۱۲ آنہ	کوئی مجرائی نہیں
" " ۸ " لیکن کم از ۱۲ آنہ	مجرائی رقبہ کاشتہ کا ۱/۴
" " " " " " " "	
" " ۴ " " " ۸ "	" " " ۱/۲
" " " " " " " "	
" " " " " " " "	
" کم از ۴ آنہ	" تمام رقبہ کاشتہ

بذریعہ پرچہ تصحیح نمبر ۱۸۱ - مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۳۳ء

اگر جوار میں دانہ نہ پڑے تو اسے "جوار خرابہ" کی بجائے "چری پختہ" درج کیا جائے - خراب شدہ اجناس کے بارہ میں وہی تفصیلات دینی ضروری ہیں جو پختہ اجناس کے متعلق ہیں +

۳۵۳ - ان علاقوں میں جو انہار اپر و لوئر چناب اپر و لوئر جہلم اور لوئر باری دوآب سے سیراب ہوتے ہیں اور بعض ایسے قطعات زیر جمع غیر مستقل ہیں جن کا جدید بندوبست حال ہی میں ہوا ہے - اندراج خرابہ کے لئے جدید قواعد نافذ کئے گئے ہیں[۵۱] نیز ایسے نقشے تیار کئے گئے ہیں جن سے "متوسط معیار" پیداوار ظاہر ہو - جب کوئی جنس معیار مذکور تک پہنچ جائے تو اس کو ۱۶ - آنہ کا فصل کہا جاتا ہے - لیکن ابھی اس امر کا فیصلہ نہیں ہوا ہے کہ آیا معیار مقررہ سے "مراد متوسط فصل" یا "عمدہ فصل" لی جانی چاہیے - اگر بیج پیدا ہی نہ ہو یا سالم فصل ۴ آنہ سے کم متصور ہو تو تمام رقبہ خرابہ درج کیا جاتا ہے - لیکن اگر فصل چار آنہ کے برابر یا اس سے زیادہ لیکن آٹھ آنہ سے کم ہو تو نصف رقبہ خرابہ درج ہوتا ہے - لاکن اگر پیداوار آٹھ آنہ کے برابر یا اس سے بہتر ہو تو خرابہ کی بابت کوئی مجرائی نہیں دی جاتی +

نہری نوآبادیات میں اندراج خرابہ

۳۵۴ - اندراج خرابہ کے لئے ضروری ہے کہ محرر دیانت دار - صاحب

[۵۱] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۶۱ - انہار کا فقرہ ۲۶ دیکھو +

پڑتال خرابہ

الرائے و صاحب تمیز ہو۔ پٹواری کے اس کام کی بابت افسران معائنہ کنندہ کو زیادہ احتیاط و توجہ کرنی لازم ہے۔ لیکن اگر اندراج احتیاط و صحیح اندازہ کیا گیا ہے تو عموماً جا بجا ایسے خفیف تغیرات سے پرہیز کرنا بہتر ہوگا جن سے کوئی قابل لحاظ نتیجہ نہیں نکلتا۔ البتہ غیر مستقل جمع والے قطعات کی نسبت جہاں ہر فصل کے مطالبہ مالگذاری کا انحصار محض مقدار رقبہ پختہ پر ہوتا ہے معمول سے زیادہ احتیاط کرنی واجب ہے۔ ایسی صورتوں میں اندراج خرابہ کی پڑتال کے لیے خاص قواعد وضع کئے گئے ہیں ؂

۳۵۵۔ معائنہ فصل کی کتاب کا نام "خسرہ گرداوری"[ا] ہے۔ خسرہ گرداوری

اندراج خسرہ گرداوری متعلق غیر مزروعہ اراضی

و مثل خفیفت میں غیر مزروعہ اراضی کی تین اقسام رکھی گئی ہیں۔ یعنی بنجر جدید۔ بنجر قدیم و غیر ممکن۔ ان اصطلاحوں کے صحیح معنے فقرہ ۲۶۷ ہدایت نامہ بندوبست میں بیان کئے گئے ہیں۔ ایسی اراضی جس میں کوئی فصل کاشت نہیں ہوئی اور نہ ہی زیادہ عرصہ (یعنے چار فصلوں تک) افتادہ رہنے کے باعث بنجر جدید کی تعریف میں آسکتی ہے خالی کہلاتی ہے ؂

۳۵۶۔ قسم "تردّدی" کی مزید تفریق بھی رکھی گئی ہے لیکن درحقیقت

تردّدی

ایسی باریک بینی کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ یہ اصطلاح ایسے کھیت کے لئے استعمال ہوتی ہے۔ جس میں کوئی جنس فصل حال میں کاشت نہیں ہوئی لیکن جس کی "فصل آیندہ کے لئے قلبہ رانی کی گئی ہو یا جس میں ایسے درخت یا پودے موجود ہوں جو فصل آیندہ میں پھل دیں گے"۔ مثلاً گرداوری ربیع کے موقعہ پر کپاس و نیشکر (کماد) کے کھیت۔ جنس نیشکر گو ماہ مارچ کے قریب بوئی جاکر دس گیارہ ماہ تک کھڑی رہتی ہے لیکن اغراض اندراج نقشہ کے لئے اجناس خریف میں شمار ہوتی ہے۔ اسی طرح فصل خریف کی دوسری جنس یعنے کپاس کے لئے موسم سرما میں قلبہ رانی ہوکر اگر وسائل آبپاشی میسر ہوں تو اجناس ربیع کے درو ہونے سے پیشتر تخم ریزی کی جاتی ہے۔ موسم بہار میں بارآور ہونے والے باغ فصل

[ا] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۲ – کا فقرہ ۲ دیکھو۔

خریف میں زرد دی درج کئے جاتے ہیں ۔

۳۵۷ - اراضی مزروعہ و اجناس کی تفریق و تقسیم بارانی - سیلابہ آبی

اجناس و رقبہ مزروعہ کی اقسام

چاہی و نہری اقسام پر کی جاتی ہے۔ ان اصطلاحوں کی تشریح فقرہ نمبر ۲۵۹ ہدایت نامہ بندوبست میں بیان کی گئی ہے - اگر نمی (دونر) یا آبپاشی جس پر پختگی جنس کا انحصار ہو دو مختلف وسائل سے حاصل ہوتی ہو تو دونوں اصطلاحوں کو ملا کر درج کرنا چاہیئے مثلاً چاہی نہری - و چاہی سیلابہ[1] - گرداوری کے وقت ہر ایک کھیت اپنی مستقل نوعیت کے مطابق اور اجناس اپنے اصلی ذرائع کاشت کے لحاظ پر درج کی جاتی ہیں - مثلاً اکثر اوقات چاہی قطعات میں بارانی اجناس کاشت ہوتی ہیں[2] - اور بعض اوقات اس کے برعکس واقع ہوتا ہے ۔

۳۵۸ - حالت چاہات جاری یا افتادہ کا بھی قلمبند کرنا نہایت لازمی

اندراج متعلق چاہات

ہے - اور اس امر کی کیفیت اس کھیت کے محاذ میں درج کی جاتی ہے جس میں چاہ واقع ہو - جب کوئی جدید چاہ احداث کیا گیا ہو تو یہ امر بھی ظاہر کیا جاتا ہے ۔

۳۵۹ - خسرہ گرداوری میں ایسے خانہ جات موجود ہیں جن میں ہر

مالکان و مزارعان کی بابت اندراج

ایک کھیت کی ملکیت و قبضہ کاشت درج کیا جاتا ہے - ان کی نسبت تغیرات کا اندراج نہایت احتیاط سے ہونا چاہیئے - کیونکہ محض خسرہ گرداوری کے اندراج کی بنا پر مزارعان تابعرضی کی تبدیلیوں کا مثل حقیت میں عمل ہوتا ہے ۔

۳۶۰ - جب کسی کھیت کے دو ٹکڑے ہو گئے ہیں یا کسی سبب سے

کھیتوں میں تغیر و تبدل

کسی کھیت کی حدود بدل گئی ہیں تو پٹواری کو بغرض اندراج اجناس اندازاً کچی پیمائش کر کے نمبر خسرہ متعلقہ کے محاذ میں سرخی سے نشان چلیپا کھینچ دینا چاہیئے تاکہ اس کو یاد رہے کہ شجرہ کشتوار میں ترمیم مطلوب ہے ۔

۳۶۱ - جب کسی موضع کے متعلق تمام اندراج ختم ہو جائیں تو تفصیل

---

[1] دیکھو فقرات ۲۴۲ و ۲۵۱ ہدایت نامہ بندوبست ۔

[2] دیکھو فقرہ نمبر ۲۶۰ ہدایت نامہ بندوبست ۔

نقشہ جنسوار اس کے کہ دوسرے موضع کا کام شروع کیا جائے ہر ایک جنس کی بابت میزان لگا کر محال مذکور کے گوشوارہ جنسوار میں اندراج کرنا لازم ہے۔ اس وقیع نقشہ کے فوائد کسی آیندہ فصل میں بیان کئے[۵۱] جائیں گے۔ اسی نمونہ کا ایک ضروری نقشہ لال کتاب دیہہ کے نقشہ جات زراعتی میں شامل ہے۔ جونہی کہ گوشوارہ جنسوار کی پڑتال ہو کر اس پر گرداور قانونگوے کے دستخط ہو جائیں پٹواری اپنے رجسٹر جنسوار میں اس کے اندراج کی نقل کر کے اصل پرت تحصیل میں روانہ کر دیتا ہے۔ اگر کسی جزو مالگذاری کے التوار کے متعلق کوئی سوال پیدا ہونے کا قیاس ہو تو گوشوارہ ہائے جنسوار کی تیاری میں تعجیل نہایت ضروری و لازمی ہے۔ حتے الامکان تمام گوشوارہ ہائے خریف یکم نومبر تک۔ گوشوارہ ہائے ربیع یکم اپریل تک۔ اور گوشوارہ ہائے جنسوار زائد ربیع یکم جون تک دفتر تحصیل میں پہنچ جانے چاہئیں ۔

۳۶۲ - ہر طبقہ کے ملازمان مال کے ذہن نشین کر دینا چاہئے کہ فصل کی گرداوری محکمہ مال کے حسن انتظام کی جڑ ہے۔ جب گرداوری ہو رہی ہو تو

فرائض قانونگویاں درباره گرداوری

بالضرور گرداور قانونگو کو اپنا سالم وقت اس کی پڑتال میں صرف کرنا لازم ہے۔ اور صدر قانونگوئے کا دورہ ماہ اکتوبر و ماہ مارچ بھی اسی مطلب کے لئے ہونا چاہئے۔ صدر قانونگوی کے معمولی دورہ میں گرداور قانونگویاں کا فرض ہے۔ کہ اس کے ساتھ رہیں۔ لیکن ایام گرداوری میں گرداور قانونگویاں کو قلیل عرصہ میں بہت سا کام کرنا ہوتا ہے اس لئے اس موقعہ پر صدر قانونگوے کو انہیں ساتھ رکھنے کی ممانعت[۵۲] ہے ۔

۳۶۳ - تحصیلداروں و نائب تحصیلداروں کو اپنے فرائض متعلقہ گرداوری مستعدی سے سر انجام دینے چاہئیں۔ مدعا یہ ہونا چاہئے کہ ان افسروں میں سے کوئی نہ کوئی ہر فصل کے موقعہ پر درہ دگی اجناس سے پیشتر ہر ایک محال کا معائنہ کرے۔ البتہ بلحاظ حالات موجودہ یہ امر محض بطریق مشورہ حسن کارکردگی

تحصیلداروں و نائب تحصیلداروں کے فرائض

---

۵۱ دیکھو کتاب ہذا کی سولھویں فصل و فقرہ ۳۰۷ ہدایت نامہ بندوبست و نمبر فقرہ ۷ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۲ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر ۔

۵۲ دیکھو فقرہ ۶۰ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۹ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر ۔

تصور ہو سکتا ہے - دونوں افسر ایک ہی وقت دورہ میں نہیں نکل سکتے اور فصل اس قدر قلیل عرصہ تک رہتے ہیں کہ ہر موضع کے نتائج فصل و اندراج گرداوری کی پڑتال کرنا امر محال ہے - ہر ایک دیہہ کا برائے نام سرسری معائنہ کرنے کی بجائے یہ بہتر ہے کہ ہر حلقہ پٹواری کے ایک یا دو محالات کی گرداوری مکمل طور پر پڑتال کی جائے - تحصیلدار اور اس کے نائب کو اپنا سلسلہ پڑتال اس طرح تجویز کرنا چاہیئے کہ وہ اپنے اپنے حلقہ کے ہر ایک حصہ میں دورہ کر سکیں - ان افسروں کو ہر چک تشخیص اور تمام بڑے بڑے دیہات کی حالت فصل کا صحیح اندازہ کر لینا چاہیئے - البتہ ان محالوں کی طرف خاص توجہ ہونی لازم ہے جن میں التوائے مطالبہ مالگذاری کی ضرورت کا قیاس ہو - ناقص موسموں میں دیگر کام بجبوراً کر قبل از موقعہ دورہ ہر ایک فصل کے نتائج کی کامل پڑتال کرنی لازم ہے ۔

اعلےٰ عہدہ داران مال کے فرائض

۳۴۴ - افسر مال کو گرداوری کے مہینوں میں دورہ میں رہ کر اپنا زیادہ وقت پڑتال میں صرف کرنا چاہیئے - اگر ممکن ہو تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو لازم ہے کہ افسر مال کی امداد کے لئے اس موقعہ پر عہدہ داران صدر مقام میں سے کسی دوسرے افسر یا افسروں کو دورہ پر بھیجیں - خصوصاً ایام خشک سالی میں اسسٹنٹ کمشنروں اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں سے پوری پوری امداد لینی چاہیئے جس کی ان سے بغیر ہرج ایسی انتظامیہ و عدالتی (جوڈیشنل) کام کی توقع ہو سکے جس کا صدر مقام ضلع میں سرانجام دینا لازمی ہو ۔

صاحب ڈپٹی کمشنر کے ذاتی فرائض

۳۴۵ - صاحب ڈپٹی کمشنر کا ذاتی کام صرف یہی نہیں ہے کہ وہ کھیت بہ کھیت خسرہ گرداوری کی چند اندراج پڑتال کریں - کیونکہ صاحب موصوف موقعہ پر محض اتنا ہی کرنے کے قابل ہونگے - بلکہ ان کا ضروری فرض یہ ہے کہ اپنے ماتحتوں میں مناسب طریق پر کام تقسیم کریں اور فصل ہائے استادہ کے ملاحظہ سے و مطالعہ گوشوارہ ہائے جنسوار دیہات کے ذریعہ اپنے ضلع کے مختلف حصص کے نتائج فصل کی نسبت ایک عام صحیح اندازہ قائم کریں ۔

دسویں فصل

مثل حقیت

۳۶۶- منسوخ کیا گیا۔

> مثل حقیت کی نوعیت اور اس کے اندراجات کی تصریح ہدایت نامہ بندوبست میں درج ہے۔

۳۶۷- مستقل مثل حقیت عام طور پر بوقت بندوبست مرتب ہوتی ہے۔ اس موقعہ پر اس کی نوعیت و اندراجات اور اس کے مابعد کے ترمیم شدہ نسخوں کی نسبت تصریح کی ضرورت نہیں ہے۔ ان نسخہ ہائے مابعد کو قانونی اصطلاح میں "اشتملہ سالانہ" کہا جاتا ہے اگرچہ اکثر محالات میں یہ محض چوتھے سال تیار کی جاتی ہیں۔ امید ہے کہ قارئین ہدایت نامہ بندوبست کی چودھویں فصل سے پورے واقف ہونگے جس میں ان امور کے متعلق مفصل بحث کی گئی ہے[1]۔

> صاحب ڈپٹی کمشنر مثل حقیت کو تا تاریخ مکمل رکھنے کے ذمہ دار ہیں

۳۶۸- صاحب مہتمم بندوبست ہر ایک محال کی مثل حقیت مرتب کرا کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی تحویل میں دے جاتے ہیں۔ مثل حقیت کے نہایت ضروری جزو شجرہ کشتوار جمعبندی ہوتی ہیں۔ جس میں مالکان و مزارعان کے کھاتوں کی فہرست۔ کھیتوں کی کھاتہ وار تفصیل۔ لگان۔ ڈگی مزارعان و مالگذاری واجب الادائے مالکان درج ہوتی ہے۔ ان دونوں کو تا تاریخ مکمل رکھنا صاحب ڈپٹی کمشنر کا کام ہے۔ چونکہ بروئے احکام دفعہ ۴۴ ایکٹ مالگذاری مثل بندوبست و اشتملہ سالانہ دونوں کے اندراجات کی نسبت بدرجہ مساوی قیاس صحت وصداقت ہوتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان کی تیاری میں کس قدر احتیاط لازمی ہے۔ دو بندوبستوں کے درمیانی

[1] دیکھو فقرات ۲۷۶ تا ۲۹۷ ہدایت نامہ بندوبست و نیز ضمیمہ جات نمبر ۷ و نمبر ۸ کتاب مذکور۔

عرصہ میں شجرہ ہائے کشتوار کو تا تاریخ مکمل رکھنے کے بارہ میں ہدایات صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۶ حصہ و میں درج ہیں ۔

۳۶۹- فقرات ۲۷۹ لغایت ۲۸۲ ہدایت نامہ بند و بست میں جن کو اس فصل کا ضمیمہ تصور کرنا چاہیئے ان حالات کے متعلقہ قانون کی نسبت مفصل بحث کی گئی ہے جس کے مطابق موجودہ مثل بند و بست یا مثل سالانہ کے اندراجات میں تغیر و تبدل کیا جا سکتا ہے ۔

تغیرات مثل حقیقت کے متعلقہ قانون کی وضاحت ہدایت نامہ بند و بست میں کی گئی ہے ۔

۳۷۰- اس موقعہ پر ہمیں ایسی ترمیم جمعبندی کے متعلقہ ضابطہ کی صراحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے جو مکرر پیمائش مکمل کا حکم صادر ہونے پر عمل میں آتی ہے ۔ کیونکہ بروئے قاعدہ کلیہ ایسی پیمائش عام تجدید تشخیص جمع کے موقعہ پر کی جاتی ہے ۔ لیکن اگر کسی دیگر وقت پر محال کی دوبارہ پیمائش کی ضرورت پیش آئے تو اس ضابطہ کے مطابق عمل کیا جائے گا ۔ جو ضمیمہ ہفتم ہدایت نامہ بند و بست میں بیان کیا گیا ہے ۔

ترمیم مثل جب مکرر مکمل پیمائش کا حکم صادر ہو

۳۷۱- نمونہ ہائے جمعبندی و فہرست معافیات و پنشن صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۳ میں دی گئی ہیں ۔ اور ساتھ ہی ان کی تیاری کے متعلق ضروری ہدایات بھی درج کی گئی ہیں ۔ فہرست معافیات و پنشن بھی مثل سالانہ میں شامل ہے ۔

نمونہ ہائے جمعبندی و فہرست معافیات

۳۷۲- جن حقوق کے حاصل ہونے یا زائل ہونے کے باعث اندراج مثل حقیقت میں تغیر و تبدل واقع ہوتے ہیں ان کے اقسام حسب ذیل ہیں :-

حقوق قابل اندراج کے اقسام

(الف) حقوق اشخاص جو سرکار کو مالگذاری ادا کرنے کے ذمہ وار ہیں ۔

۱- مالکان اراضی -

۲- مرتہنان با قبضہ -

(ب) حقوق اشخاص جو مالکوں کا لگان ادا کرنے کے مستوجب ہیں ۔

۳- مزارعان دخیلکار -

۴ - پٹہ داران -

۵ - مزارعان تابع مرضی

یہاں "پٹہ داران" سے وہ لوگ مفہوم ہیں جو بحیثیت مزارعہ ایک سال سے زائد عرصہ کے لیئے بربنائے پٹہ تحریری قابض اراضی ہوں +

۳۷۳ - پہلے ہر سہ طبقہ اشخاص مندرجہ بالا کا قانونی فرض ہے - کہ اپنے حصول حقوق کی بابت پٹواری کو اطلاع[۱] دیں - اگر وہ تاریخ حصول سے تین ماہ کے اندر ایسی اطلاع دینے سے قاصر رہیں تو خفیفت جرمانہ کے مستوجب ہونگے[۲] - معافیداران و مرتہنان بلا قبضہ بھی اسی طرح اطلاع دینے کے ذمہ وار ہیں - لیکن ان کے حقوق کا عمل درآمد اصل جمعبندی میں نہیں ہوتا - صرف خانہ کیفیت میں اُن کے متعلق یادداشت درج کی جاتی ہے[۳] - انفکاک رہن کی نسبت مالکوں کو جن کی اراضی فک ہوئی اطلاع دینی چاہیئے - پٹہ داران و مزارعان تابعمرضی کے حصول قبضہ کی نسبت اطلاع حاصل کرنے کے لیئے علی العموم پٹواری کو ذاتی مشاہدہ پر انحصار کرنا چاہیئے یا بوقت گرداوری تحقیقات قبضہ کاشت کے ذریعہ واقعات معلوم کرنے چاہئیں[۴] - پٹواری کو مندرجہ ذیل امور اپنے روزنامچہ میں درج کرنے لازمی ہیں - مزارعان - مالکان عہدہ داران دیہہ - پنشن خواران و معافیداران کی وفات - کاشتکاروں اور حصہ داروں کی بیدخلی - فراری یا آبادی - کسی نوعیت حقوق کا ترک تبدیلی - یا تجدید و نیز کسی پٹہ یا معاہدہ متعلق کاشت اراضی کی تکمیل - پٹہ داران یا مزارعان تابعمرضی اپنے حصول حقوق کی بابت پٹواری کو اطلاع دینے

پٹواری کو حصول حقوق کی اطلاع

---

[۱] دفعہ ۳۴ (۱) ایکٹ نمبر ۱۷ مصدرہ ۱۸۸۷ء - اس فصل میں جن دفعات کا حوالہ دیا جائے گا - وہ ایکٹ مالگذاری نمبر ۱۷ مصدرہ ۱۸۸۷ء کی دفعات ہونگی +

[۲] دفعہ ۳۹ +

[۳] بابت ضابطہ متعلق معافیات دیکھو فقرہ ۴۱ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۳ و نیز ہدایات منسلکہ فقرہ مذکور دربارہ ضابطہ متعلق آڑ رہن جس میں ادائیگی معاملہ بدستور بذمہ مالک رہتا ہے - دیکھو فقرہ نمبر ۱۷ - سٹینڈنگ آرڈر مذکور +

[۴] دیکھو فقرہ ۳۵۹ کتاب ہذا +

کے لئے "قانوناً" ذمہ دار نہیں ہیں۔ بلکن بمثل دیگر اشخاص کے جن کے حقوق جمعبندی میں درج ہوتے ہیں ان کا بھی فرض ہے کہ جب پٹواری یا کوئی رونیو افسر جو ترمیم جمعبندی میں مشغول ہو ان سے واقعات دریافت کرے۔ تو صحیح صحیح اطلاع دیں[۱] اندراج داخل خارج میں امداد دینا نمبردار ان دیہہ کے فرائض میں سے ہے جن کی تفصیل اس یادداشت میں درج ہے جو بوقت تقرر ہر ایک نمبردار کو دی جاتی ہے جس پتی میں کوئی داخل خارج وقوع میں آئے اُس کا نمبردار اپنی مہر یا دستخط کے ذریعہ رپورٹ پٹواری کی تصدیق کرتا ہے جو برائے صدور حکم رونیو افسر برپشت انتقال بد قلمبند کی جاتی ہے ۔

۳۷۴ - رجسٹرار صاحبان و سب رجسٹرار انتقال اراضی زرعی کے متعلق تمام رجسٹری شدہ وثیقوں کے ضروری کوائف تحصیلداروں کے پاس ماہوار بھیج دیتے ہیں۔ ہر ایک وثیقہ کے متعلق علیحدہ علیحدہ پرچہ پر اندراج ہوتا ہے۔ دفتر قانونگوہی ان پرچوں کو قانونگوے حلقہ کے پاس بھیجتا ہے اور وہ متعلقہ پٹواریوں میں تقسیم کر دیتے ہیں (صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۳ کا فقرہ نمبر ۶ دیکھو) ۔

رپورٹ نسبت وثیقہ جات رجسٹری شدہ

۳۷۵ - پٹواری کے پاس ایک رجسٹر داخل خارج موجود رہتا ہے۔ جس میں وہ ماسوائے انتقالات متعلقہ معافیات وغیرہ متنازعہ انتقالات مزارعان تابعرضی باقی تمام ایسے حقوق کے حصول کی نسبت جن کا فقرات ماسبق میں تذکرہ ہے اور جن کی بابت اس کو اطلاع دی گئی یا جن کے وقوع کا اس کو یقین ہو "جونہی کہ ان پر عمل درآمد شروع ہو۔" اندراج کرتا ہے۔ الفاظ "جونہی کہ ان پر عملدرآمد شروع ہو" ایکٹ مالگذاری میں موجود نہیں ہیں بلکہ قواعد زیر ایکٹ مذکور سے اخذ کئے گئے ہیں یہ الفاظ بظاہر اس اصول کی تعمیل کرانے کے لئے قواعد میں شامل کئے گئے تھے۔ کہ جو رونیو افسر ترمیم مثل حقیقت میں مشغول ہو اس کو محض ان حقوق

رجسٹر داخل خارج

---

[۱] دفعہ ۴۰ ۔

[۲] دیکھو دفعہ ۳۴ (۳)، ایکٹ نمبر ۱۷ مصدرہ ۱۸۸۷ء و نیز فقرات ۲ تا ۱۳ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۳ ۔

سے سروکار ہے جن سے دعویدار اشخاص یا اقعی مستفید ہو رہے ہوں[۵۱] بدون تصدیق و حکم ریونیو افسر محض رجسٹر انتقال میں اندراج کرنے سے جمعبندی میں کوئی تغیرواقع نہیں ہوسکتا ہے۔ لیکن پٹواری سہولت کے لئے تمام رجسٹری شدہ وثیقہ جات انتقال درج رجسٹر کر دیتا ہے جن کی بابت اس کو بروئے ضابطہ مندرجہ فقرہ آخری اطلاع ہوئی ہو۔ ایسی صورت میں ریونیو افسر کا فرض ہے کہ داخل خارج نا منظور کر دے الا بشرطیکہ اس امر کا اطمینان ہو جائے کہ واقعی معاہدہ انتقال کی تکمیل ہو گئی ہے۔

۳۷۶ - رجسٹر داخل خارج کا نمونہ مع ہدایات طریقہ اندراج صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۳ کے فقرہ ۱ میں درج ہے۔ اس کے دو پرت ہوتے ہیں۔ ایک پٹواری کے پاس رہتا ہے اور دوسرا بطور سند اندراج جدید جمعبندی سے منسلک کرنے کے لئے دفتر تحصیل میں روانہ کر دیا جاتا ہے۔ رپورٹ پٹواری۔ تصدیق گرداور قانونگو۔ و حکم ریونیو افسر اس پرت پر تحریر ہوتے ہیں جو جمعبندی کے ساتھ شامل کیا جاتا ہے۔ رجسٹر پٹواری میں خلاصہ حکم کے ذریعہ صرف یہی دکھلانا کافی ہے کہ انتقال کا کیا فیصلہ ہوا۔ یہ خلاصہ ریونیو افسر کو اپنی قلم سے درج کرنا چاہئے[۵۲]

> پرت انتقال کی ایک نقل جمعبندی کے ساتھ شامل کی جاتی ہے۔

۳۷۷ - منسوخ کیا گیا۔

۳۷۸ - محض مزارعان تابعرضی کے غیر تمنازعہ انتقالات کی نسبت پٹواری اپنے ذاتی اختیار سے جمعبندی میں تغیر و تبدل کر سکتا ہے۔ یہ واقعات رجسٹر انتقال میں درج نہیں کئے جاتے بلکہ بوقت تیاری جمعبندی براہ راست خسرہ گرداوری سے لئے جاتے ہیں[۵۳]۔ البتہ مزارعان تابعرضی کے تنازعہ تغیرات کی نسبت بمثل دیگر انتقالات کے باقاعدہ فیصلہ کیا جاتا ہے۔

> غیر تمنازعہ اندراج متعلق مزارعان تابعرضی

---

۵۱ دیکھو فقرہ ۳۶۹ کتاب ہذا۔

۵۲ نیز دیکھو فقرہ ۷ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۳ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر۔

۵۳ دیکھو فقرہ نمبر ۳۵۹۔

۳۷۹- داخل خارج کے متعلق ہر درجہ کا اسسٹنٹ کلکٹر احکام صادر کرسکتا ہے - لیکن عملی طور پر تحصیلدار و نائب تحصیلدار ہی سارا کام کرتے ہیں - ایسے ملک میں جہاں چھوٹے چھوٹے کاشتکار مالک آباد ہوں تعداد انتقالات جو سالانہ قابل تصدیق ہوتے ہیں بہت زیادہ ہوتی ہے اس لئے ہر سال یہ ضرورت پیش آتی ہے کہ بعض اضلاع میں ایک یا زیادہ اکسٹرا نائب تحصیلدار منظور شدہ امیدواروں کی فہرست سے انتخاب کرکے تعینات کئے جائیں اور کہ اُن کو بغرض تصفیہ مقدمات زیر باب چہارم ایکٹ مالگذاری اختیارات عطا کئے جائیں - اپیل بنا بر ایسی احکام منظوری یا نا منظوری داخل خارج صاحب کلکٹر کے حضور میں رجوع ہوتی ہے - لیکن ایسی اپیلوں کی تعداد بہ نسبت مقدمات داخل خارج بہت ہی کم ہے - جس سے ظاہر ہے کہ یہ ضابطہ علے العموم تسلی بخش ہے ٭

احکام داخل خارج

۳۸۰- جو کچھ ابھی بیان کیا گیا ہے - اس سے ظاہر ہے کہ تصدیق داخل خارج کا کام وہ نوجوان افسر سرانجام دیتے ہیں جن کا تجربہ وسیع نہیں ہوتا - یہ بھی صحیح ہے کہ اگر جمعبندی کو مکمل رکھنے کی اہم غرض کو پورا کیا جاوے - تو اکثر تصدیق داخل خارج میں تعجیل سے کام لیا جاتا ہے - یہ معاملات نہایت غور طلب ہیں کیونکہ ہم صریحاً دیکھ رہے ہیں کہ اب جمعبندی بھی ایسی ہی مستند قرار دی جاتی ہے جیسی کہ مثل حقیت جو بوقت بندوبست مرتب ہوئی[۱] - خوش قسمتی سے انتقالات کا زیادہ حصہ نہایت سادہ اور آسان ہوتا ہے جس میں واقعات کے متعلق عموماً کوئی تنازعہ نہیں ہوتا اور نہ ہی مناسب حکم قابل نفاذ کی بابت کوئی شبہ ہوتا ہے - لیکن عام طور پر یہ صورت واقع نہیں ہوتی - بعض واقعات انتقال اس امر کے متقضی ہوتے ہیں کہ ان کے صحیح فیصلہ کے لئے زیادہ احتیاط اور وسیع معلومات سے امداد لی جاوے ٭

تصدیق داخل خارج کا کام عموماً نسبتاً نا تجربہ کار افسر سرانجام کرتے ہیں -

۳۸۱- صاحب ڈپٹی کمشنر یا افسر مال کو بوقت معائنہ دفتر تحصیل تحصیلدار و نائب تحصیلدار کی دیہی کسی منفیصلہ

نگرانی منجانب افسر مال و صاحب ڈپٹی کمشنر ٭

---

[۱] دیکھو فقرہ ۳۶۸ ٭

اکسٹرا نائب تحصیلدار کی تصدیق شدہ انتقالات کی پڑتال کرنی لازم ہے ہر محال کی جمعبندی میں اُن تمام کھاتوں کا نہایت آسانی سے پتہ لگ سکتا ہے۔ جن میں تغیرات واقع ہوئے ہوں۔ کیونکہ ہمیشہ ایسی تبدیلیوں کی تائید میں رجسٹر داخل خارج کا حوالہ خانہ کیفیت جمعبندی میں دیا جاتا ہے۔ افسر معائنہ کنندہ کو ہر ایک واقعہ انتقال مندرجہ رجسٹر کے ملاحظہ کرنے سے فوراً پتہ لگ جائیگا کہ پٹواری کی رپورٹ کا اور اسسٹنٹ کلکٹر کی تصدیق کا کام کیسا ہے۔ اس کام سے فارغ ہوکر جمعبندی کی پڑتال کرنے سے اُس کو تحقیق ہوسکے گا۔ کہ آیا تمام منظور شدہ تغیرات کا صحیح طور پر عمل کیا گیا ہے اگر حلقہ تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کے مختلف محالوں کے کاغذات اس طریق پر ملاحظہ کئے جائیں تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو ان ہر دو افسروں کے اور ان کے ماتحت بعض پٹواریاں وقانونگویاں کے کام کی حقیقت بالضرور پورے طور پر معلوم ہوجائے گی۔ واقعات داخل خارج کی پڑتال کرتے ہوئے ان احکام کی طرف خاص توجہ کرنی چاہیے۔ جو کسی فریق کی غیر حاضری میں نافذ ہوئے ہوں۔ تا وقتیکہ کسی حقدار کو حاضر ہونے کا موقعہ نہ دیا جائے۔ کوئی ایسا حکم صادر نہیں کرنا چاہیے جو اس کے حقوق پر مؤثر ہو۔

انتقالات موقعہ پر تصدیق ہونے چاہئیں

۳۸۲۔ تحصیلداروں ونائب تحصیلداروں سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ تمام مالی کام اور بالخصوص مقدمات نمبرداری۔ معافی۔ تقسیم وانتقالات موقعہ پر محال متعلقہ کے اندر فیصل کریں۔ فقرہ نمبر ۲۴۷ میں صراحت کی گئی ہے کہ کس حد تک صاحب ڈپٹی کمشنر کی صریح منظوری سے شرط مذکور میں کسی رعایت کی گنجائش ہوسکتی ہے۔

احکام داخل خارج کا مضمون

۳۸۳۔ بادی النظر میں ہر ایک حکم داخل خارج سے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ وہ کس مقام اور کس تاریخ پر صادر ہوا۔ اور جملہ فریق متعلق حاضر تھے یا اگر کوئی غیر حاضر تھا تو کس طرح اس کی شہادت لی گئی۔ یا اگر اس کی شہادت نہیں لی گئی تو اس کو حاضر ہونے کا موقعہ دیا گیا تھا۔ گواہوں اور فریقین کے مفصل بیان قلمبند کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن حکم میں ان اشخاص کا جن کی شہادت لی گئی۔ اور ان واقعات کا جو وہ بیان کریں مختصراً ذکر ہونا واجب

پرچہ تصحیح نمبر ۱۵ مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۳۲ء کا عمل کیا گیا۔

سے[۱] باسوائے انتقالات کلہ بندی (ہدایت نامہ بندوبست ضمیمہ چہارم کا فقرہ نمبر ۱۵) کسی پٹواری یا قانونگو یا ریونیو افسر کو کارروائی انتقال پر فریقین یا گواہان کے دستخط یا نشانات انگوٹھا نہ لگوائے جائیں۔ جن اوقات پر فیصلہ مبنی ہو انکی بالاختصار وضاحت ہونی لازمی ہے۔ حکم میں بلاشک وشبہ صاف طور پر یہ ظاہر ہونا چاہیئے کہ ریونیو افسر نے جدید اندراج مجوزہ پٹواری کو بجنسہ منظور کیا ہے۔ یا اگر اس میں ترمیم مطلوب ہو تو اس امر کی مکمل توضیح ہونی واجب ہے کہ جمعبندی میں کیا اندراج ہوگا۔ حکم میں ہمیشہ تشریح ہونی چاہیئے کہ آیا حصہ شاملات وغیرہ بھی منتقل کیا گیا ہے یا نہیں +

حاضری فریقین

۳۸۴ - جس شخص کو بذریعہ سمن یا اشتہار کسی ریونیو افسر کے روبرو کسی ایسے مقام پر حاضر ہونے کا حکم دیا جائے جو اس محال کے اندر واقع ہو جہاں وہ بالعموم سکونت رکھتا ہے یا اراضی کاشت کرتا ہے۔ اور وہ باوجود اطلاع حاضر نہیں ہوا تو وہ ۵۰ روپیہ تک کے جرمانہ کا مستوجب ہوگا[۲] ایسے حکم کا صدور صرف ایسی صورت میں مناسب ہوگا جب کہ عدم حاضری عمداً یا گستاخی سے واقع ہوئی ہو۔ اگر کسی شخص کو ریونیو افسر کے روبروئے حاضر ہونے میں ایسی تکلیف لاحق ہوتی ہو جو بلحاظ جملہ حالات معقول طور پر ما لا یطاق تصور ہو سکتی ہو تو بہتر سبیل یہ ہے کہ اس کی شہادت بذریعہ کمیشن لی جائے +

ثالثی

۳۸۵ - برضامندی یا بلارضامندی فریقین تنازعات سپرد ثالثی کئے جاسکتے ہیں[۳]۔ لیکن عموماً احکام ایکٹ کے اس پہلو پر کم عمل کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی مقدمہ سپرد ثالثی کیا جائے۔ تو بہت احتیاط سے ثالثان کے ذہن نشین کر دینا چاہیئے کہ ان کو اس بارہ میں اپنی رائے کا اظہار صاف طور پر کرنا ہوگا۔ کہ آیا حق متنازعہ سے واقعی استفادہ کیا گیا ہے یا نہیں۔ اگر ریونیو افسر کو سوال قبضہ واقعی کی نسبت اطمینان نہیں ہوسکتا اور وہ اس امر کو سپرد ثالثی کرنا مناسب نہیں سمجھتا تو اس کو استحقاق کے متعلق سرسری

سے[۱] قواعد مال نمبر ۳۹ و ۴۰ و ۴۴ (۲) اور قواعد نمبر ۷ و ۱۲ (۲) زیر ایکٹ دخل ربیتانہ +

سے[۲] دفعہ ۱۴۹ +

سے[۳] دفعہ ۱۲۷ (۲) (ا) +

تحقیقات کرکے ایسے شخص کو قبضہ دلانے کا حکم صادر کرنا چاہیے جو جائداد متنازعہ کی نسبت سب سے فائق حق رکھتا ہو۔ اور شخص مذکور کا نام جمعبندی میں درج کرنے کی ہدایت کرنی چاہیے[1]۔ اگر فریق ثانی عذردار ہو تو اس کو عدالت دیوانی میں استقرار حق کی چارہ جوئی کرنے کے لئے ہدایت ہونی واجب[2] ہے ؎

۳۸۶- جو انتقالات قبل از خاتمہ سال زراعتی یعنے ۱۵ جون یا کسی دیگر تاریخ جو صاحب ڈائرکٹر کا غذات زمین نے مقرر کی ہو۔ سے پیشتر تصدیق نہ ہوسکیں۔ جمعبندی جدید میں ان کا عملدرآمد نہیں کرنا چاہیے۔ گویا اکثر انتقالات کا تاریخ وقوع سے زائد از عرصہ چار سال تک جمعبندی میں عمل نہیں ہوگا۔ اگر تحصیلدار اپنے کام کا مناسب طریق پر انتظام کریں۔ اور ان محالوں کی طرف خاص توجہ مبذول رکھیں جن کی جمعبندی اس سال میں تیار ہوتی ہو۔ تو ایسی فضول و ناگوار صورت رفع ہوجائیگی ؎

تصدیق داخل خارج کے کام میں تعجیل ضروری ہے

۳۸۷- اختتام گرداوری ربیع و آغاز گرداوری خریف کے درمیان پٹواری کا اہم کام جمعبندی کی تیاری ہے۔ اس کی دو پرت مرتب ہوتی ہیں۔ اور اس میں ان اشخاص کا نام ظاہر ہونا چاہیے جو خاتمہ سال زراعتی پر بحیثیت مالک یا مرتہن قابض اراضی ہوں اور جو سال مذکور کی فصلہائے ربیع و خریف میں اراضی کاشت کرتے ہوں۔ و نیز تمام واقعات متعلق ادائیگی لگان و مالیہ اراضی جو ۱۵ ماہ بھادوں مطابق اخیر ماہ اگست تک عمل میں آئے ہوں درج جمعبندی ہوتے ہیں۔ جمعبندی کا پرت سرکار ، ستمبر سے پیشتر دفتر تحصیل میں داخل ہونا چاہیے۔ دوسرا پرت پٹواری کے پاس رہتا ہے ؎

جمعبندی

۳۸۸- اگرچہ حسب منشاء ایکٹ مالگذاری ہر محال کی سالانہ مثل حقیت مرتب ہونی چاہیے لیکن ساتھ

اکثر محالوں کی جمعبندی چار سالہ مرتب ہوتی ہے

---

[1] دفعہ ۳۶ (۲) ؎

[2] اگر وہ بیدخلی تسلیم نہ کرتا ہو۔ تو زیر باب ششم۔ ایکٹ دادرسی خاص (دفعہ ۴۲۔ ایکٹ نمبر ۱ سنہ ۱۸۷۷ء) استقراریہ دعوے رجوع ہوگا ؎

ہی صاحب فنانشل کمشنر بہادر کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اس میعاد سے زائد یا کم عرصہ میں تیاری مثل کی ہدایت کریں[۱] نفاذ ایکٹ کے بعد کچھ عرصہ تک ہر ایک دیہہ کی سالانہ جمعبندی مرتب کرنے کی سعی کی گئی تھی اور متواتر تین سال تک مختصر اندراج ہو کر چوتھے سال مفصل اندراج کئے جاتے تھے۔ مختصر اور مفصل جمعبندیاں تیار کرنے کی تجویز بے فائدہ تکلیف کا موجب تھی۔ اب موجودہ قاعدہ کے مطابق ہر محال یا حصہ محال کے لئے ہر چوتھے سال میں ایک دفعہ مکمل جمعبندی مرتب کی جاتی[۲] ہے۔ ایسی فہرستیں تیار کی جاتی ہیں۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر سال پٹواریوں کو ترتیب امثلہ کے متعلق کیا کام کرنا ہے اگر پٹواری کے حلقہ میں چار یا زیادہ چھوٹے چھوٹے دیہات ہوں۔ تو تصدیق چارسالہ کا کام بآسانی مختلف سالوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے اگر حلقہ پٹواری کے محال چار سے کم ہوں تو اس مطلب کے لئے ان میں سے ایک یا زیادہ دیہات دو یا زیادہ حصوں پر منقسم ہو سکتے ہیں۔ اور حتے الامکان یہ تقسیم سالم پتیوں یا اطراف دیہہ کے لحاظ پر ہونی واجب ہے۔ جب کسی موضع کی آخری جمعبندی کا حوالہ دینا مطلوب ہو تو اندراجات کا متعلقہ سال ضرور تحریر ہونا چاہیئے۔ اگر جمعبندی مذکور آخری سال زراعتی میں تیار نہ ہوئی ہو تو تمام ایسے تغیرات کا پتہ جو تصدیق چارسالہ کے بعد واقع ہوئے ہوں رجسٹر انتقالات سے مل سکتا ہے۔

۳۸۹۔ جمعبندیاں تیار کرنے کے لئے پٹواریوں کو صدر مقام تحصیل پر یا کسی دوسرے مقام پر جمع نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہر ایک پٹواری کو اپنا متعلقہ کام حلقہ کے اندر سرانجام دینا واجب ہے۔ البتہ اگر وقت مقررہ پر کام ختم ہونے کی امید نہ ہو اور پٹواری کو زیر نگرانی رکھنے ہی سے تکمیل ہو سکتی ہو۔ تو اس کو ماہ ستمبر میں تھوڑے عرصہ کے لئے تحصیل میں حاضر رکھا جا سکتا ہے۔ جب پٹواری جمعبندیاں داخل تحصیل کرنے کو آئیں۔ تو دفتر قانونگو کو انہیں حتی الامکان بہت کم ٹھہرانا چاہیئے۔ گرداور قانونگویاں کو ہرگز واجب نہیں

پٹواری کو اپنے حلقہ کے اندر جمعبندی تیار کرنی چاہیئے۔

[۱] دفعہ ۳۳ (۱)۔

[۲]۔ عام جدید تشخیص سے پہلے سال میں جملہ محالات کی مفصل جمعبندیاں مرتب ہوتی ہیں۔

کہ اپنے کام کی غرض سے پٹواریوں کو ٹھہرائیں - ماسوائے بعض خاص حالات کے کسی صورت میں بھی پٹواری کو آٹھ روز سے زیادہ تحصیل میں نہ ٹھہرانا چاہیئے ۔

موقع پر موضع کے اندر گرداور قانونگوے کی طرف سے تصدیق

۳۹۰ - جب جمعبندیاں تیار ہو رہی ہوں تو گرداور قانونگوے کو ہمیشہ باقاعدہ اور مکمل پڑتال کرتے رہنا چاہیئے - وہ اس بات کا ذمہ وار ہے - کہ جملہ انتقالات کا جو آخری جمعبندی کے بعد غالباً "چار سال ماقبل میں منظور ہوئے ہوں جمعبندی جدید میں صحیح طور پر عمل کیا جائے - اس کو زمینداران متعلقہ کی حاضری میں تمام اندراجات جمعبندی کی کھاتہ وار تصدیق کرنی واجب[له] ہے - اور پٹواری کی رفتار کارگزاری کے ساتھ ساتھ گرداور کی تصدیق بھی ہو سکتی ہے - گرداور قانونگوے کو چاہیئے کہ اپنے ہر دورہ حلقہ پٹواری میں ان تمام مالکوں اور مزارعوں کو جن کے متعلقہ کھاتہ جات اس کے سابقہ دورہ کے بعد تحریر ہو چکے ہوں جمع کر کے ان کو جملہ اندراجات جدید پڑھ کر سنا دے ۔

گرداور قانونگوے کی پڑتال تحصیل میں

۳۹۱ - دیہات کے اندر موقعہ پر تصدیق کرنے کے علاوہ گرداور قانونگویاں کو ستمبر کا مہینہ صدر مقام تحصیل پر ٹھہر کر پٹواریوں کی مدخلہ جمعبندیوں کی پڑتال میں صرف کرنا چاہیئے جو پڑتال تحصیل میں ہوتی ہے اس میں خاص کر یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ جمعبندی میں انتقالات کا صحیح صحیح عمل کیا گیا ہے اور مشمولہ نقشہ جات کوائف دیہہ درست ہیں ۔

تحصیلدار و نائب تحصیلدار کی پڑتال

۳۹۲ - تحصیلدار و نائب تحصیلدار کو اپنے اپنے حلقہ میں موضع کے اندر موقعہ پر کم از کم ۲۵ فی صدی اندراجات کی پڑتال کر کے اطمینان کرنا چاہیئے - کہ تصدیق احتیاط سے کی گئی ہے - اور باستثنائے اُن متنازعہ انتقالات کے جن کی تعداد مناسب انتظام کی صورت میں بہت کم ہوگی - جمعبندیاں درست اور

له جہاں مختصر جمعبندیوں کے مرتب کرنے کا عمل تا حال جاری ہے یہ حکم اُن پر حاوی نہیں ہوگا ۔

مکمل ہیں ؛

۳۹۳ - جو یادداشتیں گرداور قانونگوے ور ونیو افسر جمعبندی کے اخیر میں تحریر کرتے ہیں ان میں صاف طور پر یہ ذکر کرنا چاہیے - کہ انہوں نے کس قدر پڑتال کی ہے - ونیز ان میں فہرست ترمیمات جو انہوں نے کیں درج ہونی چاہیے - رونیو افسر کو اپنے نوٹ میں پڑتال کردہ کھاتوں کی تفصیل بھی تحریر کرنی چاہیے - بوقت معائنہ تحصیل اعلےٰ افسر اس امر کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ جمعبندی ہائے جدید کہانتک مکمل ہیں ؛

جمعبندیوں کی منسلکہ یادداشتوں سے یہ ظاہر ہونا چاہیے کہ کس قدر پڑتال کی گئی -

۳۹۴ - نقشہ جات متعلقہ کوالف دیہہ کا جو رجسٹر انتقالات و جمعبندی پر مبنی ہوتے ہیں اور جو جمعبندی کے ساتھ ضمیمۃً شامل کئے جاتے ہیں کا تذکرہ اگلی فصل میں کیا جائے گا ؛

نقشہ جات متعلقہ کوالف دیہہ جمعبندی پر مبنی ہوتے ہیں

گیارھویں فصل

زراعتی نقشہ جات

۳۹۵ تا ۳۹۷ - منسوخ کیے گئے۔

۳۹۸ - پٹواری کے پاس اپنے حلقہ کے ہر محال کے لیے ایک اردو لال کتاب دیہی یا نوٹ بک | نوٹ بک (لال کتاب) ہوتی ہے جس میں حسب ذیل دس نقشہ جات داخل ہیں :-

۱- میلان رقبہ -
۲- جنسوار خریف -
۳- جنسوار ربیع
۴- جمع و اصلباقی
۵- نقشہ انتقالات حقوق ملکیت و حقوق دخیلکاری
۵- الف - نقشہ بیع و رہن حقوق ملکیت بلحاظ اقسام اراضی
۶- نقشہ ملکیت - رہن و معافیات
۷- نقشہ کاشت -
۸- نقشہ لگان ونگی مزارعان تابعرضی -
۹- نقشہ مویشی و دیگر سامان زراعتی -

ان نقشوں کے نمونے مع مفصل ہدایات تیاری سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۴ میں دیے گئے ہیں۔

۳۹۹ - پہلے چھ نقشوں کا اندراج سالانہ اور ان کے بعد تین ان رجسٹروں کے اندراجات | نقشوں کا چوتھے سال اندراج ہوتا ہے جبکہ محال کی نئی چار سالہ جمعبندی تحریر ہو - البتہ نقشہ مویشی و دیگر سامان زراعتی پنج سالہ مرتب ہوتا ہے - اور اس میں خاص مال شماری کا نتیجہ درج ہوتا ہے جو پٹواری ہر پانچویں سال ماہ فروری میں بابت

جملہ دیہات خود کرتا ہے ان نقشہ جات کی نقل جب پٹواری اپنی لال کتاب میں کرے تو ان کے اصل پرت دفتر تحصیل میں بھیج دئے جاتے ہیں۔ گرداور قانونگو کا لازمی فرض ہے کہ ان کی تیاری میں پٹواری کو مدد دے اور ان کی صحت کا وہ بذاتہ ذمہ دار ٹھہرایا گیا ہے ٭

۴۰۰ - دفتر قانونگو ے تحصیل ایک نوٹ بک دیہہ وار رکھتا ہے جس میں متذکرہ بالا نقشوں کے علاوہ ایک گیارھواں نقشہ متعلق تشخیص محال بھی شامل ہوتا ہے - اس گیارھویں نقشہ میں قوانین ایک ہی دفعہ بندوبست کے وقت درج کی جاتی ہیں۔ دفتر قانونگو کے دیگر نقشوں اور پٹواری کی لال کتاب کے نقشوں میں صرف یہی فرق ہے کہ ان کا عنوان انگریزی وارد و دونوں میں ہوتا ہے ونیز ان میں انگریزی ہندسے استعمال ہوتے ہیں - گیارھویں نقشہ تشخیص میں تحصیلدار بندوبست یا اکسٹرا اسسٹنٹ افسر بندوبست یا ان دونوں عہدہ داروں کی کیفیت متعلق محال مذکورہ درج ہوتی ہے تحصیلدار محال کا بھی فرض ہے کہ اس موضع کے حالات کی بابت سالہائے مابعد میں جب اس کی جمعبندی[1] تیار ہو یا کسی اور وقت پر جب کوئی ایسا واقعہ ظہور میں آئے جس سے محال مذکور کی بہبودی پر بھاری اثر پڑے ان سابقہ کیفیتوں کو اپنی مختصر یادداشتوں سے مکمل کرتا رہے۔ جب مالگذاری کا کوئی جزو معرض التوا ہو یا التوا شدہ مطالبہ آئندہ وصول یا معاف کیا جائے تو ہمیشہ ایسی یادداشت مع وجوہات التوا - وصولی - و معافی درج ہونی چاہئے ٭

دفتر قانونگو کا نقشی لال کتاب

۴۰۱ - نیز ہر ایک چک تشخیص و تحصیل کے لئے قانونگو ے دفتر علیحدہ علیحدہ لال کتابیں مرتب کرتا ہے - جن میں متذکرہ بالا دس نقشے ہوتے ہیں - تحصیلدار یا افسر مال کی عام کیفیت متعلقہ چک تشخیص و تحصیل کے اندراج کے لئے ان کے اخیر میں سفید

چک تشخیص و تحصیل کے رجسٹر

---

[1] تحصیلدار محال کی کیفیت عموماً اس سال درج ہوتی ہے جس میں جمعبندی تحریر ہوتی ہے - اور یہ مد وار مطابق نقشہ جات نمبر ۲ لغایت ۹ ہو سکتی ہے - اور اس میں ایسے بھاری اختلافات کا ذکر ہونا چاہئے جو جمعبندی سابقہ کی تیاری کے بعد چار سالوں میں واقع ہوگئے ہوں علاوہ اس کے کوئی اور ضروری عام کیفیت بھی درج ہو سکتی ہے ٭

اوراق لگے ہوتے ہیں - گرداور قانونگویاں کا فرض ہوتا ہے کہ چکلہ کی لال کتابوں میں اندراج کرنے کے لئے نرخ اجناس کی رپورٹ کیا کریں جو ہر ایک چک تشخیص کے خاص خاص مقررہ مرکزوں میں فصل کاٹنے کے وقت مروج ہو - ہر ایک ضلع میں ایسے مرکز اور رپورٹ ارسال کرنے کی تاریخیں علیحدہ علیحدہ مقرر کی گئی ہیں - اگر ان مرکزوں میں بعد میں کسی سبب سے کوئی تغیرات ضروری پائے جائیں تو صاحب کلکٹر تغیرات مجوزہ کی نسبت صاحب کمشنر قسمت کی خدمت میں بتوسط صاحب ڈائرکٹر کاغذات زمین رپورٹیں ارسال کریں گے - اضلاع زیر بندوبست کی صورت میں صاحب مہتمم بندوبست تجاویز تبدیلی ہائے صاحب فنانشل کمشنر کی خدمت میں بتوسط صاحب کمشنر ارسال کریں گے -

اضلاع زیر بندوبست کی صورت میں صاحب فنانشل کمشنر اور دیگر اضلاع کی صورت میں صاحب کمشنر یہ فیصلہ کریں گے - کہ آیا تغیرات مجوزہ ضروری ہیں - نرخ وہ دکھلانا چاہئے جس کے مطابق ہر ایک فصل کی پیداوار فی الواقع فروخت ہو رہی ہو - گرداور قانونگوی کو زمینداروں و ساہوکاروں سے باحتیاط تحقیقات کرکے یہ نرخ مقرر کرنی چاہئے اور تحصیلدار اور افسر مال کو لازم ہے کہ اس کے اندراج کی پوری پوری پڑتال کریں اور ہر ایک چک تشخیص کی بابت جو نرخ گرداور قانونگویاں نے تحریر کیا ہو - ان کا باہمی مقابلہ کرکے جہاں بھاری تفاوت ظاہر ہو اس کی وجہ دریافت کریں - اجناس چاول و کپاس کی صورت میں دھان اور بنولہ دار کپاس دیسی و امریکن کا نرخ درج ہونا چاہئے -

جملہ دیہات کی بابت تحصیلداروں کی طرف سے ایسی یادداشتوں کے باقاعدہ اندراج کی اہمیت

۳۰۴ - تحصیلداروں کو اس بات کا شوق دلایا جائے کہ وہ ایسے کوائف کا باقاعدہ اندراج کیا کریں - صاحبان ڈپٹی کمشنر و صاحبان کمشنر کو لازم ہے کہ بروقت معائنہ تحصیل تحصیلداروں سے ایسی یادداشتوں کے مضامین کی بابت بحث کریں - اپنی اپنی تحصیل کی مقامی واقفیت کی بابت تحصیلداروں کی آزمائش کا یہ عمدہ عملی معیار ہے - اور بشرطیکہ یادداشتیں مکمل ہوں اسی طرح افسروں کی ذاتی معلومات بھی بڑھتی ہیں -

۴۰۳ - اسی نمونہ کے مطابق جیسے کہ دفتر قانونگو نے تحصیل میں لال کتابیں رکھی ہوئی ہیں صدر قانونگو ہر ایک چک تشخیص ہر تحصیل اور تمام ضلع کی لال کتابیں مرتب کرتا ہے۔

صدر قانونگو ہر ایک چک تشخیص ہر تحصیل وضلع کی لال کتابیں مرتب کرتا ہے

۴۰۴ - لال کتاب دیہی کی انگریزی نقل جو بندوبست گذشتہ کے وقت مرتب ہوئی - دفتر صدر میں رکھی جاتی ہے - اس میں صاحب مہتمم بندوبست کی یادداشتیں حالات متعلقہ وتشخیص کی نسبت محال وار درج ہوتی ہیں - اس رجسٹر کو تا تاریخ مکمل رکھنا غیر ضروری ہے - کیونکہ جب صاحب ڈپٹی کمشنر بندوبست رواں کے کسی سال کی بابت کسی محال کے نقشہ جات کوائف زراعتی ملاحظہ کرنا چاہیں تو وہ دفتر تحصیل سے اُس گاؤں کی لال کتاب منگوا سکتے ہیں - ابتداءً یہ خیال کیا جاتا تھا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو انگریزی نوٹ بک میں جو دفتر صدر میں رکھی جاتی ہے وقتاً فوقتاً اپنی یادداشتیں درج کرنی چاہئیں - لیکن گوشوارہ حالات دیہی میں جو ۱۸۹۶ء میں جاری ہوا ایسے اندراج بآسانی ہو سکتے ہیں - چنانچہ صاحبان مہتمم بندوبست کے لئے بھی اب یہی حکم ہے کہ وہ اپنی کیفیتیں سابقہ مفصل نوٹ بک کی بجائے اس گوشوارہ میں درج کیا کریں۔

انگریزی لال کتابیں جو بوقت بندوبست تیار ہوئیں -

۴۰۵ - محال کے گوشوارہ حالات دیہی میں ہر محال کے متعلق صاحب مہتمم بندوبست کی تحریر کردہ یادداشت ہائے معائنہ نقشہ جات تشخیص اور چھوٹے پیمانہ پر دیہہ کا نقشہ شامل ہوتا ہے - نیز اس میں ایک ایسا مجمل نقشہ بھی ہوتا ہے - جس میں کوائف زراعتی کی پنجسالہ اوسط ہائے کا سالانہ اندراج کیا جاتا ہے - ہر ایک نقشہ کے ساتھ فالتو اوراق بغرض اندراج یادداشت بھی شامل کئے گئے ہیں ایک معمولی ضخامت کی جلد میں ایک خاصے بڑے چک تشخیص کے جملہ محالات کے گوشوارے درج کئے جا سکتے ہیں - باستثنائے ایک اندراج کے باقی رقوم اردو لال کتاب دیہہ کے پہلے سات نقشوں سے لی جاتی ہیں - ہر جلد کے آخر میں ایک علیحدہ ورق پر چکلہ وار میزان[لہ] درج ہوتی

گوشوارہ حالات دیہی

لہ یہ میزانیں براہ راست چکلہ کی لال کتابوں سے لی جانی چاہئیں۔

ہے اور یہ نہایت عمدہ تجویز ہے - یہ کتابیں دفتر صدر میں صدر قانونگو کے دفتر میں رکھی جاتی ہیں - اور صدر قانونگو کا فرض ہے کہ وہ ہر سال ان میں ضروری اندراجات کرتا رہے - اس سوال پر کہ معمولی نمونہ گوشوارہ کو بدل کر مقامی حالات کے مطابق بنایا جائے کسی ضلع کے اجرائے کارروائی بندوبست کے وقت غور ہوتی ہے ॰

گوشوارہ حالات دیہی کا استعمال

۴۰۶ - جب صاحب ڈپٹی کمشنر یا کوئی تجربہ کار اسسٹنٹ کمشنر کسی علاقہ میں دورہ پر نکلے تو ان کو لازم ہے کہ اس علاقہ کے گوشوارہ حالات دیہی کی جلدیں ساتھ لیتے جائیں - اور متواتر ان کے اندراجات پر غور کرتے رہیں - یہ تصور نہیں کرنا چاہیئے کہ ان گوشواروں کے اجراء کے باعث دیہہ وار مفصل لال کتابیں متروک ہو گئی ہیں - جب کسی محال کے حالات کی بابت گہری تحقیقات درپیش ہو تو افسر مجوز کو گوشوارہ و نوٹ بک دونوں زیر غور رکھنے چاہئیں - اگر وہ دورہ میں ہو تو بہ آسانی پٹواری کی لال کتاب دیکھ سکتا ہے اور اگر کوائف مندرجہ نقشہ نمبر ۱ اور تحصیلدار و افسر مال کی یادداشتیں بھی دیکھنا چاہیے تو دفتر قانونگو کی لال کتاب منگوا سکتا ہے ॰

صاحب ڈپٹی کمشنر کا یادداشت قلمبند کرنا

۴۰۷ - صاحب ڈپٹی کمشنر کا فرض ہے کہ جب کسی محال میں ایسے واقعات پیدا ہوں جن کا احاطہ تحریر میں لانا مناسب ہے تو اس کی یادداشت قلمبند کریں[1] اس کا مدعا یہ ہے کہ ہر ایک محال کی مسلسل مالی تاریخ تحریر ہوتی رہے - جس سے موجودہ صاحب ڈپٹی کمشنر اور آیندہ زمانہ کا صاحب مہتمم بندوبست بہ نظر اعتماد فائدہ اٹھا سکیں - جب کسی تجربہ کار ریونیو افسر نے اپنے معمولی دورہ میں یا کسی خاص وجہ پر کسی محال کا معائنہ کیا اور اس کے حالات دریافت کئے تو اس وقت کی مختصر لیکن پرمعنی یادداشتیں بالضرور مفید ثابت ہونگی - ایسی یادداشتیں افسر ضلع کو بذات خود یا کسی انگریزی دان افسر مال کو یا کسی اسسٹنٹ

[1] اس کے متعلق پچیسویں فصل ہدایت نامہ بندوبست کا ملاحظہ مفید ہوگا ॰

کمشنر کو جس کو صاحب ڈپٹی کمشنر کافی تجربہ کار تصور کریں قلمبند کرنی چاہئیں۔

صاحب ڈپٹی کمشنر کے فرائض نقشہ جات زراعتی کے متعلق

۴۰۸۔ جیساکہ پہلے بیان کیا گیا ہے انتظام محکمہ مال کا انحصار زیادہ تر اس بات پر ہے کہ کاغذات مندرجہ فصل ہذا مکمل رکھے جائیں اور ان کا عقلمندی سے استعمال ہوتا رہے۔ اس سے بڑھ کر اور کوئی معاملہ ایسا ضروری نہیں ہے جس کی طرف صاحبان کمشنر اپنے دورہ میں معائنہ کے وقت زیادہ توجہ مبذول کریں۔

بارھویں فصل

قانون متعلق اراضیات زیر صدمہ دریا اور انکی تکرار تشخیص

دریائی قانون کے معنی

۴۰۹ - دریائی قانون کا اطلاق صرف اس اثر تک محدود ہے جو کہ دریا کی وجہ سے حقوق اراضی پر پہنچتا ہے - یہ اثر بلحاظ اپنی نوعیت کے برد (EROSION) برآمد (ACCRETION) اور رخ گردانی (AVULSION) کہلاتا ہے ۔

برد و برآمد

۴۱۰ - پہلی دونوں اصطلاحیں دریا کے اس فعل پر بولی جاتی ہیں جس کے ذریعہ بوجہ آمد رو ایک موقعہ پر سے زمین کٹ کر دریا کی تہ میں شامل ہو جائے اور دوسرے موقعہ پر اس کے پیچھے ہٹ جانے سے نئی زمین نمودار ہو جائے - ایسی کمی بیشی علی الترتیب برد و برآمد کہلاتی ہے ۔

رخ گردانی

۴۱۱ - بلحاظ حالات پنجاب لفظ رخ گردانی (AVULSION) کی تشریح مشکل ہے - اس سے یہ مراد ہے کہ کسی محال کا ایک جزو قابل شناخت حالت میں دہار کلاں کے دائیں کنارہ سے بائیں کنارہ پر یا برعکس اس کے منتقل ہو جائے پنجاب میں بڑا دریا پہاڑوں سے نکلتے ہی تھوڑی دور جا کر پھیل جاتا ہے اور عموماً ایک کشادہ وادی میں پرانے اور پختہ کناروں یا ناہموار زمین کے اندر جن کی ڈھلوان زیادہ سیدھی ہوتی ہے بہنے لگتا ہے - دریا کی دھار ان کناروں یا ڈھلوان کے اندر ہی محدود رہتی ہے - اس وادی کے اندر مختلف دھاریں بن جاتی ہیں جن میں سے بعض تو سوائے سیلاب عظیم کے سال بھر خشک رہتی ہیں - اور بعض سرما میں خشک ہو کر گرما میں بہنے لگتی ہیں اور بڑے بڑے دریاؤں کی بعض دھاروں میں سال بھر پانی بہتا رہتا ہے - رفتہ رفتہ دھار کلاں کے مٹی سے بھر جانے کے باعث دریا کا رخ دوسری طرف بدل جاتا ہے

اور یہ بڑی شاخ بن جاتی ہے۔ بعض اوقات اس رخ گرانی میں بہت سی اراضی صدمہ دریا سے بالکل محفوظ رہ جاتی ہے۔ گویا پنجاب میں (AVULSION) سے بجائے نقل زمین کے حرکت دریا مراد لی جاتی ہے۔

آئین نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۸۲۵ء

۴۱۲۔ متذکرہ صدر مختلف اقسام کے صدمات دریا کا تذکرہ آئین نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۸۲۵ء میں کیا گیا ہے اس معاملہ کے متعلق پنجاب کے ابتدائی کارپرداز و ناظم ممالک مغربی و شمالی میں بھی اسی قانون پر عمل کرتے رہے تھے۔ جدید صوبہ پنجاب پر آئین ہائے بنگال ابتداءً اطلاق پذیر نہ تھے لیکن الحاق سے تینتیس سال بعد آئین نمبر ۱۱ ۱۸۲۵ء بذریعہ دفعہ ۳۔ ایکٹ قوانین پنجاب نمبر ۴ ۱۸۷۲ء خاص طور پر اس صوبہ میں بھی رائج کیا گیا اور اب تک نافذ ہے[۵۱]۔

رواج مقدم قانون تصفیہ قرار دیا گیا

۴۱۳ اس آئین میں قرار دیا گیا ہے کہ جب کوئی صریح اور خاص قدیمی دستور ثابت ہو تو اراضی برآمد شدہ کے متعلق مالکوں کے تمام باہمی تنازعات کے فیصلہ کا مدار رواج[۵۲] پر ہوگا" ایسے دستور کی تمثیل کے لئے دہار عمیق کا قاعدہ درج کیا گیا ہے جس کی رو سے دہار کلاں خواہ وہ کہیں واقع ہو ان دو دیہات کی دریائی حد متصور ہوتی ہے جو دریا کے بالمقابل کناروں پر واقع ہوں اور اس دہار کلاں کی حرکت مقامی سے ملکیت اراضی بھی بدلتی رہتی ہے۔

قاعدہ انفصال بصورت عدم موجودگی رواج

۴۱۴۔ رواج مسلم کی عدم موجودگی میں تصفیہ تنازعات کے لئے دو قاعدے[۵۳] مقرر کئے گئے ہیں:۔

۱۔ اراضی جو دریا کے ہٹ جانے سے بتدریج ایزاد ہو۔ اس شخص کی ملکیت میں ایزاد ہوگی۔ جس کے کھاتہ یا محال کے ساتھ وہ الحاق پائے۔

۲۔ جب دریا

---

۵۱ دیکھو فقرہ ۴۲۲ - ۱ - اس آئین کی بروئے دفعہ ۴۔ ایکٹ پنجاب نمبر ۱ مصدرہ ۱۸۹۹ء ترمیم ہوئی۔

۵۲ دفعہ ۲ آئین نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۸۲۵ء۔

۵۳ دفعہ ۳ آئین نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۸۲۵ء۔

(الف) بوجہ دفعتہً رخ گردانی کے کسی محال میں سے اپنا گذر بنا کر اس کو کاٹ دے۔

(ب) یا اپنے بہاؤ کے زور سے کسی محال کے ایک بڑے ٹکڑہ اراضی کو قطع کر کے دوسرے محال میں شامل کر دے۔

لیکن اس ٹکڑہ کی قابل شناخت صورت کو زائل نہ کرے تو ایسی اراضی بدستور اصل مالک کی ملکیت رہے گی[1]

یہ قاعدہ دھار عمیق کہلاتا ہے۔ البتہ رخ گردانی پر حاوی کرنے کے لئے اس کی کچھ ترمیم کی گئی ہے۔

جزائر ۴۱۵۔ جب کسی بڑے دریا میں جو قابل کشتی رانی ہو جس کی تہ کسی شخص کی ملکیت نہ ہو چند جزیرے برآمد ہوں اور کسی جزیرہ و کنارہ کے مابین دریا کی دھار سال بھر میں پایاب نہ ہو تو جزیرہ مذکور زیر تصرف گورنمنٹ ہوگا۔ اور اگر دھار پایاب ہے تو وہ جزیرہ اس محال کی ملکیت تصور ہوگا جو نزدیک تر کنارہ دریا پر واقع ہے۔ چھوٹے دریاؤں میں جن کی تہ اور حق ماہی گیری کسی خاص شخص کی ملکیت قرار دئے گئے ہیں ایسا جزیرہ بھی اس شخص کی ملکیت ہوگا[2]

مقدمات جن پر یہ قواعد حاوی نہیں ہیں ۴۱۶۔ دیگر تنازعات کی صورت میں جو ان قواعد کے اندر نہیں آسکتے عدالت کا فیصلہ مقامی رواج کی اعلےٰ شہادت پر ہوگا۔ اور ایسی شہادت کی عدم موجودگی میں اس کا انحصار عدل و انصاف کے عام اصولوں پر[3] ہوگا۔

غالباً پنجاب میں ایسا کوئی معین رواج نہ تھا ۴۱۷۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا بوقت الحاق پنجاب میں اثر حرکت دریا کے متعلق کوئی ایسا مقامی دستور موجود تھا جو واضح اور مسلم طور پر معین و قدیمی قرار دیا جاسکے۔

---

[1] دفعہ ۲ (۱) و (۲) آئین نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۸۲۵ء۔

[2] دفعہ ۴ (۳) و (۴) آئین نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۸۲۵ء و نیز فقرہ ۱۹۰ ہدایت نامہ بندوبست۔

[3] دفعہ ۴ (۵) آئین نمبر ۱۱ مصدرہ ۱۸۲۵ء۔

ابتدائی بندوبستوں میں جو رواجات قلمبند ہوئے ممکن ہے کہ ان میں سے بعض کا وجود روایتی بنیاد پر ہو۔ لیکن بعض تو یقیناً اس قاعدہ پر بنی تھے۔ جو نمبرداراہلکاروں کی امداد سے آیندہ عمل درآمد کے لئے مقرر کرانا چاہتے تھے۔

۴۱۸۔ قاعدہ دھارعمیق کو بلحاظ زبان ملک مختلف ناموں یعنی حدسکندری

قاعدہ دھارعمیق

بیچ بیچ۔ دریا بنہ۔ کشتی بنہ۔ ماچھی سم سے بھی پکارتے ہیں۔ ۱۸۳۶ء[1] سے قبل بعض حصص صوبہ میں قاعدہ مذکور پر پورا پورا عمل ہوتا تھا۔ جہاں دریا کے بالمقابل کنارے دو حریف سرداروں کے قبضہ میں ہوتے تھے اور ہر ایک اپنی اپنی رعایا کے دعاوی کی تائید پر سرگرمی سے تلا رہتا تھا تو وہاں اگر حد سکندری کا رواج قدیمانہ ثابت نہیں بھی ہوتا تھا تاہم اس کا وجود قدرتاً قائم کر دیا جاتا تھا۔ دریائے بیاس کے کناروں پر جو اضلاع ہوشیارپور و گورداسپور کی حد فاصل ہے حد سکندری کا عام رواج ظاہر کیا گیا ہے۔

۴۱۹۔ استقرار ملکیت اراضی کی اغراض کے لئے اس قاعدہ کا عمل

رخ گردانی کے مناسب حال بنانے کے لئے قاعدہ دھارعمیق کی ترمیم

درآمد کچھ ایسا سخت تھا کہ تمام انگریزی افسر اس کو مذموم سمجھتے رہے ہیں۔ اسی وجہ سے دیگر حصص پنجاب کے اکثر محالوں میں جو کاغذات سرکاری میں دھارعمیق کے رواج و قاعدہ کے پابند درج ہوئے ہیں اس کا عمل اس شرط کے تابع قرار دیا گیا ہے کہ جہاں بباعث رخ گردانی کوئی ٹکڑہ زمین ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ پر قابل شناخت صورت میں منتقل ہو تو حقوق ملکیت میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔

۴۲۰۔ بعض مقامات میں مثلاً بالائی حصہ دریائے راوی پر اضلاع

قاعدہ حد مستقل

لاہور و گورداسپور میں اور بکنارہ دریائے جہلم ضلع جہلم میں حد مستقل موسومہ دار پار کا عام رواج ہے۔ محض یہی قاعدہ ایک مہذب و شائستہ سلطنت کے شایان ہے۔ لیکن اس کے عملدرآمد

---

[1] دیکھو صفحات ۱۲۲۵-۱۲۳۶-۱۴۰۰-۱۴۸۱-۱۴۸۱-انتخاب از کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر سلسلہ جدید نمبر ۱۵ (۱۸۶۹) اس جلد میں قانون دریا ے کے متعلق بہت سا تذکرہ ہے۔

کے لئے یہ ضروری ہے کہ دریا کی پیمائش کی جائے اور بُرد ستدہ حدود کو مکرر قائم کرنے کے لئے پٹواری کافی ہوشیار ہوں - اکثر اضلاع کے ابتدائی بندوبستوں میں جہاں کوئی بڑا دریا بطور حد فاصل حائل تھا تو اس کے آر پار پیمائش نہیں ہوتی تھی - لائق عملہ پٹواریان درحقیقت حال ہی میں مہیا کیا گیا ہے[51] ؎

ایکٹ حدود دریائی[53] پنجاب نمبر ۱ سنہ ۱۸۹۹ء

۴۲۱ - سنہ ۱۸۶۷ء میں سر جیمز لائل صاحب بہادر نے تجویز کی کہ دیگر حصص صوبہ میں بھی حد مستقل کا عمل جاری کیا جائے - لیکن پیمائش کے لئے لائق و عمدہ عملہ مال ماتحت کے نہ ملنے کی وجہ سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے اس تجویز کو نا قابل عمل قرار دیا - لیکن اب یہ عذر قابل پذیرائی نہیں رہا - پہلا ایکٹ جو کونسل واضع قوانین پنجاب[52] نے نافذ کیا وہ تھا جس کے ذریعہ گورنمنٹ کو یہ اختیار دیا گیا کہ محالات زیر صدمہ دریا کے آئے دن بدلنے والی غیر معین حدود کی بجائے مستقل حدود حکماً قائم کر دے - اس ایکٹ کی رو سے ایکٹ مالگذاری (نمبر ۱۷ مصدرہ سنہ ۱۸۸۷ء) میں چھ دفعات ۱۰۱ - الف لغایت ۱۰۱ (و) ایزاد ہوئیں اور دفعہ ۱۵۸ - ایکٹ مذکور میں و نیز دفعات ۲ و ۳ - آئین نمبر ۱۱ مجریہ سنہ ۱۸۲۵ء میں بھی کچھ ایزادی ہوئی ؎

تعیین حد

۴۲۲ - برو ئے ایکٹ مذکور لازم قرار دیا گیا ہے کہ محالات و حقوق مالکان و قابضان کے گذشتہ حالات کو پیش نظر رکھ کر ایسی حد قائم کی جائے جو ہر ایک مقدمہ کے حالات میں اصول انصاف و عدل کے مطابق[54] ہو - ایکٹ مذکور کے احکام کی تعمیل کے متعلق جو ہدایات صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے جاری کیں ان میں درج ہے

---

[51] دیکھو صفحہ ۲۰۳ - انتخاب کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر سلسلہ جدید نمبر ۵ ! (۶۹) ؎

[52] دیکھو فقرہ ۱۲۰ - یادداشت مسٹر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر صفحہ ۱۲۲۷ - انتخاب کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر سلسلہ جدید نمبر ۱۵ (۶۹)

[53] ایکٹ پنجاب نمبر ۱ مصدرہ سنہ ۱۸۹۹ء ؎

[54] دفعہ ۱۰۱ (الف) (۳) ایکٹ مالگذاری ملک پنجاب سنہ ۱۸۸۷ء ؎

کہ اولاً صاحب کلکٹر کو یہ کوشش کرنی چاہیئے - کہ دیہات متعلقہ باہمی مناسب طریق پر مصالحت کر لیا کریں - بصورت نارضامندی فریقین صاحب کلکٹر کو خود حد قائم کرنی واجب ہے - اور تعین حد میں ان کو یہ سعی کرنی لازم ہے کہ ہر ایک فریق کو ایسا فائدہ پہنچ جائے جو موجودہ قانون و رواج کے بدستور نافذ رہنے کی صورت میں اس کو بہ ہیئت مجموعی متواتر کئی سالوں میں پہنچنا ممکن تھا - نیز ان کو یہ بھی مدنظر رکھنا چاہیئے - کہ نو نقد تیرہ ادھار سے بہتر ہوتا ہے مثلاً اگر صدمہ دریا کا زور دائیں کنارہ پر ہے اور اغلب قیاس ہے - کہ آئندہ چند سالوں تک بردی کا اثر ادھر ہی جاری رہے گا تو ایسی صورت میں بائیں کنارہ والے مالکوں کے لئے کچھ رعایت ملحوظ رکھنی چاہیئے - کیونکہ بوجہ کارروائی زیر ایکٹ ہذا وہ بہت سی اراضی سے محروم کئے جا رہے ہیں جس کی نسبت ان کو کامل یقین تھا کہ اگر ہم دست اندازی نہ کرتے تو متواتر کئی سالوں تک ان کی ملکیت میں ایزاد ہوتی رہتی - برعکس اس کے یہ بھی زیر غور رکھنا لازم ہے کہ غالباً چند سالوں کے بعد دریا ادھر سے ہٹ کر دوسری جانب بردی شروع کر دے گا - الغرض قائمی حدود میں ایسے حالات بالمقابل کی بابت معقولیت کے ساتھ فریقین کو جائز رعایت دینی چاہیئے اصل مدعا یہ ہونا چاہیئے - کہ حد ایسی قائم کی جائے کہ کسی فریق کو یہ خیال نہ پیدا ہو کہ ہماری مداخلت کے باعث اس کے مخالف نے کوئی صریح فائدہ اٹھایا"۔

تعین حدود کا اثر حقوق ملکیت پر

۴۲۳ - اگر منظور شدہ حد کے ذریعہ ایک محال کی اراضی دوسرے محال میں منتقل ہوئی تو حقوق مالکانہ بھی ساتھ ہی منتقل ہو جاتے ہیں - مگر ایسی زمین کی صورت میں "جو مزروعہ ہو یا اچھی قابل زراعت ہو - یا اس سے زیادہ مالیت کی پیداوار حاصل ہوتی ہو" تو صاحب کلکٹر کا فرض ہے کہ انتقال حقوق اس وقت تک ملتوی رہنے کا حکم دیں جب تک کہ وہ زمین

---

[1] تجاویز مال گورنمنٹ پنجاب صیغہ عام نمبر ۲۹ ماہ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء۔

واقعی ناقابل زراعت ہو جائے یا اس سے بھاری مالیت کی پیداوار ہونی بند ہو جائے۔ جب کوئی جزو اراضی ناقابل زراعت ہو جانے تو انتقال مکمل ہو جائے گا۔ گویا کارروائی زیر ایکٹ ہذا کا یہ نتیجہ ہو گا کہ اولاً مابین محالات مستقل حدود قائم ہو جائیں گے وثانیاً اکثر صورتوں میں حقوق ملکیت کی پوری وضاحت ہو جائیگی ۔

ادائیگی معاوضہ پر ملکیت فوراً منتقل ہو سکتی ہے

۴۲۴۔ مالکان محال جس میں اراضی مذکور شامل ہوئی ہے یا ان میں سے کوئی جن کے حق میں انتقال ملکیت صاحب کلکٹر کے حکم کے ذریعہ ملتوی کیا گیا ہے صاحب موصوف کے پاس منسوخی حکم مذکور کے لئے درخواست کر کے یہ بھی استدعا کرنے کے مجاز ہیں کہ موجودہ مالکوں کو معاوضہ دلانے پر ان کے حقوق فوراً منتقل کر دئے جائیں۔ صاحب کلکٹر حسب اقتضائے رائے خود ایسی درخواست منظور یا نامنظور کر سکتے ہیں[۵۲] ۔

عدالت ہائے دیوانی کے اختیار سماعت کا اخراج

۴۲۵۔ جو ایزادی دفعہ ۱۵۸۔ ایکٹ مالگذاری میں ہوئی۔ اس کے رو سے کارروائی حدبندی زیر ایکٹ پنجاب نمبر ۱ مجریہ ۱۸۹۹ء کے متعلقہ معاملات عدالت ہائے دیوانی کے اختیار سماعت سے خارج رکھے گئے ہیں[۵۳] ۔

۴۲۶۔ بہرصورت صاحب کلکٹر ہی حدود قائم کرنے کے مجاز ہیں۔

ضابطہ کارروائی

عملاً یہ کام صاحبان مہتمم بندوبست یا ایسے خاص افسر جن کو اختیارات کلکٹر تفویض ہوئے ہیں سرانجام کرتے ہیں اور ان اغراض کے لئے وہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے تابع ہوتے ہیں۔ تاوقتیکہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر منظور نہ کر لیں کوئی حد ایسی قائم مستقل تصور نہ ہو گی[۵۴] ۔

ترمیم آئین نمبر ۱ مجریہ ۱۸۲۵ء

۴۲۷۔ دفعات ۲-۳۔ آئین نمبر ۱ مجریہ ۱۸۲۵ء میں جو ایزادی کی گئی اسکے رو سے حد منتقل قائم ہو جانے کے بعد آئین مذکور کا اثر ساقط ہو جاتا ہے[۵۵] ۔

---

[۵۱] دفعہ (۱۰۱) (ب) (۱) ایکٹ مالگذاری ملک پنجاب ۱۸۸۷ء ۔

[۵۲] دفعہ (۱۰۱) (ج) " " " " ۔

[۵۳] دفعہ ۱۵۸- (۱۸) (الف) ایکٹ مالگذاری ۱۸۸۷ء ۔

[۵۴] دفعہ ۱۰۱- الف (۲) و (۴)- ایکٹ مالگذاری ۱۸۸۷ء ۔

[۵۵] دفعہ (۴) پنجاب ایکٹ نمبر ۱ ۱۸۹۹ء ۔

۴۲۸ - منسوخ کیا گیا -

حدود بغرض اختیار سماعت

۴۲۹ - اصولاً یہ ضروری نہیں کہ حدود اختیار سماعت حدود ملکیت کے مطابق ہی ہوں - حدود اختیار سماعت کے متعلق تین اقسام کی حدود دریائی قابل امتیاز ہیں ؛

(ا) ایک ہی صوبہ کے اضلاع کے مابین -

(ب) مابین دو مختلف صوبہ جات -

(ج) علاقہ ہائے سرکاری اور دیسی ریاستوں کے مابین -

ابتداءً قاعدہ دھار عمیق کو افسران ترجیح دیتے تھے -

۴۳۰ - یہ امر تناقض و قابل اعتراض نہیں ہو سکتا کہ ایک طرف تو حقوق مالکانہ اراضی کے متعلق قاعدہ دھار عمیق کو غیر منصفانہ قرار دیا جائے اور دوسری طرف شد و مد سے اظہار کیا جائے کہ دو اضلاع کے درمیان یا علاقہ ہائے پنجاب اور دیسی ریاستوں کے مابین اس قاعدہ پر عمل کرنا لازمی[۱] ہے - اس کی تائید میں یہ وجہ پیش کی جاتی تھی - کہ حدود بغرض اختیار سماعت ایسی ہونی چاہئیں جو بہت جلدی معین ہو سکیں اور بآسانی قبول کی جائیں[۲] - اور یہ شرائط حد سکندری کے عمل ہی میں پوری ہو سکتی ہیں ؛

ان اضلاع میں جو بر لب دریائے ستلج واقع ہیں حدود اختیار سماعت قاعدہ دھار عمیق پر مبنی رکھی گئیں -

۴۳۱ - ۱۸۶۹ء میں ایک اشتہار[۳] کے ذریعہ قرار دیا گیا کہ تمام ایسے اضلاع کی حد فاصل پر قاعدہ دھار عمیق حاوی ہے جو دریائے ستلج کے کناروں پر واقع ہیں - ایسا کوئی اعلان پنجاب کے دیگر دریاؤں کے متعلق شائع نہیں ہوا - کیونکہ اکثر علاقوں میں یہی

---

[۱] دیکھو رائے مسٹر لیک - بارنس - ملول - وکسٹ صاحبان مندرجہ صفحہ ہائے ۱۱۹۱-۱۱۹۴ - ۱۱۹۵ و ۱۲۰۰ - انتخاب کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر سلسلہ جدید نمبر ۱۵ - البتہ بعض دیگر قابل افسروں کی رائے تھی کہ قاعدہ دھار عمیق جیسا کہ اس کی ترمیم بغرض اطلاق رخ گردانی ہوئی بہتر ہوگا ؛

[۲] مشتبہ حدود اختیارات کے متعلق جو مشکلات ہیں وہ بروئے دفعہ ۱۶ مجموعہ ضابطہ دیوانی - ایکٹ نمبر ۵ مصدرہ ۱۹۰۸ء کم ہو گئی ہیں ؛

[۳] - اشتہار صیغہ مال نمبر ۴۴۳ مورخہ ۶ مارچ ۱۸۶۹ء ؛

میلان تھا کہ حقوق ملکیت کے تصفیہ اور حدود اختیار سماعت کے تعین کرنے کے لئے اسی قاعدہ پر عمل ہونا چاہئے۔

۳۲۴۔ مختلف اضلاع ملحقہ کے دریائی محالوں کے مالکوں کے درمیان

حدود اختیار سماعت و ملکیت کا منطبق ہونا

حد بندی کے متعلق جو تنازعات پیدا ہوتے تھے ان کے تصفیہ میں اکثر تاخیر و مشکلات حائل ہوتی تھیں۔ ان کے باعث اس خیال کو اور بھی تقویت ہوئی کہ اضلاع کی تعین حدود کے لئے قاعدہ حد سکندری زیادہ مناسب ہے۔ لیکن اس میں ان تکالیف کو نظرانداز کیا گیا تھا جو دو مختلف اضلاع میں رقم مالگذاری کے داخل کرنے کے سبب اور دو مختلف عملہ اہلکاران جوڈیشل۔ مال۔ و پولیس کی ماتحتی کی وجہ سے مالکوں کو پیش آتی تھیں۔ اس لئے گورنمنٹ پنجاب نے ۱۸۹۹ء میں کرنیل ڈیس صاحب بہادر کی تجویز کو منظور کرکے ایک اعلان کے ذریعہ یہ قرار دیا کہ جن دو اضلاع کے درمیان دریا حائل ہو ان کی حدود دیہات فاصل کی حدود کے مطابق ہونگی۔ اس طریق پر گویا عمل حد سکندری ان اضلاع میں جاری ہوگیا جہاں بالمقابل دیہات کے حقوق ملکیت کا تصفیہ اس قاعدہ پر کیا جاتا تھا۔ مختلف دریاؤں کے متعلقہ اشتہارات کے ساتھ دائیں بائیں کناروں پر واقعہ محالات فاصل کی فہرستیں شامل کی گئیں ہیں۔ جہاں کہیں ایسا اعلان نافذ ہوکر دریائی محالوں کی حد بندی کے لئے ایکٹ پنجاب نمبر ۱ مصدرہ ۱۸۹۹ء کے تحت کوئی کارروائی عمل میں آئی تو ساتھ ہی اس کے ان ہر دو اضلاع کی حدود بھی مستقل طور قائم ہوگئیں جن میں محالات مذکورہ واقع ہیں۔

لے ۵ دیکھو صفحہ ہائے ۱۳۴۲ لغایت ۱۳۶۵ - انتخاب از کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر سلسلہ جدید نمبر ۱۵۔

سے ۵ جو اعلان ستمبر ۱۸۹۵ء تک جاری ہوئے وہ انتخاب از کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر سلسلہ جدید نمبر ۱۵ کے صفحہ ہائے ۱۰۶ لغایت ۱۰۸ میں درج ہیں۔ البتہ اس کے بعد بھی چند اعلان شائع ہوئے۔ تمثیلاً دیکھو ضمیمہ (ح) رپورٹ بندوبست ڈیرہ غازیخاں مرتبہ مسٹر ڈائیک۔

۴۳۳ - تحصیلات پانی پت و کرنال ہیں دریائے جمنا کے کنارے پنجاب و صوبجات متحدہ کی درمیانی حدود قاعدہ دھار عمیق پر مبنی ہیں - لیکن تحصیل تھانیسر ضلع کرنال و تحصیل جگادھری ضلع انبالہ اور ان کے بالمقابل ضلع گوڑگانوں کی حدود مستقل ہیں ۔

حدود مابین پنجاب و صوبجات متحدہ

۴۳۴ - دریائے راوی و جہلم پر پنجاب و ریاست کشمیر کی مستقل حد مقرر ہے ۔

پنجاب و ریاست جموں کی حد بندی

۴۳۵ - انہی وجوہات کی بنا پر جن کی وجہ سے دو اضلاع کی باہمی حد بندی کے لئے قاعدہ حد سکندری کا عمل لازمی تصور ہوا علاقہ ہائے سرکاری و ریاست ہائے دیسی کی حد بندی کے لئے دوسرے مقامات میں بھی یہی قاعدہ زیادہ ضروری اور مناسب قرار دیا گیا - قاعدہ حد مستقل کو ناقابل عمل تصور کرنے کے باوجود یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہندوستانی ریاست ہائے کے ساتھ مسئلہ حد بندی کے تصفیہ اور لاانتہا ہی تکالیف و تاخیر کو ختم کرنے کے لئے یہی تجویز موزوں تر تھی - لیکن برعکس اس کے حدود اختیار سماعت و حدود ملکیت کے تعین کرنے کے لئے دو مختلف قاعدوں کا عمل مالکان اراضی کے واسطے سخت تکلیف دہ ثابت ہو رہا تھا - اور جب ان کی زمین دو مختلف انگریزی اضلاع میں منتقل ہونے کی بجائے علاقہ سرکاری سے ہندوستانی ریاست کی قلمرو میں منتقل ہوتی تھی - تو ان کی تکالیف اور بھی بڑھ جاتی تھیں ۔

حد سکندری کے فوائد و نقائص

۴۳۶ - ابتداءً انتہائی قاعدہ دھار عمیق کی سخت پابندی کی جاتی تھی جس کی وجہ سے ۱۸۵۷ء میں آٹھ محالات ضلع فیروزپور سے علاقہ ریاست کپورتھلہ میں منتقل ہو گئے - لیکن جناب معلی القاب نواب لارڈ کیننگ صاحب بہادر نے سر جان لارنس صاحب بہادر کی اس تجویز کو نامنظور فرمایا کہ قاعدہ مذکور کو جو اس خاص معاملہ میں مرعی رکھا گیا تھا قاعدہ کلیہ قرار دیا جائے[1] اسی طرح ۱۸۶۰ء میں جناب معلی القاب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر

انتہائی قاعدہ دھار عمیق کا عمل متروک کیا گیا

[1] انتخاب از کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر پنجاب سلسلہ نمبر ۱۵ کا صفحہ ۱۲۴۹ دیکھو ۔

نے باجلاس کونسل ریاست بہاولپور کے تنازعہ کا تصفیہ کرتے ہوئے عمل حد سکندری کی تجویز نامنظور فرمائی - اور قرار دیا کہ یہ فرض کر لینا درست نہیں ہے کہ بلا لحاظ جملہ دیگر حالات و واقعات کے دو قلمروں کے مابین حد بندی کے لئے صرف حد سکندری کا عمل ہی موزوں و مامون ہے البتہ محض بردی کے لئے یہ قاعدہ مناسب ہے لیکن رخ گردانی کے لئے مفید نہیں ہو سکتا - جب ایک دریائے فاصل اپنی موجودہ تہ کو یک لخت چھوڑ کر ایک نئی دہار قائم کرے تو پھر یہ دریا حد فاصل تصور نہیں ہو سکتا ہے - اور اراضی جو اس طرح یکایک الگ ہو گئی بدستور اسی عملداری کے تابع رہے گی جس میں وہ پہلے شامل تھی [۵۱] عالیجناب حضور وزیر ہند نے بھی اس فیصلہ کو منظور فرمایا [۵۲] اور قرار دیا گیا کہ اگست سنہ ۱۸۶۰ء کے بعد تمام "تنازعات ہمچو قسم کا تصفیہ اسی اصول پر ہونا لازمی ہے +

ریاست ہائے بہاولپور و کپورتھلہ کے متعلق عمل حد مستقل اختیار کیا گیا ہے -

۴۳۷ - قانوناً ایکٹ پنجاب نمبر ا مصدرہ سنہ ۱۸۹۹ء حدود ریاست ہائے دیسی کے متعلق حاوی نہیں ہے - لیکن ایکٹ مذکور نافذ ہونے کے بعد علاقہ سرکاری و قلمرو کپورتھلہ کے درمیان باہمی رضامندی سے دریا بیاس و ستلج پر حد مستقل قائم کی گئی ہے - اسی طرح دریائے ستلج اور سندھ پر پنجاب اور بہاولپور کے علاقوں کی بھی مستقل حد بندی کر دی گئی ہے اور اس طرح ہمیشہ کی دقت رفع ہو گئی ہے +

دیہات لب دریا کی خاص تشخیص مالگذاری

۴۳۸ - پنجاب کے سات دریاؤں اور مختلف پہاڑی نالوں کے اثر سے ایسے محالات کی پیداوار جو ان کے کنارہ پر واقع ہیں بالکل بے ثبات و ناقابل اعتبار ہو جاتی ہے - اس لئے ایک ایسا اصول قائم کرنا لابدی اور

---

۵۱ مراسلہ نمبر ۳ مورخہ ۱۶ جنوری سنہ ۱۸۶۲ء متعلقہ خط و کتابت کے لئے دیکھو صفحات ۱۲۴۹ - ۱۲۵۰ - انتخاب از کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر پنجاب سلسلہ جدید نمبر ۱۵ +

۵۲ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا کتابی سرکلر نمبر ا سنہ ۱۸۶۳ء +

ضروری تصور ہؤا جس کے ذریعہ ایسے دیہات کا مطالعہ مالگذاری وقتاً فوقتاً ترمیم کیا جا سکے۔ تجربہ سے ثابت ہؤا کہ صدمہ دریا کی وجہ سے بعض بڑے علاقوں میں تغیر وتبدل ایسی جلدی جلدی اور وسیع پیمانہ پر ہوتا ہے کہ وہاں جمع مستقل کی بجائے غیر مستقل تشخیص کا رواج ہی کارآمد و مفید ہو سکتا تھا جس کے باعث فصل بہ فصل سالم مطالبہ کی مکرر تشخیص ہو سکتی تھی[51]۔ دیگر مقامات میں مستقل مطالبہ کو قائم رکھنے کی یہ تجویز کی جاتی تھی کہ صرف ایسے حصہ محالات کی جمع سالوار ترمیم کر دی جاتی تھی جس کی حیثیت ومقدار رقبہ میں تغیر وتبدل واقع ہوتا رہتا تھا۔ الحاق سے چند سال بعد تک یہ عمل کل صوبہ میں جاری تھا اور بہت سے حصص میں اب تک بھی مروج ہے ٭

۴۳۹ - ۴۴۱ - منسوخ کیئے گئے ٭

موجودہ احکام

۴۴۲ - مطابق دفعہ ۵۹ - ایکٹ مالگذاری حسب ذیل عام احکام جاری ہوئے ہیں ٭

(الف) - اگر کسی محال کی اراضی کو جس پر مالیہ ادا کیا جاتا ہے پانی یا ریگ مار کی وجہ سے نقصان یا فائدہ پہنچے تو محال کی رقم مالگذاری میں جو از روئے تشخیص روان واجب الوصول ہو ان ہدایات کے مطابق کمی بیشی کی جائے گی جو اس بارہ میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر بمنظوری لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً جاری کریں ٭

(ب) - ہر ایسی حالت میں مالیہ اراضی کی باچھ کھاتہ ہائے ملکیت پر ترمیم کی جائے گی تاکہ جس کھاتہ کی اراضی کو نقصان یا فائدہ پہنچا ہے اس کی ذگی رقم میں بھی ویسی ہی کمی بیشی ہو جائے[52] ٭

خاص سقامی قواعد کی اجراء کے باعث عام قواعد کی تنسیخ

۴۴۳ - سابقہ قواعد تشخیص کے نقائص فقرہ ۴۵۵ ہدایت نامہ بندوبست میں بیان کئے گئے ہیں۔ انہی نقصوں کی وجہ سے اکثر اضلاع میں ان عام

---

[51] دیکھو ستائیسویں فصل ہدایت نامہ بندوبست ٭

[52] فقرہ ۲۵۵ ہدایت نامہ بندوبست ٭

قواعد کو منسوخ کر کے ان کی بجائے مقامی حالات کے مناسب حال خاص قواعد جاری کئے گئے ہیں - ان جدید قواعد کے ضروری خواص فقرہ متذکرہ صدر ہدایت نامہ بندوبست میں درج ہو چکے ہیں[1] - سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۶ مجریہ ۱۹۱۰ء میں وہ عام قواعد مرقوم ہیں - جو زیر دفعہ ۵۹ - ایکٹ نمبر ۱۷ مصدرہ ۱۸۸۷ء وضع کئے گئے - یہ قواعد ان اضلاع میں بمنزلہ ہدایات صاحب فنانشل کمشنر بہادر قابل العمل ہیں - جن کے لئے کوئی خاص قواعد مرتب نہیں ہوئے ٭

تشخیصات بردبرآمد کی عمیق نگرانی

۴۴۴ - خاص مقامی قواعد میں نہ صرف بردبرآمد کے متعلق پرتہ تشخیص ہی مقرر کیا گیا ہے - بلکہ حرکت دریا کے باعث جو نقصان یا فائدہ پہنچتا ہو اس کو قلمبند کرنے کے لیے ضروری ضابطہ کارروائی بھی ان میں درج کیا گیا ہے کاغذی تحریر کے لحاظ پر یہ طریق کتنا ہی مکمل کیوں نہ تصور ہو - اس کی عملی کارروائی ہمیشہ سخت احتیاط کی محتاج رہے گی - اور اعلیٰ افسران ضلع کو اس کے متعلق تحصیلدار و دیگر عملہ ماتحت کے کارروائی کی اچھی طرح نگرانی کرنی لازم ہے ٭

عام ہدایات

۴۴۵ - جس پیمائش پر سالانہ ترمیم تشخیص کا انحصار ہوتا ہے - وہ بہت وقت لیتی ہے - اور چوکس بیٹھ ہیں جو نہی کہ پٹواری نے گرداوری خریف ختم کرنے کے بعد انتقالات درج رجسٹر کر لئے ہوں اور فرد یا جمعبندی سالانہ مرتب کر لیا ہو - اس کو پیمائش کا کام شروع کر دینا چاہئیے - صاحب ڈپٹی کمشنر کو یا کسی ماتحت اسسٹنٹ کمشنر یا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو اصالتاً ہر ایک محال ملاحظہ کرنا چاہیے - جس کی ترمیم جمع مطلوب ہو - اس کام کا زیادہ حصہ افسر مال پر پڑتا ہے - لیکن جہاں کام بھاری ہو تو کسی علاقہ کی بردبرآمد کی پڑتال عملہ صدر کے کسی دوسرے افسر کے تفویض کر دینی چاہیے - البتہ ہر ایک محال کی بابت آخری احکام

---

[1] نیز دیکھو انتخاب از کاغذات صاحب فنانشل کمشنر بہادر سلسلہ جدید نمبر ۴ و ۱۹ ٭ ۵۲ دیکھو فقرہ ۱۰ - سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ ٭

صاحب کلکٹر خود[۱] صادر کریں گے ؛

۴۷۶ - بردو برآمد کی وجہ سے جو تغیرات واقع ہوئے ہوں -

نقشہ جات سالانہ

ان کا گوشوارہ صاحب کمشنر کی خدمت میں وسط اپریل تک پہنچ جانا چاہیئے - پھر ہر ضلع کے گوشواروں کی مدد سے صاحب کمشنر سالم قسمت کا گوشوارہ مرتب کر کے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں - ان احکام کی بناپر جو صاحب موصوف ان گوشواروں پر صادر فرمائیں قسط بندی میں تغیرات کا عمل درآمد کیا جاتا ہے ؛

---

[۱] دیکھو اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبر ۱۸ - آر اینڈ اے مورخہ یکم مارچ ۱۸۸۸ء ؛

تیرھویں فصل

تقسیم

جمہور دیہہ کی شاملات اراضی

۴۴۷ - جمہوریت دیہہ اور کم از کم ابتدائی صورت میں ایسی جمہوریت کی ایک ضروری خاصیت یہ ہے کہ جماعت مالکان کی ملکیت کا ایک جزو بطور شاملات دیہہ رکھا جائے۔ آبادی دیہہ مویشیوں کی چراگاہیں اور بعض اوقات چاہات آبنوشی عموماً مشترک ملکیت ہوتے تھے۔ شاملات دیہہ کے حصہ رسدی کے علاوہ اکثر ہر ایک جزو محال (طرف - پتی یا بنہ) کی علیحدہ شاملات بھی ہوتی تھی۔ ہمارے ریونیو افسروں نے اس قسم کی مشترکہ ملکیت دیہہ کا اصول صوبہ پنجاب کے ان حصص میں بھی رائج کر دیا جہاں حقیت ایک بالکل مختلف قسم کی تھی اور دیہاتی طریق کا پیوند جبراً لگایا گیا تھا[1]۔

دیگر کھاتہ جات مشترکہ

۴۴۸ - علاوہ ان مشترک کھاتوں کے جن میں جملہ مالکان محال یا طرف کے تمام مالکوں کا تعلق ہوتا ہے اکثر اور بھی ایسے کھاتے موجود ہوتے ہیں جن کے مالک کئی حصہ دار ہوں شمالی مغربی ہندوستان میں یا کم از کم ایسے علاقوں میں جہاں حقیقی جمہور دیہہ کا وجود ثابت ہے ہندوستانی طرز خیال کے مطابق ایک فرد خاندان کی بجائے کل خاندان کو اراضی میں حقوق ملکیت حاصل ہوتے ہیں[2]۔ چنانچہ ابتدائی اشتمال حقیت کی تیاری کے وقت مشترکہ خاندان کے کھاتہ جات عام تھے - باوجودیکہ ہمارے اصول قانون و طریق مالگذاری

---

[1] دیکھو فقرہ ۱۶۶ ہدایت نامہ بندوبست ۔

[2] دیکھو فقرہ ۱۲۰ (۹) ہدایت نامہ بندوبست و فقرہ ۱۲ کتاب ہذا ۔

کا قدرتی رجحان یہی رہا ہے کہ مشترکہ کھاتوں کی بجائے واحد ملکیت کے کھاتے قائم کئے جائیں۔ لیکن اب بھی بیشمار مشترکہ کھاتے موجود ہیں۔ چونکہ قانون وراثت کی بناء پر ہر ایک پسر اور بصورت عدم موجودگی پسران کے ایک ہی درجہ کے یک جدیاں ذکور میں سے ہر ایک شخص ایک متوفی مالک کے ترکہ اراضی میں مساوی حصہ پانے کا مستحق ہوتا ہے اس لئے سابقہ واحد ملکیت کے کھاتے بھی مکرر مشترکہ کھاتہ جات بن رہے ہیں جب کبھی کوئی مالک بجائے خاص قطعات اراضی کے اپنے کھاتہ ملکیت کا کوئی حصہ بیع یا رہن یا قبضہ کرتا ہے تو بھی ایک کھاتہ مشترکہ قائم ہو جاتا ہے۔

۴۴۹ - آبادی بڑھنے کے سبب اور زراعتی منفعتوں کی ابزادی کے باعث بعض وقت مالکان دیہہ کو علٰحدہ علٰحدہ قبضہ کرکے شاملات دیہہ یا شاملات پتی کو توڑ کرنے کی تحریک و تحریص ہوتی ہے اور بالطبع آخر کار تقسیم کا تقاضا ہونے لگتا ہے نیز تنازعات خانگی و دیگر مختلف قسم کی بندشیں اور مشکلات جو بالا شتراک ملکیت کا لوازمہ ہیں شرکاء کھاتہ کو تقسیم کی رغبت دلاتے رہتے ہیں۔

کھاتہ جات مشترکہ کی تقسیم کا عام میلان

۴۵۰ - ریسیم ویش۔ یعنے گاؤں کی یا قوم کی اراضیات کی از سر نو میعادی تقسیم جو شرقی و غربی ممالک کی قدیمانہ انواع حقیت اراضی کا دلچسپ خاصہ تھی آجکل پنجاب سے تقریباً معدوم ہو چکی ہے البتہ جہاں اس کا رواج اب تک موجود ہو وہاں بروے احکام ایکٹ مالگذاری اس کا پورا عمل درآمد ہو سکتا ہے۔[۱]

ویش

۴۵۱ - خانگی تقسیمیں اکثر عمل میں آتی رہتی ہیں لیکن ان کی نسبت ہمیشہ یہ اندیشہ رہتا ہے کہ کوئی حصہ دار کھاتہ ناخوش ہو کر یہ اظہار کردے کہ محض سہولت کاشت کے لئے ایسی تقسیم کی گئی تھی اور مستقل تقسیم کی غرض نہ تھی۔ بالخصوص جبکہ رقبہ شاملات دیہہ وسیع اور تعداد شرکاء بیشمار ہو تو عموماً مالکان افسران مال کی خدمت میں

خانگی تقسیم

[۱] دیکھو فقرہ ۱۵۸ ہدایت نامہ بندوبست۔

درخواست تقسیم پیش کرتے ہیں۔ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کو اختیار ہے کہ کسی فریق واسطہ دار کی درخواست گذرنے پر مناسب تحقیقات کے بعد خانگی تقسیم کو برقرار رکھے[۵]۔ خواہ کوئی باضابطہ درخواست تقسیم نہ بھی گذرے تو بھی پٹواری کا فرض ہے کہ جب کسی رضامندی کی تقسیم کا عمل درآمد شروع ہو تو اس واقعہ کو بغرض حکم ریونیو افسر فوراً درج رجسٹر انتقال کرے۔ ایسے انتقالات پر احکام صادر کرتے ہوئے اس امر کی احتیاط کرنی لازم ہے کہ فریقین کے خلاف خواہش عارضی انتظام کاشت کو حقوق مالکانہ کی مستقل تقسیم قرار نہ دیا جائے۔ ممکن ہے کہ کسی کھاتہ مشترک کے بعض حصہ دار کئی سالوں تک اپنی سالم حصہ رسدی سے کم رقبہ پر قبضہ کاشت رکھنے پر قانع رہیں۔ لیکن اپنے حقوق ملکیت کے کسی جزو کو ترک کرنا منظور نہ کرتے ہوں۔ اگر اُن میں سے کوئی شخص اندراج تقسیم مبینہ کی بابت معترض ہو اور افسر تصدیق کنندہ کی رائے میں عذر مذکور جائز ہو تو داخل خارج نامنظور کرکے فریق خواہاں تقسیم کو ہدایت کرنی چاہیئے کہ وہ زیر دفعہ ۱۲۳۔ ایکٹ مالگذاری چارہ جوئی کرے۔ اگر افسر تصدیق کنندہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ عذر مذکور فضول اور محض تکلیف دہی پر مبنی ہے اور کہ واجبی و قرین انصاف طور پر تقسیم خانگی فی الواقعہ عمل میں آچکی ہے تو اس کو لازم ہے کہ عذر مذکور اور اس کی تردید کی نسبت اپنی تجویز قلمبند کرکے کاغذات افسر مال کے پاس یا کسی اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کے پاس جس کو صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایسے مقدمات کے تصفیہ کا اختیار دیا ہوا ہو بمراد صدور حکم بھیج دے۔

مکمل و نامکمل تقسیم

۴۵۲۔ تقسیمیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ مکمل و نامکمل۔ مکمل تقسیم کی صورت میں جملہ حقوق و ذمہ واریاں کلیتہً جدا جدا ہو جاتے ہیں۔ یہ طریق پنجاب میں سخت ناپسندیدہ تصور ہوتا ہے۔ ا عد بجز صریح

---

[۵] دفعات ۱۲۳ و ۱۲۶۔ ایکٹ ۱۷ مصدرہ ۱۸۸۷ء اس فصل کے تحتی نوٹوں میں دفعات محولہ سے ایکٹ مالگذاری کی دفعات اور صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۷ کے فقرات مراد ہیں۔

منظوری صاحب فنانشل کمشنر بہادر یہاں اس کا عمل درآمد نہیں[۵۱] ہو سکتا
تقسیم نامکمل سے کھاتہ منقسمہ کی مالگذاری کے متعلق شرکا کی ذمہ واری مشترک
میں کوئی فرق نہیں پڑتا ہے اور نہ اس سے کوئی نیا محال پیدا ہوتا ہے[۵۲] مشترک
ذمہ واری کی شرط عملاً "بہت اہم خیال نہیں ہوتی ہے - افسر تقسیم کنندہ
کے لئے لازمی ہے - کہ تقسیم شدہ کھاتہ کا مالیہ جدید کھاتوں پر باچھ
کرے[۵۳] - اگر بصورت تقسیم مکمل رقم مالیہ کی باچھ میں قریباً "یا سہواً" غلط ہوئی
ہو تو لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ غلطی کے ظہور سے بارہ سال کے اندر
جدید باچھ کا حکم دے - جدید باچھ کے لئے حتی الامکان ہر ایک محال
کی واصلات کا جو بوقت تقسیم ہو سکتی تھی صحیح اندازہ و تخمینہ لگانا
واجب[۵۴] ہوگا ؎

۴۵۴ - آبادی دیہہ بجز اس نادر صورت کے جب ایسی پر جمع تشخیص کی گئی ہو خارج از تقسیم رہنی چاہیئے[۵۵] - اور اگر آبادی زیر تشخیص مالیہ ہو تو بھی اسسٹنٹ کلکٹر[۵۶] اس کی تقسیم سے انکار کرنے کا مجاز ہے

وہ جائداد جو تقسیم سے لازماً خارج رہنی چاہیئے - یا رکھی جا سکتی ہے -

نیز گاؤں کے ارد گرد کی ایسی اراضی کی تقسیم سے انکار کرنا جائز و درست ہوگا جو مویشیوں کے کھڑا ہونے کی جگہ یا چارہ و کھاد کے احاطہ کے

---

۵۱ دفعہ ۱۱۰ (۱) نیز مقابلہ ہو فقرہ ۱ - سرکلر کتابی صاحب فنانشل کمشنر بہادر نمبر ۵۴ مصدرہ ۱۸۶۰ء - فقرہ ۱ و ۲ باب سیزدہم قواعد زیر ایکٹ نمبر ۳۳ مجریہ ۱۸۷۱ء ؎

۵۲ دفعہ ۱۱۰ (۱) ؎

۵۳ دفعہ ۱۲۰ (۱) ؎

۵۴ دفعہ ۱۲۰ (۳) ؎

۵۵ دفعہ ۴ (۱)، تقسیم آبادی کے لئے دیوانی نالش رجوع ہو سکتی ہے - لیکن صرف ایسی سفید زمین یا گورہ دیہہ کی بابت کامیابی تقسیم کی توقع ہو سکتی ہے جو کسی شخص کے قبضہ میں نہ ہو اور نہ ہی اس کو باشندگان دیہہ کسی کام میں لاتے ہوں" اس سوال کے قانون متعلقہ کی توضیح فیصلہ دیوانی نمبر ۱۱۷ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۴ء میں کی گئی ہے ؎

۵۶ دفعہ ۱۱۲ (۲) (ج) ؎

طور پر استعمال ہو رہی ہو۔ قبرستان اور عبادت گاہیں تقسیم نہیں ہو سکتی ہیں تاوقتیکہ مالکان ان کی تقسیم میں رضامند نہ ہوں اور اپنی رضامندی کا تحریری اقرارنامہ داخل نہ کریں[1]۔ بند یا پانی کی کول یا کنواں یا تالاب یا اراضی جو تالاب مذکور کا بہاؤ ہو یا چراگاہ تقسیم سے مستثنیٰ رکھی جاسکتی ہے[2]۔ خشک بارانی علاقوں میں جہاں کے باشندے آبنوشی کے لئے و نیز مویشیوں کو پانی پلانے کے لئے تالابوں پر انحصار رکھتے ہیں یہ امر نہایت ضروری ہے کہ ایسے بنجر قطعہ کو جس پر تالاب کا پانی بہم پہنچانے کا مدار ہو کاشت سے بچایا جائے خواہ زمین کے لالچ کے باعث مالکان اس قطعہ کو تقسیم کرنے کے لئے ازحد آرزومند ہوں۔ اگر شرکا دیہہ میں سے کوئی شخص بعدہ ایسے مستثنیٰ شدہ ٹکڑہ پر ناجائز تصرف کرے تو کسی دوسر حصہ دار کی درخواست پر اس کو بیدخل کیا جاسکتا ہے[3]۔ اس بات کا تصفیہ کرنے کے لئے کہ تقسیم سے مستثنیٰ رکھنے کا اختیار جو بروے دفعہ ۱۱۲ (۲) عطا کیا گیا ہے برتا جائے یا نہیں صرف مالکوں ہی کی خواہشوں و مفاد کو مدنظر رکھنا ضروری نہیں ہے بلکہ اس امر کا بھی لحاظ ہونا چاہیے کہ دیگر باشندگان دیہہ مثلاً کمین وغیرہ کو جو مشترک جائداد کے استعمال کرنے کے عادی ہو چکے ہیں ایسی تقسیم کے باعث تکلیف پہنچنے کا احتمال تو نہیں ہے جب اس قسم کی کوئی جائداد خارج از تقسیم رکھی جائے تو اسسٹنٹ کلکٹر پر قرار دینے کا مجاز ہے کہ شرکا دیگر اشخاص و اسطے دار اس کو کہاں تک اور کس طریق سے استعمال کر سکیں گے اور کس نسبت سے اس کے متعلق مصارف برداشت کریں گے یا کس حصہ رسدی کے مطابق جائداد مذکور کے منافع سے مستفید ہونگے[4]"۔

۴۵۴ - کھاتہ جات دخیلکار کی تقسیم کا بھی ریونیو افسروں کو

کھاتہ جات مزارعان و دخیلکار

---

[1] دفعہ ۱۱۲ (۱)۔

[2] دفعہ ۱۱۲ (۲) (۱) (ب)۔

[3] دفعہ ۱۵۰۔

[4] دفعہ ۱۱۹۔

اختیار دیا گیا ہے - اگر دخیل کاران مشترکہ کھاتہ دخیلکاری تقسیم کرانا چاہیں تو لازم ہے کہ مالک کے عذرات سماعت کئے جائیں - اور اگر اس کے عذرات معقول ہوں تو تقسیم سے قطعاً انکار کرنا چاہیئے[1] اگر کھاتہ دخیلکار تقسیم بھی ہو جائے تو صاحب زمین کی صریح اجازت کی بدوں کھاتہ مذکور کا لگان ادا کرنے کے متعلق سابقہ شرکا کی مشترک ذمہ داری ساقط نہ ہوگی[2] - اسی طرح تقسیم کی نسبت ایک مزارعہ دخیلکار بھی عذر کر سکتا ہے جس کے کھاتہ کے ٹکڑے ہو کر زمین چار صاحبان زمین کے تحت آنے سے اس کو ہر ایک صاحب زمین کو علیحدہ علیحدہ لگان دینا پڑے - اس لئے بروئے قانون یہ شرط رکھی گئی ہے کہ اگر کسی کھاتہ رہنی کے ایسے ٹکڑے ہو رہے ہوں تو بشرطیکہ مزارعہ دخیلکار تقسیم میں رضامند نہ ہو یہ امر اس کھاتہ کے متعلق مالکان کے استحقاق تقسیم سے انکار کی کافی وجہ ہو سکتا ہے[3]

۵۵۸ - ہر ایک حصہ دار ملکیت یا کسی کھاتہ دخیلکار کا مزارعہ مشترک
کون شخص تقسیم کی درخواست کر سکتا ہے
تقسیم کی درخواست کرنے کا مجاز ہے اگر -

(۱) - جمعبندی اخیر میں وہ حصہ دار درج ہو -

(ب) یا حصہ مذکور کی بابت اس کا حق بربنائے کسی ڈگری عدالت قرار پا چکا ہو -

(ج) یا ان تمام اشخاص نے جو حق مذکور کے اقبال یا انکار سے واسطہ رکھتے ہوں درخواست دہندہ کے حق کو بذریعہ تحریری اقرار نامہ کے تسلیم کیا ہو[4]

محض یہ امر کہ ایک شخص بمنشار دفعہ ۳ (۲) ایکٹ مالگذاری مالک اراضی کی تعریف میں آتا ہے - استحقاق تقسیم پیدا نہیں کرتا تاوقتیکہ وہ

---

[1] دفعہ ۱۱۲ (۴)

[2] دفعہ ۱۱۰ (۲)

[3] دفعہ ۱۱۲ (۳)

[4] دفعہ ۱۱۱ نیز دیکھو صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کا سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۷

شخص منجملہ شرائط مندرجہ صدر کسی نہ کسی شرط کو پورا نہیں کر سکتا ہے[1]

ضابطہ کارروائی مقدمات تقسیم

۴۵۶ - مقدمات تقسیم کا فیصلہ محض ایسے ریونیو افسر کر سکتے ہیں جو اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کے مرتبہ سے کم نہ ہوں اور بالعموم افسر مال ہی ان کی سماعت کرتا ہے کسی افسر کو جس کو بذات خود تصفیہ مقدمہ کا اختیار نہیں ہے درخواست تقسیم نہیں لینی چاہیئے - درخواست گزرنے پر افسر مجاز یا تو خود تمام تحقیقات کریگا یا اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم یعنی تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کے پاس بغرض رپورٹ روانہ کرے گا - بطور قاعدہ کلیہ طریق موخر الذکر ہی بہتر ثابت ہوا ہے - لیکن جس افسر کے پاس درخواست رجوع ہوئی ہو وہ خود ہی تمام کارروائی کے باضابطہ ہونے کا ذمہ دار ہے - اس کو افسر ماتحت کی کارروائی پر جس کے پاس تحقیقات کے لئے مقدمہ بھیجا گیا ہو - بخوبی نگرانی رکھنی چاہیئے - تقسیم کے متنازعہ مقدمات میں اگر کوئی افسر تحصیلدار کی رپورٹ آنے ہی پر احکام صادر کرنے پر اکتفا کرتا ہے اور فریقین کو اپنے روبرو طلب نہیں کرتا اور نہ ہی حسب ضرورت تقسیم طلب زمین کا معائنہ کرتا ہے تو وہ یقیناً اپنے فرائض کی بجا آوری میں قاصر رہتا ہے ٭

کارروائی تقسیم کے عام نقص

۴۵۷ - ابتداءً مالی کام کی کسی شق میں ایسی بے احتیاطی نہیں ہوتی تھی جیسا کہ کارروائی تقسیم میں دیکھی گئی تھی - عدم توجہی سے بیجا توقف واقع ہو جاتا تھا - طریقہ تقسیم کو واضح طور پر تجویز کرنے کی طرف یا جو زمین ہر ایک شریک کے حصہ میں ڈالی جاتی تھی اس کی صحیح حدود کی وضاحت کرنے میں یا متعلقین کو اس کی پوری پوری نشاندہی کی طرف کماحقہٗ احتیاط نہیں ہوتی تھی - بظاہر مکمل کاغذی تقسیم کے مطالعہ اکثر یہ دیکھنے کا اتفاق ہوتا تھا - کہ موقعہ پر عمل قبضہ ان قطعات کے مطابق نہیں ہے جو بروئے مثل کسی حصہ دار کے نامزد ہوئی ہیں - چند گذشتہ سالوں میں حالات کچھ

---

[1] جن واقعات پر ایک قابض مرتہن تقسیم کھاتہ مشترکہ کی استدعا کر سکتا ہے ان کی صراحت فیصلہ مال نمبر ۴ سنہ ۱۹۰۸ء میں کی گئی ہے ٭

سدہر گئے ہیں۔لیکن افسر مال اور صاحب ڈپٹی کمشنر کو پوری نگرانی کرنی چاہیئے۔کہ بیجا توقف نہ واقع ہو اور تقسیم مناسب طریق پر عمل میں آوے اور بعد منظوری اس پر جلدی اور پورا عملدرآمد ہو۔حسب ذیل امور کی نگہداشت پر اصرار کرنا لازمی ہے کہ افسر تحقیقات کنندہ اس موضع کے اندر یا اُس کے قریب جس میں اراضی تقسیم طلب واقع ہے مقدمات تقسیم کی کارروائی کیے[1]۔اور مجوزہ طریقہ تقسیم واضح ہے۔اور افسر مال کے صادرہ احکام صاف ہیں اور ان میں بغرض تقسیم واقعی ایسے مدارج کی بالتفصیل تشریح کی گئی ہے جن سے آیندہ تنازعات پیدا ہونے کا اندیشہ نہ رہے۔جن مقدمات میں بہت سے حصہ داروں کا تعلق ہو ان کی ابتدائی پیشی بالضرور اس موضع میں یا اس کے قریب دی جائے جس میں وہ زمین واقع ہے۔جب کا عذرات تقسیم مرتب ہو چکیں لیکن ابھی عذرات سماعت کرنے باقی ہوں تو اس موضع میں جانا ضروری ہوگا ایک بڑے موضع کی مشاملات دیہہ کے تمام شرکاء سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ وہ ایک ہی دن تحصیل میں حاضر ہو سکیں اور نہ ہی ان قطعات کے ملاحظہ کرنے کے بغیر جو ہر ایک شریک کے حصہ میں ڈالے گئے ہیں عذرات تقسیم کا کما حقہٗ تصفیہ ہو سکتا ہے۔

کس طرح تاخیر رفع ہو سکتی ہے

۷۵۸۔ ابتدائی مرحلہ پر عذرداران تقسیم سے بنائے تنازعہ کی اصلیت دریافت نہ کرنا تاخیر و غلط فیصلہ کا موجب ہوتا ہے۔ایسا افسر جو آغاز کارروائی میں فریقین کے مکمل بیانات احتیاط سے موقعہ پر قلمبند کرتا ہے اس قسم کی غلطی میں نہیں پڑتا۔پیچیدہ مقدمات تقسیم کا بہت عرصہ تک بغرض غور ملتوی رہنا ناگزیر ہے تساہل و توقف کے میلان کو دور کرنے کا سب سے بہتر طریق یہ ہو سکتا ہے کہ وقتاً فوقتاً صاحب ڈپٹی کمشنر ہر ایک تحصیل کی چند زیر غور امثلہ کی پڑتال کیا کریں۔

قرین انصاف حکم صادر کرنے کے لئے احتیاط لازمی ہے

۷۵۹۔ بعض افسر مبہم احکام صادر کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔مثلاً تقسیم بلحاظ ناقص

[1] دیکھو فقرہ ۷۴۴ کتاب ہذا۔

دہ قابل عمل ہیں آئے اگر جمعبندی میں سب زمین کی قسم ایک ہی درج ہے ۔ لیکن فی الواقع بعض ٹکڑوں کی مالیت و حیثیت میں فرق ہو اور ابتدائی فیصلہ سے پہلے اقسام کی ترمیم لازمی و ضروری ہو تو قبل از تجویز طریقہ تقسیم اقسام کی تفریق کر دینی چاہیئے ۔ یہ امر ہمیشہ قرین انصاف نہیں ہوتا کہ ہر ایک حصہ دار کو ہر ایک قسم اراضی سے اس کا حصہ رسدی پورا کر دیا جائے کیونکہ ممکن ہے کہ جب کھاتہ مشترکہ تھا تو ایک حصہ دار نے ایک جزو اراضی کو احداث چاہ یا پانی کی کھال کھودنے کے ذریعہ قابل آبپاشی بنایا ہو یا بند لگانے سے اس کی حیثیت مالیت میں ترقی کی ہو ۔ وہ اراضی جن کی موجودہ حیثیت کسی خاص حصہ دار کی کوشش کا نتیجہ ہے حتی الامکان اسی کے قبضہ میں رہنے دینی چاہیئے ۔ ایسی صورت میں بعض اوقات یہ انتظام مناسب ہوگا کہ جس حصہ دار نے کسی زمین کی ترقی حیثیت کی ہے وہ اسی شخص کے نام درج کی جائے اور دیگر شرکار کو ناترقی شدہ زمین کا زیادہ رقبہ دیا جائے ۔ اگر حصہ رسدی کے اصول کے پورے پورے اطلاق سے زائد از ضرورت چھوٹے اور منتشر ٹکڑے یا کھیت بنتے ہوں تو حصہ داران کو اس امر کی ترغیب دینے کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ کہ وہ اپنا پورا پورا حصہ لینے سے باز رہیں ۔ انہیں اس امر سے آگاہ کر دینا چاہیئے کہ کھاتہ جات کی ایسی تقسیم میں ترقی زراعت کے نقطہ نظر سے کئی قسم کے نقصانات ہیں ۔ مثلاً اس طرح سے کاشتکار کی محنت اور اس کا وقت ضائع ہوتا ہے ۔ اور زمین تک آنے جانے میں بیلوں کو زیادہ کام کرنا پڑتا ہے ۔ پانی ضائع ہوتا ہے اور بعض اوقات سیم کا بھی خطرہ ہے کیونکہ کوئیں یا نہر سے پانی بذریعہ زائد از ضرورت لمبے ۔ ٹیڑھے اور ناہموار نالیوں کے لانا پڑتا ہے ۔ کوئیں لگانے نکاس نکالنے اور ہموار کرنے اور دیگر زراعتی ترقیات کا کام زیادہ مشکل ہو جاتا ہے ۔ اور چھوٹے کھیتوں میں بسا اوقات ترقی یافتہ اوزاروں اور کلوں کا استعمال نہیں ہو سکتا ۔ اگر یہ تمام باتیں سمجھنے کے باوجود بھی حصہ داران مساوی حصہ رسدی کے اصول کی پوری پوری پابندی پر زور دیں ۔ تو زیر دفعہ ۱۱۸ ۔ ایکٹ مالگذاری ریونیو افسر مجاز ہے ۔ کہ اگر اس کی رائے میں واقعات مقدمہ کے مطابق اسی اصول کی پیروی ناموزوں ہے ۔ تو اس مطالبہ کو رد کر دے ۔

اور اس کی بجائے مصرحہ انحرافات کو جائز قرار دے۔

۴۶۰ - چند خاص صورتیں جن میں ریونیو آفیسر حسب اقتضائے

تقسیم سے انکار کرنے کا عام اصول

رائے خود تقسیم سے انکار کرسکتا ہے اوپر بیان کی گئی ہیں۔ مزید برآں دفعہ ۱۱۵ - ایکٹ مالگذاری کے رو سے درخواست نامنظور کرنے کا ایک عام اختیار دیا گیا ہے جس کی بنا پر شرکاء و دیگر متعلقین کے اظہار سننے کے بعد اگر ریونیو افسر کی رائے میں قطعاً نامنظوری تقسیم کے لئے کافی اور عمدہ وجہ ہو تو انکار کی وجوہات قلمبند کرکے درخواست نامنظور کرسکتا ہے۔ اس اختیار کو جابرانہ اور بے قاعدہ طور پر برتنا درست نہیں ہے بالعموم انکار کا حکم وجوہات مندرجہ فقرات نمبر ۴۵۳-۴۵۴ میں سے کسی ایک پر مبنی ہونا چاہئے - اگر مخالفان تقسیم ان کے علاوہ کوئی اور معقول وجہ پیش کررہے ہیں تو اسسٹنٹ کلکٹر کے لئے ایسی دیگر وجوہات بھی مانع انکار نہیں ہوسکتی ہیں - مثلاً اگر وہ دیکھے کہ بہت سے کھاتہ جات جدید جو تقسیم شاملات دیہہ سے بنیں گے - اس قدر قلیل ہیں کہ وہ ان حقداروں کے مفید مطلب نہیں جن کو دے جائیں گے - تو لازم ہے کہ وہ کھاتہ وار تقسیم منظور کرنے سے انکار کرے اور یا تو درخواست بالکل نامنظور کردے یا پتی وار تقسیم کا حکم دیوے اور ہر پتی کو اس کے حصہ شاملات دیہہ کا علیحدہ قبضہ دیا جاوے

۴۶۱ - بیوگان کے استحقاق تقسیم کی بابت اکثر دیگر شرکار سخت

استحقاق بیوگان

مخالفت کرتے ہیں - پنجاب کی زراعت پیشہ اقوام میں بروئے قاعدہ کلیہ ایک لاولد مالک کی اراضی میں بیوگان کا حق وراثت تاحیات ہی رہتا ہے - گو اس کا حق مسلم ہے تاہم وارثان بازگشت کی نظروں میں خار کی طرح کھٹکتا ہے - اگر بیوہ کی ملکیت ایک حصہ کھاتہ مشترکہ تک محدود ہو تو ورثا اس خوف سے اس کو علیحدہ قبضہ دینے سے سخت مخالف ہوتے ہیں کہ وہ اس کا پورا تردد وانتظام نہیں کرسکے گی - اور آخرکار غالباً منتقل ہونے پر آمادہ ہو جائے گی اور لیبا اوقات یہ خطرہ بے بنیاد نہیں ہوتا - برعکس اس کے جب تک کھاتہ تقسیم نہ ہو بیوہ کو اپنا پورا حصہ پیداوار حاصل کرنے میں بڑی دقت پیش آتی ہے - اگر رواج عام کے متعلق بندوبست کی تابعت شدہ

کتاب ملاحظہ کی جاسکے تو گو یہ ضروری نہیں لیکن بالعموم بیوگان کے استحقاق تقسیم کا وجود مسلم طور پر ثابت ہوگا۔ ایسی صورت میں بروئے احکام ایکٹ مالگذاری اس کو صریحاً تقسیم کا حق حاصل ہوگا۔ لیکن اگر تقسیم کے بغیر بیوہ کو تاحیات اپنے حقوق کے استفادہ کے لئے کوئی اطمینان بخش انتظام ہوسکتا ہے تو تقسیم[1] سے انکار ہونا چاہئے ؛

تنازعات حقوق ملکیت

۲۶۴۔ جس افسر کے پاس درخواست بغرض رپورٹ مرسل ہوئی ہو اس کے سامنے اکثر ایسے عذرات پیش کئے جاتے ہیں جن میں سائل کے استحقاق تقسیم سے انکار ہوتا ہے۔ مثلاً فریق ثانی کو اندراج امثلہ حقیت کی صحت سے انکار ہے۔ یا فریق ثانی صحت اندراج کو تسلیم کرتا ہے لیکن یہ عذر کرتا ہے کہ سائل کو اپنے حصہ پر قابض نہ ہونے کی وجہ سے تقسیم کا استحقاق مطلقاً حاصل نہیں ہے یا تاوقتیکہ سائل فریق ثانی سے تصفیہ حساب نہ کرے تقسیم کا دعوے نہیں کرسکتا۔ ایسی صورت میں تحصیلدار کو چاہیے کہ امور متنازعہ کو صحیح صحیح درج کرکے مثل کو اس افسر کے پاس بھیج دے جو اس کی سماعت کرنے کا مجاز ہے۔ اس افسر کو فریقین کے عذرات سماعت کرنے کے بعد یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ آیا فریقین میں سے کسی کو عدالت دیوانی میں دعوے رجوع کرنے کی ہدایت کرے یا خود بحیثیت حاکم عدالت نزاع[2] حقوق کا تصفیہ کرے۔ بعض اوقات اسسٹنٹ کلکٹر کو یہ ثابت ہوگا۔ کہ سائل نے یہ باور کرکے کہ کارروائی تقسیم کے ذریعہ اس کو فریق ثانی کے مقابل فائدہ پہنچے گا درخواست تقسیم محض اس غرض سے دائر کردی ہے کہ متنازعہ حق ملکیت کے تصفیہ کے لئے عدالت دیوانی میں دعوے رجوع کرنے سے بچے۔ ایسی صورت میں افسر مذکور کو لازم ہے کہ کارروائی تقسیم بند کرکے مثل داخل دفتر کردے

---

[1] فیصلہ مال نمبر ۱ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۵ء نیز مقابلہ کیا جائے رائے مسٹر ڈی جی گارڈن واکر صاحب بہادر مندرجہ صفحہ ہائے ۷۸ و ۷۹ قانون رواج پنجاب جلد پنجم لدھیانہ ؛

[2] دفعہ ۱۱۷ (۱) ؛

اور یہ حکم صادر کرے کہ اگر کوئی فریق اس بات کا ثبوت پیش کرے کہ امر متنازعہ عدالت دیوانی مجاز سے فیصلہ ہو چکا ہے تو وہ برآمدگی مثل و کارروائی تقسیم کی از سر نو اجراء کی درخواست کر سکتا ہے۔ لیکن برعکس اس کے جب یہ ظاہر ہو کہ سائل کا فعل راستی پر مبنی ہے تو ایسی صورت میں روینیو افسر کو ہمیشہ خود نزاع مذکور کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ جب کوئی نزاع مالکان اراضی کے درمیان ہو تو بالعموم امر متنازعہ اپنی نوعیت کے لحاظ پر عدالت دیوانی کی سماعت کے قابل ہوگا۔ ایسی صورت میں روینیو آفیسر اس ضابطہ کارروائی کا تتبع کرے گا۔ جس پر عدالت دیوانی ابتدائی دعاوے کی سماعت کرنے میں کاربند ہوتی ہے اور بغرض اپیل اس کی صادر کردہ ڈگری بمنزلہ ڈگری سب آرڈینیٹ جج تصور ہوگی۔ اگر متنازعہ اپنی نوعیت کے لحاظ پر عدالت مال کی سماعت کے قابل ہے تو روینیو افسر بحیثیت عدالت مال کارروائی کرے گا ان احکام کی تعمیل میں روینیو افسروں کی طرف سے فروگذاشت ہو جانے کے باعث اکثر بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں۔

اپیلیں ۳۱۶۔ مقدمات تقسیم کا متعلقہ قانون اپیل کسی قدر پیچیدہ ہے اور اس قاعدہ کلیہ کی مستثنیات میں سے ہے کہ کسی درجہ کے اسسٹنٹ کلکٹر کے احکام کی اپیلیں صاحب کلکٹر کے پاس ہوتی ہیں[1]۔ اپیل بنا رہنی ایسے حکم کے جس کی رو سے حسب منشائے ۱۱۵۔ ایکٹ مالگذاری تقسیم سے انکار کیا گیا ہو صاحب کلکٹر کے پاس دائر ہونی چاہیئے۔ لیکن جب اسسٹنٹ کلکٹر ابتدائی مرحلہ پر ہی درخواست نامنظور نہیں کرتا۔ تو اس کو یہ تحقیق کرنا لازم ہے کہ امور متنازعہ کیا ہیں۔ نیز اس کو حسب ذیل تفریق کرنی چاہیئے[2]۔

(ا)۔ جائداد کے متعلق حقوق متنازعہ کیا ہیں۔

(ب)۔ اس امر کی نسبت کہ کون کون سی جائداد تقسیم کی

---

[1] دفعہ ۱۱۷ (۲)۔

[2] دیکھو فقرہ ۲۶۲ کتاب ہذا۔

جائے یا طریق تقسیم کیا[۱] ہو کیا کیا تنازعات ہیں *

ان مقدمات کے ضابطہ فیصلہ کی صراحت جن میں حقوق کا تنازعہ در پیش ہے سابقہ فقرہ میں کی گئی ہے۔ اگر اسسٹنٹ کلکٹر نے بحیثیت عدالت دیوانی عمل کیا ہے تو اس کے فیصلہ کی اپیل ڈسٹرکٹ جج صاحب کے پاس رجوع ہوگی۔ اور اگر بحیثیت عدالت مال فیصلہ کیا ہے تو صاحب کلکٹر کے پاس لیکن جن احکام میں یہ قرار دیا گیا ہو کہ کیا کیا جائداد تقسیم ہوگی یا طریقہ تقسیم کیا ہوگا۔ تو ان کے خلاف صاحب کلکٹر ہی اپیلیں سماعت کریں[۲] گے *

پرچہ تصحیح مورخہ ۳۱ ۔۔۔ ۱۹۳۳ء عمل کیا گیا

[۱] دفعہ ۱۱۶ *

[۲] دفعہ ۱۱۸ (۱) و (۲) *

چودھویں فصل

حصول اراضی برائے اغراض سرکاری

طریق خوش خرید اراضی کے فوائد و نقائص۔

۴۶۴ - اگر لازمی حصول کے احکام مصرحہ ایکٹ نمبر ۱ مصدرہ ۱۸۹۴ء[۵۱] کو عمل میں لانے کی تجویز ہو تو جو اراضی سرکاری اغراض کے لئے مطلوب ہے وہ صاحب کلکٹر کی وساطت سے حاصل کرنی چاہیئے۔ لیکن انجنیئر صاحبان و دیگر افسران گورنمنٹ اپنے محکمہ کے اعلےٰ حاکم کی اجازت سے خوش خرید اراضی کا انتظام وسعی کر سکتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں بھی صاحبان ڈپٹی کمشنر کو لازم ہے کہ تشخیص قیمت کے متعلق ابتدائی تخمینے افسران مذکور کو اسی طرح بہم پہنچائیں جیسا کہ ایکٹ کے احکام کے مطابق حصول اراضی کی تجویز پر بہم پہنچانے پڑتے ہیں۔ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری کے بغیر صاحبان ڈپٹی کمشنر کو دیگر محکمہ جات کی جانب سے مالکان اراضی کے ساتھ خوش خرید سودا کی تحریک ہرگز نہیں کرنی چاہیئے۔ خوش خرید اصول کا فائدہ یہ ہے کہ قیمت بازاری پر ۱۵ فی صدی کے اضافہ کی بچت ہو جاتی ہے جو لازمی حصول کے معاوضہ میں حسب منشائے ایکٹ[۵۲] دیا جاتا ہے برخلاف اس کے قانونی کارروائی میں زیادہ مالیت دینے کا اندیشہ غالباً کم ہوتا ہے اور ضروری ضوابط کی تعمیل سے اراضی کا گورنمنٹ کے قطعی تصرف میں ہر ایک بار و مواخذہ سے بری ہو کر آنے کا

۵۱ - دفعہ ۷ - ان دفعات سے جن کا حوالہ اس فصل میں دیا گیا ہے دفعات ایکٹ نمبر ۱ مصدرہ ۱۸۹۴ء مراد ہیں۔
۵۲ دفعہ ۲۳ (۲)۔

اطمینان ہو جاتا ہے۔ جہاں کہیں کسی قابض کے حقوق کی نسبت خفیف اشتباہ بھی ہو یا جہاں اراضی کا کسی نامعلوم حد تک زیر مواخذہ ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورتوں میں طریق خوش خرید کو خارج از غور رکھنا چاہئیے۔ لیکن صحیح اشتمال حقیت کے اعتبار پر جو فی زمانہ پنجاب میں مرتب کی جاتی ہیں ان علاقوں میں جہاں نوعیت حقوق اراضی سادہ قسم کی ہے حقوق کے ایسے مخفی نقائص کا خطرہ اکثر کم ہو گیا ہے۔ جہاں ایسی صورت ہو وہاں طریق خوش خرید کو عمل میں لانے سے یہ امید ہو سکتی ہے کہ وقت کم صرف ہو اور خرچ میں بھی قابل لحاظ بچت اور کفایت ہو ❊

۴۶۵ - ضابطہ کارروائی خواہ کچھ ہی تجویز ہو اس افسر محکمہ کو

نقشہ و ابتدائی تخمینہ قیمت

جس کے لئے اراضی مطلوب ہے اولاً اراضی مطلوبہ کا صحیح نقشہ تیار کرنا چاہئیے۔ بالعموم افسر مذکور کے اراضی میں داخل ہونے اور تیاری نقشہ کے متعلق ضروری کارروائی کرنے میں مالکان معترض نہیں ہونگے۔ ابتدائی ایکٹ میں کوئی ایسے احکام موجود نہ تھے۔ جس کی رو سے اس شخص کو جس کی اراضی حاصل کرنی مقصود ہو۔ یہ احتجاج کرنے کا موقعہ دیا جائے۔ کہ حصول اراضی کی غرض صحیح معنوں میں سرکاری غرض نہیں کہلا سکتی۔ اس غرض کے لئے ایک ترمیمی ایکٹ نمبر ۳۸ مصدرہ ۱۹۲۳ء پاس ہوا۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ابتدائی اشتہار زیر دفعہ ۴ اب ہر حالت میں لازمی ہے اور مجوزہ حصول اراضی کے خلاف اعتراضات تیس دن کے اندر اندر پیش کرنے کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ لیکن اگر ان کو کوئی اعتراض ہو تو اس مضمون کا اشتہار گزٹ میں شائع ہونا چاہئیے کہ فلاں اراضی سرکاری اغراض کے لئے غالباً مطلوب ہوگی۔ جب اشتہار شائع

ے۵ دفعہ ۱۶ ❊

ے۵۲ دفعہ ۵ - الف - قواعد ضابطہ کے بارہ میں صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ کے فقرات ۱۷ - ۴۰ - اور ۱۰۵ دیکھو ❊

ے۵۳ دفعہ ۴ (۱) ❊

ہو جائے اور صاحب ڈپٹی کمشنر اس کو اپنے علاقہ میں مشتہر کرا
دیں تو جس افسر کو گورنمنٹ نے اجازت دی ہو وہ اراضی
مذکور میں داخل ہو کر اس کی پیمائش کر سکتا ہے[51]۔ اس کارروائی
کے سبب اگر اراضی اور فصلوں کو کچھ نقصان پہنچے تو مالکوں کو
اس کا معاوضہ دینا چاہیے۔ اور اگر مالک مجوزہ رقم معاوضہ منظور
نہ کریں تو ان کو صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں چارہ جوئی
کرنے کی ہدایت ہونی واجب ہے۔ اس بارہ میں صاحب ڈپٹی
کمشنر کا فیصلہ قطعی ہوگا[52]۔ جب نقشہ تیار ہو جائے تو افسر مذکور
کو لازم ہے۔ کہ حصول اراضی کے مصارف کی نسبت ابتدائی تخمینہ
قائم کرنے کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر سے مصالحہ حاصل کرے
اس منزل پر صاحب ڈپٹی کمشنر سے صرف یہی توقع کی جاتی ہے
کہ قرب وجوار کی اراضی ہمچو قسم کی معمولی شرح فی ایکڑ اور قیمت
درختان و عمارات وغیرہ کا اندازہ بہم پہنچائیں ؎

خوش خرید پر حصول زمین کا طریق کارروائی

۴۶۶۔ جن صورتوں میں خوش خرید طریق حصول اراضی کو
لازمی حصول پر ترجیح دی
گئی ہے۔ اور جب حاکم مجاز تخمینہ ابتدائی منظور فرمائیں تو اس
کے متعلق جو کارروائی بعدہ عمل میں آتی ہے۔ اس کی توضیح صاحبان
فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ کے فقرات
۲۱ تا ۲۷ میں کی گئی ہے ؎

لازمی حصول اراضی کی صورت میں ابتدائی کارروائی۔

۴۶۷۔ اگر حصول اراضی کے لئے ایکٹ کے مطابق کارروائی
کرنے کا طریق مناسب سمجھا جائے تو ایک
اشتہار گزٹ میں شائع ہونا چاہئے۔
جس میں یہ ظاہر کیا جائے کہ فلاں اراضی سرکاری اغراض کے لئے مطلوب
ہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر اراضی مذکور کے حصول کی کارروائی کریں گے[53]۔ اگر

[51] دفعہ ۴ (۲) افسر مذکور مجاز ہے کہ بذریعہ جریب اندازی پیمائش کرے اور
حسب ضرورت کھدائی کرا کے حدود قائم کرے ؎

[52] دفعہ ۵ ؎

[53] دفعہ ۶ ؎

اراضی مطلوبہ کا رقبہ بہت وسیع ہو تو عموماً صاحب ڈپٹی کمشنر کی بجائے حصول اراضی کے لئے ایک خاص افسر متعین کیا جاتا ہے جس کو ضروری اختیارات[51] تفویض ہوتے ہیں ۔

۴۶۸۔ ایسے معاملات میں صاحب کلکٹر کی تحقیقات تین امور کے متعلق ہوتی ہے اور ان میں سے ہر ایک کا تصفیہ ان کی تجویز (AWARD) میں درج ہونا چاہیے۔ یہ امور حسب ذیل ہیں :۔

نوعیت تحقیقات منجانب صاحب کلکٹر ۔

(ا) ہر ایک قسم زمین کا صحیح رقبہ

(ب) ۔ معاوضہ واجب الادا کی مقدار

(ج) اشخاص واسطہ دار کے مابین معاوضہ کی تقسیم[52]

۴۶۹۔ تحصیلدار کی معرفت حد بندی کرا کر زمین کی پیمائش کرانا سب سے پہلا کام ہے اگر ابتدائی اشتہار کے مقابلہ میں تحصیلدار کی تحقیقات سے اقسام اراضی وتعداد رقبہ میں خفیف فرق ظاہر ہو تو کارروائی بند نہیں کر دینی چاہیے ۔

حد بندی زمین

۴۷۰۔ اس کے بعد اس اراضی کے واسطہ دار[53] اشخاص کے نام ایک عام نوٹس جاری کیا جاتا ہے کہ فلاں تاریخ کو صاحب کلکٹر کے روبرو حاضر ہو کر اپنے حقوق کی نوعیت ورقم معاوضہ کا جس کے وہ دعویدار[54] ہیں اظہار کریں ۔

نوٹس بنام اشخاص واسطہ دار

۴۷۱۔ تاریخ سماعت مقرر کرنے سے پہلے صاحب کلکٹر کو تحصیلدار سے خسرہ کھیوٹ وار وفرد کھاتہ وار منگوا لینا چاہیے۔

رپورٹ تحصیلدار

---

[51] دفعہ ۳ (ج) فصل ہذا کے باقیماندہ حصہ میں لفظ "کلکٹر" سے مراد صاحب کلکٹر ضلع یا وہ خاص افسر ہے ۔ جس کو زیر ایکٹ ہذا اختیارات کلکٹر عطا ہوئے ہیں ۔

[52] دفعہ ۱۱ ۔

[53] "اشخاص واسطہ دار" کی تعریف کے متعلق دیکھو دفعہ ۳ (ب) اس فصل کے باقیماندہ حصہ میں ان اشخاص کو حقدار کہا جاوے گا۔

[54] دفعہ ۔ ۹ ۔

ان نقشوں میں تفصیل رقبہ - لگان - مالیہ - اراضی - درختاں - فصل - چاہات و تعمیرات جو اراضی میں موجود ہیں درج ہونی چاہیئے اور اس کے علاوہ ہر چہار اشیاء موخر الذکر کی قیمت کا تخمینہ بھی دکھلانا چاہیئے - علاوہ بریں تحصیلدار ایک رپورٹ بھی بھیجتا ہے جس میں بازاری قیمت اراضی کے ماخذ کے متعلق ضروری مصالحہ اور نیز جائز قیمت کی نسبت اس کی اپنی رائے درج ہوتی ہے - البتہ اس اندازہ میں سے جدید معاہدہ ہائے بیع کا زرثمن جو سرکار یا دیگر اشخاص کے حق میں اسی موضع یا گرد نواح میں واقع ہوئے ہوں شامل کیا جاتا ہے - رجسٹر انتقالات اور محکمہ سب رجسٹرار کی کتابوں سے ایسے معاہدہ ہائے بیع کے متعلق مصالحہ بہم پہنچ سکے گا - جو اشخاص غیر سرکاری کے حق میں ہوئے ہیں - واضح رہے کہ سب رجسٹرار عموماً تحصیلدار خود یا ایسا غیر سرکاری افسر ہوتا ہے جو صدر مقامات تحصیل پر ہی کام کرتا ہے - زرثمن مندرجہ بیعنامجات کے استعمال کرنے میں یہ امر مدنظر رکھنا چاہیئے کہ ان کی مقدار کی نسبت تحریر میں اکثر مبالغہ کیا جاتا ہے - تحصیلدار کو قیمت اراضی کے متعلق پٹواریوں یا گرداور قانگویوں سے رپورٹیں نہیں منگوانی چاہئیں - اپنی رائے قائم کرنے میں تحصیلداروں کو ان امور کا خیال رکھنا چاہیئے - جن کی بابت حسب منشائے ایکٹ صاحب کلکٹر کو تشخیص معاوضہ میں لحاظ کرنا ہوگا - اور ان باتوں کو نظرانداز کر دینا واجب ہے جن کے نظرانداز کرنے کی صاحب کلکٹر کو ایکٹ میں ہدایت کی گئی ہے[۵۱]

افسر محکمہ کی طرف سے پیروی

۴۷۲ - یہ لابدی ہے کہ اس محکمہ کے مقامی افسر کو جس کے لئے زمین حاصل کی جا رہی ہے بازاری قیمت کی نسبت (اگر وہ مناسب سمجھے) عذرات پیش کرنے کا موقعہ دیا جائے ہدایات مندرجہ فقرات ۳۸ - ۳۹ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ مجریہ صاحبان فنانشل

---

۵۱ دیکھو فقرہ ۳۸۰ ہدایت نامہ بندوبست

۵۲ دیکھو فقرات ۴۷۶ لغایت ۴۷۹ مابعد

کمشنر بہادر ہیں اس امر کی رعایت رکھی گئی ہے کہ جو عذرات افسر مذکور اصالتاً یا وکالتاً یا بذریعہ تحریر پیش کرے ان پر کما حقہٗ غور ہونی چاہیئے۔ لیکن صاحب کلکٹر کو اس افسر کے ساتھ اپنی تجویز (AWARD) کے متعلق خط وکتابت کرنے سے احتراز لازم ہے اور جب تک فیصلہ سنایا نہ جائے رقم معاوضہ زیر تشخیص کی اطلاع بھی افسر مذکور کو نہیں دینی چاہیئے:۔

۴۷۳ - مقدمہ کی سماعت سے پہلے صاحب کلکٹر کو رپورٹ تحصیلدار ملاحظہ کرکے واجبی معاوضہ کا اندازہ لگا لینا چاہیئے - دیگر اراضیات زیر آمد سرکار کی قیمت کے متعلق جو اندازہ تحصیلدار نے اپنی رپورٹ میں درج کیا ہے اس کا مقابلہ اس رجسٹر کے اندراج سے کیا جا سکتا ہے جو اراضیات محصولہ سرکار کے لئے ہر ایک دفتر ضلع میں رکھا جاتا ہے - اگر ضلع کا آخری بند و بست عمل میں آئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے تو مختلف اقسام کی اراضیات کی قیمت بازاری کی بابت تحصیل کی رپورٹ تشخیص سے عمدہ واقفیت حاصل ہوگی:۔

> سماعت مقدمہ کے لئے تیاری

۴۷۴ - اگر صاحب کلکٹر اشخاص واسطہ داران کی حاضری سے پہلے تھوڑی سی تکلیف گوارا کریں تو وہ اشخاص مذکور کے عذرات بسہولت وجلدی طے کرنے کے قابل ہو جائیں گے ان لوگوں سے مناسب سوالات کرنے سے بھی وہ امور صاف ہو سکتے ہیں جو تحصیلدار کی رپورٹ میں مشتبہ رہے ہوں - حقداران جو استحقاق مقدار معاوضہ کے متعلق جتلا رہے ہیں اس کی نسبت مختصر تحقیقات کرنے سے ظاہر ہو جائے گا - کہ کن مدارج میں صاحب کلکٹر کا ابتدائی اندازہ معاوضہ قابل ترمیم ہے:۔

> بیانات فریقین

۴۷۵ - اس کے بعد فیصلہ کے تحریر کرنے اور اس کے سنانے کا کام ہوتا ہے - فیصلہ صادر کرنے میں سخت احتیاط ہونی لازم ہے - کیونکہ جہاں تک گورنمنٹ کا تعلق ہے - یہ فیصلہ قطعی تصور ہوگا - کاغذات مشمولہ مثل سے صاحب کلکٹر اراضی مطلوبہ کے شمار صحیح رقبہ کی مقدار کا تصفیہ کر سکیں گے:۔

> فیصلہ یا تجویز -

۴۷۶ - معاوضہ واجب الادا کی رقم تعین کر لینے میں صاحب کلکٹر کو اراضی کی بازاری قیمت تشخیص کر کے

> اراضی کی بازاری قیمت

لازمی حصول کے لئے ۱۵ فی صدی ایزاد کرنا ہوتا ہے[1] - اگر صاحب موصوف کو ظاہر ہو کہ تخمینہ ابتدائی محولہ فقرہ ۴۶۵ سے رقم معاوضہ بہت زیادہ ہے تو ان کو اپنا فیصلہ صادر کرنا ملتوی کر کے مزید ہدایات کے لئے رپورٹ کرنی چاہئے ؛

نتائجی نقصانات

۴۷۷ - صاحب کلکٹر کو اس بات پر بھی غور کرنا واجب ہے کہ آیا اراضی محصولہ کے اشخاص واسطہ داران کو ایسے نقصانات کی بنا پر جو حصول اراضی کا لازمی نتیجہ ہو سکتے ہیں - معاوضہ کا کوئی استحقاق پیدا ہوا ہے یا نہیں - یہ نقصانات عموماً مندرجہ ذیل اقسام کے ہوتے ہیں :-

(۱) - اجناس استادہ یا درختوں کا نقصان[2] -

(ب) - نقصان جو اراضی مطلوبہ کے حصول سے حقدار کی دوسری اراضی کو پہنچے[3] ؛

چونکہ مالک اراضی مالیہ و دیگر جبوب کی ادائیگی کی ذمہ واری سے سبکدوش ہو جائے گا اس لئے ان رقوم کے متعلق فصل رواں کا مطالبہ اجناس استادہ کی رقم معاوضہ سے وضع ہونا چاہئے ؛

حقدار کی دوسری اراضی کا نقصان

۴۷۸ - دوسری مد کے متعلق علی العموم نہایت مشکل اور پیچیدہ سوالات پیش آتے ہیں - مثلاً اگر ایک نہر کسی موضع کی اراضیات کے قلب میں سے گذرے تو وہ کھیت جو نہر کے ایک طرف یا دوسری طرف واقع ہیں آبادی دیہہ سے الگ ہو جاتے ہیں - جو قطعات اراضی اب سیدھی لائن میں چند سینکڑہ گزوں کے فاصلہ پر واقع ہیں ممکن ہے کہ ہل و مویشی لے کر ان میں پہنچنے کے لئے پھر تین چار میل کا چکر لگانا پڑے -

---

[1] دفعہ ۲۳ (۱) کا ضمنی فقرہ اول (۲۳ (۲)) جو معاوضہ نتائجی نقصانات سوائے درختان و فصلہائے و تعمیرات کے لئے دیا جائے - اس پر ۱۵ فی صدی اضافہ محسوب نہیں ہوتا - نیز دیکھو صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ کا فقرہ ۵۴ ؛ [پرچہ تصحیح نمبر ۲ مورخہ ۱۹ - اکتوبر ۱۹۳۳ء کا عملدرآمد کیا گیا -]

[2] دفعہ ۲۳ (۱) کا ضمنی فقرہ دوم ؛

[3] دفعہ ۲۳ (۱) کے ضمنی فقرات سوم و چہارم ؛

کیونکہ نہر کے پار ایک جدید آبادی کی بنیاد ڈالنی اکثر ناممکن ہوتی ہے یہ بھی ممکن ہے۔ کہ تمام اراضی مزروعہ ہو یا اس کا کوئی جزو ملکیت شاملات نہ ہو۔ اسی طرح اگر کوئی پشتہ دار سڑک ریلوے۔ یا شاخ نہر کسی چاہ کے متعلقہ کھیتوں سے گذرے تو اس رقبہ کی مقدار جو چاہ مذکور سے سیراب ہوتی ہے کم ہو جائے گی۔ جس کی وجہ سے ممکن ہے کہ مالک کو اس سرمایہ کا عوض، منافعہ پہنچنا بند ہو جائے جو اس نے چاہ کی تعمیر پر صرف کیا تھا۔ نقصان رسیدہ اشخاص کو یہ یقین دلانا مشکل ہوتا ہے کہ نہر یا سڑک وغیرہ میں خفیف سا خم ڈالنا جس سے کہ ان کی تکالیف کے دفعیہ کی توقع ہو سکتی تھی درحقیقت ناممکن ہے ایک عقلمند آدمی کوئی ایسا فعل نہیں کرے گا جس سے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہو کہ سرکار کی تمام تجاویز ایک کل کی طرح مقررہ اصول پر چلائی جاتی ہیں جس میں رعایا کی تکالیف اور ان کی ہمدردی کا کوئی احساس نہیں ہوتا۔ اس خیال کو رفع کرنے اور نیز ناگہانی نقصانات کے معاوضہ سے بچنے کے لئے سرکار نے اپنے صلاح کار انجنیر صاحبان اور مقامی ریونیو افسروں کو خاص طور پر ذمہ دار ٹھیرایا ہوا ہے کہ ریلوے کے لئے زمین حاصل کرنے میں مالکوں کے آرام کا پورا پورا لحاظ رکھا کریں[۱] اور حکم دیا ہے کہ اگر لوگوں کی تکلیف رفع ہو سکے تو لائن میں خفیف خم دیدیا کریں بشرطیکہ وہ ممکن العمل ہو۔ محکمہ آبپاشی میں تاکیدی احکام جاری کئے گئے ہیں کہ "تاوقتیکہ حسب ضرورت نکلے نہ لگ جائیں یا پانی کے راستے اور نالیاں مکمل نہ ہو جائیں اور کاشتکار کی آبپاید (آؤٹ) کے دونوں سرے سرکاری خرچ سے ملا نہ دئے جائیں" کھال یا نہر کسی چاہ کی متعلقہ اراضیات میں سے ہرگز نہ کھودے جائیں[۲]۔ یہ اصول دیگر سرکاری تعمیرات کے متعلق بھی حاوی ہے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر کسی محکمہ کے افسر سے یہ بات دریافت کرنے

---

[۱] گورنمنٹ ہند کا سرکلر۔ صیغہ ریلوے۔ نمبر ۴ مورخہ ۴ دسمبر ۱۸۹۶ء

[۲] سرکلر گورنمنٹ پنجاب صیغہ آبپاشی انہار نمبر ۴۶ - آئی مورخہ ۶ جنوری ۱۹۰۲ء

کے لیئے پورے طور پر مجاز ہیں کہ لائن کی ایسی تبدیلی سے جو زمینداروں کے آرام کے لئے ضروری ہے۔ کسی کام کے مفاد میں تو فرق نہیں آجائے گا یا مصارف تعمیر میں غیر معمولی ایزادی تو نہیں ہو جائے گی۔ قرین مصلحت یہ ہے کہ حتے الامکان نتائجی نقصانات کے استحقاق کا موقعہ نہ دیا جائے۔ کیونکہ ان کے لئے واجبی رقم معاوضہ تشخیص کرنی درحقیقت سخت مشکل ہوتی ہے[1] ؛

امور جن کو تشخیص قیمت بازاری میں خارج از بحث رکھنا چاہیئے۔

۴۷۹ - بازاری قیمت کا تخمینہ لگانے میں اراضی کی اس حالت کو ہی ملحوظ رکھنا واجب ہے جو اس اشتہار گورنمنٹ کی اشاعت کے وقت تھی جس میں اراضی مذکور کا اغراض سرکاری کے لئے مطلوب ہونا ظاہر کیا گیا تھا۔[2] تشخیص قیمت میں[3] اس امر کا ہرگز کوئی لحاظ نہیں ہونا چاہیئے کہ سرکار کو حصول اراضی کی سخت ضرورت تھی اور مالک کو ترک اراضی میں بیدلی وانکار تھا۔ مالک کی کم وبیش نارضامندی کے لئے قیمت بازاری پر ۱۵ فی صدی اضافہ کافی بدل تصور ہونا چاہیئے یہ امر کہ جس مصرف میں اراضی محصولہ آئیں گی اس سے حقدار کی دیگر اراضی کی قیمت بڑھ جائے گی۔ قطعاً غیر متعلقہ وغیرضروری[4] ہے۔ نیز کوئی ایسا خفیف نقصان جو اگر کسی غیر سرکاری شخص کے ہاتھ سے پہنچتا تو بنائے دعوے دیوانی نہ سمجھا جاتا تشخیص قیمت میں قابل غور نہ ہوگا[5] ؛

[1] - اگر علیحدگی کی بابت غیر واجب بھاری رقوم کا مطالبہ کیا جائے تو گورنمنٹ صاحب کلکٹر کو اس امر کی ہدایت کر سکتی ہے کہ عذر دار کی تمام اراضی حاصل کرلی جائے [دفعہ ۴۹ (۲)] -

[2] دفعہ ۲۴ کے نقرات چہارم و پنجم و ہفتم - دربارہ تشخیص قیمت بازاری دیکھو فیصلہ دیوانی نمبر ۴۴ - پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۴ء ؛

[3] دفعہ ۲۴ کے فقرات اول و دوم ؛

[4] دفعہ ۲۴ کا فقرہ ششم ؛

[5] دفعہ ۲۴ کا فقرہ سوم ؛

۴۸۰ - منسوخ کیا گیا ۔

زر نقد کی بجائے دیگر اقسام معاوضہ

۴۸۱ - اکثر وہ اشخاص جن کی اراضیات اغراض سرکاری کے لئے[51] حاصل کی جاتی ہیں نقد معاوضہ کے بجائے تبادلہ میں دیگر اراضی لینے کو ترجیح دیتے ہیں۔ بروئے ایکٹ ہذا اس قسم کا انتظام لوکل گورنمنٹ کی منظوری سے ہو سکتا ہے۔ ہر حال صاحب کلکٹر کو اولاً نقد معاوضہ تشخیص کرنا لازمی ہوتا ہے اور کوئی شخص زر نقد کی بجائے اراضی لینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ لوکل گورنمنٹ کی منظوری سے ایک اور طریق پر بھی معاوضہ دیا جا سکتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ حقدار کی باقی ماندہ اراضی کا مالیہ تخفیف یا معاف کیا جائے[51]۔ البتہ اس تجویز میں یہ نقص ہے کہ اس کو رائج کرنے سے حساب تناسب مالیہ میں پیچیدگیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس لئے اس طریق کو زیادہ رواج دینا قرین مصلحت نہیں ہے۔

رسدی تقسیم معاوضہ

۴۸۲ - اگر حقداران تقسیم معاوضہ میں باہم رضامند ہوں تو ان کا اقرار نامہ منظور کر کے فیصلہ میں شامل کر دینا چاہیے[52]۔ اگر مختلف حیثیت کے حقدار یعنی اعلیٰ مالکان ادنےٰ مالکان و مزارعان و خیلکار ہوں تو عموماً صاحب کلکٹر کو خود رقم معاوضہ کی رسدی تقسیم کرنی پڑے گی۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ مزارعہ و خیلکار کا حصہ واجبی اسی تناسب میں مقرر ہوگا۔ جو نسبت کہ حقوق و خیلکاری کی قیمت فروخت کو ایسے حقوق ملکیت اراضی کی قیمت فروخت سے ہے جس پر کسی ایسے حقوق مالکی کا بار نہ ہو۔ اس سوال کے حل کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مالک اور مزارعہ کے درمیان محاصل اراضی کی باہمی تقسیم کا پیمانہ تحقیق کیا جائے۔ یہ فرض کیا جاتا ہے کہ رقم مالگذاری ایک معمولی مزارعہ تابعِ مرضی کے لگان سے نصف ہوتی ہے گو فی الحقیقت عام طور پر مالیہ زر لگان سے بہت کم رکھا جاتا ہے۔ البتہ جب مزارعان

[51] دفعہ ۳۱ (۳) ۔

[52] دفعہ ۲۹ ۔

دخیلکار و مالکان کے مابین معاوضہ کی رسدی تقسیم کے سوال کے متعلق مزارعان مذکور کی ذمگی لگان نقدی پر غور کی جائے تو قیاس غالب یہ ہوتا ہے۔ کہ مالکان کی جمع اصل معیار مندرجہ صدر کے مطابق تشخیص ہوئی ہے اور زر لگان اس پڑتی سے بڑی انتہائی شرح پر قائم ہوئی ہے جو ایسے مزارعان کے ذمہ بردے قانون عاید ہوسکتی تھی۔ اگر مزارعہ دخیلکار ایسی حیثیت کا ہے جس کے حقوق جملہ اقسام دخیلکاری میں سب سے افضل تصور ہوتے ہیں اور جس کا لگان رقم مالگذاری و حبوب اور ایسی مقدار مالکانہ تک[51] محدود ہے جو مالیہ کے ⅛ حصہ کے برابر ہو تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ مزارعہ کو ⅞ حصہ معاوضہ ملنا چاہئے۔ لیکن اگر وہ ایک ایسی قسم کا مزارعہ ہے جو مالیہ اراضی کے ⅛ کے برابر مالکانہ ادا کرنے کا مستوجب ہوسکتا ہے تو لگان واجب الادا کے لحاظ پر وہ چوتھائی حصہ معاوضہ کا مستحق ہوگا۔ واضح رہے کہ اگر مزارعان دخیلکار کے لگان کے لحاظ پر معاوضہ تقسیم کیا جائے اور خصوصاً ان صورتوں میں جہاں شرح مالکانہ بہت قلیل ہو تو غالباً مالک کا حصہ اس مقدار سے بہت کم ہوگا جو باشندگان دیہہ کی عام رائے اور نقطہ خیال کے روسے اس کو ملنی واجب تصور ہوتی ہے بعض اوقات مزارعان دخیلکار اور مالکان کے مابین معاوضہ کے طریق تقسیم کے متعلق واجب العرض دیہہ میں بھی کچھ اندراج ہوتا ہے۔ جہاں یہ طریقہ صریحاً ناواجب نہ معلوم ہو تو وہاں اس کو بلا تامل اختیار کر لینا بہتر ہوگا۔ البتہ جہاں ضلع کی تمام واجب العرضوں میں مزارعان دخیلکار کی مختلف اقسام میں امتیاز اور تفریق کرنے کے بغیر صرف ایک ہی اندراج پایا جائے تو اس کو بجز مزید تحقیقات منظور نہیں کر لینا چاہئے۔

۸۸۳ - اگر حقداروں کو کسی معاملہ کی بابت صاحب کلکٹر کے فیصلہ پر اعتراض ہو تو وہ صاحب موصوف سے درخواست کر سکتے ہیں کہ ان کے عذرات صاحب

عدالت دیوانی سے استصواب

[51] دیکھو فقرہ ۲۱۶ ہدایت نامہ بندوبست۔

ڈسٹرکٹ جج کی خدمت میں بغرض تصفیہ بھیجے[۱] جائیں۔ صاحب کلکٹر کو لازم ہے کہ فیصلہ سنانے کے بعد جلد ہی ان تمام اشخاص میں معاوضہ تقسیم کر دے جو خواہ بخوشی خواہ باحتجاج معاوضہ لینے پر آمادہ ہوں[۲]۔ جو حقدار بلا عذر روپیہ وصول کر لیتا ہے وہ عدالت دیوانی سے استصواب کی استدعا نہیں کر سکتا[۳]۔ اس لئے ان تمام اشخاص کی فہرست مرتب کرنی چاہئے جو معاوضہ لینے سے انکاری ہوں۔ یا جنہوں نے مشروطاً بعذر وصولی منظور کی ہے جو حقدار صاحب کلکٹر کے روبرو حاضر نہیں ہوئے تھے ان کو فیصلہ کی فوراً اطلاع دینی چاہئے۔ تاکہ اگر ان کے عذرات کی بنا پر عدالت دیوانی سے استصواب کرنے کی ضرورت پڑے تو اس میں توقف نہ واقع[۴] ہو۔

دخل یابی اراضی

۲۸۴۔ عموماً فیصلہ صادر ہونے کے بعد جلدی ہی صاحب کلکٹر کو قبضہ حاصل کر لینا چاہئے۔ اور اراضی مذکورہ اس وقت سے جملہ دیون[۵] و مواخذہ جات سے بری تصور ہو کر گورنمنٹ کے تصرف وضعی میں آ جائے گی۔ صاحب موصوف کو دخل لینے میں محض اس وجہ پر توقف نہیں کرنا چاہئے کہ بعض حقدار اس کے فیصلہ میں عذردار ہیں لیکن اگر مجوزہ رقم معاوضہ سے مطالبہ معاوضہ بہت زیادہ ہو تو دخل نہیں لینا چاہئے[۶]۔ تاوقتیکہ وہ میعاد جو استصواب عدالت کی درخواست کے لئے مقرر ہے بغیر کسی درخواست گذرنے کے منقضی نہ ہو جائے و نیز ان حکام سے استصواب نہ کر لیا جائے

---

[۱] دفعہ ۱۳ (د) - و نیز دیکھو اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبر ۱۷۹۱ مورخہ ۲۶ فروری ۱۸۸۳ء کا فقرہ ۱۸

[۲] دفعہ ۳۱ (۱)

[۳] دفعہ ۳۱ (۲)

[۴] دفعہ ۱۸ (۲) - درخواست استصواب عدالت کی میعاد کے متعلق دیکھو نقرہ شرحیہ تحت دفعہ ۱۸ (۲)

[۵] دفعہ ۱۶

[۶] چٹھی گورنمنٹ ہند نمبر ۵۰۳ - سی - ڈبلیو - بی مورخہ ۱۹ دسمبر ۱۸۹۸ء

جنہوں نے تعمیر زیر تجویز منظور کی تھی - جب ایک دفعہ قبضہ لے لیا گیا ہے تو گورنمنٹ کے لئے حصول اراضی کی تکمیل بلا لحاظ مصارفت لازمی ہو جاتی ہے - معاوضہ ادا ہو جانے پر ہر افسر محکمہ کو اراضی میں داخل ہونے کا حق خود بخود پیدا نہیں ہو جاتا - بلکہ انہیں کہ صاحب کلکٹر کی معرفت باقاعدہ قبضہ حاصل کرنا چاہیئے *

۴۸۵ - دفعہ ۱۷ - ایکٹ حصول اراضی کے رو سے صاحب کلکٹر کو اختیار ہے کہ اشد ضرورت کے موقعہ پر مالکوں کی بلا رضامندی اور لوازمات قانونی کی تکمیل کے بغیر اراضی کا قبضہ حاصل کریں - لیکن اس کے لئے صاحب موصوف کو لازم ہے کہ حق داروں کو اجناس استادہ اور درختان کا نیز دیگر نقصانات کا جو تا گہانی بیدخلی کے باعث لاحق ہوں معاوضہ ادا کریں - البتہ مالکوں کی رضامندی سے قبضہ حاصل کرنے میں قانونی قیود کی پابندی کی حاجت نہیں رہتی - لیکن صاحب کلکٹر کو اس بات کا اطمینان کر لینا چاہیئے کہ مالکان واقعی بخوشی رضامند ہیں اور فوراً قبضہ حاصل کرنے کی از حد ضرورت [۵۱] ہے - کیونکہ جب اس طرح فوراً دخل لے لیا جائے تو پھر اجناس استادہ اور درختوں کی بابت تشخیص معاوضہ میں مشکل پیش آتی ہے - اور خواہ غیر معمولی بھاری رقم معاوضہ ادا کرنے میں گورنمنٹ کا صریح نقصان نظر آتا ہو تکمیل حصول سے انکار کرنا ناممکن ہو جائے گا *

اشد ضرورت کی صورت میں فوراً قبضہ حاصل کرنا -

۴۸۶ - جب عدالت دیوانی سے کوئی استصواب کیا جائے - تو صاحب کلکٹر کو نقل درخواست جس میں ان کے فیصلہ کے خلاف حقداروں کی جو بات عذرات درج ہوں افسر محکمہ کے پاس بھیج کر اس کو اس امر کی اطلاع دینی چاہیئے - عدالت دیوانی کی کارروائی جوڈیشل تصور [۵۲] ہو

عدالت دیوانی میں سرکار کی طرف سے پیروی

[۵۱] - اس کے متعلق مزید ہدایات صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ میں درج ہیں *
[۵۲] دفعہ ۵۳ *

ہوتی ہے - تمام واقعات متعلقہ باقاعدہ اور قانونی طور پر ثابت کرنے لازم ہیں اور ہر ایک قسم کی زبانی یا دستاویزی شہادت جس پر فیصلہ مبنی ہو پیش کرنی چاہیئے - سوائے اس صورت کے جبکہ عذر صرف معاوضہ کے حصص رسدی کے متعلق ہو - اور رقم معاوضہ کی مقدار کی نسبت کوئی تنازعہ نہ ہو صاحب ڈسٹرکٹ جج کو واجب ہے کہ صاحب کلکٹر کو تاریخ سماعت کی اطلاع دیں - اور صاحب کلکٹر کو لازم ہوگا - کہ عدالت مذکور میں سرکاری وکیل کے ذریعہ سرکار کی طرف سے پیروی کرنے کا انتظام کریں[۵۱] - بہرحال سرکاری وکیل کے پاس اس نوٹس کی نقل جس کی تعمیل صاحب کلکٹر پر ہوئی ہو پہنچنی چاہیئے - تاکہ افسر مذکور کو مقدمہ کی سماعت پر حاضر ہونے کا موقع مل سکے ۔

اپیل - ۴۸۷ - مقدمات حصول اراضی میں صاحب ڈسٹرکٹ جج کے فیصلہ کے خلاف عدالت عالیہ ہائی کورٹ میں اپیل دائر ہو سکے گی ۔

تخفیف مالگذاری - ۴۸۸ - حصول اراضی کے باعث تخفیف مالیہ کا عمل درآمد اس فصل سے شروع ہوگا جو اس فصل کے بعد واقع ہوئی جس میں مالکوں نے آخری بار پیداوار اٹھائی ۔

مفوض الیہم کے معاوضہ کی تجویز - ۴۸۹ - اگر مالیہ تفویض ہوا ہوا ہو تو جاگیردار یا معافیدار کے مطالبہ کی تبادلہ قیمت ادا ہونی چاہیئے - لیکن عموماً معافیداروں کو یہ امر سخت ناگوار گذرتا ہے کہ ان کی حیثیت میں فرق آئے یا ان کے کھاتہ لاخراج کی آمدنی میں کمی واقع ہو - اس لیئے اگر ممکن ہو تو مالگذاری کی ضروری تخفیف رقم خالصہ سے کی جائے - جہاں کسی محال کا کوئی جزو تفویض کیا گیا ہو تو وہاں ایسا عمل کرنا آسان ہوگا - دیگر صورتوں میں جہاں مالیہ کی کمی بہت قلیل ہو - تو جاگیردار یا معافیدار کو معاوضہ کے

---

۵۱ - اس بارہ میں دیکھو دستور العمل محکمہ قانونی ۔

۵۲ - دفعہ ۵۴ ۔

طور پر ایک اکٹھی رقم کے منظور کرنے پر قناعت کرنی چاہیئے لیکن جب اس تخفیف کی مقدار ایک سو روپیہ سے زیادہ ہو یا مالیہ مفوضہ کے ½ حصہ کے برابر ہو تو صاحب ڈپٹی کمشنر مجاز ہیں کہ عطائے پنشن یا جدید جاگیر کے لئے سفارش کریں - ایسی تجویز بطور امر واقعہ ہر موقعہ پر نہیں کرنی چاہیئے - بلکہ صرف ایک ایسے مستحق رعایت شخص کے حق میں کرنی واجب ہے جو اپنی رقم جاگیر کی کمی بہت محسوس کر رہا ہو^۵۱ ؎

۴۹۰ - لوکل گورنمنٹ صاحب کلکٹر کو ایسی میعاد کے واسطے جو تین سال سے زائد نہ ہو عارضی طور پر اراضی حاصل کرنے کی ہدایت کر سکتی ہے - ایسے عارضی قبضہ کی صورت میں اشتہار شائع کرنے کی ضرورت نہیں ہے - صاحب کلکٹر کو چاہیئے کہ حقداروں کو طلب کر کے رقم لگان واجب الادا کی بابت باہمی مصالحت کے ذریعہ تصفیہ کرنے کی سعی کریں - رقم لگان مقرر کرنے میں یہ امر مدنظر رکھنا واجب ہے کہ مالک بدستور ادائیگی مالیہ کے ذمہ وار رہیں گے - اگر صاحب کلکٹر حقداروں کے ساتھ مصالحت کے طور پر لگان کا تصفیہ کرنے میں کامیاب نہ ہوں تو یہ تنازعہ صاحب ڈسٹرکٹ جج کی خدمت میں بغرض فیصلہ رجوع کیا جاتا ہے^۵۲ ؎

عارضی قبضہ اراضی

۴۹۱ - صاحب کلکٹر کو چاہیئے کہ میعاد قبضہ ختم ہونے پر کسی ایسے نقصان کی بابت معاوضہ ادا کریں جو اراضی کو اس عرصہ میں پہنچا ہو اور جو شرائط اقرار نامہ میں ملحوظ نہیں رکھا گیا تھا - اور اگر اراضی مستقل طور پر ان اغراض کے ناقابل ہو گئی ہے - جن کے واسطے حقداروں کے قبضہ سے خارج ہونے سے پیشتر استعمال ہوتی تھی تو یہ لوگ

ایسے ہرجانہ کا معاوضہ جو عارضی قبضہ کے دوران میں پہنچا ہو -

---

۵۱ ؎ گورنمنٹ پنجاب نمبر ۵۴۹ مورخہ ۴ ستمبر ۱۸۹۰ء رقم جاگیر کے پیمانہ معاوضہ کی نسبت دیکھو فقرہ ۵۳ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر ؎

۵۲ ؎ دفعہ ۳۵ ؎

جائز طور پر اس امر کی استدعا کر سکتے ہیں کہ گورنمنٹ اراضی کو دائمی طور پر خرید کرلے[1]۔ حیثیت زمین کے متعلق اگر کوئی تنازعہ پیدا ہو تو صاحب ڈسٹرکٹ جج کی خدمت میں رجوع ہونا چاہیئے[2]۔

کمپنیوں کے لئے حصول اراضی

۴۹۲ - جو احکام اغراض سرکاری کے لئے اراضی حاصل کرنے کے متعلق اوپر بیان کئے گئے ہیں وہی احکام ایکٹ مذکور کے حصہ ہفتم کے رو سے کسی کمپنی کے واسطے حصول اراضی پر بدرجہ مساوی اطلاق پذیر ہونگے[3]۔

ترک اراضی جس کی آیندہ ضرورت نہ رہے۔

۴۹۳ - جو اراضی کسی محکمہ کے تصرف دوام میں آئے اور پھر اس کی ضرورت نہ رہے تو وہ اراضی صاحب کلکٹر کے حوالہ کر دینی چاہیئے۔ تابع احکام صاحب کمشنر بہادر صاحب ڈپٹی کمشنر اس اراضی کے مناسب طریق پر منتقل کرنے کے ذمہ وار ہیں۔ اراضی مذکور کے نیلام کرنے میں کوئی قانونی ممانعت نہیں ہے۔ لیکن بخیال رعایت گورنمنٹ عموماً اس امر پر آمادہ ہے کہ اگر وہ اشخاص جن سے اراضی حاصل کی گئی تھی یا ان کے ورثا ۱۵ فی صدی (جو حصول لازمی کے عوض ادا ہوا تھا۔) منہا کر کے ادا شدہ رقم معاوضہ واپس دیں تو اراضی زرعی و چراگاہ متروکہ ان کو دیدے[4]۔ اگر دوران قبضہ سرکار میں اراضی مذکور کی حیثیت میں کوئی نقص واقع ہوا ہو تو اس کے باعث قیمت میں مناسب کمی ہو سکتی ہے۔ اور شاذ و نادر صورت میں ترقی

---

[1] دفعہ ۳۶۔
[2] دفعہ ۳۷۔
[3] دفعات ۳۸ لغایت ۴۴ حصہ ص سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر۔
[4] تجویز گورنمنٹ ہند نمبر ۱۳ - ۱۴ - ۱۳۰ مورخہ ۳۰ - اکتوبر ۱۸۹۰ء اگر حقوق دخیلکاری بشمول حقوق مالکانہ حاصل کئے گئے تھے تو ایکٹ عطیات سرکاری نمبر ۱۵ مصدرہ ۱۸۹۵ء کے احکام کے مطابق واپس شدہ حقوق مالکانہ پر حقوق دخیلکاری کا بار رہنا چاہیئے۔

حیثیت کے سبب بیشی بھی جائز ہوگی۔ ترقی سے وہ ترقی مراد ہے جو محض حیثیت زمین میں واقع ہوئی ہو۔ یہ امر کہ اراضی مذکور بوقت حصول غیر آبپاش تھی اور اب بوقت ترک نہر سے آبپاش ہو سکے گی بیشی قیمت کی اغراض کے لئے ترقی متصور نہیں ہو سکتی۔ باوجودیکہ زمین کی بازاری قیمت میں روز افزوں بیشی ہو رہی ہے اس لئے مندرجہ بالا شرائط پر اکتفا کرنے میں گورنمنٹ کی بڑی فیاضی ہے۔ البتہ ابتدائی حقداروں کے بعیدی ورثا اور رشتہ داروں کے حق میں ان شرائط کی پوری پوری تعمیل کرنی ضروری نہیں ہے۔ لیکن بعض صورتیں ایسی غیر معمولی اور خاص حالات میں پیش آتی ہیں (مثلاً جب ابتداءً مالکوں کو کوئی قیمت ہی نہ دی گئی تھی یا برائے نام قیمت عطا ہوئی تھی یا مثلاً جب قرب وجوار میں قیمت زمین میں غیر معمولی بیشی ہوئی ہو) ایسے معاملہ میں ان اشخاص کے ورثا کو جن سے زمین ابتداءً حاصل کی گئی تھی شرائط واپسی پیش کرنے سے پہلے صاحب کمشنر بہادر سے استصواب کر لینا لازمی ہے۔

۴۹۴ - ان قطعات کی صورت میں جو مقدار رقبہ یا ہیئت کے

> ایسی صورتیں جن میں ملحقہ کھیتوں کے مالکوں کو ترجیح دینی چاہیئے۔

لحاظ پر ملحقہ کھیتوں کے مالکوں کے سوا اور کسی کے کارآمد نہیں ہو سکتے تو مالکان مذکور کو ہی قیمت بازاری پر خرید کرنے کا موقعہ دینا چاہیئے۔ یہ امر کہ ایک اجنبی شخص ان سے بڑھ کر بولی دینے پر آمادہ ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کے مانع نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ مالکان مذکور کی پیش کردہ واجبی قیمت منظور کر لیں۔

۴۹۵ - اگر ابتدائی مالکوں کے ورثا کا پتہ نہیں چلتا۔ یا جب

> کارروائی جب ورثا یا ملحقہ مالکان خرید پر آمادہ نہ ہوں۔

ورثا مذکور۔ یا مالکان ملحقہ شرائط پیش کردہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو منظور کرنے پر آمادہ نہ ہوں تو حسب الحکم صاحب کمشنر بہادر اراضی مذکور نیلام ہونی واجب ہے یا کسی دیگر مناسب طریق پر اس کا تصفیہ ہو سکتا ہے۔

۴۹۵ - (الف) - اس محکمہ کو جس نے زمین چھوڑی ہو اس

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۸۵ - ایل - اے - ایم - مقام لاہور - مورخہ ۴ فروری ۱۹۴۱ء
دستور العمل صیغہ مال (طبع ۱۹۳۱ء)
فقرہ ۲۹۴ - صفحہ ۲۹۵

موجودہ فقرہ ہذا کی بجائے عبارت ذیل قائم کرو:-

"ان قطعات کی صورت میں جو مقدار رقبہ یا ہیئت کے لحاظ سے ملحقہ کھیتوں کے مالکوں کے سوائے اور کسی کے کارآمد نہیں ہو سکتے۔ تو مالکان مذکور کو ہی قیمت بازاری پر خرید کرنے کا موقع دینے کی تجاویز پر گورنمنٹ غور کرنے کے لئے طیار ہوگی۔ یہ امر کہ ایک اجنبی شخص ان سے بڑھ کر بولی دینے پر آمادہ ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو مانع نہ ہونا چاہیئے کہ مالکان مذکور کی پیش کردہ واجبی قیمت کی منظوری کے لئے گورنمنٹ کے پاس سفارش کریں"۔

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۸۶ - ایل - اے - ایم - مقام لاہور - مورخہ ۴ فروری ۱۹۴۱ء
دستور العمل صیغہ مال - (طبع ۱۹۳۱ء)
فقرہ ۲۹۵ - صفحہ ۲۹۵

موجودہ فقرہ ہذا کی بجائے عبارت ذیل قائم کرو:-

"اگر ابتدائی مالکوں کے ورثا کا پتہ نہیں چلتا۔ یا جب ورثا مذکور یا مالکان ملحقہ اراضی شرائط منظور کردہ گورنمنٹ کو منظور نہ کریں۔ اور اگر اراضی مذکور کو کسی اور طریق پر دائماً منتقل کرنے کی تجویز ہو۔ تو لازمی ہے کہ گورنمنٹ کے پاس معاملہ دوبارہ بھیجا جاوے"۔

فی الواقعہ فروخت کرنے سے پہلے محکمہ متعلقہ سے صلاح لینی چاہیئے۔

قیمت پر جو لوجہ واپسی زمین مذکور لی جانی مطلوب ہو۔ نکتہ چینی کرنے اور کسی بولی یا ٹینڈر کے متعلق قبل اس کے کہ اُسے منظور کیا جاوے رائے زنی کرنے کا موقع دینا چاہیئے ‫‬

۴۹۶ - کسی ایسی زمین کا معاہدہ انتقال کرتے وقت جس

رپورٹ بحضور صاحب کمشنر بہادر

کی ضرورت نہ رہی ہو۔ صاحب ڈپٹی کمشنر یہ بات واضح کر دیں۔ کہ گورنمنٹ صاحب موصوف کی پیش کردہ شرائط کی پابند نہیں ہے۔ تاوقتیکہ صاحب کمشنر بہادر ان شرائط کو منظور نہ کریں۔ عام صورتوں میں یہی کافی ہے۔ کہ صاحب ڈپٹی کمشنر اپنی مجوزہ شرائط اس نقشہ کے آخری خانہ میں درج کر دیں جس میں بیشی مالیہ کی تحریک ہوتی ہے۔ غیر سرکاری اشخاص کے پاس اراضی کے عود کرنے میں مالیہ کی بیشی لازماً عمل میں آئے گی۔ اگر متروکہ رقبہ وسیع ہے یا اس کے تصفیہ کے متعلق مشکل اور پیچیدہ سوالات پیدا ہو رہے ہیں۔ تو اس معاملہ کی نسبت علیحدہ رپورٹ کے ذریعہ کارروائی کرنی بہتر ہو گی ‫‬

۴۹۶ - الف - سرکاری اراضیات وعمارات کے انتقال

انتقال اراضی مابین محکمہ جات سرکاری

منجانب مرکزی حکومت بنام مقامی حکومت۔ مقبوضہ اراضی کے انتقال مابین محکمہ جات اور انتقال اراضیات مملوکہ بلدیات کے ضابطہ کے بارہ میں صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ کا حصہ ا ملاحظہ کرو ‫‬

اس سٹینڈنگ آرڈر سے پتہ چلے گا۔ کہ اس قسم کے مقدمات حصول میں ایکٹ نمبر ا مصدرہ ۱۸۹۴ء کے احکام کو دخل نہیں ہے ‫‬

حصّہ چہارم

تحصیل مالیہ و لوکل ریٹ

پندرھویں فصل

تحصیل مالیہ

طریق مالگذاری انتظام کے حسن و قبح کی کسوٹی ہے

۴۹۷ - رعایا کی خوشحالی اور گورنمنٹ کے استحکام کا انحصار اس امر سے زیادہ اور کسی بات پر نہیں - کہ تشخیص و تحصیل مالگذاری کا طریق درست ہو - فرانس کی پرانی ملوکیت جس کی بدولت اس سرزمین کو ایک وقت میں بڑے بڑے فوائد حاصل ہوئے تھے - جب اپنی رقم محصولات کے تعین - رعایا کی مختلف جماعتوں پر اس کی عادلانہ تقسیم اور تحصیل بلا جبر میں قاصر رہی - تو آہستہ آہستہ اس کی بنیاد بھی کھوکھلی ہونی شروع ہو گئی اور آخر کار ایسے دھماکے سے گری کہ سارے یورپ میں تزلزل برپا ہو گیا - سرکار انگلشیہ نے ہندوستان میں جو تدابیر اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے اختیار کی ہیں کہ مالگذاری کی تشخیص اصول عدل و انصاف کے مطابق ہو وہ دوسری جگہ مذکور ہیں - یہاں ہمیں صرف انہیں قوانین سے سروکار ہے جو مالیہ کی وصولی سے تعلق رکھتے ہیں - تحصیل مالیہ نہ صرف ویسا ہی وقیع امر ہے جیسا کہ تشخیص مالیہ بلکہ بعض اوقات اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر دقت طلب ہے ؎

صاحبان ڈپٹی کمشنر مالگذاری و لوکل ریٹ کی وصولی کے ذمہ وار ہیں

۴۹۸ - ہندوستان کی ہر ایک سلطنت اراضی کو اپنی ملکیت تصور کرتی رہی ہے چنانچہ پیداوار زمین کا سرکاری حصہ ہمیشہ حکومت ہند کی آمدنی کا خواہ وہ اندرونی یا بیرونی حکومت ہو اصلی ذریعہ رہا ہے - مالیہ اور لوکل ریٹ[2] کا وصول کرنا حاکم ضلع کے خاص فرائض ہیں

---

[1] دیکھو پہلی فصل ہدایت نامہ بندوبست ؎

[2] نسبت لوکل ریٹ دیکھو فقرہ نمبر ۹۱ ہدایت نامہ بندوبست - عہدہ داران دیہہ کی جیوب فقرہ نمبر ۲۸۱ کا کوئی جزو اب خزانہ میں داخل نہیں ہوتا نسبت ملبہ جیوب دیہی دیکھو فقرات ۹۲ لغایت ۹۷ ہدایت نامہ بندوبست صاحبان ڈپٹی کمشنر کو ان کی وصولی سے براہ راست کوئی واسطہ نہیں ؎

سے ہے۔ یہ دوسرا مطالبہ یعنی لوکل ریٹ مالگذاری اراضی پر بشرح فیصدی لگایا گیا ہے اور مجملاً مالیہ سے بمشکل متمیز ہو سکتا ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر تمام دیگر مختلف اقسام مطالبات گورنمنٹ کے بھی محصل ہیں۔ لیکن اس مختصر کتاب میں ان کے تذکرہ کی گنجائش نہیں ہے۔ تاہم صاحب ڈپٹی کمشنر کے ایسے فرائض کا اجمالاً ذکر کرنا ضروری ہوگا۔ جو ان محصولات آبیانہ کی وصولی کے متعلق ہیں۔ جو اکثر اضلاع میں نہر کا پانی استعمال کرنے کے عوض عائد کئے جاتے ہیں ؛

۴۹۹ - ۵۰۰ - منسوخ کئے گئے ؛

پیداوار اراضی پر مالیہ کا بار مقدم ہے

۵۰۱ - کسی کھاتہ یا محال کی مالگذاری گورنمنٹ کے اس استحقاق کا نقد معاوضہ ہے جو سرکار کو ان اجناس کی پیداوار میں حاصل ہے جو اراضی میں کاشت کی جاتی ہیں۔ اور مطالبہ مذکور "لگان۔ منافعہ اور پیداوار پر بار مقدم کا حکم رکھتا ہے" اس استحقاق سرکار کی حفاظت کے ذمہ وار صاحب ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اور افسر مذکور کی استرضا کے بغیر کوئی عدالت اراضی کے لگان۔ منافعہ یا پیداوار کے قرق کرنے کی مجاز نہیں ہے۔ تاوقتیکہ مالیہ یا کوئی واجب الوصول بقایا ادا نہ کیا گیا ہو۔ عدالت ہائے دیوانی یا فوجداری اگر کوئی احکام زمین کے کسی حق یا پیداوار کی قرقی کے متعلق صادر کریں تو ضرور ہے کہ ایسے احکام حکام مال کے نام ہوں اور وہی ان کی تعمیل کیا کریں ؛

اقساط

۵۰۲ - ایک زمانہ تھا۔ جب یہی واجب دکھائی دیتا تھا کہ جو سرکاری حق پیداوار میں ہے۔ اس کی اقساط ان فصلوں کی برداشت سے پیشتر واجب الادا قرار دی جائیں۔ جن کی پیداوار سے ان کی ادائیگی ہونی ہے۔ اس تجویز سے بڑی بڑی خرابیاں پیدا ہوئیں۔ چنانچہ صوبہ پنجاب کے الحاق سے آٹھ نو سال پیشتر اس کو ترک کر دیا گیا تھا۔ موجودہ طریقہ کے مطابق سرکاری اقساط فصل سنبھال چکنے کے بعد جلدی ہی واجب الادا ہو جاتی ہیں۔ اقساط کی تعداد۔ تواریخ۔ اور رقوم بندوبست کے وقت صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری سے مقرر کی جاتی ہیں۔ اور اکثر ایک تحصیل کے تمام محالات کے لئے یکساں ہوتی ہیں۔ اگر تجربہ سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ جائے۔ کہ جو تجاویز ابتدا میں کی گئی ہیں وہ کسی محال یا چند محالات کے لئے

۱ دفعہ ۶۲ (۱) ایکٹ نمبر ۱۷ مجریہ ۱۸۸۷ء دفعات محولہ باب ہذا سے دفعات ایکٹ نمبر ۱۷ ۱۸۸۷ء مراد ہیں۔
۲ دفعہ ۶۲ (۲) ؛ ۳ دفعہ ۱۴۱ ؛

نامناسب ہیں تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو ان کے تبدیل کرانے میں کسی قسم کا تامل نہیں ہونا چاہیئے[1]

۵۰۳۔ ایک محال کے جملہ مالکان کی ذمہ واری مشترکاً و منفرداً تمام مالیہ کی ادائیگی کی نسبت جو محال مذکور کی اراضی پر تشخیص کیا گیا ہو دفعہ ۶۱۔ ایکٹ مالگذاری میں بڑی صراحت و وضاحت کے ساتھ مذکور ہے۔ بنابریں ہر حصہ دار صرف اپنے ہی کھاتہ کے مطالبہ کا ذمہ وار نہیں ہے بلکہ اس بقایا کا بھی ذمہ وار ہے جو کسی دوسرے کھاتہ کی بابت ہو۔ اور اگر اتفاقاً کسی محال میں ایک ہی پتی دار ایسا ہے۔ جس میں مالیہ ادا کرنے کی استطاعت پائی جاتی ہے۔ تو وہ ایسے حکم کی تعمیل کی نسبت کہ وہ اکیلا تمام بقایا ادا کرے کوئی قانونی اعتراض نہیں اٹھا سکتا۔ جہاں کہیں ایسی صورت پیدا ہو جائے۔ تو وہاں جملہ باقیداران کے کھاتے کچھ مدت کے لئے ایسے حصہ دار کے نام اگر وہ خواہشمند ہو منتقل کر دینے چاہئیں[2] جب کوئی محال پتیوں یا طرفوں پر مشتمل ہو۔ تو کسی خاص پتی یا طرف کا بقایا اولاً تمام جماعت مالکان سے نہیں بلکہ صرف اس پتی یا طرف کے حصہ داروں سے وصول کرنا چاہیئے؛

مالکان اراضی مشترکاً و منفرداً ذمہ دار ہیں

۵۰۴۔ فی الحقیقت جملہ مالکان کو بحیثیت مجموعی پابند کرنے والی قیود یعنی مشترکہ ذمہ واری پر پنجاب کے بعض حصوں میں کبھی عمل نہیں کیا گیا۔ جب یہ اشتراک محض ہمارے طریقہ مالگذاری کا فرضی اصول ہی ہے اور چند الگ الگ کھاتہ جات کا ایک مشترک محال فرضی طور قائم کر لیا گیا ہے۔ تو وہاں مشترکہ ذمہ واری کا نفاذ اگرچہ قانوناً درست ہی کیوں نہ ہو قرین انصاف نہیں ہو سکتا۔ ہماری حکومت ہر جگہ اس خیال کی مؤید ہے کہ ہر فرد بشر اپنی جگہ خود ذمہ وار متصور کیا جائے۔ باشندگان دیہہ میں اجنبی اشخاص کی بے جا مداخلت کا یہ نتیجہ ہوا ہے۔ کہ متحدہ زندگی بسر کرنے اور فرائض کے مشترکہ سرانجام دینے کا خیال کمزور پڑ گیا ہے۔ ہر ریونیو افسر کو چاہیئے کہ محالات کی نسبت عملدرآمد کرنے میں باشندگان دیہہ کی اس تفریق کا حتی الوسع انسداد کرے بلکہ جہاں تک ممکن ہو دیہاتی جماعتوں کو اپنے خیال پر چھوڑ دینا چاہیئے جیسا کہ مسٹر ٹامس تحریر کرتے ہیں:۔

مشترکہ ذمہ واری کی وسعت

"جب تک سرکاری مطالبہ وقت پر ادا ہوتا رہے تو یہ امر نہایت ضروری

---

[1] دفعہ ۱۹۳ (۱) نیز دیکھو فقرات ۵۴۰ لغایت ۵۵۸ ہدایت نامہ بندوبست؛

[2] اس کتاب کا فقرہ نمبر ۵۲۴ دیکھو [3] نقرہ ۳۴ ہدایات برائے صاحبان کلکٹر مؤلفہ مسٹر ٹامس طبع ۱۸۵۰ء

ہے - کہ صاحب کلکٹر بحیثیت افسر محصل ہر قسم کی مداخلت سے احتراز کریں - گورنمنٹ کا اصل مقصد و مدعا یہ ہے کہ رعایا کو جمہوری حکومت کی تعلیم دی جائے - اس لئے ان کو اس بات کی تحریص و ترغیب دینی چاہئے - کہ وہ اپنے معاملات خود طے کر لیا کریں اور سرکاری مطالبہ ٹھیک وقت پر ادا کریں تاکہ سرکاری افسران محصل کو ان کے ساتھ بلا واسطہ مداخلت کرنے کا موقعہ ہی نہ رہے -

جہاں کہیں مالیہ کا بقایا پڑے - وہاں بلا شک و شبہ فی الفور تدارک ضروری ہوتا ہے - اگر باقیداروں سے بقایا وصول نہ ہو سکے - تو اس کی وصولی کے لئے ایسی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں کہ ان سے اصول ذمہ داری مشترکہ کا اظہار ہوتا ہو ؛

نمبردار کو جملہ مالکان کا ذمہ دار نہ گردانا جائے

۵۰۵ - نمبردار دیہہ کا یہ فرض ہے کہ مالکوں سے مالیہ وصول کر کے خزانہ تحصیل میں داخل کیا کرے - اگر وہ ثابت کر دے کہ اس کی کوشش کے باوجود وصولی نہیں ہو سکتی - تو اس صورت میں اس کی ذمہ داری دیگر افراد برادری سے زیادہ نہیں رہ جاتی - اور اس کو سب کا ذمہ دار قرار نہیں دینا چاہئے ؛

حصہ داروں کو براہ راست مالیہ ادا کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دینی چاہئے

۵۰۶ - جس حصہ دار کی اپنے نمبردار کے ساتھ کچھ رنجش ہو وہ بعض اوقات مالیہ نقد یا بذریعہ منی آرڈر خود ہی بالا بالا ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے - لیکن ایسی رقم وصول کرنے سے ہمیشہ انکار کرنا چاہئے - کیونکہ مالیہ کے روپیہ کا منی آرڈر نمبردار کے سوائے کسی شخص کی طرف سے ارسال کرنا قواعد محکمہ ڈاک کے خلاف ہے ؛

کھتونی دیہہ

۵۰۷ - تاکہ تحصیلدار کو ہر ایک محال کی وصولی مالیہ وغیرہ کی نگرانی میں سہولت ہو[1] اس لئے ایک علیحدہ حساب نسبت مطالبہ و وصولی جسے کھتونی کہتے ہیں واصل باقی نویس تحصیل مرتب کرتا ہے - ہر دیہہ کے لئے ایک بڑا تختہ کاغذ علیحدہ علیحدہ مخصوص کیا جاتا ہے اور ان اوراق کی ایک یا دو جلدوں میں جلد بندی کرائی جاتی ہے - شروع ورق پر ایک نقشہ متضمن مطالبہ زیر مدات مختلفہ مندرج ہوتا ہے - چونکہ یہ ایک لازمی امر ہے کہ تحصیلدار ایک ہی نظر میں دیکھ سکے کہ اسے ہر ایک محال کی بابت کیا کچھ وصول کرنا ہے اس لئے نہ صرف اراضی کا

[1] دیکھو فقرہ نمبر ۵۸۹ کتاب ہذا و فقرات ۳۲ تا ۳۵ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۱ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر ؛

مطالبہ مستقل و غیر مستقل بلکہ متفرق رقوم مثلاً - تزنی - طلبانہ - جبوب آبیانہ وغیرہ وغیرہ بھی درج کی جاتی ہیں - درحقیقت ہر ایک رقم جو کسی محال کی بابت خزانہ میں بوساطت نمبردار داخل ہوتی ہے درج ہونی چاہیئے - کاغذ کے باقیماندہ حصہ پر وصولیات کا اندراج ہوتا ہے - ہر ایک وصولی اپنی مد کے نیچے مع تاریخ ادائیگی درج کی جاتی ہے - سال کے اختتام پر ہر خانہ کی میزان لگانی چاہیئے - اور اگر کوئی غیر مؤدی بقایا ہو تو وہ تحریر کر دینا چاہیئے - ایسے بقایا آئندہ کے اوراق کھتونی پر مناسب مدات کے تحت احتیاط کے ساتھ درج ہونے چاہئیں ؂

۵۰۸ - جب فصل خریف کی گرداوری ہو چکے تو پٹواری کو لازم ہے کہ ایک ایسی فہرست مرتب کرے جس میں مطالبہ زیر مدات مختلف (مالیہ اراضی - لوکل ریٹ وغیرہ) جو ہر کھاتہ[۱] کے مالک کی طرف سے واجب الادا ہو درج ہونا چاہیئے - پھر وہ فہرست نمبردار کے حوالہ کر دے - اس فہرست کو فرد ڈھال باچھ کہتے ہیں - ربیع کی گرداوری کے بعد اگر ضروری ہو تو فہرست مذکور مکمل اور درست کی جاتی ہے - جہاں دو فصلوں کی اقساط مساوی نہ ہوں یا جہاں مطالبہ غیر مستقل ہو جو درو شدہ رقبہ پر بشرح فی ایکڑ تشخیص کیا جاتا ہے - وہاں ہمیشہ جدید فرد باچھ تیار کرنی پڑے گی - پٹواری پر نمبرداروں کی امداد فرض ہے یعنی ان کو حساب سمجھا دے اور بشرط ضرورت رسیدیں جو حصہ داران کو دینی ہوں تحریر کر دے[۲] - لاکن اصل وصولی سے کوئی سروکار رکھنا یا روپیہ کا ہاتھ میں لینا اس کے لئے ممنوع ہے پٹواری کو چاہیئے کہ ہر نمبردار کو تحصیل میں پیش کرنے کے لئے ایک یادداشت (عرض ارسال) تحریر کر دیا کرے - جس میں وہ رقوم جو داخل خزانہ کرنی ہیں زیر مدات مناسب مرقوم ہونگی ؂

فرائض پٹواری متعلق وصولی مالگذاری

۵۰۹ - تحصیل میں پہنچکر نمبردار واصلباقی نویس کو عرض ارسال دکھاتا ہے - اور اگر ضروری ہو تو واصلباقی نویس اس امر کو تحقیق کرتا ہے کہ آیا کھتونی کے مطابق رقم پیش کردہ کی تقسیم درست[۳] ہے بعدہ مناسب مدات کے نیچے داخلہ بھی کے

بیرونی تحصیلوں میں ادائیگی

[۱] فقرہ ۲۲ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ - نسبت اندراج مطالبہ جو پٹواری مالکان کی کتاب رسید میں کرتا ہے - دیکھو فقرہ ۲۴ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر[۲] فارم ہائے رسید اس پرچہ ہی میں منسلک ہوتے ہیں جو ہر ایک پتی دار کو استحقاقاً ملنی چاہئیں - دیکھو فقرہ ۲۳ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۱۵ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر[۳] جہاں کسی فصل کے سالم مطالبہ کا ایک جزو ہی ایک وقت ادا کیا جاتا ہے تو بڑے قاعدہ پہلے جو بات کا حساب بیباق کیا جائے باقی رقم مالیہ میں جمع کی جائے جو رقوم بعد ازاں وصول ہوں وہ مالیہ میں ہی محسوب ہونگی

دو نو پرت یعنے اصل و مثنیٰ میں اس کا اندراج کرتا ہے۔ عرض ارسال میں واصلباقی نویس کوئی درستیاں کرے تو ان پر تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کی تصدیق ہونی چاہیئے۔ روپیہ کے وصول کرنے پر تحویلدار یا خزانچی تحصیل داخلہ کے دو نو پرت پر دستخط کر دیتا ہے۔ اور اگر کسی سکّہ کے کم وزن یا قلب ہونے کی وجہ سے کوئی کٹوتی واقع ہو تو اس کی نسبت نوٹ درج کرتا ہے۔ بعد ازاں دو نو پرت فائل و کونٹر فائل پر تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کے دستخط کرانے ضروری ہوتے ہیں۔ پھر داخلہ سیاہہ نویس کے حوالہ ہوتا ہے۔ جس کا کام تحصیل کا سیاہہ یعنی حساب نقدی لکھنا ہے۔ چاہیئے کہ وصول شدہ رقوم سیاہہ نویس سیاہہ میں اور واصلباقی نویس کھتونی میں درج کرے۔ داخلہ پر تحصیلدار کے دستخط کا ہونا سیاہہ کے اندراج کے لئے تصدیق ہوتی ہے اور جب تک تحصیلدار کا دستخط نہ کرا پا گیا ہو سیاہہ میں اندراج نہیں کرنا چاہیئے۔ سیاہہ نویس کو داخلہ کے دو نو پرت پر دستخط ثبت کرنے چاہئیں۔ اس کے بعد کونٹر فائل رجسٹر سے پھاڑ کر نمبردار کو دیدینا چاہیئے[1]۔

۱۵۱۔ چونکہ تحصیل ہائے صدر میں علیحدہ خزانہ نہیں ہوتا۔ اس لئے وہاں کوئی سیاہہ نویس یا تحویلدار نہیں ہوتا۔ جو نمبردار ایسی تحصیل میں روپیہ داخل کرنے کے لئے لائے وہ اپنی عرض ارسال واصلباقی نویس کے پیش کرتا ہے۔ مؤخر الذکر داخلہ کے تین پرت مرتب کر کے پہلے ان پر خود دستخط کرتا ہے اور پھر تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کے دستخط کراتا ہے۔ نمبردار مع روپیہ اور ہرسہ پرت داخلہ کے خزانہ ضلع میں بھیجا جاتا ہے۔ وہاں جا کر وہ پہلے داخلہ کے پرت محاسب خزانہ کے پیش کرتا ہے اور اگر روپیہ وصول کرنے میں کوئی اعتراض نہ ہو تو محاسب مذکور تینوں پرت پر اپنے چھوٹے دستخط کر دیتا ہے۔ بعدہ نمبردار وہ پرت لیکر خزانچی ضلع کے پاس پیش کرتا ہے۔ خزانچی روپیہ وصول کر کے رقم اپنی روکڑ بہی میں درج کر دیتا ہے۔ اور اگر کوئی منہا ے کسی سکّہ کم وزن یا سکّہ قلب ہونے کے باعث واقع ہو تو اس کی نسبت ہر ایک پرت میں یادداشت لکھ کر ہر ایک پر اپنا پورا دستخط کر دیتا ہے۔ ہرسہ پرت داخلہ پھر محاسب خزانہ کے پاس واپس لائے جاتے ہیں وہ رقم اپنی روکڑ بہی میں درج کر کے ہرسہ پرت پر اپنا مکمل دستخط کرتا ہے۔ اگر پانصد یا اس سے زیادہ کی رقم ہو تو

صدر تحصیلوں کی ادائیگی

---

[1] چٹھی صاحب اکونٹنٹ جنرل بہادر نمبر ۵۶ مورخہ ۲۸ مارچ سنہ ۱۹۰۲ء نیز دیکھو گشتی چٹھی نمبر ۳۸۵۸ مورخہ ۲۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء مصدرہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر۔ سب ٹریشری مینول کا فقرہ نمبر ۳۶ بھی دیکھو۔

پہلے مہتمم خزانہ کے دستخط لے کر اُن میں سے ایک پرت نمبردار کو بطور رسید واپس کرتا ہے دوسرا پرت تحصیلدار کے پاس اس روز کا حساب بند ہونے پر ارسال کر دیتا ہے اور تیسرا پرت اپنے پاس خزانہ میں داخل دفتر کرنے کے لئے رکھ لیتا ہے۔ رجسٹر داخلہ کا پہلا۔ تیسرا اور آخری خانہ واصلباقی نویس کو اُس وقت پُر کرنا چاہئے جبکہ داخلہ جاری کیا جائے اور باقیماندہ خانجات داخلہ کے واپس موصول ہونے پر پُر کئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی داخلہ اسی دن یا دوسرے دن تک خزانہ سے تحصیل میں واپس آئے۔ تو اُس کی نسبت دریافت کرنا چاہئے۔ جہاں سرکاری خزانہ کا انتظام امپیریل بنک کے سپرد ہو وہاں بھی ایسی ہی کارروائی ہونی واجب ہے۔ داخلہ کا تیسرا پرت بجائے خزانہ ضلع[۱] کے بنک میں مع روپیہ کے پیش کرنا چاہئے تحصیل ہائے صدر سے کوئی حساب نقدی یا سیاہہ ارسال نہیں کیا جاتا۔ مگر اندراج کتاب داخلہ کا ایک گوشوارہ ہر ایک مد حساب کے مطابق خزانہ ضلع میں روانہ کیا جاتا ہے۔ وہاں پوری پوری پڑتال کر لینی چاہئے کہ آیا تمام رقوم باضابطہ حساب خزانہ میں جمع کی گئی ہیں یا نہیں۔ تحصیل میں گوشوارہ کی کوئی نقل نہیں رکھی جاتی ؂

مالیہ کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر کرنسی نوٹ وچیک ہائے

۵۱۱۔ جب کوئی نمبردار مالیہ داخل کرنے آتا ہے تو عملہ تحصیل اور بالخصوص واصل باقی نویس اس سے یہ توقع کرتا ہے بلکہ بعض اوقات نمبردار کو مجبور کیا جاتا ہے کہ وہ ان کو کچھ تھوڑا بہت بطور نذرانہ دے۔ لہذا تحصیلداروں کو یہ امر ذہن نشین رکھنا چاہئے۔ کہ اس رسم کا انسداد کرنا ان کے اپنے اعتبار و حسن انتظام پر دال ہے۔ جو صاحبان ڈپٹی کمشنر ایسے طریق جاری کرنا چاہیں۔ کہ واصلباقی نویس کی پڑتال کے بغیر ہی مطالبہ مالگذاری خزانہ میں داخل کر دیا جائے وہ ایسا کرنے کے مجاز ہیں۔ اس طریق کے مطابق سب سے پہلے تو یہ امر ضروری ہے کہ ہر ایک پٹواری کو اس کے جملہ مواضع حلقہ کی صحیح قسط بندی مہیا کی جائے۔ اور پٹواری کو چاہئے کہ اس قسط بندی کی بنا پر ہر نمبردار کو جسے قسط مالگذاری ادا کرنی ہو درست عرض ارسال مرتب کر دیا کرے پھر وہ اشخاص جن کو روپیہ ادا کرنا ہو عرض ارسال اور روپیہ لے کر سیدھے خزانچی کے پاس جائیں گے۔ خزانچی فوراً روپیہ وصول کر کے عرض ارسال کی پشت

[۱] چٹھی صاحب اکونٹنٹ جنرل بہادر نمبر ۵ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۹۰۲ء نیز دیکھو گشتی چٹھی مصدرہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر نمبر ۳۸۵۸ مورخہ ۲۰ جولائی ۱۹۰۲ء و سب ٹریژری مینول کا فقرہ نمبر ۹۸

پر رسید درج کر کے دستخط کر دیگا۔ پھر نمبردار یا روپیہ ادا کرنے والا شخص عرض رسال سیاہہ نویس یا واصلباقی نویس کے پاس لے جائیگا۔ اور وہ حسب معمول داخلہ تیار کریگا۔ نمبردار مالیہ کا روپیہ بذریعہ منی آرڈر و کرنسی نوٹ معرفت محکمہ ڈاک بھیج کر بھی اس تکلیف سے بچ سکتے ہیں۔ اِلّا اس تجویز کے اختیار کرنے میں وہ شاید خائف ہیں کہ کہیں عملہ تحصیل ان سے ناراض نہ ہو جائے۔ سب سے یہ بہتر ہے۔ کہ نمبرداروں کو اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جائے کہ وہ جونسا طریق ادائیگی چاہیں اختیار کرلیں۔ یہ امر قابل افسوس ہے کہ ان کو بذات خود تحصیل میں آنے سے روک دیا جائے کیونکہ ان کے تحصیل میں آنے کے کچھ فوائد بھی ہیں۔ اگر اُن کا کام غیر ضروری توقف میں نہ ڈالا جائے اور اُن سے ناواجب تقاضے نہ کئے جائیں تو ان کے لئے کوئی تکلیف نہیں ہے بعض چیدہ نمبرداروں کو جنہیں صاحب کلکٹر منظور کرتے ہیں اجازت ہے۔ کہ وہ اپنے محال یا پتی کی رقم مالگذاری یا دیگر رقوم جو بطور مالگذاری وصول ہو سکتی ہیں۔ بذریعہ چیک (ہنڈی) بنام امپیریل بنک اوف انڈیا (شاہی بنک ہند) ادا کریں۔ بشرطیکہ اس بنک کی شاخ اس ضلع کے صدر مقام میں ہو۔ جس میں محال مذکور واقع ہو ؎

۵۱۲ - کسی فصل کا مالیہ واجب الادا ہو جانے کے بعد ضرور ہے کہ تمام روپیہ جو ادا کیا جائے مطالبہ فصل مذکور میں مجرا کیا جائے وصول شدہ رقوم کو ایسے بقایا میں محسوب کرنا جو سابقہ فصلوں کے وقت سے غیر موذی پڑے ہوئے ہوں۔ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ پہلے مطالبہ فصل کلی طور پر بے باق ہو جائے ؎

ادائیگی مطالبہ فصل میں مجرا کرنی چاہیئے نہ کہ بقایا کے بے باق کرنے میں

۵۱۳ - سابقہ قاعدہ کے مطابق بڑے جاگیردار براہ راست نمبرداروں سے مالگذاری اراضی وصول کر لیا کرتے تھے۔ لاکن اکثر اس اجازت کا ناواجب طور پر استعمال ہوتا تھا۔ اور اس لئے بہت سی صورتوں میں یہ طریقہ موقوف کر دیا گیا ہے۔ یہ عمل صرف اسی حالت میں جاری رہ سکتا ہے جبکہ روپیہ وصول کرنے کا انتظام صاحب ڈپٹی کمشنر کے نزدیک اطمینان بخش ہو۔ مگر یہ طریقہ وہاں متروک ہونا چاہیئے جہاں جاگیردار اسے ناواجب مطالبات کا ذریعہ بنالے یا مالکان اراضی پر ان کی اراضیات اپنے نام منتقل کرانے کے لئے دباؤ ڈالے

جاگیرداروں کو براہ راست روپیہ ادا کرنا

ؔلہ دیکھو دفعہ ۹۰۔ ایکٹ ۱۷ مجریہ ۱۸۸۷ئہ و قواعد مال نمبر ۵۷ (۱) (ج) و (۲) ۵۹

الا اگر جاگیردار دیانتداری سے برتاؤ کرتا ہے اور مالکان کو کوئی معقول وجہ شکایت نہیں ہے تو جاگیردار کو اس استحقاق سے جس کو وہ بہت قابل قدر خیال کرتا ہے محروم کرنا سختی میں داخل ہے۔ یہ ضروری امر ہے۔ کہ رقم جاگیر نمبرداروں سے نہ کہ براہ راست مالکوں سے وصول کی جائے جاگیردار کوئی تعزیری تدارکات جن کا ذکر آگے چل کر ہوئے گا عمل میں نہیں لا سکتا ہے۔ اگر رقم جاگیر ٹھیک وقت پر اسے موصول نہ ہو تو وہ صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں استدعا کر سکتا ہے کہ وہ اسے وصول[1] کرا دیں یا صاحب ڈپٹی کمشنر کی استرضا کے بعد وہ عدالت مال[2] میں باقیدار پر نالش کر سکتا ہے۔ اگر مفوضہ مالیہ جاگیردار کی جانب سے صاحب ڈپٹی کمشنر وصول کرتے ہوں تو دو روپیہ فیصدی بابت خرچ وصولی لیا جائیگا۔ جس کو حق التحصیل کہتے ہیں[3]۔

عدم ادائیگی مالیہ قابل معذوری یا ناقابل معذوری ہوتی ہے۔ ہر ایک صورت کے متعلق مناسب عمل

۵۱۴۔ تاریخ واجب الادا پر مالیہ ادا نہ ہونے کی وجہ یا تو قابل معذوری ہو سکتی ہے یا اس کے برخلاف۔ جہاں کہیں عدم ادائیگی قابل معذوری ہو وہاں مطالبہ ملتوی یا معاف کر دینا چاہیئے۔ وہ حالات جن میں معافی یا التوا کی امداد دینی واجب ہے۔ اگلی فصل میں مسطور ہیں اس فصل کا باقیماندہ حصہ اس کارروائی کے متعلق ہے۔ جو صاحب ڈپٹی کمشنر کو ایسی رقوم بقایا وصول کرنے کے واسطے عمل میں لانی چاہئیں جو ملتوی یا معاف نہیں کی گئیں۔ اور نہ ہی صاحب موصوف کی رائے میں قابل التوا یا معافی ہیں۔

وصولی میں تاخیر مالکان اراضی کے حق میں مضر ہے

۵۱۵۔ یہ ایک غیر متبدل و کلیہ قاعدہ ہونا چاہیئے کہ یا تو مالیہ عین وقت پر وصول کر دیا جائے یا باقاعدہ ملتوی کر دیا جائے۔ اگر ہر ایک قسط تاریخ واجب الادا پر وصول نہ ہو جائے۔ تو شرط قانون مشعر قرارداد کہ مالیہ پیداوار فصل پر بار مقدم ہے ساقط ہو جاتی ہے۔ ساہوکار اپنے قرضداروں سے وہ غلہ لے جاتے ہیں۔ جس کو فروخت کر کے سرکاری حصہ ادا کرنا چاہیئے تھا اور پھر جب مالکان اراضی کو مالیہ کی ادائیگی کے لئے مجبور کیا جاتا ہے تو آخرکار انہیں از سر نو

[1] قاعدہ مال نمبر ۵۵ (۲)
[2] دفعہ ۷۷ (۳) (ع) ایکٹ ۱۶ مجریہ ۱۸۸۷ء دفعہ ۶۴ (۳) ایکٹ ۱۷ مجریہ ۱۸۸۷ء
[3] قاعدہ مال نمبر ۵۷ (۲)

قرضہ اُٹھانا پڑتا ہے۔ یہ معاملہ ہر ایک تحصیلدار کو بخوبی سمجھ رکھنا چاہیئے۔ لاکن ان میں سے اکثر کے عمل سے مترشح ہوتا ہے کہ گویا اُن کی رائے میں مطالبہ کی وصولی میں جس کی تحصیل آخرش بہرکیف لازمی ہے۔ تاخیر کرنا باقیدار پر احسان کرنا ہے۔ جو ذرائع صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس امر کے معلوم کرنے کے لئے حاصل ہیں کہ مالیہ کی ادائیگی وقت پر نہیں ہوئی وہ سترہویں فصل میں مذکور ہیں[1]؛

۵۱۶- ایکٹ مالگذاری میں لفظ باقیدار کی یہ تعریف کی گئی ہے کہ اس سے

باقیدار کے معنے

ایسا شخص مراد ہے : جس کے ذمہ مالیہ اراضی کا بقایا ہو" اور" نیز ایسا شخص جو ضامن ہونے کی حیثیت سے بقایا کی ادائیگی کا ذمہ وار ہو"[2] جو کچھ بادی النظر میں اس تعریف کا مفہوم ہے۔ فی الحقیقت اس کے معانی اس سے بہت زیادہ وسیع ہیں۔ اگر اس عبارت کو دفعہ ۶۱- ایکٹ مذکور کے ساتھ ملاکر پڑھا جائے تو واضح ہوگا۔ کہ اگر کسی کھاتہ کی بابت کوئی رقم بقایا واجب الوصول ہو تو ایک محال۔ کے جملہ مالکان باقیدار تصور ہوں گے۔ عملاً معمولی تعزیری تدارکات اس کھاتہ ہی کے مالک کے برخلاف جس کی بابت کوئی رقم بقایا پڑے یا اس کے نمبردار کے برخلاف اختیار کئے جاتے ہیں؛

۵۱۷- جو نمبردار مالگذاری کی وصولی میں کماحقہ کوشش کر چکا ہو تو پھر وہ

درخواست نمبردار بغرض کارروائی برخلاف باقیدار

تحصیلدار یا صاحب ڈپٹی کمشنر سے بذریعہ درخواست استمداد کرسکتا ہے[3] اور اس طرح اس کی ذات کے برخلاف کارروائی ہونے کا خدشہ رفع ہو جاتا ہے۔ البتہ اگر بقایا عرصہ چھ ماہ سے زائد غیر موَدی پڑا ہوُا ہے تو اس کی درخواست قابل سماعت نہیں ہوگی جب تک کہ نمبردار ریونیو افسر کا اطمینان نہ کردے کہ وصولی میں جو دیری واقع ہوئی ہے اس کا باعث اس کی اپنی غفلت نہیں ہے۔ اگر درخواست سماعت کے لئے رکھ لی جائے تو تاریخ مقرر کی جاتی ہے اور باقیدار کے خلاف دستک جاری کرکے اس کو طلب کیا جاتا ہے[4] اگر ثابت

---

[1] دیکھو فقرہ ۵۹۲ کتاب ہذا؛ [2] دفعہ ۳ (۸)؛ [3] دفعہ ۹۷ اور قاعدہ مال نمبر ۲۴۶ اس غرض سے کہ کسی قسط کی تاریخ ادائیگی سے پہلے نمبرداروں کو متمرد پتی داروں کے خلاف وصولی مالیہ کے لئے اجرائے تدارکات کا موقعہ ملے۔ صاحب فنانشل کمشنر بہادر ان اختیارات کے رو سے جو صاحب موصوف کو بمنشاء دفعہ ۶۳ (۱) ایکٹ مالگذاری نمبر ۱۷ مجریہ ۱۸۸۷ء عطا ہوئے ہیں یہ ہدایت فرماتے ہیں کہ پتی داروں پر لازم ہے کہ ہر قسط کی تاریخ واجب الادا سے دس روز پیشتر نمبردار متعلقہ کو اپنی ذمگی رقم مالیہ ادا کریں؛ [4] قاعدہ مال نمبر ۶۵؛

ہو جائے۔ کہ بقایا واجب الوصول ہے تو ایک تحریری حکم صادر کیا جاتا ہے۔ جس میں بقایا کی رقم اور اس شخص کا نام جس سے بقایا واجب الوصول ہے درج کیا جاتا ہے بعدازاں وصول کرنے کا فرض نمبردار سے تحصیلدار پر منتقل ہو جاتا ہے ؛

تحصیلدار کا بذات خود کارروائی کرنا

۵۱۸ - مقررشدہ ضابطہ کارروائی تو یہ ہے الاجب صاف طور پر کسی ظاہری وجہ کے بغیر نمبردار کے لئے پتی داران دیہہ کو اپنی ذمگی مالیہ ادا کرنے کی ترغیب دینا دشوار ہورہا ہے تو بہتر ہے کہ تحصیلدار یا اس کا نائب گاؤں میں جاکر اصلی باعث دریافت کرے۔ اگر اس کو معلوم ہو کہ انکار کی وجہ ذاتی عداوت یا حسد ہے تو نمبردار کا رعب قائم رکھنے کے لئے اس کی تائید کرنی چاہئے اور باقیداران دیہہ کو اچھی طرح سمجھا دینا چاہیئے۔ کہ اس تاخیر سے ان ہی کو تکلیف ہو گی۔ اگر وہ یہ عذر کریں کہ ان کو شبہ ہے کہ نمبردار جو روپیہ وصول کرتا ہے اسے غبن نہ کر جائے اور بنابریں روپیہ اس کی تحویل میں دینے سے خائف ہیں تو چاہیئے کہ وہ نمبردار کی معرفت فوراً روپیہ وصول کر کے تحصیل میں پہنچانے کا حکم صادر کرے ؛

نمبردار کا مالیہ میں تصرف بے جا

۵۱۹ - اس امر کا ذکر افسوس کے ساتھ کیا جاتا ہے کہ نادار نمبردار اکثر مالیہ میں تصرف بیجا کرتے رہتے ہیں - کیونکہ جب روپیہ ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے تو اس وقت ان کو اپنے قرضخواہوں کو خاموش کرنا آسان دکھائی دیتا ہے اور وہ اس بات کو نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ایک دو مہینہ بعد جب تحصیلدار سرکاری مطالبہ کی ادائیگی کا تقاضا کرے گا۔ تو ان کو پہلے سے کہیں زیادہ زیربار قرضہ ہونا پڑیگا جب کبھی تصرف بے جا ثابت ہو جائے تو نمبردار کو موقوف کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس امر پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا اس کے برخلاف فوجداری کارروائی بھی کرنی مناسب ہے یا نہیں ؛

قانونی تدارکات بغرض حصول بقایا

۵۲۰ - بقایا کی وصولی کے واسطے حسب ذیل قانونی تدارکات عمل میں لائے جا سکتے ہیں :-

(الف) - باقیدار کے خلاف دستک جاری کرنا ؛

دفعات ۶۷ (الف) و ۶۸ و قاعدہ مال نمبر ۶۳ و فقرات ۳ - ۴ - ۹ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۹ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر ؛

(ب) باقیدار کو گرفتار کر کے حراست میں رکھنا ؛

دفعہ ۶۷ (ب) و دفعہ ۶۹ و قواعد مال نمبر ۶۷ لغایت ۶۹) ؛

(ج) باقیدار کی جائداد منقولہ یا کاٹی ہوئی و نا جمع شدہ فصل کا ضبط اور نیلام کرنا ؛

(دفعہ ۶۷ (ج) و دفعہ ۷۰) ؛

(د)۔ جس کھاتہ کی بابت بقایا واجب الادا ہو اس کا انتقال کرنا ؛

(دفعہ ۶۷ (د) دفعہ ۷۱) ؛

(ه) جس محال یا کھاتہ کی بابت بقایا پڑے اس کا قرق کرنا ؛

(دفعہ ۶۷ (ه) و ۷۲ فقرہ ۱۳ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۹ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر) ؛

(و)۔ اس محال یا کھاتہ کی تشخیص منسوخ کر دینا ؛

(دفعہ ۶۷ (و) و دفعات ۷۳ لغایت ۷۴ و فقرات ۲۵ لغایت ۳۹ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۹ مذکور) ؛

(ز)۔ محال یا کھاتہ مذکور کا نیلام کر دینا ؛

(دفعہ ۶۷ (ز) و دفعات ۷۵-۷۶ و ۷۹ لغایت ۹۶ و قاعدہ مال نمبر ۷۰) ؛

(ح)۔ باقیدار کی دیگر جائداد غیر منقولہ کے برخلاف کارروائی کرنا

(دفعہ ۶۷ (ح) و ۷۷) ؛

ان تحریری تدارکات میں سے ہر ایک کے متعلق جس ضابطہ پر عملدرآمد ہوتا ہے اس کی تفصیل کے لئے ضرور ہے کہ دفعات ایکٹ مالگذاری اراضی اور متذکرہ بالا قواعد و احکام کو ملاحظہ کیا جائے۔ اگر کسی ایسے شخص کے برخلاف بقایا کی وصولی کے واسطے کارروائی کی جائے جو اس رقم کی ادائیگی کی ذمہ داری سے انکار کرتا ہے اور اگر وہ تحریری عذرداری کے ذریعہ بقایا ادا کرے۔ تو ایسا شخص عدالت دیوانی میں بغرض واپس دلا پانے رقم مذکور دعویٰ کر سکتا ہے[۱] ؛

۲۱۵۔ دستاویز مطالبہ "دستک" کے نام سے مشہور ہے۔ یہ ایک یادداشت سے کچھ ہی زیادہ ہوتی ہے۔ اس میں رقم بقایا درج ہوتی ہے۔ اس کا مضمون یہ ہوتا ہے۔ کہ مکتوب الیہ کو بقایا رقم معہ زرِ طلبانہ فلاں تاریخ تک تحصیل میں داخل کر دینی چاہیئے۔ زرِ طلبانہ کی مقدار پانچ روپیہ یا زیادہ مالیہ کے لئے ایک روپیہ اور اس سے کم رقم کے لئے بارہ آنے ہے۔ دستکوں کی تعمیل ایک خاص عملہ کے ذریعہ کرائی جاتی ہے جو اس غرض کے لئے عارضی طور پر رکھ لیا جاتا ہے۔ اور جب زیادہ دستکیں جاری کرنی پڑیں تو اس سے صرف مطالبہ مالیہ اراضی کے ساتھ رقم طلبانہ ہی ادا کر دینے پر اکتفا نہیں ہوتا بلکہ یہ امر کسی محال کے حق میں زیادہ تر

دستک

---

[۱] دفعہ ۷۸ ؛

مضر بھی ہو سکتا ہے۔ گو دستک اصلی باقیدار کے نام جاری ہو سکتی ہے۔ مگر بالعموم نمبردار کے نام جاری کی جاتی ہے[1]۔ تاوقتیکہ نمبردار زیر دفعہ ۹۷۔ ایکٹ مالگذاری اس بارہ میں درخواست نہ کر چکا ہو۔ تاریخ قسط کے بعد یہ دستک کسی وقت جاری کی جا سکتی ہے۔ لاکن چند روز کی مہلت دینی مناسب ہے اور جہاں محال کا مالیہ ایک ہی دفعہ ادا کرنے کا دستور ہو خواہ اقساط دو مقرر ہوں۔ اس مہلت کی میعاد معقول طور پر دو ہفتہ تک ہو سکتی ہے۔ بار بار دستک جاری کرنے میں کوئی قانونی اعتراض تو نہیں ہے لیکن صرف کمزور تحصیلدار ہی ایسا طریق اختیار کرے گا۔ تحصیلدار اپنے اختیار سے بھی دستک جاری کر سکتا ہے۔ اگر تحصیل پر اس کا ضبط اچھا ہے۔ تو اسے زیادہ دستکوں کے اجرا کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ صرف دو ہی تعزیری صورتیں ہیں ایک مذکورالصدر اور دوسری مذکورہ مابعد جن کو تحصیلدار اپنے اختیار سے عمل میں لا سکتا ہے۔ اور اگر کوئی تحصیلدار ان دونوں میں سے کسی ایک صورت کو لاپرواہی کے ساتھ کثرت سے استعمال کرنے کا مائل پایا جاتا ہے تو صاحب کلکٹر اس کا انسداد بہ آسانی کر سکتے ہیں۔ کیونکہ دستکوں اور وارنٹوں کے اجرائے کے متعلق تحصیلدار ایک ماہواری نقشہ صدر میں ارسال کرتا ہے ؛

۵۲۲۔ اصلی باقیدار یا نمبردار کو جو اس کا نمائندہ ہے گرفتار کر کے تحصیل یا ضلع کے صدر مقام میں دس دن تک زیر حراست رکھا جا سکتا ہے[2]۔ اور وہ اس امر کی ضمانت دینے پر رہا کیا جا سکتا ہے کہ اس عرصہ میں وہ ہر روز ایک خاص معینہ وقت پر غیر حاضر نہیں ہو گا۔ اگر بقایا اس مدت کے منقضی ہونے تک بھی ادا نہ کیا جائے۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر حکم صادر کر سکتے ہیں کہ باقیدار کو جیل خانہ دیوانی میں ایک ماہ مزید قید[3] رکھا جائے۔ اگر تحصیلدار باقیدار کو چوبیس[4] گھنٹے سے زیادہ زیر حراست رکھنا ضروری خیال کرے تو اسے صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس بارہ میں اطلاع دینی چاہیئے۔ دیگر مالکان محال بقایا مالیہ کے متعلق اپنی مشترک ذمہ واری[5] کے باعث ایسے تعزیری تدارک کے مستوجب نہیں ہیں اور نہ ہی نابالغ۔ دیوانہ یا مخبوط الحواس اشخاص کے خلاف ایسی کارروائی عمل میں[6] لائی جا سکتی ہے۔ اس

---

[1] دیکھو فقرہ بالا نمبر ۵۱۷ ؛ [2] دفعہ ۶۹ (۲) [3] قاعدہ مال نمبر ۶۷
[4] دفعہ ۶۹ (۳) ؛ [5] قاعدہ مال نمبر ۶۸ ؛
[6] دفعہ ۶۹ (۴) ؛

پیادہ کو جو وارنٹ کی تعمیل کرتا ہے اگر باقیدار روپیہ پیش کرے ہرگز وصول نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اسی باقیدار کو یہ ہدایت کرنی لازم ہے کہ وہ خود روپیہ تحصیل میں لے چلے یا بھیج دے۔ اس قسم کی تعزیری تدارک کے متعلق مسٹر تامسن اس طرح تحریر کرتے ہیں: "خاص صورتوں میں تو محل قید کے مؤثر ہونے کا امکان ہے۔ جب باقیدار کا احوال ایسا ہو کہ وہ قید سے ڈرتا ہو اور جب اس کے ذرائع ایسے موجود ہوں کہ وہ فوراً مطالبہ ادا کر سکے تو کوئی اور کارروائی اس سے زیادہ کارگر نہیں ہو سکتی۔ مگر نادار اور سقیم الحال اشخاص پر اس کے مؤثر ہونے کا امکان نہیں ہے۔ اور ایک فلک زدہ شخص کے لئے جو دیانتدار اور محنتی ہو یہ قید ایک جابرانہ سختی ہے۔ وصولی مطالبہ کے لئے باقیدار کو قید کرنا عموماً سب سے پہلا تدارک ہوا کرتا تھا۔ لیکن اس طریق کا درشتی اور خلاف مصلحت ہونا مدت کا تسلیم کیا جا چکا ہے۔"[1]

۵۲۳۔ صاحب ڈپٹی کمشنر یا اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول باقیدار کی فصل اور جائداد منقولہ ضبط کر کے فروخت کر سکتے ہیں۔ لاکن مستثنیات

جائداد منقولہ کی ضبطی و نیلام

مجوزہ دفعہ ۶۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی (ایکٹ نمبر ۵ مصدرہ ۱۹۰۸ء) نسبت نیلام بعلت اجراء ڈگری عدالت اس موقع پر بھی اطلاق پذیر ہیں۔ اور مزید براں اس قدر پیداوار قرقی سے واگذار رہنی چاہیئے جس قدر کہ صاحب ڈپٹی کمشنر تجویزی کے واسطے اور باقیدار اور اس کے اہل و عیال اور مستثنےٰ شدہ مویشیاں کی خوراک کے لئے آئندہ فصل تک ضروری خیال کریں۔" اس تدارک کی نسبت بھی ویسا ہی اعتراض ہو سکتا ہے جیسا کہ اول الذکر پر۔ عام طور پر باقیدار تھوڑی تھوڑی اراضی کے مالک ہوتے ہیں اور ان کی ذاتی جائداد ان کے سوائے دوسرے لوگوں کے لئے چنداں مالیت نہیں رکھتی اور اس کو وہ بسہولت ادھر ادھر کر سکتے ہیں۔ اگر ان کی جائداد ضبط اور نیلام بھی کی جائے تو اس سے کچھ وصول نہیں ہوتا۔ حالانکہ باقیداروں کو اس سے بہت اذیت اور نقصان پہنچتا ہے۔ البتہ باقیدار آسودہ حال ہے اور جائز سرکاری مطالبہ کی ادائیگی میں عمداً پہلو تہی کرتا ہو تو اس کی ذاتی جائداد کی نہایت قیمتی اشیاء کے ضبط کرنے کے سوائے شائد کوئی اور بہتر طریقہ نہیں۔ یہ طریقہ اس وقت ہی استعمال کرنا چاہیئے۔ جب اس خیال کے لئے کافی وجہ موجود ہو کہ اس طرح کل بقایا یا اس کا کافی حصہ ضرور ادا ہو جائیگا[2]

---

[1] مسٹر تامسن کی "ہدایات برائے صاحبان کلکٹر" مطبوعہ ۱۸۵۰ء کا فقرہ ۶۸ + ۲ دفعہ ۷۰۔

[2] مسٹر تامسن کی "ہدایات برائے صاحبان کلکٹر" مطبوعہ ۱۸۵۰ء کا فقرہ ۷۰۔

کھاتہ کا انتقال

سہ ۵۲۴ - باقیدار کا کھاتہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے حکم سے اس محال کے کسی آسودہ حال مالک یا مالکوں کے نام منتقل ہو سکتا ہے جو بقایا واجب الوصول ادا کرنے اور ان شرائط کو منظور کرنے پر رضا مند ہو یا ہوں جو صاحب موصوف مقرر کرنا مناسب خیال کریں[۱]۔ مثلاً صاحب ڈپٹی کمشنر یہ شرط عائد کر سکتے ہیں کہ باقیدار کو بغرض کاشت اراضی کا کچھ حصہ مقررہ لگان پر یعنی بادائیگی حصہ پیداوار جو بالعموم مزارعان تابع مرضی سے لیا جاتا ہے دیا جائے۔ اگر ایسا انتظام ہو سکے تو کوئی وجہ نہیں کہ بجز باقیدار کے جملہ مالکان دیہہ کے نام کیوں انتقال نہ کر دیا جائے۔ اس صورت میں میعاد انتقال کے لئے[۲] کھاتہ مذکور شاملات دیہہ ہو جائیگا۔ جو قانون قبل از ۱۸۸۷ء رائج تھا۔ اس کے رو سے دائمی[۳] انتقال بھی ہو سکتا تھا۔ مگر اب یہ میعاد حسب اقتضائے رائے صاحب ڈپٹی[۴] کمشنر ایسے عرصہ تک محدود کی گئی ہے جو پندرہ سال سے زیادہ نہ ہو یا اس سال کے اختتام تک ہو جس میں باقیدار منتقل الیہ کو رقم بقایا جس کی بنا پر انتقال ہوا[۵] تھا ادا کر دے۔ بمناسب شرط وہ ہو گی جو ان دونوں شقوں پر حاوی ہو یعنے اس فصلی سال کے اختتام تک جس میں بقایا ادا کیا جائے یا پندرہ سال کے لئے دونوں میں سے جو نسی مدت کم ہو۔ وہ اختیار کی جائے گی۔ مالکوں میں سے کسی ایک مالک کے نام کھاتہ کے انتقال کرنے سے دیگر مالکان کی ذمہ واری مشترک میں جو ان کو کھاتہ مذکور کی نسبت ہے دوران انتقال میں کوئی فرق نہیں[۶] آتا۔ میعاد مشروط کے خاتمہ پر باقیدار یا اس کا وارث قبضہ حاصل کریگا۔ اور گورنمنٹ یا منتقل الیہ کو بابت حساب[۷] بقایا کوئی دعوٰے باقی نہ رہیگا۔ جب کوئی ایسا انتقال عمل میں آئے تو اس کی رپورٹ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیجی جاتی ہے۔ اور آگے صاحب موصوف کا اختیار ہے کہ انتقال کو منسوخ کریں یا اس کی شرائط تبدیل کر دیں ؛

اس قسم کے تعزیری تدارک کے فوائد

۵۲۵ - جب پہلی اور دوسری قسم کے تعزیری تدارکات کارگر ثابت نہ ہوں یا مضر یا بے فائدہ قرار دئے جائیں تو پھر یہی طریقہ ہے جس کو بالعموم اختیار کرنا نہایت مناسب ہے۔ اس میں بھاری فائدہ یہ ہے کہ جماعت مالکان دیہہ میں کوئی اجنبی دخیل نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ تجویز امکان پذیر ہو کر کچھ اراضی کاشت کے

---

[۱] دفعہ ۱۷(۱) ؛ [۲] فقرہ ۱ دفعہ ۱۷ ؛ آئین نمبر ۲۷ مجریہ ۱۸۰۳ء دفعہ ۴۷۔ ایکٹ نمبر ۳۱ مجریہ ۱۸۷۱ء دفعہ ۴۸ ایکٹ مؤخر الذکر کی رو سے بصورت عدم وصولی بقایا تیرہ سال کے بعد دوامی انتقال ہو سکتا تھا (دفعہ ۴۸) ؛
[۳] دفعہ ۱۷(۲) ؛ [۴] دفعہ ۱۷(۴) ؛ [۵] دفعہ ۱۷(۶) ؛

واسطے باقیدار کے قبضہ میں بھی چھوڑ دی جائے تو پھر بھی وہ اپنے قدیمی گھر میں بیٹھے بٹھائے اُس کی پیداوار سے اپنی اور اپنے اہل و عیال کی گذران کر سکتا ہے۔ اور کچھ یہ بھی امید بندھ سکتی ہیں کہ وہ یا اس کی اولاد اس مدت کے دوران میں کفایت شعاری سیکھ جائیں جس میں وہ ملکیت کے حقوق اور اس کے دلفریب وسوسوں سے محروم رہے ہیں ؞

محال یا کھاتہ کی قرقی

۵۲۶۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کھاتہ یا محال کو قرق کر کے خود اس کو براہ راست اپنے اہتمام میں لے سکتے ہیں[ا]۔ اس کارروائی کا نام "قرق تحصیل" ہے۔ ناظم عموماً تحصیلدار ہونا چاہیئے۔ لاکن اگر محال بڑا ہو تو کوئی غیر سرکاری کارندہ بھی مقرر ہو سکتا ہے اور تنخواہ اسے مقررہ یا وصولیات پر بشرح فی صدی دیجا سکتی ہے۔ تشخیص مالیہ اراضی میں کوئی فرق نہیں پڑتا اور ناظم مذکور مالک یا مالکان باقیدار کی حیثیت میں آ جاتا ہے اور وہ تمام موجودہ معاہدات مابین مالکان و مزارعان کا پابند ہوتا ہے۔ قرقی کے بعد جو جو لگان و منافع موصول ہوں وہ حساب ذیل میں مجرا دئے جانے واجب ہیں ؞

(اول) مصارفِ انتظام میں۔

(دوئم) مالگذاری اراضی و جھوب کی بابت مطالبہ فصل رواں میں ؞

صرف وہ رقم جو بچ رہے اس بقایا کی ادائیگی میں جس کی وجہ سے اراضی قرق کی گئی تھی۔ محسوب ہونی چاہیئے[۲]۔ جونہی رقم بقایا بے باق ہو جائے اور ہر صورت[۳] میں پانچ سال کے خاتمہ پر ضرور ہے کہ اراضی باقیدار کو واپس دیدی جائے اور وہ مدتِ انتظام کے آمد و خرچ کا پورا پورا حساب لینے کا مستحق نہیں[۴] ہے ؞

مرتہنہ بالا تدارک کا استعمال

۵۲۷۔ یہ تدارک چھوٹے مالکان کے کھاتوں کی صورت میں صریحاً غیر موزون ہے۔ البتہ جب صاحب ڈپٹی کمشنر کا یہ خیال ہو کہ ذیل کی تدابیر میں سے کوئی نہ کوئی تدبیر جلدی ہی اختیار[۵] کی جائے تو اس سے محض فضول خرچی کے روکنے کے لئے عارضی تدارک ہو سکتا ہے۔ کیونکہ گاہ بگاہ یہ تجویز اس حالت میں فائدہ بخش ہوتی ہے جب باقیدار کوئی ناعاقبت اندیش بڑا زمیندار ہو اور فضولخرچی کی عادات رکھتا ہو یا جب مالیہ کے ادا نہ ہونے کا اصلی باعث باشندگان دیہہ کا

[ا] دفعہ ۷۲ (۱) ؞ [۲] دفعہ ۷۲ (۲) ؞ [۳] دفعہ ۷۲ (۳) [۴] دفعہ ۷۲ (۴) و فقرہ ۲۱۵ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۹ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر ؞ [۵] قاعدہ مال نمبر ۷۰ ؞

با ہمی یہ تنازعہ ہو کہ مختلف کھاتہ جات پر بار بقایا کی باچھ کس طرح کی جائے۔ مؤخر الذکر صورت میں ناظم اس وقت کے نمبردار کی حیثیت رکھتا ہے اور مالکوں سے انتظام کا خرچ (جس میں اس کا اپنا معاوضہ بھی شامل ہے) مالیہ جوب بقایا اور اخراجات دیہی وصول کرتا ہے۔ گویا ناظم حکماً اس کام کو کرتا ہے جس کے سرانجام دینے سے نمبردار قاصر رہا۔ اور نیز اگر کوئی تنازعہ باچھ کی نسبت پیدا ہو تو اسے وہ تحصیلدار (جبکہ یہ خود ناظم نہ ہو) کی مدد سے فی الفور طے کر سکتا ہے ؎

۵۲۸۔ متذکرہ بالا پانچ تدارکات کو صاحب ڈپٹی کمشنر بلا استصواب حاکم اعلیٰ عمل میں لا سکتے ہیں۔ صاحب موصوف ان میں سے کوئی خاص تدبیر اختیاراً کر سکتے ہیں۔ جس میں کامیابی کا زیادہ تر امکان ہو اور وہ اس امر پر مجبور نہیں ہیں کہ پہلے ایک کا اثر دیکھ لیں اور پھر دوسرے کو عمل میں لائیں باقیماندہ تین تعزیری تدارکات صرف صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری سے استعمال کئے جا سکتے ہیں ؎

مذکورہ بالا کارروائی صاحب ڈپٹی کمشنر اپنے اختیار سے کر سکتے ہیں

۵۲۹۔ اگر بقایا ایک ماہ سے زیادہ عرصہ تک غیر سودی رہے اور صاحب ڈپٹی کمشنر آزمائش کے بعد یا بہ نہج دیگر مایوس ہو کر یہ رائے قائم کریں کہ متذکرہ بالا تدابیر میں سے کسی ایک کے ذریعہ بقایا وصول نہیں ہو سکتا تو وہ ایک اشتہار نسبت قرقی کھاتہ یا محال جاری کر سکتے ہیں اور نیز یہ تحریک کر سکتے ہیں کہ کھاتہ یا محال مذکورہ کی تشخیص منسوخ کی جائے اور کہ اس کو بطور تحصیل خام براہ راست ان کے زیر اہتمام رکھا جائے۔ یا کسی مالگذار کو پٹہ پر دیا جائے۔ یہ تدارک ایسے مطالبہ کے بقایا کی وصولی کے واسطے استعمال نہیں ہو سکتا جو اس اراضی کی بابت واجب الادا ہے جس کو صاحب ڈپٹی کمشنر منجانب کورٹ آف وارڈز یا بموجب تعزیری تدارک مرقومہ فقرہ ۵۲۶ (بطور قرق تحصیل) زیر اہتمام خود لے چکے ہوں۔ صاحب فنانشل کمشنر کی منظوری موصول ہونے پر ایک اشتہار بدیں مضمون جاری کیا جاتا ہے کہ تشخیص منسوخ کی گئی ہے۔ کسی کھاتہ کی قرقی کی نسبت یا اس کی تنسیخ تشخیص کی بابت اشتہار جاری کرنے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اگر بعد ازاں باقیدار کو مزارعہ کچھ لگان ادا کرے تو مزارعہ مذکور زر لگان کی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہوتا ہے۔ اگر کوئی رقم لگان جو اجرائے اشتہار کے بعد کسی تاریخ

کھاتہ یا محال کی تشخیص منسوخ کرنا

لہ دفعہ ۷۳ (۱) و (۳) ؎
۵لہ دفعہ ۷۳ (۲) ؎

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۴ ۵ - ایل - اے - ایم - لاہور مورخہ ۴ ۲ ستمبر ۱۹۳۷ء

دستورالعمل صیغہ مال

فقرہ ۵۳۰

موجودہ فقرہ کے دوسرے جملہ کے بعد مندرجہ ذیل ثبت کرنا چاہیئے :-

"تاہم اِس امر کی احتیاط کرنی چاہیئے کہ ایسی اراضی پر جو معاملہ زمین عائد کیا گیا ہے۔ وُہ اس حلقہ کی جس میں کہ وُہ اراضی واقعہ ہے۔ کل تشخیص کو اس حلقہ کے اصل محاصل سے ایک چوتھائی سے زائد بڑھا نہ دے۔ اگر اراضی کسی محال کا حِصّہ ہو اور زیر دفعہ ۵۱ (۴) ایکٹ معاملہ زمین پنجاب ۱۸۸۷ء دفعہ ۵۱ (۳) ایکٹ مذکورہ کی شرائط کی رو سے مستثنٰے نہ ہو تو یہ مدعا اکثر حالات میں عملی اغراض کے واسطے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس اراضی کی اوسط شرح پرتہ اس محال کی جس میں کہ وُہ اراضی واقعہ ہے۔ اوسط شرح سے متجاوز نہ کرے۔ اگر کسی حالت میں مثلاً کسی مخصوصہ قیمتی اراضی کے بارہ میں یہ قرین مصلحت نہ ہو تو یہ معاملہ برائے استصواب بھیجنا چاہیئے۔ اگر اراضی کسی جدید محال میں شامل ہے۔ تو تشخیص کی شرح پرتہ جو کہ اس پر عائد کی گئی ہو اتنی نہیں ہونی چاہیئے جو کہ موجودہ تشخیص حلقہ کی اوسط شرح پرتہ سے تجاوز کر جاوے۔ جس کا تعین دفعہ ۵۱ (۳) ایکٹ مذکورہ میں کیا گیا ہے"

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۵۶ - ایل - اے - ایم - لاہور مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

دستور العمل صیغہ مال

فقرہ ۵۳۱

فقرہ ۵۳۱ کے اخیر میں مندرجہ ذیل ایزاد کرو:-

"تاہم اس امر کی احتیاط کرنی چاہئے کہ ایسی اراضی پر جو معاملہ زمین عایڈ کیا گیا ہے۔ وہ اس حلقہ کی جس میں کہ وہ اراضی واقعہ ہے۔ کل تشخیص کو اس حلقہ کے اصل محاصل سے ایک چوتھائی سے زائد بڑھا نہ دیوے۔"

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۵۷ - ایل - اے - ایم - لاہور مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

دستور العمل صیغہ مال

فقرہ ۵۳۲

دوسرے جملہ کے اخیر میں مندرجہ ذیل الفاظ ایزاد کرنے چاہئیں:-

"دفعہ ۴۸ (ب) ایکٹ معاملہ زمین پنجاب کا جائز لحاظ رکھتے ہوئے۔"

کو واجب الادا ہو۔ لیکن اشتہار جاری ہونے سے پہلے ادا کی گئی ہو تو یہ ادائیگی سوائے خاص منظوری صاحب ڈپٹی کمشنر کے ناجائز متصور ہوگی[1] ؎

۵۳۰۔ انتظام بلاواسطہ (تحصیل خام) یا متاجری کی میعاد پندرہ سال سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ جب یہ میعاد ختم ہو جائے تو بلحاظ اس خالص آمدنی کے جو حاصل ہوئی ہے کھاتہ یا محال کی جدید تشخیص عمل میں آنی چاہیئے اگر مالکان جدید تشخیص منظور نہ کریں تو صاحب فنانشل کمشنر بہادر یہ حکم صادر کر سکتے ہیں کہ ضلع کی باقیماندہ میعاد بندوبست تک یا اس سے کم عرصہ کے لئے انتظام بلاواسطہ (یعنی خام تحصیل) کا عمل جاری رہے ؎

انتظام بلاواسطہ یا پٹہ کی میعاد

۵۳۱۔ انتظام بلاواسطہ بشمول منسوخی تشخیص "خام تحصیل" کے نام سے مشہور ہے خام تحصیل اور فرق تحصیل میں فرق ہے کیونکہ دوران خام تحصیل میں حقوق مالکانہ اور مالکان کے معاہدے معرض التوا میں ڈالے جاتے ہیں۔ اور معاہدہ مالگذاری جو ان کے ساتھ کیا جاتا ہے منسوخ ہو جاتا ہے۔ اگر محال کا کوئی جزو بھی بطور خام تحصیل زیر اہتمام بلاواسطہ ہو یا متاجری پر دیا گیا ہو تو باقیماندہ محال کے مالکوں کی ذمہ داری مشترک صرف اس جزو کی بابت باطل ہو جاتی ہے[2]۔ صاحب فنانشل کمشنر بہادر یہ حکم نافذ کر سکتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر ایسے معاہدات دربارہ کاشت یا ادائیگی لگان کے پابند نہیں ہونگے[3] جو باقیدار کر چکا ہو یا وہ اشخاص کر چکے ہوں جن کے توسط سے باقیدار رو عویدار ہے۔ اگر منظور شدہ انتظام میں یہ امر بھی داخل ہو۔ کہ جو اراضیات مالکوں کی خود کاشت ہیں ان پر قبضہ کاشت بدستور مالکوں ہی کا رہیگا۔ تو ان کا قبضہ بحیثیت مزارعان ہوگا۔ اور ایسا لگان ادا کرینگے جو صاحب ڈپٹی کمشنر مناسب خیال کریں ؎

پٹہ یا انتظام بلاواسطہ کا اثر

۵۳۲۔ خام تحصیل سرکار کے حق میں خواہ کتنی ہی مفید کیوں نہ ہو مگر تا انقضائے میعاد باقیداران قبضہ واپس لینے کے لئے دعوے نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس امر کے مستحق ہیں کہ جب وہ پھر قبضہ حاصل کریں۔ تو ان کو نفع و نقصان کا حساب سمجھا دیا جائے ؎

مالکان تا انقضائے میعاد قبضہ واپس لینے کا دعوے نہیں کر سکتے

---

[1] دفعہ ۷۴ (۲) و (۳) ؎

[2] دفعہ ۷۳ (۷) ؎

[3] دفعہ ۷۳ (۸) ؎

۵۴۳ - خام تحصیل سالم محال یا اس کی مسلمہ پتی کے لئے ہی مناسب ہوتی ہے

انتظام بلاواسطہ پر رائے

یہ تدبیر تعزیری یا کم از کم عبرت نما ہے اور اسی صورت میں اس پر عمل کرنا ضروری ہوگا جب باشندگان دیہہ کی طرف سے آثار تمرد جو آج کل نادرالوقوع امر ہے ظہور میں آئیں یا جب مالیہ مشخصہ میں مالکوں کی بدانتظامی اور غفلت کی وجہ سے نقص پیدا ہو جائے۔ مسٹر ٹامسن کا قول یہاں درج کیا جاتا ہے "جب اراضی قیمتی ہو آبادی کثیرالتعداد ہو اور جائداد زیر اہتمام کے متعلق غیر مالک کاشتکاروں سے روپیہ وصول کرنا ہو اور فرد لگان سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ سرکاری مطالبہ کی منہائی کے بعد خاصی رقم پس انداز ہو سکتی ہے تو خام تحصیل کا عمل اختیار کرنے میں کچھ تامل نہیں ہونا چاہئے اگر صاحب کلکٹر معمولی احتیاط بھی کریں گے تو بقایا وصول ہو جائیگا اور غالب گمان ہے کہ حالت جائداد میں ترقی ہوگی۔ لیکن جہاں آبادی قلیل ہو اور بیشتر کاشتکار مالکوں کے زمرہ سے ہوں اور جب بٹائی کا طریق رائج ہو یا جب اراضی محال ناقص ہو کر قابل کاشت نہ رہے تو تحصیل خام قائم کرنے میں بڑی احتیاط ہونی چاہئے اس انتظام کی کامیابی کا مدار صریحاً ان امور پر ہے کہ علم کاشتکاری میں دسترس ہو۔ صاحب کلکٹر کا لوگوں پر پورا رعب ہو اور کارروائی آمادگی اور مستعدی کے ساتھ سرانجام دی جائے۔ جب صاحب کلکٹر کو معلوم ہو کہ ان میں یہ تینوں صفات موجود ہیں یا وہ اپنے ماتحتوں کے توسل سے حاصل کر سکتے ہیں تو سمجھنا چاہئے کہ باشندگان علاقہ صاحب موصوف کے نہایت ہی زیر اثر ہیں۔ باشندگان دیہہ کو اس امر کا یقین دلانے کے لئے یہ تدبیر بدرجہ غایت مفید ہے کہ ان کا آپس میں جتھہ کر کے سرکار کو اپنے حقوق سے محروم کرنے اور تشخیص بندوبست میں تخفیف کرانے کی کوشش کرنا محض بے سود ہے۔ اور ان کو زیادہ تر یقین اسی طرح آسکتا ہے کہ مثلاً چند محالوں کا انتظام بطور تحصیل خام ایسی کامیابی کے ساتھ کیا جائے۔ کہ اصلی تشخیص سے زیادہ پیداوار حاصل ہو۔ مگر اس طرح اہتمام کرنے میں بڑا وقت صرف ہوتا ہے اور کامل توجہ مطلوب ہوتی ہے اس لئے اس کو کسی بھاری پیمانہ پر جاری کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے بلکہ اس انتظام کو ہاتھ لگانے کی کوشش ہی نہ کرنی چاہئے جب تک صاحب کلکٹر یہ نہ دیکھ لیں کہ ان کو وقت اور موقعہ معقول طور پر حاصل ہے کہ وہ اس قسم کے تجربہ سے بخوبی عہدہ برا ہو سکتے ہیں۔[1]" یہ انتظام مستحکم مگر ہمدردانہ ہونا چاہئے اور اس مدعا کو مدنظر رکھنا چاہئے

---

[1] مسٹر ٹامسن کی "ہدایات برائے صاحبان کلکٹر" طبع سنہ ۱۸۵۰ء کا فقرہ ۷۸۵۔

کہ آخرالامر مالکان اپنے عادات بدل کر اپنی سابقہ حالت پر عود کرنے کے قابل ہو جائیں ؛

٥٣٤ - تنسیخ تشخیص کے بعد کسی عام شخص کو متاجری پر اراضی دینا تحصیل خام

متاجری کے متعلق رائے

کی نسبت بھی زیادہ شدید تدارک ہے - بپابندی ضروری تغیر و تبدل فقرہ ٥٣١ اس کارروائی پر حاوی ہے - اگر باقیدار ادنٰے مالکوں کے طبقہ سے ہیں - تو بالعموم یہی درست ہوگا - کہ اعلٰے مالکوں کو اجارہ دیا جائے - کوئی شخص از قسم اناث یا نابالغ یا کسی دیسی ریاست کا باشندہ اجارہ دار مقرر نہیں کیا جا[1] سکتا ہے ؛

٥٣٥ - اجارہ موروثی نہیں اور نہ ہی کسی دوسرے شخص کے نام انتقال ہو سکتا

مستاجر کے حقوق

ہے - تابع شرط مذکور یا بپابندی دیگر شرائط کے جو پٹہ میں صریح الفاظ میں مرقوم ہوں اجارہ دار کو دوران میعاد اجارہ کے لئے تمام حقوق ملکیت محال حاصل ہوتے ہیں - بالفاظ دیگر کم از کم وہ تمام حقوق حاصل ہیں جن کا خیال گورنمنٹ کو تشخیص[2] مالیہ کے وقت پیش نظر ہوتا ہے - اجارہ دار کی وفات پر مستاجری ختم ہو جاتی ہے بشرطیکہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر اجارہ دار کے وارث کے حق میں اس کی تجدید نہ کر دیں - بہرکیف محال کے قدیمی مالک اس بنا پر قبضہ واپس لینے کے مستحق نہیں ہیں - کہ منظور شدہ دفعات ابتدائی کے منقضی ہونے سے پیشتر مستاجری ساقط ہو گئی - مستاجری کے مزید شرائط کے لئے فقرات ٢٥ - ٢٦ و ٢٨ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ٢٩ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پڑھنے چاہئیں - جب مالکان اس مطالبہ کے منظور کرنے سے انکار کریں جو مالیہ اراضی کی عام تشخیص کی تجدید کے موقعہ پر مقرر کیا گیا ہے اور ان کے انکار کے باعث انتظام بلاواسطہ یا مستاجری کرنی پڑے تو ایسی صورت کے متعلق ہدایت نامہ بندوبست کے فقرہ ٥١٧ میں بحث کی گئی ہے ؛

٥٣٦ - ایک سالانہ نقشہ متضمن نتیجہ انتظام بلاواسطہ (تحصیل خام) صاحب

سالانہ نقشہ متضمن نتیجہ انتظام بلاواسطہ

فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں بوساطت صاحب کمشنر ارسال کیا جاتا[3] ہے ؛

---

[1] فقرہ ٢٧ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ٢٩ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر ؛

[2] جوبات دیہی کے کسی جزو کا مستاجر مستحق نہیں ہوگا (فقرات ٩٤ و ٣٦٥ ہدایت نامہ بندوبست) اس کے حقوق متعلقہ ملبہ کا تصفیہ پٹہ میں ہونا چاہئے (فقرہ ٩٢ - ہدایت نامہ بندوبست)

[3] اس نقشہ کا نمونہ و دیگر نقشہ جات کے نمونے جو اراضیات زیر اہتمام خام تحصیل کیلئے مطلوب ہیں فقرہ ٢٣ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ٢٩ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر میں درج ہیں برائے نمونہ تحریر پٹہ مستاجری دیکھو فقرہ ١٤ سٹینڈنگ آرڈر مذکور ؛

۵۳۷۔ خوش قسمتی سے صوبہ پنجاب میں بوجہ بقایائے مالیہ کسی کھاتہ یا محال کے

کھاتہ یا محال کا نیلام کرنا

نیلام کی شاذ و نادر ہی ضرورت پڑتی ہے۔ یہ تدبیر اُس وقت عمل میں لانی چاہیئے۔ جبکہ تدارکات ماسبق غیر مؤثر متصور ہوں۔ اس کے لئے صاحب فنانشل کمشنر کی منظوری مطلوب ہوتی ہے[1]۔ اور اس منظوری کے حاصل کرنے کے واسطے صاحب ڈپٹی کمشنر کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مالک یا مالکان بالکل ہی نادار ہیں یا ان کی خودسری یا ہٹ دھرمی حد سے تجاوز کر گئی ہے۔ جو اراضی زیر اہتمام کورٹ آف وارڈز ہو وہ بعلت بقایا نیلام نہیں ہوسکتی ہے اور نہ ہی کوئی اراضی ایسے بقایا کے باعث نیلام کی جاسکتی ہے جو اراضی مذکور کے دوران اہتمام خام تحصیل یا میعاد اجارہ میں پڑے ہوں[2]۔ البتہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو چاہیئے کہ بطور تمہیدی کارروائی ایسی صورت میں کھاتہ یا محال حسب منشاء دفعہ ۷۲ ایکٹ مالگذاری قرق کرلیں ؛

۵۳۸۔ جب تجویز نیلام منظور ہو جائے تو سب سے پہلے اشتہار جاری کرنا چاہیئے[3]۔

نیلام کا اثر

اراضی جملہ بار دیون سے بری متصور ہو کر نیلام ہوتی ہے اور تمام سابقہ عطیات و معاہدات جو اس اراضی کے متعلق ہوں خریدار کے برخلاف کالعدم ہوجاتے ہیں[4]۔ اس شرط کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ سرکار کا استحقاق نسبت اراضی سب پر فائق ہے اور اراضی کی پیداوار میں جو کچھ بھی سرکاری حصہ ہو پہلے بیباق ہو جانا چاہیئے۔ لیکن حقوق دخیلکاری جو باقیدار کے پیدا کردہ نہ ہوں اور پٹہ جات اراضی نسبت باغات۔ عمارات۔ و دیگر اغراض جو متعلق کاشتکاری نہ ہوں اور وہ حقوق جو اشتہار نیلام میں مستثنےٰ کئے گئے ہوں محفوظ رہتے ہیں[5]۔ ضابطہ متعلق نیلام دفعات ۷۹ لغایت ۹۶ ایکٹ مالگذاری میں درج ہے۔ اگر سب سے آخری بولی ناکافی ہو اور بالخصوص جب اس سے بقایا اور خرچ نیلام پورا نہ ہو سکے تو عموماً یہی مناسب ہوگا کہ محال مذکور گورنمنٹ کی طرف سے خرید لیا جائے۔ ایسی صورت میں باقیدار پھر بھی بقایا کا ذمہ وار رہتا ہے مگر باستثنائے خاص غیر معمولی حالات کے اس کے برخلاف کوئی مزید کارروائی کرنا

---

[1] دفعہ ۷۵۔ ایکٹ نمبر ۱۷ مجریہ ۱۸۸۷ء و دفعہ ۱۴۔ ایکٹ پنجاب نمبر ۲ ۱۹۰۳ء ؛
[2] فقرہ شرطیہ دفعہ ۷۵ ؛
[3] دفعہ ۷۹ (۱) ؛
[4] دفعہ ۷۶ (۱) ؛
[5] دفعہ ۷۶ (۲) ؛

غلطی ہے۔ جو کچھ فاضلہ نکلے باقیدار اس کے لینے کا مستحق ہے ؛

۵۳۹۔ سرکاری استحقاق نسبت مالیہ اراضی کو قانون نے اور بھی محفوظ کر رکھا ہے

باقیدار کی دیگر جائداد غیر منقولہ کے برخلاف کارروائی

اگر کوئی بقایا تدابیر متذکرہ بالا میں سے کسی تدبیر سے وصول نہ ہو سکے یا صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی یہ رائے ہو کہ ان تدابیر کا اختیار کرنا نامناسب ہے تو صاحب موصوف صاحب ڈپٹی کمشنر کو یہ حکم صادر کر سکتے ہیں کہ اس کھاتہ کے سوا جس کی نسبت بقایا واجب الادا ہے باقیدار کی کسی دیگر اراضی یا جائداد غیر منقولہ کے برخلاف کارروائی کریں۔ ایسی صورت میں اگر باقیدار نے نیک نیتی سے کوئی بار عائد کیا ہوا ہو یا کوئی عطیہ جات یا معاہدات کئے ہوئے ہوں تو وہ غیر متاثر رہیں گے ؛

۵۴۰۔ صوبہ پنجاب میں قانون دربارہ تحصیل مالگذاری گو اس قدر سخت گیر دکھائی

تعزیری تدارکات کا استعمال

دیتا ہے۔ لیکن اس کے عمل میں عام طور پر نرمی برتی جاتی ہے۔ چنانچہ اس قول کے ثبوت میں سالانہ حکمانہ رپورٹ نظم و نسق محکمہ مال کا گیارہواں نقشہ دیکھنا چاہئے۔ جس میں ایکٹ مالگذاری کی دفعات ۶۸ تا ۷۲ اور ۷۵ تا ۷۷ کے ماتحت جاری کردہ دستکوں اور دیگر تدارکات کی تعداد درج ہوتی ہے ؛

۵۴۱۔ ضابطہ نسبت وصولی مالیہ اراضی لوکل ریٹ و جبوب عہدہ داران دیہی کی وصولی

لوکل ریٹ و جبوب عہدہ داران دیہی

پر بھی حاوی ہے۔ جو قاعدہ زیر دفعہ ۱۷ ایکٹ ڈسٹرکٹ بورڈ پنجاب (نمبر ۲ مصدرہ ۱۸۸۳ء) مرتب ہوا ہے اس میں درج ہے کہ بشمول رقم مالگذاری لوکل ریٹ بھی باقساط وصول ہو گا۔ جس کی اقساط کو ایک دوسرے سے وہی نسبت ہو گی جو مختلف اقساط مالگذاری کو آپس میں ہوتی ہے ؛

۵۴۲۔ ایکٹ وصولی مالگذاری نمبر ۱ مجریہ ۱۸۹۰ء کی دفعہ ۳ میں مندرج ہے کہ جب کوئی ایسی

محصول قابضان و آبیانہ نہر

رقم جو بطور مالیہ اراضی قابل الوصول ہو صاحب کلکٹر کے سوائے کسی دیگر سرکاری افسر یا مقامی حاکم کو وصول کرنی باقی ہو تو اس ضلع کے صاحب کلکٹر جس میں اس افسر یا حاکم کا دفتر واقع ہو افسر یا حاکم مذکور کی درخواست پر اس رقم کی وصولی میں ویسی ہی کارروائی کریں گے گویا کہ وہ مالیہ اراضی کی رقم بقایا ہے۔ اس

لہ دفعہ ۷۷، (۱) ایک ضلع کے مطالبہ مالیہ کی دوسرے ضلع میں وصولی کے متعلق دیکھو ایکٹ وصولی مالگذاری نمبر ۱ مجریہ ۱۸۹۰ء

ے نیز دیکھو دفعات ۷، ۹ لغایت ۹۹ ؛ ۳ اشتہار گورنمنٹ پنجاب محکمہ لوکل سیلف گورنمنٹ نمبر ۳۱۹۷ مورخہ ۸ فروری ۱۹۲۶ء عمل پرچہ تصحیح نمبر ۳ مورخہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۳۲ء ؛ ۴ بروئے دفعہ ۳۔ ایکٹ مذکور مالیہ زمین یا ایسی دیگر رقوم کی تحصیل جو بطور بقایا مالگذاری قابل الوصول ہوں ہر ایک ضلع میں عمل میں آ سکتی ہے خواہ مطالبہ کسی دوسرے ضلع کی بابت ہو

قسم کا جو مطالبہ زیادہ تر صاحبان ڈپٹی کمشنر پنجاب زیر اختیار دفعہ مذکورہ وصول کرتے ہیں وہ مطالبہ بابت محصول قابضان و آبیانہ ہوتا ہے جو زیر دفعہ ۳۶۔ ایکٹ انہار و نکاس شمالی ہند نمبر ۸ مجریہ ۱۸۷۳ء عائد کیا جاتا ہے۔ ان اضلاع میں جہاں اراضیات نہر کے پانی سے سیراب ہوتی ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کا فرض ہے کہ وہ مطالبات نہری کی تحصیل میں بھی اسی قدر توجہ مبذول کریں جس قدر وہ مالیہ اراضی کی وصولی میں کرتے ہیں۔ بعض اضلاع میں مالیہ اراضی کی آمدنی رسوم نہری کے مقابلہ میں ایک خفیف سی رقم ہوتی ہے ؛

۳۴۵۔ فصل خریف و ربیع کے بعد صاحب اگزیکٹو انجنیر نہر صاحب ڈپٹی کمشنر کے پاس ایک نقشہ مطالبہ ارسال کرتے ہیں جس میں ہر محال کی رقم واجب الادا بابت آبیانہ و کمیشن درج ہوتی ہے۔ یہ کمیشن نمبردار کو تین فیصدی کے حساب سے مطالبہ پر بدیں شرط دیا جاتا ہے کہ رقم مذکور تاریخ واجب الادا تک وصول ہو جائے۔ اور اگر کوئی نمبردار اپنے ذمہ کا مطالبہ وقت پر ادا کرنے میں قاصر رہے تو صاحب ڈپٹی کمشنر اس کا سارا کمیشن یا کمیشن کا کوئی جزو ضبط کر سکتے ہیں۔ ان انگریزی نقشوں کے ساتھ ہی صاحب اگزیکٹو انجنیر تحصیلدار کے پاس ہر دیہہ کی بابت ایک کھتونی، بحروف فارسی بھیج دیتے ہیں۔ اس کھتونی میں وہ رقم درج ہوتی ہے جو کاشتکار کی طرف سے بابت محصول قابضان واجب الادا ہوتی ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو لازم ہے کہ وہ ایسی درخواستیں نہ لیں جو مطالبہ محصول قابضان مندرجہ کھتونی کی صحت کے متعلق ہوں۔ عذرداروں کو افسر نہر کے پاس ایسی درخواست پیش کرنے کی ہدایت کرنی چاہیئے۔ کوئی ایزادی جو اصل مطالبہ میں مطلوب ہو یا تخفیف جو نقشہ کی تیاری کے بعد بوجہ معافیوں کے واقع ہوئی ہو اس کی بابت صاحب اگزیکٹو انجنیر صاحب ڈپٹی کمشنر کو اطلاع دیتے ہیں۔ اور ادھر سے صاحب مؤخر الذکر صاحب مقدم الذکر کو ایک ماہواری نقشہ متضمن وصولیات و بقایا بھیجتے رہتے ہیں[1] ؛

ضابطہ بغرض وصولی آبیانہ

[1] ہدایات دربارہ وصولی رسوم نہر صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۶۱ انہار میں درج ہیں ؛

سولھویں فصل

مطالبہ مالگذاری کا التوا و معافی اور تشخیص مالیہ کے متعلق خاص رعائتیں و تخفیف

۵۴۴۔ سرکار انگریزی نے ملک پر بھاری احسان کیا کہ جنسی بٹائی کی بجائے نقد مطالبہ مستقل مقرر کر دیا اور بعد تجربہ دقیق اس مطالبہ کی عادلانہ و منصفانہ تشخیص کا راز معلوم کر لیا۔ گو اس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ عملہ ماتحت کے ظلم اور تغلب کے مواقع بہت کم ہو گئے طریق رہائش میں ترقی ہو گئی اور حقوق ملکیت اراضی کی مالیت میں غیر معمولی اضافہ ہو گیا۔ لیکن تشخیص مستقل کی تدبیر بھی چند سنگین نقائص سے خالی نہ تھی۔ اور ان میں سے بعض امور تو آہستہ آہستہ اصلاح طلب نقص تسلیم کئے[۱] گئے۔ اس فصل میں ان مؤخر الذکر نقائص میں سے اس ایک نقص کی صراحت کی جائے گی۔ جو بعض اوقات مستقل تشخیص و کمی بیشی پیداوار کے باہمی تفاوت کے باعث پیدا ہوتا ہے۔ و نیز اُن تدابیر پر بحث کی جائے گی جو مطالبہ مستقل کے مسلم فوائد کو بدلے اور ترک کئے بغیر اس خرابی کی اصلاح کے لئے عمل میں لائی جاتی ہیں ؛

جمع مستقل کے فوائد و نقائص

۵۴۵۔ اُن قابل افسروں کا جو شمال مغربی ہند کے اصول مالگذاری کے مجوز تھے خیال تھا کہ اگر رقم مالگذاری اعتدال کے ساتھ تشخیص کی جائے تو یہ توقع ہو سکتی ہے کہ ناقص فصلوں میں مالکان اراضی عمدہ فصلوں کی فاضلہ پیداوار سے کسی حد تک مطالبہ سرکاری ادا کرنے کے قابل ہوں گے۔ لیکن تجربہ سے یہ امید غلط ثابت ہوئی

یہ امید غلط ثابت ہوئی کہ مالکان اراضی ناقص موسموں کی کمی پورا کرنے کے لئے کچھ پس انداز کریں گے

---

[۱] جیسا کہ دوسری فصل میں بیان کیا گیا ہے قیمت اراضی کے فی الفور بڑھ جانے کے باعث قرضہ لینے کی ساکھ میں نا واجب وسعت ہو گئی۔ اس وجہ سے مستقل تشخیص کے اثرات دور اندیشی بھی کسی حد تک زائل ہو گئے ؛

ہے۔ یہ توقع بظاہر بجا تھی لیکن اس میں دو ضروری امور یعنے اہالیان ہند و آب وہوائے ملک کو ملحوظ نہ رکھا گیا تھا۔ ناگہانی آفات سماوی کو جو اکثر حصص ملک کا خاصہ ہیں کافی طور پر مرعی نہ رکھا گیا تھا اور یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ دور اندیشی و کفایت شعاری کے لئے معقول وجہ پیدا کر دینے سے فضول خرچی کی عادات فوراً دور ہو جائیں گی جو صدیوں کی بدنظمی کے باعث اہل ہند کی طبیعتوں میں جمی ہوئی تھیں۔ گو پنجاب کے کاشت کار پچاس برس سے واجبی مطالبہ مستقل کا فائدہ اٹھاتے چلے آئے ہیں۔ لیکن فی الحقیقت اب بھی بہت سے مالکان کاہل و فضول خرچ ہیں۔ محنت کش لیکن ناعاقبت اندیش مالکوں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہے اور صرف تھوڑے لوگ ایسے ہیں جو محنتی اور کفایت شعار کہے جاسکتے ہیں ؛

جمع غیر مستقل

۵۴۶۔ اُن علاقوں میں جہاں سال بسال رقبہ پختہ میں غیر معمولی کمی بیشی واقع ہوتی رہتی ہے۔ وہاں بعض جگہ یہی مناسب سمجھا گیا ہے کہ مطالبہ مستقل کو قطعاً ترک کر کے اس کی جگہ جمع غیر مستقل کا عمل بلحاظ رقبہ پختہ شدہ کے رائج کیا جائے۔ لیکن پنجاب میں ہنوز تشخیصات غیر مستقل صرف اُن قطعات میں محدود رکھی گئی ہیں جو طغیانی دریا کے زیر صدمہ یا بعض جگہ زیر آبپاشی نہر ہیں۔ ایسے علاقوں میں جن کی پیداوار کا انحصار بارش پر رہتا ہے اور گو اُن کی مقدار پیداوار میں نمایاں اختلاف ہوتا رہتا ہے اس طریق کو رائج کرنا عموماً غیر مناسب سمجھا گیا ہے[1] ؛

مطالبہ مستقل کی سختی کا بذریعہ التوا و معافی مالیہ تدارک کرنا

۵۴۷۔ سرکار اپنے افسروں سے توقع کرتی ہے کہ جب فصل زیادہ خراب ہو تو مطالبہ مستقل کی بابت جو مقبول رعایا و سرکار کے لئے بھی آرام دہ ہے اختیارات التوا و معافی کو عمل میں لانے کے ذریعہ ایسا انتظام کریں کہ اس کی ادائیگی گراں محسوس نہ ہو۔ ناگہانی آفات موسمی کے اثر کو نظر انداز کر کے وصولی مطالبہ میں تشدد کرنے کا اصول نہایت بُرا ہے اور سرکار کے نزدیک بھی سخت معیوب ہے۔ اُن اشخاص سے جو بلائے خشک سالی کے باعث اپنی نان شبینہ کے لئے بھی محتاج ہو گئے ہوں اور جن کی ساکھ غلہ فروشوں میں بھی تقریباً نابود ہو چکی ہو وصولی مالیہ کا تقاضا کرنا بھاری غلطی ہے۔ لیکن بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ اس بارہ میں اکثر دستور العمل کو عقل سلیم پر فوقیت دی جاتی ہے ؛

بدنظمی تحصیل کے نقص

۵۴۸۔ برعکس اس کے مطالبہ مستقل کی غرض کو فوت نہیں ہونے دینا چاہئے اور سوائے صریح و جائز ضرورت کے اُس کے کسی جزو کو التوا یا

[1] دیکھو ستائیسویں فصل ہدایت نامہ بندوبست ؛

معاف نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ تحصیل مالگذاری کے تساہل سے رعایا و نمبردار بگڑ جاتے ہیں۔ یہ مسلم بات ہے کہ زمانہ حال سے پہلے بے جا رعایت کی بجائے ناواجب تشدد کا نسبتاً زیادہ خطرہ تھا۔ یقیناً گورنمنٹ کا یہ منشا نہیں ہے کہ مطالبہ مستقل کی تحصیل میں کاہلی و لاپروائی کو جگہ دی جائے یا طریق التواو معافی کو "انتظام مال کا ایک دائمی اورباقاعدہ دستور بنایا جائے"۔ جیساکہ بعض اشخاص نے اس کی تحریک کی تھی۔ گو تجاویز التواو معافی کو فی الحقیقت اصول مالگذاری سرکار کا لازمی جزو تصور کرکے اس پر عملدرآمد ضروری ہے لیکن یہ تسلیم کرلینا چاہیئے کہ یہ تدبیر محض عنایاتِ خسروانہ کے خیال نہ کہ استحقاقِ رعیتانہ کے لحاظ پر اختیار کی گئی ہے اور صرف آفات ناگہانی کی خاص ایسی صورتوں میں اس کو عمل میں لانا چاہیئے۔ جہاں بلحاظ سنگینیِ آفات معاہدہ مالگذاری میں رعایت دینی مناسب و ضروری ہو۔ یہ صحیح ہے کہ مستقل تشخیص والے علاقہ جات میں بھی بعض حصوں میں بمقابلہ دیگر حصص کے بسااوقات ایسی امداد کی زیادہ ضرورت پیش آتی ہے ونیز یہ بھی صحیح ہے کہ زیادہ غیر محفوظ علاقوں میں جہاں ہنوز جمع غیر مستقل کا عمل رائج کرنا قرین مصلحت نہیں سمجھا گیا ہے لوازمات انتظامی کے لحاظ پر امداد کی ضرورت زیادہ کثرت سے ہوتی ہے۔ لیکن گورنمنٹ کا یہ منشا نہیں کہ ایسے علاقوں میں بھی مطالبہ مستقل کے اصولِ معتبر کو متروک کرکے آیندہ کوئی اور اصول اختیار کیا جائے البتہ گورنمنٹ اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ بندوبستی معاہدہ مالگذاری پر اصرار کرنا یا کاشتکاروں سے بُری سے بُری حالت میں بھی ادائیگی مالیہ یا لگان کا تقاضا کرنا مالی اغراض کے لئے بھی غیر مفید ہے۔ گورنمنٹ یہ بھی جانتی ہے کہ اگرچہ زمینداروں سے یہ توقع کرنا بالکل جائز اور رواجبی ہے کہ ان کو معمولی انقلابات پیداوار سالانہ کے نفع و نقصان کا متحمل ہونا چاہیئے تاہم ایسے حالات میں جن میں معمولی ہوشیار اور عقل والا کاشتکار بھی اپنے عیال و اطفال کے گذارہ کے لئے قرض لینے کا محتاج ہو مطالبہ سرکاری کا تقاضا کرکے اس کو مزید زیرباری کے باعث دیوالیہ بنانا واجب نہیں ہے۔

صحیح اندازہ التوا کے لئے زراعتی حالات ضلع سے واقفیت ضروری ہے

۵۴۹۔ تحصیل مالگذاری کے متعلق جو سوال پیدا ہوتے ہیں ان کی نسبت کوئی افسر صحیح طور پر فیصلہ نہیں کرسکتا تاوقتیکہ اُس کو اپنے ضلع کے حالات زراعتی کی و مختلف حصص ضلع کی حیثیت اراضیات و اجناس کی۔ اور ان کی فصلوں کی محفوظیت و غیر محفوظیت کی بابت اور مالکوں کی عادات محنت کشی کی۔ اُن کی وسعت کھاتہ جات کی اور اُن کی

حالت زیرباری و بریت قرضہ کی نسبت کامل واقفیت نہ ہو۔ ان امور کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے مختلف تحصیلوں کی رپورٹ ہائے تشخیص۔ گزیٹر ضلع۔ صاحب مہتمم بندوبست کے نقشہ جات دربارہ تفریق محفوظ و غیر محفوظ محالات و نیز صاحب موصوف کا مجوزہ طریق التوا[۱] نہایت عمدہ ذرائع ہیں۔ لیکن واضح رہے کہ اصلی معلومات مکمل ذاتی مشاہدہ کے ذریعہ حاصل کرنی چاہئیں۔ البتہ مطالعہ ذرائع مندرجہ صدر سے ذاتی مشاہدہ میں امداد لی جاسکتی ہے ؛

۵۵۰۔ قاعدہ کلیہ یہ ہونا چاہئے کہ یا تو مطالبہ وقت پر وصول کیا جائے یا باقاعدہ التوا کردیا جائے۔ باوجودیکہ تحصیلدار جانتے ہوں کہ وصولی مالیہ میں دقت ہوگی لیکن اگر ان کو اپنی مرضی پر چھوڑ دیا جائے تو قطعی طور پر اس امر کا فیصلہ کرنے کی بجائے کہ آیا التوا ضروری ہے یا نہیں۔ وہ حسب عادت معاملہ کو ٹال دینگے۔ حتی الامکان صاحب ڈپٹی کمشنر کو چاہئے کہ فصل کاٹ کر برداشت ہونے سے پہلے تجاویز التوا و معافی کا فیصلہ کردیں اگر یہ ممکن نہ ہو تو صاحب موصوف کو مطالبہ فصل کی قسط واجب الادا ہونے سے بیشتر التوا کے متعلق جملہ سوالات کا تصفیہ کردینا واجب ہے۔ باثنائے دورہ و معائنہ تحصیل صاحب موصوف کو یہ دیکھنا چاہئے کہ کن کن محالوں میں التوا کی غالباً ضرورت ہوگی اور پھر موقعہ فصل پر یا تو خود اُن کا ملاحظہ کریں یا افسر مال یا کسی دیگر تجربہ کار اسسٹنٹ کمشنر یا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر کو اُن کے ملاحظہ کے لئے مامور کریں۔ تاوقتیکہ کسی ایسے افسر نے جس کا عہدہ تحصیلدار سے زیادہ ہو نقصان رسیدہ محال کا ملاحظہ نہ کرلیا ہو حتی الامکان اس کی بابت تجویز التوا نہیں ہونی چاہئے۔ کچھ عرصہ پہلے بروئے ہدایات سابقہ یہ عمل ہر صورت میں لازمی رکھا گیا تھا۔ لیکن جب بہت سے محالات میں نقصان فصل واقع ہوا ہو تو ایسی صورت میں قاعدہ مذکور محض بطریق مشورہ حسن کارکردگی تصور ہو سکتا تھا۔ عملی طور پر اس کی پابندی مشکل تھی۔ ایک تجربہ کار روینیو افسر کو جس نے علاقہ نقصان رسیدہ میں دورہ کرکے حالت فصل کی بابت ایک صحیح عام اندازہ کرلیا ہو ایسے محالوں کے متعلق نقشہ جنسوار و نیز تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کی کیفیت معائنہ ہی کی بنا پر بلا تامل تجویز التوا کردینی چاہئے خواہ اس نے خود ان کا ملاحظہ نہ کیا ہو۔ اس لئے حسب ذیل عبارت اس قاعدہ میں ایزاد کی گئی۔ "عام نقصان

> مطالبہ وقت پر وصول ہونا چاہئے یا باقاعدہ طور پر التوا کیا جانا چاہئے

---

[۱] دیکھو فقرات ۵۵۳ و ۵۵۴ ہدایت نامہ بندوبست ؛

کی صورت میں جبکہ محالات قابل التوا کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ اعلےٰ افسر اُن کا ملاحظہ نہیں کرسکتے تو تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کا معائنہ بھی کافی تصور ہوگا۔ اِلاّ یہ بھی شرط ہے کہ اعلےٰ افسران مذکور کو اتنے محالوں کا ملاحظہ کرنا چاہئے جس قدر کہ ممکن ہو۔ نیز حتےّ الوسع ہر ایک نقصان رسیدہ چک تشخیص کے کم از کم چند دیہات اُن کو خود ملاحظہ کرنے لازمی ہیں"۔

٥٥١۔ حسب ذیل حالات میں التوا و معافی مالیہ کی تجویز ہو سکتی ہے۔

اقسام وجوہات التوا

(الف) معمولی آفات جو عموماً وسیع علاقہ پر پھیلی ہوئی ہوں۔

(ب) غیر معمولی و ناگہانی آفات جن کا اثر عموماً مقامی اور متفرق موقعوں پر ہوتا ہے۔

ان اقسام میں عملی طور پر تمیز کرنی ضروری ہے کیونکہ بروئے قاعدہ کلیہ ہر دو اقسام کے متعلق علیحدہ علیحدہ طریق کارروائی ہے۔

٥٥٢۔ وہ آفات جو امداد طلب معمولی مواقع کی مد کے نیچے آتی ہیں عموماً ایسی

معمولی آفات موسمی

ہوتی ہیں جو معمولی انقلابات موسمی کے باعث ظہور میں آتی ہیں بالعموم فصلوں کا نقصان نمی (وتر) کی کمی یا زیادتی کے باعث واقع ہوتا ہے اکثر حصص پنجاب میں یہ اعتبار نہیں ہو سکتا کہ بارش کس قدر اور کن اوقات پر ہوگی۔ وقت نزول بارش بھی بڑا وقیع امر ہے۔ موقعہ امساک بارش کے لحاظ پر آفت یا تو تخفیف رقبہ کاشتہ کی یا خرابہ فصل کاشتہ کی صورت اختیار کرتی ہے اور عموماً زیادہ ناقص موسموں میں یہ دونوں مل کر بلائے عظیم بن جاتی ہیں۔ جب امساک بوقت تخم ریزی واقع ہو تو غیر آبپاش اراضیات رقبہ کاشتہ میں نمایاں کمی ہو جاتی ہے لیکن اجناس چاہی بھی نقصان سے محفوظ نہیں رہتیں۔ رقبہ زیر اجناس چاہی کم ہو جاتا ہے اور اُن کے اگانے کی لاگت بہت بڑھ جاتی ہے۔ اگر اصول کاشتکاری کے مطابق کسی رقبہ کی آبپاشی قبل از تخم ریزی لازمی ہو تو خشک سالی کا اثر ایک لاپرواہ شخص کو بھی نظر آجائے گا۔ لیکن کثرتِ بارش کے باعث جو نقصان نچلی ریتلی اراضیات کی فصلوں کو پہنچتا ہے وہ عموماً نظرانداز ہو جاتا ہے۔ ان سیلاب زدہ اراضیات کے متعلق جو زیر تشخیص غیر مستقل ہوں اپنے موقعہ پر ذکر کیا جائیگا۔ البتہ جہاں سیلابہ اراضیات کی تشخیص مستقل ہے اُن پر وہی اصول حاوی ہیں جو اراضیات غیر آبپاش

سلہ دیکھو فقرہ ٣٧٣ ہدایت نامہ بندوبست۔

کے متعلق اطلاق پذیر ہیں۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہئے کہ جس سیلاب سے اجناس خریف تلف ہوئی ہوں ممکن ہے کہ وہ زیادہ ضروری اجناس ربیع کے لئے مفید ثابت ہو۔

اختلافات پیداوار کی نسبت بوقت تشخیص رعایت دینا

۵۵۳۔ چونکہ آفات زیر بحث اختلافات موسم کی وجہ سے نازل ہوتی ہیں اس لئے صاحب مہتمم بندوبست کے لئے ضروری ہے۔ کہ ان کو ابتداءً ہی مدنظر رکھ کر مناسب رعایت تجویز کریں۔ صاحب موصوف کی اختتامی رپورٹ بندوبست اور ان کے مجوزہ طریق التوا سے اس امر کی تحقیق ہو سکتی ہے کہ آیا اس بنا پر کوئی رعایت دی گئی تھی۔ موجودہ زمانہ میں تشخیص کئی سالوں کی رقبہ پختہ کی اوسط پر مبنی رکھی جاتی ہے نہ کہ سال پیمائش کے رقبہ مزروعہ پر جو ممکن ہے کہ اوسط سے کم و بیش ہو۔ چونکہ اختلافات پیداوار کی بنا پر رقبہ مزروعہ کے برتنہ میں مناسب تخفیف کی رعایت حقیقتاً دی جا چکی ہے لہذا اس اصول کو پوری طرح مدنظر رکھنا چاہئے کہ مالکان اراضی کو عمدہ فصلوں کی فاضلہ پیداوار سے ناقص سالوں کی کمی پوری کرنی لازم ہے لیکن اگر فصل متواتر ناقص ہوں تو بدرجہ غایت احتیاط کرنی چاہئے ورنہ رعایا پر سخت بوجھ پڑنے کا احتمال ہے۔ اگر صاحب کلکٹر کو اطمینان ہو جائے کہ رعایا واقعی مصیبت زدہ ہے اور کہ نقصان رسیدہ اراضی کے محاصل تخمینہ بندوبست کے اندازہ سے بہت کم ہو گئے ہیں تو مطالبہ حال کا ایک جزو التوا کرنا مناسب ہوگا۔

جنوب مشرقی پنجاب کے غیر محفوظ خشک علاقہ جات

۵۵۴۔ زیادہ غیر محفوظ علاقوں کی نسبت صاحب مہتمم بندوبست نے غالباً یہ خود صراحت کی ہوگی کہ بلحاظ جائز استحقاق گورنمنٹ وہ کوئی ایسا مطالبہ تشخیص نہیں قائم کر سکتے جس کا بار ادائیگی عمدہ و ناقص فصلوں میں یکساں متصور ہو اور ان کی رائے میں مجوزہ تشخیص کی سہولت عملدرآمد کے لئے وقتاً فوقتاً تجویز التوا لازمی ہوگی۔ کوئی شخص جس کو جنوب مشرقی پنجاب کی بارانی اراضیات کا تجربہ ہے اس اصول پر معترض نہیں ہو سکتا ہے اور گورنمنٹ نے خود بھی اس کو منظور فرما لیا ہے ضلع رہتک کی پہلی رپورٹ ترمیم شدہ بندوبست پر گورنمنٹ پنجاب نے یہ حکم صادر فرمایا تھا "کہ مجوزہ تجویز اس بات کو مدنظر رکھ کر منظور کی جاتی ہے کہ بغیر آبپاش اراضیات کا مطالبہ معمولی سالوں میں سالم ادا ہو گا۔ لیکن گورنمنٹ ہرگز یہ توقع نہیں کرتی کہ سخت یا متواتر خشک سالیوں میں بھی سالم رقم وصول

کی جائے گی۔ ایسی صورتوں میں امید ہے کہ فراخدلی سے التوا کیا جائیگا۔"[1] جلدی ہی ضلع گوڑگاؤں کے ترمیم شدہ بندوبست کی ناکامی سے اس امر کی تصدیق ہوگئی۔ اگرچہ بدنظمی مالگذاری اس کا اصلی موجب نہ تھی تاہم ممد ضرور تھی۔ سر جیمز لائل صاحب بہادر نے اُن حالات کی تشریح کرتے ہوئے جن پر مجوزہ تخفیف تشخیص منظور کی گئی تھی حسب ذیل رائے ظاہر فرمائی :-

"یہی شرائط ہیں جن کے رو سے غیر محفوظ قطعات کا سالم مطالبہ مالگذاری سخت یا متواتر خشک سالیوں میں وصول نہیں کیا جانا چاہئے۔ بلکہ ایسی صورتوں میں التوائے مالیہ کی یا حسب ضرورت خرید تخم گاوان کے لئے عطیات تقاوی کی ایسی امداد دینی لازم ہے جو بربنائے اندراج نقشہ جات زراعتی جو باسلسل طور پر مرتب ہو رہے ہیں اصلی حالات کے باعث مطلوب ہو۔

اُس امر کو نظر انداز کرنا ناممکن ہے کہ اگر ان اصولوں کی پیروی میں کوتاہی نہ کی جاتی تو غالباً ابتدائی تشخیص کی عام ترمیم کی ضرورت نہ پیدا ہوتی۔ اور یہ قیاس کرنا بھی سراسر غلط ہے کہ اس ضلع کے غیر محفوظ قطعات کی بابت کوئی ایسی مناسب رقم تشخیص ہو سکتی ہے جو کہ سخت اور متواتر خشک سالیوں میں بھی بغیر التوا کے سالم وصول کرنی مناسب ہو۔ مقدار بارش اور اس کے باموقعہ نزول کے اختلافات۔ رقبہ کاشتہ کی اور اس سے بھی زیادہ رقبہ پختہ کی کمی بیشی۔ خشک سالیوں کے سبب مویشیوں کا نقصان عظیم۔ بخار کے باعث کثرت اموات جو عموماً غیر معمولی موسموں کے بعد واقع ہوتی ہے دنیز اُن لوگوں کی عادات جن پر ایسے سالوں کا زیادہ اثر پڑتا ہے ایسے بیّن واقعات ہیں جن میں خاص مراعات مطلوب ہوتی ہیں"[2]

۵۵۵۔ یہ اصول کافی واضح ہیں۔ جب یہ صوبہ ہذا کے جنوب مشرقی اضلاع میں عمل پذیر ہو سکتے ہیں جہاں باوجودیکہ بعض اوقات اختلافات عظیم واقع ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن پھر بھی عمدہ سالوں میں کثیر المقدار رقبہ

پنجاب کے دیگر بارانی قطعات

---

[1] فقرہ ۱۱۔ تنقید مسٹر فینشاء نسبت رپورٹ بندوبست ضلع کرنال ۔

[2] فقرہ ۲۲۔ احکام گورنمنٹ پنجاب مصدرہ بابت رپورٹ بندوبست ضلع گوڑگاؤں مرتبہ مسٹر چیننگ ۔

غیر آبپاشی میں اجناس خریف کی پختگی کے لئے کافی بارش ہو جاتی ہے۔ تو سوائے چند خوش قسمت قطعات کے جو دامن کوہ میں واقع ہیں باقی تمام میدانی علاقوں پر بھی جہاں بارفصلوں کی امید پر بارانی کاشت کا رواج ہے یہ اصول کم و بیش حاوی ہوتے ہیں۔ علاقہ ہائے دامنِ کوہ بلا مبالغہ محفوظ ہیں۔ البتہ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں اور ان شکستہ ناہموار قطعات میں جو بیرونی شاخ ہائے کوہ ہمالیہ کے متصل واقع ہیں۔ فصلوں کی پختگی کا اکثر اعتبار نہیں ہوتا۔ اول الذکر کی مثال گورداسپور کا پہاڑی حلقہ اور مؤخر الذکر کی مثالیں ضلع مذکور کا حلقہ بھرراڑی اور انبالہ کے حلقہ جات کنڈی ہیں۔ صرف وہی قطعات دامنِ کوہ محفوظ ہیں۔ جن کی سطح ہموار اور چپٹی ہو ورنہ پانی کے جلدی بہ جانے کے باعث خشک سالی میں ان قطعات کے کسی حد تک نسبتاً کثرت بارش کے فوائد بھی زائل ہو جاتے ہیں ؛

۵۵۶۔ یہ بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ غیر محفوظ علاقہ جات جہاں بھاری

غیر محفوظ غیر آبپاش علاقوں میں بقایا کی وصولی میں آسانی

پیمانہ پر التوا کی ضرورت رہتی ہے ایسے ہیں جن میں بقایا کی وصولی آسان ہے۔ تاوقتیکہ مسلسل ناقص موسموں کے سبب مویشیوں کا عظیم نقصان نہ واقع ہو اور لوگ ان کی بجائے جدید مویشی جلدی خرید کرنے کے وسائل سے بھی محروم نہ ہو جائیں تو بعد التوا شاذ ہی معافی مالیہ کی ضرورت پیش آئیگی۔ بالفاظ دیگر وسیع پیمانہ پر معافی کی تجویز محض سخت قحط سالی میں کرنی چاہئے ایسے علاقوں میں فصلوں کی متواتر کمی کو مدنظر رکھ کر رعایتی پرتہ تجویز ہوا اور بردئے قاعدہ کلیہ کھاتہ جات وسیع ہونے کے باعث اچھے سالوں میں تمام اخراجات کو نکال کر بھی بڑی بھاری بچت ہو جاتی ہے ؛

۵۵۷۔ چاہی اراضیات کے حالات بالکل مختلف ہوتے ہیں۔ جن محالوں میں چاہات

چاہی اراضیات

سے آبپاشی ہوتی ہے۔ ان میں خشک سالی کے اثر کے متعلق کامل غور و توجہ ہونی چاہئے۔ کیونکہ بصورت لاپروائی ممکن ہے کہ عرصہ دراز تک آثار نقصان کا پتہ ہی نہ لگے۔ بالعموم آبپاشی چاہات و قلیل المقدار کھاتہ جات لازم ملزوم ہیں۔ اس لئے ادائے مالگزاری و ضروری مصارف خانگی کے بعد مالکان چاہات کو ہمیشہ خفیف بچت ہوتی ہے۔ بیلوں کی قیمت اور اُن کی پرورش پر بھاری خرچ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ صوبہ ہذا کے خشک قطعات میں موسم خزاں کی دریائی سیلابوں اور انہار طغیانی کی امداد کے بغیر اکیلے چاہات سے یہ توقع نہیں ہو سکتی کہ کسی بڑے رقبہ کی اجناس پختہ کر سکینگے نمی (وتر) کے ہر دو ذرائع اول الذکر بھی قابل اعتبار و یقینی نہیں ہوتے۔ مزید براں

ایسے چاہات پر ہمیشہ بہت سا رقبہ چارہ مویشیاں (مثلاً گندم سبز و شلغم) کے لئے چھوڑنا پڑتا ہے اور خشک سالی میں تو چارہ کی کاشت مجبوراً اور بھی زیادہ ہوتی ہے - بلکہ مشاہدہ سے ثابت ہوا ہے کہ زیادہ اچھے علاقوں میں بھی سخت امساک بارش کے موقعہ پر مویشیوں کے چارہ کے لئے بالعموم نیشکر جیسی قیمتی اجناس کو خیرباد کہنی پڑتی ہے - قلت بارش کی آفت چاہی محالوں میں بہ نسبت غیر آبپاشش اراضیات کے اول اول کم محسوس ہوتی ہے لیکن اگر شدت خشک سالی متواتر کئی فصلوں تک جاری رہے تو چاہی محالات کو بارانی دیہات کے مقابلہ میں زیادہ نقصان پہنچتا ہے اور اس کا اثر بھی نسبتاً زیادہ عرصہ تک رہتا ہے - جب چھوٹے چھوٹے کھاتوں والے چاہی محالوں میں کسی قسم کی رعایت دینی مطلوب ہو تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے - کہ کیوں معافی مالیہ کے پیرایہ میں رعایت نہ دی جائے - یہ ایک ایسی آفت ہے جس کے امکان و وقوع کی بابت تشخیص دیہہ کے وقت غالباً کوئی رعایت نہیں دی گئی تھی - بروئے قاعدہ کلیہ پرتہ چاہی بارانی پرتہ سے کہیں زیادہ قائم ہوتا ہے - اور خالص منافعہ کا زیادہ حصہ اس کی ادائیگی میں صرف ہو کر عمدہ سالوں میں بھی قلیل فاضلہ بچتا ہے - یہ حالات ان بارانی قطعات کے حالات سے جن کو غیر محفوظ قرار دیا گیا ہے بالکل برعکس ہیں - اگر ایسے علاقوں میں التوا کی شکل میں رعایت دی گئی ہے تو آئندہ وصولی بقایا میں کامل احتیاط و غور ہونی چاہیئے - اگر عمدہ فصل جلدی نہ شروع ہو جائیں تو قبل از انقضائے میعاد مقررہ زیر احکام فقرہ ۵۷۶ (۱) معافی بقایا کی تجویز ہو سکتی ہے ؎

چاہات کے ناقابل استعمال ہو جانے کے باعث معافی مالگذاری

۵۵۸ - بعض غربی و جنوب غربی اضلاع میں چاہی کاشت کی بے ثباتی ناقابل اطمینان حالت کو صریح طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے - چنانچہ انتظام مالگذاری کی یہ شرط رکھی گئی ہے کہ جب کوئی چاہ کسی وجہ سے بیکار ہو جائے - تو اُس کا مطالبہ مشخصہ معاف ہونا واجب ہے اور اُس کے مکرر کارآمد ہو جانے کے باعث از سر نو مالیہ تشخیص کیا جائیگا - جب دوران بند و بست میں غیر سرکاری کارہائے آبپاشی ناقابل استعمال ہو جائیں تو ایسی صورت میں تخفیف مالیہ کے متعلق مندرجہ ذیل قواعد حال میں ہی منظور ہوئے ہیں - یہ قواعد صورت ہائے ذیل پر حاوی نہیں ہوں گے :-

(الف) ایسے ضلع یا حصہ ضلع میں جہاں خاص مقامی قواعد منظور ہو چکے ہیں یا آئندہ منظور ہوں ؎

(ب) - چاہات خام و عارضی جھلار ہیں ؎

قواعد

اوّل۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو وہ رقم جو مفاد آبپاشی چاہ کی بنا پر کسی اراضی متعلقہ یا ٹیوب ویل پر تشخیص ہوئی ہو مندرجہ ذیل صورتوں میں معاف کر دینی چاہیئے ؛

(الف) جب چاہ کارآمد نہ رہے ؛

(ب) آبپاشی چاہی کی بجائے نہری آبپاشی شروع ہو کر مطالبہ خوش حیثیتی تشخیص ہو چکا ہو ؛

دوئم۔ اگر چاہ بدستور کارآمد آبپاشی ہو لیکن چار فصل سے اُس سے آبپاشی بند ہو تو صاحب ڈپٹی کمشنر ویسی ہی معافی عطا فرما سکتے ہیں۔ الّا صورت ہائے ذیل میں کوئی معافی نہیں دی جائے گی :۔

(الف) اگر چاہ محض خشک سالی میں استعمال کرنے کے لئے احداث کیا گیا ہو اور پھر معمولی طریق کاشتکاری کے مطابق چھوڑ دیا گیا ہو۔

(ب) بباعث اجرائے نہر چاہ بند کر دیا گیا ہو اور تا حال رسوم خوش حیثیتی لگایا نہ گیا ہو ؛

نوٹ :۔ مالیہ جو بلحاظ مفاد آبپاشی چاہ لگایا جاتا ہے۔ اس سے بالعموم حسب ذیل مراد لی جاتی ہے :۔

(۱) بالمقطع رقم آبیانہ جو غیر آبپاش پرتہ کے علاوہ بروئے باچھ جمع عائد کی جاتی ہے ؛

(۲)۔ جب بموجب طریق باچھ ایک بالمقطع رقم بشمول پرتہ بارانی تشخیص کی گئی ہو تو ایسی بالمقطع رقم جو پرتہ بارانی کے وضع کرنے کے بعد باقی رہے ؛

(۳)۔ جہاں مالیہ حیثیت اراضی کے مطابق قسم وار باچھ ہُوا ہو تو اس صورت میں ایسی رقم جو رقبہ آبپاش کے اصلی مطالبہ اور اُس زرِ مالیہ کی تفریق سے حاصل ہو جو رقبہ مذکور پر بشرح بارانی تشخیص کیا جاتا ؛

سوئم۔ ایسی صورتوں کا پیش آجانا بھی ممکن ہے جہاں صرف اس قدر جمع کی تخفیف کافی نہ ہو جو مفاد آبپاشی چاہی کے باعث لگائی گئی تھی۔ تو ایسے واقعات کی نسبت صاحب کمشنر کی وساطت سے رپورٹ مبرا و صدور حکم بخدمت صاحب فنانشل کمشنر بہادر ارسال کرنی چاہیئے ؛

چہارم۔ اس امر کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ آیا اس اقتضائے رائے کا استعمال کیا

جائے یا نہیں جو بموجب قاعدہ دوئم صاحب ڈپٹی کمشنر کو حاصل ہے ان کو اس بات کا خیال رکھنا لازم ہے کہ آیا ترک چاہ کسی ایسے بواعث سے واقع ہوا ہے جو مالک کے اختیار سے باہر ہیں مثلاً اراضی کا شور ہو جانا یا مزارعوں کی فراری و مویشیوں کی ہلاکت جن کی بجائے دوسرے مزارعان یا مویشی بہم پہنچانے سخت مشکل ہیں ؎

پنجم ۔ تاوقتیکہ کسی محال کی جمع طریق مندرجہ نوٹ تحت قاعدہ دوئم میں سے ایک نہ ایک طریقہ کے مطابق باچھ نہ ہوئی ہو بدوں منظوری صاحب فنانشل کمشنر بہادر کوئی رعایت و تخفیف مالیہ زیر قواعد ہذا نہیں دی جائے گی ؎

ششم ۔ جب معافی منظور ہو جائے تو اس کا عملدرآمد اس فصل سے ہوگا جو صاحب ڈپٹی کمشنر معین کریں ؎

ہفتم ۔ اگر کوئی جدید چاہ سابقہ چاہ کی متعلقہ اراضی کے سیراب کرنے کے لئے احداث کیا گیا ہے ۔ جن کی بابت ان قواعد کی روسے معافی دی جا چکی ہے یا وہی سابقہ چاہ مرمت کیا گیا ہے تو بالعموم مطابق قواعد دربارہ عطائے پٹہ جات رعایتی مندرجہ فقرات ۵۰۵ لغایت ۵۰۸ ہدایت نامہ بندوبست مکرر تشخیص ہو سکتی ہے ؎

ہشتم ۔ جب کوئی چاہ جس کا آبیانہ معاف کیا گیا ہو مکرر جاری ہو گیا ہو اور والیسی مزارعان یا بہم پہنچنے مویشیاں وغیرہ کے باعث پٹہ رعایتی عطا نہ کیا گیا ہو تو صاحب ڈپٹی کمشنر دوبارہ سالم تخفیف شدہ مطالبہ اس فصل سے قائم کردینگے جو وہ معین کریں ۔

اگر کسی صورت میں صاحب ڈپٹی کمشنر حسب اقتضائے رائے خود دوبارہ سالم مطالبہ عائد کرنا مناسب نہ سمجھیں تو وہ بمراد صدور حکم اس امر کی رپورٹ بخدمت صاحب کمشنر ارسال کریں گے ؎

نہم ۔ حتی الامکان دیگر وسائل آبپاشی مثلاً انہار ۔ کھالوں ۔ پختہ جھلاروں ۔ بندو پشتوں اور حوضوں کے متعلق بھی عطائے معافی کے لئے قواعد ہذا اطلاق پذیر ہونگے نیز ایسے نیم پختہ چاہات پر بھی حاوی ہوں گے ۔ جن کی تعمیر پر زیادہ لاگت صرف آتی ہو اور جن کے چند سالوں تک جاری رہنے کی توقع ہو ۔

قسط بندی جمع مستقل کے جو تغیرات زیر قواعد ہذا یا زیر مقامی قواعد ہمچو قسم

لہ حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۱۶۱۳-ایس مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۰۴ء یہ قواعد ۱۹۰۷ء میں حکومت پنجاب کی چٹھی نمبر ۶ مورخہ ۸ جنوری ۱۹۱۷ء کی روسے ترمیم ہوئے ؎

مثلاً برائے اضلاع ڈیرہ غازی خان و مظفر گڑھ معافی آبیانہ یا کمی تشخیص رقم معاف شدہ کی بناپر واقع ہوں۔ اُن کی بابت سال میں ایک دفعہ یکم ماہ ستمبر کو نقشہ کمی بیشی مطالبہ مستقل مجوزہ فقرہ ۹ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۱ میں رپورٹ بھیجی جائے گی ؛

۵۵۹۔ معمولی آفات کے متعلق جو رعایت دینی واجب ہے۔ اس کی بابت حسب ذیل ہدایات جاری کی گئی ہیں۔ البتہ بعض اوقات ابتدا ہی سے رعایت بصورت معافی مالیہ دینی مناسب و قرین مصلحت ہوگی۔ مثلاً اگر ایک ایسی رقم مالگذاری ملتوی کرنی مطلوب ہو جس کی بابت گذشتہ و موجودہ حالات رعایا کے لحاظ پر اور نوعیت تشخیص و حیثیت علاقہ کی بنا پر عملی طور پر یقین ہو جائے کہ آئندہ وصولی ناممکن ہو گی تو بجائے اس کے کہ مالکوں پر بقایا کا غیر ضروری بوجھ قائم رکھا جائے مطالبہ مذکور معاف کر دینا واجب ہے۔ اسی طرح بطور قاعدہ کلیہ بعض علاقوں کے خاص حالات کے باعث شروع ہی سے معافی دینی مناسب ہوگی۔ الا بلحاظ اس امر کے کہ التوا کی نسبت تجویز معافی کے لئے زیادہ مکمل تحقیقات کی حاجت ہوتی ہے عام اصول یہ ہونا چاہیئے کہ جہاں عالمگیر آفات کی صورت میں تعجیل لازمی ہو تو ابتدائً محض التوا پر اکتفا کرنا واجب ہوگا ؛

معمولی آفات کی صورت میں التوا پر اکتفا کرنا عموماً کافی ہوگا

۵۶۰۔ نقصان فصل کا صحیح معیار قائم کرنا جو مقتضیٔ امداد ہو فی الحقیقت ناممکن ہے یہ پہلے جتلایا گیا ہے کہ محض انہی سخت آفات کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جن کو افسر تشخیص کنندہ نے دیگر معمولی حوادث میں شمار نہ کیا ہو۔ اگرچہ یہ اصول بذاتِ خود عمدہ ہے لیکن جملہ حالات پر حاوی نہیں ہو سکتا ہے۔ ایک ایسے علاقہ میں جس کی حالت ناقابل اطمینان اور ہمیشہ متغیر رہتی ہو متوسط فصل سے نصف کا خرابہ (روپیہ میں ۸ ر) جو بوقت تشخیص مدنظر رکھا گیا تھا اصولاً مقتضیٔ امداد نہیں ہوگا۔ حالانکہ ایک عمدہ زرخیز علاقہ میں اُسی مقدار خرابہ کے باعث اصولاً امداد لازمی ہو گی۔ کیونکہ بوقت تشخیص اس کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا تھا۔ یہ تصفیہ ہو چکا ہے کہ اس بارہ میں اسی نتیجہ کی پیروی کی جائے جو ۱۸۸۲ء میں قائم کیا گیا تھا اور جس کی نسبت کمیشن قحط نے بھی ۱۸۹۰ء میں اتفاق رائے کیا تھا کہ جب پیداوار اوسط فصل نصف کے برابر ہو تو بالعموم کوئی امداد مطلوب نہیں ہو گی۔ البتہ خاص خاص علاقوں میں یا خاص حالات کی روسے معیار مذکور کو تبدیل کرنا ضروری ہو گا۔ ایسے موقعہ پر امور مرقومہ صدر کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ لیکن بجز شاذو نادر صورتوں کے اور خاص حالات کے

حدِ نقصان فصل جس کے باعث امداد لازمی ہو

اس اصول سے انحراف نہیں کرنا چاہئے۔ برعکس اس کے اس فیصلہ سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ نصف سے زیادہ فصل خراب ہو جانے کے باعث ہمیشہ امداد دینی چاہئے کیونکہ گذشتہ فصلوں کی حالت اور موجودہ فصل کی اہمیت پر بھی امداد کا زیادہ انحصار ہوتا ہے ۔

۵۶۱-(اوّل)- جب یہ تصفیہ ہو چکے کہ امداد ضروری ہے تو پھر اس امر کا فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ رعایت کس پیمانہ پر دی جائے۔ جب فصل اوسط درجہ کے نصف سے کم رہی ہو تو ایسی صورت میں یہ قیاس کرنا سراسر غلط ہوگا کہ کسی مقررہ قاعدۂ حساب کی اندھادھند پابندی کرنے سے مختلف درجوں کے نقصانِ فصل کی بابت مناسب اور صحیح طور پر فیصلہ ہو سکتا ہے۔ مگر ساتھ ہی یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ کسی قاعدہ حساب کی رہنمائی کے بدوں کسی یکساں طریق امداد کا اختیار کرنا بھی ناممکن ہے۔ پس اگرچہ کسی ایسے قاعدہ حساب کا پورا پورا پابند رہنا بھی قرین مصلحت نہیں ہے تاہم بروئے احکام جدید عام کارروائی کے لئے علم حساب کے اصول پر ہی ایک مقررہ پیمانہ امداد تجویز ہونا واجب ہے اور ہر ایک ضلع یا دیگر مناسب قطعہ کے لئے اس کے مطابق ہی ایک خاص پیمانہ و معیار مقرر ہونا چاہئے۔ جب کسی ضلع میں بندوبست جاری ہو تو اس ضلع کے پیمانہ امداد کی نظرثانی کرنا صاحب مہتمم بندوبست کے فرائض کا لازمی جزو ہوگا۔ مقدار امداد و اندازہ فصل نقصان شدہ کی باہمی مطابقت کی بابت تصفیہ کرنے میں یہ اہم اصول مدنظر رہنا چاہئے کہ بصورت کمی پیداوار امداد کی مقدار نسبتاً بمقابلہ اضافہ مقدار خرابہ کے زیادہ بڑھنی چاہئے۔ اپنی اراضیات کی پیداوار سے ضروری اخراجات وضع کرنے کے بعد جو کچھ بچے اُس پر کاشتکاروں کی ذاتی اور ان کے کنبہ کے گذارہ کا مدار ہوتا ہے ناقص سالوں کی نسبت عمدہ سالوں میں ان کو اپنے عیال و اطفال کے گذارہ کے لئے زیادہ رقم مطلوب ہو گی۔ کیونکہ ناقص سالوں میں اُن کو مجبوراً تنگ گذارہ پر قناعت کرنی پڑے گی۔ لیکن اپنے ہم رتبہ اشخاص کے عام عادات و حالات کے لحاظ پر کاشتکاروں کا بھی ایک اقل درجہ گذارہ مقرر ہے۔ جس میں مزید تخفیف کی توقع کرنی ناممکن ہے۔ چونکہ ایسے معیار گذارہ کے واسطے مناسب وضعات کی دائمی ضرورت رہتی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ اگر متوسط کے چہارم حصہ کے برابر (چار آنہ کا) فصل ہو تو ان کے پاس ادائیگی لگان یا مالیہ کے لئے اس مقدار کے نصف سے بہت کم بچت رہے گی۔ جو متوسط درجہ کی نصف فصل آٹھ آنہ

کی صورت میں ہو سکتی ہے۔ پس اول الذکر صورت میں بمقابلہ مؤخر الذکر صورت کے دو چند سے زیادہ رعایت دینی واجب ہو گی۔ لہذا جن حالات میں متوسط درجہ کے فصل کے نصف سے کم خرابہ کے باعث کوئی امداد نہیں دی جاتی اُن میں مندرجہ ذیل پیمانہ اختیار کرنا مناسب ہو گا۔

فصل (بلحاظ ۱۶ ار معیار اوسط)	پیمانہ
چھ آنہ سے لے کر آٹھ آنہ سے کم تک	پچیس فیصدی
چار آنہ سے لے کر چھ آنہ سے کم تک	پچاس فیصدی
چار آنہ سے کم	سو فیصدی

مزید براں تعین پیمانہ امداد کے لئے طریقہ مرقوم الصدر ہی مکمل و مناسب حال سمجھنا چاہیئے۔ اس کے سوائے کوئی اور پیچیدہ تر طریق اختیار نہیں کرنے چاہئیں (دوئم) محولہ بالا پیمانہ کے متعلق یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ فصل کا تخمینہ لگانے

استعمال پیمانہ کے متعلق احتیاط

میں اور اس امر کا تصفیہ کرنے میں کہ تمثیلاً فصل چھ آنے کے برابر یا آٹھ آنہ سے کم ہے صرف مقدار رقبہ پختہ پر ہی نہیں بلکہ اندازہ پیداوار پر بھی لحاظ ہونا لازمی ہے۔ بعض اوقات موقعہ کاشت فصل کے خراب ناقص حالات بعدہٗ تبدیل ہو کر نہایت عمدہ ہو جاتے ہیں اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ گو رقبہ پختہ کی تعداد کم ہو۔ لیکن جھاڑ فی ایکڑ متوسط حالت کے مقابلہ پر زیادہ ہو جاتی ہے۔ علاوہ بریں یہ عام اصول کہ رقبہ پختہ میں جس قدر کمی واقع ہو اسی قدر کمی شرح پیداوار فی ایکڑ میں بھی ہوتی ہے۔ آبپاش اراضیات پر بمقابلہ غیر آبپاش اراضیات کی نسبت کم اطلاق پذیر ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں اندازہ فصل کے متعلق دیگر امور جو تجویز پیمانہ امداد کے وقت ملحوظ رکھنے لازم ہیں ان کی تفصیل فقرہ ۵۶۳ (سوئم) میں بیان کی گئی ہے۔ ریونیو افسران کو یاد رکھنا چاہیئے کہ التوائے اور معافی کی کارروائی میں پیداوار اور رقبہ فصل کا معمولی تخمینہ وہ ہونا چاہیئے۔ جو صاحب مہتمم بندوبست نے فرض کیا تھا اور جس کی بناء پر جمع لگائی گئی تھی۔

۵۶۴۔ مسئلہ التوا کے اس پہلو پر غور کرتے ہوئے کہ خوشحال و سقیم المحال محالات

مالکان و محالات کے درمیان باہمی تفاوت و امتیاز کہاں تک مناسب ہے

کے متعلق کس طرح کارروائی کی جائے موسم ہائے قحط و عالمگیر خشک سالیوں میں جن کے باعث بھاری پیمانہ پر التوا کی ضرورت پیش آتی ہے اور ان اوقات میں جبکہ رقبہ نقصان رسیدہ محدود اور محض مقامی ہو تمیز کرنی لازم ہے تجویز التوا کی اغراض

کے لئے قحط یا عام آفت کا معیار یہ قرار دیا گیا ہے کہ رقبہ نقصان رسیدہ اتنا وسیع ہو جائے کہ افسر مال ایک ماہ کے اندر اس کو پورے طور پر ملاحظہ نہ کر سکتا ہو۔ ایسی صورت میں خوش حال وسقیم الحال دیہات دو تمند و مفلس مال گذاروں میں کوئی امتیاز نہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر ایسی تفریق مناسب معلوم ہو تو محض معافی مالیہ کی صورت میں اختیار کرنی چاہیئے (دیکھو فقرہ ۵۷۳)۔ جب رقبہ نقصان رسیدہ محدود اور محض مقامی ہو۔ تو اس بارہ میں صاحب کلکٹر حسب اقتضائے رائے خود فیصلہ کرنے کے مجاز ہیں۔ البتہ ایک ہی محال کے جملہ مالکوں کے ساتھ یکساں سلوک کرنے کے فوائد کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ از روئے مصلحت و سہولت بھی صاحب موصوف کو اس طریق کا اختیار کرنا بالعموم عملی طور پر زیادہ موزون ہوگا۔ نیز صاحب موصوف اِس اصول پر بھی عمل کر سکتے ہیں کہ ان دیہات میں جو قرضہ اٹھائے بغیر ادائیگی مالگذاری کی طاقت رکھتے ہیں اور اُن میں جن کو ایسی استطاعت نہیں ہے امتیاز کیا جائے۔ اس امر کا فیصلہ کرتے وقت کہ آیا کسی محال میں التوا یا معافی کی ضرورت ہے۔ صاحب کلکٹر کو فوائد مالکان کو ملحوظ رکھنے کے بغیر اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ آیا ایسی امداد بغرض مفاد مزارعان بھی مطلوب ہے یا نہیں۔ اگر فصل ناقص بھی ہو تاہم اکثر اوقات متمول مالک اس خیال سے کہ اُن کو ایسے مزارعوں پر جن کو بعض قانونی استحقاق حاصل ہوں غلبہ پانے کا موقعہ ملیگا مطالبہ مالگذاری ادا کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ خواہ مالکان دیہہ کی کسی قسم کی رعایت منظور نہ کریں تاہم ممکن ہے کہ محال مذکور میں حفظ فوائد مزارعان کی غرض سے التوا یا معافی مالیہ کی ضرورت محسوس ہو۔ بروے قاعدہ کلیہ متمول وسقیم الحال مالکوں کے درمیان صرف اُس صورت ہی میں فرق کرنا واجب ہے جبکہ سرکار کو مزارعان کا لگان التوا کرنے میں کامیابی کی امید نہ ہو۔ اور ایسی صورتوں میں بھی صرف مندرجہ ذیل تین جماعتوں کو خارج از رعایت التوا رکھنا چاہیئے ؛

اول ایسے اشخاص کو جو مزارعوں سے لگان میں سخت گیری کے باعث بہت بدنام ہوں ؛

دوئم اُن آسودہ حال مالکوں کو جو اپنی آئندہ آسودگی کو معرض خطر میں ڈالنے کے بغیر مطالبہ مالگذاری ادا کر سکتے ہیں ؛

---

[۵] دیکھو فقرہ ۵ سرکلر گورنمنٹ ہند صیغہ مال و زراعت نمبر ۱-۳-۴۳-۶۵ مورخہ ۹ جنوری سنہ ۱۹۰۲ء

سوئم ایسے متمول اشخاص و ساہوکاروں و اہل پیشہ کو جو محض منافعہ کی غرض سے زمین حاصل کرتے ہیں۔ جیسا کہ کمیشن قحط منعقدہ ۱۹۰۱ء نے اپنی رپورٹ کے فقرہ ۲۷۹ میں ظاہر کیا فی الحقیقت یہ درست ہے کہ آخری طبقہ میں اکثر ایسے کم حیثیت لوگ بھی داخل ہیں جو قرض لیکر اس زراعتی بیوپار میں روپیہ لگاتے ہیں لیکن کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ کیوں وہ لوگ اپنے تعہد ادائے مالگذاری کے پابند نہ ٹھہرائے جائیں اور دوسرے بیوپار کی مانند اس زراعتی بیوپار کے نفع و نقصان کے بھی متحمل نہ ہوں۔ گو ان ہرسہ جماعتوں کے صاحبان زمین کی نسبت ایسے علاقوں میں تفریق و تمیز کی اجازت دی گئی ہے جہاں مزارعوں کو رعایت سے مستفیض ہونے کی امید نہ ہو یا جہاں غلہ بٹائی کے باعث لگان خود بخود پیداوار فصل کے مطابق ہو جاتا ہے۔ لیکن ساتھ ہی گورنمنٹ اس تفریق کے نقص کو بھی تسلیم کرتی ہے کہ زمیندار تو امداد سرکار سے بہرہ ور ہوں اور ساہوکاروں یا پنشن یافتہ سرکاری ملازموں کو جنہوں نے کہیں کہیں اپنا سرمایہ حصول زمین پر لگایا ہو اس سے محروم رکھا جائے۔ ممبران کمیشن کی رائے میں یہی مناسب ہوگا کہ سوائے ایسے علاقوں کے جن میں قابل تفریق طبقہ ہائے مالکان کی ایک معقول تعداد آباد ہو یا خاصے بڑے کھاتہ جات زمین کے مالک بستے ہوں اور کسی جگہ تمیز کرنے کی کوشش ہی نہیں کرنی چاہیئے۔ صاحب کلکٹر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ گو مذکورہ بالا تین جماعتوں کی نسبت تفریق کی ممانعت نہیں ہے تاہم بروئے قاعدہ کلیہ اصول امتیاز و تفریق کو ہر موقع پر عمل میں لانا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کا رواج صرف خاص دیہات میں یا ایسی اطراف و پٹیات دیہات کی شاذ صورتوں میں محدود ہونا چاہیے۔ جو ایک دوسرے سے خواہ برنائے حالات طبعی یا بلحاظ ذات و اقوام مالکان و مرتہنان قابض کے کسی خاص طریق پر قابل امتیاز ہوں۔ ایسی صورتوں میں جمہور دیہہ کی خواہش معلوم کرنی چاہیئے۔ لیکن آسودہ حال اشخاص کی اغراض کی نسبت مفلس لوگوں کے مفاد کو زیادہ ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ جب صاحب کلکٹر اپنی تجویز کے متعلق صاحب کمشنر کی خدمت میں رپورٹ کریں تو ان کو مختصراً اپنے اصول عمل کی بابت ذکر کرنا چاہیئے اور اگر انہوں نے مالکوں یا محالوں کے درمیان کوئی تفریق و تمیز مرعی رکھی ہو۔ تو اس کے وجوہات بھی درج کرنے چاہئیں ؛

۵۶۴ - اول)۔ جب وسیع پیمانہ پر التوا کرنا مطلوب ہو تو صاحب کلکٹر کو ہمیشہ وہ تجویز التوائے ضلع جو حسب منشائے فقرہ ۵۵۴ ہدایت نامہ

شرح خطرہ

بندوبست مرتب ہوتی ملاحظہ کرلینی چاہیئے۔ ہر ضلع کے واسطے اور جہاں ضروری معلوم ہو ہر ایک چک تشخیص کے واسطے اور صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی اجازت سے دیگر چھوٹے چھوٹے قطعات کے لئے بھی صاحب مہتمم بندوبست خطرناک حالت فصل کی بابت پرتہ تجویز کریں گے یا اگر اُس کے متعلق خاص احکام صادر ہوئے ہوں تو صاحب ڈپٹی کمشنر خود شرح مذکور تجویز کریں گے ؛

دوئم، قطعات غیر محفوظ میں رعایت دینے کی غرض سے ایسی خطرناک صورتوں کے لئے یہ شرح ایک موٹے اصول کے طور پر قرار دی گئی ہے۔ شرح مذکور کے تجویز کرنے کے باعث ایسی زبانی و عام تحقیقات کی ضرورت متروک نہیں ہو جاتی جن کے ذریعہ دیگر طریق پر ضرورت امداد کا پتہ لگ سکے۔ مدعا یہ نہیں کہ تجویز التوا انہی دیہات میں محدود رہے گی۔ جن کی طرف شرح مذکور کے ذریعہ توجہ مبذول ہوئی ہو یا کہ ایسے دیہات میں بالضرور رعایت التوا دی جائے گی اور نہ ہی یہ مراد ہے کہ پیمانہ امداد تجویز کرنے میں شرح خطرہ کی پیروی ضروری ہے۔ امداد ہمیشہ اندازہ فصل مندرجہ فقرہ ۵۶۱ کے مطابق دی جائے گی۔ البتہ امور متذکرہ ضمنی فقرہ سوم کو ملحوظ رکھا جائیگا۔ افسر مال کو بالضرور ایسے غیر محفوظ مواضع کا ملاحظہ کرنا چاہیئے جن میں کسی فصل میں رقبہ پختہ کا پرتہ قسط مالگذاری شرح مذکور کے برابر یا اُس سے متجاوز ہو جائے۔ اور بعد ملاحظہ مکمل تحقیقات کے ذریعہ ضرورت امداد کے متعلقہ حالات کی بابت فیصلہ کرنا چاہیئے ؛

(سوئم)۔ منجملہ ان حالات۔ کے یہ دیکھنا مطلوب ہوتا ہے کہ جب صاحب مہتمم بندوبست نے جمع تشخیص کی تھی۔ اس وقت کی نسبت نرخ کتنے چڑھ گئے ہیں فصل ہائے گذشتہ کیسے تھے اور آئندہ فصل کی کیا امیدیں ہیں۔ آیا خوراک یا تخمریزی کے واسطے کافی ذخیرہ موجود ہے یا نہیں۔ حالت مویشی کیسی ہے کیا کیا اجناس خوراک و چارہ و فروختنی پیدا ہوئیں۔ نوعیت کاشت آیا بارانی۔ نہری یا سیلابہ ہے یا پہاڑی نالوں یا چاہات کے ذریعہ ہوتی ہے۔ لگان خواہ نقدی ہو یا جنسی اس کی نوعیت کیا ہے۔ آیا مزارعان نقل مکان کر رہے ہیں۔ فصل ہائے خریف و ربیع میں سے نسبتاً کونسی فصل زیادہ قیمتی و قابل ترجیح ہے۔ آیا افزونی رقبہ کاشت کے ذرائع موجود ہیں۔ آیا ماسوائے فصل کے کوئی دیگر وسائل آمدنی مثلاً کوئلہ۔ گھاس۔ تجارت بارکشی اور چھاؤنیوں میں نوکری وغیرہ میسر ہیں یا نہیں اور تعداد دگان گیرندگان۔ جو خود کاشتکار نہ ہوں کیا ہے۔ الغرض تمام حالا

جن سے زمینداروں کی عام حالت اور اُن کی قابلیت دربارہ ادائیگی مالگذاری معلوم ہوسکے تحقیق ہونے چاہئیں ؛

۵۶۴۔ ژالہ باری وٹڈی دل زیر مدّ "آفاتِ ناگہانی" آتی ہیں۔ یہ ایسی آفات ہیں جن کی نسبت نہ تو صاحب مہتمم بندوبست پیش بینی کرسکتے تھے۔ اور نہ ہی کسی محال کی تشخیص کرتے وقت ان کو ملحوظ رکھ کر مناسب رعایت تجویز کرسکتے تھے۔ ایسے ناگہانی اسباب سے اچانک محاصل اراضی کم ہوجاتے ہیں۔ جن کا انسداد زمینداروں کے امکان سے باہر ہے اور نہ ہی ان کو اور کوئی ایسے وسائل میسّر ہیں۔ جن کے ذریعہ ایسے نقصانوں کی کمی کو پورا کرسکیں۔ زیادہ قیمتی آبپاشی اجناس پر جن کے لئے بہت سا روپیہ و محنت درکار ہوتی ہے اس آفت کا ویسا ہی اثر پڑتا ہے جیسا کہ ارزاں اجناس باجرہ۔ دال وغیرہ پر جو عموماً معمولی قلبہ رانی سے کاشت کی جاتی ہیں اور جن کی پیداوار بھی عموماً غیر محفوظ و ناقابل اعتبار ہوتی ہے۔ جو تعہد مالگذاری اعلےٰ مالک یعنے سرکار اور قابضان اراضی کے درمیان بوقت بندوبست عمل میں آیا تھا۔ اس میں ایسے ناقابل تلافی عظیم نقصانات کو ملحوظ نہیں رکھا گیا تھا۔ اس لئے ایسے موقعوں پر سرکار کو اپنے حقوق ترک کردینے واجب ہیں۔ التوا کی بجائے معافی کی تجویز ہونی چاہئے اور متموّل و غریب اشخاص کو یکساں امداد پہنچنی چاہئے۔ کیونکہ صرف نشومیٔ بخت سے سرکار و مالگذاروں کے باہمی معاہدہ کی بنا میں خلل واقع ہوگیا ہے۔ بانتظار حکم مشعر منظوری معافی صاحب کلکٹر کو خود التوا کے احکام صادر کردینے چاہئیں۔ اس امر کا تصفیہ کرتے وقت کہ آیا امداد کی ضرورت ہے یا نہیں اگر محض نقصان رسیدہ کھیت کی بجائے سالم کھاتہ یا جائداد کو جس میں وہ کھیت واقع ہو ملحوظ رکھا جائے۔ تو اشخاص متعلق کے درمیان کافی طور پر امتیاز و تفریق ہوجائے گی۔ اگر مالک خود کاشت کرتا ہو اور نقصان بمقابلہ آمدنی سالم کھاتہ خفیف ہو یا اگر کھیت زیر کاشت مزارعہ ہو اور بمقابلہ آمدنی سالم کھاتہ (کھاتہ رعیتی) نقصان کی مقدار قلیل ہو تو کسی رعایت کی ضرورت نہ ہوگی۔ علاوہ بریں اگر کسی علاقہ میں غیر معین جنسی لگان کا رواج ہونے کے باعث مزارعوں کے رعایت سے مستفیض ہونے کی نسبت اطمینان نہ ہو تو وہاں بھی امداد دینی ضروری نہیں ہے۔ نیز مندرجہ ذیل طبقہ ہائے صاحبان زمین بھی مستحق امداد و رعایت نہیں ہیں ؛

(۱)۔ مزارعان سے لگان میں سخت گیری کرنے والے یا خراب برتاؤ کرنے والے

غیر معمولی اسباب امداد

صاحبان زمین:-

(۲)۔ مالکان مرفہ الحال جو اپنی آئندہ آسودگی کو معرض خطر میں ڈالنے کے بغیر ادائیگی مالیہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔

(۳)۔ اشخاص متمول و ساہوکاران اور ایسے پیشہ ور اشخاص جو محض بخیال منافع قابض اراضی ہوں۔

۵۶۵۔ خوش قسمتی سے ژالہ باری قلیل العرض حدود کے اندر ہوتی ہے اور ٹڈی دل سے بھی بعض کھاتوں میں زیادہ اور بعض میں کم نقصان پہنچتا ہے۔ اس لئے بروئے قاعدہ کلیہ سالم محال کے لئے امداد کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ بلکہ خاص خاص کھاتوں کے واسطے ہی مطلوب ہوتی ہے۔ ناگہانی آفات مثلاً ژالہ باری۔ ٹڈی دل۔ طغیانی وہمچو قسم آفات کے باعث مالیہ کی معافی ضروری معلوم ہو۔ تو صحیح طریق کار یہ ہے کہ بوقت بندوبست ہر متعلقہ دیہہ کے لئے جو شرح باچھ مقرر کی گئی ہوں۔ ان کا نقصان رسیدہ رقبہ پر اطلاق کیا جائے۔ ایسا کرنے سے جو رقم نکلے اگر وہ سالم کھاتہ کے مجموعی مالیہ کے چوتھے حصہ سے کم ہو۔ تو کوئی معافی نہ دینی چاہئے۔

تفریق و امتیاز مابین کھاتہ جات مناسب ہے

۵۶۶۔ سیلاب ہائے عظیم سے جب ایسی اراضیات کے فصل تباہ ہو جائیں جو بالعموم زیر صدمہ طغیانی نہیں ہوتیں تو ان کو آفات ناگہانی کے زمرہ میں شامل کرنا واجب ہے ایسی صورت میں یہ سوال بھی پیدا ہوگا۔ کہ اگر موسم خزاں میں کاشتکار کی امیدوں پر پانی پھر گیا ہے تو کیا اس سیلاب کے ذریعہ اجناس ربیع کو غیر معمولی طور پر زیادہ فائدہ نہیں پہنچیگا۔ اگر ایسی صورت ہو تو معافی مالیہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور غالباً التوا بھی غیر ضروری ہوگا۔

طغیانی کے سبب سے ایسی اراضیات میں نقصان پہنچنا جو عموماً زیر صدمہ سیلاب نہیں ہوتیں

۵۶۷۔ پنجاب کے بڑے بڑے دریاؤں کے سیلاب عموماً غیر متیقن ہوتے ہیں۔ اور جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے۔ اکثر قطعات کی اراضیات کو جو ان دریاؤں کے زیر صدمہ ہیں غیر مستقل تشخیص میں رکھنا مناسب سمجھا گیا ہے۔ جہاں رقبہ اجناس پختہ پر بحساب شرح فی ایکڑ مطالبہ قائم کیا جاتا ہے اُس جگہ عموماً سوال معافی یا التوا پیدا ہی نہیں ہوتا۔ اگر بعد گرداوری کسی آفت ناگہانی مثلاً ژالہ باری یا طغیانی کے باعث بھاری نقصان واقع ہو جائے تو از سرِ نو گرداوری کر کے جدید تشخیص عمل میں آنی چاہئے۔ بعض اوقات بیٹ دریا کے دیہات میں صاف

اراضیات زیر صدمہ سیلاب جن کی جمع غیر مستقل ہے

شدہ غلہ کے انبار بوجہ سیلاب بُرد ہو جاتے ہیں۔ اگر نقصان بھاری ہو تو حتی الوسع صحیح اندازہ کرکے جزو مطالبہ کی معافی تجویز کرنی لازم ہے۔ صریحًا مقدار معافی اس رقم مالیہ سے زائد نہیں ہونی چاہیئے جو رقبہ اجناس نقصان شدہ کی بابت واجب الادا ہو۔ پیداوار فی ایکڑ کا مجملاً اندازہ لگا لینا چاہیئے۔ تو پھر حساب آسان اور صاف ہو جائیگا۔ جن علاقوں میں مستقل و غیر مستقل تشخیص کا عمل ایک ساتھ رائج ہو تو وہاں عمومًا یہ دیکھا جائیگا۔ کہ متوسط سال میں مطالبہ مستقل کی رقم سالم مطالبہ محال کا بھاری جزو نہیں ہو گی۔ ایسی صورتوں میں بھی جب غیر معمولی ناقص موسم آجائے یا جب متواتر خراب فصلوں کے سبب کاشتکار زیر بار ہوگئے ہوں تو مطالبہ مستقل کو التوا کرنا دوراندیشی سے بعید نہ ہوگا۔ موجودہ زمانے میں بلا اجلا طریق تشخیص پسند نہیں کیا جاتا ؛

۵۶۸۔ اوّل) اگر صاحب ڈپٹی کمشنر معاملہ زمین کی معافی یا التوا کا حکم صادر کریں

| امداد مزارعان | تو بروئے دفعہ ۳۰۔ ایکٹ دخل رعیتانہ نمبر ۱۶ مصدرہ ۱۸۸۷ء) مقررہ لگان

نقدی یا جنسی جو مزارعان و خیلکار صاحب زمین کو ادا کرتے ہیں۔ خود بخود اسی تناسب سے معاف یا التوا ہو جائیگا۔ مزارعان غیر دخیلکار کے جو مندرجہ بالا اقسام کا لگان ادا کرتے ہیں ایسی رعایت و امداد سے مستفیض ہونے کی نسبت جو مالکوں کو عطا ہوئی ہے۔ ایک مجاز رونیو افسر صاحب کلکٹر یا اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول دیکھو دفعہ ۷۶ (۲) ایکٹ مذکور) کا حکم لازمی ہے۔ البتہ ہر ایک کھاتہ رعیتی کے واسطے اس قسم کا علیحدہ علیحدہ حکم صادر ہونا غیر ضروری ہے۔ ایک عام حکم ایسے سالم محال یا سالم علاقہ کے متعلق جاری ہو سکتا ہے جس میں معافی و التوا عطا کیا گیا ہو۔ اس مسئلہ امداد مزارعان غیر دخیلکار کا تصفیہ رونیو افسر کی ذاتی اقتضائے رائے پر چھوڑا گیا ہے۔ اس امر پر غور کرتے ہوئے کہ آیا اس کو لگان نقدی مزارعان تابع مرضی کی معافی یا التوا کا حکم صادر کرنا چاہیئے یا نہیں فریقین کے اور بالخصوص مزارعان کے فوائد کو پورے طور پر ملحوظ رکھنا چاہیئے ؛

دوئم) یہ بات مدنظر رکھنی چاہیئے کہ صاحب زمین کو بے دخلی مزارعہ۔ ایزادی لگان و لگان نقدی کو بٹائی میں تبدیل کرنے کا اختیار ہے۔ اس لئے یہ ممکن ہے۔ کہ وہ کسی حکم کو ناواجب تصور کرکے (مثلاً جہاں ایسا لگان نقدی التوا کیا جائے جس کی شرح اس خیال سے کہ لگان مذکور فصل بفصل پورا پورا ادا ہوگا کم رکھی گئی تھی) تدابیر مذکورہ میں سے ایک یا دوسری اختیار کرنے پر مائل ہو جائے جس کا اس کو پورا استحقاق حاصل ہے ؛

سوئم) واضح رہے کہ جب صاحب کلکٹر ایسا التوا شدہ کی وصولی کا حکم دیں تو ایسا لگان بھی جو بربنائے حکم التوائے مالیہ ملتوی کیا گیا تھا مزارعہ سے قابل الوصول

ہو جائیگا۔ البتہ صاحبان زمین کو مزارعان غیر دخیلکار سے التوا شدہ لگان کی وصولی میں مشکلات پیش آئیں گی۔ اور ایسے وقتوں کے امکان کو ریونیو افسر بوقت التوائے مالگذاری التوائے لگان سے انکار کرنے کی خاص وجہ قرار دے سکتا ہے لیکن نہایت خاص شاذ صورتوں ہی میں حکم انکار صادر کرنا جائز ہوگا۔

(چہارم) اگر کوئی صاحب زمین مزارعہ سے معاف شدہ یا التوا شدہ لگان وصول کرے تو بروئے احکام دفعہ ۳۰-ایکٹ دخل رعیتانہ صاحب زمین سے مزارعہ کو ایسی رقم لگان واپس دلائی جا سکتی ہے۔ نیز بروئے دفعہ مذکور یہ بھی اختیار دیا گیا ہے کہ اس رقم لگان کے برابر صاحب زمین سے ایک زائد رقم بطور تاوان وصول کی جائے۔ البتہ تاوان عائد کرنے میں سخت احتیاط مرعی رکھنی چاہیئے۔ ممکن ہے کہ صاحب زمین وہ رقم لگان جو اس نے مزارعہ سے ناجائز طور پر وصول کی تھی۔ خوشی سے واپس دینے پر آمادہ ہو جائے۔ لیکن ادائیگی تاوان کو سخت ناگوار محسوس کرکے مزارعہ پر اپنی رنجش نکالنے کی کوشش کرے۔ اس امر کا فیصلہ کرتے ہیں کہ آیا کسی ایسے معاملہ میں تاوان عائد کیا جائے یا نہیں ریونیو افسر کو یہ غور کر لینی چاہیئے کہ صاحب زمین و مزارعہ کے باہمی تعلقات پر اس کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔ اور بہت سی صورتوں میں صاحب زمین کا یہ محسوس کرنا کہ مزارعہ ہی اُس کی سزا کا باعث بنا ہے مزارعہ کے لئے صریح نقصان دہ ہوتا ہے۔ جب لگان جنسی اقسام مرقوم الصدر کے علاوہ کسی اور طریق پر ادا ہوتا ہے تو حکم التوا یا معافی غیر ضروری ہوگا۔ کیونکہ غلہ بٹائی کی صورت میں مزارعہ کو خود بخود ہی رعایت ہو جاتی ہے۔

ضابطہ متعلق التوا و معافی

۵۶۹- التوا کا عطا کرنا صاحب ڈپٹی کمشنر کے ذاتی اختیار میں ہے۔ لیکن صاحب موصوف کو فوراً اپنی تجویز کی رپورٹ صاحب کمشنر کی خدمت میں ارسال کرنی چاہیئے۔ جن کو اس کی ترمیم یا تنسیخ کا کلی اختیار ہے۔ جب نقشہ التوائے ضلع پر صاحب کمشنر اپنا حکم صادر کرکے صاحب ڈپٹی کمشنر کو اطلاع دیدیں تو نقشہ مذکور اطلاعاً بخدمت صاحب فنانشل کمشنر بہادر روانہ کیا جاتا ہے۔ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر یہ قرار دیں کہ مطالبہ مالیہ فوراً معاف ہونا مناسب ہے تو ان کو ابتداءً ہی اس کی وصولی کے التوا کا حکم صادر کر دینا چاہیئے۔ اگر کسی فصل میں کسی آفت کے باعث معافی مالیہ کی ضرورت پیش آئے۔ تو صاحبان کمشنر ہر ضلع کے مطالبہ فصل مذکور کی بابت پانچہزار روپیہ تک فوراً معافی منظور کر سکتے ہیں۔ اگر صاحبان موصوف کو اطمینان ہو جائے کہ جب سے مالیہ التوا ہوا ہے۔ اس کی وصولی کی کماحقہٗ کوشش کی جا چکی ہے تو وہ ہر ضلع میں ہر ایک

فصل کی بابت دس ہزار روپیہ تک ایسی رقم مالگذاری کی معافی منظور فرما سکتے ہیں جو زائد از سہ فصل زیرالتوا رہی ہو (فقرہ ۵۷۶) جو معافی صاحبان کمشنر منظور کریں اس کی رپورٹ فوراً صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں ہونی چاہیئے۔ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے اختیارات دربارہ معافی مالیہ غیر محدود ہیں ؛

عموماً مطالبہ ملتوی شدہ وصول کر لینا چاہیئے

۵۷۰۔ گو بعض حالات میں منظوری معافی کی امید پر مطالبہ التوا کیا جاتا ہے اور نیز بعض صورتوں میں وصولی کی لگاتار کوششوں میں ناکامی کے باعث آخرکار وصولی سے ہاتھ اٹھانا پڑتا ہے لیکن بروئے قاعدہ کلیہ جب عمدہ فصل ہونے لگیں تو ملتوی شدہ مالیہ ہمیشہ وصول ہونا چاہیئے۔ اگرچہ بہت سی صورتوں میں اس امید سے مجبوراً دست کش ہونا پڑتا ہے کہ مالکان زمین سابقہ عمدہ فصلوں کے فاضلہ پیداوار سے ناقص سالوں کی ذمہ واری نسبت ادائیگی مالگذاری پوری کرینگے۔ لیکن اس سے اس اصول کو زیادہ تقویت ہوتی ہے کہ جس رقم کی تحصیل سرکار کو اس وقت مجبوراً ترک کرنی پڑے۔ وہ سالہائے آئندہ کی عمدہ فصلوں سے بالضرور وصول ہو جانی چاہیئے۔ چونکہ التوا کی صورت میں لازم ہے کہ صاحب کلکٹر فصل پختہ کی مالیت رقبہ اور پیداوار کو حساب میں لاوے۔ پس اس امر کے دیکھنے میں کہ کہاں تک معاملہ ملتوی شدہ وصول ہو سکتا ہے۔ یہ ضروری ہے کہ نرخ ہائے مین جو ایزادی بعد بندوبست ہوئی۔ اور جس کے سبب سے فصل ہائے مابعد کی پیداوار اندازہ شدہ کی مالیت فی الواقعی اس سے بہت زیادہ ہو گئی ہو۔ جو صاحب مہتمم بندوبست نے باغراض تشخیص اختیار کی تھی۔ اس کو نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے ؛

بقایا کی وصولی میں احتیاط

۵۷۱۔ رقوم زیرالتوا کی وصولی میں اتنی ہی احتیاط و دوراندیشی مطلوب ہے جتنی کہ التوا تجویز کرنے میں لازمی ہوتی ہے بعض اوقات اس معاملہ میں غلطی واقع ہونے کا احتمال رہتا ہے۔ اکثر یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ زمیندار التوا کو پسند نہیں کرتے کیونکہ اُن کو ایسے بقایا آیندہ ادا کرنے پڑتے ہیں۔ اس خیال کا وجود غالباً وصولیٔ بقایا کے نامناسب طریق کے سبب پیدا ہؤا ہے۔ وہ پُرانا عمل جس کے مطابق ابتدائی حکم التوا میں ہی وصولی بقایا کی اقساط

۱؎ دیکھو احکام گورنمنٹ ہند جو رپورٹ بندوبست ضلع رہتک پر صادر ہوئے رتجاویز صیغہ مال بابت ستمبر ۱۸۸۲ء و نیز فقرات ۷۰۰-۸۰۷ سرکلر گورنمنٹ ہند نمبر ۵۸ مورخہ ۱۸ اکتوبر ۱۸۸۲ء

مقرر کی جاتی تھیں۔ ایسے ناموزون تدارکات کا محرک ہوا۔ چنانچہ اسی لئے وہ اب متروک کیا گیا ہے ۔

۵۷۔ اس بارہ میں حسب ذیل ہدایات جاری کی گئی ہیں:۔

قحط سالی کے بعد التوا شدہ مالیہ کی وصولی کے متعلق ضروری ہدایات

(اول) جب بوجہ قحط یا عالمگیر آفت کے وسیع پیمانہ پر التوا کیا گیا ہے۔ تو نقصان رسیدہ اشخاص کو عموماً نزول آفت کے بعد کی عمدہ یا متوسط فصل کا پورا پورا فائدہ اٹھانے کا موقع دیا جانا مناسب ہے اور مطالبہ فصل موجودہ کے علاوہ کوئی رقم بقایا وصول نہیں کرنی چاہیئے تاوقتیکہ وہ لوگ ایک دوسرا متوسط درجہ کا فصل بھی برداشت نہ کرلیں۔

کسرات مالیہ میں ایک معین حد برائے وصولی بقایا

(دوئم) ہر ضلع کے واسطے اور حسب ضرورت ضلع کے ہر ایک ایسے قطعہ کی نسبت جس کے طبعی حالات زراعت و پیداوار خاص قسم کے ہوں مالیہ زمین کی کسرات میں ایک ایسی حد مقرر کرنی چاہیئے جس کے اندر رقوم زیر التوا کسی قسط کے ہمراہ مطالبہ فصل رواں کے علاوہ وصول کی جائیں گی۔ یہ حد صاحب مہتمم بندوبست دوران بندوبست میں حکام بالادست کی منظوری سے معین کرینگے اور دیگر اوقات میں خاص احکام صادر ہونے پر صاحب ڈپٹی کمشنر ویسی منظوری سے مقرر فرمائیں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ فصل ہائے خریف و ربیع کے واسطے ایک ہی حد مقرر کی جائے بلکہ ہر فصل کے لئے علیحدہ علیحدہ تجویز ہونی لازم ہے۔

قاعدہ اول کی مستثنیات

(سوئم) یہ مسلم امر ہے کہ بعض ایسے علاقے بھی موجود ہیں جن میں غیر معمولی زرخیزی زمین کے باعث اور مطالبہ مستقل کی نرمی کے سبب قاعدہ اول کا عملدرآمد غیر ضروری طور پر فیاضانہ ثابت ہو۔ برعکس اس کے ممکن ہے کہ بوقت تعیین حد مندرجہ قاعدہ دوئم ایسے حالات ملحوظ رکھے گئے ہوں۔ اس لئے بہتر ہوگا کہ ایسے علاقوں میں نزول آفت کے بعد کی اچھی یا متوسط فصل کے ساتھ تھوڑی رقم مالیہ التوا شدہ وصول کرلی جائے اور پھر دوسری فصل میں مزید قلیل رقم وصول کی جائے۔ صاحب مہتمم بندوبست کو لازم ہے کہ ان تجاویز التوا میں جن کا مرتب کرنا ان کا ضروری فرض ہے (دیکھو فقرہ ۵۴ ہدایت نامہ بندوبست) قاعدہ اول کے عملدرآمد کو محدود کرنے کے لئے بھی کوئی مناسب تجویز کردیں یا کسی دیگر موقعہ پر اس کے متعلق خاص ہدایات کی تعمیل میں صاحب ڈپٹی کمشنر بھی ایسی تجویز کرسکتے ہیں۔

۵۷۳ (اول) جب بوجہ قحط یا عالمگیر آفت کثیر التعداد رقم التوا کرنی مطلوب ہو تو گو ایسے وقت آسودہ حال و کمزور دیہات میں یا دولت مند و مفلس مالگذاروں کے درمیان فرق اور امتیاز کرنا ناواجب ہو گا۔ لیکن بعدہٗ جب التوا شدہ رقم کی وصولی کی جائے تو بعض اوقات ایسی تفریق لازمی ہو جائے گی۔ البتہ اوّلاً ایسی جماعتوں میں جو خواہ بحیثیت مالک۔ خواہ بحیثیت قابض منجانب سرکار یا مزارعہ زمین خود کاشت کرتے ہیں۔ اور اُن مالکوں میں جو اپنی مقبوضہ اراضی بذریعہ مزارعان کاشت کراتے ہیں امتیاز و تفریق کرلی چاہئے۔ اگر کسی شخص نے اس وجہ سے کہ اُس کی مقبوضہ اراضی پیمانہ خود کاشت سے زیادہ وسیع ہے اُس کا کچھ حصہ مجبوراً زیر کاشت مزارعان رکھا ہو تو اس کو جماعت اول الذکر سے خارج نہیں کر دینا چاہئے۔ اور نہ ہی یہ امر کہ ایک مالک جو درحقیقت لگان گیرندہ ہے۔ ایک جزوی رقبہ کو خود کاشت کرتا ہے اُس کو جماعت مؤخر الذکر سے خارج کر کے جماعت اول میں شامل کرنے کا استحقاق پیدا کرتا ہے۔ عموماً ان ہر دو جماعتوں میں صحیح طور پر امتیاز کرنا مشکل نہیں ہے۔ البتہ خود کاشت جماعتوں میں محض اس وجہ سے تفریق نہیں کرنی چاہئے کہ وہ مختلف قسم کے مالگذار ہیں۔ لیکن اگر طبقۂ صاحبان زمین مندرجہ فقرہ ۵۶۲ کے مزارعان کا لگان معاف نہ کیا گیا ہو تو اُن مالکان سے ہمیشہ مالیہ زیر التوا وصول کر لینا چاہئے۔

مطالبہ زیر التوا کی وصولی میں متمول و سقیم الحال مالکان کے درمیان امتیاز

(دوئم) البتہ حسب اقتضائے رائے افسران دیہات کی باہمی تفریق جائز ہو گی اور خواہ فصلوں کی حالت اس امر کی مقتضی نہ ہو تاہم مسلمہ متمول دیہات کا بقایا وصول کر لینا مناسب ہو گا۔ لیکن واضح رہے کہ ہر طبقہ پر کم و بیش نزولِ آفت کا اثر پہنچا ہو گا اور یہ امر نہایت لازمی ہے کہ آفت کے اثر کو حتی الوسع جلدی رفع ہونے دیا جائے۔

تفریق مابین دیہات

(سوئم) صاحب کمشنر کی خدمت میں اپنی تجاویز کے متعلق رپورٹ کرتے ہوئے صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس اصول کا تذکرہ کر دینا چاہئے جس پر انہوں نے عمل کیا ہو اور جس حد تک اُنہوں نے کسی جگہ متمول و سقیم الحال کی تفریق رکھی ہو اس کی بالخصوص صراحت کرنی لازم ہے۔

رپورٹ دربارہ اصول عمل

۵۷۴۔ مالیہ زمین کی قسط اول کے واجب الوصول ہونے سے کم از کم ایک ماہ پہلے صاحب ڈپٹی کمشنر کو ہر ایسے محال کے حالات پر جس میں کوئی رقم زیر التوا ہو غور کر کے یہ فیصلہ کرنا چاہئے کہ مالیہ ملتوی شدہ کا

ضابطہ وصولی بقایا

کس قدر حصہ مطالبہ فصل رواں کے علاوہ وصول ہو سکتا ہے۔ صاحب موصوف کو ضروری احکام صادر کر کے اُن کی تعمیل کرانی واجب ہے۔ احکام مصدرہ کی وجوہات ایک نقشہ میں درج کر کے صاحب کمشنر کی خدمت میں روانہ کی جائیں گی۔ اور صاحب کمشنر بہادر حسب اقتضائے رائے خود ضروری ترمیمات کرنے کے بعد نقشہ مذکور کو صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے حضور میں ارسال کریں گے۔ صاحب کمشنر کا فرض ہے کہ اس بات کا خیال رکھیں کہ ہر ایک ضلع کی رپورٹ قسط اول کے واجب الوصول ہونے سے ایک ماہ پہلے اُن کے پاس پہنچ جائے اور اس میں بلحاظ حالات فصل رواں وجوہات احکام مصدرہ کی کافی صراحت کی گئی ہے۔

۵۷۵۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کا تحصیلداروں و افسر مال سے وصولی بقایا کے متعلق رپورٹیں طلب کرنا بے سود طوالت ہے۔ سب سے بہتر طریق یہ ہے کہ فصل گذشتہ و موجودہ کے گوشوارہ ہائے جنسوار ملاحظہ کر کے اور قانون گویاں و ذیلداران سے ضروری امور دریافت کر کے تحصیلدار و افسر مال کے ساتھ بیٹھ کر ہر ایک گاؤں کے حالات کی نسبت زبانی بحث کر لیا کریں۔ تحصیلداروں یا اعلےٰ ریونیو افسروں کو اثنائے دورہ میں ان محالات کی طرف جن میں بقایا موجود ہو خاص توجہ مبذول کرنی چاہیئے۔ اس امر کا تصفیہ کرنے میں کہ کونسا جزو بقایا وصول کیا جائے یہ بات قابل غور ہو گی کہ مطالبہ رواں و مجوزہ وصولی بقایا کا مجموعی پرتہ رقبہ اجناس پختہ پر کیا پڑتا ہے۔ نیز اس پرتہ کو گذشتہ سالوں کے مالیہ فصل مذکور کے متوسط پرتہ سے کیا نسبت ہے۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو بالضرور زیادہ مصیبت زدہ محالات کا خود ملاحظہ کرنا چاہیئے۔ بقایائے قابل الوصول ہمیشہ اس فصل کے مطالبہ کا ایک خاص حصہ (یعنے فی روپیہ اتنے آنے) ہونا چاہیئے۔ جس کی بابت التوا عطا کیا گیا تھا واضح رہے کہ رقم وصول شدہ اولاً مطالبہ رواں میں محسوب ہونی واجب ہے۔

امور متعلقہ وصولی بقایا

۵۷۶۔ (اول) عام طور پر پنجاب میں یہ عمل رہا ہے کہ معمولی موسمی آفات کی صورت میں اولاً رقم مالیہ التوا کی جائے۔ اور اگر تین سال کی لگاتار تدابیر وصولی میں ناکامی رہے تو بقایا غیر مؤدی معاف کر دیا جائے۔ لیکن اب سرکار نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ صاحب کلکٹر کی کماحقہ کوششوں کے باوجود بھی بقایا واجب الادا تین فصلوں کے اندر وصول نہ ہو سکے۔ تو اس کی معافی کے سوال پر غور کرنا چاہیئے

معافی بقایا

لے دیکھو خانہ جات ۲۳ و ۲۴ رجسٹر گوشوارہ حالات دیہی۔

یہ ایک ناگزیر قاعدہ کلیہ تصور نہیں کر لینا چاہیئے کہ معمولی آفات کے لئے کسی حالت میں فی الفور معافی نہیں دی جائے گی یا کہ برعکس اس کے جملہ رقوم بقایا جو تین فصلوں تک غیر مؤدی رہیں ضرور معاف کی جائیں گی۔ اگر ایسے قطعات غیر آبپاش میں جن کے کھاتہ جات بڑے بڑے ہوں پوری احتیاط سے یہ عمل جاری رکھا جائے کہ ایسے اوقات میں جب کہ لوگوں کی تکلیف کے بغیر ممکن ہو سکے مطالبہ رواں سے زائد کچھ رقم وصول ہوتی رہے۔ تو قطعات مذکورہ میں تین فصلوں سے زیادہ عرصہ تک بقایا کی وصولی کا حساب جاری رکھنے میں کوئی ہرج نہیں ہوگا۔ لیکن بھاری رقوم بقایا کا بوجھ غیر معین عرصہ تک مالکوں کے سر پر قائم نہیں رہنے دینا چاہیئے۔ آئندہ یہ اصول ہوگا۔ کہ جن محالات میں ملتوی شدہ معاملہ زمین تین فصلوں تک وصول نہ ہو سکا ہو۔ تو ان تینوں فصلوں کے نقشہ جات جنسوار پر چوتھی فصل کے کوائف کے ہمراہ پوری طرح سے باحتیاط غور کیا جائیگا۔ اور صاحب کلکٹر کو اس امر کا فیصلہ کرنا چاہیئے۔ کہ آیا غیر مؤدی بقایا مالگذاری کا کوئی جزو وصول کرنا دانائی ہے۔ اور اگر ایسا کرنا جائز ہے تو کس قدر اور آیا کوئی جزو معاف کرنا چاہیئے یا نہیں؟

تین فصلوں کے قاعدہ پر عمل کرنے کے لئے اس امر کا جاننا ضروری ہے۔ کہ یہ تین فصلیں کونسی شمار کی جائیں۔ اس کی عملی مثال یہ ہے۔ فرض کرو۔ کہ جنسوار ربیع ۱۹۳۰ء کے جملہ کوائف صاحب کلکٹر کے پیش نظر ہیں۔ اور وہ اس امر پر غور کرنا چاہتے ہیں کہ آیا انہیں گذشتہ فصلوں کے معاملہ زیر التوا کے بارہ میں کوئی تجاویز معافی کرنی چاہئیں تو سب سے پچھلی فصل جس پر وہ غور کر سکتے ہیں۔ فصل خریف ۱۹۲۸ء ہو سکتی ہے۔

لیکن دیہات زیر غور میں بہ بارانی فصلات خواہ کتنی ہی خراب ہوئی ہوں۔ صاحب کلکٹر کو فصل ربیع ۱۹۳۰ء کے ہمراہ فصل خریف ۱۹۲۸ء یا ماقبل فصلوں کا التوا شدہ معاملہ معاف کرنے کی ہرگز تجویز نہ کرنی چاہیئے۔ اگر سالانہ مالگذاری اور سالانہ مزروعہ رقبہ کا جزو عظیم فصل خریف میں پڑے۔ ایسی صورت میں اسے چاہئے۔ کہ اس مسئلہ پر غور کرنے کے لئے وہ آئندہ فصل خریف تک انتظار کرے۔ اس نکتہ پر خاص توجہ مبذول ہونی چاہیئے۔

اگر سالانہ مالگذاری اور سالانہ مزروعہ رقبہ کا پرتہ مواضعات متعلقہ میں فصل خریف اور فصل ربیع میں تقریباً یکساں ہو تو صاحب مذکور کو زیر التوا معاملہ کی معافی کے سوال پر غور کرتے وقت مفصلہ ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیئے:۔

(الف) آیا کسی گذشتہ فصل کی بابت کوئی رقم مالیہ زیر التواء مطالبہ رواں کے ہمراہ

وصول ہو سکتی ہے۔ یا

(ب) آیا جملہ تقاویات یا ان کا کوئی جزو زیر التوا رہنا چاہیئے ٭

(ج)۔ آیا فصل خریف ۱۹۲۸ء یا اس سے ماقبل فصلوں کے مطالبہ زیر التوا میں سے کوئی جزو معاف کر دینا چاہیئے۔ لیکن یہ واضح رہے کہ فصل خریف ۱۹۲۸ء کے بعد کی فصلوں پر غور نہیں ہو سکتا ٭

ان اہم امور کا فیصلہ کرنے میں صاحب کلکٹر کو بلاشبہ محالات متعلقہ کے کوائف دیہی مرتبہ صاحب مہتمم بندوبست۔ کوائف جنسوار اور فصل خریف ۱۹۲۸ء سے لے کر فصل ربیع ۱۹۳۰ء کے دیگر اعداد و شمار کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ ممکن ہے کہ ایسا کرنے سے صاحب کلکٹر اس نتیجہ پر پہنچیں۔ کہ معافی کی فوری ضرورت نہیں۔ بلکہ زیر التوا معاملہ کو مزید ایک فصل تک رہنے دیا جائے۔ خواہ وہ معاملہ فصل خریف ۱۹۲۸ء سے زیر التوا چلا آتا ہو۔ اس قسم کا فیصلہ کسی طرح سے بھی ان ہدایات کے منافی نہیں۔ اس بارہ میں گورنمنٹ کا اصل منشاء یہ ہے۔ کہ معاملہ زیر التواء کا بار محالات پر فصلاً بعد فصلاً زیادہ سے زیادہ نہ ہوتا جائے[1]"

پیمانہ معافی کی عام شرائط

(دوئم)۔ جن قطعات میں پوری تشخیص عمل میں آئی ہو اور جن کی پیداوار بھی عموماً قابل یقین و ثبات ہوتی ہو ان کے مالیہ زیر التوا کی مقدار کسی وقت میں عام طور پر ایک متوسط سال کے مطالبہ سے متجاوز نہیں ہونی چاہیئے لیکن اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ جب رقوم التوا حد مذکور سے بڑھ جائیں تو سالم رقم زیر التوا معاف کر دینی چاہیئے۔ بلکہ صرف فاضلہ رقم ہی معاف ہونی چاہیئے لیکن جب آفات ایسی سنگین ہوں کہ بھاری رقوم التوا کی ضرورت پیش آئے تو پھر البتہ زیادہ فراخ دلی سے کام لینا قرین مصلحت ہوگا۔ یہ کلیہ اصول قرار دینا کہ رقوم زیر التوا ایک سال کے مطالبہ سے زائد نہیں ہونی چاہئیں قابل اعتراض ہوگا۔ کیونکہ اکثر علاقے بھی موجود ہیں جن کی زمین زرخیز ہے۔ لیکن جہاں کوئی وسائل آبپاشی نہیں اور نہ ہی مقدار بارش کا کوئی اطمینان و یقین ہے اور محض اس بے ثباتی کی بنا پر اُن کی تشخیص ایسی نرم رکھی گئی کہ ایک عمدہ سال میں لگان مطالبہ مشخصہ سے بہت زیادہ رقم بآسانی ادا کر سکیں گے ٭

ہر ضلع کے واسطے خاص پیمانہ معافی

(سوئم)۔ اس بات کا تصفیہ کرتے وقت کہ آیا کسی

---

[1] یہ عبارت بذریعہ پرچہ تصحیح نمبری ۲ مورخہ ۳۰ اگست ۱۹۳۰ء قائم ہوئی ٭

محال کی خاص فصل یا فصلوں کے بقایا کے متعلق معافی کی تجویز کی جائے صاحب کلکٹر کو حسب ذیل امور پر غور کرنا واجب ہے :۔

(ا)۔ جملہ رقوم بقایا غیر مؤدی مجموعہ کو سالانہ جمع محال سے کیا نسبت ہے۔

(ب) باوجود پوری کوشش کے کس قدر عرصہ تک کسی خاص فصل یا فصلوں کا بقایا غیر مؤدی رہا ہے۔

زیادہ مزروعہ اور کامل تشخیص والے قطعات میں جن کے کھاتے قلیل مقدار ہوں اگر بقایا ایک سال کے مطالبہ سے متجاوز ہو جائے تو بسا اوقات بہتر ہوگا کہ قبل از انقضائے میعاد سہ فصل ہائے جزو بقایا معاف کر دیا جائے۔ لیکن برعکس اس کے بے ثبات بارانی قطعات میں جن کا پرتہ مالگذاری خفیف اور جن کی عمدہ سالوں کی فاضلہ پیداوار بہت زیادہ ہوتی ہے محض یہ امر معافی مالیہ کے لئے کافی نہیں ہے کہ بقایا ایک سال کے مطالبہ سے زائد ہے یا کہ بقایا زائد از تین فصل غیر مؤدی چلا آتا ہے۔ عموماً ایسے قطعات میں ناقص اور عمدہ موسموں کا باری باری دورہ رہتا ہے اس لئے ضروری امر قابل غور یہ ہے کہ مطالبہ رواں اور بقایا دونوں کی وصولی ایسے موقع پر عمل میں آنی چاہیئے جب کہ لوگوں کو اسباب ادائیگی میسر ہوں۔ ہر ان اضلاع کے متعلق جہاں ایسے التوا کرنے کی ضرورت پڑنے کا زیادہ امکان ہو۔ بوقت بندوبست ہی ایسی تجاویز کی تفصیلات کا فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔

غیر مستقل یا مستقل جمع کی صورت میں بقایا سابقہ کی معافی

(چہارم)۔ جب کسی علاقہ میں بروئے بندوبست جدید تشخیص غیر مستقل کا عمل جاری کیا جائے۔ تو عموماً غیر مؤدی بقایائے مالیہ زیر التوا اس بنا پر معاف کر دئے جاتے ہیں کہ جدید تشخیص غیر مستقل ہر فصل کے اندازۂ محاصل کے حسب حال قائم ہو چکی ہے اور تشخیص مذکور میں رقوم بقایا کو شامل کر کے بیشی نہیں کرنی چاہیئے۔ تشخیص مستقل کی صورت میں یہ شرط اطلاق پذیر نہیں ہوتی۔ گو گورنمنٹ کی منشاء کے مطابق ایک خاص رقم ہی میعاد بندوبست کے اندر وصول ہونی چاہیئے۔ لیکن یہ اصول بندوبست اختتامی و جدید دونوں پر بدرجہ مساوی حاوی ہے۔ اس لئے تشخیص مستقل کے متعلق اس عام اصول کا کہ تجدید تشخیص پر تمام بقایائے سابقہ معاف کر دینے چاہئیں اطلاق صرف ایسی واحد صورت میں ہو سکتا ہے جب کہ بروئے ترمیم تشخیص (خواہ سالم علاقہ کی یا محال واحد کی ہو) مطالبہ مستقل میں بہت سی تخفیف واقع ہوئی ہو۔ ایسی صورت

میں عملی طور پر اس امر کا اعتراف ہو رہا ہے کہ مطالبہ سابقہ سنگین تھا۔ اس لئے رقم بقایا کی معافی لازمی ہوگی۔ تمام دوسری صورتوں کا فیصلہ اُن کے واقعات پر کیا جائیگا۔ گو ایسی تجاویز معافی کے متعلق جو ترمیم تشخیص کے بعد فوراً پیش ہوں زیادہ نرمی اور فیاضی سے کام لیا جائیگا اور بالخصوص ایسے دیہات کی نسبت جو قطع نظر عام موسمی آفات کے یوں بھی کمزور ہیں۔ جب صاحب ڈپٹی کمشنر قسط ربیع کے ساتھ مالیہ زیر التوا کی وصولی کی نسبت تجویز کریں تو ساتھ ہی ان کو بقایا کی معافی کی بابت بھی رپورٹ کر دینی چاہئے ۔

۵۷۷۔ حسب اقتضائے رائے خود صاحب ڈپٹی کمشنر التوائے مطالبہ مالگذاری و وصولی بقایا کے متعلق جو تجویز عمل میں لائیں۔ اس کی نگرانی صاحب کمشنر کے ذمہ ہے۔ صاحب موصوف بالضرور بہت سے صاحبان ڈپٹی کمشنر ماتحت کی نسبت جن میں سے بعض تو بالکل نئے افسر ہوتے ہیں زیادہ تجربہ کار ہیں اور بمقابلہ افسران ضلع کے صاحب کمشنر کی تبدیلی بھی کم وقوع میں آتی ہے۔ اس لئے بالعموم صاحب موصوف اس قابل ہونے چاہئیں کہ اپنی صائب رائے اور اکثر اوقات مقامی واقفیت سے اپنے ایک ماتحت کی کمزوری کو پورا کریں۔ نیز صاحب ممدوح اپنے ذاتی رعب کے ذریعہ اس امر کا بھی تدارک کر سکتے ہیں کہ مختلف اضلاع کی یکساں صورتوں میں ایک ہی اصول پر عمل کیا جائے۔ اگر صاحبان کمشنر اثنائے دورہ میں جو قدرتی طور پر اکثر اُن قطعات میں ہوگا۔ جو بوجہ کمی فصل معرض تکلیف میں ہیں یا پہلے رہ چکے ہیں۔ صاحبان ڈپٹی کمشنر کے ساتھ مسئلہ التوائے مالیہ و وصولی بقایا کی بابت پوری پوری بحث کرلیں گے۔ تو بعدہٗ احکام مصدرہ صاحبان ڈپٹی کمشنر میں مداخلت کی ضرورت باقی نہ رہے گی۔ گورنمنٹ توقع کرتی ہے کہ صاحبان کمشنر دربارہ التوائے مالگذاری و وصولی بقایا کامل نگرانی رکھیں گے اور جب ان معاملات کے متعلق صاحبان ڈپٹی کمشنر کے احکام غیر مناسب و خلاف ہدایات معلوم ہوں تو صاحبان کمشنر بلا تامل اُن کی ترمیم کر دیں گے۔ جہاں فصل نمایاں طور پر ناقص ہوئی ہو۔ وہاں صاحب کمشنر کو ان تدابیر امدادی کے معلوم کرنے کی غرض سے جو عموماً عمل میں لانی ضروری ہونگی۔ فصل کے ابتدائی موقعہ پر اپنے کلکٹر صاحبان کے ساتھ خط و کتابت کرنی چاہئے۔ نئے افسران اور ان افسران کی صورت میں یہ بات خاص کر ضروری ہوگی۔ جن کو محکمہ مال کا کافی تجربہ نہیں ہوا ۔

نگرانی منجانب صاحب کمشنر

۵۷۸۔ پنجاب میں پہلے یہ دستور تھا کہ جب کوئی حصہ مالیہ التوا یا معاف کیا جاتا

التوا و معافی جو بابت

تھا تو ساتھ ہی اُسی تناسب سے لوکل ریٹ بھی التوا یا معاف ہو جاتا تھا۔ لیکن اب بروئے احکام گورنمنٹ ہند مندرجہ ریزولیوشن نمبر ۱۳۔ ۳۵۶۔ ۱۰ مؤرخہ ۲۱ اگست سنہ ۱۹۰۶ء صیغہ مال و زراعت یہ صورت تبدیل ہو گئی ہے۔ احکام موجودہ کے مطابق التوا یا معافی مالگذاری کے ساتھ آئندہ لوکل ریٹ التوا یا معاف نہ ہوگا۔ سوائے اشد ضرورت کے اور سوائے اُس صورت کے کہ لوکل ریٹ کی وصولی کے لئے خاص تدارکات عمل میں لانے پڑیں۔ و نیز بپابندی مستثنیات مندرجہ ذیل کے لوکل ریٹ ہر فصل میں پورا پورا وصول کیا جائیگا اور التوا یا معافی صرف مالیہ زمین تک ہی محدود ہو گی گو بعض موقعوں پر لوکل ریٹ کی معافی ناگزیر ہو جائے۔ لیکن اصلی مقصد یہ ہے کہ باوجودیکہ رقم مالگذاری معاف کی جائے معمولی حالات میں لوکل ریٹ ہمیشہ قابل وصول ہو گا۔ لیکن اگر کسی محال کا سالم مطالبہ مالیہ التوا یا معاف کیا جائے تو لوکل ریٹ کی تحصیل بھی بخیال سہولت آئندہ وصولی مالیہ تک ملتوی کی جائیگی۔[1] از زیر احکام مندرجہ دفعہ ۶۲۔ ایکٹ مالگذاری معاملہ زمین جو کسی محال پر کسی وقت مشخص ہو یا کسی کھاتہ ملکیت کی بابت واجب الادا ہو۔ تو اس مالیہ کے مواخذہ کو محال یا کھاتہ مذکور کے لگان یا منافع یا پیداوار پر دیگر کل مواخذوں سے ترجیح ہے۔ لیکن انتظامیہ سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔ کہ جب کبھی مالیہ اراضی کی وصولی (بشمولی مطالبہ رواں) ہو تو مطالبہ لوکل ریٹ رواں و بقایا اس وصولی میں سے پہلے مجرائے کیا جائے۔ اور جو رقم باقی بچے وہ مطالبہ مال کی طرف محسوب ہو (مخصص رقوم وصول ہوں۔ ابتداءً لوکل ریٹ کے مطالبہ رواں اور اس کے مطالبہ بقایا میں محسوب ہوں گے۔ اور فاضلہ رقم ہی مد مالیہ زمین میں جمع کی جائیگی۔ اس سے ظاہر ہو گا۔ کہ محض خاص صورتوں ہی میں جب کہ کسی محال کی سالم جمع التوا یا معاف کی جائے۔ لوکل ریٹ کا التوا جائز ہو گا۔ اور اگر مالیہ زمین کا صرف ایک جزو ہی التوا ہو تو لوکل ریٹ وصول کر لینا واجب ہو گا۔ اور جب کبھی رقم مالگذاری کا کوئی حصہ وصول ہو تو اولاً لوکل ریٹ میں محسوب ہو کر اُس کا مطالبہ بے باق کیا جائے گا۔ یہ احکام پنجوترہ نمبردار پر حاوی نہیں ہیں[2]۔ (غیر مستقل تشخیص کی صورت میں لوکل ریٹ اس رقم پر محسوب کی جاتی ہے۔ جو بندوبستی شروح کے مطابق مشخص ہو۔ لہذا خاص معافیات کا اس پر کوئی اثر نہیں پڑتا)

[1] گشتی چٹھی صاحب فنانشل کمشنر بہادر نمبر ۳ مورخہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء و نیز اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبر ۵ ریونیو مورخہ ۱۸ جولائی سنہ ۱۹۰۷ء صیغہ مال

[2] درباره پنجوترہ نمبرداروں یہ دیکھو فقرہ ۳۰۸ و انعام ذیلدار فقرہ ۳۴۱ کتاب ہذا۔

[3] خطوط وحدانیوں کی درمیانی عبارت بذریعہ پرچہ تصحیح نمبر ۱ مورخہ ۱۸ اگست سنہ ۱۹۳۲ء قائم ہوئی۔

۵۷۹۔ یہاں تک تو ایسی عارضی آفات کی بابت تذکرہ ہوتا رہا ہے جن کا انسداد بذریعہ التوا یا اشد ضرورت کے موقعوں پر مطالبہ فصل ہائے نقصان رسیدہ کی معافی کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔ لیکن جن محالوں میں تحصیل مالگذاری کے متعلق ہمیشہ مشکلات پیش آتی ہیں۔ تو اُس کے بواعث تحقیق کر کے یہ فیصلہ کرنا ضروری ہے کہ آیا زیادہ اہم تدارک کی ضرورت تو نہیں ہے۔ یہ امر کہ صاحب ڈائرکٹر زراعت کا فرض ہے کہ اُن قطعات کی خاص طور پر نگرانی کریں۔ جن میں علامات ابتری نمودار ہوں۔ کسی طرح بھی صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس ذمہ واری سے سبکدوش نہیں کرتا کہ وہ خود ابتدا ہی سے ایسی علامات ابتری کا پتہ لگانے کی سعی کرتے رہیں۔ جو اُن کے ضلع کے کسی حصہ میں خواہ ایک واحد محال میں خواہ بڑے یا چھوٹے مجموعہ محالات میں ظاہر ہوں۔ جب وقوع زوال ثابت ہو جائے۔ تو اُس کے دفعیہ کے لئے مناسب تدابیر کا پتہ لگانے اور اُن کو عمل میں لانے کی کوشش کرنی چاہئے ۔

ابتری محالات کا پتہ لگانے کے متعلق صاحب ڈپٹی کمشنر کی ذمہ داری

۵۸۰۔ ہر ایک نقصان رسیدہ محال کے متعلق پہلا یہ کام ہوتا ہے کہ صاحب مہتمم بندوبست کی کیفیت نسبت حالات محال مذکور اور روبکارات تشخیص کا مطالعہ کیا جائے۔ ثانیاً سالانہ نقشوں کے ذریعہ اور بالخصوص نقشہ جات میلان رقبہ۔ جنسوار و ملکیت مشمولہ لال کتاب وغیرہ سے اُس کے حالات مابعد کی تحقیق کی جائے۔ ممکن ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو خوش قسمتی سے کوئی ایسی تحریری یادداشت مل جائے جو اُن کے متقدمین میں سے یا اُن کے ماتحتوں میں سے کسی نے اپنے وقت میں موضع مذکور کی حالت کے متعلق قلمبند کی ہو۔ اِن ذرائع سے تحریری واقعات معلوم کر کے اور تحصیلدار و افسر مال سے اُن کی ذاتی معلومات کی کیفیت سنکر صاحب ڈپٹی کمشنر موقعہ پر خود تحقیقات کرنے کے قابل ہو جائیں گے۔ اس تحقیقات سے صاحب موصوف کو حسب ذیل امور کا پتہ لگے گا:۔

نوعیت تحقیقات

(ا)۔ کہ شروع بندوبست سے ہی مطالبہ زیادہ سنگین قائم ہوا تھا اور محاصل محال میں کوئی ایسی ترقی واقع نہیں ہوئی۔ جس سے موجودہ برتہ اُس کے مناسب حال ہو جائے ۔

(ب) یا کہ ابتداءً مطالبہ واجبی تھا مگر اب بوجہ کمی محاصل سنگین ہو گیا ہے ۔

(ج) یا کہ مطالبہ بدستور واجبی و مناسب ہے لیکن محض زمینداروں و نمبرداروں کی عادت کے

ا؎ دیکھو فقرات ۴۰۴ و ۴۰۷

باعث مشکلات پیش آرہی ہیں۔

۵۸۱۔ اگر کسی قطعہ کی تشخیص کے باعث بحیثیت مجموعی بغیر کسی نقص کے عمدہ طریق پر کام چل رہا ہو تو ایک دانا آدمی اس نتیجہ پر پہنچنے میں تامل کریگا کہ صاحب مہتمم بندوبست کسی خاص محال کے وسائل آمدنی کا صحیح اندازہ لگانے میں قاصر رہے لیکن جب ایک دفعہ اس کو اطمینان ہو جائے کہ تشخیص حد واجب سے زیادہ ہے تو اس کو بلا تامل واقعات کی رپورٹ کر کے تخفیف تجویز کرنی چاہیئے۔ حد سے زیادہ مطالبہ قائم رکھنا نہ صرف رعایا پر بے انصافی ہے بلکہ حسن انتظام کے بھی منافی ہے اور یقیناً ایسے طریق سے سرکار کو بھی بالآخر مالی نقصان پہنچنے کا احتمال ہے۔ یہ خیال بھی جما ہوا ہے کہ ترمیم تشخیص خواہ ایک واحد موضع کی ہو مشکل اور پیچیدہ کام ہے حالانکہ فی الحقیقت یہ کام نہایت ہی آسان ہونا چاہیئے۔ اِس موقع پر خالص منافع کی چوتھائی کا تخمینہ لگانے کے لئے ایسی عمیق چھان بین کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔ جیسی کہ بوقت عام تشخیص جدید پڑتی ہے۔ صرف یہی جتلا کر کہ اس محال کا مطالبہ بمقابلہ قرب و جوار کے ہمچو قسم محالات کے زیادہ سنگین ہے جن کے مالی حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ اُن کی تشخیص مناسب و واجبی طور پر کی گئی ہے محال مذکور کے مطالبہ میں کافی تخفیف کے ذریعہ معیار مذکورۃ الصدر کے مطابق پرتہ کو حد اعتدال پر لایا جائے۔

تخفیف بوجہ زیادتی تشخیص

۵۸۲۔ جب منافع و محاصل کی کمی کے باعث ایسی تشخیص جو ابتداءً مناسب تھی اب گراں محسوس ہونے لگی ہے تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو تحقیق کرنا لازم ہے کہ آیا یہ زوال کسی دیرپا یا ناقابل علاج اسباب سے پیدا ہوا ہے یا ایسے بواعث کا نتیجہ ہے جس کا دفیعہ مالکوں کی امداد کرنے سے ہو سکتا ہے اول الذکر صورت میں صرف تخفیف جمع کی تجویز کرنی چاہیئے۔ جہاں اخری کا دفیعہ ہو سکتا ہو تو ایسی صورتوں کے متعلق صاحب ڈپٹی کمشنر کا فرض ہے کہ مالکوں کو تقاوی کی امداد دیکر زراعتی ترقیات عمل میں لانے کے ذریعہ محال مذکور کی اصلاح کا تدارک کریں اور زمانہ اصلاح میں حسب ضرورت واقعی ناقص فصلوں میں معافی یا التوا مالیہ کی مناسب امداد دیتے رہیں۔

جب تخفیف محاصل کے باعث دقت واقع ہو تو اس کے متعلق تجویز تدارک

۵۸۳۔ جب منافعات کافی ہوں لیکن زمینداروں کی سستی یا نادہندگی کے باعث نقائص ظہور میں آرہے ہوں تو اُن کا تدارک مناسب سختی و استقلال سے کیا جائے عموماً قصور وار نمبردار ہونگے اور ایسی صورتوں میں جو کارروائی عمل میں آنی چاہیئے۔ اُس کی صراحت فقرات ۵۱۸ و ۵۱۹ میں کی گئی ہے۔ اگر نمبردار یہ ثابت کر سکے کہ دراصل بعض حصہ داران دیہہ کا قصور ہے تو مطابق احکام ایکٹ مالگذاری تعزیری تدارکات کو استقلال سے استعمال کرنا چاہیئے۔

جب بوجہ بد اعمالی مالکان مشکلات حائل ہوں تو اُس کا تدارک

سترہویں فصل

حساب کتاب رقوم مالگذاری

وصولی مالیہ کے ذرائع پڑتال نہایت مکمل ہیں

۵۸۴ - وصولی مالیہ واجب کی پڑتال کرنے کے ذرائع نہایت مکمل اور عمدہ ہیں اور اگر ان کا استعمال احتیاط اور عقلمندی سے کیا جائے تو دھوکہ دہی کا انسداد اور پابندی وقت کا انتظام بآسانی ہو سکتا ہے۔ ذرائع مذکور کے متعلق کتاب ہذا میں مختصر تذکرہ ہی کافی ہو گا۔ کیونکہ مفصل توضیح صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۱ میں کی گئی ہے ؛

حساب کتاب مالگذاری سال فصلی کے مطابق رکھا جاتا ہے

۵۸۵ - کل تشخیصات عام سال فصلی کے لحاظ پر عمل میں آتی ہیں اور تمام حساب کتاب مالگذاری بھی اُسی کے مطابق مرتب کئے جاتے ہیں فصلی سال فصلی سال خریف سے شروع ہو کر ربیع میں ختم ہوتا ہے لیکن نقشہ جات وصولی و بقایا کی اغراض کے لئے اس کی ابتدا یکم اکتوبر سے تصور ہوتی ہے ؛

اقسام مالیہ زمین

۵۸۶ - اغراض حساب کتاب کے لئے مالیہ زمین کی تین اقسام مستقل - غیر مستقل و متفرق رکھی گئی ہیں ؛

مطالبہ مستقل

۵۸۷ - پہلی دونوں اقسام کے معنے جیسے کہ وہ تشخیصات محال کے لئے بولے جاتے ہیں - ہدایت نامہ بندوبست کی ستائیسویں فصل میں بیان کئے گئے ہیں - لیکن اغراض حساب کتاب کے واسطے ان کے معانی کسی قدر وسیع ہیں۔ "جمع مستقل" میں علاوہ مستقل مشخصہ محالات کے جو صاحب مہتمم بندوبست نے تجویز کیا ایسی اراضیات سرکار کی آمدنی بھی شامل ہوتی ہے جو چند سالوں کے واسطے پٹہ پر دی گئی ہوں - حالانکہ درحقیقت ایسی اراضیات کی بابت جو رقم مزارعان سرکاری ادا کرتے ہیں وہ بمنزلہ لگان ہے مالیہ اراضی تصور نہیں ہو سکتی - البتہ یہ ضروری ہے کہ تمام ایسی رقوم جن میں سال بسال کوئی تغیر واقع نہیں ہوتا قسط بندی مطالبہ مستقل میں درج کی جائیں تاکہ ان کی وصولی کے متعلق کما حقہٗ پوری نگرانی ہو سکے - اس لئے بغرض سہولت سرکاری

اراضیات کا لگان عموماً مطالبہ مالگذاری کہلاتا ہے۔ جس کے علاوہ مالکانہ بھی وصول کیا جاتا ہے ؛

۵۸۸۔ "مطالبہ غیر مستقل" کی دو بڑی مدات ہیں۔

مطالبہ غیر مستقل

(الف) رقوم جو برائے دوام قسط بندی مطالبہ مستقل سے خارج رکھی گئی ہیں
(ب) رقوم جو عارضی طور پر خارج رکھی جائیں ؛

اول الذکر میں نہ صرف ایسی تشخیصات غیر مستقل داخل ہیں جن کی صراحت ہدایت[1] نامہ بندوبست میں کی گئی ہے بلکہ محالات خام تحصیل کی وصول کردہ رقوم بھی شامل ہوتی ہیں۔ خوش قسمتی سے شق خام تحصیل کے متعلق شاذ و نادر ہی حساب رکھنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قسط بندی مطالبہ مستقل سے عارضی طور پر خارج شدہ مطالبہ کی ایک مثال منضبطہ جاگیر کی آمدنی ہے۔ ضبطی جاگیر کا اندراج سالانہ نقشہ منضبطہ معافیات میں ہو کر حکام بالادست کے پاس روانہ کیا جاتا ہے اور تا وقتیکہ احکام مصدرہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر دفتر ضلع میں نہ پہنچ جائیں جمع جاگیر کی ایزادی قسط بندی میں نہیں ہو سکتی ؛

۵۸۹۔ "مطالبہ متفرق" ایک ایسی مد ہے جس میں مختلف اقسام کی آمدنی شامل ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ اس میں بعض ایسی رقوم بھی داخل ہیں جن کو زمین سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ اس کی ایک ضروری شق ترنی ہے جس سے وہ آمدنی فیس مراد ہے جو وسیع سرکاری قطعات میں چرائی کے عوض وصول کی جاتی ہے۔ ایسی سرکاری رکھو کھ بعض جنوب مغربی اضلاع کا قابل امتیازانہ خاصہ ہیں ؛

مطالبہ متفرق

۵۹۰۔ مالگذاری کی باقاعدہ وصولی کے لئے یہ لازمی ہے کہ سالانہ نقشہ جات مطالبہ اور میعادی نقشہ جات وصولی و بقایا صحیح طور پر مرتب کئے جائیں۔ ان نقشوں کی پوری وضاحت کے لئے سہل تجویز یہ ہے کہ ہر سہ بڑی بڑی مدات حساب کتاب کے متعلقہ احکام علیحدہ علیحدہ بیان کئے جائیں ؛

مطالبہ کے صحیح نقشہ کا مرتب کرنا لازمی امر ہے

۵۹۱۔ مطالبہ مالگذاری کے سالانہ نقشہ کو قسط بندی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ کسی ضلع کی عام ترمیم تشخیص کے خاتمہ پر صحیح طور پر ایسی قسط بندی مرتب کرنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آتی۔ جس سے تمام ضلع کا مطالبہ مالگذاری

قسط بندی مطالبہ مستقل

[1] دیکھو فقرات ۵۳۱ لغایت ۵۴۳ ؛

مستقل ظاہر ہو سکے۔ جب صاحب کمشنر بہادر مجوزہ جمع جدید جس کی نسبت نقشہ دیہہ وار تشخیص مفصل میں رپورٹ ہوئی منظور کر لیں۔ تو صاحب مہتمم بندوبست حسب ذیل نقشے تیار کرتے ہیں :۔

(ا)۔ نقشہ کمی بیشی مطالبہ محال وار جس میں بندوبست منقضی المیعاد کے آخری سال و بندوبست جدید کے سال اول کا مالیہ مستقل دکھلایا جائے ؛

(ب) منظور شدہ جمع ہائے رسدی و ملتوی گی داگر کوئی ہوں) فہرست ؛ بندوبست جدید کے سال اول کی قسط بندی نقشہ اول الذکر پر مبنی ہوتی ہے۔ آئندہ قسط بندی کی تیاری کے لئے ان دونوں نقشوں کی نقول دفتر صدر و دفتر تحصیل میں رکھی جاتی ہیں[۱] ؛

۵۹۲۔ مطالبہ میں اضافہ زیادہ تر بباعث جمع رسدی۔ ضبطی معافیات۔ و برآمد۔

قسط بندی مطالبہ مستقل کی ترمیم

اور اس میں تخفیف بوجہ عطیاتِ معافی۔ بُردی و حصول اراضی برلئے اغراض سرکاری عمل میں آتا ہے۔ یہ امر نہایت لازمی ہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر ہر ایک کمی بیشی کی تصدیق کے لئے احکام صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا سنداً حوالہ دے سکیں۔ تغیرات قسط بندی کے متعلق تمام احکام میعادی نقشوں پر صادر ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک ہی دفعہ سالانہ نقشہ میں ضبطی ہائے معافی کی رپورٹ کی جاتی ہے۔ ان نقشہ جات کو درست اور بروقت تیار کرنے میں خاص احتیاط ہونی لازم ہے کیونکہ اسی مرحلہ پر آئندہ تغلب کے لئے عمداً یا سہواً گنجائش نکل سکتی ہے۔ اگر ان میعادی نقشوں کا اندراج قابل اعتبار ہے تو صحت قسط بندی مالگذاری کا پورا اطمینان ہو سکتا ہے ؛

۵۹۳۔ مطالبہ مالگذاری کا حساب کتاب رکھنے کے لئے ہر ایک تحصیل میں ایک

فرائض واصل باقی نویسان تحصیل و صدر

واصل باقی نویس مقرر ہے۔ صدر واصل باقی نویس کا فرض ہے کہ تمام نقشہ جات مطالبہ و وصولی مرسلہ تحصیلدار کی پڑتال کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر کو تمام غلطیوں۔ فروگذاشتوں اور تساہل وصولی کی نسبت اطلاع دیتا رہے و نیز ایسے نقشہ جات مطالبہ۔ وصولی و بقایا کے اندراج کے لئے مصالحہ بہم پہنچائے جو دفتر ضلع سے صاحب کمشنر کی خدمت میں ارسال کئے جاتے ہیں[۲] ؛

---

[۱] دیکھو ضمیمہ نمبر ۱۷ ہدایت نامہ بندوبست ؛

[۲] مزید تفصیل کے لئے دیکھو ضمیمہ نمبر ۱۸ ہدایت نامہ بندوبست ؛

۵۹۴ - تحصیلدار اپنی اپنی تحصیل کی مفصل قسط بندی ہر سال یکم ستمبر کے بعد
تحصیلوار مفصل قسط بندی مطالبہ مستقل جلدی تیار کرتے ہیں جس میں مطالبہ مالیہ مستقل تفصیل رقوم خالصہ و مفوضہ۔ مطالبہ لوکل ریٹ ذیلی مالکان جملہ دیہات اور زر نذرانہ (اگر کوئی ہو) ذیلی جاگیرداران درج کیا جاتا ہے۔ پھر یہ قسط بندی دفتر ضلع میں روانہ کی جاتی ہے۔ جہاں صدر واصل باقی نویس اس کی پڑتال کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر سے تصدیق کرا کر یکم اکتوبر سے پہلے تحصیلدار کے پاس واپس بھیج دیتا ہے۔ تحصیلدار کا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ جوں جوں مختلف اقساط واجب الادا ہوں۔ تمام رقوم مندرجہ قسط بندی وصول کرے کارروائی وصولی کا عملی طور پر مناسب انتظام کرنے کے لئے نہایت لازمی ہے۔ کہ قسط بندی آمدہ از تحصیل یکم اکتوبر تک تحصیلداروں کے پاس پہنچ جائیں تا کہ مطالبہ خریف کی پہلی قسط شروع ہونے سے پیشتر جملہ ضروری مطالبات مالیہ مستقل وجوب کھتونی میں درج ہو جائیں[۱]۔

۵۹۵ - تحصیلوں کی مفصل قسط بندی سے اقتباس ہو کر ایک گوشوارہ قسط بندی جس
گوشوارہ قسط بندی ضلع میں سالم ضلع کا مطالبہ درج ہوتا ہے تیار کیا جاتا ہے اور وہ صاحب کمشنر کے توسط سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ سال گذشتہ کی قسط بندی کے مقابلہ پر جو کمی بیشی واقع ہوئی ہو اس کی یادداشت گوشوارہ مذکور کے ساتھ شامل کی جاتی ہے اور تغیرات کی تصدیق کے لئے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے حکم کا سنداً حوالہ دیا جاتا ہے۔ اس طرح قسط بندی کی پڑتال نہایت آسانی سے ہو سکتی ہے اور اس کی صحت کا بھی پورا اطمینان ہو جاتا ہے۔

۵۹۶ - تحصیلدار ڈپٹی کمشنر صاحب کی خدمت میں ماہواری توزیع یعنے نقشہ وصولی
توزیع روانہ کرتے ہیں جس سے وصولی مطالبہ مستقل، غیر مستقل، متفرق و بقایائے واجب الوصول سے پوری پوری کیفیت معلوم ہوتی رہتی ہے۔ ان نقشوں کی مدد سے ایک مجمل گوشوارہ مرتب ہو کر صاحب کمشنر کے دفتر میں بھیجا جاتا ہے۔ اگر گوشوارہ مذکور پر دستخط کرنے سے پیشتر صاحب ڈپٹی کمشنر اس کو بغور ملاحظہ کریں گے تو ان کو فوراً پتہ لگ جائیگا کہ آیا کہیں وصولی کی رفتار سست تو نہیں ہے اور معمولی مزید دریافت پر صاحب موصوف کو اس کا اصلی سبب بھی معلوم ہو جائیگا۔ اُس مہینہ کی توزیع کے ساتھ جس میں مطالبہ فصل خریف یا ربیع کی آخری قسط واجب الادا ہو بقایا مالگذاری کی مفصل موضع وار فہرست شامل ہونی

[۱] دیکھو نقرہ ۵۰۰۔

چاہیئے۔ فہرست مذکورہ کے خانہ کیفیت میں ہر قسم کے بقایا کی وجوہات مختصر بیان کرونی واجب ہیں۔ جن کے ملاحظہ سے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو بواعث بقایا کا فوراً پتہ لگ جائیگا۔ جب توزیع کا ملاحظہ ہو کر صدر سے مناسب احکام جاری ہو جائیں تو فہرست بقایائے موضع وار تحصیل میں واپس بھیجی جاتی ہے۔ اور جب تک مطالبہ بیباق نہ ہو جائے فہرست مذکور میں ضروری ترمیم کر کے اس کو ہر ایک توزیع مابعد کے ساتھ صدر میں بھیجتے رہنا چاہیئے۔ صدر و اصل باقی نویس کو یہ ذہن نشین کر لینا واجب ہے کہ نقشہ جات بقایا کی پرتال کرنا اور صورت ہائے تاخیر کو صاحب ڈپٹی کمشنر کے علم میں لانا اُس کا ضروری فرض ہے ؛

تحصیل کے حساب کتاب مالگذاری کا معائنہ منجانب صاحب ڈپٹی کمشنر

۵۹۷۔ سال میں کم از کم ایک دفعہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو ہر ایک دفتر تحصیل کا حساب کتاب مالگذاری اچھی طرح پرتال کرنا لازم ہے اگر اس فرض کو عمدگی سے بجا لایا جائے۔ اور عملہ تحصیل کو یہ معلوم ہو جائے کہ صاحب ضلع طریق پرتال اور مختلف رجسٹروں اور نقشوں کے طریق استعمال سے بخوبی واقف ہیں اور سرسری جواب سے بھگتا دُ مشکل ہے تو ایسی صورت میں تغلب کا اقدام نہیں ہوگا۔ حساب کتاب احتیاط سے رکھا جائیگا اور تساہل وصولی کا بھی پورا پورا انسداد ہو جائیگا ؛

صاحب کمشنر کے فرائض متعلق وصولی مالیہ

۵۹۸۔ جو گوشوارہ توزیع صاحب کمشنر کے دفتر میں موصول ہو اس کی صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں مرسل ہونے سے پیشتر دفتر مذکور میں باحتیاط پرتال ہونی چاہیئے۔ صاحب کمشنر کو اپنی قسمت کے اندر وصولی مالگذاری کے متعلق تمام کارروائی کی خود مکمل نگرانی کرنی لازم ہے اور صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی مداخلت کا انتظار نہیں کرنا چاہیے ؛

بقایائے مطالبہ مستقل

۵۹۹۔ ہر سال بعض ایسے اسباب پیدا ہو جاتے ہیں جن کے باعث مطالبہ مندرجہ قسط بندی کے قلیل یا بھاری جزو کی وصولی ترک کرنی پڑ جاتی ہے مثلاً بوجہ ناقص فصل کے التوا لابدی ہو جائے۔ اراضی زیر تشخیص دریا برد ہو جائے یا سرکار خرید لے۔ فی الجملہ بقایا کے دو ہی اقسام "بقایائے واجب الوصول" اور "بقایائے ناممکن الوصول" ہو سکتی ہیں۔ لیکن ایک تیسری قسم "بقایائے غیر معین" بھی تسلیم کی گئی ہے ؛

بقایائے واجب الوصول

۶۰۰۔ جب بحکم صاحب ڈپٹی کمشنر کسی جزو مطالبہ کی وصولی التوا کی جائے یا تحصیلدار کسی ایسی جزو مالگذاری کی تحصیل میں قاصر رہے جس کی

نسبت بافاعدہ التوا کا کوئی حکم صادر نہیں ہوا تو ایسی رقوم بقایائے "واجب الوصول" کہلاتی ہیں اگر خاتمہ سال پر مطالبہ التوا شدہ کے علاوہ کوئی دیگر بھاری رقوم واجب الوصول غیرموودی رہیں تو اس کا باعث غالباً یہ ہوگا کہ یا تو صاحب ڈپٹی کمشنر نے ایک جزو واجب الالتوا کے ملتوی کرنے میں فردگذاشت کی یا اپنے عملہ ماتحت سے پابندی وقت کی تعمیل نہیں کرائی۔ اگر تحقیقات سے ثابت ہو کہ درحقیقت التوا نہ دینے کے باعث یہ صورت پیدا ہو رہی ہے تو محض ایک کمزور طبیعت افسر ہی احکام صادر کر کے غلطی کی صحت اور صاحب کمشنر کو اس امر کی اطلاع دینے میں تامل کرے گا۔

توزیعات مارچ و ستمبر میں بقایا کے متعلق کیفیت درج کرنا

۶۰۱- توزیع ماہ مارچ پر صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس امر کی مختصر کیفیت درج کرنی چاہئے کہ منجملہ بقایائے خریف کس قدر واجب الوصول ہے اور اس میں سے کس قدر زیر التوا ہے۔ اگر مطالبہ زیر التوا کے علاوہ بقایا واجب الوصول کی کوئی اور رقم بھی موجود ہو تو عدم وصولی کا سبب بیان کرنا چاہئے۔ ہر دو فصلوں کے بقایا کی نسبت ویسی ہی کیفیت ماہ ستمبر کی توزیع پر قلمبند کرنی واجب ہے۔

بقایائے ناممکن الوصول

۶۰۲- جن رقوم کی معافی کے لئے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا حکم حاصل کر لیا گیا ہے وہ "بقایائے ناممکن الوصول" قرار دی جاتی ہیں۔ اس کی عام مثالیں یہ ہیں کہ نقشہ جات بردی پر یا سالانہ نقشہ تخفیف جمع بوجہ حصول اراضی برائے اغراض سرکاری پر احکام تخفیف صادر ہوں یا معاملہ زیر التوا کی معافی منظور ہو۔

بقایائے غیرمعین

۶۰۳- "بقایائے غیرمعین" ایسی رقوم ہیں جو درحقیقت ناممکن الوصول ہیں۔ الا تاحال صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے ان کی معافی منظور نہیں کی۔

نقشہ جات بقایا

۶۰۴- خاتمہ ماہ ستمبر کے بعد حتی الوسع جلدی سال حال و سالہائے گذشتہ کے بقایا کی بابت صاحب کمشنر کی خدمت میں رپورٹ جانی چاہئے۔ ان نقشوں کا مدعا یہ ہے کہ جو رقوم ناقابل الوصول ہوں اُن کے حساب کی صفائی کے لئے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری حاصل کی جائے۔ معافی مالیہ کے انتظامیہ حکم اور پڑتال کے حکم اخراج رقم بقایا میں امتیاز کرنا چاہئے۔ حکم پڑتال کا اجرائے ضروری ہے گو عملاً یہ حکم انتظامیہ کا لازمی نتیجہ متصور ہوتا ہے۔

نقشہ مطالبہ غیرمستقل

۶۰۵- بصورت تشخیص غیرمستقل جو رقبہ اجناس پختہ پر بہ تہ نقدی کے پھیلانے سے معین ہوتی ہے۔ نقشہ جات مطالبہ ہر فصل کے بعد فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں مرسل ہوتے ہیں۔ البتہ جب تک اجناس ربیع پختگی کو نہ پہنچ جائیں

سال بھر کا مطالبہ قائم نہیں ہو سکتا ؎

نقشہ مطالبہ متفرق مال

۶۰۶۔ متفرق مال کا نقشہ مطالبہ جو سال کے آغاز میں مرتب ہوتا ہے محض تخمینہ کی حیثیت رکھتا ہے اور اغراض پڑتال کے لئے بے سود ہے۔ بہت سی مدات کے مطالبہ واجب الادا کا بوقت تیاری نقشہ کوئی علم نہیں ہو سکتا اور بعض صورتوں میں ان کا سال کے خاتمہ پر ہی پتہ لگتا ہے۔ مطالبہ کو پوری صحت سے قلمبند کرنے کے ذریعہ ہی وصولی کی کماحقہ نگرانی ہو سکتی ہے۔ اس لئے دفتر صدر و ہر ایک تحصیل میں یہ رجسٹر رواں رکھے جاتے ہیں جن میں جونہی کہ کوئی رقم مطالبہ قائم ہوئی درج کر دی جاتی ہے ہر ماہ کے اخیر پر ہر ایک مد کے تحت جو میزان درج ہوتی ہے۔ وہی مطالبہ موجودہ سمجھا جاتا ہے۔ اس رجسٹر کا نمونہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۱ کے فقرہ نمبر ۱۲۹ میں درج ہے۔ ایک مثال سے اس کے طریق استعمال کی پوری تشریح ہو سکتی ہے۔ اس رجسٹر کی ایک مد "حساب ضبطی کھاتہ جات لاافراج" ہے جس کے تحت مطالبہ و وصولی کے الگ الگ خانے ہوتے ہیں جونہی کہ صاحب ڈپٹی کمشنر کسی معافی کی ضبطی کا حکم دیں مثل معافی صدر واصلباقی نویس کے پاس بھیجی جاتی ہے اور وہ اپنے رجسٹر رواں میں ضروری اندراج کر کے اس کی یادداشت مثل پر لکھ دیتا ہے۔ بعدہٗ مثل مذکور تحصیل میں روانہ کی جاتی ہے اور واصلباقی نویس تحصیل بھی ایسا ہی عمل کرتا ہے۔ کوئی مثل جس میں ایسا حکم تحریر ہو جس کے ذریعہ مالگذاری متفرق کا مطالبہ قائم ہوا ہو محافظ خانہ میں نہیں لینی چاہیے تاوقتیکہ اُس پر واصلباقی نویسان صدر و تحصیل کی یادداشت بدیں مضمون ثبت نہ ہو کہ مطالبہ درج رجسٹر ہو چکا ہے۔ رجسٹر میں اندراج ہونا تحصیلدار کے لئے وصولی رقم کے واسطے کافی سند ہوگی ؎

توزیعات مطالبہ غیر مستقل و متفرق

۶۰۷۔ مختلف مدات مالگذاری غیر مستقل و متفرق کا مطالبہ وصولی و بقایا توزیع محولہ فقرہ نمبر ۵۹۶ کے علیحدہ حصوں میں دکھلائے جاتے ہیں تا تاریخ مطالبہ مالگذاری متفرق وہ قائم ہو گا جو رجسٹر رواں میں درج ہو چکا ہے ؎

بقایائے مطالبات غیر مستقل و متفرق کے نقشے

۶۰۸۔ چونکہ مطالبات غیر مستقل و متفرق کی بابت محض معافی کا حکم دیا جاتا ہے۔ اور ایسے بقایا جات کو خارج از حساب کرنے کے لئے کسی علیحدہ حکم کی ضرورت نہیں۔ اس لئے ان کے متعلق کسی نقشہ کی ضرورت نہیں۔ صرف توزیع میں ان کا اندراج کر دینا کافی ہے۔ ایسی معافیات پر صاحبان کمشنر بہادر خود احکام صادر کرنے کے مجاز ہیں۔ جہاں ایسی معافیات کی ضرورت پڑے تو صاحبان ڈپٹی کمشنر کو ایک خاص رپورٹ پر ضروری احکام حاصل کرنے چاہئیں ؎

فیس داخل خارج

۶۰۹۔ فیس داخل خارج کا حساب کتاب زیر نگرانی صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین ہے ؎

حصّۂ پنجم

امداد زمینداران از طرف سرکار

اٹھارھویں فصل

عطیات سرکار بطور قرضہ کاشتکاران

۶۱۰۔ ایسے ملک میں جہاں حقیت اراضی کی مروجہ صورت یہ ہے کہ کاشتکار محض چھوٹے چھوٹے قطعات اراضی کے مالک ہیں جو اپنے کھیتوں کو خود کاشت کرتے ہیں۔ تو ایسی ترقیات جن پر بھاری سرمایہ کے صرف کی ضرورت ہو سرکار کی لاگت سے عمل میں آنی چاہئیں۔ چنانچہ بڑی بڑی دائمی انہار جو پنجاب کا قابل امتیاز خاصہ ہیں۔ سرکار نے احداث کرائی ہیں اور ان سے ملک کی پیداوار میں بے اندازہ بیشی ہو گئی ہے۔ علاوہ بریں کاشتکار مالکوں نے زمانہ الحاق پنجاب سے لے کر اب تک کئی سبیلوں سے بالخصوص تعمیر چاہات کے ذریعہ اپنے کھاتوں میں بڑی ترقی کی ہے ؛

بڑی بڑی ترقیات گورنمنٹ کو کرنی لازم ہیں

۶۱۱۔ سرکار کا صرف فرض ہی نہیں بلکہ اس کا اپنا فائدہ بھی ہے کہ تشخیص مالیہ ایسے انداز سے کرے کہ ترقی دہندہ مالکوں کو اپنے مصارف کا معقول منافع حاصل ہو جائے۔ یہ بھی سرکار کا فائدہ اور فرض ہے کہ اگر زمینداروں کو ترقیات کے لئے ساہوکاروں وغیرہ سے قرضہ حاصل کرنے میں دقت پیش آئے تو اس غرض کے لئے اُن کو روپیہ بطور قرض عطا کرے۔ رعایتی تشخیص جمع کی نسبت فقرات ۵۰۱ لغایت ۵۰۸ ہدایت نامہ بندوبست میں بحث کی گئی ہے اور قرضہ تقاوی کی بابت فصل ہذا میں تذکرہ کیا جائیگا ؛

سرکار کا فرض ایسی ترقیات کے متعلق جو زمیندار خود کریں

۶۱۲۔ یہ عام مشہور ہے کہ ہندوستان میں صاحب حیثیت ذی استطاعت اور محنتی زمینداروں کو بھی بڑی سنگین شرح سود ہی پر قرضہ مل سکتا ہے۔ اس لئے سابقہ فرمانرواؤں کے اصول کے مطابق

عطیہ تقاوی منجانب سرکار کیوں ضروری ہے

لہ مسٹر تامسن کی کتاب "ہدایات برائے صاحبان کلکٹر" نسخہ ۱۸۵۸ء فقرہ ۴۵ ؛

سرکار انگریزی نے بھی امداد زمینداران کے لئے آمادگی ظاہر کی اور ہلکی شرح سود پر ترقیات زراعتی کے لئے تقاوی عطا کرنے کا عمل رائج کر دیا۔ سود اس غرض سے نہیں لیا جاتا کہ سرکاری خزانہ میں منافع آئے بلکہ خطرہ زیان سے محفوظ رہنا اس کی علت غائی ہے۔ جو قرضہ سرکار کی جانب سے زمینداروں کو دیا جاتا ہے وہ تقاوی کے نام سے موسوم ہے ؛

۶۱۳ - زراعتی تقاویات کا عطا کرنا اوائل عملداری سے ہمارے انتظام کا خاصہ چلا آیا ہے۔ دفعہ ۲۲ آئین بنگال نمبر ۲ مصدرہ ۱۷۹۳ء کے

اس کے متعلق ابتدائی قواعد

رو سے صاحبان کلکٹر کو ہدایت کی گئی تھی کہ ریونیو بورڈ کی صریح منظوری کے سوائے قرضہ تقاوی عطا نہ کریں[۱] اور دفعہ ۲ آئین نمبر ۱۴ مجریہ ۱۷۹۳ء میں یہ حکم تھا کہ ایسی رقم کا بقایا جو گورنمنٹ نے مالکوں کو بطور قرضہ برائے تعمیر یا مرمت بند۔ حوض۔ کھال یا برائے دیگر ترقیات متعلقہ جائداد خود دی ہو۔ بقایا مالگذاری کی طرح وصول ہو سکے گا۔ الحاق پنجاب کے بعد جلدی بورڈ انتظامیہ نے اعلان کر دیا کہ وہ مرمت چاہات سابقہ احداث چاہات جدید و کھالوں کی کھدوائی کے لئے تقاوی منظور کرنے پر آمادہ ہے[۱]۔ صاحبان کمشنر کو دائمی منفعت والے کاموں کے لئے تقاوی عطا کرنے کا اختیار دیا گیا لیکن خرید زرگاوان و خرید تخم کے متعلق ان کو تقاوی دینے کا کوئی اختیار[۲] نہ تھا ؛

۶۱۴ - سات آٹھ سال بعد یہ تجویز اس وجہ پر معیوب قرار دی گئی کہ اس کے چلانے میں پوری احتیاط مرعی نہ رکھی جاتی تھی۔ اور جدید احکام

۱۸۵۹ء میں یہ طریق معیوب قرار دیا گیا

بدیں مضمون جاری ہوئے۔ کہ "جناب نواب لفٹنٹ گورنر صاحب بہادر چاہتے ہیں کہ ایسے قرضوں کا دینا حتی الوسع بند کیا جائے۔ اور بالخصوص ان دیہات میں جو جمع کی سنگینی کے باعث سقیم الحال ہو گئے ہوں اور تخفیف مالگذاری کے مستحق ہوں۔ ایسے قرضوں کا دیا جانا سخت معیوب ہے۔ اور جناب ممدوح حکم دیتے ہیں کہ آیندہ ہرگز کوئی تقاوی نہ دی جاوے۔ تاوقتیکہ بلاتوقف واپسی قرضہ کے لئے معقول ضمانت بہم نہ پہنچائی جائے[۳]"۔ اس بارہ میں مسٹر کسٹ کا قول جو اُن کی دستور العمل مالگذاری میں درج ہے۔ اس تمدنی اصول عدم مداخلت کی رنگینی لئے ہوئے ہے جو ساٹھ سال ماقبل مقبول عام

---

[۱] بورڈ انتظامیہ کا سرکلر نمبر ۱۴ مجریہ ۱۸۵۰ء ؛

[۲] بورڈ انتظامیہ کا سرکلر نمبر ۱۳ مجریہ ۱۸۵۱ء ؛

[۳] کتابی سرکلر نمبر ۴، ۱۸۵۹ء

ہو رہا تھا۔صاحب ممدوح تحریر فرماتے ہیں:۔
"زمینداروں کے معاملات میں بے جا مداخلت خواہ کیسی ہی نیک نیتی پر مبنی ہو نا زیبا ہے اور عموماً اپنی اصل غرض میں بھی ناکام رہتی ہے یہ عام مشہور ہے کہ ہر دیہہ میں ساہوکار موجود ہیں اور جب تک اعتبار اور ساکھ قائم ہے معمولی وقتوں میں اور معمولی صورتوں میں زراعتی اغراض کے لئے بآسانی قرضہ ملتا رہیگا۔ اور گورنمنٹ کے لئے یہی مناسب ہے کہ ایسے معاملات میں دست اندازی سے احتراز کرے۔اس عمل کو مطلقاً ترک کر دینا بہتر ہو گا۔اور ایسی مداخلت صرف خاص اوقات اور خاص حالات میں اور بالخصوص تازہ تسخیر کئے ہوئے ملک میں ہی موزون ہو گی۔دائمی منفعت والے کاموں کے لئے روپیہ بہم پہنچانے کے واسطے لوگوں کو اپنی تدابیر اور ذاتی ساکھ کے بھروسہ پر چھوڑ دینا چاہئے خرید زرگاوان و خرید تخم کے لئے تقاوی دینا سخت معیوب تصور ہونا چاہئے۔ بلحاظ اغراض مالی یہ بھی مدنظر رکھنا واجب ہے کہ جو روپیہ ہم قرض پر دے رہے ہیں۔اس کے لئے ہم بشرح پانچ فیصدی سود ادا کر رہے ہیں۔اور اس ایثار کی کوئی ضرورت نہیں ہے"۔[1]

ایسے خیالات عرصہ دراز سے متروک ہو چکے ہیں۔

گورنمنٹ ہند کے ریزولیوشن نمبر ۶-۱۴-۲۰۴-۱۶ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء میں بھی جس میں ایک بڑے فیاضانہ اصول تقاوی کی تحریک کی گئی ہے حسب ذیل صدائے انتباہ و احتیاط موجود ہے:۔

"جناب معلےٰ القاب نواب گورنر جنرل بہادر با جلاس کونسل کے نزدیک اس پالیسی کی تعمیل میں غیر معمولی سرگرمی دکھلانے سے اس امر کا حقیقی اور عملی اندیشہ ہے کہ قرضہ تقاوی کی فرضی اور مصنوعی مانگ پیدا ہو جائے۔ اس لئے جناب محتشم الیہ اس خطرہ کی طرف توجہ مبذول کرنی لازمی تصور فرماتے ہیں۔نہایت موافق حالات میں بھی آبپاش طریقہ کاشتکاری میں اور علے الخصوص چاہات کی صورت میں بارانی کاشت کے مقابلہ پر زیادہ سرمایہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ بہت سے

---

[1] صفحات ۱۳۵ الغایت ۱۳۸ دستور العمل مالگذاری مؤلفہ مسٹر کسٹ

حصص ملک میں جہاں احداث چاہات پر بھاری خرچ کرنے کے باوجود کامیابی کا پورا یقین نہیں ہو سکتا ہے۔ اور جہاں قدرتی حالات کے باعث چاہات سے بھی ایک قلیل رقبہ کی آبپاشی ممکن ہو سکتی ہے۔ وہاں صرف نہایت اعلےٰ تردد کاشتکاری ہی سے کسی فائدہ کی امید ہو سکتی ہے۔ اور اس کے لئے بھاری مصارف سالانہ کی ضرورت پڑتی ہے ایسی صورتوں میں ایک ایسے چاہ کی تعمیر کے لئے جس کو چلا کر فائدہ اٹھانا ایک زمیندار کی طاقت سے باہر ہے اس کو قرضہ تقاوی کی تحریص دلانا محض بے سود ہے۔ گو حکومت ہند یہ چاہتی ہے۔ کہ عطائے قرضہ تقاوی کے اصول کو ہمدردانہ طریق پر چلایا جائے اور حتی الامکان اس کو ایسا سادہ اور فیاضانہ بنایا جائے۔ کہ بوقت ضرورت زمینداروں کے فائدے کے لئے ردوبدل کی بھی گنجائش ہو۔ لیکن یہ بھی امید کرتی ہے۔ کہ زمینداروں کو ایسے قرضہ جات اٹھانے کی ناواجب تحریک نہیں ہونی چاہئے۔ جس کی ادائیگی میں ان کو آئندہ مشکلات پیش آئیں۔ اور اس طرح تقاوی کی مانگ میں جو بلا تحریک بیشی ہوگی۔ وہ حقیقی ہونے کے باعث واقعی مفید مطلب[1] ہوگی؛

۶۱۵۔ ترقیات زراعتی کے قرضہ کے متعلق سب سے پہلا قانون جو پنجاب ایکٹ نمبر ۲۶ مصدرہ ۱۸۷۱ء پر اطلاق پذیر ہوا وہ ۱۸۷۱ء میں منظور ہوا ایکٹ نمبر ۲۶ (۱۸۷۱ء) کمیشن قحط نے اس ایکٹ کے عمل کی نسبت ۱۸۸۰ء میں یہ رائے دی کہ یہ ایکٹ توسیع ترقیات کے مقصد کو پورا کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اور اس کے احکام سے مستفید ہونے کی نسبت ایک عام بیدلی پھیلی ہوئی ہے۔ جو رقوم زیر ایکٹ مذکور قرضہ پر دی گئی ہیں وہ نہایت قلیل ہیں۔ اور اہم ترقیات کے عمل میں لانے کے لئے ملک کو جتنے سرمایہ کی ضرورت ہے۔ اس کے مقابلہ میں وہ بہت خفیف ہیں۔ احکام ایکٹ نمبر ۲۶ مصدرہ ۱۸۷۱ء قواعد جو اس کے تحت وضع ہوئے بلا ضرورت پیچیدہ تھے۔ لیکن اس بات میں شک ہے۔ کہ یہ ناکامی جس پر کمیشن قحط نے رائے زنی کی ہے مندرجہ بالا پیچیدگی کی وجہ سے تھی قرضہ جات تقاوی اسی صورت میں مقبول عام ہو سکتے ہیں جبکہ وہ غیر معمولی

[1] قرارداد گورنمنٹ ہند صیغہ مال و زراعت نمبر ۶۔ ۲۰۴۔ ۱۶ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء فقرہ ۱۵؛

تکلیف برداشت کرنے کے بغیر رل جائیں اور ان کے حصول کے لئے صیغہ مال کے اہلکاران ماتحت کو بہت سی نذریں نہ دینی پڑیں اور ایام قحط سالی میں اس کی اقساط کی وصولی میں نرمی و رعایت سے کام لیا جائے۔ ان لوازمات کا انحصار زیادہ تر کسی ایکٹ کے احکام یا قواعد پر نہیں ہوتا۔ بلکہ اس امر پر ہوتا ہے کہ وہ افسر جو اس کے عملدرآمد کے ذمہ دار ہیں تکلیف گوارا کر کے اپنے ماتحتوں کی کارروائی پر مکمل نگرانی رکھیں ۔

ایکٹ نمبر ۱۹ مصدرہ ۱۸۸۳ء

۶۱۶۔ قرضہ تقاوی کے متعلق جو ایکٹ اب نافذ ہے وہ نمبر ۱۹ مصدرہ ۱۸۸۳ء ہے۔ یہ ایک مختصر اور سادہ آئین ہے۔ اس میں بہت سے امور کے متعلق گنجائش رکھی گئی ہے کہ لوکل گورنمنٹ بذریعہ قواعد انکی نسبت مناسب احکام جاری کرے[1] ۔

اشخاص جن کو قرضہ عطا ہو سکتا ہے

۶۱۷۔ "جس شخص کو اراضی کی ترقی حیثیت کرنے کا حق حاصل ہو اس کو یا اس کی رضامندی سے کسی دوسرے شخص کو ترقی حیثیت کی غرض سے قرضہ دیا جا سکتا ہے[2]۔ نیز بروئے دفعہ ۹ جماعت دیہہ کے متعدد اشخاص کو یا جملہ اراکین کو ان کی مشترک ذمہ داری پر قرضہ دیا جا سکتا ہے۔ اپنی قرارداد نمبر ۱۶-۲-۲۰-۴ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء کے فقرہ ۷ میں حکومت ہند نے کمیشن آبپاشی منعقدہ ۱۹۰۳ء کی اس کارروائی کی زور سے تائید کی کہ متعدد اشخاص کی مشترکہ شخصی ضمانت اکثر اوقات ادائیگی قرضہ کے لئے کافی تصور ہو کر منظور کی جا سکتی ہے۔ اور لوکل گورنمنٹوں کو اس قاعدہ پر غور کرنے کی تحریک کی جو صوبہ مدراس میں اب نافذ العمل ہے۔ جس کا مضمون یہ ہے کہ جب کسی جماعت دیہہ کے ارکان یا گروہ کاشتکاران اپنی مشترکہ شخصی ضمانت پر قرضہ کے لئے درخواست کریں تو صاحب کلکٹر کو اختیار ہے کہ حسب اقتضائے رائے خود ایسی مشترکہ ضمانت پر اتنی رقم قرضہ منظور کریں جو درخواست دہندگان کی مقبوضہ اراضی کی سالانہ مالیہ کے پنجگونہ سے زائد نہ ہو[3]"

ترقی حیثیت کی تعریف

۶۱۸۔ لفظ "ترقی" کی تعریف وسیع ہے اس کا اطلاق زیادہ تر انہی معنوں میں ہوتا ہے جو ایکٹ وخل رعیتانہ میں درج ہیں۔ اس تعریف کو نوٹیفکیشن کے

---

[1] دفعہ ۱۰-ایکٹ نمبر ۱۹ مصدرہ ۱۸۸۳ء

[2] دفعہ ۴(۱) درباره استحقاق مزارعان نسبت ترقی حیثیت دیکھو فقرات ۷۰ لغایت ۷۲ دستور العمل ہذا ۔

[3] دفعہ ۴(۲) مقابلہ ہو فقرہ ۷۵ دستور العمل ہذا ۔

ذریعہ اس قدر وسعت دی جاسکتی ہے کہ "ایسے دیگر کاموں پر بھی حاوی ہو جائے۔ جن کو لوکل گورنمنٹ ترقی قرار دے[1]"۔ کثیر التعداد ترقیات جن کے لئے تقاوی لی جاتی ہے وہ اس تعریف کے ضمن اول کے تحت آتی ہیں۔ یعنے "تعمیر چاہ وتالاب ودیگر کارہائے جو اغراض کاشتکاری یا آبنوشی انسان یا زراعتی مویشی کے لئے پانی کا ذخیرہ رکھنے بہم پہنچانے یا تقسیم کرنے کے واسطے مطلوب ہوں[2]"۔

۶۱۹۔ واپسی قرضہ کے واسطے جو میعاد دی جاتی ہے وہ کافی وسیع ہے۔ یہ میعاد

میعاد واپسی قرضہ

"بالعموم پینتیس سال سے متجاوز نہیں ہونی چاہئے" اور اس تاریخ سے شروع ہوتی ہے۔ جب کہ سالم قرضہ عطا کر دیا جائے۔ لیکن ان قواعد کے رو سے جو پنجاب میں نافذ ہوتے ہیں۔ اس میعاد کو گھٹا کر بیس سال قرار[3] دیا گیا ہے۔ حکومت ہند کی جس قرارداد سے اوپر اقتباس لیا گیا ہے اس میں درج ہے۔ کہ حکومت ہند کی رائے میں معمولی ترقیات کی صورت میں بیس سال کا عرصہ عموماً ادائیگی قرضہ کے لئے کافی ہے اگر نقشہ جات سود ملاحظہ کئے جائیں۔ جن سے سالانہ یا ششماہی اقساط کی تعداد معلوم ہوتی ہے اور جن اقساط کے مطابق ایک سو روپیہ قرضہ کی رقم بشرح سود ۶ فیصدی یا پانچ فیصدی بھی مختلف میعادوں کے اندر بیباق ہوتی ہے تو ثابت ہوگا کہ اگر میعاد ادائیگی زائد از بیس سال رکھی جائے۔ تو بھی اس سے مطالبہ قسط سالانہ یا ششماہی میں کوئی قابل لحاظ کمی واقع نہیں ہوتی۔ ایسی توسیع میعاد سے کوئی عملی فائدہ قرضدار کو نہیں پہنچتا۔ بلکہ از دست وہ ایک زیادہ لمبی میعاد کے لئے ادائیگی قرض کے زیر بار رہتا ہے ایک مضبوط دلیل یہ بھی ہے کہ جس سرمایہ میں سے ایسے قرضہ جات دئے جاسکتے ہیں وہ محدود ہے۔ اور جدید عطیات قرضہ کی مقدار کا انحصار زیادہ تر سابقہ قرضہ گورنمنٹ کی بیباقی پر ہے۔ کیونکہ یہی رقوم قرضہ ہائے مزید کی شکل میں مکرر عطا کی جاتی ہیں۔ پس اگر اس میعاد کو جو بازیافت قرضہ کے لئے عام طور پر مقرر کی گئی ہے وسیع کیا جائے تو اس سے ان ترقیات کی تعداد میں کمی ہو جائے گی۔ جن کو اس مجموعی سرمایہ سے امداد دی جاسکتی ہے۔ اور اصل مقصد میں ضعف پڑ جائیگا۔ لہذا حکومت ہند کی رائے ہے کہ معمولی میعاد ادائیگی بیس سال سے زائد نہیں ہونی چاہئے۔ لیکن اس میں کوئی اعتراض

---

[1] دفعہ ۴(۲)(د)

[2] دفعہ ۴(۲) الف۔ ایکٹ نمبر ۱۹ مصدرہ سنہ ۱۸۸۳ء

[3] دفعہ ۶ وصاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ کا فقرہ ۱۵

نہیں ہے۔ کہ خاص خاص صورتوں میں لوکل گورنمنٹ توسیع میعاد کا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھے گی۔

۶۲۰۔ بدیں خیال کہ سرکاری خزانہ نقصان سے محفوظ رہے اور نرم شرائط سود پر قرضہ دیا جاسکے انتظامیہ کارروائی کے ذریعہ وصولی کے وسیع اختیارات رکھے گئے ہیں۔ اصل یا سود کی اقساط جو غیر مؤدی رہیں۔ قرضدار یا اس کے ضامن سے (اگر کوئی ہو) اس طرح وصول ہو سکتی ہیں۔ کہ گویا وہ ان کے ذمہ بقایا مالگذاری تھیں[1]۔ جس اراضی کے فائدہ کے لئے قرضہ دیا گیا۔ اس کے خلاف تدارکات اسی طرح عمل میں لائے جا سکتے ہیں۔ گویا اس کی بابت بقایا مالیہ واجب الوصول تھا[2]۔

بقایا تقاوی بطور بقایا معاملہ اراضی قابل الوصول ہے

۶۲۱۔ ایسی شاذ صورت میں جب کہ ادائیگی قرضہ کی ضمانت میں دیگر جائداد مکفول کی گئی ہو۔ تو اس کا نیلام بھی اس طرح عمل میں آسکتا ہے۔ گویا کہ وہ ایک باقیدار مالیہ کی جائداد غیر منقولہ اس اراضی کے علاوہ تھی۔ جس کی بابت بقایا غیر مؤدی[3] ہو۔ جس اراضی کے لئے قرضہ عطا کیا گیا ہو یا جو جائداد ضمانت تائیدی میں شامل رکھی گئی ہو ان پر سرکار کا حق ایک مرتہن کے حق سے فائق تصور ہوگا۔ خواہ جائداد مذکور پر بار رہن بار قرضہ تقاوی سے پہلے کا ہی کیوں[4] نہ ہو۔ عمل واقعی یہ ہے کہ تقاوی عموماً نہیں دی جاتی تاوقتیکہ اراضی جس کی ترقی حیثیت کے لئے قرضہ مطلوب ہو۔ ہر ایک قسم کے بار مواخذہ سے بری ہو لیکن احکام قانون محولہ بالا کے رو سے حقوق ملکیت وغیرہ کے متعلق لمبی چوڑی تحقیقات کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر ضامن یا کسی ایسی جائداد کا مالک جو تائیدی ضمانت کے طور پر مکفول ہوئی ہو۔ تقاوی کی کوئی رقم بقایا ادا کرے تو وہ صاحب ڈپٹی کمشنر سے یہ استدعا کرنے کا مجاز ہے کہ اس کو قرضدار سے رقم مذکور وصول کرا دی جائے[5]۔

سرکار کا حق فائق نسبت اراضی جس کی ترقی حیثیت کے واسطے قرضہ دیا گیا و نسبت اراضی جو ضمانت میں مستغرق ہو

۶۲۲۔ (۱) تاوقتیکہ لوکل گورنمنٹ نے بذریعہ خاص حکم کمتر شرح سود مقرر نہ کی ہو۔ سود بشرح ۶¼ فیصدی سالانہ لگایا جائے گا۔

سود

---

[1] دفعہ ۷ (۱) (۱) و (ب)۔
[2] دفعہ ۷ (۱) (ج)۔ نیز دیکھو فقرات ۵۲۱ و مابعد دستور العمل ہذا۔
[3] دفعہ ۷ (۱) (د) و نیز دیکھو فقرہ ۵۳۹ دستور العمل ہذا۔
[4] فقرہ شرطیہ دفعہ ۷ (۱)۔
[5] دفعہ ۷ (۲)۔

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۷۶ - ایل - اے - ایم - منمقام لاہور مورخہ ۲۳ - جنوری ۱۹۳۹ء - دستور العمل صیغہ مال

موجودہ فقرہ ۶۲۲ کی بجائے عبارت ذیل قائم کرو :-

سود ۶۲۲ - (۱) - سود اس شرح پر لگایا جائے گا - جو صوبجاتی حکومت وقتاً فوقتاً مشتہر کرے گی -

(۲) - اگر تقاوی کسی وقت مابین یکم جون و ۳۰ - نومبر دیجائے تو قسط بربیع آیندہ کے ساتھ چھ ماہ کا سود لیا جائے گا - اور اگر کسی وقت مابین یکم دسمبر اور ۳۱ مئی دی جائے - تو خریف آیندہ کی قسط کے ساتھ چھ ماہ کا سود لیا جائے گا - ان قرضہ جات پر جو اسی فصل میں جس میں تقاوی دی گئی تھی - واپس کئے جائیں - چھ ماہ کا سود لیا جائے گا *

(۳) - تاوانی سود ان اقساط پر نہیں لیا جائے گا - جن کا التوا کسی حاکم مجاز کے حکم سے ہوا ہو - لیکن دیگر صورتوں میں اگر تاخیر ایک ماہ سے زاید ہو جائے - تو بالعموم منقضی المیعاد زر اصل پر سود مفرد ایک مقررہ شرح ۶ ۱/۴ روپیہ فی سینکڑہ فی سال (جو کہ یک پائی فی روپیہ فی ماہ کے برابر ہے) پر عاید کیا جائیگا - سود در سود کسی صورت میں بھی نہیں لگایا جائیگا - صاحب کلکٹر مجاز ہیں - کہ جب انہیں اطمینان ہو جاوے - کہ ایسے سود کا لگایا جانا سختی ہوگی - تو تاوانی سود کو کم کر دیں - یا بالکل معاف کر دیں *

(۴) - قرضدار کسی وقت کل رقم بمعہ تا تاریخ سود ادا کر کے معاملہ ختم کر سکتا ہے *

مفید عام پریس لاہور

(۲)۔ اگر تقاوی کسی وقت مابین یکم جون و ۳۰ نومبر دی جائے۔ تو قسط ربیع آئندہ کے ساتھ چھ ماہ کا سود لیا جائے گا۔ اور اگر کسی وقت مابین یکم دسمبر اور ۳۱ مئی دی جائے تو خریف کی قسط کے ساتھ چھ ماہ کا سود لیا جائیگا۔ ان قرضہ جات پر جو اسی فصل میں جس میں تقاوی دی گئی تھی واپس کئے جائیں چھ ماہ کا سود لیا جائیگا؛

(۳) تاواتی سود ان اقساط پر نہیں لگایا جائیگا۔ جن کا التوا کسی حاکم مجاز کے حکم سے ہُوا ہو۔ لیکن دیگر صورتوں میں اگر تاخیر پندرہ یوم سے زائد ہو جائے۔ تو بالعموم کل منقضی المیعاد قسط پر سود مفرد بشرح ۴½ فیصدی فی سال عائد کیا جائیگا۔ سود در سود کسی صورت میں بھی نہیں لگایا جاتا۔ اور صاحب کلکٹر مجاز ہیں۔ کہ جب انہیں اطمینان ہو جائے۔ کہ عدم ادائیگی کا باعث ناقابلیت ہے یا کہ اس قدر تاواتی سود لگانے سے غیر ضروری سختی ہو گی۔ تو تاواتی سود کو کم کردیں یا بالکل معاف کر دیں؛

سرمایہ کی منظوری واختیارات منظوری

۶۲۳۔ صاحب فنانشل کمشنر بہادر صاحبان کمشنر بہادر کو اطلاع دیں گے۔ کہ کس قدر رقم ہر مالی سال کے لئے برائے تقاوی ان کو تفویض کی گئی ہے۔ صاحبان کمشنر بہادر حسب اقتضائے رائے خود اس رقم کو اپنی قسمتوں کے اضلاع میں تقسیم کریں گے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ قسمت کا کل خرچ رقم معینہ کے اندر رہے۔ اس تاخیر سے بچنے کے لئے جو تحصیلداروں کے صدر مقام ضلع سے روپیہ طلب کرنے میں ہو جایا کرتی ہے۔ صاحبان ڈپٹی کمشنر اپنی معینہ رقم حسب ضرورت تحصیلوں پر تقسیم کر دیتے ہیں ؛

اس رقم کے اندر اندر جو عطائے قرضہ کے واسطے تفویض کی گئی ہو۔ مندرجہ ذیل افسران زیر ایکٹ ترقی حیثیت اراضی نمبر ۱۹ مصدرہ ۱۸۸۳ء قرضہ عطا کرنے کے مجاز ہیں :-

تحصیلداران	تا	۱۰۰۰ روپیہ
صاحبان اسسٹنٹ و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر . . .	تا	۱۰۰۰ "
صاحبان کلکٹر	تا	۲۵۰۰ "
صاحبان کمشنر بہادر	تا	۱۰۰۰۰ "
صاحبان فنانشل کمشنر بہادر	تا	۵۰۰۰۰[1] "

صاحب کلکٹر کے ماتحتی افسران مذکورہ بالا اختیارات اسی صورت میں عمل میں لائیں گے

[1] یہ رقم بذریعہ پرچہ تصحیح نمبر ۵ مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۳۲ء مقرر ہوئی ؛

جب کہ صاحب موصوف نے ان کو اس بارہ میں اجازت دی ہو۔

مرقوم الصّدر حدود کسی ایک کام کے متعلق ہیں۔ جائز ہے کہ صاحبان کمشنر بہادر صاحب کلکٹر کی سفارش پر اور خاص حالات میں کسی چیدہ نائب تحصیلدار کو تحصیلدار کے اختیارات در بارہ عطائے قرضہ جات عطا کریں۔ پرچہ تصحیح نمبر ۱۹ مورخہ ستمبر ۱۹۳۳ء

قرضہ کافی مقدار میں عطا ہونا چاہیئے

۶۲۴- جس قدر رقم قرضہ کی درخواست کی جائے۔ اس کی تخفیف کرنے میں احتیاط لازم ہے۔ ناکافی رقم عطا کرنے سے ایکٹ مذکور کا مقصد فوت ہو جاتا ہے اور غالباً اس سے قرضہ کے بے جا استعمال کی تحریک ہوتی ہے۔ عطاء قرضہ سے قطعاً انکار کر دینا اس امر سے بہتر ہے کہ ایسی قلیل رقم دی جائے جو کار مجوزہ کی تکمیل کے لیئے غیر مکتفی ہو۔

عموماً تائیدی ضمانت کی ضرورت نہیں ہوتی

۶۲۵- درخواست دہندہ کی اراضی ترقی طلب کے متعلقہ حقوق بالعموم کفالت قرضہ کے لئے کافی ہوتے ہیں۔ اور جب ایسی صورت ہو تو تائیدی ضمانت طلب کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

واپسی قرضہ

۶۲۶- قرضہ یکمشت یا بذریعہ اقساط دیا جا سکتا ہے۔ اور واپسی قرضہ کی تاریخ اس وقت تک شروع نہیں ہونی چاہیئے۔ جب تک کہ مالک اراضی کی طرف سے سعی معقول کے اختیار پر ترقی مجوزہ سے نفع حاصل نہ ہونے لگے۔ "حکومت ہند کی رائے ہے کہ جائز حد تک قرضدار کی سہولت کو مدنظر رکھنا واجب ہے اور مدعا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ زر اصل یا سود کی بازیافت کا تقاضا اس تاریخ سے پہلے نہ ہو جب کہ ایسی مناسب کوشش کے ذریعہ جس کی ایک ہندوستانی کاشتکار سے بطور معقول توقع ہو سکتی ہے۔ اس ترقی کے منافع سے رقم قابل الادا کے پورا ہونے کی امید ہو جائے۔ بہرحال اس مہلت کی میعاد ۲½ سال سے متجاوز نہیں ہونی چاہیئے اور نہ ہی اس عرصہ میں سود عائد ہونا واجب ہے۔" (فقرہ ۶ قرارداد نمبر ۶-۲۰۴-۱۶ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء) اقساط تقاوی ششماہی ان تواریخ پر وصول کی جاتی ہیں۔ جن پر ہر فصل کی قسط اول کا مالیہ واجب الادا ہوتا ہے۔ اور اقساط واپسی ایسی مقرر کی جانی چاہئیں۔ کہ ہر ششماہی میں ایک مساوی المقدار رقم وصول ہو سکے۔ لوکل گورنمنٹ کی منظوری کے بغیر میعاد وصولی بیس سال سے زائد نہیں ہونی چاہیئے۔ اکثر صورتوں

---

[1] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ کا فقرہ ۹ (۱) (الف) دیکھو۔
[2] سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ مذکور کا فقرہ ۱۵۔

میں ایک تھوڑی میعاد ہی کافی ہوگی۔ کیونکہ قواعد کا منشاء یہ ہے کہ رقوم قرضہ حتی الامکان ایسے قلیل عرصہ کے اندر بے باق ہو جائیں۔ جو اس مقصد کے مناسب حال ہو جس کے لئے قرضہ عطا کیا گیا ہے۔

پرچہ تصحیح نمبر ۱ مورخہ یکم فروری ۱۹۳۳ء

مدت وصولی کے متعلق امور قابل غور

۶۲۷۔ اگر واپسی قرضہ کی میعاد کو بلا ضرورت ایک عرصہ دراز تک لمبا کر دیا جائے تو اس سے قرضدار کو رقومات سود کی بیشی کے باعث خواہ مخواہ بھاری نقصان پہنچتا ہے۔ مثلاً اگر وہ یک صد روپیہ کا قرضہ دس سالانہ اقساط میں ادا کرنا چاہے۔ اور ایک سال کے بعد ادا کرنا شروع کر دے۔ تو وہ ۱۳؍۱۴؍ کی دس اقساط یعنی کل ۱۳۸؍۱۶؍ ادا کرے گا۔ اگر وہ قرضہ دو سال کے بعد ادا کرنے لگے گا۔ تو اس کو ۱۴؍۱۲؍ روپیہ کی دس قسطیں یعنی کل ۱۴۸؍۲؍ روپے دینے پڑیں گے۔ اور اگر وہ میعاد واپسی کو ۱۵ سال تک پھیلا دے۔ اور ادائیگی دو سال کے بعد شروع کرے۔ تو اسے ۱۱؍۵؍ روپے کی پندرہ اقساط یعنی کل ۱۶۹؍۱۱؍ روپیہ ادا کرنا پڑے گا۔ اور اگر بیس سال کی پھیلاوٹ پر اسے ۹؍۱۱؍ روپے کی بیس قسطیں یعنی کل ۱۹۳؍۲؍ روپے ادا کرنے ہوں گے۔ ایک معمولی چاہ کی صورت میں بہترین انتظام عموماً یہی ہوگا۔ کہ ادائیگی دو سال کے بعد شروع کی جاوے۔ اور واپسی ۱۱؍۵؍ روپیہ کی پندرہ سالانہ اقساط میں یعنی کل ۱۶۹؍۱۱؍ روپے کی، ۳۰ ششماہی قسطوں میں یعنی کل ۱۷۴؍۶؍ ہونی چاہئے (دیکھو نقشہ توسط الاقساط معطوفہ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۳ مجریہ جناب فنانشل کمشنر بہادر)۔ اگر اس بات کو اچھی طرح سمجھ کر کوئی معقول خواہش کرے تو اس پر پوری غور ہونا چاہئے۔ اگر ضمانت عمدہ ہے۔ تو قرضدار کی موجہ خواہش کے مطابق میعاد ادائیگی کا بڑھانا یا گھٹانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ قرضدار اور صاحب ڈپٹی کمشنر کو امور ذیل کا زیادہ لحاظ رکھنا چاہئے۔ ترقی مجوزہ کی پائداری اور لاگت اس کے قیام کا ضروری صرف۔ شرح و مقدار و منافع اور تاریخ جس سے منافع حاصل ہونا شروع ہوگا۔ البتہ قرضدار کو اختیار ہے کہ کل رقم واجب الادا کسی وقت ادا کر کے حساب بیباق کر دے۔

قرضہ جات بالعموم باسانی وصول کرنے چاہئیں

۶۲۸۔ یہ پہلے جتلا دیا گیا ہے کہ رقوم قرضہ کی بازیافت کے لئے بروئے قانون صاحب ڈپٹی کمشنر کو بڑے وسیع اختیارات عطا کئے گئے ہیں لیکن صرف شاذ صورتوں ہی میں ان کے عمل میں لانے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ قرضہ تقاوی علی العموم مناسب سہولت سے باقاعدہ وصول ہو جاتا ہے۔

التوا ومعافی قرضہ تقاوی

۶۲۹۔ صاحب ڈپٹی کمشنر مجاز ہیں کہ ناقص فصل یا کسی دیگر بھاری آفت کے باعث کسی قسط کے التوا کا حکم دے کر اپنی کارروائی کی رپورٹ صاحب کمشنر کی خدمت میں بھیج دیں[۱]۔ "جب قرضدار کی فصل ایسے اسباب کے باعث جو اس کے اختیار سے باہر ہوں۔ ایسی خراب ہو جائے کہ قسط کا ادا کرنا اس کے لئے ایک غیر معمولی بارگراں ہو تو بلا تامل التوا کر دینا واجب ہے جب کبھی کسی وسیع رقبہ میں ایک بڑے پیمانہ پر التوائے مالیہ کی ضرورت پیش آجائے۔ تو اس کے ساتھ ہی اسی سال کا مطالبہ تقاوی خود بخود التوا کر دینا لازم ہوتا ہے۔ جس افسر کو عطائے قرضہ کا اختیار ہے۔ اس کو عطائے التوا کا بھی اختیار ہوتا ہے۔ قسط التوا شدہ کو سال آئندہ میں آئندہ سال کے مطالبہ تقاوی کے ساتھ وصول نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ التوا کا اثر یہ ہونا چاہیئے کہ قرضہ غیر مودی کی باقیماندہ جملہ اقساط ایک قسط کی میعاد کے لئے ملتوی ہو جائیں۔ جب کوئی شخص قرض لیتا ہے تو اس کو قرضہ معہ سود ادا کرنا لازم آتا ہے تاہم اس کو ادائیگی قرضہ کے لئے ایسی مہلت ملنی واجب ہے کہ وہ بربادی سے محفوظ رہے۔ قرضہ تقاوی کی معافی کے متعلق حسب الرائے حکومت ہند اصول صائب یہی ہے کہ اس مطالبہ کی معافی ایسی جلدی نہیں کر دینی چاہیئے۔ جیسا کہ معمولی مالیہ کی صورت میں کر دی جاتی ہے اور بطور قاعدہ کلیہ ناکامی ترقی کا خمیازہ قرضدار کو بھگتنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تجویز بہترین کفالت اس امر کی ہے کہ روپیہ ہوشیاری اور احتیاط سے صرف کیا جائے گا۔ لیکن حکومت ہند کو اس بارہ میں کوئی اعتراض نہیں۔ کہ لوکل گورنمنٹ غیر مؤدی اقساط کا کوئی جزو معاف کر دے۔ اگر کوئی تعمیر ایسے اسباب کی وجہ سے ناکام رہی۔ جو قرضہ دار کے قابو سے باہر تھی۔ اور جس صورت میں کہ اس سے بقایا وصول کرنا سخت ظلم کا موجب ہوگا۔" (تجویز گورنمنٹ ہند نمبر ۶ - ۲۰۴ - ۱۶ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء) صاحب کمشنر ایسی رقم معاف کر سکتے ہیں۔ جو کسی ایک کام کے لئے ۵۰۰ روپیہ سے زائد نہ ہو۔ اس سے بڑی رقم کی معافی کے لئے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے احکام مطلوب ہوتے ہیں[۲]؂

کارروائی ضابطہ کے متعلق رائے

۶۳۰۔ قواعد اس غرض کو مد نظر رکھ کر وضع کئے گئے ہیں کہ عطائے تقاوی جلدی اور سہل الحصول ہو۔ اس امر کا اطمینان کرنے کے لئے کہ

---

[۱] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ کا فقرہ نمبر ۲۷ دیکھو؂
[۲] قاعدہ نمبر ۸ زیر ایکٹ ترقیات اراضی؂

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۶۷ - ایل - اے - ایم - لاہور مؤرخہ ۱۳؍ اپریل سنہ ۱۹۳۹ء

دستور العمل صیغہ مال

صفحہ ۳۷۱

فقرہ ۶۲۹

مندرجہ ذیل کو بطور پہلے دو فقروں کے ثبت کرو:-

فصل کے ناقص ہونے کے ثبوت یا کسی دیگر آفات سماوی کی بنا پر اقساط کے التوا کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

غیر مستقل جمع کے رقبے کی صورت میں صاحب کلکٹر ضلع کسی ایک تحصیل میں ۵۰۰۰/- روپے کی رقم تک کے التوا کا حکم دے سکتے ہیں یا ۱۰۰۰۰/- روپے کی رقم کسی ایک فصل میں سارے ضلع کے لئے ملتوی کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ کسی ایک قرض خواہ کی صورت میں یہ رقم ۱۰۰۰/- روپے سے زیادہ نہ ہووے۔

مستقل جمع کے رقبے کی صورتوں میں بھی انہی حدود میں یہ اختیارات استعمال میں لائے جا سکتے ہیں۔ ماسوائے ان حالات کے جبکہ تقاوی کی التواء مالیہ کی التواء کے ساتھ کی گئی ہو تو صاحب کلکٹر لامحدود اختیارات استعمال کرسکتے ہیں۔

جب ان اختیارات سے تجاویز متجاوز ہو جاویں تو صاحب کلکٹر اپنی قسمت کے صاحب کمشنر کو جن کے اختیارات مالیہ کی التواء کی صورت میں لا انتہا ہی ہیں اپنی رپورٹ بھیجدینگے۔

تقاوی کے جملہ التوا جب کبھی التوا کئے جائیں تو بلاکسی توقف کے معرفت صاحب کمشنر برائے اطلاع صاحبان فنانشل کمشنر بہادر بھیج دینے چاہئیں۔

التواء شدہ کوئی قسط آئندہ سال کے مطالبہ کے ساتھ وصول نہیں ہونی چاہئے بلکہ اس التواء کا یہ اثر ہونا چاہئے کہ باقی ماندہ جملہ اقساط ایک قسط کی میعاد کے واسطے ملتوی ہوجانی چاہئیں۔

(بذریعہ پنجاب گورنمنٹ اشتہارات نمبری ۱۰۱۶-الف و ۱۰۱۸-الف مؤرخہ ۲۱؍ فروری ۱۹۳۹ء)

یہ غرض فوت نہ ہو۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو لازم ہے کہ ضابطہ کی تمام تکلیف دہ کارروائیوں کا اور بالخصوص تحصیل میں سائل کی بار بار طلبی کا مکمل انسداد کریں۔ کوئی وجہ نہیں کہ تقاوی جیسی معمولی درخواست کے فیصلہ کرنے میں اول سے اخیر تک تین ہفتہ سے زائد عرصہ لگے۔ ہر درجہ کے ریونیو افسر تحریری یا زبانی درخواست ہائے تقاوی لینے کے مجاز ہیں[1]۔ مؤخرالذکر صورت میں درخواست کنندہ سے ریونیو افسر چند سوالات پوچھ کر وہ خود یا اس کا مثل خوان معمولی چھاپہ شدہ نقشہ درخواست کی خانہ پُری کر سکتا ہے۔ اس نقشہ کی پشت پران مختلف امور کی یادداشت درج ہے۔ جن کے متعلق رپورٹ کرنی مطلوب ہوتی ہے۔ زمینداروں کی اس بات میں حوصلہ افزائی کرنی واجب ہے۔ کہ وہ ریونیو افسروں کے روبرو اپنی درخواستیں دورہ میں پیش کیا کریں۔ تاکہ تحقیقات فوراً عمل میں آ سکے۔ اور سائل اور اس کے نمبردار کو تحصیل میں طلب کرنے کی ضرورت نہ پڑے۔ ایک معمولی صورت میں سیدھی سادی تحقیقات مطلوبہ بآسانی مکمل ہو سکتی ہے۔ کیونکہ زیادہ سے زیادہ صرف اتنا ہی مطلوب ہوتا ہے۔ کہ ریونیو افسر اس اراضی کا ملاحظہ کرے۔ جس کی ترقی حیثیت کے لئے تقاوی کی درخواست کی جا رہی ہے۔ اور اس کے متعلق آخری جمعبندی کا فرد انتخاب حاصل کر کے سائل۔ نمبردار دیہہ و پٹواری سے چند سوالات پوچھے۔ اگر ضروری واقعات فی الفور معلوم نہ ہو سکیں تو بشرطیکہ زرتقاوی کی رقم ۵۰۰ روپیہ سے زائد نہ ہو ایک گرداور قانون گو سے بھی تحقیقات کر سکتا ہے۔ تحصیلدار کو اپنی رپورٹ میں یہ ذکر کرنا چاہئے کہ آیا سائل روپیہ تحصیل میں لینا چاہتا ہے یا صدر میں۔ اول الذکر صورت میں دفتر ضلع میں اس کی حاضری بالعموم غیر ضروری ہو گی۔ جب تحصیلدار عطائے تقاوی کی سفارش کرتا ہے تو مثل صدر واصلباقی نویس کے پاس بھیجی جاتی ہے۔ اور اگر سائل کو روپیہ دفتر ضلع میں ملنا ہو تو اس کو اس تاریخ کا پرچہ حاضری تحصیل سے دیدیا جاتا ہے۔ جس پر اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں حاضر ہونا ہے۔ یہ تاریخ ایسے انداز پر مقرر ہونی چاہئے۔ کہ صدر واصلباقی نویس کو مثل باحتیاط پڑتال کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبرو بمراد صدور حکم پیش کرنے کا کافی وقت مل سکے۔ حکومت ہند نے یہ طریق اختیار کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔ کہ چیدہ چیدہ افسران دورہ میں روپیہ ساتھ

[1] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ کا فقرہ نمبر ۴ دیکھو۔

لے جاکر موقعہ پر زرِ تقاوی تقسیم کیا کریں[1]۔ ضابطہ کارروائی کی تفصیلات صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ کے فقرہ ۱۷(۱) میں مندرج ہیں دورہ کرکے تقسیم تقاوی کا طریق جس میں زبانی درخواستوں پر روپیہ موقعہ پر تقسیم کیا جاتا ہے۔ ان علاقوں کے لئے بھی خاص طور پر موزوں ہے۔ جن میں کسی خاص قسم کی زرعی ترقی حیثیت اراضی بشمل احداث چاہات پختہ و پشتہ بندی اراضی برائے اغراض آبپاشی وغیرہ کی حوصلہ افزائی قرین مصلحت ہو۔ ایسے طریق کے اختیار کرنے کی اجازت حکومت نے صرف خاص حالات میں دی ہے۔ اس کے متعلق ضروری ہدایات سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ مذکور کے فقرہ ۱۷(۲) میں ملیں گی۔

۶۳۱۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کا حکم ایک مجوزہ فارم پر ہوتا ہے جس کے تحت ایک

منظوری تقاوی کا حکم

ایسا نقشہ رکھا گیا ہے۔ جس پر قرضدار کی طرف سے بہ ثبت دستخط اس امر کی تصدیق ہوتی ہے کہ اس نے شرائط مندرجہ حکم مذکور سمجھ کر منظور کر لی ہیں۔ منجملہ ان کی ایک یہ شرط ہوتی ہے کہ زرِ تقاوی صرف اسی مقصد پر صرف کی جائے گی جس کی صراحت حکم مذکور میں کی گئی ہے اور اگر اس کا کوئی جزو بھی بے جا طور پر صرف کیا گیا تو کل رقم فی الفور قابل وصول ہو جائیگی۔ صاحب ڈپٹی کمشنر مجاز ہیں اور بطور قاعدہ کلیہ ان کو لازم ہے کہ اپنے حکم میں اس بات کا اظہار کردیں کہ کتنے عرصہ میں کام مکمل ہونا چاہیئے۔ اگر صاحب موصوف کوئی ایسا وقت معین کردیں تو وقت مقررہ کے اندر کام کی عدم تکمیل بمنزلہ صرف بیجا تصور ہو گی۔ البتہ ایسی تعزیری شرائط کو بڑی احتیاط سے نافذ کرنا چاہیئے۔

۶۳۲۔ ریونیو افسروں کو لازم ہے کہ ایسے کاموں کا وقتاً فوقتاً ملاحظہ کرتے

ملاحظہ تعمیرات

رہیں جو قرضہ تقاوی کی امداد سے تعمیر ہو رہے ہوں۔ جب وہ دورہ پر نکلیں تو ان کو تمام نامکمل تعمیرات کی فہرست اپنے ہمراہ لے جانی چاہیئے۔ جن کے واسطہ علاقہ دورہ میں تقاوی دی گئی ہے۔ نیز انہیں ہر ایک کام کی حالت کی نسبت صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں مختصر رپورٹ کرنی چاہیئے۔ جن کاموں کے لئے یکشت قرضہ دیا گیا ہے۔ ان کا بھی اس تاریخ کے بعد (اگر کوئی ہو) جس پر عطائے تقاوی کے حکم میں

---

[1] قرارداد حکومت ہند صیغہ مال وزراعت نمبر ۲-۱۱۳-۲ مورخہ یکم مارچ ۱۹۰۵ء مقابلہ ہو فقرہ ۱۱ قرارداد نمبر ۶-۲۰۴-۱۶ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء

[2] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ کے فقرات ۱۸ اور ۲۰ دیکھو۔

تکمیل کی ہدایت کی گئی ہو۔ حتی الامکان جلدی ہی ملاحظہ کرکے رپورٹ کرنی واجب ہے جب قرضہ باقساط عطا کرنا تجویز ہُوا ہو۔ تو پہلی قسط کے بعد ہر ایک نئی قسط کی ادائیگی سے پیشتر حالت کام کی بابت رپورٹ ہونی چاہیئے۔ لیکن اس بات کی بڑی احتیاط رکھنی واجب ہے کہ تکمیل کام میں بدیں وجہ ہرج نہ واقع ہو کہ عطائے قسط سے پہلے ملاحظہ کام میں توقف ہوگیا ہے۔ اگر صاحب ڈپٹی کمشنر کو اطمینان ہوجائے کہ قسط اول ناواجب طور پر صرف ہوئی ہے تو اس کی بازیافت کا حکم دے کر مزید قرضہ کی ادائیگی بند کردینی چاہیئے ؛

ایکٹ نمبر ۱۲ مصدرہ ۱۸۸۴ء

۶۳۳۔ بروئے ایکٹ قرضہ کاشتکاران نمبر ۱۲ مصدرہ ۱۸۸۴ء جو بجائے سابقہ ایکٹ نمبر ۱۰ مجریہ ۱۸۷۹ء نافذ ہُوا لوکل گورنمنٹ اس امر کی مجاز ہے۔ "کہ اراضی قابل کاشت کے مالکوں اور قابضوں کو رفع تکلیف۔ خرید تخم و مویشی کے واسطے یا ایسے دیگر مقاصد کے لئے جن کی تصریح ایکٹ قرضہ ترقی حیثیت اراضی نمبر ۱۹ مصدرہ ۱۸۸۳ء) میں نہیں کی گئی۔ لیکن جو اغراض زراعتی کے متعلق ہیں[۵] وہ قرضہ تقاوی عطا کرنے کی نسبت قواعد وضع کرے"۔ جیسا کہ ایکٹ نمبر ۱۹ مصدرہ ۱۸۸۳ء میں اس قسم کی رعایت رکھی گئی تھی اس ایکٹ کے بموجب بھی جماعت دیہہ کی متعدد اشخاص یا جملہ اراکین کو ان کی مشترک اور منفرد ذمہ داری پر قرضہ دیا جاسکتا ہے[۶] ؛

مقاصد جن کے لئے قرضہ عطا ہوسکتا ہے

۶۳۴۔ یہ قرار دیا گیا ہے کہ الفاظ "رفع تکلیف" سے مراد ایسی تکلیف کا رفع کرنا ہے جو امور زراعت کے متعلق ہے۔ یعنی ایسی تکلیف جو آفات متعلقہ زراعت کے باعث پیدا ہوئی ہو۔ مثلاً بوجہ خشک سالی۔ طغیانی ژالہ باری یا شدت کی سردی کے سبب فصل برباد ہوجائیں۔ یا بوجہ بیماری مویشی ہلاک ہوجائیں۔ اس بات کا پورا پورا ثبوت ہونا چاہیئے۔ کہ جس تکلیف کے رفع کرنے کے لئے قرضہ مطلوب ہے وہ براہ راست کسی عمل متعلقہ زراعت کے نقص کے باعث یا بوجہ نقصان فصل یا سامان متعلقہ کاشتکاری یا ہلاکت مویشی کے واقع ہوئی ہے"۔ عبارت "دیگر مقاصد جن کا ذکر ایکٹ قرضہ ترقی حیثیت اراضی نمبر ۱۹ ۱۸۸۳ء) میں نہیں ہے۔ لیکن اغراض زراعت کے متعلق ہیں" سے مراد وہ مقاصد لئے جانے چاہئیں۔ جو کاشتکاری یا تردد کاشتکاری سے بلاواسطہ تعلق رکھتے ہوں۔ مثلاً ان کا اطلاق اس زر قرضہ پر ہوسکتا ہے۔ جو آلات کشاورزی مثلاً نیشکر کے بیلن کی

[۵] دفعہ ۴ ؛ [۶] دفعہ ۶ ؛

خرید یا چونچہ نیل کی تعمیر کے واسطے دیا جائے ۔ لیکن کسی جماعت دیہہ کو اس غرض کے لئے قرضہ دینا کہ کوئی نئی آبادی کسی زیادہ صحت افزا موقعہ پر بنائی جائے اس ایکٹ کے مدعا سے باہر ہے۔ مشتبہ صورتوں میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر سے استصواب کرنا چاہیئے"۔ حکومت ہند نے ۱۹۱۶ء میں ایسی صنعت اور حرفت کے چلانے کے واسطے جو کاشتکاری کے متعلق ہوں کاشتکاروں کو قرضہ عطا کرنے کے سوال پر غور فرمایا تھا۔ اور اسی وقت یہ قرار دیا گیا تھا۔ کہ" قرضہ صرف ان سائل میں سہولیت پیدا کرنے کے واسطے دیا جانا چاہیئے۔ جو عام طور پر کاشتکاران عمل میں لاتے ہیں۔ یا جو ان کے اجناس کے خرید و فروخت کے واسطے ضروری ہوں"۔ یہ بیان کیا گیا تھا کہ" قرضہ جات کا عطا کرنا ان کارروائیوں تک محدود رہنا چاہیئے۔ جو بہ نظر کفایت شعاری کاشتکار لوگ اپنی پیداوار کے متعلق عمل میں لاویں۔ یا ایسی سیدھی سادی صنعتوں اور حرفتوں کے متعلق ہوں۔ جن میں پیداوار خام (یعنی پیداوار جو قدرتی حالت میں ہو) مستعمل ہوتی ہو۔ اور جو واحد اشخاص یا جماعت کاشتکاران بلا کسی ماہر کی نگرانی کے چلا سکتے ہوں۔ جہاں ایک خاص جماعت کاشتکاران میں یہ رواج ہو۔ کہ پیداوار خام کو منڈی میں پہنچانے سے پیشتر اُس کو ابتدائی حالت میں ہی تیار کرتے ہوں۔ ماسوائے اس کے جو اس پیداوار کو تجارت کی ایک مکمل چیز بنا دیویں۔ تو اس مدعا کے واسطے آلات کا بہم پہنچانا ان اغراض کی فہرست میں آجاوے گا۔ جن کے واسطے ایکٹ کی دفعہ ۴ کے مطابق قرضہ جات عطا کئے جا سکتے ہیں۔ حکومت ہند کی رائے میں باقندگی اس تشریح میں داخل نہیں[۱] ہو سکتی"۔

۶۳۵- مالکان و مزارعان موروثی و نیز مزارعان تابع مرضی کو بھی قرضہ دیا جا سکتا ہے۔ البتہ جس علاقہ میں بہت سی اراضی شاہوکاروں کے پاس رہن ہو چکی ہے وہاں مزارعان تابع مرضی کو قرضہ دینے کا مسئلہ کسی قدر مشکل اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ غالباً مرتہن خود تخم بہم پہنچانے سے یا اپنے مزارعان کی طرف سے گورنمنٹ کے عطیہ کی ادائیگی کے لئے ضامن بننے سے انکار کریں گے۔ اور کسی ایسے شخص کو جس کی کوئی زمین نہیں ہے بلا ضمانت تھوڑا سا قرضہ دینا بھی خالی از خطرہ نہیں ہوگا۔

مزارعان تابع مرضی کو قرضہ دینا

---

[۱] حکومت ہند صیغہ مال و زراعت کی گشتی چٹھی نمبری ۱۲۸-۳-۱۴۳-۱۵ مورخہ ۷ مارچ ۱۹۱۶ء

بقایا تقاوی بقایا مالگذاری کے طور پر قابل وصول ہے

۶۳۶ - جیسا کہ ایکٹ نمبر ۱۹ مصدرہ سنہ ۱۸۸۳ء میں قرار دیا گیا۔ احکام ایکٹ قرضہ کاشتکاران مجریہ سنہ ۱۸۸۴ء کے رو سے زر اصل یا سود کی اقساط غیر مودی قرضدار یا اس کے ضامن سے اس طرح وصول ہوں گی ۔ گویا کہ وہ رقم ان کے ذمہ بقایا مالیہ زمین تھی[1]۔ اس ایکٹ میں غیر منقولہ جائداد کو قرضہ تقاوی کی کفالت میں مستغرق رکھنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لئے شاذ ہی ایسا تقاضا کرنا واجب ہے ؛

میعاد قرضہ ہائے

۶۳۷ - ایسے قرضہ جات زیادہ سے زیادہ دس سال میں بیباق ہونے چاہئیں۔[2] لیکن عام طور پر قرضہ جو بغرض خرید تخم عطا کیا گیا تھا۔ وہ اس فصل کی پیداوار سے ادا ہونا چاہئے جو اس تخم سے پیدا ہوئی ہو۔ اور قرضہ جو مولیشی قلبہ رانی کی خرید کے لئے دیا گیا تھا۔ وہ دو سال کے اندر بیباق ہونا واجب ہے۔ عملی طور پر اس ایکٹ کے تحت قرضہ جات ہمیشہ بیلوں یا تخم کی خرید کے واسطے دیئے جاتے ہیں ؛

سود اور وصولی قرضہ جات

۶۳۸ - سود - وصولی - التواء معافی قرضہ جات کے متعلق اس ایکٹ کے تحت بھی ایسے ہی قواعد[3] وضع کئے گئے ہیں جو ان امور کے متعلق زیر ایکٹ ۱۹ مصدرہ سنہ ۱۸۸۳ء جاری ہوئے ہیں ؛

اس ایکٹ کا کیا فائدہ اُٹھایا گیا

۶۳۹ - ایکٹ نمبر ۱۲ مصدرہ سنہ ۱۸۸۴ء کی غرض یہ نہیں ہے کہ سرکار شاہوکار دیہہ کو نکال کر اس کی جگہ خود لے لے اور ایک دیہاتی زمیندار کے لئے ایسے چھوٹے چھوٹے چند روزہ قرضہ جات بہم پہنچانے کا ذریعہ بن جائے جن کی اس کو اپنا کاروبار چلانے کی غرض سے ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ عام طور پر اس ایکٹ کی ضرورت اس وقت پیش آتی ہے۔ جب شاہوکاران دیہہ قرضہ دینا بالکل بند کر دیں۔ چنانچہ عموماً آج تک سوائے سخت خشک سالی کے اس ایکٹ کا زیادہ فائدہ بھی نہیں اٹھایا گیا ہے۔ قلیل سرمایہ والے دیہاتی شاہوکار بڑے ڈرپوک ہوتے ہیں اور ایسے آڑے وقت میں لوگوں کی تنگی وسائل قرضہ کے مسدود ہو جانے کے باعث اور بھی بڑھ جاتی ہے۔ بجز اس کے کہ سرکار زمینداروں کی امداد کرے ایسے قطعات

---

[1] دفعہ ۵ ایکٹ نمبر ۱۲ مصدرہ سنہ ۱۸۸۴ء ؛

[2] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۲ کا فقرہ ۱۵ دیکھو ؛

[3] دیکھو قواعد نمبر ۲، ۳، ۵، ۷ و ۸ زیر ایکٹ کاشتکاران ہائے انتظام اراضیات - جلد دوئم)

جہاں قحط سالی کا زیادہ اثر پڑا ہے۔ متواتر عمدہ موسموں میں بھی بہت دیر کے بعد اپنی اصلی حالت پر عود کریں گے۔ اور ایک ایسے نازک وقت پر سامان کاشتکاری کے مہیا کرنے کے لئے قلیل رقم نقدی میسر نہ آنے کے باعث اکثر اشخاص قطعًا برباد ہو جائیں گے۔ حکومت ہند کے محولہ بالا ریزولیوشن میں یہ رعایت رکھی گئی ہے کہ متوسط موسموں میں بھی "بشرطیکہ روپیہ موجود ہو" تقاوی زیر ایکٹ قرضہ کاشتکاران فراخ دلی سے دی جائے[۱] ؂

۶۴۰۔ اس امر کی احتیاط رکھنی چاہئے کہ قرضہ زیر ایکٹ ہذا ایسے وقت پر عطا کیا جائے۔ جب وہ فی الفور کسی منفعت بخش کام پر لگایا جاسکے۔ ورنہ یقینًا روپیہ بے جا طور پر صرف کیا جائے گا۔ خرید تخم کے لئے قرضہ صرف اس وقت دینا چاہئے۔ جب زمین قابل آبپاشی ہو یا جب اس میں بذریعہ بارش طغیانی یا سیمہ بیج اگنے کے لئے کافی نمی (وتر) موجود ہو۔ خریف کی نسبت ربیع کے لئے زیادہ فراخ دلی سے تقاوی دی جانی چاہئے۔ کیونکہ مکئی کے مقابلہ میں گندم کی تخمریزی میں فی ایکڑ زیادہ خرچ پڑتا ہے۔ مویشیان چاہ یا قلبہ رانی کی خرید کے لئے قرضہ عطا کرنا بے سود ہے۔ تاوقتیکہ قرضدار کے پاس ان کی خوراک کے واسطے چارہ نہ موجود ہو۔ پنجاب کے قحط زدہ قطعات میں قلت چارہ نہایت شدید آفات میں سے ہے اور یہ ایسی سخت مصیبت ہے کہ گورنمنٹ کو بھی اس کا انسداد کرنے میں غایت درجہ کی مشکل پیش آتی ہے ؂

> تقاوی بغرض خرید تخم و مویشی

۶۴۱۔ جو مویشی وبائی مرض موک (Rinderpest) کے باعث مر گئے ہوں۔ ان کی بجائے اور مویشی خریدنے کے لئے تقاوی دینے میں خاص احتیاط لازم ہے۔ اس مرض کا زہریلا مادہ کم از کم سات آٹھ ماہ قائم رہتا ہے۔ بیمار جانور کے بول و براز وغیرہ میں زہر بقدر وافر موجود ہوتا ہے۔ تاوقتیکہ ایک سال تک کسی سائل کا گاؤں بیماری سے بری نہ رہ چکا ہو۔ کمل صفائی کے وثوق کے سوائے اس کو تندرست مویشی کے خرید کے واسطے امداد دینی سراسر نقصان دہ ہے ؂

> جن قطعات میں وبائے مویشی پھیلی ہوئی ہو ان میں قرضہ دینے کے متعلق احتیاط

۶۴۲ (۱) تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ جب کسی حصہ صوبہ میں چارہ بے حد گراں ہو جائے۔ تو بڑی بڑی دور سے بذریعہ ریل چارہ

> تقاوی بغرض خرید چارہ

[۱] نمبر ۶-۲۰۴-۱۶ مورخہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۵ء کا فقرہ نمبر ۱۱ ؂

بار عایت لایا جا سکتا ہے۔ گو اس طریق پر چارہ بہم پہنچ سکتا ہے۔ لیکن پھر بھی قیمت ایسی گراں رکھی جاتی ہے کہ زیادہ سقیم الحال زمینداروں کی طاقت خرید سے باہر ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں ان کو چارہ مویشیاں قلبہ رانی کی خرید کے لئے قلیل مقدار رقوم تقاوی عطا کرنا مناسب ہوگا۔ خرید چارہ کے لئے فی درخواست صرف بیس بیس روپے تک قلیل رقوم دی جانی چاہئیں اور اگر مکرر قرضہ دینے کی ضرورت پڑے۔ تو ہر مرتبہ بیس روپے سے زائد رقم نہ ہونی چاہئے۔ ان رقومات قرضہ پر وہی معمولی قواعد حاوی ہیں۔ جو دربارہ زر تقاوی سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ میں مرقوم ہیں۔ جہاں بھیڑ بکریوں کے ریوڑ رکھے جاتے ہیں۔ وہاں یہ دستور ہے۔ کہ خشک سالی میں ان کو پہاڑیوں یا وادیوں میں ہانک لے جاتے ہیں۔ اس لئے چرواہوں اور گڈریوں کو تقاوی دینے کا کوئی فائدہ نہیں ہے ؎

(۲)۔ لیکن چیدہ زمینداران اور رجسٹری شدہ انجمن ہائے امداد کو ان قطعات میں جہاں چارہ کی کمی ہووے۔ خشک چارہ خریدنے اور جمع رکھنے کے لئے قرضہ اس شرط پر دیا جاوے ؎

(الف) مقدار جو اس طور سے جمع کی جاوے ۔۔۔ ۴ من سے کم نہ ہو ؎

(ب) پیشگی ہر من کے واسطے جو اس طور سے خریدا جاوے۔ اور جمع کیا جاوے آٹھ آنے سے زیادہ نہ ہو ؎

(۳)۔ جمع کئے جانے والے چارہ کا کم سے کم وزن آٹھ آنے فی من کے حساب سے ۔۔۔ ۴ من ہونے پر یہ ضروری ہے کہ مزید کفالت کے لئے جائداد گروی رکھ لینے کا انتظام کیا جائے۔ جو مجموعی ضمانت کی بجائے ایک بہتر تجویز ہوگی ؎

۶۴۳۔ یہ نہایت لازمی ہے کہ قرضہ زیر ایکٹ نمبر ۱۲ مصدرہ ۱۸۸۴ء جو بالعموم قلیل المقدار ہوتا ہے بلا توقف دیا جائے۔ ایک غریب آدمی جو اپنی اراضی کی قلبہ رانی اور اس میں تخم ریزی کر کے باران رحمت کا فائدہ اٹھانا چاہتا ہے دفاتر تحصیل و ضلع میں امثلہ تقاوی کی آمد و ترسیل کی انتظار نہیں کر سکتا۔ اس لئے بروئے قواعد ان رقوم کی حدود کے اندر جو ان کو اس غرض کے لئے دی گئی ہیں۔ مندرجہ ذیل حکام قرضہ دینے کے مجاز ہیں :۔

ضابطہ کارروائی میں تعجیل ہونی لازم ہے

تحصیلداران — مبلغ اڑھائی سو روپیہ ۲۵۰ تک برائے مویشی اور مبلغ ۵۰ روپیہ برائے تخم

اسسٹنٹ و اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران — مبلغ تین سو ۳۰۰ روپیہ تک

کلکٹران بلا قید تعداد کے
حکام ماتحت صاحب کلکٹر صرف اس صورت میں ان اختیارات کو استعمال کرینگے جبکہ صاحب کلکٹر کی طرف سے اُن کو اجازت ہو۔

یہ حدود ان رقوم پر حاوی ہیں۔ جو کسی ایک صورت میں عطا کی جاویں۔ صاحب کلکٹر کی سفارش پر کمشنر صاحبان چیدہ تحصیلداران کو اختیارات اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنران اور خاص حالات میں نائب تحصیلداران کو اختیارات تحصیلداران دوبارہ دینے قرضہ ہائے عطا کر سکتے ہیں۔ پرچہ تصیح نمبر ۱۲۱ مورخہ ۱۶ جون ۱۹۳۳ء

اگر دوران قحط میں افسران مندرجہ بالا کے اختیارات کو وسیع کرنے کی ضرورت پڑے۔ تو صاحب کمشنر صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں رپورٹ بھیج کر ایسا کر سکتے ہیں[ک]۔ البتہ صاحب کمشنر کو اس امر کا اطمینان کر لینا چاہیئے کہ منتخب شدہ افسران حالات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ جن کے مطابق تقاوی دی جاتی ہے۔ بہتر طریق یہ ہے کہ افسر مذکور بقدر ضرورت روپیہ دورہ میں ساتھ لیجا کر موقعہ پر تقسیم کرے۔ تقسیم تقاوی کی یہ تدبیر جو بروئے احکام محولہ فقرہ ۶۳۰ منظور ہوئی ہے۔ قرضہ جات زیر ایکٹ نمبر ۱۲ مجریہ ۱۸۸۴ء کے لئے بالخصوص موزون ہے۔ رقم مطلوبہ بذریعہ گوشوارہ حساب (Abstract Bill) برآمد کی جاسکتی ہے اور اس کا حساب اسی طرح تیار کیا جائے۔ جیسا کہ سائر خرچ (Contingent Expenditure) کا رکھا جاتا ہے[ل]۔

۶۴۴ - جب کوئی بھاری رقوم قرضہ تقاوی میں دینے کی تجویز ہو تو ممکن ہے۔

خاص افسر کی تعیناتی

کہ صاحب کمشنر کو کسی ضلع میں زائد اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر یا تحصیلدار کی تعیناتی کے لئے لوکل گورنمنٹ میں تحریک کرنے کی ضرورت محسوس ہو قواعد کے مطابق اس زائد افسر کو ڈپٹی کمشنر کے اختیارات تفویض کئے جاسکتے ہیں لیکن دیگر افسران ضلع کی طرح وہ بھی کلی طور پر صاحب ڈپٹی کمشنر کے تابع احکام ہوگا۔ اگر زائد افسر مذکور کو سابقہ مقامی تجربہ حاصل نہ ہو تو عموماً یہ بہتر ہوگا کہ اس کو معمولی افسران ضلع میں سے کسی ایک کی جگہ تعینات کیا جائے[م]۔ اور مؤخر الذکر افسر کو محض تقسیم تقاوی پر لگادیا جائے۔

[ک] قاعدہ نمبر ۱ امیر قواعد دربارہ قرضہ جات کاشتکاران
[ل] فقرہ نمبر ۲۹ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲

۶۴۵- اس بات کی تشریح کے بعد کہ متوسط سالوں میں سرکار کہاں تک کاشتکاروں کو امداد قرضہ عطا کرنے کے لئے تیار ہے۔ حکومت ہند کے ان جدید احکام کا تذکرہ باقی ہے۔ جن کے رو سے غیر محفوظ علاقوں میں کارہائے آبپاشی کی ترقی کی غرض سے عطیات بلابدل یا قرضہ جات بطور پیش بندی قحط یا بموجودگی قحط دیئے جا سکتے ہیں۔ یہ احکام اس ریزولیوشن کے فقرات ۱۰ اور ۱۲ میں مندرج ہیں۔ جس کے متعدد انتخاب اس فصل میں شامل کئے گئے ہیں :

حکومت ہند کے جدید احکام

۶۴۶ "ایسے قطعات میں جو خصوصیت سے غیر محفوظ ہیں ترقی آبپاشی کے متعلق کمیشن آبپاشی منعقدہ ۱۹۰۳ء نے چند تجاویز پیش کی ہیں۔ وہ سفارش کرتے ہیں کہ جن علاقوں میں حال کے قحطوں کے باعث خاص طور پر سخت نقصان پہنچا ہے۔ اور جن کو آبپاشی یا دیگر وسائل کے ذریعہ اسی قسم کی آفات کے مکرر نزول سے مامون رہنے کے لئے کافی اسباب میسر نہیں آئے۔ ان میں لازمی طور پر زمینداروں کو اس امر کی تحریص دلانی چاہیئے کہ وہ معقول شرائط پر اس قدر رقوم قرضہ کے لئے درخواست کریں جو ترقیات مجوزہ کی جزو لاگت کے واسطے مکتفی ہوں اور گورنمنٹ کو چاہیئے کہ ما بقا لاگت بلابدل عطا کرے۔ عطیہ بلابدل اور مجموعی لاگت کے باہمی تناسب کا انحصار درخواست دہندہ کی جائداد اور منافع آبپاشی پر ہوگا۔ اس عطیہ کی نہایت حد مجموعی لاگت مطلوبہ کے نصف یا مبلغ ۵۰۰ روپیہ تک تجویز کی گئی ہے۔ جب وہ عطیات ایسے کاموں پر صرف کئے جائیں۔ جن کی تکمیل سے آئندہ امداد قحط کے اخراجات میں تخفیف کی توقع ہو تو ایسے حالات میں اس قسم کے عطیات بلابدل دینے میں حکومت ہند کو کوئی اعتراض نہیں[۱] ہوگا۔"

علاقہ جات غیر محفوظ میں عطیات بغرض امداد کارہائے آبپاشی

۶۴۷- امور مرقومہ بالا ایسے قرضہ جات پر حاوی ہیں جو متوسط سالوں میں دیئے جاتے ہیں۔ اب ان قرضہ جات پر غور کرنا باقی ہے جو کاشتکاروں کو بہ پیش بینی قحط یا دوران قحط میں عطا کئے جاتے ہیں۔ ایسے قرضہ جات کے بارہ میں حکومت ہند کو کمیشن قحط و کمیشن آبپاشی کی اس رائے سے اتفاق ہے کہ لوگوں کا حوصلہ قائم رکھنے کے لیے ابتدائی مراحل قحط میں کاشتکاروں کو ایسے قرضہ جات

قرضہ جات دوران قحط

---

[۱] ایسے عطیات آمدنی صوبہ (Provincial revenues) سے دیے جائینگے

دینے کی اخلاقی اصول پر بھی خاص ضرورت ہوتی ہے۔ اور اگر ایسے قرضہ جات کا سلسلہ بخیال عقلمندانہ و دور اندیشی عین وقت پر جاری کیا جائے۔ تو بہترین طریق امداد ہوگا۔ جس میں سرکاری خیرات سے پیدا ہونے والے افلاس اور اثرات کو بھی بہت کم دخل ہوگا۔ جدید ضابطہ ہائے قحط میں بھی یہ اصول شامل کئے گئے ہیں۔ اور جب موقعہ آئے ان پر بلا شبہ عمل کیا جائیگا۔ اکثر صوبوں میں یہ معمول رہا ہے۔ کہ ایام قحط سالی میں قرضہ جات ایک قلیل شرح سود پر یا بالکل بلا سود دئے جاتے اور بوقت ضرورت فراخ دلی سے معاف بھی کئے جاتے۔ لیکن حکومت ہند کمشن قحط کی اس رائے سے اتفاق کرلی ہے کہ یہ خیرات کا ایک غلط اصول ہے اور لوگوں کی اخلاقی کمزوری کا محرک ہے۔ حکومت ہند موصوف کی رائے میں ان قرضہ جات کے لئے ہمیشہ معمولی شرح پر سود عائد کرنا چاہئے۔ اور آئندہ موسموں کے حالات اور حیثیت قرضدار کو مدنظر رکھ کر ان کے مطالبہ کو بقایا مالیہ زمین پر مقدم تصور کرنا چاہئے۔ اگر معافی دینے کی ضرورت پیش آئے۔ تو رقم مالگذاری معاف ہونی واجب ہے۔ اور قرضہ جات معہ سود وصول کرلینے چاہئیں۔ اگر اس طریق پر عمل کرنے میں بھی بڑی سختی لاحق ہوتی ہو تو سود کے علاوہ اصل قرضہ کا بھی ایک جزو معاف کردینا لازم ہے۔ ایام قحط میں بلا سود قرضہ دینے کی بجائے قرضہ جات واجب الادا کے علاوہ جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ عطیات بلا بدل کا سلسلہ بے دریغ اختیار کیا جاسکتا ہے۔ زمینداروں کو بیج کی تعمیرات کے لئے بھی اس غرض سے قرضہ دیا جاسکتا ہے کہ وہ غربا کو کسی کام پر لگانے کے قابل ہوں۔ اس رقم کا ایک جزو معمولی شرح سود پر قرضہ واجب الادا کی شکل میں دینا چاہئے۔ باقیماندہ رقم امدادی عطیہ بلا بدل کے طور پر سرمایہ قحط میں سے ملنی واجب ہے۔ ان دونوں قسموں کے عطیات کی علت غائی یہ ہے کہ مطابق اصول "امدادی کارہائے دیہہ" جس کے اجرا کی ترمیم شدہ ضابطہ ہائے قحط میں اجازت دی گئی ہے مزدوروں کو کام پر لگانے میں روپیہ صرف کیا جائے۔ ایسے ایام میں خرید تخم چارہ یا مویشی کے لئے بھی اسی قسم کا سلسلہ عطیات اختیار کیا جاسکتا ہے۔"

انیسویں فصل

دیہاتی انجمن ہائے امداد قرضہ باہمی

۱۴۴۸ - انیسویں صدی کے وسط میں یورپ کی سیاسی اور تمدنی انقلاب کے باعث میں سے ایک باعث یہ بھی تھا۔ کہ شمالی امریکہ کے نئے دریافت شدہ میدانوں سے گیہوں کی درآمد نے نہایت تیزی سے ترقی پکڑی۔ جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا۔ کہ موجودہ زراعتی سرد بازاری اور بھی بڑھ گئی۔ ایسا دکھائی دینے لگا۔ کہ زمین کی کاشت میں کوئی فائدہ نہیں رہا۔ اور زراعت حتمی طور پر رُو بہ تنزل ہوگئی۔ جزائر برطانیہ بیشمار لوگوں کے ہجرت کر جانے اور تیزی سے بڑھنے والی صنعتوں میں مزدوروں کی مانگ بڑھ جانے سے صورت حالات قدرے بہتر ہوگئی۔ لیکن باقی براعظم یورپ میں عام رجحان یہ ہوا۔ کہ اس نازک وقت کا سامنا کرنے کے لئے زیادہ سرگرم طریق زراعت اختیار کئے جائیں۔ اور گیہوں کی بجائے زیادہ قیمتی اجناس بوئے جائیں یا مویشیوں کی پیداوار مثلاً مکھن۔ سؤر کا نمکین گوشت اور انڈے وغیرہ سے فائدہ اٹھایا جائے اس انقلابِ عظیم کے لئے زیادہ سرمایہ کی ضرورت پڑی اور سرمایہ کھینچنے کے لئے ساکھ بنانی پڑی۔ رہنمایان راشڈیل نے سنہ ۱۸۴۴ء سے امداد باہمی کی برکات کا عملی ثبوت دے رکھا تھا۔ لیکن ان کی تجویز ابتدائً تقسیم کنندہ گوداموں تک ہی محدود تھی۔ اور کئی سال کے بعد شولزے ڈلیش اور ریفیسن کو زمینداروں کی ساکھ بڑھانے کے ضروری اصول کا پتہ لگا۔ عموماً یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ یورپ کے ممالک میں ساکھ کے اصول کی بجائے امداد باہمی کے دیگر اصولوں کا علم پہلے معلوم ہوا۔ وہ زمانہ تیزرو تغیر و تبدل کا زمانہ تھا۔ اور جنگ کریمیا کے وقت کے قریب دخانی جہازوں کی آمد سے بین الاقوامی تجارت میں بہت سہولیت ہوگئی۔ اور کاشتکار اپنے وطن کی منڈی کے سابقہ اجارہ سے محروم ہوگیا۔ موجودہ کیمیا زراعت کا علم بتدریج قبولیت حاصل کر رہا تھا۔ اور رفتہ رفتہ زیادہ فہمیدہ احباب پر روشن ہوگیا۔ کہ اس علم کی تعلیم کے

یورپ کے حالات

استعمال پر زمیندارہ حالت کی بحالی کا بہترین طریقہ منحصر ہے۔ پہلی تدبیر یہ تھی کہ زرخیز بنانے والی (فرٹی لائی زرس) ترقی یافتہ آلات زراعت وغیرہ کی بہم رسانی کا انتظام کیا جاوے۔ چنانچہ اس کے متعلق یورپ میں ۱۸۷۰ء و ۱۸۸۵ء کے مابین بہت کچھ کام کیا گیا۔ زمیندار کو جدید ترقیات کے اختیار کرنے کے قابل بنانے کے لئے بدیں غرض کہ وہ اپنی پیداوار کو بڑھا سکے۔ انجمن ہائے قرضہ کی ضرورت کا بھی اعتراف ہؤا۔ اور اولین تجربات ۱۸۶۲ء کے قریب جرمنی میں شروع ہوئے۔ الا اس کے بہت عرصہ بعد وہ مقبول عام ہوئے۔ امدادی اصولوں پر انجمنیں بنانے سے جدید طریقوں کے فوائد تک ان جملہ اشخاص کی جو ان کی قدرت رکھتے تھے رسائی ہو گئی۔ اور اس مرحلہ سے امدادی طور پر بہم رسانی سرمایہ کا مرحلہ کچھ دور نہ رہ گیا تھا۔ ۱۸۸۰ء سے لیکر یورپ میں دیہاتی انجمن ہائے امداد قرضہ برابر پھیلتی چلی گئیں ؛

۶۴۹۔ ہندوستان میں مشکل حل طلب بیرونی مقابلہ کی وجہ سے پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے اسباب اندرونی ہیں۔ جن میں جلد ترقی کرنے والی مردم شماری کا روز افزوں دباؤ شامل ہے جو اراضی پر پڑ رہا ہے۔ اور ساتھ ہی موسموں کے تلوّن کی وجہ سے جن پر فصلوں کی پختگی کا انحصار ہے بہم رسانی خوراک کے متعلق ہمیشہ فکر و امنگیر رہتی ہے ؛

ہندوستان کی مشکل

۱۸۸۰ء کے کمیشن قحط کی رپورٹ میں بدوران سالہائے ۱۷۶۹ء لغایت ۱۸۷۸ء ۱۸ قحطوں اور چارہ زمانہ ہائے قلت کی جو قحط کی حد تک نہ پہنچے تھے۔ فہرست درج ہے اور اس اعتقاد کا اظہار ہؤا ہے کہ "قحط ہائے ملک ہند میں لازمی طور پر بار بار عود کرنے والی آفات ہیں۔ جن کا ممکن تدارک قبل از وقت ہی ہو جانا چاہیئے اور سرکار کا فرض ہے کہ ملک کو بچانے کی تدابیر تجویز کرنے میں پوری سعی کرے اور اپنی کوشش اس وقت تک جاری رکھے۔ جب تک کہ اس مسئلہ کا کوئی حل دستیاب نہ ہو جائے"۔ سرکار کے فرض متعلق امداد رسانی پر بحث کرنے کے بعد اس امر پر زور دیا کہ یہ ضروری ہے کہ ایسی تجاویز وضع کی جاویں کہ "ان کا کسی طرح یہ میلان نہ ہو کہ لوگوں میں اس فرض کے احساس میں کمی آجاوے جو ان کے ذمہ اپنی ذاتی محنت سے اپنے گذارہ کا سامان مہیا کرتے کفایت شعاری اور دور اندیشی کی عادات پیدا کرنے اور حتی الامکان سالہائے افراط کے سرمایہ فاضلہ کو سالہائے قلت کی حاجات رفع کرنے کے لئے استعمال کرنے کے

متعلق ہے"۔

منجملہ ان بڑے بڑے ضوابط کارروائی کے جن کی سفارش ہوئی ایک یہ تھا۔ کہ "قرضہ جات تھوڑے تھوڑے رقبہ کے مالکان اراضی کو جو اس قسم کی امداد کے محتاج ہیں۔ دئے جاویں۔ اور ساتھ ہی ان بڑے بڑے مالکان کو بھی جن پر اعتبار کیا جا سکتا ہے کہ وہ روپیہ کو مفید طریق پر استعمال کریں گے"۔ ان قرضہ جات کے متعلق کمیشن نے تحریر کیا کہ "التواء مالگذاری سے اس چھوٹے کاشتکار کی پوری پوری امداد نہیں ہوتی۔ جس کے پاس اپنے گذارہ یا اپنی اراضیات کو برائے کاشت تیار کرنے کے ضروری وسائل موجود نہیں ہوتے۔ اور جس کو اگر ساہوکار کا دست نگر ہونا پڑے۔ تو قرض صرف تباہ کن شرائط پر ہی دستیاب ہو سکتا ہے بنابراں گورنمنٹ کا طریق کارروائی یہ ہونا چاہیئے کہ زمین کی کفالت پر قرضہ آزادی سے اور سہل شرائط پر دیا جاوے۔ جبکہ ایسی کارروائی انجام کار نقصان کے بھاری خطرہ کے بدوں ہونی ممکن ہو"۔

اس رپورٹ کے شائع ہونے کے تھوڑا عرصہ بعد بمبئی سول سروس کے ممبر مسٹر ویڈربرن نے تجویز کیا۔ کہ ان اصولوں کے مطابق جو بعد ازاں مصر میں اختیار کئے گئے۔ ایک زمیندارہ بینک قائم کیا جاوے۔ انتظام غیر سرکاری ہاتھوں میں رہے مگر گورنمنٹ سرمایہ کے سود کی ذمہ داری اٹھائے اور چارہ کار قرضہ کی اقساط کی وصولی بذریعہ اپنے ماتحت عملہ مال کر لئے۔ زمانہ ابتدائی میں یہ امر یقینی نہ تھا کہ گورنمنٹ کو سرمایہ بھی بہم پہنچانا پڑے گا۔ چونکہ سب ذمہ داری اور نقصان گورنمنٹ کو اپنے سر پر لینا پڑا۔ اس لئے انتظام بھی اپنے ہاتھ لینا زیادہ موزون نظر آیا۔ اور اس طرح سے ایکٹ قرضہ ترقی حیثیت اراضی ۱۸۸۳ء اور ایکٹ قرضہ کاشتکاران ۱۸۸۴ء کے ذریعہ سرکاری قرضہ جات کا طریق رائج ہوا (دیکھو فصل اٹھارہویں) ان تدابیر سے کمیشن قحط کی سفارشات جزوی طور پر پوری کی گئیں۔ ان کی رو سے زراعتی اغراض کے لئے سرمایہ کم شرح سود پر بہم پہنچ گیا۔ لیکن ان تدابیر سے کفایت شعاری اور پیش بینی پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اس نصب العین کا طریق حصول دوسرے کمیشن قحط کی تجویز پر چھوڑا گیا۔ ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے۔ کہ ان ایکٹ ہائے اور ان کے تحتی قواعد میں ایسے اشارات موجود ہیں۔ جن پر دیہاتی ساکھ کی تعمیر تیار ہو سکتی تھی مثلاً جن اغراض کے لئے قرضہ درکار ہو ان کی باحتیاط چھان بین کی جائے۔ اس امر کی نگرانی کی جائے۔ کہ قرضہ انہی ضروری اغراض پر خرچ ہو۔ ادائیگی قرضہ اس

فاضلہ آمدنی سے کی جائے۔ جو قرضہ نے کر سرمایہ لگانے کی وجہ سے ایزاد ہوئی ہے الّا جن صورتوں میں کہ موسمی خرابیوں کی وجہ سے واپسی ناممکن ہو جائے۔

امداد قرضہ باہمی کی سفارش ہوئی

۵۵۰ ۔ ۱۸۹۲ء میں حکومت صوبہ مدراس نے مسٹر نکلسن کو زراعتی یا دیگر زمینداری بینکوں کے قیام کے ممکنات معلوم کرنے کے خاص کام پر مامور کیا۔ صاحب موصوف نے اپنی رپورٹ دو جلدوں ۱۸۹۵-۹۷ء میں شائع کی۔ جس پر حکومت مدراس نے ۱۸۹۹ء میں تبصرہ کیا۔ انہی ایام میں مسٹر ایچ ڈوپرنے۔ آئی۔ سی۔ ایس نے صوبجات متحدہ میں دیہاتی بنکوں کا تجربہ شروع کیا۔ اور ایک مختصر سی کتاب موسومہ بہ "شمالی ہند میں عوام الناس کے بنک" ۱۹۰۰ء میں شائع کی۔ اسی دوران میں صوبہ پنجاب میں مسٹر میکلیگن ڈی۔ سی۔ ایس بھی ملتان میں دیہاتی بنک قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اور ان کی مثال دیکھ کر ان کے سابق اسسٹنٹ کیپٹن کراسویٹ مرحوم نے میانوالی اور مظفر گڑھ کی تحصیلات بھکر اور لیہ میں اسی قسم کی کوششیں شروع کیں۔ یہ سوال اب کافی ترقی کر چکا تھا۔ لہذا دسمبر ۱۹۰۰ء میں حکومت ہند نے ایک کمیٹی بمقام کلکتہ اس موضوع پر غور کرنے کے لئے جمع کی۔ جس نے ریفیسن نمونہ پر بنک ہائے قائم کرنے کی سفارش کی۔

مئی ۱۹۰۱ء میں کمیشن قحط کی رپورٹ زیر صدارت لارڈ میکڈانل شائع ہوئی۔ اس رپورٹ میں ان تمام اشخاص کی متفقہ رائے کا صاف بیان جمع تھا۔ جنہوں نے دیہاتی سرمایہ کے مسئلہ پر نہایت غور و خوض کیا تھا۔ "ہم کسی ایسی جماعت کے قیام یا طریق کو از حد اہمیت دیتے ہیں۔ جس کے باعث کاشتکاران ناقابل برداشت شرح سود کے علاوہ دیگر طریقوں پر اپنے کاروباری ضروریات کے لئے روپیہ ادھار لے سکیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی لازمی ہے۔ کہ اس طریق سے اس قرضہ میں پڑنے کی ناجائز سہولتیں مہیا نہ ہو جائیں۔ زراعت بمثل دیگر صنعتوں کے سرمایہ کی محتاج ہے ساہوکار یا بنیا زراعت کا مددگار ہونے کی بجائے کئی جگہ بھیانک صورت اختیار کر گیا ہے۔ نہایت سنگین شرحوں پر سود دیکر اور کاشتکار کی ضروریات و لاعلمی کا ناجائز فائدہ اٹھا کر وسیع علاقوں میں ساہوکار نے کاشتکار پر قرضہ کا اتنا بار ڈال دیا ہے۔ کہ کاشتکار اسے اٹھا نہیں سکتا ...... سرے سے ہی یہ بات واضح رہے۔ اور تمام واسطہ داران کو واضح کر دینی چاہئے۔ کہ دیہاتی بنک کا قیام اس مطلب کے لئے نہیں۔ کہ دیہاتی لوگ اپنی ذاتی مرضی کے مطابق روپیہ نکلوائیں ...... اور نہ ہی یہ غرض ہے۔ کہ دیہاتی بنک دیہاتی ساہوکار کے تمام کاروباری ادارہ ہیں اس کے ساتھ مقابلہ کرکے اسے

خائف کریں۔ اور یہ بھی ہرگز مقصود نہیں۔ کہ غیر منفعت کاموں کے لئے قرضہ لینے کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ کوئی جماعت جو ممبران کی مشترکہ ذمہ واری پر قرضہ لیتی ہو حق بجانب نہیں ہو سکتی۔ اگر وہ غیر منفعت بخش کاموں میں لگانے کے لئے اپنے سرمایہ کا کوئی جزو قرض لے۔ اس لئے دیہاتی بنکوں کے اغراض میں یہ بات شامل نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ شادیوں یا برادری کی ضیافتوں یا دیگر اسی قسم کی ضرورتوں کے لئے روپیہ قرضہ پر دیں۔ اگر لوگ اس قسم کی یا دیگر ضروریات کے لئے جن کا زراعت سے کوئی تعلق نہیں روپیہ قرض لینا چاہتے ہیں۔ تو انہیں اب بھی دیہاتی ساہوکار یا بنیا کے آگے دست سوال دراز کرنا ہوگا۔ زمیندارہ بنک امدادی کی غرض یہ ہے کہ کاشتکار کی زندگی کے بھاری کام کو اس سخت بوجھ سے سبکدوش کیا جاوے جس کے نیچے وہ اس وقت اس بھاری سود کی وجہ سے دبا ہوا ہے۔ جو زراعتی قرضہ جات کی بابت وصول کیا جاتا ہے"۔

کمیشن نے (یعنی جن اصولوں پر جن کی انہوں نے اپنی رپورٹ میں تشریح کی) انجمن ہائے قرضہ کی قائمی کی سفارش کی۔

ایکٹ ہائے سنہ ۱۹۰۴ء و سنہ ۱۹۱۲ء

۱۵۱- بڑی با احتیاط غور اور لمبی تحقیقات اور بحث مباحثہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۹۰۴ء کا ایکٹ انجمن ہائے امداد قرضہ صادر ہوا۔ سر ڈنزل ایبٹسن صاحب نے اس ایکٹ کو ایک صاف اور عالمانہ بیان میں جو بطور ریزولیوشن گورنمنٹ ہند (صیغہ مال و تجارت) نمبر ۱-۶۳-۳ مورخہ ۲۹ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء شائع ہوا پیش کیا اور اس کی تشریح کی۔ بعد ازاں یہ ایکٹ منسوخ ہوا۔ اور اس کی جگہ ایکٹ انجمن ہائے امدادی سنہ ۱۹۱۲ء نافذ ہوا سنہ ۱۹۱۴ء میں تحریک نے جو ترقی دس سال ہائے ماقبل میں کی تھی۔ اس پر گورنمنٹ ہند نے اپنے ریزولیوشن (صیغہ مال و تجارت) نمبر ۱۲-۲۸۷-۱ مورخہ ۱۷ جون سنہ ۱۹۱۴ء میں اظہار رائے کیا۔ اور ایک کمیٹی زیر صدارت سر ایڈورڈ میکلیگن مقرر ہوئی تا کہ یہ دیکھے کہ آیا تحریک ہذا ٹھیک اصولوں پر چل رہی ہے اور ان تجاویز کی طرف ایماء کرے جو ترقی کے لئے ضروری معلوم ہوں۔ اُن جملہ اشخاص کو جن کے دلوں میں عوام الناس کی بہبودی مرکوز ہے اس کمیٹی کی رپورٹ مطبوعہ سنہ ۱۹۱۵ء کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

دیہاتی مسئلہ جیسا کہ اس کی توضیح کمیٹی تحریک امداد نے کی

۱۵۲- کمیٹی تحریک امداد نے اس بات کا اظہار ضروری خیال کیا کہ اہم غرض یہ ہے کہ ان زیادہ غریب جماعتوں اور زیادہ خصوصیت سے کاشتکاروں کی ترقی کے مسدود ہو جانے کا تدارک کیا جائے جن پر زیادہ حصہ آبادی مشتمل ہے۔ انہوں نے تحریر کیا کہ:

"یورپ کے بہت سے ملکوں کی طرح ہندوستان کے اکثر حصص

میں پایا گیا۔ کہ باوجودیکہ تجارت جلد بڑھ گئی ہے۔ اور ذرائع آمدورفت میں ترقی ہوئی ہے۔ کاشتکاران کی مالی حالت میں جو ترقی ہونی چاہئے تھی نہیں ہو رہی۔ مقروضیت بجائے کم ہونے کے روبہ ترقی ہے۔ سود خواری اب تک کثرت سے ہے۔ طریقہ جات کاشتکاری میں کوئی ترقی نہیں ہوئی۔ اور قسمت کا لکھا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دہقانی اقتصاد کی پست حالت کی دقیانوسی و ردی علامات ہمیشہ دامنگیر رہیں گی۔ اس حالت کی زیادہ تر نمایاں صورتیں یہ تھیں کہ ساہوکار زمین کھسوٹ رہے تھے اور سود ستانی کر رہے تھے۔ اور کاشتکار جماعتوں نے اپنی بچتوں کو یا تو جمع رکھا یا فضول خرچی و مقروضیت کی وجہ سے ثابت کر دیا کہ وہ برے موسموں یا منظم تجارت کا مساوی شرائط پر مقابلہ کرنے کے ناقابل ہیں دہقانی پستی کی مزید علامات یہ تھیں کہ تعلیم یا ترقی کے لئے کسی قسم کی اصلی خواہش موجود نہ تھی اور دہقان ان اشخاص کے جور و ستم کو متوکلانہ برداشت کر رہے تھے۔ جو دولت یا معاشرتی وجاہت کے باعث اعلےٰ پایہ پر تھے۔ یہ حالت اگرچہ بسا اوقات "وضع قدیم کی دلدادگی" سے موسوم کی جاتی ہے۔ مگر اس میں اکثر بالارادہ وضع قدیم کی دلدادگی کا عنصر نہیں ہوتا ہے۔ اور اس کی زیادہ تر وجوہات جہالت و زمانہ ماضی کی روایتی خدمت گذاری اور زمانہ آیندہ کے لئے اعلےٰ نصب العینوں کی عدم موجودگی ہوتی ہیں تحریک باہمی امداد کی خاصیت ترقی کی رکاوٹ کے طور پر یہ ہے کہ اس سے زیادہ تر ظاہری اور عظیم قباحتوں کا تدارک ہی مقصود نہیں بلکہ اس اندرونی اخلاقی ابتری کی اصلاح بھی مقصود ہے۔ جس کا غریب جماعتیں عرصہ سے شکار بن رہی ہیں*

ملک کے ایک بڑے حصہ میں کاشتکار جماعتوں کی ترقی کی رکاوٹ کئی سالوں سے سرکار کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا رہی ہے اور ان کی مادی حالت کی اصلاح کے لئے متعدد تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ ایک طریق سرکاری قرضہ جات کا رائج کیا گیا۔ ڈاک خانہ جات کے سیونگ بنک کھولے گئے۔ دیوانی قانون قرضہ کی کئی بار اور وسیع پیمانہ پر ترمیم ہوئی۔ حق مزارعان انتقال اراضی۔ عام بے باقی قرضہ و سود ستانی کی روک کے متعلق مختلف اوقات اور مختلف علاقہ جات

میں خاص قانون نافذ کئے گئے۔ لیکن اگرچہ ان میں سے بعض تجاویز سے کم از کم کاشتکار جماعت کو بہت مدد پہنچی ہے تاہم اس کاروائی کے عام اثر کی بابت صرف یہی کہا جا سکتا ہے کہ وہ جزوی اور نامکمل ہے۔ حفظان صحت اور تعلیم کے ذریعہ جو مزید کوششیں غریب جماعتوں کے ماحول اور عقلی حالت کے بہتر بنانے کے لئے کی گئی ہیں۔ ان سے کوئی زیادہ کامیابی نہیں ہوئی۔ بنا براں اس قسم کی اصلاحی تجاویز کو جو پیشتر برتی گئی تھیں۔ ترک کئے بغیر سرکار نے اس مسئلہ کے حل کے لئے جو اس کے درپیش تھا۔ امداد باہمی کو ایک نہایت ہی پُرامید طریق سمجھ کر اس کی طرف رجوع کیا۔ امداد باہمی کا اصول قیاسی بہت مختصر الفاظ میں یہ ہے کہ ایک منفرد اور کمزور شخص دوسروں کے ساتھ شریک ہونے اور اخلاقی ترقی اور باہمی امداد کی بدولت اپنی ہی حیثیت میں وہ اصلی فوائد جو متمول اور طاقتور اشخاص کو میسر آتے ہیں۔ حاصل کر سکتا ہے اور اس طرح اپنی قدرتی قابلیتوں کے موافق پوری پوری ترقی کر سکتا ہے طاقتوں کے اجتماع سے حقیقی ترقی حاصل ہو جاتی ہے اور مل کر کام کرنے سے خود اعتمادی پیدا ہو جاتی ہے اور ان طاقتوں کے باہمی عمل سے ہی امید ہو سکتی ہے۔ کہ ایک اعلےٰ اور بہت آسودہ درجہ کی طرز معاشرت جو بہتر کاروبار۔ بہتر زراعت کاری اور بہتر معاشرت کے نام سے موسوم ہے مکمل طور پر حاصل ہو۔ ہم نے نہ صرف بیرونی اشخاص کو ہی بلکہ اس تحریک کے معاونین کو بھی اس طرف مائل دیکھا ہے کہ وہ اس کے اخلاقی پہلو کی تحقیر کرتے ہیں۔ اور اس تحریک کو ایک فضول وہم پرستی تصور کرتے ہیں۔ واقعی عملی صورت میں ضروری ہے کہ امداد باہمی ان معیار ہائے کو جو مدنظر ہیں اکثر اوقات پورا کرنے سے بہت قاصر رہے۔ اور ایسی تفصیلات کو جو امدادی نصب العینوں کے غیر مطابق ہوتی ہیں۔ بسا اوقات اس امید پر کہ شاید ان سے بہتر نتائج پیدا ہوں قبول کرنا پڑتا ہے ہم اس امر پر مجبور ہوئے ہیں کہ اپنی رپورٹ میں امدادی جماعت پر زیادہ تر کاروباری نقطہ خیال سے بحث کریں لیکن ہم وضاحت کے ساتھ اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتے ہیں

کہ گورنمنٹ کو عوام الناس کی بہبودی کی توقع صرف حقیقی امداد باہمی یعنے ایسی امداد میں ہی جو اس مسئلہ کے اخلاقی پہلو کو تسلیم کرتی ہے رکھنی چاہئے۔ نہ اس چھوٹی امدادی عمارت سے خواہ وہ کیسی ہی خوشنما کیوں نہ ہو جو امدادی اصولوں کی ناواقفیت میں تعمیر ہوئی ہے جب ہم امدادی انجمنوں کی ساخت کا تذکرہ کریں گے۔ تو ہم اس مضمون کی طرف پھر عود کریں گے۔ لیکن اس اثنا میں ہم یہ جتلانا چاہتے ہیں کہ مصالح تعمیر کے ساتھ کم و بیش ناممکن المس عنصر اخلاقی کے اخلاط سے باہمی امداد اور ان تجاویز کے مابین جو گورنمنٹ زمیندارہ رکاوٹ ترقی کو دور کرنے کے لئے اختیار کرتی ہے ایک بھاری تفاوت ہو جاتا ہے"۔

۶۵۳- مندرجہ بالا خیالات پر انتخاب ذیل از ریزولیوشن ۱۹۱۴ء اضافہ کیا جا سکتا ہے :۔

فوائد امداد باہمی سے حاصل ہو سکتے ہیں

"جو اشخاص کہ مل کر جماعتیں بناتے ہیں۔ ان کا مقصد اولی اقتصادی ہوتا ہے۔ ان کی غرض یہ ہوتی ہے کہ روپیہ یا دیگر حوائج پیداوار ارزاں نرخوں پر حاصل کریں یا اپنی پیداوار کو بمقابلہ ان نرخوں کے جو اس منڈی میں رائج ہیں۔ جس میں وہ منفرداً پیداوار لے جائینگے۔ گراں نرخوں پر فروخت کریں۔ اگر یہ غرض ہندوستان کے ایک معتد بہ حصہ میں حاصل ہو جاوے۔ تو نتیجہ اقتصادی لحاظ سے بیش قیمت ہوگا۔ مثلاً یہ تخمینہ لگایا گیا ہے۔ کہ ہندوستان کے کاشتکاران ساہوکاران دیہہ کی بجائے انجمن ہائے امداد قرضہ باہمی سے قرض لینے سے کم از کم بیس لاکھ روپیہ سالانہ کے قطعی غیر ضروری بار سود سے اپنے تئیں آج کل بچا رہے ہیں۔ اور کوئی وجہ نہیں کہ کیوں چند سالوں ہی میں اس رقم میں کئی گنا اضافہ نہ ہو جائے۔ الامحض اخراجات سود کی بچت ان فوائد کا جو حاصل ہوتے ہیں۔ صرف ایک جزو ہے باہمی امداد کی ترقی اور ساکھ کے جمہوری بن جانے سے روپیہ جو مخزون تھا۔ اور زنگ خوردہ ہو رہا تھا اب پیش کیا اور جمع کرایا جا رہا ہے۔ اس روپے کے لگانے کی جو بصورت دیگر بیکار پڑا رہتا۔ ایک مفید صورت نکل آئی ہے۔ سرمایہ جو اور نہج پر دستیاب نہ ہو سکتا تھا۔ اب کاشتکاران

کے ہاتھوں میں آگیا ہے۔ پُرانے قرضہ جات بے باق ہو چکے ہیں اور دیرینہ رہن فک کرائے گئے ہیں۔ ایسی صورتوں کی نسبت بھی اطلاع ملی ہے۔ جن میں نہ صرف واحد اشخاص کے ہی بلکہ سالم سالم دیہات کے قرضہ جات ورہن ہائے کی بے باقی ہو چکی ہے۔ قرضہ سے آزاد ہو جانے اور معقول شرائط پر سرمایہ کے دستیاب ہو سکنے کی وجہ سے کاشتکار اس قابل ہو گیا ہے کہ زیادہ دلجمعی سے اور ایزاد شدہ وسائل کی مدد سے اپنے ذرائعہ کو ترقی دے۔ اور ساتھ ہی مخزون روپیہ کے نکالنے اور ملک کی ترقی میں اس کو استعمال کرنے اور لوگوں کی اقتصادی حالت کے ترقی یاب ہونے کالازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ ان کی طاقت خرید بڑھ جائے گی۔ اور اندرونی اور بیرونی تجارت وسیع ہو جائے گی *

"امداد باہمی سے کسی اور پہلو میں اتنی ترقی کی امید نہیں جتنی کہ ترقی زراعت میں۔ ابتدا ہی سے اس نے کاشتکاران کو اس قابل بنا دیا ہے کہ ان مشکلات کا تدارک کریں۔ جو ردی مالی حالت اور دہقانی اقتصاد کے غیر ترقی یافتہ طریق سے پیدا ہوتی ہیں۔ لیکن گذشتہ دو یا تین سال کے اندر ہی اس کی بدولت معلوم ہونے لگ گیا ہے۔ کہ امداد باہمی سے کس طرح ان کو ایسی محنت طلب زمین سے اور ایسے موسموں سے جن سے دھوکا لگ سکتا ہے۔ بہتر معاش کے حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے ضرورت کے وقت کاشتکار کی امداد کرنے میں گورنمنٹ کبھی پیچھے نہیں رہی۔ خرید تخم و مویشی کے لئے قرضہ جات فیاضی سے دیئے جاتے ہیں۔ نرم سلوک کی وجہ سے موسمی آفات سے جلد نجات حاصل ہوئی ہے اور سب سے بڑی نعمت یعنے آبپاشی کے باعث وسیع رقبہ جات میں ایسی آفات کا انسداد ہو گیا ہے۔ لیکن ان جملہ نعمتوں سے بڑھ کر مفید نعمت وہ تعلیم ہے۔ جو محکمہ زراعت عوام کے روبروئے پیش کر رہا ہے۔ الّا میدان اس قدر وسیع ہے اور ماہر کارکن اس قدر قلیل ہیں کہ محض محکمانہ کوششیں کفایت نہیں کر سکتیں کہ ہر ایک کاشتکار کو ان فوائد سے جو علم زراعت پیش کرتا ہے بخوبی واقفیت ہو جائے۔ اسی موقعہ پر امداد باہمی نے ہاتھ بٹایا ہے۔ بعض صوبہ جات میں اس نے وہ وسائل بہم پہنچائے ہیں جن سے تخم جب اس کی ہر ایک ترقی یافتہ قسم کو کمالیت پر پہنچا کر قابل

استعمال بنایا جاتا ہے۔ سرکاری فارم سے رقبہ جات کثیر میں ہر ایک گاؤں کے لئے لایا جا سکتا ہے۔ اور اس میں ہزار گنا اضافہ ہو سکتا ہے۔ امداد باہمی کے ذریعہ خالص بیج قائم رہ سکتا ہے۔ اور پیداوار کے لئے بہترین قیمت دستیاب ہو سکتی ہے۔ اس کی بدولت کاشتکار کو ارزاں کھاد اور ایسے آلات کشاورزی مل سکتے ہیں۔ جن کو ماہرین نے آزمالیا ہے اور پسند کیا ہے۔ اس نے مویشی پالنے والوں کو دہقانی گاؤں کی ترقی کے لئے اعلےٰ درجہ کے جفاکش سانڈ بہم پہنچائے ہیں۔ اور اس نے ایسے وسائل مہیا کر دئے ہیں۔ جن سے مفید معلومات کی اشاعت ہو سکتی ہے"۔

"زراعتی ترقیات کے ساتھ تحریک امداد باہمی کا ملاپ مختلف صورتیں اختیار کر سکتا ہے۔ ایک مقام پر امدادی انجمن زراعتی مجلس کے فرائض بہم پہنچا سکتی ہے۔ اور دوسری جگہ زراعتی جماعتوں یا انجمنوں کا وجود علٰحدہ علٰحدہ ہو سکتا ہے الا اس طرح کام کر سکتی ہیں۔ کہ امدادی تحریک کے ساتھ ان کو قریب ترین لگاؤ حاصل ہو۔ لیکن جہاں کہیں زراعت کاری اور تحریک امداد کو اس امداد کا تجربہ ہو چکا ہے۔ جو ایک کو دوسرے کے ملاپ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ وہاں ایک حقیقی طبعی تعلق جلد ترقی کر رہا ہے اور اس میں ذرا شک نہیں کہ تھوڑے ہی سالوں میں ہندوستان بھر میں یہی حالت ہو جائیگی۔ دراصل اجنبی مشاہدین نے بیان کیا ہے کہ بمقابلہ کسی دیگر تجویز کے جس کی ترقی میں سرکار مشغول ہے۔ ان دونوں محکموں کی کوششوں کا عوام الناس کی زندگی پر ایک گہرا نقش ہوا ہے"۔

"لیکن جو برکات کہ ملک کو امدادی تحریک سے حاصل ہو رہی ہیں وہ ان بلاواسطہ اقتصادی ترقیات تک ہی محدود نہیں ہیں۔ تحریک امداد باہمی اس اصلاح کے وسیع معنوں میں عقلی و اخلاقی تعلیم کا نام ہے۔ جب لوگ کاروباری اغراض کے لئے اکٹھے ہوتے ہیں تو ان کو تعلیم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ اس امر کی آموخت کے لئے کہ حساب کتاب کیوں کر رکھنا چاہئے۔ اور پرامیسری نوٹوں پر کس طرح دستخط کرنے چاہئیں۔ پاس بکیں اور رسیدات کس طرح معائنہ کرنی چاہئیں۔ بیّن دلائل موجود ہیں۔ اس قسم کی تعلیم سے دھوکا کھانے کا امکان لازمی طور پر بہت کم رہ جاتا ہے مزید براں ممبران جو امدادی تحریک کی سادہ کتب کو پڑھنے کی قدرت رکھتے ہیں

اپنی انجمن کی اور اس تحریک کی ترقی میں زیادہ عقل کے ساتھ دلچسپی لینگے جہالت اس تحریک کے لئے سدِّراہ ہے۔ اور جس طرح کہ تحریک امداد سے خواندگی یا تعلیم کی ضرورت پڑتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح خواندگی یا تعلیم سے امدادی تحریک کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ الا امدادی تحریک کا اثر اس سے بھی زیادہ وسیع ہے۔ اس کا کام یہی نہیں۔ کہ آسان شرائط پر قرضہ مل جاتا ہے بلکہ کفایت شعاری کی ترغیب بھی دیتی ہے انجمن میں داخل ہونے کا معیار آدمی کا چلن ہوتا ہے نہ کہ دولت اور جہاں جہاں لوگ اپنی مشترکہ بہبودی کے لئے آپس میں اکٹھے ہوگئے ہیں اور انہوں نے اپنی مشترکہ ساکھ کو مکفول کیا ہے۔ وہاں وہاں انہوں نے ایک دوسرے کے چلن پر ایسا اثر ڈالا ہے۔ اور ایک دوسرے کے فوائد کو ایسے طریقوں میں ترقی دی ہے۔ جن کی نسبت پیشتر اس ملک میں خواب وخیال نہ تھا۔ اس امر سے کہ بالآخر اراکین انجمن ہر ایک رکن کے قرضہ جات کی ادائیگی کے ذمہ وار ہیں۔ ایک زبردست روک اس بارہ میں ہو جاتی ہے۔ کہ غیر منفعت خیز اغراض پر اس سے زیادہ خرچ نہ کیا جاوے۔ جتنا کہ عام رائے کے مطابق بالکل ہی ضروری ہے چنانچہ اخراجات شادی میں کمی ہو گئی ہے۔ شراب خواروں اور قماربازوں کی یا تو اصلاح ہو گئی ہے یا ان کو انجمنوں سے خارج کر دیا گیا ہے خود ضبطی۔ باقاعدگی۔ راستبازی۔ خودداری۔ ادب آداب۔ قناعت اور کفایت شعاری کو تقویت ہوئی ہے۔ بعض رقبہ جات میں مقدمہ بازی میں نمایاں کمی ہو گئی ہے۔ اور دیگر ان میں عام سرمایہ کا استعمال مدرسوں کو کھولنے۔ وظائف دینے۔ کونین تقسیم کرنے۔ چاہ آبنوشی مہیا کرنے اور بازاروں کی صفائی میں ہوا ہے۔ امدادی ساکھ کی تحریک کے باعث سیونگ بنک۔ فنڈ ہائے منفعتی و سرمایہ امداد غرباء قائم ہو گئے ہیں۔ وہ لوگ جنہیں امدادی انجمنوں سے بلاواسطہ واقفیت ہے۔ اُس تبدیلی کی بہت زور سے قدردانی کرتے ہیں جو اس تحریک کے باعث ان اشخاص کے چلن میں ہوئی ہے۔ جو اس تحریک کے زیر اثر ہیں۔ اور اس بات کا ذہن نشین کرنا ضروری ہے۔ کہ تحریک امداد محض آسان شرائط پر روپیہ حاصل کرنے کی یا جھگڑوں سے

اقتصادی وسائل کو بڑھانے کی تجویز ہی نہیں ۔ بلکہ ایک زبردست تعلیمی طاقت بھی ہے۔ اور اس حیثیت سے اس امر کی مستحق ہے کہ وہ اشخاص جو عوام کی بہبودی کے خواہاں ہیں نہایت سرگرمی سے اس کی امداد کریں۔ اور بسا اوقات ان انجمنوں کی منتظم جماعتوں کو تنازعات کے متعلق کام ثالثی و دیگر فرائض جو رولہتی پنچایت ہائے دیہی سے علاقہ رکھتے ہیں۔ تفویض ہوئے ہیں۔ اور یہ خیال محض غیر معقول نہیں کہ اگر اصل مقصد ہمیشہ پیش نظر رہا۔ اور اس جوش میں جو اس تحریک میں داخل ہے یگانگت رہی تو ممکن ہے کہ متحدہ دیہاتی معاشرت جو زمانہ حال کے اختلاف پیدا کرنے والے اثرات سے کمزور ہوگئی ہے۔ پھر شاداب ہوجاوے" ۔

۶۵۴ - کسی مزید بیان سے پیشتر یہ مناسب ہوگا۔ کہ وہ وجوہات بتائی جاویں جن کے باعث طریقہ امداد باہمی بمقابلہ دیگر ہمسر طریقوں کے زیادہ امداد کا مستحق ہے۔ فوائد جو تحریک امداد سے مخصوص ہیں

طریق تقاوی سے جس کا تذکرہ فصل ماقبل میں ہؤا ہے۔ بہت سے فوائد حاصل ہیں۔ اس کا انحصار گورنمنٹ عالیہ کے اعتبار پر ہے جس کو اس طریق سے کسی منافعہ کے حاصل کرنے کی خواہش نہیں۔ اپنے اعتبار کے باعث گورنمنٹ ۵ سے ۶ فیصدی شرح سود تک قرضہ لے سکتی ہے ۔ اور پھر اس روپیہ کو ۶¾ ۷ فیصدی شرح سود پر قرضہ پر چڑھا سکتی ہے۔ تفاوت مابین ہر دو شروح اس طریق کے خرچ انتظام و نیز مجرائی بابت قرضہ جات ناممکن الوصول کو ظاہر کرتا ہے اس طریق کا بھاری فائدہ یہ ہے۔ کہ سود کم شرح پر وصول کیا جاتا ہے ۔ اور یہ فرض کیا جا سکتا ہے کہ محض اسی وجہ سے اس کا مقبول عام ہونا یقینی ہے لیکن محض یہی امر کہ امدادی قرضہ نے اس ملک میں اس قدر ترقی کی ہے۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ طریق تقاوی عیوب سے مبرا نہیں ۔ گورنمنٹ کو اس قدر کم شرح سود پر قرضہ دینے کی قابلیت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ عام ٹیکس گذار کے فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے زر تقاوی کے لئے مناسب کفالت لے اور اسے اس امر کا یقین ہو کہ اس روپیہ کی وصولی کر سکے گی۔ جن اختیارات کا استعمال ضروری تصور ہؤا ہے (دیکھو فقرہ ۶۲۰ بالا) ان کی نسبت احتمال ہے کہ بے رحم اہلکاروں کے ہاتھوں میں سخت ثابت ہوں ۔ اور اس طریق کو چلانے

کے لئے جو عملہ موجود ہوتا ہے۔ اس کا میلان یہ ہوتا ہے کہ قرضخواہان ان توقفات اور تکلیفات میں مبتلا ہوں۔ جو سرکاری خزانوں سے قرضہ جات کی براہ راست وصولی کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں[۱]؏

مزید براں سرکار کے لئے قرضہ کی نسبت یہ کفالت ہوتی ہے کہ وہ اراضی اور اس کی فصلات پر بار ہوتا ہے۔ اور بصورت لاچاری سرکار مالکانہ حقوق کو بذریعہ نیلام فروخت کر سکتی ہے۔ ایکٹ انتقال اراضی وضابطہ دیوانی کے رعایتی احکام کی رو سے گورنمنٹ کے اس حق میں۔ جو اس کو اپنی کفالت پر قرضہ کی وصولی کی بابت ہوتا ہے۔ کوئی نقص واقع نہیں ہوتا۔ زراعتی بنک اس امر پر مصر ہوگا کہ اس کا قرضہ اراضی یا فصلات پر بلاواسطہ بار ہو۔ یہ امر مشتبہ ہے کہ آیا زراعتی بنک محض شخصی ضمانت پر قرضہ دینے کے قابل ہوگا۔ چونکہ گورنمنٹ اپنے معاملات تقاوی سے کوئی منافع حاصل نہیں کرتی۔ یہ ظاہر ہے کہ اگر زراعتی بنک کے حصہ داران نے منافع وصول کرنا ہے۔ تو بنک کو مقابلتہً زیادہ شرح سود پر قرضہ دینا پڑے گا۔ اُس کے تعلقات اپنی اسامیوں کے ساتھ اجنبیانہ ہوں گے۔ اور وہ اُنکی ضروریات کو کاروباری اصولوں کے مطابق پورا کرے گا۔ اس طرح کہ ایک کی بہبودی دوسرے کے لئے باعث دلچسپی نہ ہوگی؏

۶۵۵- امدادی تحریک کو دعویٰ ہے کہ اس کا مرتبہ ایک کاروباری طریق سے بالا ہے۔ یہ ایک قسم کا نصب العین اور ایمان ہے۔ اسکی کامیابی کا انحصار اخلاقی تمسک پر ہے۔ اگر اسے ایک جماعت ایسے اشخاص کی دستیاب ہوجاوے جن کے وسائل محدود ہوں۔ اور جن کی اقتصادی حالت مساوی ہو۔ تو یہ ایسے ذرائع بہم پہنچاتی ہے۔ جن سے ہر ایک شخص کے فوائد میں جملہ اشخاص کے مشترکہ فوائد کے ساتھ بے غرضانہ الفت رکھنے کے باعث ترقی ہوجاتی ہے ممبران کو اس بات کا ادراک ہوجاتا ہے کہ جو فوائد اُن کو حاصل ہوتے ہیں۔ وہ گورنمنٹ یا ہمدردان بنی نوع انسان کی بیرونی امداد کی وجہ سے نہیں ہیں بلکہ ان کی اپنی متفقہ کوششوں اور ان قواعد کی سچی پابندی کا ثمرہ ہیں جو انھوں نے خود اختیار کئے ہیں۔ ان کی استقامت اور تنزل اپنی ہی قابلیتوں کے باعث ہے اور خواہ ان کو کامیابی نصیب ہو یا ناکامیابی۔ اس کا انحصار ان کے ذاتی چلن یا کوششوں پر

امداد باہمی سے کیا مراد ہے

[۱] مقابلہ کرو فقرہ نمبر ۲۰۶ رپورٹ کمیٹی مذکورہ

ہے۔ تحریک امداو زیادہ تر آپس میں اپنی مدد آپ کرنا ہے۔ اور چونکہ انتظام کے متعلق ممبران کی ذمہ واری یکساں ہوتی ہے۔ اور ایک ہی علاقہ سے ایک ہی جماعت سے منتخب کئے گئے ہوتے ہیں۔ اس لئے ایک کے قصور سے اُس کے دوستوں۔ اس کی جماعت اور خود اس کی اپنی ذات کو نقصان پہنچتا ہے۔ اس طرح راست معاملگی کے لئے ایک زبردست اخلاقی تحریک ہوتی ہے ٭

مزید براں جماعت امداد باہمی ایک عامۃ الناس کی نہ کہ متمولین کی جماعت ہے۔ اس میں ممبران کا پایہ مساوی ہوتا ہے۔ اور قوم۔ مذہب۔ پیدائش یا دولت کا کوئی امتیاز نہیں ہوتا۔ اور ممبران دیگر جملہ ممبران کے اقتصادی فوائد کو بڑھانے کے متعلقہ کام میں ایمانداری نیک چلنی اور حصول کامیابی کے لئے مل کر کام کرنے کی نیت سے شریک ہوتے ہیں۔ اس تحریک میں خیرات کا کوئی عنصر نہیں۔ یہ ایک طرح امداد خود بذریعہ امداد باہمی ہے ٭

۶۵۶۔ دیہاتی امداد قرضہ کا طریق ریفی سین طریق پر مبنی ہے ضروری اصولوں کا تذکرہ کمیٹی تحریک امداد کی رپورٹ کے فقرہ ۳ میں حسب طریق ذیل درج ہے:۔ باہمی امداد میں کامیابی کی شرائط

ایک انجمن کو پورے طور پر امدادی بننے کے لئے بہت سی شرائط کا پورا کرنا لازمی ہے۔ تحریک امداد باہمی کی بنیاد اس اصول قیاسی پر قائم ہے۔ کہ کمزور اشخاص باہمی ارتباط سے اور اس ارتباط میں اخلاقی کوشش اور اخلاقی فرض کے متعلق مسلسل ترقی کرنے والے احساس کو داخل کرنے سے اپنی منفردہ منفعتی قابلیت کو بڑھانے اور انجام کار اپنی مالی اور اخلاقی حالت کو ترقی دینے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ یہ تحریک فی الاصل ایک اخلاقی تحریک ہے۔ اور اس کی نوعیت شخصی ہے نہ کہ جماعتی۔ اس میں مالی بضاعت کی بجائے دیانتداری اور اخلاقی فرض کا احساس ہوتا ہے۔ اور اس کے پیش نظر وہی امور ہوتے ہیں جو اخلاقی نہ کہ دنیاوی لحاظ سے پسندیدہ ہوں۔ اگر یہ مطلوب ہے کہ یہ تحریک سچی ہو نہ کہ جھوٹی تو ظاہرا طور پر پہلی شرط یہ ہوگی کہ ہر ایک ممبر کو تحریک امداد کے اصولوں سے واقفیت ہو۔ ایک انجمن کو قائم کرنے کے لئے پہلی بات جو ضروری ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ احتیاط سے دیانتدار اشخاص یا کم از کم ایسے اشخاص کا انتخاب کیا جاوے۔ جنھوں نے کافی اطمینان اس

امر کا دلا دیا ہے۔ کہ آئندہ کے لئے ان کا ارادہ دیانت داری کی زندگی بسر کرنے کا ہے۔ جہاں تک انجمن کے کاروبار کا تعلق ہے۔ اُسے روپیہ صرف اپنے ممبروں کو ہی دینا چاہیئے۔ اور قرضہ جات کسی حالت میں روپیہ کو زیادہ نفع کی امید پر دیری سے لگانے کے اغراض کے لئے جن سے کفایت شعاری اور دیانت داری کی ترغیب کی بجائے بالکل برعکس اثر ہوتا ہے نہیں دینے چاہئیں۔ قرضہ جات صرف منفعت خیز اغراض کے لئے ہی دینے چاہئیں۔ یا ایسی ضروریات کے لئے جو بطور روزانہ حوائج زندگی جائز طور پر منفعت خیز کہلا سکتی ہیں۔ قرضخواہان کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے شرکایان کو اس بارہ میں اطمینان دلائیں۔ کہ وہ اس قابل ہیں کہ قرضہ جات کی ادائیگی اس آمدنی سے جو اُن کو اپنے ترقی یافتہ منفعتی یعنے نفع پیدا کرنے کی قابلیت سے وصول ہوگی یا یہ کہ کفایت شعاری کے باعث اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے بعد وہ کچھ حصہ آمدنی ایسا بچا لیں گے جو اُن کے قرضہ جات کی اقساط کو جبکہ وہ واجب الادا ہوں گی ادا کرنے کے لئے کافی ہوگا۔ جب کوئی قرضہ دیا جاوے تو یہ ضروری ہے کہ انجمن کی کمیٹی اور دیگر ممبران پوری پوری نگرانی رکھیں کہ روپیہ صرف اس غرض پر جس کے لئے وہ دیا گیا تھا خرچ کیا جاتا ہے۔ اگر روپیہ نامناسب طریق پر لگایا گیا ہے۔ تو فی الفور واپس لیا جانا چاہیئے۔ مزید براں مناسب ہے کہ ہر ایک قرضہ کی صورت میں شخصی ضمانتیں حاصل کر کے انجمن کی عام نگرانی میں منفرد ممبران کی خاص نگرانی سے اضافہ کیا جاوے۔ کسی قرضدار کے روپیہ ادا نہ کرنے کی صورت میں ان ضامنوں سے فی الفور مطالبہ ہونا چاہیئے۔ زیادہ عام امور متعلقہ کاروبار انجمن کے لئے بلاشبہ ایک انتظامیہ کمیٹی جس کا ایک پریزیڈنٹ اور ایک سیکرٹری ہو ہونی چاہیئے اور اس کمیٹی کے جملہ ممبران بہ استثنائے اُن اشخاص کے جو صرف منشیانہ فرائض ادا کرتے ہیں۔ اور انتظام کے متعلق ان کی کوئی رائے نہیں۔ انجمن کے ممبران ہونے چاہئیں اور ان کو خدمت بلا معاوضہ کرنی چاہیئے۔ مزید برآں قطعی اختیار عہدہ داران کو عطا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ممبران کے ہاتھوں میں رہنا چاہیئے۔ اور ان کو سوسائٹی کے کاروبار میں عملی طور پر دلچسپی لینی چاہیئے۔ اس غرض سے

کمیٹی کی ساخت بالکل جمہوری ہونی چاہیئے۔ جنرل میٹنگ یعنے مجلس عام میں ہر ایک ممبر کی ایک ووٹ یا رائے ہونی چاہیئے۔ اور اس سے زائد نہیں۔ اور تمام کاروبار اس طرح ہونا چاہیئے۔ کہ انجمن کے اندر اس کی غایت درجہ کی اشاعت ہو جاوے۔ مثلاً کسی مقام پر ایک ایسی فہرست رکھی جانی چاہیئے جس کو ہر ایک ممبر دیکھنے کا مجاز ہو۔ اور جس سے ان قرضہ جات کی جو ہر ایک ممبر کو دیئے گئے ہیں۔ اور ضامنوں کے اسماء کی اور اس قرضہ کی تعداد کی جو ابھی تک غیر مؤدی ہے۔ تشریح ہوتی ہو۔ ہر ایک ممبر کا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اسے اس حساب کی حالت سے عام طور پر واقفیت ہو۔ عام مجالس بار بار منعقد ہونی چاہئیں، اور ان میں انجمن کے کاروبار حسابات پر پوری پوری بحث ہونی چاہیئے۔ اور ان کی توضیح ہونی چاہیئے انجمن کی خاص غرض یہ ہونی چاہیئے کہ اس کے ممبران کفایت شعاری میں ترقی کریں۔ اور ساتھ ہی اُسے اس بات کی توقع ہونی چاہیئے کہ کفایت شعاری کا خیال قرب و جوار میں پھیل جاوے گا۔ اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے قرضہ جات صرف اسی حالت میں دینے چاہئیں جب کہ وہ فی الحقیقت ضروری ہوں۔ اور ان کا دینا مناسب ہو۔ مزید براں کفایت شعاری اور انجمن میں مالکانہ حق کی ترقی کی امداد ان کوششوں سے ہونی چاہیئے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو منافعوں سے ایک مضبوط سرمایہ محفوظ قائم کیا جاوے۔ انجمن کو اس بارہ میں بھی ترغیب ہونی چاہیئے کہ جہاں تک ممکن ہو۔ سرمایہ ان بچتوں سے حاصل کیا جاوے۔ جو اس کی تعلیم اور مثال کی تقلید کی بدولت اس کے ممبران اور ان کے ہمسائیگان کو ہوئے ہیں۔ ان تمام امور کے ساتھ سادہ کاروباری اصول یعنے دیانتداری باقاعدگی باضابطہ حساب رکھنا۔ محنت اور وقت پر ادائیگی بھی برتنی چاہئیں ان جملہ امور کو حاصل کرنے کے لئے مندرجہ تحت باتوں کا ہونا ضروری ہے پورا پورا اندرونی ضبط اور عہدہ داران کی طرف سے روز افزوں احتیاط و نگرانی اور تحریک امداد کے اصولوں کو سیکھنے کے لئے ممبران کی طرف سے لگاتار کوشش۔ بار بار مجالس قائم کرنا۔ دیگران کی نگرانی رکھنا۔ نہایت محنت سے کام کرنا کفایت شعاری برتنا اور اپنے قرضہ جات کو جب وہ واجب الادا ہوں۔ باقاعدہ طور پر ادا کرنا"

۶۵۷- انجمن کے کم از کم دس ممبر ہونے چاہئیں۔ بالعموم اس کا رقبہ اس قدر محدود ہوتا ہے۔ کہ ممبران کی تعداد کا بہت بڑھ جانا غیر اغلب ہوتا ہے

پنجاب میں نمونہ انجمن

اوسط درجہ کی انجمن کے ہندوستان میں ۴۰ ممبر ہوتے ہیں۔ جرمنی میں ممبران کی اوسط تعداد ۹۴ ہوتی ہے۔ جس قدر رقبہ کم ہوگا۔ اسی قدر ذاتی معلومات زیادہ مکمل ہونگے اور ہر ایک ممبر کی اقتصادی حالت کی نگرانی زیادہ آسان ہوگی۔ پنجاب میں ہر ایک ممبر کو کم از کم عنا عنہ۲ عنہ۵ روپیہ کے حصہ کے لئے چندہ مساوی سالانہ اقساط میں دس سالوں میں دینا پڑتا ہے یہ حصص قابل برآمدگی نہیں ہوتے (اس سے یہ مراد نہیں کہ قابل واپسی نہیں ہوتے۔ تمام خالص منافعہ جات دس سال تک مشترکہ اور ناقابل تقسیم رہتے ہیں۔ ازاں بعد ان کا چوتھائی حصہ سرمایہ محفوظ میں چلا جاتا ہے۔ اور ۳/۴ بطور حصص ناقابل برآمدگی حصہ داران کے مابین تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ اس کی غرض یہ ہے کہ انجمن کے اپنے ہی سرمایہ سے ایک ایسی چیز پیدا ہو جاوے جو قرضخواہاں اور ممبران کی غیر محدود ذمہ واری کے مابین بچاؤ کا کام دیوے۔ ان انجمنوں کی ذمہ واری غیر محدود ہونی چاہئے۔ الا اس سے ضروری طور پر لازم نہیں آتا کہ ممبران زیادہ خطرے میں مبتلا ہو جاویں گے۔ انجمن یا جماعت ایک متفقہ گروہ ہوتا ہے۔ اس لئے باقی حساب لیکویڈیشن (یہ) ہی قرضخواہ اس ذمہ واری پر عملدرآمد کرا سکتا ہے۔ غیر محدود ذمہ واری جملہ معاملات بخ و معاملات کاروباری۔ شراکتوں۔ کلبوں۔ جماعتوں وغیرہ میں عام طور پر پائی جاتی ہے۔ اور اس قاعدہ کی استثناء صرف ایک ہی ہے جو محدود کمپنیوں کی صورت میں ہے۔ اور ایسی کمپنیاں ہندوستان میں محض زمانہ حال کی ایجاد ہیں۔ ذمہ واری کا تعلق ان رقوم سے ہوتا ہے۔ جو انجمن کے ذمہ بیرونی قرضخواہاں کی ہوتی ہیں۔ اور اس ذمہ واری کو عملاً قرضہ جات حاصل کردہ کے لئے ایک قلیل حد غایت مقرر کرنے سے محدود کیا جاتا ہے۔ اس امر کے لئے بطور تجویز ابتدائی یہ ضروری ہوتا ہے کہ اس قرضہ کی حد جو منفرد ممبران کو دیا جا سکتا ہے مقرر کی جاوے اگر اس مؤخر الذکر احتیاط پر پورے غور سے عمل کیا جاوے۔ اور جملہ قرضہ جات کی پورے طور پر دو ضامنوں سے کفالت لی جاوے تو کسی نقصان کا خطرہ نہیں رہتا۔ سال بسال اداشدہ سرمایہ حصص بڑھتا رہتا ہے اور منافع جمع ہوتے رہتے ہیں اور انجمن بتدریج اس قابل ہو جاتی ہے کہ اس کو بیرونی امداد کی ضرورت نہیں رہتی۔ حتیٰ کہ دس سال کے بعد (جیسا کہ تجربہ سے ثابت ہوا ہے) انجمن عام طور پر اس کل سرمایہ کی جو اس کے ممبران کو مطلوب ہوتا ہے مالک

ہو جاتی ہے اور غیر محدود ذمہ واری صرف برائے نام باقی رہ جاتی ہے۔ پنجاب میں ۱۹۳۱ء کے ماہ جولائی میں ۱۶۲۹۷ دیہاتی انجمنوں کے ۴۹۹۳۱۴ ممبران کا کارآمد سرمایہ ۱۷ء۱۸ کروڑ تھا۔ جس میں سے ۳۸ء۸ فیصدی انجمنوں کی اپنی ملکیت تھی۔ ممبران کا کل قرضہ ۸ء۷ کروڑ تھا۔ انجمن کی اغراض میں یہ داخل نہیں کہ حصص پر منافع پیدا کرے۔ سرمایہ حصص پر اتنا ہی سود ادا ہونا چاہیئے۔ جتنا کہ قرضہ جات پر وصول کیا جاسکتا ہے لیکن اس سے زیادہ جو رقم ہو اس کی ترقی خدمت ممبران میں صرف کرنا چاہیئے اس طرح کہ شرح سود کم کردی جائے یا دیگر نہج پر ان کے اقتصادی فوائد کو ترقی دی جائے۔

۴۵۸۔ دیہاتی انجمنوں کے وجود کے ابتدائی سالوں میں سرمایہ بہم پہنچانے کے لئے

بنک ہائے مرکزی

مرکزی بنک قائم کئے گئے ہیں۔ ان کی شکل ضروری طور پر امدادی نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ مشترکہ راس المال کی ان کمپنیوں (جائنٹ سٹاک) کی طرح ہوتے ہیں۔ جن کی ذمہ واری محدود اور سرمایہ مقرر ہوتا ہے انہیں زیر ایکٹ انجمن ہائے امداد قرضہ درج رجسٹر ہونے اور رجسٹری شدہ انجمنوں کے حقوق سے مستفید ہونے کی اس شرط پر اجازت ہوتی ہے کہ ان کی غرض محض یہ ہوگی کہ امدادی انجمنوں کی اغراض میں سہولیت پیدا کریں۔ پنجاب میں ان کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بینکنگ یونین جس کے ممبر اور حصہ دار صرف امدادی انجمنیں جن کے ساتھ اس کا کاروبار ہوتا ہے ہوتے ہیں۔ اور دوسرے خالص بنک ہائے۔ جن میں مختلف اشخاص حصہ دار ہوتے ہیں۔ مؤخر الذکر کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ اسے بیرونی قرضہ زیادہ مل سکتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کے بنک اس تحریک کے ابتدائی زمانہ میں بہت مفید ثابت ہوئے ہیں۔ ان کی کامیابی چند ایسے بہی خواہان ملک کی بے لوث ایثار کے باعث ہوئی ہے جن کے پنجاب کے حامیان تحریک امداد مرہون منت ہیں۔ یہ بنک صرف رجسٹری شدہ انجمنوں کو اس حد تک جو کہ رجسٹرار صاحب مناسب خیال کریں قرضہ دیتے ہیں ان کو ان انجمنوں کے بارہ میں جو ان کے ساتھ لین دین رکھتی ہیں۔ ہر ایک قسم کی معلومات جو کہ ممکنہ عملہ بہم پہنچا سکتا ہے حاصل کرنے کا اختیار ہے۔ ان کے لئے لازمی ہے کہ اپنے سرمایہ کا ایک چہارم برائے سرمایہ محفوظ رکھیں الا ان انجمنوں کو جو ان کے ساتھ لین دین رکھتی ہیں۔ دس سال تک منافعوں کے تقسیم کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ ان کا کاروبار اس طرح غیر معمولی طور پر محفوظ ہوتا

---

[۱] انجمن ہائے امداد باہمی کی کارروائی کے متعلق سالانہ رپورٹیں جو اس بارہ میں چھپتی ہیں ملاحظہ کرو۔

ہے۔ اور چونکہ ان کا سرمایہ محفوظ بڑھتا رہتا ہے۔ اس لئے ان کو جس قدر قرضہ لینا چاہیں حاصل کرنے کی نسبت کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہیں ہوتا۔ صاحب ڈپٹی کمشنر یا سب ڈویژنل افسر بالعموم بہ حیثیت اپنے عہدہ کے پریزیڈنٹ ہؤا کرتے تھے۔ لیکن اب کئی ایسے مرکزی بنک ہیں جہاں ایسا نہیں اور کمیٹی دربارہ تحریک باہمی کی سفارشات پر عمل ہونے لگ گیا ہے۔

بوجہ ان خاص رعایات کے جن سے مرکزی بنک مستفید ہوتے ہیں۔ ایکٹ اور قواعد کی رو سے بعض قیود عاید کی گئی ہیں۔ جن کے باعث ان میں اور مشترکہ راس المال کمپنیوں میں تمیز ہو جاتی ہے۔ کم از کم ان کے سالانہ منافع کا ایک چوتھائی سرمایہ محفوظ میں جانا چاہیئے۔ اور منافع ۱۰ فیصدی سے متجاوز نہیں ہونا چاہئے۔ اور کسی شخص کو ایک ہزار روپیہ سے زائد کے حصص یا کل سرمایہ کے ۱/۵ سے زائد نہیں رکھنے چاہئیں۔ یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ ان قیود کے باعث بنک کی مالی پائیداری میں اضافہ ہوتا ہے۔

صاحب رجسٹرار اور ان کے فرائض

۶۵۹۔ تحریک امداد باہمی پر انتظامیہ ضبط رکھنے کے لئے ایک صاحب رجسٹرار مستقل طور پر تعینات ہیں۔ جن کے ماتحت بڑا عملہ برائے معائنہ و تعلیم مقرر ہے۔ مزید براں ایک غیر سرکاری جماعت موسومہ بہ پنجاب کوآپریٹو یونین بھی ہے۔ جس نے ایک بہت بڑا عملہ بغرض پڑتال حسابات و نگرانی انجمن ہائے اپنے غیر سرکاری سرمایہ اور گورنمنٹ کے امدادی عطیہ پر مقرر کیا ہؤا ہے۔ کمیٹی مذکورہ کی رپورٹ میں صاحب رجسٹرار کی حیثیت اور فرائض اس طرح بیان ہوئے ہیں:-

"ہندوستان میں تحریک امداد باہمی کی ترقی کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ یہ تقریباً اس وجہ سے ہوئی ہے کہ ہر ایک صوبہ میں سرکار کی طرف سے ایک خاص افسر اس تحریک کی رہنمائی اور ضبط کے لئے مقرر ہے۔ یوروپین ملکوں میں ہم دیکھتے ہیں کہ ایسے افسر بعض صورتوں میں مقرر کئے جاتے ہیں۔ الا ان کے فرائض زیادہ تر رسمی ہوتے ہیں دیگر صورتوں میں یہ تحریک کسی واحد نمائندہ سرکاری کے سپرد نہیں ہے الا متعدد محکمہ جات کے سرکاری افسران سے توقع ہوتی ہے کہ اس کی مدد اور حمایت کرینگے۔ ایکٹ کی ضروریات ضابطہ کو پورا کرنے کی غرض سے ہی نہیں بلکہ اس تمام تحریک کی رہنمائی اور ضبط کے لئے بھی رجسٹرار کی اسامی کو پیدا کرنے سے حکومت ہند کو ایک

ہیئیل منصب حاصل ہے۔ جس سے ہماری رائے میں اس تحریک کو بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ اور آئندہ اس سے بھی زیادہ پہنچ سکے گا۔ جب یہ اسامی اول مرتبہ ۱۹۰۵ء میں پیدا کی گئی تو سرکاری افسر کی تقرری بطور رجسٹرار کم و بیش ایک عارضی تجویز سمجھی گئی تھی۔ اور یہ امید تھی کہ جوں جوں تجربہ حاصل ہوتا جائیگا۔ اور انجمنیں اپنے پاؤں پر آپ کھڑی ہونے کے زیادہ قابل ہو جائیں گی۔ تو رجسٹرار کی مربیانہ نگرانی کی بتدریج ضرورت کم ہوتی جاوے گی۔ حتی کہ وہ آخرکار اپنے تئیں صرف اپنے آئینی فرائض تک محدود رکھنے کے قابل ہو جائے گا۔ کئی صوبہ جات میں اب بھی یہ اسامیاں عارضی ہیں۔ اور ان کے آئندہ جاری رکھنے کے متعلق ۱۹۱۶ء میں غور ہوگی۔ لیکن جو کچھ ہم نے اپنی رپورٹ میں بیان کیا ہے۔ اس سے اور فرائض کے خیال سے جو ہماری سفارشوں کی رو سے رجسٹرار پر عائد ہوتے ہیں۔ یہ معلوم ہو جائیگا۔ کہ ہمیں اس خیال سے اتفاق رائے نہیں کہ یہ اسامی اڑا دی جائے یا اس کے فرائض غیر سرکاری اشخاص کو دے دئے جائیں اور نہ ہی ہماری رائے میں ہندوستان میں تحریک امداد کی مسلسل ترقی کسی اور طرح ممکن ہے۔ بجز اس کے کہ ایک قابل اور کافی عملہ رجسٹراروں کا مستقل طور پر رکھا جائے۔"

"ایکٹ کی رو سے رجسٹرار کا فرض ہے۔ کہ انجمنوں کی رجسٹری کے متعلق درخواستیں لے اور ان کے متعلق تحقیقات کرے۔ انجمنوں کے ضمنی قواعد اور ان کے متعلقہ ترمیمات کو درج رجسٹر کرے۔ حسابات کی پڑتال کرے یا کرائے۔ انجمنوں کی جائداد اور ذمہ واریوں کی مالیت کا تخمینہ کرے۔ ایسے قرضہ جات کی فہرست مرتب کرے جو عرصہ سے واجب الادا ہو چکے ہیں۔ اور یہ دیکھے کہ آیا ایکٹ و قواعد و ضوابط کی تعمیل ہوتی ہے۔ اور جب خاص معائنہ جات کرنے کی ہدایت ہو تو ایسے معائنہ جات کرے۔ اور انجمنوں کو برخاست یا منسوخ کرے اور ان کی بے باقی کرائے۔ اپنے فرائض کی انجام دہی کے لئے ایسے کثیر و سائل متعلق تحریک امداد کا جو ان دنوں بہت کثرت سے ہیں۔ رجسٹرار کو مطالعہ رکھنا چاہئے۔ ایسی اقتصادی حالتوں اور عملوں سے

جو ہندوستان بھر میں یا اُس کے اپنے صوبہ میں ہوں۔ واقفیت پیدا کرنی چاہیئے۔ اور ان طریقوں اور اصولوں سے بھی واقف ہونا چاہیئے جو مشترکہ راس المال کمپنیوں کے متعلق ہیں۔ اور ان طریقوں کا امتحان کرنا چاہیئے۔ جو کفایت شعاری کی ترقی اور باہمی امداد کی تعلیم کے متعلق دیگر ملکوں میں آزمائے گئے ہیں۔ وہ ایک تعلیم دینے والے محکمہ کا افسر اعلےٰ بھی ہے۔ اس لئے اُسے ایسے مؤثر ذرایعہ تجویز کرنے چاہئیں۔ جن سے اکثر حصہ آبادی کو تحریک امداد باہمی کے متعلق اصلی واقفیت حاصل ہو جاوے۔ مزید براں اس کے ذمہ جو کام ہیں وہ یہ ہیں ایک بھاری عملہ پر ضبط رکھنا۔ ضوابط و قواعد بطور نمونہ کے مسودات تیار کرنا۔ کوائف جمع کرنا۔ رپورٹیں تحریر کرنا۔ گورنمنٹ کو کئی ایک معاملات کے متعلق مشورہ دینا۔ اور اس تحریک کی اعلےٰ مالیت کے ساتھ جو زیر انتظام بنک ہائے مرکزی و پراونشل ہے۔ قریبی تعلق رکھنا۔ علاوہ ازیں اسے امدادی و زراعتی کانفرنسوں میں شامل ہونا چاہیئے۔ منڈیوں۔ اعزازی کارکنان تحریک و دیگر بہی خواہاں و سرکاری محکمہ جات کے ساتھ ہمیشہ لگاؤ رکھنا چاہیئے۔ اور خاص حد تک سرکاری مطبع اور امدادی رسائل کے لئے معلومات پیدا کرنی اور مضمون نگاری کرنی چاہیئے۔ جیسا کہ مسٹر وُلف صاحب نے ہمیں بتایا ہے۔ رجسٹرار صاحبان کو افسر نہیں سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ انجمنوں کے ایسے رہنما اور فلسفہ دان اور دوست جن کو گورنمنٹ نے مامور کیا ہے۔ اور جو ان کے تنخواہ دار ہیں۔ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ رجسٹرار کا کام بے پایاں ہے۔ اور وہ کبھی یہ خیال نہیں کر سکتا کہ اس نے اسے ختم اور تا تاریخ مکمل کر دیا ہے۔ اُسے ہمیشہ یہ ضرورت محسوس ہو گی کہ زیادہ مطالعہ رکھے اور اپنی انجمنوں کی زیادہ سے زیادہ نگرانی رکھے اور ان کو زیادہ سے زیادہ تعلیم دیوے۔ نئے اغراض کو حاصل کرنے کے لئے نئے وسائل اور طریقہ جات پر ہمیشہ بحث ہوتی چاہیئے۔ اور انہیں تجویز کرنا چاہیئے۔ علاوہ براں اس کا کام ایک بھاری ذمہ داری کا کام ہے۔ جس میں ان کثیر رقوم زر کی جن کو لوگوں نے جمع کیا ہے نگرانی کرنی پڑتی ہے اور صوبہ کی اقتصادی قسمت کی متعلقہ ذمہ داری میں حصہ لینا پڑتا ہے۔ یہ بخوبی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ بہت کم افسران ایسے ہیں۔ جن کو اس سے زیادہ

بھاری اور سخت کام تفویض ہؤا ہے"۔
۶۶۰۔ افسران ضلع کو جو تعلق اس تحریک کے ساتھ ہے۔ اس کی نسبت جو تذکرہ
گورنمنٹ ہند کے ریزولیوشن ۱۹۱۴ء میں ہؤا حسب ذیل ہے:۔ افسران ضلع کی حیثیت
"گو کہ تحریک ضروری طور پر ایسی ہونی چاہئے۔ جس میں عامۃ الناس
کو ہی دخل ہو اور گو کہ حد سے زیادہ سرکاری نگرانی نہیں ہونی چاہئے
الا یہ نتیجہ کسی طرح نہیں نکلتا۔ کہ سرکاری افسران جو ان اشخاص کے
دائرہ میں داخل نہیں۔ جن کو اس تحریک سے بلا واسطہ تعلق ہے۔ اس
سے علٰحدگی اختیار کریں۔ یہ درست ہے کہ تفصیلات متعلق ایجاد و معائنہ
اس ماہر عملہ کے ہاتھوں میں رہنی چاہئیں۔ جو اس کام کے لئے مہیا کیا
گیا ہے اور یہ افسر ضلع کا ضروری فرض نہیں کہ ان انجمنوں کے اندرونی
انتظام میں دخل دے۔ لیکن چونکہ انجمن ہائے امدادی اب اس قسم کے
تجربات نہیں رہے جو ضلع کے کام کے دائرہ سے باہر ہوں اور اس
سے الگ ہوں۔ اور چونکہ علاوہ ان عظیم فوائد کے جو ان سے حاصل
ہوتے ہیں۔ وہ ایک ایسی قوت ہیں جسے لوگوں کی بہبودی کے ساتھ
قریبی تعلق ہے۔ اور جس کا زمانہ حال و آئندہ کی بھلائی یا برائی پر ایک
زبردست اثر ہے۔ افسر ضلع اپنے تئیں اس تحریک سے علٰحدہ نہیں
رکھ سکتا۔ بخلاف اس کے امدادی اصولوں اور عمل کی واقفیت ان دنوں
اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ قانون مال کی۔ یہ اس کا فرض ہے۔ کہ ان
انجمنوں کے ساتھ نہایت ہی قریبی تعلق رکھے۔ اور ان کو عدم ہمدردی
کے باعث نیست و نابود ہونے یا عدم نگرانی کی وجہ سے نامرغوب
طریق پر نشو و نما پانے نہ دے۔ اسے اس تحریک کے اصولوں کے
لئے خود ذریعہ اشاعت بننے کے بغیر ذاتی طور پر نہ کہ اپنے ماتحتان کے
ذریعہ اس بارہ میں واقفیت پیدا کرنی چاہئے کہ اس تحریک نے اس
کے ضلع کے اندر کیا ترقی کی ہے۔ اور ان لوگوں کی امداد اور حوصلہ افزائی
کرنی چاہئے۔ جنہوں نے مل کر انجمنیں بنائی ہیں۔ اور ذی رعب اور
متمول اشخاص کی دلچسپی اور امداد حاصل کرنی چاہئے۔ اور اپنے مشورہ
سے ان لوگوں کی امداد کرنی چاہئے۔ جو باہمی امداد کے فوائد سے مستفید
ہونے کے خواستگار ہیں۔ ایسا کرنے سے کسی طرح کارروائی تحریک

امداد سہ کاری نہیں بن جاتی۔ اور نہ ہی اس سے اس بنیادی اصول میں مداخلت ہوتی ہے۔ کہ اگر اس تحریک کو کامیاب ہونا ہے۔ تو اس میں صرف عامۃ الناس کو ہی دخل ہونا چاہئے۔ بلکہ اس قسم کی حوصلہ افزائی اور رہنمائی سے اسے تقویت پہنچے گی۔ اور جس قدر زیادہ قریبی تعلق افسر ضلع کا انجمنوں کے ساتھ ہوگا۔ یقیناً اس قدر زیادہ اور قیمتی ذرائع اس کو اپنے روزانہ کام میں مدد دینے کے لئے دستیاب ہو جائینگے۔

"یہ لوکل گورنمنٹ کا کام ہے کہ اس بارہ میں غور کرے کہ ہر ایک صوبہ میں انتظام ضلع میں کس حد تک اور کس طریق میں انجمنوں کا استعمال ہو سکتا ہے۔ یعنے یہ کہ کس حد تک وہ ضلع کی رعایا کے اصلی خیالات معلوم کرنے کا ذریعہ بن سکتی ہیں۔ اور کس حد تک ابتدائی تعلیم دیہاتی حفظان صحت و طبی مدد کو ترقی دینے میں از خود امداد کے قابل ہیں۔ اور کس طریق پر قلت قحط یا وباؤں کے موقعہ پر ان کا استعمال ہو سکتا ہے یا یہ کہ آیا اس تعلیم سے جو وہ دے رہی ہیں ایک اصلی طریق دیہاتی حکومت کا نشوونما پائیگا۔

"ان اور دیگر طریقہ جات میں امدادی تحریک سے فائدہ اٹھانا ممکن ہو سکتا ہے۔ اور اگر اس تحریک کی عقلمندی سے رہنمائی کی جاوے تو لوگوں کی بہبودی کو ترقی دینے میں اس کا ضرور بھاری اثر ہوگا۔ گو یہ ابھی تک غیر متیقن ہے کہ ضلع کے کام میں انجمنیں کہاں تک اور کس طرح مدد پہنچا سکتی ہیں۔ لیکن اس میں کچھ شک نہیں کہ انتظام ضلع میں ایک نیا عنصر جس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا پیدا ہو گیا ہے اور نئے فرائض اور ذمہ واریاں افسران ضلع پر عائد ہو گئی ہیں۔"

کمیٹی تحریک امداد نے خیالات بالا سے اتفاق رائے کیا جو خاص فرائض صاحب کلکٹر کے ذمہ عائد ہوئے ہیں۔ ان کی تشریح ایکٹ کی دفعہ ۳۵ میں درج ہے وہ مجاز ہیں کہ رجسٹرار صاحب کو ہدایت کریں کہ کسی خاص انجمن کی حالت کے متعلق تحقیقات کریں۔ وہ انجمن کی جملہ کتب کا معائنہ کر سکتے ہیں۔ اور کسی انجمن کی کارروائی کے متعلق جو معلومات کہ انہیں درکار ہوں طلب کر سکتے ہیں مرکزی بنکوں کے ساتھ ان کو جو تعلق ہے۔ اس کی نسبت کمیٹی نے تحریر کیا کہ "اگرچہ ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہیں کہ کلکٹر یا سب ڈویژنل افسر منفرد صورتوں میں کسی مرکزی بنک کی کمیٹی انتظامیہ پر

بطور صدر انجمن یا ممبر کام کریں۔ ہم اس امر کی سفارش نہیں کرتے کہ یہ اسامیاں باعتبار عہدہ خود یا بطور قاعدہ کلیہ ان کے پاس رہیں۔ البتہ افسر ضلع کو ہماری رائے میں ہمیشہ اس بارے میں استحقاق ہونا چاہئے۔ کہ وہ مرکزی بنک کے ڈائرکٹروں یا حصہ داران کی مجالس میں شریک ہوسکیں۔ اور یہ فیصلہ کرنا لوکل گورنمنٹ کا کام ہے۔ کہ کس طریق سے یہ انتظام نہایت عمدگی کے ساتھ ہوسکتا ہے۔ وہ کانفرنس ضلع کی صدارت کے لئے بھی نہایت موزون ہوں گے۔ اس حیثیت میں یا کسی دیگر میں جو گورنمنٹ ہماری مندرجہ بالا تجاویز کے مطابق مرکزی بنکوں کی نسبت انہیں عطا کرے۔ انہیں ہماری رائے میں یہ رتبہ حاصل ہونا چاہئے۔ جس سے صحیح طور پر اس عام تعلق کا اظہار ہو جو صاحب کلکٹر کو اس تحریک کے ساتھ ہے ان کا مرتبہ بطور ایک ایسے خیر خواہ کے ہوگا۔ جو ضروری واقفیت اور ہمدردی رکھتا ہے۔ الا یہ غیر ضروری ہے کہ انتظام کے ساتھ انہیں کوئی گہرا تعلق ہو یا وہ کوئی بلاواسطہ ذمہ داری اختیار کریں۔"

۱۶۰۱۔ الف۔ شاہی زراعتی کمیشن نے میکلیگن کمیٹی امداد باہمی کی سفارشات کو بالعموم منظور کیا۔ اور کوئی زیادہ نئی سفارشات نہیں کیں۔ تاہم کمیشن نے چند امور کے متعلق خاص طور پر زور دیا۔ کیونکہ بعض نقادوں کا ان امور پر بھٹک جانے کا احتمال ہے۔ اس تحریک کی ابتداء حکومت کے اس خیال پر ہوئی تھی۔ کہ "ہندوستانی قحط بار بار آنے والی آفت ہیں"۔ اس لئے اس تحریک کو انسداد قحط کی حکمت عملی کا ایک جزو بنانا مقصود تھا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پنجاب اور دیگر صوبجات میں اس تحریک کی تین امتیازی خصوصیات ہوگئی ہیں یعنی تحریک کی نگرانی سرکاری حکام بغور کرتے ہیں۔ اس تحریک کو دیہاتی علاقوں میں خاص طور پر فروغ دیا گیا ہے۔ اور یہ کہ اس تحریک کو رعایا کی دیگر ضروریات کی نسبت ساکھ بنانے کے طریق سے زیادہ تعلق رہا ہے۔ شاہی کمیشن نے اس امر کو تسلیم کیا۔ کہ جب تک بیرونی قرضہ کا بار کافی ہلکا نہ ہوجائے۔ تحریک زیادہ تر امدادی انجمنوں کی توسیع کے لئے ہی کام کرتی رہے۔ اس تحریک کے رہنمایان ان فوائد سے بخوبی واقف ہیں۔ جو باہمی امداد کے اصولوں کو ساکھ بڑھانے کے علاوہ دیگر کاموں میں بھی سودمند ہوسکتے ہیں۔ لیکن آئندہ کئی سالوں تک ان رہنماؤں کا سب سے ضروری فرض یہی ہونا چاہئے۔ کہ وہ دیہاتی زندگیوں کے تمام شعبوں میں ساکھ بڑھانے کے طریق کو ترقی دیتے رہیں۔ ہمارا خیال ہے۔ کہ ساکھ بڑھانے کے

سرکاری عملہ کے اہم فرائض

علاوہ دیگر تحریکات پر اپنے ذرائع کو استعمال کرنے کا سوال اُن کی اقتضائے رائے پر کھلم کھلا چھوڑ دیا جائے"۔

سرکاری عملہ کا زیادہ تر یہی منصب ہے۔ کہ وہ انجمنوں کے ممبران کو اپنے معاملات کا بیرونی مداخلت یا امداد کے بغیر انتظام کرنا سکھائیں۔ لیکن عملی ضروریات مقتضی ہیں۔ کہ کسی حد تک حسابات کی پڑتال۔ معائنہ اور نگرانی منجانب سرکاری عملہ بھی ہوتی رہے۔ غیر سرکاری کارکنوں کی امداد ضروری ہے۔ اور اس کا ہمیشہ خیر مقدم کیا جاتا ہے۔ لیکن ان کئی اہم نقائص کی بنا پر جو اس شاہی کمیشن کے پیش ہوئے۔ کمیشن نے سفارش کی۔ کہ اعلٰے تعلیم یافتہ اور کار آموز افسران کا عملہ تیار کرنے کی غرض سے ہر قسم کی کوششیں ہونی چاہئے۔ اس عملہ کا بڑا فرض یہ ہے۔ کہ وہ ممبران انجمن کو اس حد تک تعلیم دیں۔ کہ وہ اپنے فرائض خود اٹھا لیں۔ اور اس عملہ کی خدمات سے مستغنی ہو جائیں۔ اعزازی کارکنوں کے ہاتھوں کو ماہر مشورہ زیادہ مشکل مسئلوں میں رہنمائی کے ذریعہ مضبوط بنایا جائے۔ ان متحدہ جماعتوں و فیڈریشنوں کے کام کا معائنہ کیا جائے۔ جو اس تحریک کی انضباط و انتظام میں سرگرم عمل ہیں دیگر محکموں کے کام کو آسان کرنے کے لئے نئی تجاویز مرتب کی جائیں۔ اور خاص پروپیگنڈا کے لئے میدان پیدا کیا جائے۔ اور عوام کو اس طرح سے مربوط کیا جائے کہ وہ ماہرین کے مشورہ کو قبول کریں اور ان پر عمل کریں"۔

۶۶۱۔ ب۔ تحریک کو سرکاری امداد پہنچانے کے بارہ میں شاہی کمیشن نے حتمی طور پر یہ سفارش کی۔ "ہماری رائے میں مقامی حکومتوں

تحریک امداد باہمی کو سرکاری امداد

کو لازم ہے۔ کہ وہ اعزازی کارکنوں کو بھرتی ہونے کی تحریص دلائیں۔ اور ان کے ضروری مصارف میں امداد کریں۔ جو ان اعزازی کارکنوں کو دوران کار آموزی یا دیہات میں موقعہ پر کام کرنے میں برداشت کرنے پڑیں"۔

"سرکاری روپیہ کا ایک واجب مصرف یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایسی انجمنوں کی امداد کی جائے۔ جن کا مدعا یہ ہے۔ کہ امداد باہمی کے اصولوں کو مختلف اغراض پر عائد کرنے کی تعلیم پھیلائی جائے .... اور نیز متحدہ جماعتوں کو نگرانی میں امداد دی جائے۔ ہم نے دیکھا ہے۔ کہ سرکاری امداد عموماً پروپیگنڈا کے کام کے لئے دی جاتی ہے۔ اور ہم اس کی تائید کرتے ہیں۔ عام ناخواندگی کی وجہ سے عوام الناس تک بذریعہ اخبارات یا رسائل پہنچنے کی دقتوں کا خیال کرتے ہوئے۔ ہماری رائے ہے کہ زراعتی۔ حیواناتی۔ تعلیمی۔ صحتی سرگرمیوں کو آسان بنانے کی غرض سے حکومت

کو ایسی انجمن ہائے امداد باہمی سے خاص علاقہ رکھنا چاہئے۔ لہذا عجیب و غریب نئے کاموں میں آزادانہ امداد دینی چاہئے۔" شاہی کمیشن نے مزید یہ بھی سفارش کی۔کہ سرکاری روپیہ کو بہ نسبت پڑتال حساب کے تعلیم پر خرچ کرنا اولی ہے ؛

پنجاب میں تحریک بالعموم ان مذکورہ بالا مختلف سفارشات کے مطابق ہی چل رہی ہے ؛

۶۶۰۔ج۔ اصول امداد باہمی کے مطابق اراضی رہن رکھنے والے بنکوں کے مسئلہ پر بہت غور کیا گیا ہے۔اور اگرچہ تجربہ ابھی ناکافی ہے۔ جس کی بنا پر آخری نتائج مرتب نہیں ہو سکتے۔ لیکن آزمائشی طور پر یہ پالیسی منظور کر لی گئی ہے۔کہ سرکاری قرضہ کی امداد سے ہر سال دو ایسے بنک کھولے جائیں۔ اس مشکل مسئلہ پر شاہی کمیشن کی سفارشات قبول کر لی گئی ہیں۔ اور ایسے بنک ایکٹ انجمن ہائے امداد باہمی کے ماتحت رجسٹری کئے جاتے ہیں۔ فی الحال یہ بنک ابھی تجربہ کی منزل میں ہیں۔ لہذا ایسے اشخاص کو قرضہ دینے میں بہت احتیاط کرنی چاہئے جو روپے کے زیادہ بھوکے ہیں۔ اور اس ذاتی قربانی کے لئے تیار نہیں جو ادائیگی کے لئے ضروری ہے ؛

سرکار سے قرضہ لیکر زمین رہن رکھنے والے بنک قائم کرنا

۶۶۱ تا ۶۷۱ = منسوخ کئے گئے ہیں ؛

بیسویں فصل

کورٹ آف وارڈز

۶۷۲- یہ عام طور پر تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ حکومت کا فرض ہے۔ کہ وہ ایسے اشخاص کے جان و مال کی حفاظت کا انتظام کرے۔ جو بوجہ عمر جنس۔ دماغی ناقابلیت و دیگر علل اپنے امورات خود انصرام دینے سے قاصر ہوں گارڈین اینڈ وارڈز ایکٹ نمبر ۸ مصدرہ ۱۸۹۰ء یعنی قانون درباره ولیان و نابالغان ایں عام قانون درج ہے۔ اس ایکٹ کی رو سے عدالت مجاز ہے۔ کہ اگر کوئی موزون غیر سرکاری ولی نہ ملے۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع کو ہی یہ منصب سپرد کردے۔ لیکن جب مفاد عامہ کا سوال آپڑے۔ اور خاندان بھی ایسا خاندان ہو جسے ملکی و قومی اقتدار حاصل ہو۔ تو مصلحت سیاسی مقتضی ہے۔ کہ اس کے لئے ایک خاص انتظام ہونا چاہئے۔ اور یہ غرض کورٹ اوف وارڈز ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۰۳ء کے ذریعہ پوری کی گئی ہے۔ اس ایکٹ کے ماتحت جو ضابطہ کارروائی عمل میں لایا جاتا ہے۔ وہ جزءً تو ایسے قواعد کے ماتحت ہے جنہیں قانونی تاثیر حاصل ہے (ایکٹ ہائے انتظام اراضیات پنجاب جلد دوئم) اور جزءً انتظامیہ ہدایات کے تحت جو صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۳ میں مندرج ہیں۔ صوبہ کے عام اغراض انتظامیہ کے لحاظ سے ضروری ہے۔ کہ اگر حکومت مناسب امداد دے سکتی ہو۔ تو بڑے زمینداروں کے خاندانوں کی دستگیری کرے۔ اگر کسی خاص کار و بار کے انتظام کے لئے سرکاری مداخلت موزون نہ ہو مثلاً صنعت و حرفت یا تجارت کا کام۔ تو نابالغ مالک کو کورٹ اوف وارڈ کے سپرد کرنا شاذ و نادر ہی اس کے مفید مطلب ہوگا۔ ایسے معاملات ایکٹ ولیاں و نابالغان کے لئے چھوڑ دینے چاہئیں:

(کورٹ آف وارڈز قائم کرنے کا مدعا)

۶۷۳- بدرویہ یا فضول خرچ زمینداروں کے معاملہ میں جن وجوہات پر گورنمنٹ کو دست اندازی کرنی پڑتی ہے۔ بطور قاعدہ کلیہ ان کی علت غائی محض سیاسی ہوتی ہے۔ قانون کا ہرگز منشا نہیں ہے۔ کہ ایسے اشخاص کے

(بدرویہ یا فضول خرچ زمینداروں کی صورت میں مداخلت ان خاندانوں تک ہی محدود رہنی چاہئے جن کو کوئی پولیٹیکل یا معاشرتی اعزاز حاصل ہو)

اختیارات پر کسی قسم کی قیود لگائی جائیں جو اپنی جائداد کو بدکرداری و عیاشی میں برباد کر رہے ہوں تاوقتیکہ ان کے خاندان کا قومی اور پولیٹکل اعزاز قائم رکھنا سیاسی اغراض کے لئے ضروری نہ ہو۔ ہمارا قانون ملک فرانس کے قانون جیسا وسیع نہیں ہے۔ جس کے رو سے ہر ایک فضول خرچ شخص کے رشتہ دار سرکاری مشیر کی تقرر کے لئے درخواست کرنے کے مجاز ہیں[1]۔ اس مشیر کی امداد کے بغیر اس کو قرضہ اٹھانے یا جائداد غیر منقولہ کو رہن۔ بیع کرنے یا عدالت میں دعوے دائر کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ واضح رہے کہ بڑے خاندانوں کو بھی عطیہ قرضہ سرکاری کے ذریعہ زیرباری سے مخلصی دلانے کی تحریک گورنمنٹ کی مسلمہ پالیسی کے خلاف ہے ایسی صورتوں میں لازم ہے کہ صاحبان ڈپٹی کمشنر اشخاص متعلقہ سے بھی کورٹ آف وارڈ کی دست اندازی و امداد کی درخواستوں کی نسبت سرکاری طور پر کسی قسم کی بحث نہ کریں۔ اور نہ ہی منظوری صاحب کمشنر کے بغیر کوئی ایسی کارروائی شروع کریں۔ اگر انجام کار گورنمنٹ سے قرضہ لینا ضروری معلوم ہو۔ تو گورنمنٹ سے اس سوال کے تصفیہ کے لئے استصواب کرنا چاہئے کہ آیا اس معاملہ میں سیاسی یا دیگر وجوہات ایسی قوی ہیں کہ عام اصول پالیسی سے استثنا کرنا مناسب قرار دیا جائے ۔

قانون متعلقہ کورٹ آف وارڈ مندرجہ دفعات ۳۴ لغایت ۳۸۔ ایکٹ ۱۴ مصدرہ ۱۸۷۲ء کے نقائص اور پنجاب ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۰۳ء کی ابتدا

۴۷۶۔ کورٹ آف وارڈز کے متعلق پرانا قانون جو ایکٹ قوانین پنجاب مصدرہ ۱۸۷۲ء میں[2] درج تھا۔ وہ غیر تسلی بخش و ناقص تھا۔ لیکن اس مسئلہ کے بعض پہلوؤں پر اس وقت تک کوئی خیال نہیں کیا گیا۔ جس وقت تک کہ دیہاتی آبادی کو قرضہ کے بار سے نجات دینے کی تدابیر پر طویل مباحثات نہیں ہو چکے۔ اس غور و فکر کے بعد عام درجہ کے زمینداروں کے فائدہ کی غرض سے ایکٹ انتقال اراضی ۱۹۰۰ء کی تجویز[3] ہوئی۔ اور ملکی و قومی اقتدار والے خاندانوں کے فائدہ کے لئے ۱۹۰۳ء میں کورٹ آف وارڈز بطور ضمیمہ پاس کیا گیا۔ اس فصل کے باقی حصہ میں موجودہ قانون کی مختصر کیفیت درج کی جائے گی۔ اور اس کے بعد ان خاص معاملات پر رائے زنی کی جائے گی۔ جو وارڈوں کی ذاتی حفاظت اور ان کی جائداد کے انتظام کے متعلق ہیں ۔

[1] بلا ضرورت انتقالات کی تنسیخ کی بنا پر دعویٰ کرنے کے اختیارات جو بروئے رواجی قانون وارثان بازگشت کو حاصل ہیں اسی قسم کی قید ہے (اس دستور العمل کے فقرات ۱۸ اور ۱۵ ملاحظہ کرو)۔
[2] ترمیم شدہ بروئے ایکٹ ۱۲ بابت ۱۸۷۸ء
[3] اس دستور العمل کے فقرات ۲۴ و ما بعد دیکھو

[3] اس دستور العمل کے فقرات ۲۴ و ما بعد دیکھو۔

۶۷۵ - منسوخ کیا گیا۔

۶۷۶ - ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ سنہ ۱۹۰۳ء کی رو سے صاحب فنانشل کمشنر بہادر تمام صوبہ کے کورٹ آف وارڈس قرار دئے گئے ہیں لیکن صاحب موصوف اپنے اختیارات کلاً یا جزءً صاحبان کمشنر یا صاحبان ڈپٹی کمشنر کی معرفت عمل میں لانے کے مجاز ہیں۔ صاحبان کمشنر یا صاحبان ڈپٹی کمشنر کو ایسے اختیارات قواعد زیر ایکٹ مذکور یا عام یا خاص احکام کے ذریعہ عطا کئے جا سکتے ہیں[۵۱]۔

صوبہ پنجاب میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر کورٹ آف وارڈز قرار دئے گئے ہیں

۶۷۷ - کورٹ آف وارڈ کے زیر اہتمام آنے کے لئے ایک شخص کا "زمیندار" ہونا لازمی ہے یعنے اس کو بحیثیت مالک مفوض الیہ مالیہ سرکاری - پٹہ دار - اراضیات بنجر یا کسی اور نہج پر زمین میں کوئی حق حاصل ہونا[۵۲] چاہیئے۔

صرف زمیندار ہی وارڈ بنائے جا سکتے ہیں

۶۷۸ - کورٹ حسب ذیل اقسام زمینداران کو باختیار خود وارڈ قرار دے سکتی ہے:-

زمینداروں کے اقسام جو بموجب حکم صاحب فنانشل کمشنر بہادر وارڈ قرار دئے جا سکتے ہیں

(۱) نابالغان یعنی وہ اشخاص جن کی عمر[۵۳] ۱۸ سال سے کم ہو۔ جو شخص وارڈ بنایا گیا ہے۔ اگر اس کی عمر اس میعاد سے کم ہے تو وہ بالغ قرار نہیں دیا جاتا تا وقتیکہ ۲۱ سالہ نہ ہو جائے[۵۴]۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو ان تمام نابالغوں کی نسبت رپورٹ کرنی چاہیئے۔ جو ان کی رائے میں وارڈ بنائے جانے چاہئیں۔ نیز ان کو تمام ایسی صورتوں کی بابت رپورٹ کرنی واجب ہے۔ جن میں انہیں بموجب دفعہ ۱۸ گارڈین و وارڈ ایکٹ نمبر ۸ مصدرہ سنہ ۱۸۹۰ء کسی نابالغ کا ولی مقرر کیا گیا ہے۔[۵۵] مؤخر الذکر

---

۵۱ دفعہ ۴ - درباره اختیارات جو صاحبان ڈپٹی کمشنر یا صاحبان کمشنر کو تفویض ہوئے ہیں۔ دیکھو قواعد زیر دفعہ ۴ (۳) حصہ اول و دوئم جو ایکٹ ہائے انتظام اراضیات پنجاب جلد دوئم میں درج ہیں۔

۵۲ دفعہ ۳ (ب) ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ سنہ ۱۹۰۳ء

۵۳ دفعہ ۳ (ج) ایکٹ کورٹ آف وارڈس جس کو دفعہ ۳ - ایکٹ بلوغت ہند نمبر ۹ مصدرہ سنہ ۱۸۷۵ء کے ساتھ شامل کر کے پڑھنا چاہیئے۔

۵۴ دفعہ ۳ - ایکٹ نمبر ۹ مصدرہ سنہ ۱۸۷۵ء مرممہ بذریعہ دفعہ ۵۲ ایکٹ نمبر ۸ مصدرہ سنہ ۱۸۹۰ء۔

۵۵ دفعہ ۷ (۲)۔

رپورٹ کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر اس امر کا فیصلہ کرنے کے قابل ہو جائیں۔ کہ آیا ایسی جائداد کو زیر اہتمام کورٹ آف وارڈ لیا جائے یا نہ؟

(ب) ایسے اشخاص جن کو کسی عدالت نے بروئے دفعہ ۲ ایکٹ نمبر ۳۵ مصدرہ ۱۸۵۸ء فاتر العقل اور اپنی جائداد کے انتظام کے ناقابل قرار دیا ہو[ف۱]۔ ایسی صورت میں صاحب ڈپٹی کمشنر عدالت صاحب ڈسٹرکٹ جج میں ضروری تحقیقات عمل میں لانے کے لئے درخواست کر سکتے ہیں[ف۲]۔

اقسام زمینداران جو بروئے حکم لوکل گورنمنٹ وارڈ بنائے جا سکتے ہیں

۶۷۹۔ اگر لوکل گورنمنٹ یہ قرار دے کہ حسب ذیل اقسام زمینداران اپنے معاملات کا انتظام نہیں کر سکتے تو وہ مجاز ہے کہ کورٹ آف وارڈ کو ان کی جائداد کا اہتمام لینے کا حکم دے

(ا)۔ مستورات

(ب)۔ اشخاص جن کو کوئی جسمانی یا دماغی بیماری یا کمزوری لاحق ہو۔

(ج)۔ اشخاص جو وارڈ بنائے جانے کی خود درخواست کریں۔

(د)۔ اشخاص جو کسی جرم ناقابل ضمانت میں سزایاب ہوئے ہیں اور نیز بد رویہ چال چلن کے ہوں۔

(ہ)۔ اشخاص جو اپنی عادات فضول خرچی کے باعث جائداد کو غالباً برباد کر دینگے[ف۳]

کورٹ اگر مناسب سمجھے تو ان اشخاص کی ذات کا اہتمام بھی اپنے ذمے لے سکتی ہے[ف۴]۔ اشخاص مندرجہ قسم سوم کا اہتمام صرف ایسی صورت میں لیا جا سکتا ہے۔ جبکہ "اغراض عامہ کے لئے ضروری خیال کیا جائے"[ف۵] آخری دو اقسام میں اہتمام لینے کے لئے یہ امر لازمی ہے کہ زمیندار ایسے خاندان سے ہو جس کو پولٹیکل یا معاشرتی منزلت حاصل ہے" اور لوکل گورنمنٹ کو اطمینان ہو جائے کہ "وجوہات مصلحت عامہ یا اغراض عام کی بنا پر" مداخلت کرنی ضروری ہے۔

ف۱ - دفعہ ۶

ف۲ - دفعہ ۱۱ (۲) و نیز دیکھو دفعہ ۳۔ ایکٹ نمبر ۳۵ ۱۸۵۸ء

ف۳ - دفعہ ۵ (۲) (د)۔

ف۴ - دفعہ ۵ (۱)۔

ف۵ - فقرہ شرطیہ دفعہ ۵ (۲)۔

۶۸۰ - کسی شخص کو وارڈ بنانے کی تحریک وہ صاحب ڈپٹی کمشنر کرتے ہیں جن کے ضلع میں سالم یا بڑی جزو جائداد متعلقہ واقع ہو۔ لیکن بعض اوقات زمیندار حضور گورنر بہادر یا ممبر کونسل کی خدمت میں براہ راست درخواست دیتا ہے۔ ایسی صورتوں میں درخواست یا تجویز بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر ارسال کرنی پڑتی ہے۔ اور وہ اس پر اسی طرح کارروائی کرتے ہیں۔ گویا وہ معاملہ انہوں نے ہی شروع کیا۔ باب سوم ایکٹ ہذا کے رو سے صاحب موصوف کو تحقیقات کرنے اور تا صدور حکم منظوری وارڈ زیر تجویز کی ذات و املاک کی حفاظت کے لئے ضروری اختیارات عطا کئے گئے ہیں ؛

تحقیقات من جانب صاحب ڈپٹی کمشنر

۶۸۱ - حسب اقتضائے رائے کورٹ ایک نابالغ یا فاتر العقل وارڈ کسی وقت اہتمام سرکاری سے واگذار کیا جا سکتا ہے۔ البتہ جب کسی نابالغ کے وارڈ قرار دئے جانے سے پہلے صاحب ڈپٹی کمشنر اس کے ولی نامزد کئے گئے ہوں۔ تو اس کی واگذاری کے لئے صاحب ڈسٹرکٹ جج کا اتفاق رائے ضروری[1] ہے۔ اہتمام کورٹ سے واگذاری کے وقت اگر کوئی وارڈ بدستور نابالغ ہے تو کورٹ اس کا ایک ولی مقرر کر دیگی۔ جس کے استحقاق۔ فرائض اور تمام ذمہ واریاں اس ولی کی سی ہونگی جس کو صاحب ڈسٹرکٹ جج بمنشائے ایکٹ نمبر ۸ مصدرہ ۱۸۹۰ء نامزد کریں[2] ؛

واگذاری اہتمام

لوکل گورنمنٹ کے حکم کے بغیر اس زمیندار کی جائداد واگذار نہیں ہو سکتی ہے جو حسب الحکم گورنمنٹ وارڈ قرار دیا گیا تھا۔ لیکن کورٹ مجاز ہے کہ حسب اقتضائے رائے خود اس کی ذات کے اہتمام سے دست کش[3] ہو جائے ؛

۶۸۲ - جن احکام کے رو سے کورٹ آف وارڈ کسی زمیندار کی ذات یا جائداد کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لے یا اہتمام سے دست کش ہو وہ گزٹ سرکاری میں شائع کئے جاتے ہیں ؛

تشہیر احکام

۶۸۳ - جب کسی زمیندار کی جائداد جو وارڈ قرار دیا گیا ہے دیگر اشخاص کے ساتھ مشترک ہے تو کورٹ تمام مشترکہ جائداد کا انتظام اپنے ہاتھ

احکام دربارہ مالکان مشترک

---

[1] - دفعہ ۴۴ ؛

[2] - دفعہ ۴۷ ؛

[3] - دفعہ ۴۴ ؛

[4] - دفعات ۹ و ۵۰ ؛

میں لے سکتی ہے - جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائیگا - ایسی جائداد کے انتظام کے متعلق کورٹ کے اختیارات پر چند قیود لگائی گئی ہیں - اسی طرح اگر کوئی شخص اہتمام کورٹ سے واگذار کیا گیا ہے - اور اس کی جائداد ایک دوسرے شخص سے مشترک ہے؎۱ جو تا حال زیر اہتمام کورٹ ہے تو کورٹ تمام جائداد کا انتظام؎۲ بدستور بحال رکھ سکتی ہے یہ حکم بدرجۂ نہایت مفید ہے - جس کے ذریعہ وہ دقت رفع ہو گئی ہے جو سابقہ قانون میں پیش آتی تھی - جبکہ چند بھائی زیر اہتمام کورٹ ہوتے اور ان میں سے ایک سن بلوغت کو پہنچ کر اس کی نگرانی سے نکل جاتا تھا - جب کورٹ ایسی جائداد کا انتظام کر رہی ہے جو وارڈ کی ملکیت نہیں ہے تو اس کا فرض ہے کہ فاضلہ آمدنی اصل مالک کے حوالہ کر دیا کرے؎۳ ؛

صرف جائداد ہی کو زیر اہتمام کورٹ آف وارڈ لیا جا سکتا ہے

۶۸۴ - جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کورٹ کی نگرانی صرف جائداد وارڈ تک محدود ہو سکتی ہے یا اس کی املاک و جان (ذات) دونوں زیر اہتمام لی جا سکتی ہیں؎۴ ؛

وارڈ کے اختیارات پر قانونی قیود

۶۸۵ - ایک وارڈ قرضہ پر کوئی چیز نہیں خرید سکتا نہ ہی وہ روپیہ قرض لے سکتا ہے یا اپنی جائداد بذریعہ پٹہ - رہن - بیع یا ہبہ منتقل کر سکتا؎۵ ہے - اس کو وصیت کرنے - متبنیٰ بنانے - یا تبنیت کی اجازت دینے کا اختیار نہیں؎۶ ہے - وہ دعوے بھی کورٹ ہی کے ذریعہ دائر کر سکتا؎۷ ہے - اور تا وقتیکہ کورٹ کو مدعا علیہ قرار نہ دیا جائے؎۸ - اور صاحب ڈپٹی کمشنر کو دو ماہ ماقبل؎۹ نوٹس نہ دیا جائے - اس کے برخلاف کوئی دعویٰ رجوع نہیں ہو سکتا ہے ؛

۶۸۶ - بعض صورت میں وارڈ کی ذاتی ناقابلیت واگذاری اہتمام پر ختم نہیں ہوتی - ایک

؎۱ - دفعہ ۸ ؛
؎۲ - دفعہ ۴۶ ؛
؎۳ - دفعات ۸-۴۶ ؛
؎۴ - دفعات ۶ و ۷ ؛
؎۵ - دفعہ ۱۵ (ا) ؛
؎۶ - دفعہ ۱۵ (ب) ؛
؎۷ - دفعہ ۲۰ (۱) ؛
؎۸ - دفعہ ۲۰ (۲) ؛
؎۹ - دفعہ ۱۹ ؛

وارڈ کی ناقابلیتِ بجز کا اثر بعد واگذاری بھی قائم رہتا ہے

زمیندار جو اپنی درخواست پر یا عادات فضول خرچی کے باعث وارڈ بنایا گیا ہو کورٹ کے اہتمام سے واگذار ہونے کے بعد بھی اپنی جائداد ایسی شرائط پر منتقل نہیں کر سکتا۔ جن کا اثر اس کی زندگی سے بعد بھی قائم رہتا ہے ؀

وارڈ کی جائداد کے متعلق کورٹ کے اختیارات

۴۸۷۔ تمام جائداد جو کورٹ کے اجرائے اہتمام کی تاریخ حکم پر وارڈ کی ملکیت تھی۔ و نیز تمام ایسی جائداد جو وارڈ مذکور بعد ازاں حاصل کرے۔ کورٹ کے قبضہ و تصرّف میں رہے گی۔ لیکن کورٹ کو اختیار ہے کہ اگر مؤخر الذکر جائداد وارڈ کو وراثتاً نہ پہنچی ہو تو اس کی نگرانی اپنے ذمہ لینے سے حسب اقتضائے رائے خود انکار کر دے[۱]۔ کورٹ اوف وارڈز ایکٹ صرف اسی جائداد پر حاوی ہے جو پنجاب میں واقع ہو۔ اگر وارڈ کی جائداد دوسرے صوبہ میں بھی ہو۔ تو اس پر ایکٹ مذکور کے احکام کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ اگر دوسرے صوبہ میں وارڈ کی مملوکہ جائداد کا انتظام کرنا بھی پسندیدہ ہو۔ تو اس صوبہ کے حکام کو محرّک کرنا چاہئے۔ کہ وہ اپنے مقامی قانون کے ماتحت مجوزہ کارروائی عمل میں لائیں۔ دوران اہتمام میں کورٹ کو مالک کے کل اختیار حاصل ہوں گے۔ اگر اس کی رائے میں سالم جائداد فروخت کر دینا وارڈ کے مفید مطلب ہو تو وہ اس کی بھی مجاز ہے[۲]۔ البتہ کسی جزو کے دائمی انتقال سے عموماً احتراز کیا جاتا ہے۔ لیکن جائداد کے دور افتادہ اور بکھرے ہوئے قطعات کو ادائیگی قرضہ کی عام تجویز میں فروخت کر دینا معقول اور عمدہ اصول تصوّر ہو سکتا ہے۔ الا کسی مشترک مالک کے حصہ کو جو خود وارڈ نہیں ہے۔ کورٹ بیع رہن کرنے یا ۲۰ سال سے زائد میعاد کے لئے پٹہ پر دینے کی مجاز نہیں[۳] ہے۔ فائدہ وارڈ کے لئے قرضہ اٹھانے کے سوائے[۴] اور لوکل گورنمنٹ کی منظوری کے بغیر اس کی پنشن یا اس کا عطیہ لاخراج رہن نہیں کیا جا سکتا[۵]۔ مخفی نہ رہے کہ ایسی جاگیرات قابل قرقی نہیں ہیں جو زیر ایکٹ ارث جاگیرات ملک پنجاب نمبر ۴ مصدرہ ۱۹۰۰ء مشتہر کئے گئے ہیں۔ اس لئے بغرض کفالت ان کی کوئی قانونی وقعت نہیں ہو سکتی ؀

---

[۱] - دفعہ ۱۶(۱) ؀

[۲] - دفعہ ۱۴ ؀

[۳] - دفعہ ۱۷(۲) ؀

[۴] دفعہ ۸

[۵] دفعہ ۱۷(۲)

وارڈ کی واگذاری یا انتقال کے بعد بھی انتظام قائم رہ سکتا ہے

۶۸۸- بعض صورتوں میں وارڈ کی قانونی ناقابلیت کے خاتمہ پر یا وفات پر بھی اس کی جائداد اہتمام سے واگذار نہیں ہوتی۔ اگر قرضہ کا بار بدستور باقی رہے تو بمنظوری لوکل گورنمنٹ سالم قرضہ کی بیباقی تک کورٹ کا انتظام جاری رکھا جا سکتا ہے[1]۔

وارڈ کی ذات کے متعلق کورٹ کے اختیارات

۶۸۹- جب کورٹ نے کسی وارڈ کی ذات کا اہتمام اپنے ہاتھ میں لیا ہو تو اس کا مقام رہائش بھی مقرر کر سکتی ہے۔ اور نرینہ نابالغ وارڈ کی صورت میں اس کی تعلیم کے متعلق کورٹ کو[2] پورا پورا اختیار حاصل ہوگا۔ یہ اختیارات صاحبان ڈپٹی کمشنر کو تفویض کئے گئے ہیں[3]۔

قرضہ کی تحقیقات

۶۹۰- کورٹ آف وارڈز کے اہم فرائض میں سے اکثر یہ بھی ہوتا ہے کہ جائداد وارڈ کو بار قرضہ سے سبکدوش کیا جائے۔ ہر قسم کی ذمہ واریوں و قرضہ جات کو صحیح صحیح تحقیق کرنا اس کا پہلا کام ہے۔ ایکٹ ہذا کے باب ششم میں اس معاملہ کے متعلق کامل اور ضروری تحقیقات کے ذرائع تجویز کئے گئے ہیں۔ جونہی کہ کورٹ نے اہتمام اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ صاحبان ڈپٹی کمشنر تمام قرضخواہوں کے نام اشتہار جاری کرینگے کہ وہ میعاد چھ ماہ کے اندر اپنے دعاوی معہ ان دستاویزات کے پیش کریں جن پر بطور وجہ ثبوت انحصار ہو[4]۔ بپابندی احکام دفعات ۷ و ۱۳۔ ایکٹ میعاد ہند نمبر ۹ مصدرہ سنہ ۱۹۰۸ء تمام ایسے دعاوی جو وجہ معقول کے بغیر میعاد مذکور کے اندر پیش نہیں کئے جائیں گے خود بخود ساقط ہو جائیں گے۔ عذر تاخیر کی معقولیت کا فیصلہ[5] صاحبان ڈپٹی کمشنر کریں گے۔ جائداد وارڈ کے خلاف متدائرہ مقدموں اور اجرائے ڈگریوں کی کارروائی اس وقت تک بند کی جائے گی۔ جب تک مدعی یا ڈگریدار اس امر کا سرٹیفکیٹ داخل نہ کرے کہ اس کا مطالبہ حسب ضابطہ مشتہر کیا گیا ہے[6]۔

۶۹۱- صاحبان ڈپٹی کمشنر کا فرض ہے کہ ہر ایک دعوے کی حقیقت معلوم کر کے رقوم

---

[1] - دفعہ ۴۵۔

[2] - دفعہ ۲۴۔

[3] - دیکھو فقرہ ۶۹۶ دستور العمل ہذا۔

[4] - دفعات ۲۶ و ۲۷۔

[5] - دفعہ ۲۹(۲)۔

[6] - دفعہ ۳۱(۲) مقابلہ ہو دفعہ ۳۱(۳) جو جدید کارروائی اجرائے ڈگری کے مانع ہے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر کو رقوم واجب الادا کا تصفیہ کر کے تقدیم و تاخیر مطالبہ کا تعین کرنا چاہیئے

واجب الادا کا تعین کریں[1]۔ البتہ جن رقوم کی ڈگری ہو کر تا حال غیر مؤدی ہوں وہ کسی صورت میں ردّ نہیں کی جا سکتیں[2]۔ مزید براں جن رقوم کی یکلخت ادائیگی ناممکن ہو صاحب موصوف کو ان کی آیندہ شرح سود (اگر کوئی ہو) کا بھی فیصلہ کرنا چاہیئے[3]۔ اگر وہ مناسب سمجھیں تو جملہ دیون کی تقدیم و تاخیر کی ترتیب کر کے ہر ایک کی ادائیگی کی تاریخ مقرر کر دیں[4]۔ اگر قرضخواہوں کو اپنے حساب کا جلدی تصفیہ ہونے کی امید ہو تو وہ اکثر بطریق مصالحت وارڈ کے مفید مطلب شرائط بھی منظور کر لینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ؎

قرضخواہ کیا کیا چارہ جوئی کر سکتے ہیں

۶۹۲- صاحب ڈپٹی کمشنر کا فیصلہ قابل اپیل نہیں ہے۔ لیکن کورٹ آف وارڈ اس کی نگرانی سماعت کر سکتی ہے[5]۔ جس حکم کے رو سے صاحب ڈپٹی کمشنر نے قرضہ جات کو ترتیب دیکر ان کی تواریخ ادائیگی مقرر کر دی ہوں۔ اس کی تردید و تنسیخ کے لئے کوئی دیوانی دعویٰ دائر نہیں ہو سکتا ہے البتہ اگر صاحب موصوف نے سالم دعوے نامنظور کر دیا ہے یا رقم تخفیف کر دی ہے تو فریق نقصان رسیدہ[6] نالش دیوانی کے ذریعہ اس فیصلہ کی صحت و جواز کے خلاف عذرداری کر سکتا ہے۔ کورٹ آف وارڈ اس مقدمہ میں مدعا علیہ[7] ہو گی۔ اس مقدمہ میں کوئی ایسی دستاویز شہادت میں نہیں لی جائے گی۔ جس کو مدعی باوجودیکہ وہ قادر تھا۔ لیکن صاحب ڈپٹی کمشنر کے روبروئے پیش کرنے سے قاصر رہا[8] ؎

تقرر اتالیقان۔ ولیان و منتظمان

۶۹۳- اس ایکٹ کے باب ہفتم میں تقرر اتالیق۔ ولی و ناظم کا تذکرہ ہے اور نیز ان کے فرائض اور ذمہ واریوں کی تشریح کی گئی ہے۔ بپابندی احکام کورٹ ولی وارڈ کی ذات کا نگران اور ناظم اس کی جائداد کا مہتمم[9] ہوتا ہے۔ انتخاب

۱۔ دفعہ ۲۸ ؎
۲۔ دفعہ ۳۸(۱) ؎
۳۔ دفعہ ۲۸ ؎
۴۔ دفعہ ۳۲(۱) ؎
۵۔ دفعہ ۳۳ ؎
۶۔ دفعہ ۳۲ ؎
۷۔ دفعہ ۳۰ ؎
۸۔ دفعات ۳۵ و ۳۸ ؎

ناظم کے لئے اکثر وارڈ کے خیر خواہوں اور رشتہ داروں سے مشورہ کر لینا بہتر ہوگا۔ اس طرح ممکن ہے کہ بعض اوقات کوئی لائق غیر سرکاری شخص دستیاب ہو جائے۔ بھاری اور بڑے املاک کی صورت میں جس کے لئے خاص قابلیت کا ناظم مطلوب ہوتا ہے۔ عموماً کوئی سرکاری ملازم منتخب ہونا چاہیئے۔ بہرصورت وارڈ کا مفاد مدنظر رکھنا چاہیئے نہ کہ وارڈ کے کسی خیر خواہ یا رشتہ دار یا امیدوار آسامی کا۔ کوئی وجہ اس امر کے مانع نہیں ہو سکتی ہے کہ مناسب موقعوں پر ولی اور ناظم کی دونوں حیثیتوں کو ایک شخص واحد میں جمع کر دیا جائے۔ ولی کی تقرری صرف ایسے وارڈ کی حفاظت کے لئے ہو سکتی ہے جو نابالغ یا مستورہ نا کتخدا یا فاترالعقل ہو یا کسی جسمانی یا دماغی کمزوری میں مبتلا ہو۔ وارڈ کا وارث مابعد یا ایسا شخص جس کو وارڈ کی وفات کے بعد کوئی حق پہنچتا ہو ولی مقرر نہیں ہو سکتا ہے اگر کورٹ نے کوئی منتظم یا ولی نامزد نہ کیا ہو تو ان کے اختیارات صاحب ڈپٹی کمشنر عمل میں لاتے ہیں ؛

ابتدائی رپورٹ و تجویز انتظام

۶۹۴ - جب صاحب ڈپٹی کمشنر نے یہ ارادہ کر لیا ہو کہ کسی جائداد کو کورٹ آف وارڈز کے زیر اہتمام لانا ضروری ہے تو ان کو اپنی تجاویز کے متعلق رپورٹ ابتدائی بھیجنی چاہیئے۔ اس کے بعد حتی الامکان جلدی ہی ان کو انتظام کی نسبت مفصل تجویز ارسال کرنی لازم ہے۔ اس بارہ میں مفصل احکام صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ کے فقرات ۴ و ۵ میں درج ہیں ؛

ریٹ کورٹ آف وارڈز

۶۹۵ (الف) جو اختیار زیر دفعہ ۳۔ ایکٹ انتظام املاک غیر سرکاری من جانب سرکار نمبر ۱۰ مصدرہ ۱۸۹۲ء گورنمنٹ کو حاصل ہے۔ اس کے رو سے جملہ املاک زیر اہتمام کورٹ آف وارڈز پر ایک ریٹ لگایا جاتا ہے۔ یہ آمدنی تمام معمولی عملہ سرکاری کے مصارف کو پورا کرنے کے واسطے ہوتی ہے۔ کیونکہ ان سرکاری ملازموں کو اپنے وقت کا کچھ حصہ کورٹ آف وارڈز کے کام میں صرف کرنا پڑتا ہے۔ البتہ اس میں وہ عملہ شامل نہیں ہے جو کلیتہً کسی خاص جائداد یا مجموعہ جائداد کے انتظام کے واسطے مقرر کیا گیا ہے۔ اس عملہ کو مذکورہ بالا جائدادوں کی آمدنی سے تنخواہ دی جاتی ہے جس کا وہ دراصل ملازم ہے۔ البتہ اس رقم میں دفاتر سرکاری کے متفرق اخراجات کا ایک حصہ شامل ہے۔ جو دیگر صورت میں کورٹ آف وارڈز کے ذمہ عائد ہوتا۔ فی الحال اس ریٹ کی شرح حسب ذیل ہے:۔

(۱) اگر مجموعی آمدنی سالانہ ۵۰۰۰ تک ہو تو ۵ فیصدی ؛

(ب) اس سے زائد ۱۰۰۰۰ روپیہ تک کی سالانہ آمدنی پر ۲ فیصدی

۵۱ دفعہ ۳۵ ۵۲ دفعہ ۳۶ ؛

(ج) ۱۰۰۰ روپیہ سے زائد سالانہ آمدنی پر ۱ فیصدی[1]

(۲) مجموعی آمدنی کی تعریف ایکٹ انتظام املاک غیر سرکاری منجانب سرکار ۱۸۹۲ء کی دفعہ ۲ (۲) میں اس طرح کی گئی ہے:-

مجموعی آمدنی میں جملہ وصولیات ہر قسم بصورت پیداوار یا نقدی شامل ہیں۔ لیکن اس میں قرضہ پر لی ہوئی رقوم اصل کی واپسی، جائداد غیر منقولہ یا منقولہ کی قیمت جو صحیح معنوں میں جزو جائداد ہو شامل نہیں[2]۔

تعلیم وارڈہائے

۶۹۶- معزز خاندانی وارڈوں کی تعلیم کا مسئلہ ہمیشہ ایک مشکل سوال رہا ہے۔ جس قسم کی تعلیم آج کل دینی مطلوب ہے اس کی بابت تو کوئی بحث نہیں ہو سکتی ہے۔ اگر خاندانی اشخاص اپنا اعزاز قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ان کو مغربی خیالات سے پوری واقفیت حاصل کرنی لازمی ہے جو ان ایام میں تمام تعلیم یافتہ ہندوستانیوں کا عام خاصہ ہو رہا ہے۔ لیکن ایک نوجوان ہندوستانی کا حال جو اپنے قدیمی خاندانی تعلقات سے کنارہ کش ہو کر حصول تعلیم کے لئے جاتا ہے۔ بعینہ سولہویں صدی کے ایک نوجوان انگریز کی طرح ہے جو روما یا پیڈوا میں نئی روشنی اور جدید خیالات کی خوشہ چینی کے لئے سفر کرتا تھا۔ ہم کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ ہمارے ہموطنان کی صورت میں کیا نتیجہ ہوا تھا[3]۔ اس لئے اگر زمانۂ حال میں ہندوستان میں بھی ہم کو ایسی ناکامی و مایوسی نصیب ہو تو اس سے متحیر نہیں ہونا چاہئے۔ تاہم خانگی تعلیم کے خطرات بہت زیادہ ہیں۔ گو نابالغ کے اقارب بالعموم خانگی تعلیم کے فوائد پر زور دیتے ہیں۔ لیکن اکثر صورتوں میں بلا شک و شبہ ان کی خواہشوں کو نظر انداز کرنا ضروری ہوگا۔ بہرحال ایک معزز ذی رتبہ مرفہ الحال بے باپ لڑکے کے لئے مشرقی طرز تہذیب والا گھر مردانہ اوصاف کی نشوونما کا عمدہ سکول نہیں ہو سکتا ہے۔ ایسا گھر دراصل ایسی مستورات کا مجمع ہوتا ہے۔ جو بچے کو ہمیشہ زنانہ میں بند رکھنے کی ساعی رہتی ہیں یا مردانے میں خوشامدیوں کا جال کہا جا سکتا ہے۔ عام اصول یہ ہونا چاہئے۔ کہ اگر کوئی وارڈ بلحاظ عمر اعلےٰ تعلیم حاصل کرنے کے قابل ہو اور کسی موروثی درباری کا پسر یا قریبی رشتہ دار ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کو چیفس کالج لاہور میں بھیجنے کی غرض سے کوئین میری کالج واقع لاہور میں داخل کرنا چاہئے۔ اگر آمدنی و جائداد اس خرچ کی متحمل نہ ہو سکے یا چیفس کالج میں بھیجنے کے لئے کوئی اور امر مانع ہو تو ایسی صورت میں جونہی کہ وارڈ کی عمر ۵ سال کی ہو جائے (جو کوئین میری کالج میں داخل

---

[1] اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبر ۱۰۵ مورخہ ۱۷ جنوری ۱۸۹۳ء دفقرات ۱۲ و ۲۱۴ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۳ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر۔ [2] یہ عبارت بذریعہ پرچہ تصحیح نمبر ۱۳ مورخہ ۱۰ جون ۱۹۳۳ء قائم ہوئی۔
[3] اٹلی کا تربیت یافتہ انگریز ابلیس مجسم تصور ہوتا ہے۔" ایک ضرب المثل ہو چکی ہے۔

ہونے کی اقل عمر ہے) تو صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں حالات متعلقہ کی نسبت رپورٹ ارسال کرنی چاہیئے۔ چیفس کالج میں مصارف تعلیم کی سالانہ اوسط تقریباً ۲۴۰۰ روپیہ پڑتی ہے۔ البتہ اکثر اوقات لڑکے کو وظیفہ دلانے کا بھی انتظام ہو سکتا ہے۔ چیفس کالج میں وارڈ ہائے کورٹ کی شرح فیس اب معمولی طالب علموں کی فیس کے برابر کردی گئی ہے۔ جب چیفس کالج میں تعلیم دینی ناممکن العمل ہو اور اتالیق بھی مقرر نہیں کیا گیا تو وارڈ کو کسی گورنمنٹ سکول میں داخل کرنا واجب[1] ہے۔ بوجوہات متذکرہ صدر خانگی تعلیم کی سفارش عموماً نہیں ہونی چاہیئے۔ لیکن بسا اوقات وارڈ کی حالت صحت و دیگر خاص حالات کے باعث مجبوراً یہ اختیار کرنی پڑتی ہے۔ گو کورٹ اوف وارڈ قانوناً مجاز نہیں۔ کہ نابالغ لڑکیوں کی تعلیم کی نسبت کسی قسم کی ہدایت کرے لیکن صاحب ڈپٹی کمشنر کو اس بات کا اطمینان کرنا چاہیئے۔ کہ ان کی تعلیم کا مناسب انتظام کیا گیا ہے۔ اگر آمدنی اجازت دے اور رشتہ دار رضامند ہوں تو ایسی لڑکیوں کو کوئین میری کالج میں نہایت موزون تعلیم دی جا سکتی ہے[2]۔

ترقیات کے مصارف

۶۹۷۔ نقدی کا بھاری سرمایہ یا کفالت نامجات جو آسانی زر نقد میں تبدیل ہو سکتے ہیں جمع نہیں کرنے چاہئیں۔ کیونکہ اہتمام کورٹ سے رہائی پاتے ہی نقد روپیہ کے ہاتھ لگ جانے سے وارڈ کو اپنا اثاثہ فضول خرچی میں ضائع کرنے کی ترغیب ہوتی ہے۔ سب سے بہتر اور مناسب تجویز یہ ہے کہ روپیہ املاک وارڈ ہی کی ترقی حیثیت اور پرانی عمارات کو عمدہ مرمت شدہ حالت میں لانے پر صرف کیا جائے چاہ یا تالاب کھدوائے جائیں۔ بند یا پانی کے نکاس بنوائے جائیں۔ یا کوئی ایسی ترقیات عمل میں لائی جائیں۔ جن کی محکمہ زراعت سفارش کرے۔ اور جن سے مالیت اراضی فصلوں کے ذرائع ثبات و حفاظت میں اضافہ ہو یا مزارعان کی بہبودی میں ترقی ہو۔ نیز مویشیوں کی بہبودی و ترقی کی کوشش بھی کرنی چاہیئے۔ اور اس بارہ میں وٹرنری ڈیپارٹمنٹ (محکمہ حیوانات) سے مشورہ لینا چاہیئے۔ یہ مدعا نہیں۔ کہ املاک زیر اہتمام کورٹ اوف وارڈز کا انتظام انتہائی نمونے کے پیمانہ پر کیا جائے بلکہ کورٹ کو صرف اتنا ہی روپیہ صرف کرنا لازم ہے۔ جو ایک سمجھ دار اور اولوالعزم زمیندار خرچ کرنے کے لئے تیار ہو سکے۔ جہاں سرکار نے زراعتی معاملات میں مشورہ دینے کے لئے ماہرین مقرر

[1] سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۳ کا فقرہ ۱۶ بھی دیکھو۔
[2] " " " " ۱۸ "

کرر کھے ہیں۔ وہاں جائداد میں تمام حوصلہ افزا ترقیات کرنے کی غرض سے مشورہ لینے میں کوئی پس و پیش نہ کرنا چاہئے۔ حکومت ہند نے خاص طور پر اس امر کی ہدایت فرمائی ہے کہ اراضیات وارڈ کے کاشتکاران کو لمبی میعاد والے پٹہ جات کی کفالت پر اور ادائگی زائدگان کی شرط پر نقد روپیہ تخم یا مویشی کی شکل میں تقاوی کھلے طور پر دینی چاہئے[1]۔ الغرض ایسے مقاصد پر روپیہ صرف ہونا چاہئے۔ جن پر اس نواح کا ایک متمول فہمیدہ کار زمیندار اپنی جائداد کے متعلق خرچ کرنے کے لئے آمادہ ہو سکتا ہے ؛

۶۹۸۔ ترقیات جائداد کے بعد دوسرے درجہ پر روپیہ کا مفید مصرف یہ ہو سکتا ہے کہ وارڈ کی اصل جائداد کے قرب میں بیع و رہن کے ذریعہ اراضیات حاصل کی جائیں۔ مرکز انتظام یعنے ناظم کے صدر مقام سے دور افتادہ جائداد (مثلاً جو کسی آبادی ہائے نہری میں واقع ہو) کے ترددو انتظام میں ایسی مشکلات پیش آتی ہیں۔ کہ ان پر روپیہ لگانا قرین مصلحت نہ ہوگا۔ لیکن جہاں ان مشکلات کا انسداد ہو سکے اور نیلام کا اشتہار ہو چکا ہو تو سرکاری اراضیات کی جو کسی جدید آبادی میں واقع ہوں۔ خرید کی تجاویز پیش ہو سکتی ہیں جو قابل حصول اراضیات سرکاری ملکیت نہ ہوں ان کی خرید کے متعلق اس امر کا اطمینان کرنا لازمی ہے کہ بائع یا راہن کے حقوق میں کوئی نقص تو نہیں ہے ؛

بیع و رہن اراضیات

قاعدہ ۱۱ مجوزہ زیر دفعہ ۴ (۳) ایکٹ مذکور۔ حصہ اول رایکٹ ہائے انتظام اراضیات پنجاب جلد دوئم کا صفحہ ۹۳) کی رو سے صاحب ڈپٹی کمشنر کو منجانب کورٹ آف وارڈ تمام دستاویزات تحریر کرنے اور ان کے رجسٹری کرانے کے اختیارات دئے گئے ہیں۔ لیکن ان اختیارات کے استعمال کرنے سے پیشتر اس امر کی احتیاط کرنی واجب ہے کہ معاہدہ ہائے بیع و رہن یا پٹہ زیر تحریر کی منظوری حکام مجاز سے حاصل کی گئی ہے۔ زیر قاعدہ (۲) صاحبان ڈپٹی کمشنر بعض صورتوں میں پٹہ کی نوعیت خود مقرر کر سکتے ہیں۔ دیگر صورتوں میں دستاویز کا مسودہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر یا صاحب کمشنر بہادر کی پیشگاہ سے منظور ہونا چاہئے[2]۔ اس بات پر خاص زور دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ قرضہ جات دینے

---

[1] قرارداد حکومت ہند۔ صیغہ مال و زراعت نمبر ۱۷-۲۷-۹-۷ مورخہ ۳۱ دسمبر ۱۸۹۱ء نیز سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۲ کا فقرہ ۲۷۵ دیکھو ؛

[2] قاعدہ (۲) ۱۴ حصہ دوئم (قواعد مجریہ زیر دفعہ ۴ (۳) ایکٹ مذکور (ایکٹ ہائے انتظام اراضیات جلد دوئم)

میں قرضہ لینے والا کا مفاد مدنظر نہیں رکھنا چاہیئے۔ بلکہ بروئے احکام دفعہ ۱۷(۱) صرف وارڈ کا مفاد پیش نظر ہونا چاہیئے۔ اس بارہ میں خاص ہدایات صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۳ کے فقرہ نمبر ۱۳ میں درج ہیں ؛

۶۹۹۔ روپیہ کو منافع پر لگانے کا تیسرا طریق گورنمنٹ کے پرامیسری نوٹوں کی خرید ہے۔ مگر منشاء یہ ہے کہ پرامیسری نوٹوں کی خرید میں صرف اس وقت کی انتظار تک روپیہ لگانا چاہیئے۔ جبکہ کسی ایسی کفالت پر روپیہ صرف کرنے کا موقعہ مل جائے جو کسی قدر مشکل سے زرنقد میں تبدیل ہو سکتی ہے۔ البتہ اگر کوئی خاص وجہ مانع نہ ہو تو تاوقتیکہ زیادہ منافعہ پر روپیہ لگانے کی کوئی بہتر سبیل نہ نکلے۔ وارڈوں کی تمام رقوم جو زائد از ۵۰۰ روپیہ ہوں اور جو ترقیات اراضی۔ حصول اراضی یا روزمرہ اخراجات کے لئے مطلوب نہ ہوں گورنمنٹ کے پرامیسری نوٹوں کی خرید میں صرف ہونی چاہئیں[۵] ؛

گورنمنٹ کے پرامیسری نوٹوں کی خرید

۷۰۰۔ جو جائداد کورٹ آف وارڈ کے زیر اہتمام ہو اس کے مزارعان سے ایسا سلوک ہونا چاہیئے۔ کہ زمینداران گردو نواح کے لئے نظیر قائم ہو جائے۔ ناواجب لگان سے پرہیز کرنا واجب ہے۔ اکثر مالک و مزارعہ کے تعلقات محض کاروباری حد تک محدود نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کے مابین ایک گہرا رابطہ موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ مزارعان کے رعایتی لگان سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس لئے یہ مناسب نہیں ہوگا۔ کہ دوران اہتمام میں تمام مزارعان کو بدرجۂ مساوات رکھا جائے۔ اور ان رعایتوں کو نظرانداز کیا جائے جن کا قائم رکھنا غالباً خود مالک کو منظور ہو گا۔ فی الحقیقت لگان نقدی کے عمل سے انتظام و تردد کی مشکلات کم ہو جاتی ہیں اور حساب رکھنے میں سہولت ہوتی ہے چنانچہ سرکار بھی عموماً اپنی اراضیات کے متعلق ہمیشہ لگان نقدی ہی کا اصول اختیار کرتی ہے۔ لیکن اس بارہ میں جائداد مذکور کے مقامی حالات اور رواج کو مدنظر رکھنا چاہیئے ؛

مزارعان سے سلوک

شرائط پٹہ کی نسبت امیدواروں سے بالمقابل بولیاں لینے کا عمل ممنوع ہے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری کے بغیر کوئی جائداد اجارہ پر نہیں دی جا سکتی اور صاحب موصوف بھی ایسی تجویز شاذونادر منظور کریں گے۔ کیونکہ ایسا عمل

---

[۵] صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۳ کا فقرہ نمبر ۳۰ بھی دیکھو ؛

جاری کرنے سے کاشتکار مزارعان کو سنگین لگان دینا پڑ جاتا ہے اور دیگر نقائص و تکالیف جو عموماً درمیانی اشخاص کے دخیل ہونے سے حائل ہوتی ہیں پیدا ہو جائیں گی۔ گورنمنٹ اس اصول کو پسند کرتی ہے۔ کہ اچھے اچھے پٹہ داروں کو منتخب کر کے انہیں کافی میعاد کے لئے پٹہ دیا جائے تاکہ ان کو ترقی حیثیت اراضی کی ترغیب ہو۔ چھوٹی میعاد کے پٹہ سے پٹہ دار کو یہ تحریص ہوتی ہے کہ اپنی میعاد پٹہ میں جس قدر فائدہ زمین سے نکل سکے اٹھائے۔ اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ مزارعان کو قرضہ دینا زائد سرمایہ کا نہایت مفید مصرف ہے۔ لیکن تاوقتیکہ مزارعان کو کسی حد تک اپنے استحکام قبضہ کی امید نہ ہو وہ ترقیات عمل میں لانے کی غرض سے تقاوی لینا پسند نہیں کرتے۔ مذکورہ بالا اصول کی تصدیق اس امر سے ہوتی ہے کہ جائداد کی واگذاری اہتمام کے بعد بھی بمنشائے دفعہ ۱۸(۲) ایکٹ ہذا وارڈ ان معاہدوں کا پابند رہتا ہے۔ جو کورٹ نے دوران اہتمام میں کئے ہوں ٭

مزارعان کے معاملات میں یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جب جانبین یعنی وارڈ اور مزارعان کے مفاد منطبق ہو جائیں۔ تو ان کو قائم رکھنے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ ہونے دیا جائے۔ خالص بیجوں۔ ترقی یافتہ آلات و کھادوں اور اچھے بیلوں کا استعمال ایسی مثالیں ہیں۔ جن کو ترقی دینا مستحسن ہے۔ منتظمین عموماً ایسی تدابیر اختیار کرنے میں سستی سے کام لیتے ہیں۔ جن کا عام رواج نہ ہو۔ اور بدیں وجہ وہ ایسی ترقیات کرنے کا بیڑا اٹھانے میں تامل کرتے ہیں۔ جن سے ان کا کام بڑھ جائے لیکن صاحبان ڈپٹی کمشنر کو چاہیئے۔ کہ وہ جائداد زیر اہتمام کو علم سائنس کی معلومات جدیدہ کا کماحقہ فائدہ پہنچائیں ٭

۱۰۷۔ اس بارہ میں حسب ذیل ہدایات جو ۱۸۸۴ء میں جاری ہوئی تھیں اب بھی نافذ العمل ہیں:۔

ہدایت مجریہ ۱۸۸۴ء

(ا)۔ کسی مزارعہ کو جو اپنی مقبوضہ اراضی خاطر خواہ طریق پر کاشت کرتا ہے اور باقاعدہ لگان ادا کر کے دیگر شرائط پٹہ کی بھی پوری پوری تعمیل کرتا ہے۔ محض اس وجہ سے بے دخل نہیں کرنا چاہیئے کہ اس کی بجائے کوئی نیا مزارعہ قائم کیا جائے ٭

(ب) اگر میعاد پٹہ منقضی ہو جائے یا لگان میں اضافہ کیا جائے تو مزارعہ قابض کو تجدید پٹہ یا اضافہ شدہ لگان کی ادائگی کا موقعہ دینا چاہیئے

دیگر حالات مساوی ہونے کی صورت میں سابقہ مزارعہ کو نئے شخص پر ترجیح دینی واجب ہے ؛

(ج) جب اضافہ لگان کی تجویز ہو تو اس کے وجوہات صاف طور پر مختصراً قلمبند ہو کر مزارعہ متعلقہ کو سمجھانے لازم ہیں ؛

(د) اراضیات مذکور کے ناظموں کو اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ زرلگان میں واجبی اضافہ کا وقتاً فوقتاً مطالبہ کرتے رہیں۔ لیکن ایزادی ہمیشہ پوری احتیاط سے اعتدال پر ہونی واجب ہے۔ اور اس میں سینہ زوری اور بے ضابطگی روا نہیں رکھنی چاہیئے۔ پٹہ جات کو نیلام کرنے یا دیگر طریق مقابلہ پر دینے کا عمل ہرگز اختیار نہیں کرنا چاہیئے ؛

(ھ)۔ جب تجدید پٹہ کا وقت آئے تو عہدہ دار مہتمم اراضی کو لازم ہے۔ کہ بلحاظ اس شرح لگان کے جو اراضیات ہیچو قسم کے لئے گرد و نواح میں مروج ہو واجبی لگان تجویز کر کے مزارعہ سابق کو لگان مجوزہ پر پٹہ لینے کا موقعہ دے۔ مزارعہ سابق کے انکار ہی پر دیگر اشخاص کو جدید شرح لگان پر پٹہ دیا جا سکتا ہے ؛

(و) معاوضۂ ترقیات کی نسبت مزارعان کے استحقاق کے متعلق جو احکام ایکٹ دخل رعیتانہ میں مندرج ہیں۔ جہاں وہ اطلاق پذیر ہوں ان کی ہمیشہ احتیاط سے تعمیل ہونی واجب[۱] ہے ؛

---

[۱] صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا سرکلر نمبر ۲ ۱۸۸۴ء

حصّہ ششم

اراضیاتِ سرکار

اکیسویں فصل

اراضیاتِ سرکار جن میں کاشت ممنوع ہے

۲۰۷- بنجر اراضیات پر جن حقوق کا دعوے ہمارے پیشرو دیسی حکمران رکھتے تھے۔ ان کا ذکر ہدایت نامہ بندوبست کے فقرہ ۱۸۵ میں کیا گیا ہے۔ اگر کسی زمین پر ملک کا راجہ حق بلا شراکت غیرے کا دعوے نہ بھی رکھتا تو کم از کم وہ اکثر اوقات بعض "شاہی" درختوں کی ملکیت کا دعویدار ضرور ہوتا تھا۔ مثلاً جنوبی ہند میں ساگوان اور کوہ ہمالیہ میں دیو دار کا۔ ہندوستان میں جنگلات کے انتظام کی پہلی کوشش ۱۸۰۶ء میں کی گئی۔ جب شاہی بیڑے[۱] کے لئے لکڑی کی بہم رسانی کا مسئلہ در پیش ہوا۔ یہ بتلانے کی چنداں ضرورت نہیں۔ کہ اس ابتدائی زمانہ میں اتنی خبر نہ تھی۔ کہ زراعت کی کامیابی اور حفاظت جنگلات کے مناسب طریق کو ایک دوسرے سے گہرا تعلق ہے۔ ریگولیشن (آئین) نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۲۲ء کی دفعہ ۴- مذکورہ فقرہ ۱۸۷ ہدایت نامہ بندوبست کی غرض یہ ہرگز نہ تھی کہ بنجر اراضیات کو لکڑی اور گھاس کی پیداوار کے لئے محفوظ کیا جائے۔ بلکہ یہ اطمینان کرنا مقصود تھا۔ کہ وہ جلد از جلد زیر کاشت آ جائے۔ اس فصل میں صرف ان قواعد کا ذکر کیا جائے گا۔ جو اراضیات سرکار سے بذریعہ بہم رسانی چوب عمارتی۔ ہیزم سوختنی۔ اور بطور چراگاہ اٹھائے گئے ہیں۔

دیسی حکمران بنجر اراضیات میں حقوق رکھتے تھے

[۱] ربن ٹراپ صاحب کی کتاب موسومہ "فارسٹری ان برٹش انڈیا" کے صفحات ۶۴-۶۶ دیکھو۔ اسی کتاب کے صفحات ۱۶ تا ۷۶ میں ہندوستان میں انتظام جنگلات کی ترقی کا دلچسپ حال درج ہے۔

۷۰۳ - بنجر اراضیات واقعہ پنجاب پر سرکار نے گوناگوں حقوق کا دعویٰ کیا ہے۔ مثلاً ایک طرف تو پوری ملکیت کا اور دوسری طرف اس قدر بہبودگی جمہور کے لئے اسے احتیاط کا اختیار حاصل ہے۔ بنجر اراضیات کی مفصلہ ذیل ناہموار اقسام ہو سکتی ہیں :-

اقسام اراضیات سرکار

(الف) بلند پہاڑوں کے جنگلات

(ب) پہاڑوں کے جنگلات

(ج) میدانی جنگلات

(د) چراگاہیں

۷۰۴ - اول الذکر قسم میں بلوط۔ صنوبر۔ دیودار۔ شمشاد جیسی عمارتی لکڑیوں کے جنگلات شامل ہیں۔ اور جو عموماً سلسلہ کوہ ہمالیہ کے حصص واقع کلو۔ کانگڑہ۔ راولپنڈی اور ہزارہ میں پائے جاتے ہیں[۱]۔

بلند پہاڑوں کے جنگلات

۷۰۵ - پہاڑیوں کے جنگلات کوہ ہمالیہ کی نیچی شاخوں جن کی بلندی پانچ ہزار فٹ سے کم ہے۔ سلسلۂ شوالک واقع ہوشیارپور وانبالہ۔ قسمت راولپنڈی اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے اضلاع میں واقع پست خشک پہاڑیوں پر پائے جاتے ہیں۔ اگر قدرت کے کاموں میں دست اندازی نہ کی جائے۔ تو مؤخر الذکر پست خشک پہاڑیاں بھی سنٹھا کھیر۔ اور گرنڈہ جھاڑیوں اور قدرے اونچے مگر خال خال پھلاہی اور جنگلی زیتوں کے درختوں سے ڈھک جاتی ہیں۔ ان پہاڑیوں کے زیادہ قبض یافتہ حصوں میں بہت چھوٹے اشجار مثلاً دھمن۔ کنگر۔ کچنار (یا کلار) اور مختلف قسم کی انجیریں ملتی ہیں۔ اور چار ہزار فٹ کی بلندی سے اوپر کہیں کہیں چیل یا چیڑ کے درخت بھی پائے جاتے ہیں۔ ہوشیارپور اور انبالہ کی شوالک پہاڑیوں کی آب و ہوا نسبتاً سرد ہے۔ اور ان میں بارش کی بھی فراوانی ہے۔ مگر ۱۹۰۲ء تک ضلع ہوشیارپور اور ۱۹۱۵ء تک ضلع انبالہ میں بکریوں کے بے روک ٹوک اور بے حد چرنے اور نا ہنوز دونو اضلاع میں مویشیوں کی غیر محدود چرائی کی وجہ سے پست پہاڑیاں بری طرح سے کھُر گئی ہیں۔ - اور

پہاڑیوں کے جنگلات

---

[۱] اس سلسلہ کے اکثر حصص ہندوستانی ریاستوں میں شامل ہیں۔ اور بعض صورتوں میں سرکار محض راجہ کی طرف سے انتظام کرتی ہے۔

اور نچلے میدانی علاقہ میں ہزارہا ایکڑ زمین ریت کی وجہ سے بالکل ناقابلِ زراعت ہو گئی ہے ؛

۶ ۰ ۷ ۔ میدانی جنگلات جو جنوب مغربی اضلاع میں پائے جاتے تھے۔ اب توسیع آبپاشی کی وجہ سے تقریباً مفقود ہو گئے ہیں۔ سوائے اس وسیع ریتلے علاقہ کے جو دریا ہائے جہلم اور سندھ کے مابین واقع ہے۔ اور تھل کے نام سے موسوم ہے۔ اس حصہ صوبہ کے وسطی علاقہ میں دریائے ستلج اور جہلم کے درمیان جو اونچی اراضیات پڑی ہیں۔ وہ بار کہلاتی ہیں۔ سوائے چند معمولی رقبہ جات کے یہ اراضیات پہلے قانونی بندوبستوں میں کلہم جائداد سرکار درج کی گئیں۔ بار کی اکثر زمین نہایت اعلےٰ قسم کی ہے۔ اور محض پانی کی امداد سے بلحاظ زراعت ازحد قیمتی ہے۔ اگر اسے اپنے حال پر ہی رہنے دیا جائے تو بھی کافی برسات کے موسم میں اس میں گھاس بکثرت اُگتا ہے۔ اور جنڈ۔ جال۔ فراش اور کریل کی پیداوار بھی کافی ہوتی ہے۔ بار میں جو اراضیات نسبتاً کمزور ہونے کی وجہ سے بغیر درخت اور گھاس کے ہیں۔ ان میں بھی کئی قسم کا سجّی کا پودا اُگتا ہے۔ اور بدیں وجہ وہ اونٹوں کی بہترین چراگاہیں ہیں۔ پنجاب میں بڑی انہار جاری ہونے سے علاقہ بار میں بہت تغیرات رونما ہو گئے ہیں۔ اور ہیزم سوختنی کے وسیع جنگلات بہت کم ہو گئے ہیں ملتان۔ منٹگمری اور لائل پور کی نو آبادیات میں تقریباً بیس لاکھ ایکڑ زمین میں جنگلات کاٹ کر قلبہ رانی کی جا چکی ہے۔ کسی حد تک ان رقبہ جات کی تلافی آبپاش ذخیرہ جات لگا کر کی گئی ہے۔ ہر لحاظ سے تھل بہ نسبت بار کے کم قیمتی ہے۔ پیداوار جنگل بہت کم ہے۔ مگر اس علاقہ کو قدرت نے اونٹوں کی چرائی کے لیئے موزونیت بخش رکھی ہے ؛

میدانی جنگلات اور چراگاہیں

۷ ۰ ۷ ۔ ابتدائی انتظام پنجاب کے ایام میں سرکار نے بنجر اراضیات پر جس حد تک اپنا حق جمایا۔ اس کا ذکر ہدایت نامۂ بندوبست کے فقرات نمبر ۸۶ الغایت ۱۸۹ میں کیا گیا ہے۔ یہاں اس کا مفصل ذکر کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ایسا کرنے سے پہلے اُن انتظامیہ اور قانونی افعال کا مختصر سا خاکہ کھینچنا ناموزوں نہ ہوگا۔ جو حفاظت جنگلات کی غرض سے ایکٹ جنگلات ہند (نمبر ۷

ان انتظامیہ اور قانونی تدابیر کا خاکہ کھینچنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ جو حفاظت جنگلات کی غرض سے اختیار کی گئیں ۔

مصدرہ ۱۸۷۸ء) کے پاس ہونے سے پہلے عمل میں آئے ۔

۷۰۸ - شمالی ہند کے ابتدائی منتظمین زمین کو جائداد سرکار قرار دینا عجیب ناپسندیدہ فعل خیال کرتے تھے [1] - اور حفاظت جنگلات کے معاملے میں بھی کوتاہ اندیشی و غفلت شعاری برتتے رہے - جو بالآخر ۱۸۴۹ء میں صحیح خیالات کے سامنے مغلوب ہوئی - لارڈ ڈلہوزی نے اپنے مشہور مراسلہ [2] میں جس کے ذریعہ سے انتظامیہ بورڈ کا وجود قائم ہوا - جب یہ حکم دیا کہ مواضعات کی حدود قائم کرنے کے بعد فاضلہ بنجر اراضی میں محالات سرکار بنائے جائیں تو اس وقت لارڈ موصوف کے پیش نظر یہ عملی تدبیر تھی - کہ کاشت میں توسیع کی جائے - اور کم آبادی والے حصص ملک میں نئی آبادیاں قائم کی جائیں - لیکن دو سال بعد لارڈ موصوف نے بورڈ کی توجہ پنجاب میں چوب عمارتی و سوختنی کی بہم رسانی کی ضرورت کی طرف مبذول کرائی [3] - بورڈ کا جواب اس وجہ سے دلچسپ ہے - کہ اس میں صوبہ کی سب سے پہلی تجویز دربارہ حفاظتِ جنگلات درج ہے - بورڈ نے تحریر فرمایا :-

بورڈ انتظامیہ کی اختیار کردہ تدابیر

سوئم - بورڈ کو ان اغراض و مدعا کی اہمیت کا پورا پورا احساس ہے اور انہیں خوشی ہے کہ حضور گورنر جنرل بہادر نے انہیں حکومت کے سامنے یہ مسئلہ پیش کرنے کا موقعہ دیا ہے - کہ سوال صرف صرف یہی نہیں - کہ چوب عمارتی کی پیداوار میں ترقی کی جائے - بلکہ یہ بھی ہے - کہ اپنی بڑی فوجی چھاؤنیوں اور جہازوں کے لئے جو بعدازیں اس ملک میں چلیں اور عام باشندگانِ ملک کی آئندہ ضروریات کو پورا کرنے کے لئے موجودہ پیداوار کو کسی طرح بکفایت برتا جائے ۔

چہارم - اگرچہ ملکی پیداوار کی عمارتی لکڑی بہت کم ہے - لیکن تمام پنجاب بھر میں وسیع رقبہ جات ایسے موجود ہیں - جو کم و بیش گھنے جنگلوں سے

---

[1] ہدایت نامۂ بندوبست کا فقرہ نمبر ۱۸۶ دیکھو ۔

[2] نمبر ۴۲۸ - مؤرخہ ۳۱ - مارچ ۱۸۴۹ء - فقرہ نمبر ۶۰ ۔

[3] حکومتِ ہند کی چٹھی نمبر ۶۴۵ مؤرخہ ۱۸ - فروری ۱۸۵۱ء ۔

ڈھکے ہوئے ہیں - اور جہاں جلانے کی عمدہ لکڑی پیدا ہوتی ہے۔
دوآبوں کے وسط میں جنہیں عرف عام میں بار کہا جاتا ہے - یہی
کیفیت ہے - اور اسی قسم کے جنگلی درخت دیگر مختلف علاقوں
میں بھی پائے جاتے ہیں - جہاں کاشت متروک ہو چکی ہے - باجو
بوجہ برساتی نالوں یا گھاٹیوں کے بالکل ناقابل کاشت ہیں - بورڈ
نے دریافت کر لیا ہے - کہ ہماری بڑی چھاؤنیوں کے نزدیک ہیزم
سوختنی کی بہم رسانی اکثر مقامات پر قریب الاختتام ہو چکی ہے۔
چونکہ اینٹوں کے بھٹوں اور چونا جلانے کے لئے افواج اور اس
کی ہیرو بنگاہ (لڑنے والی فوج کے پیچھے آنے والے لواحقین)
کی ضروریات کے لیے لکڑی کا کافی خرچ ہے - اور اگر فوری تدابیر
اختیار نہ کی گئیں - تو بورڈ کو ڈر ہے - کہ مناسب فاصلہ جات
کے اندر اندر لکڑی آئندہ ملنی ناممکن ہو جائے گی - بورڈ کو یہ بھی
معلوم ہوا ہے - کہ جنگلی لکڑی اکثر جگہوں پر دوبارہ پھوٹ رہی
ہے - اور کٹے ہوئے درخت دو سال میں دوبارہ کاٹنے کے
قابل ہو جائیں گے *

پنجم - پنجاب کے بڑے شہروں اور قصبوں میں آج تک لکڑی
جنگلوں یا باروں سے یعنی جہاں سے زیادہ سہل مل سکے - کٹ کر
آتی رہی ہے - ملک کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے - اور
کاشت بھی پھیل رہی ہے - مزید برآں بڑی چھاؤنیوں اور دیگر
مفید خلائق کاموں کے لئے جو صوبہ بھر میں زیر تعمیر ہیں - اور
نیز لشکریوں کے ان جم غفیر کے لئے جو ملک میں جابجا ڈیرے
ڈالے ہوئے ہیں - لکڑی کی از حد مانگ ہو رہی ہے - اور لکڑی
مہیا کرنے والے لوگ استادہ درختوں کی تلاش میں دور جانے
کی بجائے - گرد و نواح میں کٹے ہوئے درختوں کی جڑیں نکال
کر بیچنا زیادہ آسان اور فائدہ مند پاتے ہیں - بدیں وجہ پیدائش
از سر نو رک جاتی ہے - اور اگر جنگل چھوٹا ہو - تو بالکل بند ہو
جاتی ہے - یا دن بدن دور دور ہوتی چلی جاتی ہے *

ششم - لہذا بورڈ کی تجویز ہے - کہ بشرط منظوری حکومت ملک

کے بعض ایسے حصص جو حتی الامکان ناقابلِ کاشت اور دوبارہ اُگنے والے چھوٹے درختوں کے جنگلوں سے ڈھکے ہوئے ہوں۔

بڑے شہروں ۔ چھاؤنیوں اور دریاؤں (دریائی) کا ذکر اس وجہ سے کیا گیا ہے ۔ کہ ممکن ہے کہ آئندہ جہازوں کی ضروریات بھی پوری کرنی پڑیں) کے نزدیک منتخب کرکے ان جنگلات کی نگرانی کا باقاعدہ انتظام کیا جائے ۔ تاکہ درختوں کی بیخ کنی نہ ہونے پائے ۔ لکڑی سطح زمین سے کم ازکم ایک فٹ چھوڑ کر کاٹی جائے ۔ اور لکڑی کی کٹائی پر تھوڑا سا محصول لگا دیا جائے ۔ جو محض ایسے رکھوں کے مواجب ادا کرنے کے لئے مکتفی ہو ۔ جو نگرانی یا حسب ضرورت درخت دوبارہ اُگانے کے لئے ملازم رکھے جائیں ۔ اس ڈھنگ سے بورڈ امید رکھتی ہے ۔ کہ لکڑی کے خرچ میں کفایت ہو جائے گی ۔ درخت قطعی تباہی سے بچ جائینگے ۔ اور ان کی حفاظت ہر ضلع کے مقامی کارکنوں کے سپرد کردی جائے گی ۔

ہفتم ۔ مندرجہ بالا عام اشارات میدانی جنگلات کے متعلق ہیں لیکن بورڈ کو یہ بھی بتایا گیا ہے ۔ کہ ہزارہ کی پہاڑیوں کا سلسلہ جو راولپنڈی تک آتا ہے اور دریائے جہلم پر ختم ہوتا ہے ۔ و نیز راولپنڈی کی پہاڑیوں کے دامن میں عمارتی لکڑی ازحد کثرت سے پائی جاتی ہے ۔

ہشتم ۔ مسٹر تھاربرن کا بیان ہے ۔ کہ یہ سب مفید پیداوار نہایت بے دردی سے بے جا استعمال اور برباد ہو رہی ہیں ۔

نہم ۔ بورڈ کی تجویز ہے ۔ کہ مواضعات کی حدود مقرر کرنے اور ہر دیہہ میں اتنا مناسب رقبہ جو جمہور کی ضروریات کے لئے مکتفی ہو ۔ مزید شامل کرنے کے بعد جو اراضیات بچ رہیں ۔ ان کو جائداد سرکار قرار دیا جائے ۔ کم آباد علاقوں میں فضول مصارف کو روکنے کے لئے یہ طریق غالباً کامیاب رہیگا ۔ کہ دیہات کے سرکردہ اشخاص درختوں کو نقصان سے بچانے کی ذمہ واری لیں ۔ اور اس نگرانی کے بدلے لوگوں کو ان کی ذاتی ضروریات کے مطابق جلانے کی

لکڑی لینے کی اجازت دے دی جائے۔ بشرطیکہ وہ صرف مردہ سوکھی ہوئی لکڑی ہی لیں۔ حکام ضلع کو اختیار دیا جائے۔ کہ وہ دیہاتی لوگوں کو زراعتی یا عمارتی اغراض کے لئے مقررہ تعداد۔ ناپ اور عمر کے درختاں کاٹنے کی تحریری اجازت دیں ۔

دہم ۔ شہروں اور چھاؤنیوں کے نزدیک جہاں آبادی زیادہ گنجان ہے۔ فارسٹ رینجرز غالباً ملازم رکھنے پڑیں گے۔ جنہیں جنگلات کی آمدن سے تنخواہ دے دی جائے گی۔ اور جن کی رہنمائی کے لئے ضابطہ قواعد مرتب کیا جا سکتا ہے"۔[۱]

۷۰۹ ۔ مرقوم الصدر تجاویز منظور کرتے ہوئے ۔ لارڈ ڈلہوزی بالقابہٗ نے ارشاد فرمایا :۔

لارڈ ڈلہوزی کے احکام

"دوئم ۔ درختوں کی دوبارہ پیداوار کی رفتار کا اندازہ معلوم کر کے بعض مقررہ ٹکڑے بڑے شہروں اور چھاؤنیوں کے نزدیک لکڑی سوختنی کی بہم رسانی کے لئے اسی طرح مخصوص کر دئے جائیں ۔ جس طرح کہ گھاس کے باقاعدہ استعمال کے لئے علیحدہ رکھے ہوئے مقرر کر دی گئی ہیں۔ ہیزم سوختنی کے ذخیروں کا رقبہ کافی ہونا چاہئے ۔ جس سے لکڑی لگاتار بہم پہنچتی رہے اور کٹائی کے متعلق ابتدا ہی سے سخت پابندیٔ قواعد ہونی چاہئے ۔

سوئم ۔ جہلم ڈویژن میں پہاڑی چوب عمارتی کی نگرانی و حفاظت کے لئے فوری تدابیر عمل میں لائی جائیں ۔ ایسی احتیاط نہ کرنے کے باعث کئی دیگر مقامات پر تقریباً لکڑی کا قحط پڑ چکا ہے یا روز بروز پڑ رہا ہے ۔ اور حضور گورنر جنرل بہادر کو

---

[۱] نمبر ۶۰ ۔ مؤرخہ ۱۷ ۔ جنوری ۱۸۵۲ء ۔ اسی چٹھی میں یہ بھی تجویز کیا گیا تھا ۔ کہ دریائے سندھ میں جو جزیرے اٹک سے اوپر ہیں ان میں شیشم کے درختاں کی حفاظت کی جائے اور نصب درختاں کی حوصلہ افزائی کے لئے ذخیرے میرا از تشخیص رکھے جائیں (فقرہ ۵۱۲ ہدایت نامہ بندوبست) اور شاہراہوں پر دو روپیہ درخت یا جھنڈ لگائے جائیں ۔

اس وجہ سے بہت تشویش ہے ۔

چہارم ۔ ہیزم سوختنی کے بنوں اور پہاڑی جنگلوں کی نگرانی کے لئے جو مختصر سا عملہ رکھنا پڑے ۔ اس کی تنخواہ لکڑی کاٹنے والوں پر تھوڑا سا محصول عائد کر کے ادا کی جائے ۔

× × × × × × × ×

ہفتم ۔ پچھلے اور اس سے پہلے موسم گرما میں جب ہز لارڈ شپ نے جہلم سے لے کر گوناورنگ کے اضلاع کا دورہ کیا ۔ تو حضور آنجناب کو بھی یہی خیال پیدا ہوا تھا ۔ کہ چوب عمارتی از حد کثرت سے موجود ہے ۔ اور کہ اگر مناسب انتظام ہو جائے تو میدانی علاقوں کے استعمال کے لئے کافی لکڑی مہیا ہو سکتی ہے ۔ لیکن ابھی تک حکام کی کوششوں کے باوجود اس کی کافی مقدار بہم نہیں پہنچ سکی ۔

ہشتم ۔ چوب عمارتی کی ہر ممکن طریق سے مزید بہم رسانی اہمیت رکھتی ہے اور اس غرض کے لئے تمام موجودہ ذرائع پر کما حقہٗ غور و فکر ہونا لازمی ہے ۔[1]

۱۷۰ ۔ ۱۸۵۵ء میں چیف کمشنر سر جان لارنس بہادر بالقابہ نے پہاڑی اضلاع کے جنگلات کی حفاظت کی غرض سے قواعد مرتب کئے[2] مندرجہ ذیل تین قواعد سے اُن کی وسعت کا پتہ چل جائیگا :۔

عام قواعد مصدرہ ۱۸۵۵ء

"(۱) سرکاری عملداری میں واقعہ کسی پہاڑی ضلع میں سول حکام کو اختیار ہے کہ اگر ان کے خیال میں کوئی خطہ ۔ قطعہ یا زمین عمارتی یا جلانے والی لکڑی اُگانے کے لئے خاص طور پر موزوں ہے

---

[1] حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۲۱۸ ۔ مورخہ ۱۳ ۔ فروری ۱۸۵۵ء ۔

[2] چیف کمشنر بہادر کی چٹھی نمبر ۱۹۶ ۔ مورخہ ۳ ۔ مارچ ۱۸۵۵ء ۔ یہ قواعد مسٹر بارکلے کی کتاب "نان ریگولیشن قواعد پنجاب" کے صفحات ۳۶۸ ۔ ۳۷۰ پر بالتفصیل درج ہیں اور ان کی متعلقہ خط و کتابت محکمہ جنگلات کی کارروائی نمبر ۷ ۔ الف بابت جولائی ۱۸۶۳ء کے ساتھ بطور ضمیمہ چھپی ہوئی ہے ۔

تو اس کو مخصوص کریں۔ خواہ وہ کہیں واقع ہو ؎

(۲) اس طرح سے مخصوص کئے ہوئے خطہ۔ قطعہ یا زمین کو سرکاری رکھ مشتہر کرکے اس کی حدود پر بُرجیاں اور تار لگا دینی چاہیئے۔ تاکہ ہر قسم کی مداخلت بے جا سے محفوظ رہے۔ اس رکھ میں مذکورہ حکام مجاز ہیں۔ کہ درختوں کے کاٹنے اور گرانے کی بابت ممانعت۔ پابندی یا دیگر ضابطے عائد کریں۔ یا درختوں۔ پودوں یا جھاڑیوں کی پیداوار حفاظت اور ترقی کے لئے ایسی تدابیر اختیار کریں۔ جو اُن کے خیال میں مناسب معلوم ہوں ؎

(۶) کسی شخص کو قواعد ماسبق پر خواہ وہ احاطوں یا کسی قسم کے درختوں، پودوں یا جھاڑیوں کے متعلق ہوں۔ حقوق ملکیت یا علاقہ داری کی بناء پر کوئی اعتراض کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ سول حکام مالکان یا قابضانِ زمین کی اصلی ضروریاتِ زراعت یا خانگی دربارہ چوب عمارتی یا سوختنی کے پورا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ کرینگے ؎

درخت گرانے کا حق با یا بلا ادائیگی فیس عطا کیا جا سکتا ہے[۱]۔ گھاس کی پیداوار میں اضافہ کرنے کے لئے جنگلات کی زمینوں کو جلانے کی قطعی ممانعت کی جا سکتی ہے۔ اور آگ لگنے کی صورت میں اردگرد کے تمام دیہات کو مشترکہ ذمہ وار ٹھہرایا جا سکتا ہے[۲]۔ مویشی چرانا ممنوع قرار دیا جا سکتا ہے یا اس کا ضابطہ مقرر کیا جا سکتا ہے۔ لیکن "ہمیشہ شرط یہ ہے کہ ایسے مویشیان کی مناسب چراگاہوں میں کسی قسم کی مداخلت نہ کی جائے[۳]"۔ ان قواعد کی خلاف ورزی میں سزائے جرمانہ جو زائد از سو روپیہ نہ ہو یا بعدم ادائیگی جرمانہ تین ماہ تک سزائے قید ہو سکتی تھی[۴] ؎

۱۱۷ - گورنر جنرل بہادر نے فرمایا :-

حکومت ہند نے مقامی قواعد وضع کرنے کا حکم دیا | "ان قواعد میں درختان جنگلات کے

[۱] قواعد ۳ اور ۵ ؎

[۲] قواعد ۸ و ۹ ؎

[۳] قواعد ۱۰ و ۱۱ ؎

[۴] قاعدہ ۱۲ ؎

متعلق جن اختیارات کا سرکار نے استحقاق جتلایا ہے۔ وہ ایسے شخص کی نظروں میں جو صرف یورپ کے حقوق و آئین کا عادی ہو۔ بالکل جابرانہ قواعد نظر آئیں گے۔ لیکن جناب مستطاب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل یقین رکھتے ہیں۔ کہ اس ملک میں ان تحکمانہ قواعد کے جواز کے متعلق جن کا سرکار نے پہاڑی ضلعوں کے بارہ میں دعویٰ کیا ہے۔ کوئی سوال پیدا نہ ہوگا۔ اور نہ ہی کوئی شخص جسے محولہ اضلاع کی مقامی ضروریات سے واقفیت ہوگی۔ اس امر سے انکار کریگا۔ کہ اغنیاء عوام کی خاطر ایسے اختیارات کا دعوے کرنا لابدی ہے۔ بنا بریں قواعد کی "تا وسعت قواعد" منظوری دی گئی۔ مگر یہ بھی خیال ظاہر کیا گیا۔ کہ قواعد مذکور اتنے عام ہیں۔ کہ بذاتہ ان سے کوئی فائدہ نہ پہنچے گا۔ لہٰذا ہر صاحب کمشنر کو ہدایت کی جائے۔ کہ وہ قواعد وضع کریں۔ جو ان کی قسمت کے خصوصی حالات کے موافق ہوں۔ ۰۰۰۰۰ اور جو تدابیر وہ اختیار کریں۔ اُن کی آپ کو بغرض منظوری حکومت ہند اطلاع دیں[۵۱]۔

۱۲۷۔ ۱۸۵۶ء میں صاحب کمشنر بہادر قسمت جہلم نے ضلع راولپنڈی کے پہاڑی علاقہ کی بابت قواعد تجویز کئے[۵۲] | قواعد راولپنڈی مصدرہ ۱۸۵۶ء |

ان میں سب سے پہلا قاعدہ نہایت اہم ہے۔ وہ حسب ذیل تھا:۔

"راولپنڈی کے بلند و پست پہاڑی حصہ میں تمام خودرو درخت اور جھاڑیاں جائداد سرکار قرار دی جاتی ہیں۔ اگر دیہاتی لوگوں کو اپنی اغراض خانگی یا زراعتی کے لئے ان کی فی الحقیقت ضرورت ہو۔ تو ان کو لکڑی کاٹنے کی اجازت ہے۔ لیکن اس صورت کے علاوہ اور کوئی شخص بلا اجازت سول حکام لکڑی کاٹنے یا تصرف میں لانے کا مجاز نہیں۔ تاہم اس قاعدہ کی رو سے دیہاتی لوگوں کے آرام و آسائش کا خاص خیال رکھا جائیگا۔" درخت گرانے اور جھاڑیاں کاٹنے کے لئے اجازت نامجات ضروری تھے۔ اور دونوں صورتوں میں فیس وصول کی جاتی تھی۔ آگ لگانے کے بارہ میں پابندیاں

---

[۵۱] حکومت ہند کی چٹھی نمبر ۱۷۸۹۔ مؤرخہ ۲۱۔ مئی ۱۸۵۵ء کا فقرہ نمبر ۷۔

[۵۲] نمبر ۱۲۲۔ مؤرخہ ۲۴۔ جولائی ۱۸۵۶ء محکمہ جنگلات کی کارروائی بابت مارچ ۱۸۷۶ء۔ ان قواعد کی منظوری بذریعہ چٹھی منجانب چیف کمشنر بہادر نمبر ۱۶۲۳۔ مؤرخہ ۴ اگست ۱۸۵۶ء دی گئی یہ قواعد ۱۹۰۳ء میں منسوخ کئے گئے۔ (فقرہ نمبر ۲۴۹)۔

اور ضابطہ مقرر کیا گیا۔ قواعد کی بجا آوری میں مالکان اراضی کی امداد باہمی حاصل کرنے کی غرض سے آمدنی کا آٹھواں حصہ مالکان کو دیا جاتا تھا۔ قواعد کی خلاف ورزی میں سو روپیہ تک سزائے جرمانہ ہو سکتی تھی ٭

۱۳ – ماہ جنوری ۱۸۵۷ء میں صاحب چیف کمشنر بہادر نے جنگلات ہزارہ کے انتظامی قواعد منظور فرمائے۔ ان کے احکام درج ذیل ہیں:-

قواعد ہزارہ مصدرہ ۱۸۵۷ء

(۱) کہ کوئی درخت خواہ چھوٹے یا بڑے۔ بلا اجازت کاٹے نہیں جائیں گے ٭

(۲) زراعت پیشہ اشخاص کے علاوہ باقی جملہ اشخاص کو اس لکڑی کی بابت جس کے کاٹنے کی باقاعدہ اجازت دی گئی ہو۔ فیس ادا کرنی ہوگی۔ فیس کی آمدن کا نصف حصہ حفاظت جنگلات کے اخراجات پر صرف ہوگا۔ اور بقایا نصف مالکان اراضی کو ادا کیا جائیگا ٭

(۳) صاحب ڈپٹی کمشنر سے اجازت حاصل کئے بغیر کسی زمین کو زیر کاشت کرنے کی غرض سے جنگل تراشی نہ کی جائے گی ٭

(۴) جنگلات کے آس پاس آگ لگانا ممنوع قرار دیا گیا ٭

ان قواعد کی پوری پابندی نہیں ہوئی۔ بایں ہمہ یہ بہت مفید ثابت ہوئے[۱] ٭

۱۴ – ۱۸۵۱ء میں میجر لیک صاحب بہادر کمشنر ریاستہائے آنر دے ستلج نے قواعد مرتبہ مسٹر بیلی صاحب ڈپٹی کمشنر برائے ضلع کانگڑہ ارسال کرتے ہوئے تجویز کی کہ بہ ترامیم بعض ان قواعد کو منظور کیا جائے۔ حضور لفٹننٹ گورنر بہادر نے یہ قواعد منظور فرمائے۔ اور اجازت دی کہ ضلع ہوشیارپور میں بھی وہی قواعد جاری کئے جائیں۔ چنانچہ دوسرے سال صاحب کمشنر بہادر نے ان قواعد کا نفاذ کرتے ہوئے فرمایا "سرکار کا استحقاق صرف عمارتی لکڑی تک محدود ہے۔ خودرو پیداوار جنگلات لینے اور چرائی کے حقوق زمینداروں کو بہ پابندی قیود مندرجہ قواعد ہذا حاصل ہیں"

قواعد ہوشیارپور و کانگڑہ

ساتھ ہی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ضلع ہوشیارپور میں واقعہ چند جنگلات ملکیت سرکار بلا شرکت غیرے بھی ہیں[۲]

[۱] کپتان ویس صاحب کی رپورٹ بندوبست ضلع ہزارہ کی فصل پنجم کا فقرہ نمبر ۳۸ – اس کتاب کا فقرہ نمبر ۲۰۷ بھی دیکھو ٭

[۲] بیڈن پاول صاحب کی کتاب "نان ریگولیشن قواعد پنجاب" کے صفحات ۳۷۰ تا ۳۷۵ پر چھپی ہوئی خط و کتابت کا اقتباس ٭

قواعد کی رو سے بلا اجازت صاحب ڈپٹی کمشنر درخت گرانا ممنوع قرار دیا گیا۔ لیکن گھٹیا قسم کے درختوں کو "صحیح نیک نیت زراعتی اغراض کے لئے" کاٹنے کی اجازت گاؤں کا نمبردار دے سکتا تھا۔ مالکانِ اراضی و موروثی مزارعان کو عمارتی یا زراعتی اغراض کے لئے جتنی لکڑی کی ضرورت ہو۔ بادائیگی چار آنہ بطور فیس کاٹنے کا حق حاصل تھا۔ لیکن جو درختان بطور چوب عمارتی استعمال نہ ہو سکیں اور صرف ایندھن اور چارے کے کام آ سکیں۔ ان کے متعلق کوئی فیس ادا نہ کرنی پڑتی تھی۔ جن اشخاص کو قدیم الایام سے مویشی چرانے۔ خشک لکڑی جمع کرنے یا پتے برائے کھاد جمع کرنے کا حق حاصل تھا۔ ان کے حقوق کو بحال رکھا گیا۔ لیکن ہر جنگل کا تیسرا حصہ تین سال یا کم عرصہ کے لئے قطعی طور پر بند کر دینے کی اجازت تھی۔ آگ لگانا ممنوع قرار دیا گیا۔ لکڑہاروں اور کوئلہ بنانے والوں کو ہر سال لائسنس لینا ضروری قرار دیا گیا۔ جملہ آمدنی کا سولھواں حصہ جنگل کے راکھے کو دیا جاتا۔ اور $\frac{3}{16}$ حصہ نمبردار۔ پٹواری اور جمہور دیہ آپس میں تقسیم کرتے تھے[۵۱]

اتنا تو معلوم ہو گیا۔ کہ حق استعمال یعنی "برتن" کا حق جنگلات کے اردگرد رہنے والے مالکانِ اراضی کی ملکیت تسلیم کیا گیا۔

۱۷۵ ۔ ۱۸۵۵ء میں صاحب چیف کمشنر بہادر نے صاحبان کمشنر بہادر کی "دلی توجہ" اس تجویز **نو برآمد اراضیات کو جنگلات کے لئے حاصل کرنا** کی طرف منعطف کرائی۔ جو مسٹر ایڈورڈ تھارنٹن صاحب نے کارآمد چوب عمارتی کے نخلستانوں کو ترقی دینے کی غرض سے زمین برآمدہ دریا کو کام میں لانے کے متعلق کی[۵۲] ایسی اراضیات شیشم کے ذخیروں کے لئے خاص طور پر موزوں ہیں۔ مثلاً لاہور کے نزدیک

---

۵۱ دیکھو قواعد ۴ و ۵ و ۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۷۔ تمام قواعد بر کلے صاحب کی کتاب "نان ریگولیشن قواعد پنجاب" کے صفحات ۳۷۵ تا ۳۷۸ پر درج ہیں۔ حکومت ہند نے ان قواعد کی منظوری دینے سے انکار کر دیا۔ اور نہ ہی یہ قواعد ایکٹ نمبر ۷ بابت ۱۸۶۵ء کی دفعہ ۳ کے ماتحت جاری کئے گئے۔ اور غالباً انہیں قانونی تاثیر کبھی حاصل نہ تھی۔

۵۲ ہدایت نامہ بندوبست کا فقرہ نمبر ۱۹۰ دیکھو۔ سرکار کے حقوق دربارہ جزائر دریا اس کتاب کے فقرہ نمبر ۱۴۵ میں بیان ہیں۔

شاہدرہ ہیں ٭

۷۱۶ - ۱۸۶۴ء میں ڈاکٹر جے - ایل - سٹوارٹ صاحب پنجاب میں پہلے کنزرویٹر اوف فارسٹز (محافظ جنگلات) مقرر ہوئے - اور انہوں نے ۱۸۶۹ء میں "پنجابی پودے" کے مضمون پر ایک مفید کتاب تصنیف کی ٭

کنزرویٹر جنگلات کی تعیناتی

۷۱۷ - پہلے "ایکٹ جنگلات سرکار" (ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء) کا منشا لوکل گورنمنٹوں کو بمنظوری حضور گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل ایسے قواعد بشکل قواعدِ مذکورہ بالا جاری کرنے کا اختیار دینا تھا - جنہیں قانونی تاثیر حاصل ہو[1] - لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا - کہ وہ کسی زمین کو جو درختوں - جھاڑیوں یا جنگل سے ڈھکی ہوئی ہو - جنگل سرکار مشتہر کرے لیکن ایسا کرنے سے افراد یا جمہور کے موجودہ حقوق میں کسی قسم کی کمی یا خلل نہ ہونے پائے[2] قواعد راولپنڈی ۱۸۷۳ء میں اسی ایکٹ کے ماتحت مشتہر کئے گئے -

ایکٹ ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء

۷۱۸ - پنجاب ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء کی تکمیل ایکٹ نمبر ۴ مصدرہ ۱۸۷۲ء کی دفعہ ۸ کی رو سے ہوئی - جس کے احکام یہ تھے - کہ "کوئی شخص مجاز نہیں کہ وہ بلا رضامندی یا بلامتابعت قواعد مرتبہ لوکل گورنمنٹ کسی ایسی زمین کی چراگاہوں یا دیگر قدرتی پیداوار سے استفادہ کرے - جو ملکیت سرکار قرار دی جا چکی ہو"

دفعہ نمبر ۸ ایکٹ نمبر ۴ مصدرہ ۱۸۷۲ء (ایکٹ قوانین پنجاب)

ایکٹ مذکور کی دفعہ نمبر ۵۰ کی رُو سے ایسے قواعد کی منظوری حضور گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل سے حاصل کرنا ضروری تھا - لیکن موجودہ قواعد کی نسبت یہ تصور کیا جائیگا - کہ وہ از روئے یا بمطابق ایکٹ مذکور جاری کئے گئے تھے -

۷۱۹ - حفاظت جنگلات کے صحیح طریق کے حامیان کے لئے ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء از حد غیر تسلی بخش ثابت ہوا - اس کے موٹے موٹے نقائص یہ تھے - کہ "اس میں ایسے جنگلات میں کوئی امتیاز نہ رکھا گیا تھا - جنہیں پوری طرح بند رکھنا ضروری ہو - خواہ اس بندش سے شخصی حقوق میں کم و بیش مداخلت ہی کرنے پڑے -

ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء کی خامیاں

---

[1] ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء کی دفعات ۳ تا ۶ ٭
[2] " " " " کی دفعہ ۲ ٭

یا جنہیں ناعاقبت اندیشانہ استعمال سے بچانے کے لئے ضبط عام میں لانا ضروری ہو۔ اس ایکٹ میں ایسے حقوق کی تحقیق و تصفیہ کے متعلق جو زیر ایکٹ مذکور حق سرکار مخصوص کئے جائیں۔ کوئی ضابطہ مقرر نہ تھا۔ اور نہ ہی ایسے حقوق کو ملکیتاً حاصل کئے بغیر منضبط کرنے کا ضابطہ درج تھا۔ المختصر ایکٹ مذکور آپ کو مجبور کرتا تھا۔ کہ تو قطعاً حاصل کر لو یا قطعاً رہنے دو[۵۱]۔

جنگلات ہزارہ کے آئین

۲۰۷۔ عدل کی طرح سے ہندی قانون سازی بھی پائے لنگ رکھتی ہے۔ اور ضلع ہزارہ کا مسئلہ جو ۱۸۶۸ء میں زیر بندوبست آیا۔ اس آہستہ رفتار کا انتظار نہ کر سکا۔ لہذا ایکٹ نمبر ۳۳ وکٹوریہ . . . . نمبر ۳ کے اختیارات کے ماتحت ۱۸۷۰ء اور ۱۸۷۳ء میں اس ضلع میں حفاظتِ جنگلات کے خصوصی آئین پاس کئے گئے۔ قواعد مصدرہ ۱۸۵۵ء کی رو سے انتظام جنگلات کا جو عام ضابطہ مقرر تھا۔ اسے برقرار رکھتے ہوئے۔ اِن آئین میں یہ حکم دیا گیا۔ کہ جن دیہات کی حدود میں جنگلات واقع ہوں۔ ان کے باشندگان کی عام ضروریات کا بندوبست پہلے کر لینے کے بعد زیادہ قیمتی جنگلات عامۃ الناس کے فائدہ کی غرض سے مخصوص کر لینے چاہئیں۔ ضلع کا مجموعی بنجر رقبہ اس وقت ۲۲۰۰ مربع میل سے زیادہ تھا۔ اس رقبہ کے دسویں حصہ سے زیادہ رقبہ کو بطور رکھا یا ہوا جنگل محدود کیا گیا۔ اور اس کا انتظام محکمہ جنگلات کے سپرد ہوا۔ یہ سرکاری جنگلات اونچے پہاڑوں میں واقع ہیں۔ اور ان میں صنوبر و دیودار کے درخت پائے جاتے ہیں۔ صاحبان اراضی کی جائز ضروریات کا خیال رکھتے ہوئے چوب عمارتی اگانے والی تمام زمین کو رکھانا ناممکن تھا لیکن ساتھ ہی یہ بھی ضروری تھا۔ کہ فضول خرچی و بربادی کو روکا جائے بنا بریں ضلع کے مغربی حصہ میں نخلستان اونچے پہاڑوں کی نہ رکھائی ہوئی جنگلاتی زمین اور نیچی پہاڑیوں میں چوب سوختنی کے جنگلات کو "دیہاتی جنگلات" قرار[۵۲] دیا گیا۔ ضلع ہزارہ کبھی بھی عام ایکٹ جنگلات ہند نمبر ۷

---

[۵۱] مسٹر ہوپ کی تقریر دیکھو۔ جو آپ نے لیجسلیٹو کونسل میں بتاریخ ۶۔ مارچ ۱۸۷۸ء میں فرمائی۔ اور جو کتاب "فارسٹری ان برٹش انڈیا" کے صفحہ ۱۰۹ پر دی گئی ہے۔

[۵۲] کیپٹن ویس صاحب کی رپورٹ بندوبست ہزارہ کے صفحات ۱۳۴ تا ۱۳۷۔

مصدرہ ۱۸۷۸ء کے احکام کے تابع نہیں ہوا - اس لئے جنگلات ہزارہ کی تاریخ اسی جگہ ختم کرنا سہل ہوگا - آئین نمبر ۲ مصدرہ ۱۸۷۹ء نے آئین نمبر ۲ مصدرہ ۱۸۷۳ء کی جگہ لے لی - اور اس کی دفعہ نمبر ۸ کے ذریعہ صاحب ڈپٹی کمشنر کو بنجر اراضیات کو "دیہاتی جنگلات" قرار دینے کے متعلق زیادہ وسیع اختیارات دئے گئے - ایسے جنگلات میں بیجا تصرف اور جنگل تراشی بغرض کاشت - مٹی یا مردہ پتے اٹھانے - اور آگ جلانے کی قطعی ممانعت کی گئی - لیکن صاحب ڈپٹی کمشنر کو ایسی اراضیات میں آگ لگانے کی خاص اجازت دینے کا اختیار دیا گیا جن میں محض گھاس ہی اُگتا ہو[۵۱] درخت گرانے اور چارہ کے لئے شاخیں کاٹنے - چونا اور کوئلہ کے لئے جلانے اور مویشی چرانے کے بارہ میں صاحب ڈپٹی کمشنر کو لازم تھا - کہ وہ "عام انتظامیہ احکام" کی رو سے "بہ متابعت عام ہدایات" لوکل گورنمنٹ ضابطہ مقرر کرے[۵۲] - دونو قسم کے جنگلات کے بارہ میں جمہوردیہ کی مشترکہ ذمہ داری بذریعہ قانون مقرر کی گئی - بالخصوص آگ لگانے کے بارہ میں[۵۳] - ناجائز آگ لگانے اور ناجائز کاشت کی پاداش میں جلائی یا صاف کی ہوئی زمین میں تمام حقوق استعمال دو سال یا زیادہ عرصہ کے لئے جو اس زمین کو پہلی حالت پر لانے کے لئے ضروری ہو[۵۴] معطل کرنے کا اختیار دیا گیا - اراضیات کی بُردی اور اُن کی ڈھال کو روکنے کے لئے خاص اختیارات عطا کئے گئے[۵۵] ۱۸۸۲ء میں دیہاتی جنگلات کی جو مقامی زبان میں "محدودہ" کہلاتے تھے - حد بندی کا کام محکمۂ جنگلات کے افسر مسٹر فارسٹ کے سپرد ہوا - اس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ ۴۷,۰۰۰ر۱ ایکڑ زمین اس مطلب کے لئے مخصوص کی گئی - لیکن یہ حد بندی تسلی بخش نہ ہوئی کیونکہ اس میں مزروعہ خطہ جات بھی شامل تھے - ضلع کے دوبارہ

---

۵۱ دفعہ ۱۶ ؎

۵۲ ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء کی دفعات ۱۴ و ۱۵ ؎

۵۳ دفعہ ۲۸ - نیز مقابلہ کرو دفعہ ۲۴ ؎

۵۴ ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء کی دفعات ۲۹ - ۳۰ ؎

۵۵ ،، ،، ،، ،، ،، ۲۰ - ۲۱ ؎

بندوبست میں حد بندی دوبارہ کی گئی۔ اور دیہاتی جنگلات کا مجموعی رقبہ ۸۲۷د۸۳ ایکڑ مقرر کیا گیا۔ جو تمام غیر مزروعہ رقبہ تھا۔ اب ان جنگلات کا اہتمام آئین نمبر ۶ مصدرہ ۱۸۹۳ء اور قواعد زیر آئین ہذا کے احکام کے ماتحت ہوتا ہے۔ مذکورہ آئین آئین نمبر ۲ مصدرہ ۱۸۷۹ء کی بجائے پاس ہوا تھا۔ قواعد مذکور حکومتِ ہند کے اشتہار نمبر ۲۲۱۲۔ جی مورخہ ۲۲ دسمبر ۱۹۰۳ء میں درج ہیں۔ بلا اجازت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اراضی توڑ کرنا ممنوع ہے۔ اپنے خانگی اور زراعتی اغراض کے لئے حق داران کو بلا ادائیگی رقم لکڑی لینے کا حق حاصل ہے لیکن درخت گرانے کے ارادہ کی اطلاع دینا ضروری ہے۔ انہیں سوکھی لکڑی اور جھاڑیاں بھی برائے ایندھن استعمال کرنے کی بلا روک ٹوک اجازت ہے لیکن اجنبیوں کے پاس درخت یا ایندھن فروخت کرنے کے لئے صاحب ڈپٹی کمشنر کی منظوری حاصل کرنا ضروری ہے۔

ایکٹ جنگلات ہند نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء

۱۲۱ے۔ مسٹر بیڈن پاول مرحوم جو پنجاب کمیشن کے سویلین تھے۔ ۱۸۶۹ء تا ۱۸۷۲ء و ۱۸۷۶ء تا ۱۸۷۹ء کنزرویٹر جنگلات رہے۔ تمام سال ۱۸۷۳ء اور ۱۸۷۴ء کے کچھ حصہ میں آپ نے بطور قائم مقام انسپکٹر جنرل بھی کام کیا۔ ہندوستان میں قوانین جنگلات کو موجودہ بنیادوں پر قائم کرنے میں آپ نے بہت امداد فرمائی۔ ۱۸۷۸ء میں ایکٹ جنگلات ہند پاس ہوا۔ اس ایکٹ کی وقتاً فوقتاً ترمیم ہوتی رہی ہے۔ لیکن بالآخر ۱۹۲۷ء میں ایک نیا ایکٹ جنگلات نمبر ۱۶ مصدرہ ۱۹۲۷ء پاس ہوا۔ اور جس نے کہ ابتدائی ایکٹ کی جگہ لے لی ہے۔ اس نئے ایکٹ میں جملہ ترامیم کو محض اکٹھا کیا گیا ہے اور پرانے ایکٹ کے بعض شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ لیکن ابتدائی ایکٹ کی موضوعہ حکمت عملی میں کوئی بنیادی تبدیلیاں نہیں کی گئیں۔

اس ایکٹ کی رو سے لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہے۔ کہ "وہ کسی اراضی جنگل یا اراضی افتادہ کو جو ملکیت سرکار ہو یا جس پر سرکار کو حقوقِ مالکانہ حاصل ہوں۔ یا جس کے کل یا جزو پیداوار کی سرکار مستحق ہو" رکھا یا ہوا "مخصوص" یا "محفوظ" جنگل قرار دے سکے" لہٰذا یہی کافی ہے۔ کہ سرکار درختوں یا ان میں سے بعض کی مالک ہو۔ خواہ

سلہ "فارسٹری ان برٹش انڈیا" کا صفحہ ۱۱۶۔ صاحب موصوف نے ایک کتاب "قوانین جنگلات" مطبوعہ ۱۸۹۳ء بھی تصنیف کی تھی۔

سلہ۔ دفعات ۲۰ و ۲۹ ایکٹ نمبر ۱۶ مصدرہ ۱۹۲۷ء۔

سرکار نے زمین کو جمہور دیہہ کی ملکیت ہی درج کیا ہو۔ جیساکہ نا عاقبت اندیشی سے ضلع کانگڑہ میں کیا گیا تھا۔

۷۲۲۔ ایکٹ کا باب نمبر ۲ "مخصوص یعنی رکھائے ہوئے" جنگلات اور باب نمبر ۴ "محفوظ" جنگلات کے متعلق ہے۔ رکھایا ہوا جنگل قرار دینے سے پہلے کارروائی بندوبست جنگل لازمی ہے۔ جس میں تمام ایسے غیر سرکاری ذاتی حقوق کے متعلق پوری تحقیقات ہونی لازمی ہے۔ جن کا دعوی کیا جائے۔ یا جو دیگر نہج پر معلوم ہو سکیں[1] پنجاب میں نافذالوقت ہدایات دربارہ کارروائی بندوبست ہائے جنگل ضمیمہ دوئم میں درج ہیں۔ جب کوئی جنگل ایک دفعہ رکھایا ہوا جنگل مشتہر کر دیا جائے۔ تو اس میں نئے ذاتی حقوق پیدا نہیں ہو سکتے[2]۔ رکھایا ہوا جنگل صرف حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل کی منظوری ماقبل سے ہی نہ رکھایا ہوا جنگل قرار دیا جاسکتا ہے[3]۔

مخصوص (یعنی رکھائے ہوئے) جنگلات

۷۲۳۔ افتادہ اراضی کو "محفوظ جنگلات" مشتہر کرنے سے پہلے کسی خاص کارروائی بندوبست کی ضرورت نہیں البتہ گورنمنٹ کی تسلی اس بارہ میں کرانا ضروری ہے۔ کہ نوعیت و وسعت حقوق سرکاری اور غیر سرکاری اشخاص کی جو اس اراضی میں حاصل ہوں تحقیقات ہو چکی ہے۔ اور کارروائی ہائے پیمائش یا بندوبست یا اور ایسے طریق پر جو لوکل گورنمنٹ کافی تصور کرے قلمبند ہو گئی ہے۔ مناسب مسل کی تیاری تک حقوق سرکار کو محفوظ کرنے کے لئے لوکل گورنمنٹ درمیانی حکم جاری کرنے کی بھی مجاز ہے[4]۔ افتادہ اراضی کو "محفوظ جنگل" قرار دینے سے حقوق کی آئندہ ترقی مسدود نہیں ہوتی۔ جب زمین رکھایا ہوا جنگل قرار دے دی جائے تو اس کے متعلق کئی افعال فوراً مجرمانہ افعال ہو جاتے ہیں[5]۔ لیکن

محفوظ جنگلات

---

[1] دفعات ۶ و ۷ ایکٹ نمبر ۱۶ مصدرہ ۱۹۲۷ء
[2] دفعہ ۲۳
[3] " ۲۷ (۱)
[4] " ۲۹ ایکٹ نمبر ۱۶ مصدرہ ۱۹۲۷ء
[5] " ۲۶ " " " " "

کسی محفوظ جنگل کا اشتہار اسی صورت میں مؤثر ہو سکتا ہے۔ کہ دفعہ نمبر ۳۰ کے تحت کارروائی کی جائے۔ جس کی رو سے گورنمنٹ مجاز ہے۔ کہ

(الف) کسی محفوظ جنگل میں کسی درختوں کو رکھائے ہوئے درخت قرار دے۔

(ب) ایسے جنگل کے حصص کو بند کرے اور غیر سرکاری حقوق کا استفادہ معطل کر دے " بشرطیکہ اس جنگل کا باقی جزو معطل شدہ حقوق کے واجبی استفادہ کے لئے کافی ہو۔ اور ایسے موقع پر واقع ہو جہاں سہولت سے استفادہ ہو سکے ؛

(ج) پتھر کھودنا۔ چونا پکانا۔ کوئلہ بنانا۔ پیداوار جنگل اٹھانا۔ یا کسی غرض کے لئے زمین صاف کرنا ممنوع قرار دے ؛

محفوظ جنگلات کے انتظام کے لئے قواعد منضبط کئے جا سکتے ہیں[1]۔ اور کسی قاعدہ کی خلاف ورزی یا کوئی فعل ممنوعہ زیر دفعہ نمبر ۳۰ کرنا قابل سزا جرم ہے[2]۔ اگر سوال یہ ہو کہ آیا باب دوم یا باب چہارم کے ماتحت کارروائی کی جائے۔ تو عموماً اول الذکر کو ترجیح دینی چاہیے۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ رکھائے ہوئے (مخصوصہ) جنگل کا انتظام بلحاظ ضروریاتِ جمہورِ نواحی محفوظ جنگل کے انتظام کی نسبت ذرہ بھر بھی زیادہ سنگین یا بے لحاظ ہو۔ پیداوار جنگل کے استفادہ کے متعلق اگر کوئی استحقاق فی الواقعہ ثابت نہ ہو سکے تو بھی سرکار مجاز ہے۔ کہ وہ اس کے متعلق خصوصی حقوق مرحمت کرے۔ اور ناجائز استعمال ہونے پر سلب کرلے[3]؛

۲۴۷ - ایکٹ میں اس امر کو بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ ایسے موقعے بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ جن میں عامۃ الناس کی بہبودی کے لئے غیر سرکاری افتادہ اراضیات

دخل اندازی ان جنگلات میں جو ملکیت سرکار نہیں

[1] دفعہ ۳۲ ایکٹ نمبر ۱۶ مصدرہ ۱۹۲۷ء
[2] " ۳۳ " " " "
[3] دیکھو فقرات ۲۲ - ۲۷ - ضمیمہ دوئم

کے اہتمام میں دخل اندازی کرنا یا ان کا انتظام ہاتھ میں لینا ضروری معلوم ہو۔ ایسے فعل کے لئے یہ اغراض ہو سکتے ہیں۔ پہاڑی گھاٹیوں کو زیادہ ٹوٹنے سے روکنا۔ زمین کو بُردی سے محفوظ رکھنا یا اس پر ریت یا پتھر جمع نہ ہونے دینا یا چشموں یا نالوں میں بھرسانی آب کو قائم رکھنا۔ ودیگر اسی قسم کی کوئی غرض[۵۱]۔

۷۲۵ - جنگلات کے متعلق اُن انتظامیہ اور آئینی تدابیر کا تاریخی نقشہ کھینچنے کے بعد جو سرکار نے ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء کے پاس ہونے تک اختیار کیں

فاضلہ افتادہ اراضی پر سرکار حق رکھتی ہے

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہم اصلی مضمون کی طرف عود کریں - اور یہ ظاہر کردیں کہ فاضلہ افتادہ اراضیات پر صوبہ کے مختلف حصص میں سرکار کے حق کا دعویٰ کس طرح کیا جاتا رہا ہے اور ان اراضیات کو سرکار نے کس طرح استعمال کیا ہے - جن پر کسی قسم کا حق جتلایا گیا۔

۷۲۶ - دریا ہائے بیاس اور ستلج کے مشرق میں واقع میدانی اور

مشرقی اور دامنِ کوہ اضلاع میں عموماً حقوق سرکار سے دست برداری کی گئی

پہاڑی اضلاع میں سرکار نے عام طور پر تسلیم کرلیا ہے۔ کہ افتادہ اراضیات کلیتاً ملحقہ مواضعات کے بھور کی ملکیت ہیں ان اضلاع میں آئین نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۲۲ء[۵۲] کی دفعہ نمبر ۸ کے احکام سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا گیا۔ اور یہی حالت اضلاع گورداسپور سیالکوٹ وامرتسر میں ہوئی - جو دریائے بیاس کے غرب میں واقع ہیں - اس کی دو وجوہات ہیں - اولاً یہ کہ غربی پنجاب کی نسبت ان اضلاع میں گاؤں زیادہ قریب قریب واقع ہیں - اور مزروعہ و غیر مزروعہ رقبہ جات کے باہمی تناسبات بھی بہت مختلف تھے - دوسری وجہ یہ ہے کہ ان اضلاع کے اکثر حصص اُس وقت زیر بندوبست آچکے تھے - جبکہ کسی ملک کی زمین کے بعض حصص کو قدرتی حالت میں رکھنے کے فوائد پوری طرح معلوم نہ تھے - کرنال میں بھی جہاں کہ سرکار نے فاضلہ افتادہ زمین پر قبضہ کیا - اور سرسہ میں جہاں کہ وسیع غیر مقبوضہ رقبہ جات سرکار کے تصرف میں تھے - منتظمان وقت کا واحد مدعا یہی

[۵۱] باب پنجم - ایکٹ نمبر ۱۶ مصدرہ ۱۹۲۷ء
[۵۲] ہدایت نامہ بندوبست کا فقرہ نمبر ۱۸۷ دیکھو۔

رہا ہے۔ کہ حتی الامکان جتنی جلدی ہو سکے۔ اراضیات ایسے اشخاص کو دیکر پیچھا چھڑا لیا جائے جو انہیں جلدی زیر کاشت کریں[۱] لیکن ۱۸۱۳ء میں حصار کے قریب گاؤں کی اراضیات کا وسیع رقبہ جو مہلک چالیسہ[۲] قحط میں تیس سال قبل ویران ہو چکا تھا سرکار نے اپنے قبضہ میں لیا اور وہاں سرکاری رہبر بنائی جو بعد میں فارم مویشیان حصار کے نام سے موسوم ہوئی۔ ۱۸۶۷ء میں یہ بیر مخصوص (دکھایا ہوا) جنگل مشتہر کی گئی[۳] مندرجہ بالا وجوہات کے سبب دریا ہائے بیاس و ستلج کے مشرق میں جلانے کی لکڑی یا گھاس کی رکھہائے بہت کم ہیں۔ گوڑگانوں اور دہلی کی پست پہاڑیاں بھی مواضعات کی حدود میں شامل کی گئیں۔ باوجودیکہ گوڑگانوں کی پہاڑیاں ڈھاک[۴] کے قیمتی جنگلوں سے ڈھکی ہوئی ہونگی؞

ہوشیارپور میں شوالک پہاڑیاں

۷۲۷ ہوشیارپور میں شوالک پہاڑیوں کے متعلق بھی ایسی ہی غلطی کی گئی۔ جس کے نتائج نہایت ہی قابلِ افسوس ہیں۔ سولہ سنگھی سلسلہ[۵] کوہ میں چیڑ کے دو جنگلات۔ شمال مغربی شوالک کی پہاڑیوں میں بالنس کے دو جنگلات اور چیڑ کے درخت جہاں بھی پائے جائیں۔ سرکار کی ملکیت قرار دئے گئے ہیں۔ لیکن کانگڑہ اور گورداسپور کے پہاڑی علاقوں کی طرح پہلے صاحب مہتمم بندوبست مسٹر جارج بارنس نے مذکورہ بالا مستثنیات کے علاوہ باقی تمام اراضی جنگلات مواضعات کی حدود میں شامل کر دی؞

---

[۱] کرنال میں مستاجری پر دئے ہوئے محالات کے بارہ میں کرنال و انبالہ کی رپورٹ بندوبست کے فقرات ۱۰۶ و ۱۰۹ و ۱۱۲ دیکھو۔ محالات سرسہ کے متعلق رپورٹ بندوبست سرسہ مرتبہ مسٹر ولسن کے فقرات ۲۵۳ و ۲۵۸ ملاحظہ کرو؞

[۲] یہ قحط ۱۷۸۳ء (مطابق سمت ۱۸۴۰) میں پڑا؞

[۳] رپورٹ بندوبست حصار مرتبہ مسٹر اینڈرسن کے فقرات ۱۱۴-۱۱۵ دیکھو؞

[۴] یہ کارآمد درخت جسے پلاہ یا پلاس بھی کہا جاتا ہے۔ وسیع علاقہ جات پنجاب و شمالمغربی سرحدی صوبہ میں گوڑگانواں سے لیکر دریائے سندھ کی حدِ فاصل مابین قلمرو انگلشیہ و علاقہ سرحد تک پایا جاتا ہے؞ اپنی طبعی حالت میں پنجاب کی تمام سخت روہی زمین میں جہاں سالانہ بارش اوسطاً بیس انچ سے کم ہو یہ درخت پایا جاتا ہوگا۔ جہاں بارش کم ہو۔ وہاں اس کی بجائے جنڈ اور جال اگتا ہے۔ یہ دکن کے جنگلات میں عام ہوتا ہے اور لنکا میں بھی پایا جاتا ہے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ مشرقی بنگالہ کے دارالخلافہ (ڈھاکہ) کا نام بھی ڈھاک درخت سے مشتق ہے؞

[۵] تجاویز پنجاب گورنمنٹ محکمہ جنگلات نمبر ۲-الف بابت جون ۱۸۷۳ء؞

۷۲۸ - اس حکمتِ عملی کا لازمی نتیجہ یہ ہوا - کہ پہاڑیوں پر سے سبزی اُڑ گئی - حتیٰ کہ وہ ننگی ہو گئیں اور اس برہنگی کی وجہ سے ایک پشت

شوالک پہاڑیوں کے ننگا ہو جانے کا اثر میدانی زمینوں پر

بعد ضلع ہوشیارپور اور جالندھر کے زرخیز علاقہ سیروال پر جو اثر ہوا وہ اتنا زیادہ تھا - کہ حکومت کی توجہ اس طرف جبراً منعطف کرائی گئی - صاحب ڈپٹی کمشنر مسٹر کولڈ سٹریم - محافظ جنگلات مسٹر بیڈن پاول نے متفقہ طور پر زور دیا کہ دفاعی تدابیر ضروری ہیں - اور مسٹر آرتھر برانڈرتھ صاحب کمشنر بہادر نے ان ہر دو افسران کی پُرزور تائید کی ؛

۷۲۹ - مسٹر برانڈرتھ صاحب نے اس غفلت و لاپرواہی کے بد اثرات کا جو منقش نقشہ کھینچا وہ قابلِ ذکر ہے :-

مسٹر برانڈرتھ صاحب کا اظہار

"نچلا سلسلۂ شوالک . . . . . . ریتلی پہاڑیوں کا لمبا پست سلسلہ ہے جو تمام دوآبہ جالندھر کے آر پار پھیلا ہوا ہے - اور اس زرخیز اور بارآور علاقہ کی شمالی حد ہے - راجاؤں کے زمانے میں جب شاملاتِ دیہہ راجہ یا رجواڑہ کی ملکیت ہوتی تھی - تو یہ پہاڑی ڈھلانیں پست ٹھونٹھ جھاڑیوں سے ڈھکی ہوئی تھیں - جن میں خال خال درخت بھی موجود تھے . . . . . یہ جاگیرداری جنگلات راجاؤں یا اُن کے جانشینوں یعنی سکھ کارداروں کے لئے کوئی زیادہ فائدہ مند نہ تھے - لیکن چونکہ ان میں شکار ملتا تھا - اس لئے اُن کی عموماً حفاظت ہوتی تھی - اور چونکہ شہر تب زیادہ متمول نہ تھے - اور کاشتکاروں کو سنگین مطالبہ مالیہ پورا کرنے کے لئے کافی سخت محنت و جفاکشی کرنی پڑتی تھی - اس لئے ایندھن کی کوئی مانگ نہ تھی - اور اسے کاٹنے کی فرصت بھی کسی کو نہ تھی ؛

× × × × × × × × × × × × × × ×

"یہ پست قد جھاڑیاں کبھی بہت قیمتی تھیں - کیونکہ پہاڑیوں کی ریتلی زمین ان جھاڑیوں کی شاخوں اور ان کے سایہ میں اُگے ہوئے گھاس سے ڈھکی ہوئی تھی - ان سایہ دار پہاڑیوں سے جو ٹھنڈی

ہوا چلتی تھی۔ وہ گذرنے والے بادلوں کو روک لیتی۔ اور تقریباً باقاعدہ اور لگاتار بارش کا سامان مہیا کرتی۔ ان جھاڑیوں کے پتے اور گھاس مینہ کے پانی کی روک تھام کرتے۔ حتیٰ کہ وہ آہستگی سے بہتا ہوا۔ مردہ پتوں اور گھاس میں سے قابل تحلیل اجزاء ساتھ لیتا ہوا، نچلے میدانی علاقہ کو اپنے دولت سے لدے ہوئے پانی سے مالا مال کر دیتا۔ اس علاقہ کی زرخیزی اتنی مشہور ہوئی کہ اُسے جنت پنجاب کہا جاتا تھا۔

"لیکن اب نقشہ ہی پلٹ گیا ہے۔

× × × × × × ×

"پہاڑیاں دیہاتوں کے درمیان منقسم کی گئیں۔ اور تمام جھاڑیاں و چھوٹے جنگلات شاملات دیہہ قرار دی گئیں۔ جن میں ہر کس و ناکس کو اختیار ہو گیا۔

انگریزی راج کی بدولت شہر ترقی کرنے لگے۔ دولت و جائداد کی فراوانی ہوئی۔ اور جبری بیگار کا لگاتار تقاضا بند ہو جانے کی وجہ سے مزدوروں کی ایک باقاعدہ جماعت پیدا ہو گئی۔ جسے کافی فرصت اور تلاش ملازمت ہونے لگی۔ دولت بڑھنے سے تن آسانیوں کی خواہش بھی بڑھنی گئی۔ اور اس وجہ سے تمام قسم کی ہیزم سوختنی کی مانگ بہت زیادہ پیدا ہو گئی۔ جس کی وجہ سے اس بیکار جماعت کو ان پہاڑی جھاڑیوں اور پست جنگلوں میں دولت کی کانیں نظر آ گئیں۔ جو بظاہر ہر شخص کے لئے کھلی پڑی تھیں۔ سرکاری کاموں اور ریلوں کی بدولت مانگ اور بھی بڑھ گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ چند ہی سالوں میں ان پہاڑیوں سے تمام وہ چیزیں اُکھیڑ لی گئیں۔ جن کا بطور ایندھن استعمال ہونا ممکن تھا۔ جہاں شہروں سے فاصلہ بہت زیادہ تھا۔ وہاں زیادہ تباہ کن کوئلہ جلانے والا آموجود ہوا اور لکڑی سوختنی کو قابل باربرداری بنانے کے لئے تین گنا لکڑی کا کوئلہ بنانے لگا۔ گمان ہو سکتا ہے۔ کہ یہ نئے مالکان اپنے اِن مشابہ بہ جنگلات مقبوضات کی حفاظت کے لئے کوئی تدابیر اختیار کرتے۔ لیکن اس وقت ملکیت کا نیا احساس بذاتِ خود ایک

اجنبی تھا۔ اور مالکان کو شکوک تھے۔ کہ آیا انہیں کسی مداخلت کا حق حاصل ہے۔ یا نہیں۔ اکثر مزدور اور لکڑ ہارے ان کے اپنے گاؤں کے باشندے ہوتے تھے۔ اور یہ عام مشہور ہے۔ کہ جس کام کے سب ذمہ وار ہوں۔ اس کام کو کوئی نہیں کیا کرتا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پہلے حقداروں میں سے جواب مشترک مالکان بن گئے تھے۔ کسی نے بھی اس فضول خرچی کو نہ روکا۔ اور بخلاف اس کے حقیقت میں اُنھوں نے اس زیاں کی حوصلہ افزائی کی۔ کیونکہ کئی لوگ ان مالکان کو لکڑی کاٹنے کے عوض میں تھوڑی بہت رقم ادا کرتے تھے۔ اور کوئلہ جلانے والے عموماً ایک سال کے لائسنس کے لئے دو یا تین روپے ادا کرتے تھے۔ ان مالکوں سے یہ توقع فضول تھی۔ کہ وہ دامن کوہ میں آباد دیہات کی جو برباد ہو رہے تھے۔ پرواہ کرتے۔ بلکہ انہیں اپنی اولاد کے آئندہ نقصان کا خیال تک نہ تھا۔

"بیشک۔ میں بلاشبہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ دیہات برباد ہو گئے۔ کیونکہ نقصان بے حد زیادہ ہو چکا ہے۔ اور روز بروز زیادہ ہو رہا ہے۔ سبز جنگلوں کی بجائے چونکہ اب ننگی چٹانیں رہ گئی ہیں۔ اس لئے گرم ریتلی پہاڑیوں کی ہوا بارش کے بادلوں کو زیادہ اونچے پہاڑوں کی طرف ہانک دیتی ہے۔ جب بادلوں کے بڑھتے ہوئے دباؤ سے بالآخر بارش پڑتی ہے۔ تو وہ تپتی ہوئی چٹانوں پر پڑنے سے ہوا میں کثیف ابخرات پیدا کرتی ہے۔ جن سے بھاری لدی ہوئی فضا اور بھی نچلا دباؤ ڈالتی ہے۔ اور بے وقت بارش موسلا دھار اُترتی ہے۔ جس کے زور کو تھامنے کے لئے اب نہ وہ پیڑ رہے نہ جھاڑیاں اور نہ ہی گھاس باقی ہے۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ لمحہ بہ لمحہ بڑھنے والی موسلا دھار بارش پچھلے زمانہ کے زرخیز اجزا کی بجائے اب ریتلی چٹانوں پر سے ہزاروں ٹن ریت بہالے جاتی ہے۔ یہ سیلاب عظیم نچلے گاؤں میں جا کر پھیلتا چلا جاتا ہے۔ اور ان ندیوں کے کنارے جو زرخیز کھیت کبھی نظر آتے تھے۔ اب ناپید ہو چکے ہیں۔ اور باقی حصہ ملک میں بھی ریت کی تہیں جم رہی ہیں۔ ابتدائی چند سالوں میں ریت کی تہہ زیادہ مضر نہ تھی۔ کیونکہ تازہ مٹی ہونے کی وجہ

سے اس پر پرلنے گھاس اور جھاڑیوں کی مرجھائی ہوئی جڑیں موجود تھیں - مزید برآں ملک ہند کی زمین کے لئے ریت کی باریک تہہ بڑی محافظ ہوتی ہے - کیونکہ یہ نازک چھوٹے پودوں کی حفاظت کرتی اور انہیں آسرا دیتی ہے - اور نچلی زمین میں زیادہ عرصہ تک نمی قائم رکھتی ہے - لیکن رفتہ رفتہ حالات بدلتے گئے - گذشتہ ایام میں جس علاقہ کی مرفہ الحالی کی مسلسل رپورٹیں پہنچتی تھیں - وہاں سے ناقص فصلوں اور دیہات و کاشتکاروں کے معاملہ زمین ادا نہ کرسکنے کی بابت بہیم اطلاعات موصول ہونے لگیں - ان وسیع ریتیلے طبقات سے شاہراہیں منقطع ہوگئیں - اور آمدورفت و تجارت کو دھکا لگا - اور بعض دُور افتادہ دیہات سے بھی معافی مالیہ کی درخواستیں دھڑا دھڑ آنی شروع ہوگئیں - کیونکہ موسم گرما میں طوفان باد کے باعث ریت اُڑ اُڑ کر ان کے کھیتوں کو ریگ مار کر رہی تھی - یہ نقصان صرف زمینداروں تک ہی محدود نہ تھا - اس طرح بے روک ٹوک زیادہ پانی آنے کی وجہ سے پچھلے زمانہ کے پل ٹوٹ گئے - اور "گذرگاہانِ آب" میں جلدی توسیع کی ضرورت پڑی - چنانچہ گرانڈ ٹرنک روڈ اور ریل کی سڑکوں میں زیادہ قیمتی پل بنانے پڑے - اور جب یہ بھی ناکافی رہے - تو ملک دُور دراز تک زیر آب ہوگیا . . . . . . ؁

تاخیر عمل کے نتائج

۷۳۰ - مرقومہ بالا میں رنگینیٔ بیان بہت زیادہ ہے لیکن مبالغہ آمیز نہیں کہا جا سکتا - کیونکہ تھوڑا عرصہ بعد جب کیپٹن جے - اے - ایل - منٹگمری صاحب نے ہوشیارپور تحصیل کی تشخیص کے متعلق رپورٹ ارسال کی تو صاحب ممدوح نے بیان فرمایا - کہ سلسلہ شوالک میں سے نکلنے والے چوؤں یعنی ریتلی ندیوں کی وجہ سے گذشتہ ۳۰ سال کے عرصہ میں رقبہ مزروعہ ۱۲ فیصدی کم ہوگیا[۵] جیسا کہ بعد میں بیان کیا جائیگا - دیر تک کوئی تدابیر

[۵] چوؤں کا کام محض تباہی ہی نہیں - پہاڑیوں سے دور ہٹ کر جب بھاری ریت بیٹھ جاتی ہے - تو باقی ماندہ اکثر کافی زرخیز ہوتے ہیں - لیکن جہاں کہ پہاڑیاں سبزی سے خالی ہیں - اور محض ریتلی چٹانیں رہ گئی ہیں - وہاں نفع کی نسبت نقصان بدرجہا زیادہ ہے ؂

اختیار نہ کی گئیں - اور صورت حالات بد سے بدتر ہو گئی - چنانچہ ۱۸۹۷ء میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے فرمایا:-

"گذشتہ دس بارہ سال کے عرصہ میں چوؤں کی دست برد سے ہوشیارپور اور جالندھر کے اضلاع میں ۶۵۰ و ۱۶- ایکڑ زمین چوؤں کے نیچے آ گئی ہے - یعنی بالکل ناقابل پیداوار ہو گئی ہے - اور مزید برآں ۲۶۰ و ۲۳- ایکڑ زمین کو بھی نقصان پہنچا ہے - گورنمنٹ مبلغ ۵۵۸ و ۱۱ روپیہ معاملہ زمین معاف کر چکی ہے - اور ان ہر دو اضلاع کی قسط بندی میں سے مبلغ ۱۹۷ و ۴۳ روپیہ مالیہ اراضی کا خسارہ اٹھا چکی اور اٹھانے والی ہے - اور رعایا کی کم از کم بیس لاکھ سے زیادہ قیمت کی زمین ضائع ہو چکی ہے"[۵]

۱۳۷ ان علل کی رام کہانی سنانے کی ضرورت نہیں - جن کے باعث ایک ایسے معاملہ پر جس کی آہمیت ۱۸۷۷ء میں جتلائی گئی تھی تئیس سال تک کوئی توجہ نہ کی گئی - بالآخر ۱۹۰۰ء میں ایک پنجاب ایکٹ (نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۰۰ء) اس غرض کے لئے پاس کیا گیا - کہ کوہستان شوالک اور چوؤں سے صدمہ زدہ زمین کو بہتر طور پر بچایا جائے اور ان کی حفاظت کا انتظام کیا جائے - اس ایکٹ کی دفعہ ۳ کی رو سے لوکل گورنمنٹ مجاز ہے - کہ وہ ایکٹ مذکور کے احکام کا اطلاق کسی ایسے مقامی رقبہ پر کرے - جو "کوہستان شوالک کے اندر یا اس کے ملحق ہے یا کوہستان مذکور کے جنگلات کی بربادی سے یا چوؤں کی حرکت سے متاثر ہوتا ہے یا جس کے متاثر ہونے کا احتمال ہے"

ایکٹ محافظت زمین (چو) نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۰۰ء

۱۳۲ مشتہر شدہ رقبوں کی نسبت لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ وہ امور مفصلہ ذیل کا انتظام کرے یا ان کو محدود یا ممنوع کرے:-

ایکٹ مذکور کے مشہور احکام

---

۵ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی چٹھی نمبر ۵۷۱ مورخہ یکم ستمبر ۱۸۹۷ء کا فقرہ نمبر ۱۸ نجاویز محکمۂ جنگلات نمبر ۱۴ بابت ماہ اپریل ۱۸۹۸ء

(الف) ایسی زمین کو جو اشتہار زیر دفعہ ۳ کے مشتہر ہونے سے پہلے عموماً زیر کاشت نہ تھی زراعت کی غرض سے توڑنا یا صاف کرنا ؛

(ب) ایسی جگہوں میں پتھر نکالنا یا چونہ جلانا جہاں ایسا پتھر یا چونہ اشتہار زیر دفعہ ۳ کی مشتہری سے پہلے عام طور پر نکالا یا جلایا نہ جاتا تھا ؛

(ج) گھاس کے علاوہ درختوں یا دیگر پیداوار جنگل کو کاٹنا یا اُٹھا لے جانا بجز اس صورت کے کہ نیک نیتی سے خانگی یا زراعتی مقاصد کے لئے ایسا کیا جائے ؛

(د) درختوں یا دیگر پیداوار جنگل کو آگ لگانا ؛

(ہ) بھیڑوں یا بکریوں کو چرانا [1] ؛

مذکور الصدر میں سے (الف) (ج) اور (ہ) زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ کیونکہ شوالک میں پتھر نکالنے یا چونہ جلانے کا عمل زیادہ نہیں رہا اور آگ لگانا بالکل مفقود ہے۔ بذریعہ اشتہارات مجریہ دسمبر ۱۹۰۲ء مذکورہ بالا تمام امور کی ممانعت ایک وسیع عصہ ضلع میں کی جا چکی ہے [2]

کسی مصرحہ موضع یا حصہ موضع کی نسبت جو رقبہ مشتہرہ زیر دفعہ ۳ کی حدود کے اندر داخل ہے لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ مفصلہ ذیل امور کا انتظام کرے یا انہیں محدود یا ممنوع قرار دے :-

(الف) کسی ایسی زمین کی کاشت جو اشتہار زیر دفعہ ۳ کی مشتہری سے پہلے معمولاً زیر کاشت تھی ؛

(ب) کسی جگہ پتھر نکالنا یا چونہ جلانا ؛

(ج) درختوں یا دیگر پیداوار جنگل بشمول گھاس کا کاٹنا یا اٹھا لے جانا خواہ نیک نیتی سے خانگی یا زراعتی اغراض کے لئے ہی ہو

(د) بھیڑ بکری کے علاوہ دیگر مویشیان کا چرانا [3]

---

[1] دفعہ ۴ ایکٹ نمبر ۲ ۱۹۰۰ء ؛

[2] اشتہارات نمبری ۶۴۳ و ۶۴۴ مؤرخہ ۱۲۔ دسمبر ۱۹۰۲ء ؛

[3] دفعہ ۵ پنجاب ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۰۰ء ؛

جن اشخاص کے حقوق کو محدود یا مفقود کرنا ضروری ہو جائے - ان کو معاوضہ دینے کی شرط رکھی گئی ہے[۵۱] ‌٭

مذکورہ بالا احکام کے مطابق ۹ محالات میں کارروائی کی گئی ہے (دیکھو اشتہارات نمبری ۲۹۵ مؤرخہ ۶ جولائی ۱۹۰۴ء و نمبر ۶۲۶ مؤرخہ ۱۲ - دسمبر ۱۹۰۵ء) ٭

زمین زیر آمدہ چوہا کو ملکیت سرکار دینے کا اختیار

۳۳۷ - چو کے شکم کو وسیع ہونے سے روکنے اور موجودہ چوؤں کی ریگ مار زمین کی بازیافت کی غرض سے گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا ہے - کہ وہ بذریعہ اشتہار چو کے تمام شکم یا اس کے کسی حصہ کو ایسی میعاد کے لئے جس کی تشریح اشتہار میں کی جائے اپنی تحویل میں لے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ اس قسم کا کوئی اعلان ایسی زمین کی نسبت نہ کیا جائے گا جو مزروعہ یا قابلِ کاشت ہو یا جس سے معقول مالیت کی پیداوار حاصل ہوتی ہو[۵۲] ٭

میلی چوکی کی نسبت مذکورہ بالا اعلان ہو چکا ہے (پنجاب گورنمنٹ کا اشتہار نمبر ۳۸۴ - جنگلات مؤرخہ ۲ - اگست ۱۹۱۱ء) ٭

جنگلات شاہ پوری کنڈھی واقعہ ضلع گورداسپور

۳۳۸ - اوپر بیان کیا جا چکا ہے - کہ پہلے قانونی بندوبست میں گورنمنٹ نے گنجان آباد ضلع گورداسپور کی افتادہ اراضیات میں کسی قسم کے حقوق کا دعوےٰ نہ کیا - ماسوائے علاقہ شاہ پور کنڈھی کے جو ضلع کے شمال مشرقی کونے میں واقع ہے - اور سلسلہ کوہ ہمالیہ کی دور پڑی ہوئی شاخوں سے بھرا ہوا ہے - ۱۸۵۰ء میں یہ علاقہ ضلع کانگڑہ میں شامل تھا - اور اس ضلع کے صاحب مہتمم بندوبست مسٹر بارنس صاحب نے تمام افتادہ زمین کو شاملات دیہہ درج کر دیا - اور چیڑ کے درختوں پر حکومت کے حق کا دعوےٰ جمایا - چونکہ زمین دیہاتیوں کی ملکیت تھی - اس لئے شاہ پور

[۵۱] دفعات ۱۲ و ۱۳ - ۱۵ - پنجاب ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۰۰ء

[۵۲] دفعہ ۴ پنجاب ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۰۰ء ٭

[۵۳] چیڑ کے درخت و ص حق ملکیت سرکار قرار دئے گئے زمینداروں کو اپنے ذاتی استعمال کیلئے دیگر درخت کاٹنے کا حق حاصل تھا مگر تجارت کیلئے اجازت نہ تھی (دیکھئے ... لائل صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی یادداشت کا فقرہ نمبر ۳ دیکھو - یہ یادداشت صاحب ممدوح کے سیکرٹری کی چٹھی نمبر ... مؤرخہ ۱ - اپریل ۱۸۸۸ء کے ہمراہ گورنمنٹ کو ارسال کی گئی اور پنجاب ریز محکمہ جنگلات بابت جولائی ۱۸۹۳ء ۴ میں چھپی ہوئی ہے)

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۱۰۰- ایل - اے - یام لاہور مورخہ ۱۱ر نومبر ۱۹۴۱ء

دستور العمل صیغہ مال پنجاب

فصل ۲۱- صفحہ ۴۵۱

موجودہ فقرہ ۳۳۷ کی بجائے مندرجہ ذیل عبارت ثبت کرو۔

"۳۳۷ ایکٹ ہذا کی دفعہ ۸ کی رُو سے حکومت کو اختیار حاصل ہے۔ کہ کسی چو کی تمام گزرگاہ یا اس کے کسی حصہ کو جو زیر کاشت اراضی نہو اور معقول پیداوار کی مالیت نہ دیتی ہو۔ اپنے قبضہ میں کرے۔ حکومت کے اعلان نمبر ۲۸ (جنگلات) مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۱۱ء کے ماتحت موہلی چو کے بارے میں ایسا عمل کیا گیا۔ مگر یہ مقبول عام نہ ہوا اور ترک کردیا گیا اصلی باشندوں سے تھوڑا سا فائدہ ہُوا۔ لیکن تیز رو ندیوں کی گزرگاہوں میں بڑے پیمانہ پر سرکنڈا لگانے کے لئے دیہاتیوں کی ہمت افزائی کرنیکی کوششیں بالائی آب گیرہ رقبوں کی ناکافی نگرانی کے باعث ناکام رہیں تاہم ۱۹۳۴ء سے نمایاں ترقی ہونا شروع ہُوئی۔ اس سال سے ضلع ہوشیارپور میں محکمہ جنگلات کے ایک افسر کو ڈپٹی کمشنر کے ماتحت بطور نائب کار خاص پر مقرر کیا گیا۔ مگر اپنی فنی مشورہ کی صحت کے بارے میں وہ کنزرویٹر جنگلات کو جوابدہ تھا۔ در اصل اسکا فرض منصبی یہہ تھا کہ زمین کی بازیابی کی نسبت مقامی باشندوں میں دلچسپی پیدا کرے ۱۹۳۹ء میں محکمہ مال سے مکمل شرکت اور ربط کے ساتھ کام کرنے کے لئے محکمہ جنگلات میں ایک خاص حلقہ سائل کنزرویشن سرکل (حلقہ حفاظتِ زمین) قائم کیا گیا۔

اس دوران میں تدریجاً ترقی ہوتی رہی۔ تجربہ سے معلوم ہُوا۔ کہ پہاڑیوں پر مویشیوں کی چرائی بند کرنے سے زیادہ قیمتی گھاس جو پیشتر ازیں بڑی بیدردی سے جانوروں کو چرادی جاتی ہے۔ دوبارہ اُگ آتی ہے۔ اور کم درجہ کی گھاس کو نکال پھینکتی ہے جہاں چرائی کے حقوق کو فروخت کرنے کی بجائے گھاس کی کٹائی کا حق فروخت کیا گیا تھا۔ وہاں یہہ پتہ چلا کہ اس رقبہ سے دس گُنا سے بھی زیادہ روپیہ حاصل ہو سکتا ہے اسی اثنا میں چھوٹے چھوٹے پودے تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ جن سے بعد میں یعنی کٹائی کے قابل ہونے پر کثیر منافع کی اُمید تھی۔ ان علاقوں میں ندیوں کی تیزی میں کمی ہو گئی تھی۔ اور

چوؤں کی گزرگاہوں میں سرکنڈہ لگانیکی کوششیں کامیاب ہوگئی تھیں - تیز بہنے والی ندیوں کی گزرگاہوں میں جھاڑیاں لگائی گئیں :- اور جب پانی ان میں سے گزرا تو رکی رکاوٹ کیوجہ سے تہہ میں گاد بیٹھ گئی - اور جھاڑیوں کے پیچھے جو زمین تھی - اس کی سطح جلد ہی اونچی ہوگئی - اس کے ساتھ ہی اس امر کا بھی احساس ہُوا - کہ سارا نقصان صرف پہاڑیوں کیوجہہ سے ہی نہیں ہوا - یہہ دیکھا گیا ہے - کہ ان مزروعہ زمینوں کا بھی جن کی سطح کافی ہموار نہیں تھی - چوؤں نے رُخ کرلیا ہے - اس لئے حکومت کے متعلقہ محکموں کیطرف سے زمینوں کی وٹ بندی اور پشتے لگانے کا پرچار کیا گیا - اور اس سلسلے میں ان اغراض کیلئے انجمنوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کرکے محکمہ امداد باہمی نے زبردست خدمات سرانجام دیں -

زمین کی بازیابی کی تحریک اب مقبول عام ہے - اور جو رکاوٹیں اب باقی رہ گئی ہیں - وہ مالکان اراضی مزارعان اور دیگر دیہاتیوں کے درمیان مفاد کے اختلافات ہیں اور کسی فرد کا ایسے کام کے جو اس کے ہمسایوں اور خود اس کیلئے مفید ہوسکتے ہیں - کرنے میں وقتاً فوقتاً تامل ہے - اور اس مسئلہ کی وسیع اہمیت ہے -

یہ امر یاد رکھنا ضروری ہے - کہ زمین کی بازیابی کے کام کو اوپر سے نیچے اور گزرگاہوں کے دونوں طرف ایک ہی وقت میں شروع کرنا چاہئے - جہاں مخالفت کیوجہ سے مشکل پیش آئے - وہاں اکثریت کے فائدے کے لئے جبر کو کام میں لایا جائے - اور جب ترغیب ناکام رہے تو حکومت کو جبر استعمال کرنے کا حق ہے - اور وہ ایسا کرنے کو تیار ہے مستقبل کے امکانات اب شاندار ہیں - ضلع ہوشیارپور کے چند دیہات میں جہاں زمین کو مویشیوں کی چرائی کے لئے بند کردیا گیا ہے - وہاں آمدنی کے اس واحد ذریعہ سے لوگ اپنا تمام مالیہ ادا کرنے کے قابل ہوگئے ہیں - تھان پر بندھے ہوئے مویشی جنہیں چارہ کی تلاش میں ادھر اُدھر آوارہ پھرنے میں تھکنا نہیں پڑتا زیادہ دُودھ دے سکتے ہیں چوؤں کے زیر اثر رقبہ تدریجاً کم ہو رہا ہے شیشم کے پودے حفاظتی جھاڑیوں کے پیچھے اُگ رہے ہیں - اور چند سال بعد ریتلی زمینیں پھر ایک دفعہ قابلِ کاشت ہوجائینگی - اگرچہ تجربہ کے طور پر ایسے اقدامات اختیار کئے گئے ہیں جن پر زر کثیر صرف ہوا ہے مثلاً پشتے لگانا اور خندقیں کھدوانا - مگر مذکورہ بالا تقریباً تمام نتائج نہایت معمولی خرچ کرنے پر حاصل ہوتے ہیں - اور وہ یوں کہ پہاڑ کا انتظام اسطرح کیا گیا ہے کہ قدرت ہی انہیں سرسبز و شاداب بنادے اور اسکے علاوہ کاشتکاروں کی ہمت افزائی کیگئی ہے کہ وہ پہاڑوں کی حفاظت کریں اور اپنے کھیتوں میں وٹیں اور بارش کے پانی کو باہر لے جانیکے لئے نالیاں بنائیں -

کنڈھی میں رکھائے ہوئے جنگلات قرار دینا مشکل ہو گیا[۵۱]۔ چنانچہ مسٹر بیڈن پاول صاحب کا ارشاد ہے :۔ "جنگل کی سفاظت کا حقیقی مدعا یا سب سے اہم مدعا یہی ہے ۔ کہ ان گرم خشک پہاڑیوں کو برہنہ ہونے اور بیابانوں جیسا بننے سے روکا جائے ۔ اور موجودہ سطح کو ننگی ڈھلانوں پر سے بہنے سے بچایا جائے ۔ گرد و نواح کے لوگوں کو چوب عمارتی اور سوختنی بہم پہنچے اور مویشی چرانے کی جگہ ملے ۔ المختصر یہ کہ جنگل کا فائدہ خالصتاً مقامی ہے اور . . . . . اسے محض لوگوں کے فائدہ کے لئے قائم رکھا جائے "۔

۳۵۷ ۔ بنا برآں شاہ پور کنڈھی کی تمام غیر مزروعہ اراضی ماسوائے چند معمولی مستثنیات کے بروئے اشتہارات مجریہ زیر احکام دفعہ ۲۸ ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء محفوظ جنگل مشتہر کی گئی ہے[۵۲] ۔ زیادہ قیمتی جنگل میں سے تقریباً آٹھ ہزار ایکڑ اراضی کی حد بندی ہو چکی ہے ۔ ان محالات میں جن میں جنگلات واقع ہیں مزروعہ اراضی کے مالکان اور مزارعان کو پیداوار جنگلات کے استعمال کے بارہ میں جو وسیع حقوق حاصل ہیں ۔ ان کی اسلہ حقیت تیار کی گئی ہیں[۵۳] اور محدودہ و غیر محدودہ جنگلات میں طریق استعمال حقوق کے متعلق زیر دفعہ ۳۱ ایکٹ جنگلات جداگانہ قواعد وضع کئے گئے ہیں[۵۴] زیر دفعہ ۷۵ (ج) ایکٹ ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء ایسے قواعد بھی مرتب کئے گئے ہیں ۔ جن کی رو سے ایسے چیڑ کے درختوں کی حفاظت مطلوب ہے ۔ جو ملکیت سرکار ہیں ۔ لیکن غیر سرکاری اشخاص کی مملوکہ اراضی میں اُگے ہوئے ہیں ۔ اور کسی محفوظ جنگل میں شامل نہیں ہیں[۵۵]

انتادہ اراضیات محفوظ جنگلات قرار دی گئیں

---

۵۱ دفعہ ۱۱ ۔ ایکٹ نمبر ۱۶ مصدرہ ۱۹۲۷ء

۵۲ اشتہارات نمبری ۳ و ۴ مورخہ ۵ ۔ جنوری ۱۹۰۴ء

۵۳ تجاویز محکمہ جنگلات نمبر ۲۹ بابت ماہ جنوری ۱۹۰۴ء

۵۴ اشتہار نمبری ۱۱۵ مورخہ ۷ ۔ مارچ ۱۹۰۴ء

۵۵ اشتہار نمبری ۵ مورخہ ۱۵ ۔ جنوری ۱۹۰۴ء

سلسلہ کوہ ہمالیہ کے جنگلات

۳۷۶ - مغربی پنجاب کے پہاڑی اور میدانی علاقوں کے جنگلات کا تذکرہ کرنے سے پہلے ان تدابیر کا مختصر ذکر کیا جائیگا - جو اونچے پہاڑوں کے جنگلات کے متعلق ہیں ؛

غیرمزروعہ اراضیات واقعہ کانگڑہ میں حقوق سرکار

۳۷۷ - ضلع کانگڑہ خاص اور کُلّو کی غیر مزروعہ اراضیات میں سرکار اور صاحبان اراضی کو جو جداگانہ حقوق حاصل ہیں - ان کا تذکرہ ہدایت نامہ بندوبست کے فقرات ۱۴۹ - ۱۵۵ اور ۱۸۸ میں علے الترتیب کیا گیا ہے - علاقہ لاہول میں افتادہ اراضیات ملکیت سرکار ہیں - سوائے ٹھاکروں کی جاگیری محالات کے جن میں واقعہ بنجر اراضیات ٹھاکروں کی ملکیت ہیں - یہ ٹھاکر راجپوتوں کے عہد کے امراء کی اولاد ہیں ؛

جنگلات کانگڑہ کا انتظام اوّلین

۳۷۸ - کئی سال تک کانگڑہ کے جنگلات کا انتظام صاحب ڈپٹی کمشنر کم و بیش سختی سے زیر قواعد محولہ فقرات ۱۰۷ و ۱۴۷ ماسبق کرتے رہے - اس قاعدہ کی رو سے جس میں کسی جنگل کے ایک تہائی حصّہ کو تین سال " یا کسی اتنے عرصہ کے لئے جو مقامی حکام مناسب خیال کریں[1] ،، بند کرنے کا اختیار دیا گیا تھا - بعض رقبہ جات بند کئے گئے - ایسے رقبہ جات کو تربہائی کہا جاتا تھا بلا شک ابتدائی خیال یہ تھا - کہ ایسے بند کئے ہوئے رقبہ جات وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہیں - لیکن عملاً کبھی ایسا نہ ہوا - ۱۸۷۲ء میں ان جنگلوں کا انتظام محکمہ جنگلات کے سپرد کیا گیا[2] افسر جنگلات مسٹر ڈون نے تحصیلہائے نورپور و ہرہ کے ۵۹ محالات میں واقعہ غیر مزروعہ اراضی کے بعض حصص کی بطور رکھا یا ہوا جنگل حدبندی کرنی شروع کردی[3] - ان رکھائے ہوئے جنگلات میں سرکار کے خصوصی حقوق

---

[1] قواعد محولہ فقرہ نمبر ۱۴۷ کا قاعدہ نمبر ۲ دیکھو ؛

[2] تجاویز محکمہ جنگلات نمبر ۳ بابت ماہ جولائی ۱۸۷۲ء - جنگلات کُلّو کا انتظام ماہ جنوری ۱۸۷۲ء میں منتقل کیا گیا - (تجاویز محکمہ جنگلات نمبر ۳ بابت ماہ جنوری ۱۸۷۳ء)

[3] تجاویز محکمہ جنگلات نمبر ۷ بابت فروری ۱۸۷۵ء و نمبر ۶ بابت ماہ جولائی ۱۸۷۵ء اور اشتہارات نمبری ۱۱۱ و ۱۱۲ - ایف مؤرخہ ۶ مارچ ۱۸۷۹ء ؛

بلا شراکت غیرے پر لوگ رضامند ہو گئے۔ کیونکہ انہیں اُن کے مقبوضات میں واقعہ دیگر افتادہ اراضی کے متعلق بعض مراعات دی گئیں ؎

۱۸۸۰ء میں حدبندی کا حکم دیا گیا

۷۳۹۔ رکھائے ہوئے جنگل کا رقبہ اس رقبہ کا بہت ہی تھوڑا جزو تھا۔ جہاں حفاظت ضروری تھی۔ اور ۱۸۸۰ء میں گورنمنٹ نے حکم دیا۔ کہ زیر ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء بندوبست کرنے یا ۱۸۵۵ء کے قواعد کے ماتحت بہتر طریق انتظام رائج کرنے سے پہلے زیادہ وسیع پیمانے پر جنگلات کی حد بندی کی جائے۔ حدبندی دو افسران کے سپرد کی گئی۔ جن میں سے ایک محکمہ سول اور دوسرا محکمہ جنگلات کا افسر تھا۔ محکمہ سول میں سے مسٹر اے ایںڈرسن مرحوم اس کام کے لئے منتخب کئے گئے۔ اور صاحب موصوف نے بعد ازاں کانگڑہ۔ کُلّو۔ لاہول اور شاہ پور کنڈھی کے جنگلات کا بندوبست کیا[1] ؎

جنگلات کو "محفوظ جنگلات" قرار دینے کا فیصلہ کیا گیا

۷۴۰۔ ۱۸۸۳ء میں فیصلہ ہوا۔ کہ کانگڑہ کے جنگلات کا ۱۸۵۵ء اور ۱۸۵۹ء کے قواعد کے ماتحت انتظام کرنا ناممکن تھا۔ اور ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء کے باب دوم میں مندرجہ ضابطہ کارروائی "ایک بڑے خطۂ ملک کے لئے ناموزوں تھا۔ جس میں اراضی کے مالک زمیندار ہوں۔ اور سرکار کو صرف تائیدی حق نسبت درختاں اور درختوں کی حفاظت کے لئے ایک محدود قسم کا اختیار حاصل ہو[2]" بدیں وجہ صرف یہی چارہ کار رہ گیا۔ کہ ایکٹ کے احکام دربارہ محفوظ جنگلات کا استعمال کیا جائے۔ ایکٹ کی دفعہ ۲۸ کے تحت اشتہارات کے ذریعہ مسٹر اے اینڈرسن کو تعینات کیا گیا۔ کہ وہ "سرکاری وغیر سرکاری اشخاص کے حقوق کی نوعیت و وسعت" کی نسبت جو انہیں

---

[1] تجاویز محکمہ جنگلات نمبر ۳ بابت ۱۵ مئی ۱۸۸۰ء

[2] پنجاب گورنمنٹ کی چٹھی نمبر ۹۲۸ مؤرخہ ۲۰۔ جولائی ۱۸۸۳ء کا فقرہ نمبر ۶ دیکھو جو تجاویز محکمۂ جنگلات نمبری ۷ بابت ۱۵ جولائی ۱۸۸۳ء میں درج ہے ؎

جنگلات اور افتادہ زمین میں حاصل ہوں تحقیقات کریں[51]۔

۱۴۶۷ - اس مشکل بندوبست جنگلات میں ایسے سوال پیدا ہوئے جن کا قطعی فیصلہ ۱۸۹۷ء تک نہ ہو سکا۔

بندوبست جنگلات کانگڑہ کی نوعیت

یہاں بھی انتظام کا طریق وہی اختیار کیا گیا۔ جس کی چند سال بعد شاہ پور کنڈھی میں متابعت کی گئی۔ ۱۸۷۴ء و ۱۸۷۵ء میں مسٹر ڈف نے جو تھوڑے رقبہ جات محدود کئے تھے۔ وہ بدستور رکھائے ہوئے جنگلات تصور کئے گئے۔ جن محالات میں سے یہ رقبہ جات رکھے گئے تھے۔ ان کے باقی ماندہ حصص میں اُگے ہوئے درختان مملوکہ سرکار کی حفاظت کے لئے ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء کی دفعہ ۷۵ (ج) کے ماتحت قواعد وضع کئے گئے[52]۔ کانگڑہ کی بقایا افتادہ زمین محفوظ جنگل قرار دی گئی ہے۔ اور اس کی مسلہ حقیّت مرتب کی گئی ہیں[53]۔ ایکٹ مذکور کی دفعہ ۲۹ (الف) و (ب) کے تحت اشتہارات کے ذریعہ محفوظ جنگلات میں بعض اقسام کے درخت "رکھائے ہوئے" قرار دئے گئے ہیں۔ اور کافی رقبہ جات بشمول رقبہ جات موسومہ بہ تریہائی میں اب بیس سال تک کے لئے غیر سرکاری اشخاص کے حقوق کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے[54]+ سب سے آخری بات یہ ہے کہ مسلہ حقیت میں تسلیم کردہ حقوق کے استعمال کے انضباط کی خاطر زیر دفعہ ۳۱ قواعد وضع کئے گئے ہیں[55]۔

۱۹۱۷ء میں لوکل گورنمنٹ کے احکام کے تابع ترمیم شدہ ورکنگ پلین دوبارہ تیار کیا گیا۔ کیونکہ یہ دیکھا گیا۔ کہ محفوظ جنگلات پر ۱۸۹۷ء کے قواعد کے اصولوں کا اطلاق عملی طور پر ناممکن ہے۔ کیونکہ ان جنگلات میں ایسی اراضیات بھی شامل تھیں جو گاؤں کے بالکل

---

۵۱ اشتہارات نمبری ۲۰۷ و ۲۰۸ مؤرخہ ۲۷ - اپریل ۱۸۸۵ء

۵۲ ،، ،، ۶۱ مؤرخہ ۲۶ - جنوری ۱۸۹۷ء

۵۳ ،، نمبر ۵۷ و ۵۸ مؤرخہ ۲۶ ،، ،،

۵۴ اشتہار نمبری ۶۰ ،، ۲۷ ،، ،،

۵۵ اشتہار نمبری ۴۱۶ مؤرخہ ۱۴ - اگست ،،

آس پاس تھیں اور ان کا بند کرنا لوگوں کے لئے ازحد دقت کا باعث تھا لہذا محفوظ جنگلات کی دو اقسام "محدود" و "غیر محدود" قرار دی گئیں۔ اول الذکر قسم کے جنگلات جزواً جزواً بند کئے جاتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے ہرگز بند نہ ہونگے۔ اس تقسیم میں اصطلاحات "محدود" "غیر محدود" کے قانونی معانی کا کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ محفوظ جنگلات اور محدود جنگلات میں ہر ایک قسم کے جنگلات ہو سکتے ہیں۔ محدود" و "غیر محدود محفوظ جنگلات میں صرف اتنا ہی امتیاز ہے۔ کہ اول الذکر میں کاشت قطعاً ممنوع ہے۔ لیکن موخر الذکر میں اس کی اجازت دی جا سکتی ہے نامو سوم (Unclassed) جنگلات میں کاشت کاری کے لئے اجازت لینے کی ضرورت نہیں[1]۔

۲۴۷۔ کانگڑہ کے جاگیردار راجاؤں کے جاگیروں میں جو درخت ہیں وہ (سوائے جاگیر لمبا گراؤں کے) ملکیت سرکار ہیں۔ **کانگڑہ کے راجاؤں کی جاگیرات میں جنگلات**

۳۴۷۔ (الف) خوش قسمتی سے علاقہ کلو[2] میں جہاں کہ پنجاب میں بہترین دیودار کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ افتادہ اراضیات کی ملکیت بحق سرکار درج ہونے کے باعث کانگڑہ کی نسبت گورنمنٹ کو زیادہ اختیار حاصل تھا۔ لہذا زیر احکام مندرجہ باب دوئم ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء نسبتاً زیادہ وسیع رقبہ جات رکھائے ہوئے جنگلات قرار دیے گئے[3] لیکن قیمتی دیودار کے جنگل کا کافی حصہ دیہات کی اراضیات کے قریب یا مخلوط پایا گیا۔ اور تمام افتادہ اراضیات میں جہاں رسائی ہو سکتی تھی مالکان اور مزارعان کو وسیع حقوق استعمال حاصل تھے۔ لہذا کلو کی افتادہ اراضیات بیشتر حصہ پر وہی کارروائی کی گئی۔ جو کانگڑہ میں روا رکھی گئی تھی۔ اور ان اراضیات کو مفصلہ ذیل تین اقسام کے محفوظ جنگلات قرار دیا گیا:۔ **جنگلات کلو**

---

[1] ۔ تجاویز محکمہ جنگلات نمبر ای ا تا ۷ بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۷ء۔

[2] ۔ بشمول کلو خاص ۔ اندرونی و بیرونی سراج اور وزیری روپی۔

[3] ۔ اشتہار نمبری ۲۹۸ مورخہ ۱۲ مئی ۱۸۹۴ء

(الف) محدود جنگلات قسم اوّل۔
(ب) محدود جنگلات قسم دوئم۔
(ج) غیر محدود جنگلات [51]۔
حقوق استعمال کی وسعت اور ضروری انضباط کی حد مختلف اقسام کے لئے جُدا گانہ ہے۔

۴۶۷۔ ب۔ اگرچہ لاہول علاقہ کلّو میں شامل ہے۔ لیکن گذشتہ فقرہ میں اس کا تذکرہ نہیں۔ یہاں کی آب و ہوا اس قدر سرد ہے۔ کہ وہاں قیمتی درخت کافی تعداد میں پیدا نہیں ہو سکتے۔ اور اگر ایسا ہونا ممکن بھی ہوتا۔ تو بھی یہ اس قدر دُور ہے۔ کہ وہاں تک پہنچنا کارِ عظیم ہے۔ بنا بریں وہاں کے جنگلات اور افتادہ اراضیات کی حفاظت محض باشندگان کے مفاد کی خاطر کی جاتی ہے۔ اگرچہ سرکار کو بھی ان غیر ملکی گڈریوں سے جو لاہول میں اپنی بھیڑ بکریاں چرانے کے لئے لاتے ہیں۔ تھوڑی بہت آمدنی ہو جاتی ہے۔ وہاں کے قیمتی درخت صرف صنوبر۔ بنسلی دیودار اور کیل ہیں۔ سات چھوٹے جنگلات کی حد بندی کی گئی ہے۔ اور باقی افتادہ اراضی کے ساتھ انہیں بھی محفوظ جنگلات قرار دیا گیا ہے [52]۔

لاہول کے جنگلات

۴۶۸۔ کالکا اور بھرولی کے علاوہ دیگر منتشر چھوٹے علاقوں میں جن سے کہ ضلع شملہ بنا ہوا ہے۔ سرکار کو افتادہ اراضیات میں وہی حقوق حاصل ہیں۔ جو علاقہ کلّو میں ہیں وہاں بھی دیودار اور کیل کے چند چھوٹے چھوٹے رکھائے ہوئے جنگلات ہیں۔ لیکن ان پر وسیع حقوق استعمال کا بار پڑا ہوا ہے

شملہ کی پہاڑیوں میں جنگلات

[51] محفوظ جنگلات کی یہ تین اقسام بذریعہ اشتہارات نمبری ۲۸۰، ۲۸۱ و ۲۸۲ مورخہ یکم جون ۱۸۸۲ء قرار دی گئیں۔ یہ اشتہارات زیر دفعات ۲۹، ۳۱، ۵۱ و ۷۵ (ج) ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء تحتی اشتہارات ہیں۔ اور تجاویز محکمہ جنگلات نمبری ۵۸ تا ۶۲ بابت ماہ جولائی ۱۸۹۶ء نمبری ۷ بابت ماہ اگست ۱۸۹۶ء و نمبر ۳ بابت ماہ نومبر ۱۸۹۶ء میں مندرج ہیں۔

[52] اشتہارات نمبری ۱۵۴ و ۱۵۵ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۸۹۷ء۔ تحتی اشتہارات تجاویز محکمہ جنگلات نمبری ۲۹۔ ۳۰ و ۴۱ بابت ماہ اگست ۱۸۹۷ء میں ملیں گے۔

دیہات کی افتادہ اراضیات میں اُگے ہوئے درختوں کی معمولی درجہ پر حفاظت ہوتی ہے۔ اور بلا اجازت زمین نو توڑ نہیں کی جاسکتی شملہ کی پہاڑیوں میں بہترین جنگلات ہندوستانی ریاست بُشہر میں واقع ہیں۔ بعض دیگر چھوٹی ریاستوں کے جنگلات کی طرح ریاست بُشہر کے جنگلات کا انتظام بھی حکومت انگلشیہ منجانب راجا کرتی ہے ؛

۷۴۵ ۔ منسوخ کیا گیا ؛

۷۴۶ ۔ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ عام قواعد مجریہ ۱۸۵۵ء کی رو سے محکمہ سول کے حکام مجاز تھے۔ کہ وہ پہاڑی اضلاع میں کسی علاقہ کی حدود قائم کر کے اسے سرکاری رکھ قرار دیں۔ اور اس علاقہ میں مختلف ایسے افعال کی ممانعت کریں جو پیداوار جنگل کے حق میں مضر ہوں۔ ۱۸۵۶ء میں جو مقامی قواعد وضع کئے گئے۔ ان کی رو سے ضلع راولپنڈی کے کوہستانی اور پہاڑی حصص میں اُگے ہوئے درختان اور خود رو جھاڑیاں ملکیت سرکار قرار دی گئیں۔ لیکن شرط یہ رکھی گئی۔ کہ دیہاتی لوگ ان سے اپنی صحیح زراعتی اور خانگی ضروریات کے لئے استفادہ کر سکتے تھے۔ خشک لکڑی اور جھاڑیاں کاٹنے کے لئے اجازت نامجات باخذ فیس جاری کرنے کا بندوبست بھی کیا گیا۔ گھاس کا جلانا جو ایک طرح سے جنگلات کو نقصان پہنچاتا تھا ممنوع قرار دیا گیا۔ ان قواعد کی خلاف ورزی قابل جرمانہ تھی[۱] پہلے قانونی بندوبست ۱۸۵۹-۶۳ء میں میجر کرافٹ نے تمام ضلع راولپنڈی کے لوگوں کو آگاہ کر دیا کہ "تمام افتادہ اراضیات ملکیت سرکار ہیں اور کہ اختتام کارروائی بندوبست سے پہلے تمام ایسے خطوں کی حد بندی کی جائے گی"۔ لیکن وہ مری اور کہوٹہ کے پہاڑی جنگلات کو ہاتھ نہ لگا سکے ؛

راولپنڈی کے پہاڑوں میں جنگلات کا انتظام پہلے قانونی بندوبست تک

۷۴۷ ۔ ۱۸۷۳ء میں دفعہ ۳ ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۶۵ء کے

[۱] مفصل قواعد تجاویز محکمہ جنگلات نمبری ۱ بابت ۱۰ مارچ ۱۸۷۶ء میں ملینگے ؛

تحت مری وکہوٹہ اور دیگر تحصیلوں کی پہاڑی رکھوں کے بارہ میں قواعد جاری کئے گئے ہیں[۵۲] جہاں تک کہ مری اور کہوٹہ کا تعلق ہے۔ اہم ترین قواعد درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔ | ۱۸۷۳ء کے قواعد

تشریح :۔ ان قواعد میں مندرجہ کوئی بات ان موجودہ حقوق کو کم نہیں کرتی اور نہ ہی ان پر کسی طرح کا اثر ڈالتی ہے۔ جو واحد اشخاص یا جمہور کو اُن اراضیات کے بارہ میں حاصل ہیں جن پر قواعد ہذا کا اطلاق ہوتا ہے ؛

دفعہ اوّل ۔ دربارہ جنگلات مری وکہوٹہ جو اول درجہ کی رکھیں شمار ہوتی ہیں :۔

اوّل ۔ محکمہ جنگلات کے افسر کا جسے کنزرویٹر صاحب نے اس بارہ میں اجازت دی ہو۔ فرض ہے۔ کہ جنگل کے ٹکڑے منتخب کرے اور ان کی حدبندی بذریعہ بُرجیات یا حسب اقتضائے رائے خود دیگر طریق پر کرے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ ایسا چیدہ رقبہ تمام رقبہ کے ۳۰ فیصدی سے متجاوز نہ ہوگا ؛

"اس نہج پر چنے ہوئے اور محدود کئے ہوئے ٹکڑے بالکل بند کر دئے جائینگے ۔ اور ان میں کسی قسم کے حقوق و مراعات کی اجازت نہ ہوگی ۔ ایسے ٹکڑے "رکھائے ہوئے جنگلات" کہلائیں گے ؛

"لیکن شرط یہ ہے ۔ کہ اگر کنزرویٹر صاحب کی رائے میں کسی قطعہ کو اس طرح رکھایا ہوا جنگل قرار دینے سے کسی جمہور دیہ یا واحد شخص کو جنہیں خواہ قانونی حقوق حاصل بھی نہ ہوں کوئی خاص نقصان یا تکلیف پہنچے۔ تو صاحب کنزرویٹر مجاز ہیں۔ کہ رکھائے قطعہ یا کسی ملحقہ قطعہ میں جہاں باسانی رسائی ہو سکتی ہو۔ مویشی چرانے یا جلانے والی اور عمارتی لکڑی (جو محض زراعتی اور خانگی اغراض کے لئے درکار ہو) لینے کی اجازت دیں ؛

دوئم ۔ رقبہ جنگل کے باقی حصے جو تمام رقبہ کے ۷۰ فیصدی سے کم نہ ہونے چاہئیں۔ "نہ رکھائے ہوئے جنگلات" کہلائیں گے ؛

---

۵۲ تنجاویز محکمہ جنگلات نمبری ۳ بابت ماہ نومبر ۱۸۷۳ء ؛

ان میں تمام موجودہ جمہور دیہات کو بمثل سابق مندرجہ ذیل حقوق سے استفادہ کرنے کی بلا ادائیگی زرقم کھلم کھلا اجازت ہوگی:-

(الف) اپنے مویشیوں کے لئے گھاس کاٹنا یا ان کو چرانا۔

(ب) اپنے ذاتی استعمال کے لئے جلانے والی لکڑی کاٹنا۔

(ج) عمارتی یا سوکھی لکڑی اپنی ذاتی زراعتی و خانگی ضروریات کے لئے کاٹنا۔

"سوئم۔ نہ رکھائے ہوئے جنگلات میں محکمہ جنگلات کے افسر مجاز کی تحریری منظوری کے بغیر ایسی زمین برائے زراعت یا دیگر اغراض صاف کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ جس میں بڑے درخت اُگے ہوئے ہوں یا چھوٹے درخت موجود ہوں۔

تشریح۔ جس زمین میں درخت نہ ہوں۔ اسے بغرض کاشت صاف کرنے کے لئے ایسی اجازت ضروری نہیں۔

چہارم۔ نہ رکھائے ہوئے جنگلات میں کسی شخص کو حق نہیں۔ کہ سرکار کی طرف سے مقرر کئے ہوئے افسر جنگلات کو مقررہ رقوم ادا کئے بغیر ہیزم سوختنی یا چوب عمارتی برائے فروخت کاٹے یا فروخت کرے۔ یا کوئلہ یا چونہ یا سُرخی کی بھٹیاں چڑھائے"۔

قاعدہ اول میں حدود بندی کا اختیار دیا گیا تھا۔ مگر امر واقعہ یہ ہے کہ حفاظتِ جنگلات کا مسئلہ ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء کے پاس ہونے سے صحیح اصولوں پر قائم ہونے اور ضلع راولپنڈی کا بندوبست ثانی شروع ہونے تک کوئی حد بندی نہ کی گئی۔

۷۴۸۔ بندوبست جنگلات مسٹر ایف۔ اے۔ رابرٹسن صاحب

۱۸۸۲ء میں صورتِ حالات کیا تھی

نے سرانجام دیا۔ صاحب ممدوح نے اس صورت حالات کا جو ۱۸۸۲ء میں بندوبست شروع کرنے کے وقت موجود تھی۔ بالفاظ ذیل نقشہ کھینچا ہے:-

"ازحد تباہی برپا کرنے والے جانور چرانے پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی۔ تحصیلدار کی خدمت میں درخواست دے کر عمارتی لکڑی مل سکتی تھی۔ اور یہ عہدہ داران ازحد غیر معمولی آزادی اور قابل اعتراض لاپرواہی سے درخت

عطا کر دیتے تھے۔ زمینداروں کو بلا اجازت جنگل کی اراضیات توڑ پھوڑ اور کاشت کرنے کی اجازت نہ تھی۔ لیکن باوجودیکہ ایسی اجازت حاصل کرنا بالکل آسان کام تھا۔ اس شرط کی خلاف ورزی بلا تامل اور باقاعدہ طور پر کی جاتی تھی۔ اور بدیں وجہ جنگلات کے قلب میں اور اکثر دُور افتادہ جگہوں میں مزروعہ قطعات ملتے تھے۔ اور اس قسم کے ٹکڑوں کی موجودگی نے ہمارے کام کی دقتوں میں کافی اضافہ کیا“

بندوبست جنگلات ۸۹-۱۸۸۲ء

۴۷۹۔ ۸۹-۱۸۸۲ء میں جنگلات کا جو بندوبست ہوا۔ اس کا آخری نتیجہ درج ذیل کیا جاتا ہے ایک سو پندرہ مربع میل کے رقبہ جات جس میں بہترین اراضیات جنگلات شامل ہیں۔ رکھائے ہوئے جنگلات قرار دئے گئے [51] اس رقبہ کا بیشتر حصہ تمام حقوق سے آزاد ہے۔ سوائے حقوق راستہ و پانی کے۔ لیکن ان میں سے بعض جنگلات کے حصّوں میں مفت چرائی وغیرہ کے حقوق تسلیم کئے گئے [52] ایکٹ مذکور کی دفعہ ۱۴ (ج) کے تحت ایک قاعدہ جاری کیا گیا۔ جس کی رو سے شرط لگائی گئی۔ کہ کسی رکھائے ہوئے جنگل کے کل رقبہ کے تین چوتھائی حصہ سے زیادہ رقبہ بیک وقت چرائی کے لئے بند نہ کیا جائے [53]۔ یہ قید ۱۹۱۶ء میں ترمیم ہوئی۔ اور رکھائے ہوئے جنگلات کا رقبہ جو بند کیا جا سکتا تھا ایک چوتھائی مقرر کیا گیا۔

ستاون مربع میل محفوظ جنگلات قرار دئے گئے [54] رکھائے ہوئے جنگلات کی مانند یہ محفوظ جنگلات بھی سرکار کی ملکیت ہیں۔ لیکن ان میں زیادہ وسیع حقوق استعمال تسلیم کئے گئے ہیں۔ تمام قیمتی درخت

۵۱ اشتہار نمبری ۴۳۱ مؤرخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۸۶ء
۵۲ 〃 〃 ۲۹۰ 〃 ۱۱ اگست ۱۸۸۸ء
۵۳ 〃 〃 ۲۵۷ 〃 ۹ مئی 〃
۵۴ 〃 〃 ۶۳ 〃 ۱۷ فروری ۱۸۸۷ء

مخصوص کئے گئے - اور پتھر نکالنے - چونہ اور کوئلہ جلانے اور کاشت کی ممانعت کی گئی [51] حقداروں کو بعض درختوں کی شاخ تراشی کرنے - گھاس اور گری ہوئی لکڑی اٹھانے کا ضابطہ بذریعہ قواعد مجریہ زیر دفعہ ۳۱ ایکٹ مذکور مرتب کیا گیا - اور ان قواعد میں حقداروں کو اپنی فی الواقعہ ضروریات کی خاطر عمارتی لکڑی کاٹنے کے لئے معمولی شرح فیس ادا کر کے اجازت نامجات حاصل کرنے کا بندوبست کیا گیا - جن جنگلات میں انہیں حقوق حاصل ہیں - حقداروں کو اجازت ہے - کہ وہ اونٹ - بھیڑ اور بکریوں کے علاوہ اپنے دیگر مویشی چرائیں [52]۔

مری کے باقی ماندہ افتادہ رقبوں اور تحصیل کہوٹہ کے کوہستانی حصوں میں سرکار نے زمین کی ملکیت کے جملہ حقوق ترک کر دئے لیکن درختان ملکیت سرکار درج کئے گئے - اور ان کی حفاظت کے لئے زیر دفعہ ۷۵ ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء قواعد وضع کئے گئے [53] بالعموم کہا جا سکتا ہے - کہ ہر باشندۂ دیہ کو اجازت تھی - کہ افتادہ اراضیات شاملات دیہ میں اُگے ہوئے درختوں سے اپنے زراعتی اور خانگی اغراض کے لئے مفت لکڑی کاٹے - لیکن وہ برائے فروخت کاٹنے کا مجاز نہ تھا - اور نہ ہی وہ بلا اجازت صاحب ڈپٹی کمشنر توسیع کاشت کے لئے درخت گرا سکتا تھا - تحتی قواعد ضابطہ کی رو سے جو صاحب ڈپٹی کمشنر نے مرتب فرمائے - زراعتی یا خانگی ضروریات کے لئے درخت کاٹنے کے لئے اجازت نامہ لینا پڑتا تھا۔

قواعد درباب حفاظت جنگلات مری و کہوٹہ مجریہ ۱۹۰۳ء

۷۵۰ - ۱۸۸۹ء کے قواعد جاری ہونے کے بعد اکثر شبہ پیدا ہوا - کہ آیا ۱۸۵۶ء کے قواعد جن کا فقرہ بالا نمبر ۷۱۲ میں حوالہ دیا گیا ہے - نافذ ہیں یا نہیں - ان قواعد میں دعوی کیا گیا تھا - کہ سرکار ان تمام

---

[51] اشتہار نمبری ۶۴ مؤرخہ ۱۷ فروری ۱۸۵۶ء
[52] " " ۶۵ " " " "
[53] " " ۳۳۵ " ۲۴ ستمبر ۱۸۸۹ء

خودرو درختوں کی مالک ہے۔ جو ضلع راولپنڈی کے کوہستانی اور پہاڑی حصوں میں پائے جائیں۔ اور ان قواعد کا اطلاق سرکاری اراضیات۔ شاملات دیہہ اور جداگانہ ملکیتی کھاتہ جات پر یکساں تھا۔ لیکن بندوبست ثانی میں شخصی ملکیتی کھاتہ جات میں اُگے ہوئے درختوں پر سرکار کا حق واضح طور پر نہ جتلایا گیا۔ تاہم مقامی حکام ۱۸۸۹ء کے قواعد کا شاملات اور شخصی یعنی جداگانہ ملکیتی کھاتہ جات دونوں پر اطلاق کرتے رہے۔ اس تعبیر کے قانونی جواز میں دقتیں پیدا ہونے لگیں۔ اور بالآخر گورنمنٹ پنجاب نے قرار دیا۔ کہ غیر سرکاری اراضیات میں اُگے ہوئے درختوں کے ملکیت سرکار ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ بنا بریں ایکٹ جنگل کی دفعہ ۷۵ کے تحت ایک اشتہار نمبر ۶۶ مورخہ ۹ فروری ۱۹۰۳ء جاری کیا گیا۔ جو رکھائے ہوئے و محفوظ جنگلات و بلدیات و چھاؤنیوں کی حدود کے علاوہ دیگر تمام اراضیات واقع تحصیلہائے مری و کہوٹہ پر حاوی تھا۔ کسی خانگی یا زراعتی ضرورت کے لئے درخت گرانا روا رکھا گیا۔ لیکن اجازت نامہ پہلے لینا پڑتا تھا کاشت کی غرض سے زمین کو اس طرح توڑ کرنا جس سے درختوں یا عمارتی لکڑی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو "ممنوع" قرار دیا گیا۔ تاوقتیکہ صاحب ڈپٹی کمشنر اس بارہ میں اجازت نامہ عطا نہ کریں۔ لیکن مزید برآں یہ بھی رعایت رکھی گئی تھی۔ کہ ایسے اجازت نامجات بلا تامل عطا کئے جائیں گے۔ جب کہ درختان لاتعداد نہ ہوں اور زمین کافی ہموار ہو۔ جس میں اچھی پیداوار ہو سکنے کی اُمید ہو۔ کسی درختوں یا بلا اجازت گھاس یا دیگر جنگلی پیداوار کو آگ لگانا۔ جس کے جلنے سے ایسے درختوں کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔ ممنوع قرار دیا گیا۔ ۱۸۵۶ء اور ۱۸۸۹ء کے قواعد منسوخ کئے گئے۔[له] قواعد مجریہ ۱۹۰۳ء کا جملہ اراضیات تحصیل کہوٹہ پر اطلاق کرنا غلطی تھا۔ کیونکہ سرکار نے ضلع راولپنڈی کے میدانی دیہات میں اُگے ہوئے درختوں پر ملکیت کا دعوی کبھی نہیں کیا۔ اور تحصیل کہوٹہ کا نصف حصہ میدانی علاقہ ہے۔ کہوٹہ کے میدانی

له۔ تجاویز محکمہ مال (جنگلات) نمبری ۳۲-۴۳ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۱ء نمبری ۱۶-۲۳ بابت ماہ جولائی ۱۹۰۲ء نمبری ۵-۹ بابت ماہ فروری ۱۹۰۳ء۔

میدانی حصہ میں جن خودرو درختوں کی سرکار مالک ہے۔ وہ چند دیہات میں اُگے ہوئے صرف چیڑ کے درخت ہیں۔ لہٰذا جہاں تک کہ میدانی دیہات کا تعلق ہے قواعد کی رُو سے جو پابندیاں عائد کی گئی ہیں وہ صرف چیڑ کے درختوں کے متعلق ہیں۔[ل]

۷۵۱۔ منسوخ کیا گیا۔

۷۵۲۔ تقریباً دس سال بعد راولپنڈی اور اٹک کے جنگلات کی حد بندی میجر ویس صاحب کی زیرِ نگرانی دوبارہ کی گئی اور ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء پاس ہونے کے بعد اس کی دفعہ ۳۴ کے احکام کا فائدہ اٹھا کر راولپنڈی اور اٹک کے دس میں سے نو جنگلات رکھائے ہوئے جنگلات قرار دئے گئے۔ وسیع کالا چٹا جنگل میں حقوق کی پوری تحقیقات نہ ہو سکنے کے باعث اسے رکھایا ہوا جنگل قرار نہ دیا جا سکا۔ اس لئے باقاعدہ بندوبست جنگل ہونے سے پہلے اس جنگل کو محفوظ جنگل مشتہر کیا گیا[لے] اس جنگل کا بندوبست ۱۸۸۶ء میں مسٹر ایف۔ اے۔ رابرٹس صاحب نے کیا۔ اس جنگل کے سات ٹکڑے جن کا مجموعی رقبہ ۸۴ مربع میل تھا۔ شخصی حقوق سے بالکل مبرا قرار دئے گئے۔ سوائے حقوق آب ورات کے۔ سولہ ٹکڑوں میں جن کا رقبہ ۴۰ مربع میل ہے۔ سرکار مالک ہے۔ لیکن ارد گرد کے دیہات کے باشندگان کو بادائیگی معمولی فیس ہائے چرائی کا حق حاصل ہے۔[لے] ۱۸۵۵ء کے قواعد کی رُو سے تحصیل راولپنڈی کے شمال و مشرق کی دامنِ کوہ پہاڑیوں

راولپنڈی اور اٹک کے پہاڑی جنگلات

ل۔ پنجاب گورنمنٹ کی چٹھی نمبری ۱۵۴ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۰۷ء۔

لے۔ اشتہار جس کی رو سے ۹ جنگلات رکھائے ہوئے اور کالا چٹا جنگل محفوظ جنگل قرار دیا گیا۔ اس کا نمبر ۹۷۔ ایف مورخہ یکم مارچ ۱۸۷۹ء ہے۔ اس سال ۱۸۵۶ء کے قواعد جہاں تک کہ ان کا تعلق راولپنڈی کے پہاڑی بنجر علاقہ جات مشمولہ حدود دیہہ سے تھا منسوخ کئے گئے۔ اور ۱۸۵۵ء کے عام قواعد میں مندرجہ احکام کے ماتحت ترمیم شدہ قواعد جاری کئے گئے (دیکھو اشتہار نمبری ۴۵۷۔ ایف مورخہ ۱۰ نومبر ۱۸۷۹ء۔ یہ اشتہار بھی منسوخ ہو چکا ہے)۔

لے۔ بندوبست جنگل کی تفصیلات کے لئے رپورٹ بندوبست ضلع راولپنڈی مرتبہ مسٹر رابرٹسن کے فقرات ۳۳۷ لغایت ۳۴۲ اور ضمیمہ سوئم دیکھو۔

میں واقعہ دیہات میں شاملات کی تقسیم اور لکڑی کی فروخت پر پابندیاں عائد کی گئی ہیں (اشتہار نمبری ۹ ۷ مورخہ ۲۳ر جنوری ۱۹۰۷ء)۔

۷۵۳۔ سالٹ رینج (سلسلۂ کوہ نمک) اور دیگر حصص ضلع جہلم میں واقعہ جنگلات کی حد بندی مسٹر آر جی تھامسن صاحب نے ۸۲-۱۸۷۹ء میں کی۔ صاحب موصوف نے ضلع کے اوّل نکر ربندوبست کی رپورٹ کی۔ آٹھویں فصل میں اپنی کارگزاری کی قابلِ تحسین سرگذشت چھوڑی ہے [1]۔ دوئم ترمیم شدہ بندوبست میں انتظام کا سوال دوبارہ پیدا ہونے کا جزوی باعث یہ بھی تھا۔ کہ مسٹر تھامسن صاحب کی سفارشات نظرانداز ہو گئیں۔ جو احکام ۱۹۰۱ء میں صادر ہوئے۔ وہ مسٹر ٹالبٹ صاحب کی رپورٹ بندوبست فقرہ نمبر ۱۰۸ میں مندرج ہیں [2]۔ سختی کا سدِباب کرنے کی غرض سے بعض رکھائے ہوئے جنگلات کی حدود تبدیل کی گئیں [3]۔ سلسلہ کوہ نمک کے جنگلات واقعہ ضلع شاہ پور کا بندوبست مسٹر جے ولسن صاحب نے ۱۸۹۴ء لغایت ۱۸۹۶ء میں کیا۔ بعض رقبہ جات ملحقہ دیہات میں شامل کئے گئے۔ اور امسلہ حقیت مرتب کی گئیں۔ نیز بعض شخصی حقوق عطا کرنے یا جاری رکھنے کے بارہ میں سفارشات کی گئیں [4]۔ مسٹر ولسن صاحب نے خود بیان فرمایا ہے۔ کہ ان کے بندوبست کی بنا، اس حکمت عملی پر موقوف ہے

جہلم اور شاہ پور کے پہاڑی جنگلات

---

[1] رپورٹ مذکورہ بالا کے ضمیمہ جات دہم و یازدہم دیکھو۔ جہلم بشمول تلہ گنگ تحصیل جواب اٹک میں چلی گئی ہے۔ میں جو پہاڑی اور میدانی خبگلات رکھائے ہوئے خبگلات قرار دئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق اشتہارات آئین و قوانین متعلقہ پنجاب طبع پنجم کا صفحہ ۱۰۸۹ دیکھو۔

[2] ۔ نیز دیکھو تجاویز محکمہ جنگلات نمبری ۱ لغایت ۸ بابت ماہ فروری ۱۹۰۱ء۔

[3] ۔ تجاویز محکمہ جنگلات نمبری ۵ لغایت ۲۹ ماہ مئی ۱۹۰۲ء۔ نمبری ۷ لغایت ۱۷ ماہ نومبر ۱۹۰۲ء۔ نمبری ۱۲ لغایت ۱۷ ماہ دسمبر ۱۹۰۲ء۔ نمبری ۱۱ لغایت ۶ ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء اور نمبری ۱ لغایت ۹ ماہ دسمبر ۱۹۰۳ء۔

[4] ۔ دیکھو تجاویز محکمہ جنگلات نمبری ۶ ۳ لغایت ۶۶ ماہ دسمبر ۱۸۹۷ء۔ نمبری ۱ لغایت ۴ ماہ نومبر ۲۰ لغایت ۳۴ ماہ نومبر ۱۸۹۹ء۔ جس اشتہار کی رو سے جنگل رکھایا ہوا جنگل قرار دیا گیا۔ اس کا نمبر ۷ ۶ مورخہ ۲۳ر دسمبر ۱۸۹۷ء ہے۔ اور بعض حقوق کے طریقِ استعمال کے بارہ میں جو قواعد جاری کئے گئے وہ ایکٹ نمبر ۷ بابت ۱۸۷۸ء کی دفعات ۷۴ (ج) اور ۷۵ (د) کے ماتحت جاری ہوئے۔ دیکھو اشتہار نمبری ۱۴۴ مورخہ ۳۱ر اکتوبر ۱۸۹۹ء۔

"جو اُن جنگلات کے متعلق جنہیں موسمی یا طبعی وجوہات کے باعث بچانا ضروری ہے"۔ حکومت ہند نے اپنے ریزولیوشن نمبر ۲۲۔ ایف مورخہ ۱۹ ر اکتوبر ۱۸۹۴ء کے فقرہ چہارم میں ظاہر کی ہے ؎۵۱ مسٹر ولسن صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ مندرجہ ذیل دو مقاصد پیش نظر ہونے چاہئیں:۔

"(۱)۔ کہ پیداوار جنگل کو رکھنے سے پہاڑیوں کی ڈھلانوں کو پانی کے نکاس کی تباہی سے بچایا جائے۔ تاکہ نچلی زمینوں پر بارش کا پانی حتی الامکان ہم آہنگی سے تقسیم ہو۔ کیونکہ ان زمینوں کی بار آوری کا تقریباً تمام دار و مدار پہاڑیوں کے نکاس باراں پر ہے۔ اور

"(۲)۔ کہ آس پاس کے دیہات کی بہم رسانی کے لئے گھاس اور لکڑی بچائی جائے۔

"یہ رکھ سرکار نے بطور امانت حاصل کی ہیں۔ تاکہ ان کا انتظام آس پاس کی آبادی کے مفاد کے لئے کیا جائے۔ نہ کہ براہ راست منافع بصورت نقدی حاصل کرنے یا کسی مطالبہ بعید کو پورا کرنے کے لئے ؎۵۲" مسٹر ٹالبٹ صاحب نے بھی محولہ بالا بندوبست جنگل میں انہیں اصولوں کو مدّ نظر رکھا۔

۷۵۴۔ ضلع گجرات کے قانونی بندوبست میں سلسلہ پبّی کا درمیانی حصہ سرکاری جنگل قرار دیا گیا۔ اس کا رقبہ تقریباً ۳۹ مربع میل ہے۔ ایکٹ نمبر ۷ مصدرہ ۱۸۷۸ء کی دفعہ ۳۴ کے ماتحت ایک اشتہار جاری کیا گیا۔ جس کی رو سے یہ جنگل ۱۸۷۹ء میں رکھایا ہوا جنگل قرار دیا گیا ؎۵۳ پبّی پہاڑیوں کی جنگلی پیداوار صرف پھلاہی۔ خال خال کیکر۔ ڈھاک اور شیشم کے درختان ہیں *

گجرات کے پہاڑی جنگلات

؎۵۱ دیکھو نقرہ ۷۷۸ ابعد *

؎۵۲ یہ امر نسبتاً کافی عرصہ پہلے صریحاً تسلیم ہو چکا تھا۔ (ضلع شاہپور کے قانونی بندوبست کی رپورٹ پر نواب لفٹننٹ گورنر بہادر سر ڈانلڈ میکلوڈ کے ریویو مؤرخہ ۶ مارچ ۱۸۶۹ء کے فقرات ۱۵-۱۶ ملاحظہ کرو)

؎۵۳ اشتہار نمبری ۱۰۹- ایف مؤرخہ ۶ ر مارچ ۱۸۷۹ء

۷۵۵ - پنجاب کے میدانی جنگلات یعنی رکھوکھ اب تقریباً
پنجاب کے میدانی جنگلات | مفقود ہو گئی ہیں۔ کیونکہ نہری نو آبادیات
میں یہ برائے کاشت دے دی گئی ہیں۔ اضلاع لاہور اور ملتان
میں اب بھی چند چھوٹی اور دُور دُور بکھری ہوئی رکھوکھ باقی ہیں
لیکن یہاں بھی وہ صرف بطور چراگاہ گاؤں مفید ہیں۔ اضلاع راولپنڈی
اور اٹک میں بہت تھوڑی رکھوکھ اب تک موجود ہیں۔ لیکن بہت
زیادہ مویشی چرائی کی وجہ سے ان کی حالت سال بسال ابتر ہو رہی
ہے ٭

ان وسیع رقبہ جات سے جلانے کی لکڑی کبھی شمال کی طرف ایبٹ آباد
اور پشاور تک جاتی تھی۔ لیکن اب ان کی جگہ چند آب پاش ذخیروں
نے لے لی ہے۔ جو اب جلانے کی لکڑی کے قریب الوقوع قحط
کو روکنے کے لئے ناکافی ہیں ٭

۷۵۶ - صوبہ کے خشک جنوب مغربی منطقہ میں جو باریں واقع
علاقہ جات بار | ہیں۔ ان کے بارہ میں کسی وقت کا سامنا نہ ہؤا۔ اس
علاقہ میں بارش اس قدر کم تھی۔ کہ الحاق پنجاب کے وقت ہم نے
دیکھا۔ کہ زراعت صرف علاقہ بیٹ دریا یا اس سے ملحقہ ایسے تنگ
ٹکڑوں تک محدود تھی جہاں پانی سطح زمین سے قریب ہونے کے
باعث چاہی کاشت ممکن تھی۔ یہ باریں زیادہ تر اسی طرح کی
چراگاہیں تھیں جن کا ذکر فقرہ ۷۰۶ میں کیا گیا ہے۔ اور جن
میں گلہ بان اور شتربان گھومتے تھے۔ کہیں کہیں مویشیوں
کو پانی پلانے کے لئے گہرے کوئیں کھودے گئے تھے۔ اور بعض
مقامات پر شتربانوں اور گڈریوں کی نیم مستقل آبادیاں پائی جاتی
تھیں۔ جو "جھوک" اور "رہتا" کے نام سے علے الترتیب موسوم
تھیں۔ ابتدائی قانونی بندوبستوں میں ان اراضیات پر جو کسی کی
ملکیت نہ تھیں سرکار نے اپنی ملکیت کا دعوے کیا۔ اور چرواہوں
پر فیسیں لگا کر اپنا حق جتلایا ٭

۷۵۷ - بلحاظ چرائی علاقہ تھل بار سے بہت گھٹیا درجہ کا ہے
علاقہ تھل | اس میں درخت کا نام و نشان نہیں۔ اور نہ ہی قیمتی جھاڑیں

کے جنگل ہیں۔ خوشاب تھل کے آٹھ لاکھ ایکڑ رقبہ کی بابت مسٹر وِلسن نے تحریر فرمایا ہے۱؎:-

"یہ علاقہ تھل علاقہ بار کی ہموار چکنی مٹی سے بالکل مختلف ہے۔ جو دریائے جہلم کے دوسرے کنارہ واقع ہے۔ اگرچہ اس کے نچلے طبقہ زمین میں بار جیسی سخت ہموار مٹی موجود ہے۔ لیکن اس کی بیرونی سطح ریتیلے ٹیلوں سے ڈھکی ہوئی ہے۔ جو یکے بعد دیگرے اس طرح موجود ہیں۔ گویا کہ غصہ میں آئے ہوئے سمندر کی پے در پے لہریں ہیں۔ تمام علاقہ میں ایک بھی درخت موجود نہیں۔ اور قدرتی پیداوار صرف تھوڑا بہت گھاس اور پست قد جھاڑیاں۔ مثلاً لاہنہ۔ بُوٹی اور پھوگ ہیں جو صرف بکریوں اور اونٹوں کے کارآمد ہیں۔ اور یا آک اور ہرمل ہیں جن کو کوئی ہاتھ نہیں لگاتا۔ چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کے مابین نسبتاً سخت اندرونی سطح والی زمین کے ٹکڑے پائے جاتے ہیں۔ جہاں موافق حالات سالوں میں گھاس کی اچھی پیداوار ہوتی ہے۔ اور خام کاشت کی محنت واپس آجاتی ہے۔ قانونی بندوبست کے وقت ۱۸۷۸ء میں تھل کی مجموعی آبادی ۱۸،۹۰۷ تھی۔ جو تمام تھل میں ۲۵ دیہات میں پھیلی ہوئی تھی۔ یہ لوگ بالکل چرواہوں کی زندگی بسر کرتے تھے۔ ان کے پاس ۳،۵۰۰ اونٹ ۱۶،۰۰۰ گائے بیل اور ۶۰،۰۰۰ بھیڑ بکریاں تھیں۔ مزروعہ رقبہ صرف ۴،۸۶۳ ایکڑ تھا۔ یعنی کل رقبہ کے ایک فیصدی سے بھی کم۔ بنجر اراضیات کا ایک جزو بحق سرکار مخصوص کرنے کا طریق جو قانونی بندوبست میں اختیار کیا گیا۔ وہ ویسا ہی تھا جس کا علاقہ بار کے متعلق ذکر کیا گیا ہے یہاں صرف اتنا ہی فرق تھا۔ کہ قلّت باراں اور زمین نکمّی ہونے کے باعث ہر مویشی کے لئے دس ایکڑ رقبہ برائے چرائی چھوڑا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ تقریباً ۲،۲۷،۰۰۰ ایکڑ زمین سرکاری اراضی قرار دی گئی۔ اور باقی یعنی تمام علاقہ تھل کے تقریباً دو تہائی حصہ میں جمہور دیہات کو حقوق ملکیت عطا کئے گئے" شمال مغربی سرحدی صوبہ

۱؎ تجاویز محکمہ جنگلات نمبری ۲۶ بابت ماہ ستمبر ۱۸۹۳ء۔

بننے سے پہلے ضلع میانوالی کا لق و دق تھل پہلے ضلع بنوں کی تحصیل میانوالی اور ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں کی تحصیلہائے بھکر اور لیہ میں واقع تھا۔ ان ہر دو اضلاع کا قانونی بندوبست ہونے تک سرکار اور مالکان دیہات کے جداگانہ حقوق کا قطعی فیصلہ نہ ہؤا تھا۔ تھل کی قلیل زراعت کا خیال کرتے ہوئے بندوبست غیر معمولی طور پر فیاضانہ کیا گیا۔ موٹا حساب یہ ہے۔ کہ چھبیس لاکھ ایکڑ اراضی میں سے جس میں کبھی ہل نہ چلا تھا۔ سرکار نے صرف آٹھ لاکھ ایکڑ پر دعوٰے جمایا[1] ضلع مظفر گڑھ کے تھل میں سرکار ڈیڑھ لاکھ ایکڑ کی مالک ہے ؛

۷۵۸
۷۵۹ } منسوخ کئے گئے ؛
۷۶۰

۷۶۱ ۔ پرانے ضلع راولپنڈی کے میدانی علاقہ کی رکھوں کا رقبہ تقریباً اسّی ہزار ایکڑ ہے۔ ان میں سے اکثر ضلع کی مغربی تحصیلوں میں واقع ہیں۔ جواب ضلع اٹک میں شامل ہیں۔ راولپنڈی کی رپورٹ بندوبست مرتبہ مسٹر رابرٹسن پر صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے جو ریویو (تبصرہ) لکھا ہے۔ اس کے فقرہ نمبر ۱۹ میں ان رکھوں کی ابتدائی تاریخ مختصراً درج ہے۔ ان بنجر رکھوں کے بارہ میں موجودہ احکام صیغہ جنگلات کی تجاویز نمبری ۲۵ - ۳۳ بابت ماہ اپریل اور نمبری ۱ - ۶ بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۷ء میں ملیں گے۔ ان رکھوں میں سے بعض بالکل بے شجر ہیں۔ اور بعض میں کہیں کہیں پھلاہی اور کریل ملتا ہے۔ عموماً یہ رکھیں زیر انتظام صاحب ڈپٹی کمشنر ہیں۔ اور یہ اس قسم کی رکھوں میں ہیں۔ جن کے انتظام کی غرض و غایت محض ملحقہ دیہات کا مفاد ہونا چاہیئے ؛

پرانے ضلع راولپنڈی کی رکھیں

۷۶۲
۷۶۳ } منسوخ کئے گئے ؛

[1] دیکھو رپورٹ بندوبست ضلع بنوں مرتبہ مسٹر تھاربرن کا فقرہ نمبر ۲۰۰۔ رپورٹ بندوبست ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں مرتبہ مسٹر ٹکر کے فقرات ۵۱۸ لغایت ۵۳۳ اور ۵۳۵ اور مؤخر الذکر رپورٹ پر مسٹر لائل کے تبصرہ کے فقرات ۲۹ - ۳۰ ؛

۷۶۴ - لاہور کی رکھوں کے متعلق بھی وہی مشکل زیادہ سخت صورت میں رو نما ہوئی - ان رکھوں میں افتادہ اراضیات کی اکثر باز یافت تقریباً ۱۸۵۲ء میں ہی ہو چکی تھی - جس سال صاحب کمشنر بہادر قسمت لاہور نے ضلع لاہور کی تمام افتادہ اراضیات کو زیر کاشت کرانے کے لئے حکم جاری کیا - کہ "کاشتکاران کو امیدیں دلائی جائیں کہ اگر وہ اراضی کو پوری طرح سے کاشت کریں گے - تو ان سے بمنزلہ مالکان سلوک ہوگا - اور اگر وہ چاہات احداث کرینگے - تو ان پر بارانی پرتہ تشخیص کیا جائیگا" بنا بریں نہایت آسان شرائط پر پٹہ جات کاشت عطا کئے گئے - اور پٹہ داران سے اس امر کی ضمانت لی جاتی تھی - کہ وہ اراضی میں کاشت کرینگے - اور اسے بطور چراگاہ استعمال میں نہ لائینگے - یہ عمل دس سال تک جاری رہا - اور نہر لوئر باری دوآب کھلنے پر جب ترقی کاشت تیزی سے بڑھنے لگی - تو حکومت کی حکمت عملی میں تبدیلی کی گئی - چنانچہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے حکم دیا - کہ آئندہ تمام رکھوں کی اراضیات کاشت کی غرض سے محض سالانہ پٹہ جات پر دی جایا کریں -

× × × × × ان احکام پر ۱۸۶۲ء اور ۱۸۶۹ء کے درمیانی عرصہ میں بتدریج عمل ہوتا رہا - ۱۸۶۹ء میں مختلف رکھوں کے لگان دوبارہ تشخیص کئے گئے - اور ۱۸۷۰ء میں تمام رکھوکھ محکمۂ جنگلات کے حوالہ کی گئیں - تاہم ۱۸۷۲ء میں بہت سی رکھوکھ دوبارہ زیر اہتمام افسران ضلع آئیں + جو رکھوکھ زیر اہتمام محکمہ جنگلات رہیں - ان میں سے تقریباً تمام مزارعان نکال دئے گئے - جو رکھوکھ دوبارہ زیر اہتمام صاحب ڈپٹی کمشنر آئیں - ان میں سالانہ پٹہ جات کا طریقہ جاری رکھا گیا - × × × × ×

اگرچہ سالانہ پٹہ جات کے طریق کے مطابق ہر پٹہ دار کی حقیت ہر سال برائے نام ختم ہو جاتی لیکن عموماً مزارعان کا قبضہ مسلسل رہتا تھا - اور اگر ان کے حقوق کاشت اُن کے علاوہ دیگر اشخاص کو بیع ہو جانے کی وجہ سے وہ کسی رکھ کے ایک حصہ سے بیدخل بھی ہو جاتے تھے - تو اسی رکھ کے دوسرے حصہ میں قائم ہو جاتے تھے - اس قسم

لاہور کی رکھوکھ

گے اکثر مزارعان کی بابت مسٹر ڈین رقمطراز ہیں:۔ "پس جو مزارعان ان لوگوں کے براہ راست قائمقام ہیں۔ جو کسی سرکاری افسر کے حکم سے زمین میں آباد ہوئے۔ اور جن کا قبضہ مسلسل رہا ہے۔ بلاشبہ ان مزارعان کو ایسے حقوق حاصل ہیں۔ جن کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اکثر مزارعان کی اپنی کوئی اور مملوکہ اراضی نہیں۔ اور وہ ان رکھوں میں گاؤں بنا کر مستقل طور پر آباد ہو گئے ہیں۔ اگرچہ سالانہ پٹہ جات پر اراضیات لینے سے انہوں نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ سرکار کو اپنی مرضی کے مطابق بیدخل کرنے کا اختیار حاصل ہے۔ لیکن ان کی بیدخلی قدرے سخت اور بیقاعدہ فعل متصور ہوگا"

لاہور کی رکھوں میں مزارعان کو جو حقوق حاصل ہیں۔ ان پر مسٹر آر۔ ایم ڈین نے ۱۸۸۲ء میں سر لوئی ڈین نے ۱۸۸۵ء میں اور سر ڈبلیو۔ او۔ کلارک نے ۱۸۸۷ء میں مفصل رپورٹیں لکھی ہیں۔ اور آخری احکام لوکل گورنمنٹ اور حکومت ہند نے ۱۸۸۹ء میں صادر کئے[۱]

رکھ ہائے بالن محکمہ جنگلات کے زیر اہتمام رکھی گئیں۔

۷۶۵۔ ملتان سے لاہور تک ریل کی سڑک بننے کی وجہ سے جو ۱۸۶۵ء میں کھولی گئی۔ اضلاع لاہور۔ منٹگمری۔ ملتان اور مظفر گڑھ کی رکھوں میں سے بالن کی بہمرسانی کا مسئلہ ضروری ہو گیا۔ ۱۸۶۴ء میں ڈاکٹر جے سٹوارٹ نے اس موضوع پر ایک اہم رپورٹ لکھی[۲]۔ اور اسی سال پنجاب میں محکمہ جنگلات قائم کیا گیا۔ ڈاکٹر سٹوارٹ نے ظاہر کیا۔ کہ بنجر اراضیات بار کا بیشتر حصہ سوائے چرائی مویشیاں و شتران کے اور کسی مطلب کے لئے کارآمد نہ تھا۔ اور یہ کہ ریلوے اور دریائے سندھ کے دخانی بیڑہ کو بہمرسانی ایندھن کے لئے زیادہ تر علاقہ بار کی رکھوں یا بار کی ملحقہ نچلی اراضیات کی طرف جہاں کہ جنڈ اور فراش کی پیداوار عام تھی۔ رجوع کرنا چاہیئے[۳]۔ اس مسئلہ پر جو بحث بعد میں ہوئی۔ اس

---

[۱] تجاویز صیغہ جنگلات نمبری ۱-۲ بابت ماہ جنوری ۱۸۸۴ء نمبری ۹-۱۰ بابت ماہ فروری ۱۸۸۵ء نمبری ۷-۹ بابت ماہ اپریل ۱۸۸۸ء نمبری ۳-۴ بابت ماہ مئی ۱۸۸۹ء اور نمبری ۱ بابت ماہ اگست ۱۸۸۹ء

[۲] دیکھو خط و کتابت جو تجاویز صیغہ مال نمبری ۱ بابت ۱۸۹۴ء میں چھپی ہوئی ہے۔

[۳] کیمبل صاحب کی کتاب موسومہ "ہدایت نامہ جو بہائے ہند" کے صفحات ۱۴۶ اور ۲۰۸ دیکھو۔ فراش کی نسبت جنڈ کا بالن بہت اچھا ہوتا ہے۔

ہیں پہلی حکمت عملی یہ قائم ہوئی۔ کہ رکھ ہائے پالن محکمہ جنگلات کے سخت اہتمام میں دے دی جائیں۔ اور یا قیماندہ رقبہ صاحب ڈپٹی کمشنر کے نسبتاً ڈھیلے ڈھالے انتظام میں رہے[1]۔ جب رکھو کہ زیر اہتمام محکمہ جنگلات ہوں۔ تو انہیں عموماً رکھائے ہوئے جنگلات مشتہر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ لیکن جو صاحب ڈپٹی کمشنر کے سپرد ہوں۔ ان کو عموماً "ناموسوم جنگلات" رہنے دینا چاہیئے۔ یعنی جس سے یہ مراد ہے۔ کہ یہ سرکاری افتادہ اراضی نہ تو ایکٹ جنگل کے باب دوم کے تحت "رکھایا ہوا جنگل" اور نہ ہی باب ششم کے ماتحت "محفوظ جنگل" قرار دی گئی ہے۔ بلا شک ایک افسر جنگلات "ناموسوم جنگلات" کا انچارج ہو سکتا ہے۔ اور ایک صاحب ڈپٹی کمشنر "رکھائے ہوئے جنگلات" کا۔ اِن حدود اختیارات میں اکثر ردّ و بدل ہوتا رہتا ہے۔ کیونکہ اس بارہ میں زیادہ تر انتظامیہ سہولیتوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔

صاحب ڈپٹی کمشنر اور افسر جنگلات کے باہمی تعلقات

۶۶۷۔ لیکن جنگلات کے انتظام کا دیہاتی لوگوں کی آسائش پر اتنا گہرا اثر ہے۔ کہ خواہ حدّ فاصل کہیں بھی مقرر کی گئی ہو۔ صاحب ڈپٹی کمشنر کو ہمیشہ افسر جنگلات سے راہ و رابطہ رکھنا چاہیئے۔ اور بعض اہم معاملات میں افسر جنگلات پر نگرانی رکھنی چاہیئے۔

اس بارہ میں مفصلہ ذیل ہدایات ۱۸۸۸ء میں جاری ہوئیں[2]۔

ہدایات کی وسعت نفاذ

"(۱) ان ہدایات کا کارروائی زیر قواعد دربارہ دریاہائے پنجاب زیر احکام باب ہشتم ایکٹ جنگلات ہند ایسی چوب عمارتی کی فراہمی پر جو دریا میں بہتی ہوئی یا کنارے لگی ہوئی ہو۔ جنگلات واقعہ ریاستہائے ہند اور ذخیرہ چھانگا مانگا پر کوئی اثر نہیں۔ اور نہ ہی یہ ہدایات ضلع میں واقعہ ان محدود رقبہ جات پر اطلاق پذیر ہیں۔

[1] چناب اور جہلم میں سے انہار کھودنے کی وجہ سے جنوب مغربی پنجاب میں افتادہ اراضیات کے وسیع رقبہ جات نو آباد ہو گئے ہیں۔ اور اس وجہ سے رکھ ہائے پالن زیر اہتمام محکمہ جنگلات بہت کم رہ گئی ہیں۔ نہری سکیموں کے ساتھ ساتھ یہ بھی تجاویز کی گئی ہیں۔ کہ آبپاش ذخیرہ جات بنانے کے لئے بہت بڑے رقبہ جات محکمہ جنگلات کے سپرد کئے جائیں۔

[2] ہدایات مندرجہ متن میں ان تمام ترامیم کا عملدرآمد کیا گیا ہے۔ جو بعد میں ہوئیں۔

جو ایک ایسے افسر جنگلات کے زیر اہتمام ہیں۔ جس کے زیادہ ز فرائض دوسرے ضلع میں ہوں ؂

(۲) اگر صاحب کلکٹر قرین مصلحت خیال کریں۔ کہ جرائم دربارہ جنگلات کی سماعت کے اختیارات کسی افسر جنگلات کو تفویض کئے جائیں۔ تو لوکل گورنمنٹ ایسی سفارش پر غور کرے گی۔ لیکن اس قسم کی ہر سفارش پر مقامی ضروریات اور متعلقہ افسر جنگلات کی ذاتی قابلیت کا لحاظ رکھا جائیگا ؂

اختیارات فوجداری

(۳) (الف) امور مندکرہ ضمن (ب) فقرہ ہذا کی نسبت افسر جنگلات دربارہ انتظام:۔

افسر جنگلات ضلع اور صاحب کلکٹر کے باہمی تعلقات

(۱) مخصوص جنگلات

(۲) محفوظ جنگلات

(۳) تمام ناموسوم جنگلات اور افتادہ اراضیات ملکیت سرکار یا جس میں سرکار کو حقوق جنگل حاصل ہیں ؂

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے تابع ہے۔

جزو ضلع مثلاً ضلع کانگڑہ کے حصہ ضلع کلو میں صاحب کلکٹر بوساطت اسسٹنٹ کمشنر انچارج سب ڈویژن ایسی نگرانی کر سکتے ہیں ؂

(ب) صاحب کلکٹر مفصلہ ذیل امور پر نگرانی رکھیں گے:۔ نئے جنگلات حاصل کرنا۔ رقوم واجب الادا سرکار کی وصولی۔ جرائم جنگلات کی پیروی کرنا یا زیر احکام دفعہ ۶۸۔ ایکٹ جنگلات راضی نامہ کرنا۔ انتظام جنگلات جہاں تک کہ ایسے انتظام جنگلات و افتادہ اراضیات کے استعمال منجانب آبادیات ملحقہ تعلق ہو۔ اور عملہ کی تقرری۔ تعیناتی۔ اور تبدیلی جہاں تک کہ امور مندرجہ بالا پر اس کا اثر پڑے ؂

(ج) مخصوص یا محفوظ جنگلات کو ایسے جنگلات نہ رہنے دینے کی تجاویز افسر جنگلات صاحب کلکٹر ضلع کی خدمت میں برائے اظہار رائے ارسال کریں گے ؂

(۴) صاحب کلکٹر کو اس امر پر بھی نگاہ رکھنی چاہیئے۔ کہ تحصیلداران اور دیگر تمام ماتحت عملہ مال نہ صرف افتادہ اراضیات ملکیت سرکار کے انتظام میں ممد ہوں۔ اور بالخصوص مطالبات

صاحب کلکٹر کا عملہ امداد دیگا

سرکار کی تشخیص وتحصیل ہیں۔ بلکہ انہیں تمام قسم کے جنگلات کے انتظام میں امداد دینی لازمی ہے۔ تمام ایسے امتیازات واقعالی بندریج اُٹھا دینے چاہئیں۔ جن سے عملہ مال کے دلوں میں یہ گمان پیدا ہو کہ جنگلات کا کام اُن کے عام فرائض منصبی سے خارج ہے۔ صاحب کلکٹر افسر جنگلات کو اجازت دیں گے۔ کہ اُن عمّال کو ایسے معاملات میں براہ راست احکام ارسال کریں۔ جن میں صاحب کلکٹر کی وساطت کی چنداں ضرورت نہ ہو ؛

(۵) افسر جنگلات ضلع ایک روزنامچہ رکھے گا۔ جس میں مندرجہ ذیل امور دن بدن قلمبند کئے جائیں گے :۔

روزنامچہ افسر جنگلات

(الف) تمام اہم واقعات جو اس کے فرائض منصبی کے انصرام کے متعلق ہوں۔

(ب) رپورٹوں یا اظہارات کا خلاصہ جو صاحب کلکٹر کی خدمت میں (تحریری یا زبانی) عرض کئے گئے ہوں۔ اور جو احکام صاحب کلکٹر نے اس بارہ میں صادر کئے ہوں ؛

اگر کوئی افسر جنگلات ایک سے زیادہ اضلاع کا افسر ہو تو اسے ہر ضلع کے لئے علیحدہ روزنامچہ لکھنا چاہیئے ؛

یہ روزنامچہ آدھے صفحات پر لکھا جائے گا۔ اور ہر ہفتہ صاحب کلکٹر کی خدمت میں ارسال کیا جائے گا۔ اس روزنامچہ کے ہمراہ اس خط وکتابت کی مختصر یادداشت بھی ارسال کی جائے گی جو معاملات زیر نگرانی صاحب کلکٹر کے متعلق کنزرویٹر (محافظ) جنگلات کے ساتھ ہوئی ہو۔ صاحب کلکٹر یہ مختصر یادداشت اپنے پاس رکھ کر روزنامچہ پر اپنی مناسب رائے کا اظہار کر کے اسے بلا توقف محافظ جنگلات کی خدمت میں بھیجدینگے ؛

محافظ جنگلات وہ روزنامچہ افسر جنگلات کو براہ راست واپس کرینگے۔ اور افسر جنگلات ضلع کا فرض ہے۔ کہ وہ محافظ جنگلات کے ریمارکس صاحب کلکٹر کے پیش کرے ؛

(۶) ہدایت نمبر ۳ (الف) میں مذکورہ تمام اراضی کا انتظام گورنمنٹ کے منظور کردہ

جنگلات و افتادہ اراضیات کا انتظام ورکنگ پلین اور پاس شدہ نقشہ کے مطابق ہونا

ورکنگ پلین کے مطابق ہونا چاہیئے۔

(۷) ان جملہ اراضیات کے لئے ورکنگ پلین مرتب نہیں ہوسکے۔ لیکن جب محافظ جنگلات ورکنگ پلین مرتب کرسکنے کے قابل ہوں۔ تو وہ صاحب کمشنر کے مشورہ سے تیاری کا حکم دیں گے۔ تمام ورکنگ پلینز پر صاحبان کلکٹر اور کمشنر کے تصدیقی دستخط ضروری ہیں۔ تصدیقی دستخط ثبت ہوچکنے کے بعد اگر ورکنگ پلین (۱) مخصوص جنگلات یا (۲) محفوظ جنگلات کے متعلق ہو۔ تو محافظ جنگلات اسے اعلےٰ محافظ جنگلات کی خدمت میں برائے پڑتال و اصطلاحی امور کی منظوری کے لئے ارسال کرینگے اعلےٰ محافظ جنگلات یہ ورکنگ پلین بمعہ اپنی رائے و اظہار کے لوکل گورنمنٹ کی خدمت میں ارسال کرینگے۔ جو اس پر احکام صادر کرے گی۔ اور ان کی ایک نقل انسپکٹر جنرل جنگلات کی خدمت میں بغرض تائید یا ریکارڈ بھیجی جائے گی۔ لیکن اگر ورکنگ پلین (۳) نا موسوم جنگلات اور افتادہ اراضیات سرکار یا جن میں سرکار کو حقوق جنگل حاصل ہیں کے متعلق ہوں تو اعلےٰ محافظ جنگلات انہیں گورنمنٹ کی خدمت میں براہ راست ارسال کریں گے۔

ورکنگ پلین

منظور ہو چکنے کے بعد ورکنگ پلین میں تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ تاوقتیکہ مذکورہ بالا ضابطہ کی پابندی کرکے دوبارہ منظوری حاصل نہ کی جائے۔

(۸) چرائی کا انضباط و انتظام تجویز منظور کردہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے مطابق ہوگا۔

(۹) منسوخ کیا گیا۔

(۱۰) منسوخ کیا گیا۔

(۱۱) اگر جنگلات یا افتادہ اراضیات کی عطائیگی۔ پٹہ یا بیع کی تجویز ہو تو صاحب کلکٹر کو چاہیئے۔ کہ اس معاملہ میں افسر جنگلات ضلع سے مشورہ لیں۔ جو اس قسم کے معاملات میں اور بالخصوص عطیہ جات کے جائے وقوع اور تعین حدود کے بارہ میں ضروری امداد دینگے۔ جس زمین کی آمدن خواہ وہ زمین محفوظ یا نا موسوم جنگل یا افتادہ اراضی ہو۔ محکمہ جنگلات کو یافت ہوتی ہو۔ اس کی عطائیگی پٹہ یا بیع بلا رضامندی اعلےٰ محافظ (چیف کنزرویٹر) جنگلات

بعض معاملات میں افسران جنگلات سے مشورہ کرنا چاہیئے

عمل میں نہ آسکے گی ۔

اس فقرہ کی رو سے محکمہ جنگلات ان ناموسوم جنگلات کو پٹہ پر دینے کا مجاز نہیں۔ جن کے بارہ میں قواعد دربارہ پٹہ جات بنجر اراضیات ملحوظ رکھنے ضروری ہیں ۔

(۱۲) (الف) افسران جنگلات ضلع کے دفاتر بھی حتی الامکان صاحب | دفتر اور دفتری کارروائی | ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں یا اس کے بالکل قریب ہونے چاہئیں ۔

(ب) امور مندرجہ ہدایات ہذا کے متعلق صاحب کلکٹر اور افسر جنگلات ضلع کے مابین رسمی سرکاری خط و کتابت سے حتی الامکان احتراز کرنا چاہیئے اگر تحریری مراسلات کی ضرورت پڑے تو اصل امثلہ و مقدمات صاحب کلکٹر کی خدمت میں انہیں قواعد کے مطابق ارسال کرنے چاہئیں۔ جو صاحب کلکٹر اور افسر مال کے مابین کاغذات کی آمد و رفت کے متعلق ہیں ۔

(ج) صاحب کلکٹر افسر جنگلات کو حکم دے سکتے ہیں۔ کہ بندوبست ہائے جنگلات۔ پٹہ جات مال۔ امور متعلقہ استعمال جنگلات و افتادہ اراضیات منجانب آبادیات ملحقہ کے متعلق جو امثلہ ہوں۔ وہ ضلع کے دفتر ریکارڈ (محافظ خانہ) میں رکھی جائیں ۔

(۱۳) نئے جنگلات بنانے کے متعلق اہم تجاویز یا جن تجاویز کا اثر ملحقہ | اہم تجاویز | آبادیات کے حقوق استعمال جنگلات و افتادہ اراضیات پر پڑتا ہو اعلیٰ محافظ جنگلات (چیف کنزرویٹر) گورنمنٹ کی خدمت میں براہ راست ارسال کریں گے ۔

(۱۴) ہدایات مندرجہ بالا میں کسی چیز سے یہ نہ سمجھا جائے۔ کہ وہ | خاص تشخیص ہائے زیر دفعہ ۵۹ (ایکٹ معاملہ زمین) | ریونیو افسران کی اس ذمہ واری پر مؤثر ہیں۔ جو خاص تشخیص ہائے متذکرہ دفعہ ۵۹ (ک) ایکٹ معاملہ زمین کے متعلق ان پر عاید ہوتی ہے ۔

۶۷۷۔ ایکٹ قوانین پنجاب (نمبر ۴ بابت ۱۸۷۲ء) کی دفعہ ۴۸ میں | قواعد دربارہ انتظام ناموسوم جنگلات | درج ہے۔ کہ کوئی شخص مجاز نہیں کہ اراضیات

ل دیکھو فصل پانچویں ۔

مملوکہ سرکار کی چراگاہوں یا قدرتی پیداوار سے استفادہ اُٹھائے۔ بجز اس کے کہ پابندی قواعد جو وقتاً فوقتاً عمومی طور پر یا خاص حالات کے متعلق لوکل گورنمنٹ نے وضع کئے ہوں۔ اس شخص کو استفادہ کی اجازت دی جائے"۔

۱۸۹۶ء تک کوئی عمومی کارروائی نہ ہوئی[۱]۔ جو قواعد ۱۸۹۶ء میں وضع کئے گئے۔ وہی سن ۱۹۰۰ء میں باندک تغیراتِ لفظی دوبارہ شائع کئے گئے۔ جب کہ ان کی توسیع ضلع ہزارہ[۲] کی وادی اگرور تک کی گئی۔ وہ قواعد درج ذیل کئے جاتے ہیں:۔

۱ — (۱) قاعدہ ہذا۔ قواعد ۲ لغایت ۹ (دونو شامل ہیں) اور قاعدہ ۱۷ کا اطلاق اولاً ان افتادہ اراضیات مملوکہ سرکار پر ہوتا ہے۔ جو مقامی رقبہ جات مندرجہ جدول قواعد ہذا میں واقع ہیں۔ اور جو مفصلہ ذیل رقبہ جات کی تعریف میں نہیں آتیں:۔

(الف) محفوظ و مخصوص جنگلات

(ب) اراضیات زیر انتظام محکمہ فوج۔ انہار۔ آبپاشی یا ریلوے۔

(ج) اراضیات زیر انتظام ڈسٹرکٹ بورڈ یا بلدیات (میونسپل کمیٹی)۔

(د) پڑاؤ۔

(ہ) اراضیات سرکار جن پر ایسے خاص قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ جو پنجاب میں نافذ الوقت قانون کے ماتحت وضع کئے گئے ہوں۔ اور جنہیں قانونی تاثیر حاصل ہو۔

(و) اراضیات جو کسی پٹہ برائے کاشت کے رقبہ میں شامل ہوں۔ یا جو زیر ایکٹ (پنجاب) مزارعان سرکار مصدرہ ۱۸۹۳ء عطا کی گئی ہوں۔

لیکن لوکل گورنمنٹ مجاز ہے۔ کہ بذریعہ خاص احکام جو سرکاری گزٹ میں شائع کئے جائیں گے۔ اراضیات مندرجہ بالا اقسام (ج) اور (د) پر بھی ان قواعد کا اطلاق کرے۔

---

[۱] اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبری ۵۸ مؤرخہ یکم فروری ۱۸۹۶ء۔ قواعد متعلقہ ضلع مظفر گڑھ اشتہار نمبری ۹۴ مؤرخہ ۲۱ مارچ ۱۸۸۲ء کے ذریعہ مشتہر کئے گئے۔ دیکھو فقرہ ۷۲۵۔

[۲] اشتہار گورنمنٹ پنجاب نمبری ۱۰۸۶ مؤرخہ ۱۱۔ اگست سن ۱۹۰۰ء

(۲) قواعد ۱ تا ۱۶ (دونو شامل ہیں) اولاً تو صرف ضلع ملتان پر حاوی ہیں لیکن لوکل گورنمنٹ مجاز ہے۔ کہ بذریعہ خاص احکام جو سرکاری گزٹ میں شائع کئے جائیں گے۔ ان قواعد کا اطلاق کسی دیگر مقامی رقبہ پر بھی کر دے۔

۲۔ قواعد ہذا میں:۔

(الف) "مویشی" میں علاوہ شاخدار مویشیان کے اونٹ۔ گھوڑے۔ گدھے خچریں۔ بھیڑیں۔ بکریاں اور ان جانوروں کے بچے بھی شامل ہیں۔

(ب) "کلکٹر" سے مراد کلکٹر ضلع ہے۔ یا ایسا شخص جسے نمبر دفعہ ۲۷ ایکٹ معاملہ زمین پنجاب ۱۸۸۷ء کلکٹر کے اختیارات عطا ہوئے ہوں۔

(ج) "افسر جنگلات" سے محکمہ جنگلات کا وہ افسر مراد ہے۔ جسے ایک حلقہ جنگل سپرد ہو۔ اور اس اصطلاح میں ہر وہ شخص شامل ہے۔ جسے صاحب کلکٹر یا اعلےٰ محافظ جنگلات پنجاب نے تمام یا بعض فرائض جو قواعد ہذا کی رو سے افسر جنگلات پر عاید ہوتے ہیں۔ بجالانے کے لئے مقرر کیا ہو۔

(د) "اجارہ دار" سے وہ شخص مراد ہے۔ جسے صاحب کلکٹر نے کسی زمین کے متعلق جس پر ان قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ چرائی مویشیان پر فیس وصول کرنے یا لکڑی یا گھاس کاٹنے یا پالن یا دیگر پیداوار جنگل اُٹھانے کا حق پٹہ پر دیا ہو۔

(ہ) "چرانا" میں "کونپلیں کھانا" بھی شامل ہے۔

۳۔ بجز اس صورت کے جس کا ذکر قاعدہ نمبر ۱۰ میں کیا گیا ہے۔ کوئی شخص مجاز نہیں۔ کہ وہ مذکورہ بالا اراضیات میں مویشی چرائے یا لکڑی یا سچّی کے پودے یا گھاس کاٹے یا پالن یا دیگر پیداوار جنگل فراہم کرے۔ تاوقتیکہ:۔

(۱) صاحب کلکٹر یا افسر جنگلات نے اسے اس بارہ میں اجازت نہ دی ہو۔ اور وہ اس لائسنس کی شرائط کی پابندی نہ کر رہا ہو۔

یا (۲) اجارہ دار نے اجازت نہ دی ہو۔ اور وہ شرائط اجارہ کی متابعت نہ کر رہا ہو۔

۴۔ ہر لائسنس جو زیر قاعدہ ۳ (۱) دیا جائے وہ تحریری ہوگا۔ اور اس پر صاحب

کلکٹر یا افسر جنگلات کے دستخط ثبت ہوں گے۔ نیز اس میں مراتب ذیل درج ہوں گے:۔

(الف) عطا کردہ حقوق کی نوعیت۔ وسعت اور میعاد ⁂

(ب) زرمبادلہ جو لائسنسدار نے ادا کیا ہو۔ یا واجب الادا ہو ⁂

(ج) خاص شرائط۔ اگر کوئی ہوں۔ جن پر لائسنس عطا کیا گیا ہو ⁂

۵ ۔(۱) ہر پٹہ جو اجارہ دار کو دیا جائے۔ وہ ضبطِ تحریر میں لایا جائیگا۔ اور اس پر صاحب کلکٹر یا افسر جنگلات کے دستخط ثبت ہوں گے۔ نیز اس میں مراتب ذیل درج کئے جائیں گے:۔

(الف) عطا کردہ حقوق کی نوعیت۔ وسعت اور میعاد جو کسی صورت میں بھی پانچسال سے زائد نہ ہونی چاہیئے[لہ]

(ب) زرمبادلہ جو اجارہ دار نے ادا کیا ہو۔ یا ادا کرنا ہو ⁂

(ج) خاص شرائط۔ اگر کوئی ہوں۔ جن پر پٹہ ادا کیا گیا ہو ⁂

(۲) ہر ایسے پٹہ میں مفصلہ ذیل امور شامل ہونے چاہئیں:۔

(الف) جن صورتوں میں کہ زرمبادلہ بذریعہ اقساط واجب الادا ہو۔ ایک نقشہ مشعرؔ بہ رقوم اقساط اور ان کی ادائیگی کی تواریخ ⁂

(ب) جن صورتوں میں کہ پٹہ چرائی کے حقوق کے متعلق ہو:۔

(۱) زیادہ سے زیادہ فیس ہائے چرائی کی صراحت جو اجارہ دار وصول کرنے کا مجاز ہوگا۔ اور

(۲) ایک جملہ شرطیہ بدیں مضمون کہ اجارہ دار بدوں تحریری اجازت صاحب کلکٹر مجاز نہ ہوگا۔ کہ وہ پٹہ کو منتقل کرے۔ یا پٹہ پر دئے ہوئے رقبہ کے کسی حصہ میں کسی مویشیان کا چرنا بند کرے جن کے بارہ میں زیر قاعدہ نمبر ۲ فیس چرائی پیش کی جائے ⁂

(ج) تمام صورتوں میں ایک جملہ شرطیہ بدیں مضمون کہ اگر پٹہ پر دیا ہوا رقبہ یا اس کی کوئی چیز وکسی وقت سرکاری اغراض کے لئے مطلوب ہو۔ تو بادائیگی ایسے معقول معاوضہ کے جو صاحب کلکٹر مقرر کریںگے پٹہ قابلِ انفصال ہوگا ⁂

لہ پٹہ جات چرائی موسم برسات کے شروع میں فروخت کرنے چاہئیں ⁂

۶- (۱) ان اراضیات میں جن پر ان قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ چرنے والے مویشیان کے مالک صاحب کلکٹر یا افسر جنگلات یا اجارہ دار کو جیسی صورت ہو فیس ہائے چرائی ادا کرینگے۔ ایسی فیسوں کا پیمانہ ہر ضلع کے لئے صاحب فنانشل کمشنر بہادر وقتاً فوقتاً مقرر کرینگے۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ بکری یا بھیڑ کے لیلوں پر جن کی عمر چھ ماہ سے کم ہو۔ یا دیگر مویشیوں کے بچوں پر جو ایک سال سے زیادہ عمر کے نہ ہوں۔ کوئی فیس عاید نہ کی جائے گی ؎

(۲) ان اراضیات میں جن پر ان قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ لکڑی یا سچی کے پودے یا گھاس کاٹنے۔ یا بالن یا دیگر پیداوار جنگل فراہم کرنے کے لائسنسوں پر ایسی فیسیں عاید کی جائیں گی۔ جو صاحب کمشنر بہادر قسمت متعلقہ وقتاً فوقتاً مقرر کرینگے۔ اور لائسنسداران یہ فیسیں صاحب کلکٹر یا افسر جنگلات یا دیگر شخص کو جسے صاحب کلکٹر نے اس بارہ میں اختیار دیا ہو۔ یا اجارہ دار کو۔ جیسی کہ صورت ہو۔ ادا کرینگے ؎

۷- لوکل گورنمنٹ مجاز ہے۔ کہ کسی مقامی رقبہ میں کسی شخص یا جماعت اشخاص اور کسی مویشی یا کسی قسم کے مویشیان کو ان قواعد کے تمام یا کسی خاص احکام سے مبرا قرار دے ؎

۸- ہر لائسنسدار اور ہر اجارہ دار اپنے لائسنس یا پٹہ میں جیسی بھی صورت ہو درج شدہ شرائط کا پابند ہوگا۔ اور ہر وہ شخص جو زیر قاعدہ ۳ ضمن (۲) فعل کر رہا ہو۔ اجارہ دار کو ملے ہوئے پٹہ کی شرائط کا پابند ہوگا ؎

۹- (۱) قاعدہ نمبر ۸ کے احکام کی خلاف ورزی ہونے کی صورت میں صاحب کلکٹر حسب اننتخلے رائے خود لائسنس یا پٹہ منسوخ کر سکتے ہیں۔ اور تنسیخ کے باعث لائسنسدار یا اجارہ دار اور ہر اس شخص کا جو زیر قاعدہ ۳ ضمن (۲) کام کر رہا ہو۔ کوئی حق باقی نہ رہیگا۔ کہ زمین متعلقہ لائسنس یا پٹہ میں سے کوئی پیداوار یا لکڑی جو بوقت تنسیخ لائسنس یا پٹہ اُٹھائی نہ گئی ہو۔ اُٹھا سکے ؎

(۲) لائسنس یا پٹہ زیر تنسیخ قاعدہ نمبر (۱) مذکورہ بالا منسوخ ہونے پر لائسنسدار یا اجارہ دار ذمہ وار نہ ہوگا۔ کہ وہ ضبط شدہ پیداوار یا لکڑی کے متعلق رقوم واجب الادا ادا کرے۔ اور نہ ہی وہ ایسی رقوم کی واپسی کا مطالبہ

کرسکتا ہے۔ جو اس نے پہلے ادا کر رکھی ہوں۔ جو دیگر مطالبات یا بقایائے اقساط زیر شرائط لائسنس یا پٹہ بوقت منسوخ واجب الادا ہوں۔ ان سے لائسنسدار یا اجارہ دار بوجہ تنسیخ سبکدوش نہیں ہو سکتا ؛

۱۰-(۱) صاحب کلکٹر بمنظوری ما قبل صاحب فنانشل کمشنر بہادر مجاز ہیں۔ کہ کسی محال میں رہنے والے تمام مالکان مویشی کی جمہوریت کے ساتھ منجانب سرکار معاہدہ کریں۔ کہ وہ مالکان مطالبات چرائی یا لمقطع طور پر بصورت تشخیص سالانہ ادا کرینگے۔ جیسا کہ صاحب کلکٹر اور ایسی جمہور کے مابین معاہدہ ہو ؛

(۲) ایسی تشخیص بدون منظوری لوکل گورنمنٹ پانچ سال سے زائد عرصہ کے لئے نہ ہوگی۔ اور جب ایسی تشخیص سرانجام پانے کے بعد بطریق مجوزہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر ضبط تحریر میں لائی جا چکے۔ تو اس جمہور مالکان مویشی کے کسی فرد بشر پر ان مویشیوں کی چرائی کے متعلق علیحدہ مطالبہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔ جو مویشی اس کی اپنی ملکیت ہوں۔ اور میعاد متذکرہ معاہدہ کے اندر ان اراضیات میں جن پر ان قواعد کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور ان حدود علاقہ میں جن کے متعلق معاہدہ ہوا ہے۔ چر رہے ہوں ؛

(۳) صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے احکام کے تحت صاحب کلکٹر منجانب سرکار مذکورہ بالا قسم کے معاہدات مالکان مویشی کی چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ساتھ بھی ایسے مویشیوں کی نسبت کر سکتے ہیں۔ جو ایسی جماعتوں کے افراد کی مشترکہ یا انفرادی ملکیت ہوں ؛

(۴) اس قاعدہ کی اغراض کے لئے کسی جمہور یا جماعت کے مملوکہ مویشیان میں سے دو تہائی مویشیوں کے مالکان کی رضامندی ایسی جمہور یا جماعت کے جملہ مالکان کی رضامندی تصور ہوگی ؛

۱۱- اگر کسی جمہور یا جماعت کے مالکان مویشی جنہوں نے کہ تشخیص زیر قاعدہ ۱۰ قبول کر لی ہو۔ صاحب کلکٹر کی تسلی کرا دیں۔ کہ کسی مویشیوں کے مالک نے جن پر تشخیص عاید ہوئی تھی۔ بمعہ اپنے مویشیان کے اس جمہور یا جماعت کو چھوڑ دیا ہے۔ اور اس نے اسی ضلع میں رہنے والی اور ایسی تشخیص قبول کرنے والی دیگر جمہور یا جماعت میں بمعہ اپنے مویشیان کے مستقل طور پر رہائش اختیار کر لی ہے۔ تو صاحب کلکٹر مجاز ہیں۔ کہ وہ ان

مویشیاں کی تعداد و نسل کے مطابق پہلی جمہور یا جماعت کی تشخیص میں تخفیف اور دوسری جمہور یا جماعت کی تشخیص میں اضافہ کریں ۔

۱۲- صاحب کلکٹر مجاز ہیں۔ کہ مالکان مویشی کی کسی جمہور یا جماعت کے سرگروہ سے جن کے ساتھ زیر قاعدہ نمبر۱۰ معاہدہ ہوا ہو۔ اس جمہور یا جماعت کے مالکان مویشی کی فہرست اسماء اور ہر ایک کے مملوکہ مویشیاں کی تعداد اور کیفیت طلب کریں ۔

۱۳- جس جمہور یا جماعت نے تشخیص زیر قاعدہ نمبر۱۰ قبول کر لی ہو۔ اس کے مالکان مویشی کے مابین باہمی باچھ کے متعلق تنازعہ پیدا ہونے پر صاحب کلکٹر تصفیہ کرینگے۔ اور ان کا فیصلہ ناطق ہوگا ۔

۱۴- (۱) تمام رقوم جو زیر قاعدہ نمبر۱۰ تشخیص ہوئی ہوں۔ ایسے اوقات اور مقامات پر اور ایسے اشخاص کو ادا کی جائیں گی۔ جو صاحب فنانشل کمشنر بہادر مقرر کریں ۔

(۲) رقم مشخصہ زیر قاعدہ نمبر۱۰ نمبرداران محالات یا مالکان مویشی کی جماعتوں کے سرگروہ یا ایسے دیگر اشخاص جنہیں صاحب کلکٹر نے مقرر کیا ہو۔ وصول کرینگے۔ اور ایسے نمبرداران، سرگروہان یا دیگر اشخاص مالکان مویشی پر فیس چرائی مطابق شرح معینہ صاحب کلکٹر عاید کرینگے۔ جو مجموعی تشخیص سے کسی صورت میں بھی متجاوز نہ ہوگی۔ اور یہ نہ مالکان حتی الامکان ان کے مملوکہ مویشیان کی تعداد اور قسم کے تناسب سے ہوگا ۔

(۳) اگر کسی جمہور یا جماعت مالکان مویشی کا جنہوں نے تشخیص زیر قاعدہ نمبر۱۰ قبول کی ہو۔ کوئی واحد مالک مویشی فیس چرائی واجب الادا ادا نہ کرے یا عند المطالبہ کوئی دیگر شخص ایسے نادہند کی طرف سے ادا نہ کرے۔ تو صاحب کلکٹر ایسی جمہور یا جماعت کے ساتھ زیر قاعدہ نمبر۱۰ کیا ہوا معاہدہ کلیتہً منسوخ کر سکتے ہیں ۔

۱۵- جن اشخاص کو زیر قاعدہ نمبر۱۴ جمع مشخصہ وصول کرنے کا اختیار دیا گیا ہو۔ حقدار ہیں۔ کہ تمام ایسی رقوم مدخلہ خزانہ سرکار میں سے اپنے موجب جو پانچ فیصدی سے متجاوز نہ ہوں وضع کریں ۔

۱۶- منسوخ کیا گیا ۔

۱۷- ان قواعد کی خلاف ورزی کرنے والے کو پہلے جرم کی پاداش میں سزائے قید

محض جو ایک ماہ اور جرمانہ جو مبلغ سو روپیہ سے متجاوز نہ ہو۔ یا دونو سزائیں بیک وقت ہو سکتی ہیں۔ اور اگر پہلے جرم سے تین سال کے اندر دوبارہ مؤاخذہ ہو۔ تو سزائے قید جو تین ماہ تک ہو سکتی ہے۔ یا سزائے جرمانہ جو مبلغ تین سو روپیہ سے زائد نہ ہو۔ یا دونو سزائیں بیک وقت دی جا سکتی ہیں ٭

جدول[1]

مقامی رقبہ جات جن پر کہ قواعد اتفاقیہ ۹۔ اور قاعدہ ۱۷۵ اطلاق پذیر ہیں:۔

ضلع حصار
" رہتک
" کرنال
" لاہور
" ملتان
" راولپنڈی
" اٹک
" جہلم
" گجرات
" شاہ پور
" ڈیرہ غازیخان
" میانوالی
" مظفر گڑھ

متعلق انتظامیہ ہدایات رقبہ ہائے زیر انتظام ضلع کے

۱۷۶۔ افتادہ اراضیات سرکار کے متعلق جو محکمہ جنگلات کے زیر اہتمام نہیں مندرجہ ذیل انتظامیہ ہدایات بطور ضمیمہ قواعد بالا جاری کی گئی ہیں[2]:۔

[1] حکومت پنجاب کا اشتہار نمبری ۲۱۶ م۔ ریونیو مورخہ ۲۳ ر دسمبر ۱۹۰۸ء ٭
[2] حکومت پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۲۲۔ جنرل مورخہ یکم اپریل ۱۸۹۶ء ٭

(۱) ہر زراعتی سال شروع ہونے سے پہلے صاحب کلکٹر کو چاہیئے۔ کہ صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں ایک مختصر رپورٹ بغرض منظوری ارسال کریں۔ جس میں وہ آئندہ سال کے لئے اپنی تجاویز در بارہ :-

(الف) چرائی ٭

(ب) بری و فروخت عمارتی لکڑی۔ بالن۔ گھاس یا دیگر پیداوار جنگل درج کریں ٭

اس رپورٹ کا یہ مقصد نہیں۔ کہ انتظامی تفصیلات کی منظوری منجانب صاحب کمشنر بہادر لازمی ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ اپنی قسمت میں واقعہ جملہ افتادہ اراضیات سرکار کے استعمال پر صاحب کمشنر بہادر اپنے اختیاراتِ ضبط عام برت سکیں ٭

(۲) کسی محال کے باشندگان کا یہ دعوٰی کہ انہیں ملحقہ اراضیات سرکار میں چرائی یا قواعد مندرجہ بالا کے ماتحت پٹہ جات یا لائسنس حاصل کرنے کا حق قائم حاصل ہے۔ ہرگز تسلیم نہ کرنا چاہیئے۔ لیکن پٹہ جات یا لائسنس دیتے وقت اراضیات سرکار کے اردگرد رہنے والی آبادی کی مناسب ضروریات کو بغور ملحوظ رکھنا چاہیئے۔ اور قرین مصلحت یہی ہے۔ کہ پٹہ جات چرائی دینے میں دیہاتی جمہور کے ممتاز اشخاص کو بطور اجارہ دار منتخب کیا جائے ٭

(۳) رکھوکھ و جنگلات زیر اہتمام صاحب کلکٹر میں لکڑی کی تھوک فروخت سوائے خاص وجوہات بلا ما قبل منظوری صاحب فنانشل کمشنر بہادر ممنوع ہے۔ جو درخواستیں کہ تھوک فروشی کے لئے صاحبان کلکٹر کی خدمت میں ٹھیکیداران یا دیگر اشخاص پیش کریں۔ وہ پہلے افسر جنگلات کے پاس بھیجدی جائیں۔ تمام درخواستیں جو ریلوے اور دیگر بڑے سرکاری کاموں کو لکڑی کوئلہ کی بہم رسانی کی غرض سے پیش کی جائیں۔ انہیں تھوک فروشی تصور کرنا چاہیئے۔ اور دیگر صورتوں میں ۳۰۰ من لکڑی سے زیادہ وزن بھی تھوک خیال کیا جائیگا۔ (حکومت پنجاب کی چٹھی نمبری ۱۶۲-ایف مورخہ ۱۲-اپریل ۱۸۹۵ء) ان احکام کا منشاء یہ ہے۔ کہ حکام ضلع محکمہ جنگلات کے ساتھ تعاون کریں۔ تا کہ جو رکھوکھ اور اراضیات جنگل زیر اہتمام ضلع ہیں ان کا انتظام باسمجھ اور

کفایت شعارانہ طریق سے ہو۔ اور ان میں لکڑی کی کٹائی ایسے بے شعورانہ طریق پر نہ ہو جس سے لکڑی کی مستقل بہم رسانی اور رکھوکھ کی استعداد پیداوار جدید کو نقصان پہنچنے کا احتمال ہو۔

(۴) لیکن جب سرکاری اراضیات کے اردگرد بسنے والے باشندگان اپنی ذاتی اراضیات کی پیداوار میں سے اپنی ضروریات دربارہ چوب عمارتی و سوختنی پورا کرنے سے قاصر رہیں۔ تو ان ضروریات کو پورا کرنے کیلئے لکڑی کاٹنے کے لائسنس زیر قواعد مجریہ زیر دفعہ ۴۸۔ ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۸۷۲ء مذکورہ فقرہ بالا عطا کرنے چاہئیں۔

(۵) صاحب کلکٹر کو حسب اقتضائے رائے خود لائسنسوں اور پٹہ جات میں ایسی شرائط درج کرنی چاہئیں۔ جو ان کے خیال میں اسراف کے انسداد اور بہتر انتظام کی ترقی کے لئے ضروری نظر آئیں۔

(۶) اگر کوئی لائسنس یا پٹہ بذریعہ نیلام دیا جائے۔ تو صاحب کلکٹر کو یہ بات مشتہر کر دینی چاہیئے۔ کہ وہ سب سے زیادہ یا کوئی بولی قبول کرنے کے پابند نہیں ہیں۔

(۷) اس قسم کا پٹہ جس کا پچھلے فقرہ میں مندرجہ قاعدہ نمبر ۵ میں ذکر آیا ہے۔ بلا منظوری صاحب فنانشل کمشنر بہادر ایک سال سے زائد عرصہ کے لئے نہ دیا جائیگا۔

۷۶۹۔ فقرہ ۷۵۶ میں ان فیسوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ جو مغربی پنجاب میں واقعہ وسیع افتادہ اراضیات سرکار میں چرائی مویشیاں پر عائد کی جاتی ہیں۔ ان فیسوں کو اصطلاح میں "ترنی" کہا جاتا ہے۔ قیاسی طور پر ترنی چراگاہوں کے لگان کے مترادف ہے۔ لیکن فی العمل یہ مطالبہ جزوی طور پر بصورت لگان چراگاہ ہے۔ اور جزوی طور پر ان منافعات پر بھی عائد کیا جاتا ہے۔ جو مویشی پالنے کی وجہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ فی الحقیقت اس لفظ سے بعض اوقات وہ معاملہ زمین بھی مراد لیا گیا ہے۔ جو کسی محال کے مالکان بنجر اراضیات دیہہ پر ادا کرتے ہیں۔ سرکاری اراضیات میں مویشی چرائی پر ترنی قواعد مجریہ زیر دفعہ ۴۸۔ ایکٹ نمبر ۴ بابت ۱۸۷۲ء کے مطابق عائد کی جاتی ہے۔ یہ قواعد فقرہ بالا نمبر ۷۶۷ میں مندرج ہیں۔ مغربی حصہ صوبہ میں آبپاشی انہار بڑھنے اور علاقہ جات بارین میں آبادیات قائم

ترنی

ہونے کی وجہ سے اب اس موضوع کی اہمیت بہت کم ہو چکی ہے۔ لیکن انتظام اراضیاتِ پنجاب پر جو کتاب بھی لکھی جائے۔ اس میں اس مسئلہ کی تاریخ کا مختصر خاکہ ہونا لازمی ہے۔

۷۰۔ صوبہ کے جنوب مغربی حصہ میں مویشیان پر تشخیص عائد کرنا مالگذاری جمع کرنے کا ایک بدیہی اور جائز طریق تھا۔ دیوان ساون مل نے ترنی عائد کرنے کا رواج مسلمان فرمانرواؤں سے جن کی جگہ رنجیت سنگھ نے لی۔ ورا ثتاً حاصل کیا تھا۔ اور ہمیں یہ طریق دیوان مذکور سے ورثہ میں ملا۔ دیوان ساون مل کی کافی دانشمندی یہ تھی۔ کہ وہ ترنی کی تحصیل مقامی اقوام کے سرکردہ اشخاص کے ذریعہ کیا کرتا تھا۔ اور ہم نے بھی وہی طریق جاری رکھا۔ اور ان سرکردہ اشخاص کو "صدر ترنی گذاران" کے نام سے موسوم کیا۔ ۱۸۵۳ء میں بورڈ انتظامیہ نے ترنی کی تشخیص عائد کرنے کے بارہ میں قواعد جاری کئے۔ اور ان میں جو شروح قائم کی گئیں وہ مبلغ ۸؏ فی مادہ شتر سے لے کر آدھ آنہ فی بھیڑ یا بکری تک تھیں۔ ان شروح کی ادائیگی سے مویشیان کو سارے ضلع کی افتادہ اراضیات سرکار میں چرنے کی آزادی ہو جاتی تھی۔ ان قواعد کی رو سے اس زمانہ کے قلیل العرصہ بندوبستوں کی میعاد تک مویشیان دیہہ پر تشخیص ترنی روا رکھی گئی۔ اور یہ بھی لحاظ رکھا گیا۔ کہ علاقہ بار کے خانہ بدوش گلہ بانوں پر صدر ترنی گذاران کی گذشتہ ادائیگیوں کی بنا پر تشخیص عائد کی جائے۔

جھنگ، ملتان اور منٹگمری کے علاقہ جات بار میں ترنی

۷۱۔ کرنل ہیملٹن صاحب کمشنر ملتان نے ۱۸۵۵ء میں اس مضمون پر ایک رپورٹ لکھی۔ اور گورنمنٹ نے ۱۸۶۰ء میں صاحب موصوف کے تجویز کردہ قواعد کو پرانی قسمت ہائے ملتان اور لیہ کے لئے منظور فرمایا[۱]۔ اس وقت جو طریق قائم کیا گیا۔ وہ یہ تھا۔ کہ سرکاری عمال نمبرداران دیہہ اور صدر ترنی گذاران کی امداد سے مطالبہ براہِ راست وصول کیا کرتے تھے۔ اور اس مطالبہ میں مویشیان کے اعداد و شمار کے مطابق سالانہ کمی بیشی ہوتی رہتی تھی۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ سالانہ مویشی شماری ایک ناممکن فعل تھا۔ لیکن ہر موضع اور بار میں شتر بانوں

قواعد مجریہ ۱۸۶۰ء۔ سالانہ پٹہ جات کا طریق

[۱] بارکلے صاحب کے غیر آئینی قوانین پنجاب کے صفحات ۳۲۱ لغایت ۳۲۶ ملاحظہ کرو۔

کا ہر گروہ ایک چھوٹے اور کم تنخواہ عملہ ترنی یا اہلکاران تحصیل سے رپورٹ کروا کر عائد شدہ تشخیص سال بہ سال ترامیم کرا سکتا تھا۔ یوں تو ہر موقع کے باشندگان یہ ارادہ ظاہر کر کے کہ وہ اپنے مویشی محض اپنی اراضیات دیہہ کے اندر چرائیں گے۔ ترنی ادا کرنے سے معافی حاصل کر سکتے تھے۔ لیکن اگر اراضیات سرکار میں ایک مویشی بھی چرتا ہوا نظر آجاتا تھا۔ تو تمام جمہور دیہہ ذمہ وار قرار دیئے جاتے تھے۔ عملی طور پر شاذ و نادر ہی کسی موضع کو "انکاری" ہونے دیا جاتا تھا۔ ورنہ تمام انتظام درہم برہم ہو جاتا۔ کسی ترنی گذار گاؤں کے مویشی حدود ضلع کے اندر واقعہ اراضیات سرکار کے ہر حصہ میں چر سکتے تھے۔

۲۷۷۔ مذکورہ بالا طریق کے خلاف مندرجہ ذیل اعتراضات اٹھائے گئے۔ کہ اس طریق سے عملہ میں بہت بد دیانتی پھیلتی ہے۔ کہ اس طریق سے اتنی آمدنی پیدا نہیں ہوتی۔ جتنی کہ افتادہ اراضیات کو بڑے بڑے قطعات میں منقسم کر کے اور ان قطعات میں فیس ہائے چرائی وصول کرنے کا حق اجارہ داروں کو ٹھیکہ پر دینے سے حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہ کہ اس طریق سے گلہ بان اقوام کو تمام ضلع میں بلا روک ٹوک گھومنے کی اجازت ہے۔ اور اس وجہ سے ان کی جرائم پیشہ عادات نشو و نما پاتی ہیں۔ اور انہیں ایک جگہ جم کر زراعتی مشاغل میں پڑنے سے نفرت پیدا ہوتی ہے۔ بنا بریں تقریباً ۱۸۷۰ء میں طریق چک بندی اختیار کرنے کے متعلق احکام جاری کئے گئے۔ یعنی ہر چک یا بالفاظ دیگر افتادہ اراضیات سرکار کا ہر قطعہ سال بسال اجارہ دار کو ٹھیکہ پر دیا جائے۔ اور یہ کہ ایک قطعہ کے علاوہ دیگر قطعات میں چرنے والے مویشیوں کو ہر دوسرے چک کے ٹھیکیدار کو پوری فیس چرائی ادا کرنی لازم تھی۔ ضلع منٹگمری میں گلہ بان اقوام نے اس طریق چک بندی کی بڑی شد و مد سے مخالفت کی۔ لیکن جب انہوں نے یہ دیکھا۔ کہ ان کی بجائے باشندگان غیر لائے جائیں گے۔ تو وہ دب گئے۔ اور ابتداءً اقوام مالکان اراضی کے سرگروہوں کو ہی اکثر پٹہ جات دیئے گئے۔ بالآخر تمام یا بیشتر ٹھیکہ جات اسی پر روپیہ لگانے والے ایک ٹھیکیدار کے ہاتھوں میں جمع کئے گئے۔ اور اس ٹھیکیدار کو وصولی کرنے میں امداد دینا تمام عملہ ضلع کا فرض تھا۔ ۱۸۷۹ء میں یہ طریق عام نامقبولیت کی وجہ سے

طریق چک بندی

ٹوٹ گیا۔ اور سالانہ دیہاتی پٹہ جات کا پُرانا طریق دوبارہ جاری کیا گیا جس میں ایک رقم ادا کرنے پر تمام ضلع میں چرائی کا حق حاصل ہو جاتا تھا"۔ تو یر آمد" مویشیاں یعنی جو براے چرائی دوسرے ضلع سے لائے جائیں۔ پر مقررہ شرح کے مطابق ترنی وصول کرنے کا حق بدستور سابق ٹھیکہ پر دیا جاتا رہا۔ ضلع جھنگ میں بیرونی اجارہ داروں کو لانے سے اجتناب کیا گیا۔ کیونکہ اس وجہ سے ضلع منٹگمری میں بہت شکایت پیدا ہوئی تھی۔ مسٹر سٹیڈمین صاحب مہتمم بندوبست نے اس ضلع میں رائج طریق کا نقشہ بالفاظ ذیل کھینچا:۔

"بار کی افتادہ اراضیات قابل چرائی چکوک میں منقسم ہے۔ ان چکوک میں ترنی وصول کرنے کا حق تام تہا دنیلامی کے ذریعہ سال بسال دیا جاتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ تقریباً تمامتر اجارہ دار ہمیشہ وہی بااثر زمیندار ان ہوتے ہیں۔ جو چکوک کے آس پاس رہائش رکھتے ہیں۔ اور جن کی رقم ٹھیکہ صاحب ڈپٹی کمشنر مقرر کرتے ہیں۔ ....ضلع کے تمام دیہات یا ترنی گذار (یا ادا کرنے والے) غیر ترنی گذار ہیں۔ اول الذکر دیہات کی بابت یہ فرض کر لیا جاتا ہے۔ کہ تمام مویشی سرکاری بار میں چرتے ہیں۔ اور بنا بریں گاؤں میں موجود ہر راس مویشی پر شرح عائد کی جاتی ہے۔ اور انہیں ایک یا دیگر خاص چک جس میں چرنے کے وہ عادی ہوں دے دیا جاتا ہے۔ دو چکوک کی حد فاصل کے نزدیک رہنے والے بعض چند مویشیوں کو صرف ایک فیس کی ادائیگی پر دو تو چکوک میں چرنے کی اجازت دی گئی ہے لیکن قاعدہ کلیہ یہی ہے۔ کہ ایک فیس ادا کرنے پر مویشی صرف ایک چک میں جو اس گاؤں کے حصہ آیا ہو چر سکتے ہیں .... فیسوں کی وصولی کلیتہً اجارہ دار پر چھوڑ دی گئی ہے"۔

"غیر ترنی گذار دیہات وہ دیہات ہیں۔ جن کو کوئی چک نہیں دیا گیا۔ اور جن کی بابت یہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کہ ان کے مویشی سرکاری بار میں نہیں چرتے۔ اگر وہ سرکاری بار میں چریں۔ تو ان پر تعزیری شرح یعنی عام شرح کی تین یا چار گنا عاید ہو سکتی ہیں۔ لیکن فی العمل یہ تعزیری شروح کبھی عائد نہیں کی جاتیں۔ کیونکہ اجارہ دار اسبات کا مشتاق رہتا ہے۔ کہ ایسے اور دیگر لوگ اس کے چک کی طرف رغبت

کریں۔ بلکہ انہیں اشتیاق دلانے کی غرض سے وہ کم شرح لینے پر بھی آمادہ ہو جاتا ہے۔ خانہ بدوش چرواہے جو گلوں کے مالک تو ہیں۔ لیکن جن کا یا رہیں کوئی گاؤں نہیں۔ وہ کسی چک سے منسلک ہو جاتے ہیں۔ اور انہیں اس چک سے ویسا ہی تعلق ہوتا ہے۔ جیسا ترنی گذار دیہات کو۔ اپنے چکوک کے متعلق مشخصہ دیہات کے ہر مویشی کی بابت پوری ترنی وصول کرنا۔ اور اپنے چکوک میں اجنبی اشخاص کے چرنے والے مویشیان کی بابت جو ترنی گذار یا مبرا از ترنی دیہات واقعہ ضلع خود یا غیر کی ملکیت ہوں۔ ترنی وصول کرنا چکداروں کا کام ہے۔ مؤخر الذکر وصولیابات ترنی کو "نو پر آمد" کہا جاتا ہے۔

پنجسالہ پٹہ جات کا طریق

۷۷۳۔ چک بندی کا طریق ملتان کے بالکل ناموافق تھا۔ کیونکہ اس ضلع میں بارش بہت کم اور غیر متیقن ہے۔ ممکن ہے۔ کہ افتادہ اراضی کا کوئی چک جو کسی گاؤں کے حصہ میں آئے۔ کسی سال بالکل ہی بنجر پڑا رہے۔ اور چرائی کی غرض سے مویشیوں کو ضلع کے دوسرے سرے پر لے جانا پڑے۔ اس وجہ سے مذکورہ بالا طریق رائج کرنے کی کوشش سرے سے ہی ساقط ہو گئی۔ مسٹر روصاحب نے بہ حیثیت مہتمم بندوبست ملتان تجویز کی۔ کہ تشخیص ہائے دیہات سال بسال ہونے کی بجائے پنجسالہ ہونی چاہئیں۔ اس تجویز کے چار سال بعد جب صاحب موصوف ضلع ملتان کے ڈپٹی کمشنر تھے۔ تو انہوں نے بمنظوری صاحب فنانشل کمشنر بہادر اپنی تجویز کو عملی جامہ پہنایا۔ اس طریق سے ماتحتوں کے استحصالات بالجبر اور بد دیانتیاں بہت حد تک کم ہو گئیں۔ اور بعد میں یہی اصلاح اضلاع جھنگ اور منٹگمری میں بھی رائج کی گئی۔ یہ طریق اب تک جاری ہے۔ لیکن جھنگ بالہ اور منٹگمری کے اس حصہ میں جو دریائے راوی کے غرب میں واقع ہے معاملہ ترنی اب بہت کم وقعت رکھتا ہے[1]۔ قواعد مندرجہ فقرہ ۷۶۷ میں سے قواعد ۱۰ الغایت ۱۵ پنجسالہ تشخیص ترنی کے طریق کے متعلق ہیں۔

تھل میں ترنی

۷۷۴۔ تھل کا ذکر فقرہ نمبر ۷۵۷ میں آچکا ہے۔ اب یہ چار اضلاع میں شامل ہے۔ اس کا بیشتر حصہ ضلع میانوالی کی تحصیل ہائے میانوالی

---

[1] تجاویز صیغہ مال نمبری ۱۱ الغایت ۱۶ بابت ماہ اپریل ۱۹۰۵ء۔

بھکر اور لیہ میں واقع ہے۔ شمال مغربی سرحدی صوبہ بننے سے پہلے تحصیل میانوالی ضلع بنوں اور باقی دو تحصیلیں ضلع ڈیرہ اسماعیل خان میں شامل تھیں۔ تھل کا باقیماندہ حصہ شاہ پور کی تحصیل خوشاب اور مظفر گڑھ کی تحصیل سناواں اور ضلع جھنگ کے اس حصہ میں جو دریائے جہلم کے غرب میں ہے واقع ہے۔ ضلع بنوں کی رپورٹ بندوبست میں مسٹر تھاربرن صاحب نے ترنی کا حال قبل از بندوبست قانونی ۷۲-۱۸۷۱ء تحصیل میانوالی تحریر کیا ہے اور یہ احوال تحصیل ہائے لیہ اور بھکر پر بھی صادق آتا ہے۔ "بوقتِ الحاق جہاں جہاں آبادیات پائی گئیں۔ وہاں مویشی شماری کر کے ترنی عائد کی گئی۔ جس کی ادائیگی کے بعد چرواہوں کو بلا لحاظ سکونت تمام تھل میں چرائی کا حق حاصل ہو جاتا تھا.......... یا بالفاظ دیگر ترنی ایک قسم کا ٹیکس تھا جو فی راس مویشی پر عائد کیا جاتا تھا........ چونکہ گلہ بان قدرے خانہ بدوش ہوتے ہیں۔ اور دیائے مویشیاں........ بعض اوقات بہت مہلک ہوتی ہے۔ اس لئے ہر موقع پر بندوبستی تشخیص سال بسال عائد کرنے سے عائد کی ٹیکس میں بہت زیادہ عدم مساوات رہتا تھا"۔[1] اوپر بیان کیا جا چکا ہے (فقرہ ۷۵) کہ لق و دق تھل کا بیشتر حصہ جو بھیڑ بکریوں اور اونٹوں کی چرائی کے لئے خاص طور پر موزون ہے۔ ابتدائی قانونی بندوبست میں اراضیات دیہہ میں شامل کیا گیا تھا۔ لیہ اور بھکر کے علاقوں میں اراضیات تھل اندرون حدود دیہہ پر مستقل ترنی عائد کی گئی تھی۔ لیکن اونٹوں کی نسبت جن کے چرنے کے لئے وسیع رقبہ جات ضروری ہیں۔ یہ فیصلہ کیا گیا تھا۔ کہ ان کو خارج از تشخیص رکھا جائے۔ اور انہیں تھل میں واقع ہر گاؤں میں چرنے کی بلا روک ٹوک اجازت ہو۔ اس فیصلے کی مزید ضرورت اس وجہ سے بھی لاحق ہوئی۔ کہ افغانستان سے آنے والے پونڈہ سوداگروں کے اونٹ جن کی نسبت حدود مملکت برطانیہ میں داخل ہوتے ہی ترنی ادا کی جاتی ہے۔ تھل میں سے گزرتے ہیں۔ دیہات تھل کے مملوکہ شتروں پر جو ٹیکس لگایا جاتا ہے۔ ٹھیکیداران کو اجارہ دیا جاتا ہے۔ اور اس غرض کے لئے دیہات کے مختلف ڈگ یا چک بنا لئے

---

[1] رپورٹ بندوبست بنوں مرتبہ مسٹر تھاربرن صاحب کے فقرات ۲۰۲ و ۳۰۰ ۔

جاتے ہیں۔ اجارہ دار اونٹوں کے مالکوں سے شروح مقررکردہ سرکار کے مطابق ترنی وصول کرتے ہیں۔ اراضیات دیہہ میں چرنے والے پونڈہ اونٹوں کی بابت کوئی رقم ادا نہیں کرنی پڑتی۔ سرکاری رکھ و کھ سالانہ پٹہ پر عموماً ملحقہ دیہات کے نمبرداروں کو دی جاتی ہیں۔ جو ان رکھوں میں چرنے والے ہر قسم کے چرائی مویشیاں بشمول شتراں کی بابت مقررہ فیس وصول کرتے ہیں۔ خواہ ایسے جانور باشندگان دیہہ یا اجنبیاں کی ملکیت ہوں۔ چنانچہ رکھوں میں چرنے والے پونڈہ اونٹوں پر بھی فیس لگائی جاتی ہے[151] ضلع بنوں کی تحصیل میانوالی کے قانونی بندوبست میں بھی یہی طریق اختیار کیا گیا۔ لیکن اتنا فرق رکھا گیا۔ کہ بلا رضامندی مالکان بنجر اراضیات دیہہ میں پونڈہ شتران چر نہ سکتے تھے۔ اور سرکاری رکھوں میں پونڈہ اونٹوں کی بابت نصف شرح فیس ادا کرنی پڑتی تھی[152] ضلع شاہ پور کی تحصیل خوشاب میں افتادہ سرکاری اراضی پینتالیس چکوں میں منقسم کی گئی ہے۔ یہ چکوک مناسب جمع پر جو صاحب ڈپٹی کمشنر مقرر کرتے ہیں۔ سال بسال ملحقہ دیہات کے نمبرداروں کو پٹہ پر دئے جاتے ہیں۔ اور فیس ترنی بھی جو ٹھیکہ داران وصول کرنے کے مجاز ہیں مقرر کردی جاتی ہے[153] حصہ تھل واقع ضلع جھنگ کی افتادہ اراضیات سرکار بھی سالانہ پٹہ پر دی جاتی ہیں۔ وہاں کوئی علیحدہ ترنی شتراں نہیں ہے[154] ضلع مظفر گڑھ میں بھی اراضیات دیہہ پر مستقل جمع ترنی عائد کرنے اور سرکاری رکھ و کھ کو ٹھیکہ پر دینے کا طریق اختیار کیا گیا۔ اور ایکٹ قوانین پنجاب نمبر ۴ بابت ۱۸۷۲ء کی دفعہ ۴۸ کے تحت خاص قواعد وضع کئے گئے۔ جو کئی سال بعد جاری شدہ عام قواعد کے قواعد نمبر ۳ تا ۹۔ اور ۱۷ کے تقریباً برابر ہیں[155]۔

[151] مسٹر ٹکر صاحب کی رپورٹ بندوبست ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کے فقرات ۵۳۴ لغایت ۵۳۸ اور مسٹر ہیلی کی رپورٹ تشخیص تھل کا فقرہ نمبر ۷۲۔

[152] مسٹر تھاربرن کی رپورٹ بندوبست بنوں کا فقرہ نمبر ۲۰۲۔

[153] مسٹر ولسن کی رپورٹ تشخیص خوشاب کا فقرہ نمبر ۹۴۔

[154] مسٹر سٹیڈمین کی رپورٹ بندوبست جھنگ کا فقرہ ۲۱۹۔

[155] اشتہار نمبری ۹۴۱ مؤرخہ ۲۱ مارچ ۱۸۸۲ء۔ فقرہ ۷۶۷ میں دئے ہوئے عام قواعد ضلع مظفر گڑھ میں بھی نافذ ہیں۔

شاہ پور اور لاہور میں ترقی

۷۷۵۔ شاہ پور اور لاہور کے اضلاع میں جہاں علاقہ بار کی سرکاری اراضیات آبادیوں میں واقعہ متوسط رقبہ کی رکھوں مشتمل ہیں۔ دستور چلا آیا ہے۔ کہ ہر رکھ کا ٹھیکہ چرائی جدا جدا دیا جاتا ہے۔ صحیح حکمت عملی کا تقاضا ہے۔ کہ ایسے ٹھیکہ جات ملحقہ مواضعات کو دیئے جائیں۔ بشرطیکہ مناسب رقم پیش کی جائے۔ شاہ پور اور لاہور کے علاقہ جات بار اور تھل کی ترقی میں کوئی اصلی تفاوت نہیں۔ اصلیت یہ ہے کہ علاقہ تھل میں اسی دستور کا اتباع کیا گیا ہے۔ جو اول الذکر علاقہ جات میں رائج تھا۔[1] لوئر جہلم نہر نکلنے کی وجہ سے شاہ پور بار کو بلحاظ چرائی اب پہلی اہمیت نہیں رہی۔

انتظام جنگلات کی حکمت عملی قرارداد نمبر ۲۲ الیف مورخہ ۱۹۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء میں مقرر کی گئی

۷۷۶۔ اس فصل کا اختتام اس قرارداد پر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے جو حکومت ہند نے اپنی قرارداد مجریہ ۱۸۹۴ء میں دربارہ حکمت عملی انتظام جنگلات مقرر کیا۔ بجا طور پر یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے۔ کہ اس قرارداد کے شائع ہونے سے پہلے بھی حکومت پنجاب انہیں اصولوں پر کاربند تھی۔ جو اس قرارداد میں شائع کئے گئے۔ لیکن صاحبان ڈپٹی کمشنر کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ ایسے امور کے متعلق استصواب رائے کریں۔ جو ان اصولوں کے مفہوم کے متضاد معلوم ہوں۔

۱۔ ڈاکٹر واکر نے اپنی رپورٹ دربارہ ترقی زراعت ہند کی آٹھویں فصل میں اس موضوع کی اہمیت پر بالتفصیل زور دیا ہے۔ کہ محکمہ جنگلات کی حکمت عملی ایسی ہونی چاہیئے۔ جس سے زراعتی اغراض کو بہ نسبت موجودہ براہ راست زیادہ فائدہ پہنچے۔ اور ۱۸۸۲ء کی رپورٹ دربارہ انتظام جنگلات پر تبصرہ کرتے ہوئے انسپکٹر جنرل محکمہ جنگلات نے ان اصولوں پر بوضاحت بحث کی ہے۔ جو برطانوی ہند کے سرکاری جنگلات کے انتظام میں مدِنظر ہونے چاہئیں۔ انسپکٹر جنرل موصوف کے اصولوں سے عمومی اتفاق رائے کرتے ہوئے حکومت ہند کا یہ خیال ہے۔ کہ اس بارہ میں اپنی اس عام حکمت عملی کا اظہار

[1] مسٹر ٹکر کی رپورٹ بندوبست ضلع ڈیرہ اسماعیل خاں کے فقرات ۵۲۵ و ۵۲۶۔

کر دے۔ جس کا اتباع کرانا حکومت ہند کا منشا ہے۔ اس اظہار کی زیادہ ضرورت اس وجہ سے بھی لاحق ہوئی ہے۔ کہ حال ہی میں بعض ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں۔ جن سے حکومت ہند نے رائے قائم کی ہے کہ ان کی حکمت عملی پوری طرح سے سمجھی نہیں گئی۔ اور کہ اس میں بعض غلط فہمیاں ہیں۔

انتظام جنگلات کی غرض محض مفاد عامہ ہے

۲- سرکاری جنگلات کے انتظام کی واحد غرض مفاد عامہ ہی ہے۔ بعض صورتوں میں فائدہ تمام ٹیکس گذاران کو من حیث القوم اور دیگر صورتوں میں صرف اس علاقہ کے لوگوں کو پہنچتا ہے۔ جہاں جنگل واقع ہو۔ لیکن تقریباً جملہ صورتوں میں ہر جنگل کا قیام و انتظام اردگرد کے باشندگان کے ایسے حقوق و مراعات کو کم و بیش درجہ تک ضرور منضبط یا مقید کرتا ہے۔ جو انہیں اس جنگل کے استعمال (برتن) کے بارہ میں حاصل ہوں۔ ایسا انضباط یا پابندی صرف تب ہی جائز ہے۔ جب کافی زیادہ مفاد عامہ کی توقع ہو۔ اور سب سے افضل اصول یہ مدنظر ہونا چاہیئے۔ کہ لوگوں کے حقوق و مراعات ان کے ذاتی مفاد کے علاوہ صرف اسی حد تک منضبط و محدود کئے جانے چاہئیں۔ جو مفاد عامہ کے حصول کیلئے لابدی ہوں۔

جنگلات کی اقسام

۳- ہندوستان کے جنگلات کی جو ملکیت سرکار ہیں۔ مفصلہ ذیل اقسام ہو سکتی ہیں:-

(الف) جنگلات جن کی حفاظت موسمی یا طبعی حالات کے باعث ضروری ہے۔

(ب) جنگلات جن سے تجارتی اغراض کے لئے قیمتی چوب عمارتی بہم پہنچتی ہے۔

(ج) چھوٹے جنگلات۔

(د) چراگاہیں۔

یہ ہرگز مقصود نہیں کہ موجودہ سرکاری جنگلات کو مندرجہ بالا چار اقسام میں سے کسی نہ کسی قسم میں لانے کی کوشش کی جائے۔ بعض جنگلات دو اقسام کے بین بین ہو سکتے ہیں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک ہی جنگل کے مختلف حصص جداگانہ اقسام کے تحت آئیں۔ مندرجہ بالا اقسام مقرر کرنے کا صرف اتنا ہی فائدہ ہے۔ کہ ہر علیحدہ

قسم کے بارہ میں جو وسیع حکمت عملی اختیار کرنی لازمی ہے۔ اس کا اظہار کیا جا سکے۔ اور اس حکمت عملی پر عمل پیرا ہونے میں مقامی حالات پر پورا پورا غور ہونا چاہیئے۔

(الف) جنگلات جن کی حفاظت ضروری ہے

۴۔ قسم اول کے جنگلات عام طور پر پہاڑیوں کی ڈھلانوں پر پائے جاتے ہیں۔ وہاں ضروری ہے۔ کہ دامن کوہ میں واقعہ مزروعہ میدانی علاقوں کو پہاڑی نالوں کے تباہ کن عمل سے بچانے کے لئے موجودہ نباتات کو محفوظ رکھا جائے۔ اور مزید روئیدگی کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ایسی حالتوں میں جن حقوق و فوائد کی نگہداشت مدنظر ہوتی ہے۔ وہ اس قدر اہم ہوتے ہیں۔ کہ اُن کا ان حقوق و فوائد سے موازنہ کرنا جنہیں محدود کرنا مقصود ہوتا ہے۔ عبث ہے۔ اور جب مناسب توقع ہو کہ قیود عائد کرنے سے اچھے اثرات منتج ہونگے تو کمتر درجہ کے حقوق کو راستہ میں حائل رہنے نہ دینا چاہیئے۔

(ب) چوب عمارتی کے بڑے جنگلات ان کا انتظام تجارتی اصولوں پر ہونا چاہیئے لیکن شرط یہ ہے۔ کہ اردگرد کے باشندوں کی ضروریات مہیا کی جائیں

۵۔ سرکاری جنگلات کی قسم دوم میں وہ وسیع علاقہ جات شامل ہیں۔ جہاں سے ہمیں زیادہ قیمتی چوب عمارتی مثلاً ساگوان سال، دیودار وغیرہ قسم کی پہنچتی ہے۔ ایسے علاقہ جات عموماً (اگرچہ ہمیشہ نہیں) زیادہ تر پہاڑی علاقہ جات ہوتے ہیں۔ جن پر حقوق استعمال کا بار بہت کم ہوتا ہے۔ اور جب یہ صورت ہو تو ان کا انتظام تجارتی اصولوں پر اس طرح ہونا چاہیئے۔ گویا کہ وہ جنگلات سرکار کی قیمتی جائداد اور ذریعہ آمدنی ہیں۔ تاہم ان صورتوں میں بھی اکثر پایا گیا ہے۔ کہ جنگلات کے حواشی پر حقوق استعمال کا رواج عموماً پیدا ہو جاتا ہے۔ اور ان حقوق استعمال کا قیام فائدہ اُٹھانے والے لوگوں کی مرفہ الحالی کے لئے عموماً ضروری ہوتا ہے۔ اور چونکہ ان حقوق کی حدود استعمال بمقابلہ رقبہ زیر جنگلات زیادہ محدود ہوتی ہیں۔ اس لئے ان حقوق کو کلہم جاری رہنے دینا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ جنگلات کے کناروں پر رہنے والے لوگوں کی ضروریات زیادہ تر یہی ہوتی ہیں۔ کہ انہیں تھوڑی بہت چوب عمارتی۔ ہیزم سوختنی۔ کھاد اور چارہ کے لئے پتے۔ باڑوں کے لئے خاردار جھاڑیاں۔ مویشیوں کے لئے

چراند اور گھاس اور اپنے استعمال کے لئے قابل خوردنی پہاڑی پھل پھول ملتے رہیں۔ ان حوائج کو بآسانی پورا کرنے کی غرض سے لوگوں کو ہر ممکن آسائش دی جانی چاہیئے۔ اور اگر مفت نہیں (مثلاً جہاں کہ کٹائی درختان کا باقاعدہ طریق جاری کیا گیا ہو) تو کم شرح پر نہ کہ مقابلتی شرح پر یہ آسائشیں ملنی چاہئیں۔ یہ بخوبی سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ جنگل کی آمدنی کو ان حوائج کے پورا کرنے پر مقدم نہ سمجھنا چاہیئے؛

جائز طور پر یقین کیا جاتا ہے۔ کہ قیمتی چوب عمارتی اُگانے کے لئے جتنا رقبہ ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ اس کے اندازہ میں مبالغہ کیا گیا ہے۔ اور یہ کہ بعض علاقہ جات کا جو اس غرض کے لئے بند رکھے گئے ہیں۔ ایسا اچھا انتظام ہو سکتا تھا۔ جس سے رعایا اور سرکار دونوں کو فائدہ پہنچ سکتا تھا۔ بشرطیکہ محکمہ جنگلات کی کوششیں اس طرف مبذول کی جاتیں۔ کہ وہ کثیر التعداد زراعت پیشہ اور عوام الناس کو ان کی معمولی ضروریات کے مطابق چوب عمارتی مہیا کرنے کو چند سوداگروں کی زیادہ ضروریات پورا کرنے سے اولیٰ اور بہتر سمجھیں۔ جن علاقوں میں بڑی چوب عمارتی پیدا ہونے کے خاص موزون اسباب موجود ہوں۔ وہاں بھی اس امر پر باحتیاط غور کرنا ضروری ہے۔ کہ آیا اغراض عامہ اور مالیات کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ ان جنگلات کا انتظام اس غرض سے کیا جائے۔ کہ عوام الناس اور بالخصوص زراعت پیشہ لوگوں کی ضروریات کو پورا کیا جائے؛

۶- یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بپابندی بعض شرائط جن کا ابھی ذکر آئے گا۔ جنگلات کو زراعت کے لئے کھولنا | ضروریات زراعت کو ضروریات حفاظت جنگلات پر مقدم تصور کرنا چاہیئے۔ زرعی اراضی پر آبادی کا بوجھ منجملہ ان وسیع مشکلات سے ہے۔ جن سے اس وقت ہندوستان کا سامنا ہے ولہذا زمین کا ایسا استعمال عموماً قابل ترجیح ہے۔ جس سے بلحاظ رقبہ جات قابل زراعت زیادہ سے زیادہ نفوس کی پرورش ہو سکے۔ بنا بریں اگر کسی جگہ قابل زراعت رقبہ کے لئے جائز و پُر زور مطالبہ پیدا ہو۔ تو ایسی زمین چھوڑنے میں کوئی تامل نہ ہونا چاہیئے۔ اور اگر یہ اصول جنگلات زیر بحث میں سے زیادہ قیمتی قسم پر حاوی ہے۔ تو بدرجہ اولیٰ یہ ان کم قیمتی

اقسام پر بھی اطلاق پذیر ہے۔ جن کا ذکر نیچے آئیگا۔ جب زراعت مستقل ہو جائے۔ تو نئے بندوبست شدہ رقبہ جنگل کو کھول دینا زیادہ موزوں ہو گا۔ لیکن یہ بخوبی یاد رہے۔ کہ ایکٹ جنگل یا قواعد یا احکام نافذ الوقت میں اب کوئی ایسی شرائط نہیں۔ جن کی رو سے مقامی حکومتیں اپنی اقتضائے رائے کے مطابق جنگلات کو خواہ وہ محفوظ جنگلات ہی کیوں نہ ہوں اغراضِ زراعت کے لئے استعمال کرنے میں اس امر کی پابند ہوں۔ کہ وہ اسبارہ میں حکومت ہند سے استصواب کیا کریں (تاہم حکومت ہند کے انضباط کی پابندی لازمی رہے گی)۔

کن شرائط پر زراعت کی اجازت دینی چاہیئے۔

۷۔ فقرہ بالا میں مذکورہ اصول پر عملدرآمد کرنے میں جن شرائط کی پابندی کرنی چاہیئے۔ ان میں سے بعض کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ ان کی غرض و غایت یہ ہے۔ کہ رقبہ جنگلات کے استفادہ سے کثیر التعداد جمہور کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ شرطِ اول یہ ہونی چاہیئے۔ کہ گراں بہا جنگل میں اِکا دُکا چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو زیر کاشت لانے کی اجازت نہ دی جائے۔ کیونکہ ایسی کاشتکاری کا مدعا صرف یہی ہوتا ہے۔ کہ کافی اچھی زمین کے بڑے قطعات کی بجائے بہتر حیثیت کی اراضی کے چھوٹے ٹکڑوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔ ایسی کاشتکاری کی اجازت دینے سے باقی رقبہ جنگل کی مناسب حفاظت تقریباً ناممکن ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح سے نقصان بہ نسبت منافع زیادہ ہوتا ہے۔ شرط دوم یہ ہونی چاہیئے۔ کہ زراعت مستقل طور پر ہو۔ جہاں حالاتِ طبعی ایسے ہوں۔ کہ پیداوار جنگل کی حفاظت اُٹھ جانے سے طویل یا قلیل مدت کے بعد زمین کا بنجر یا تباہ ہو جانا ناگزیر ہے۔ تو ایسی صورت میں اس قرارداد کے فقرہ چہارم میں مذکور اصولوں کا اطلاق ہو گا۔ اسی طرح سائر زراعت کا طریق جس کی وجہ سے پیداوار جنگل کا وسیع رقبہ تھوڑے سے رقبہ کو زیر اجناس لانے کی غرض سے برہنہ کر دیا جاتا ہے۔ جمہور کو بلحاظ منافعہ زیادہ مہنگا پڑتا ہے۔ پس ایسے طریق کی اجازت بپابندی مناسب انضباط صرف تب ہی دینی چاہیئے۔ جب پہاڑی اقوام اپنی قوتِ لایموت کے لئے اسی طریق زراعت کے محتاج ہوں۔ تیسری بات یہ ہے۔ کہ کاشتکاری محض برائے نام نہ ہو۔ اور گلہ بان یا نصف

چرواہوں کے دیہات قائم کرنے کا بہانہ نہ ہو۔ کیونکہ ایسی صورت میں بھی جنگل کو جو نقصان پہنچتا ہے۔ وہ بہ نسبت فائدہ اشخاص بہت زیادہ ہے۔ اور چوتھے اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ کاشتکاری اس حد تک بڑھنے نہ پائے۔ کہ جنگل کا وہ اقل رقبہ بھی گھٹنا شروع ہو جائے۔ جو ملک کی عام جنگلاتی ضروریات کو بہم پہنچانے یا ارد گرد کے باشندگان کی متناسب حاجات حال و مستقبل کو پورا کرنے کے لئے لازماً درکار ہو۔ کئی علاقوں میں جنگلات کی امداد کے بغیر زراعت عملاً تقریباً ناممکن ہے اس لئے وہاں زراعت کے ذریعہ سے وہ اشیاء ضائع نہ ہونے دینی چاہئیں۔ جن کی ہستی پر اس کا اپنا دارومدار ہے ؛

جنگلات چوب عمارتی میں حقوق استعمال (یزنی) کا رواج

۸۔ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ کہ جنگلات زیر غور اگرچہ ہمیشہ نہیں۔ لیکن عموماً حقوق استعمال سے بری ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے۔ کہ جنگلات مستقل دیہات اور زرعی اراضیات سے اس قدر خلط ملط ہوتے ہیں۔ کہ رواجی حقوق و مراعات کی وجہ سے ان جنگلات کو ذریعہ آمدن بنانے کا انتظام نہیں ہو سکتا۔ ایسی صورتوں میں اس قرارداد کے فقرہ نمبر ۵ کے اختتام میں مندرجہ اصولوں کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ اور آمدنی کے خیال کو مقامی ضروریات کی پوری بہم رسانی سے مؤخر سمجھنا چاہیئے ؛

جنگل کی حفاظت کے لئے یا اس سے بہتر استفادہ کے لئے جو پابندیاں لازم ہوں ضرور عائد کرنی چاہئیں۔ لیکن متناسب مقامی ضروریات پر محض مالیات سرکار میں اضافہ کرنے کی غرض سے کوئی قیود نہ لگائی جائیں ؛

(ج) چھوٹے جنگلات سے زیادہ تر مقامی ضروریات پوری کرنی چاہئیں

۹۔ تیسری قسم جنگلات میں وہ علاقہ جات شامل ہیں۔ جو اگرچہ صحیح طور پر جنگلات کہلا سکتے ہیں۔ لیکن یا تو ان میں صرف گھٹیا درجہ کی چوب عمارتی پیدا ہوتی ہے۔ یا بڑھیا درجہ کی عمارتی لکڑی کی پیداوار تھوڑی ہے۔ بعض صورتوں میں کارخانوں اور ریلوں اور اسی طرح کے کاموں میں بالن کی بہم رسانی اس قدر وقعت رکھتی ہے۔ کہ ایسے جنگلات کو قسم دوئم میں شمار کرنا زیادہ موزون ہے۔ اور ان کا انتظام تجارتی اصولوں پر کرنا

چاہیئے۔ لیکن یہاں صرف وہ جنگلات زیر غور ہیں۔ جن سے زیادہ تر یہی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ کہ ان سے مقامی ضروریات بالن۔ چارہ اور چرائی پوری ہوتی ہیں۔ ایسے جنگلات کا انتظام زیادہ تر اس علاقہ کی آبادی کے مفاد کے لئے کرنا چاہیئے۔ جو اس ذخیرہ سے اپنی ضروریات جنگل بہم پہنچاتے ہوں۔ پہلا نصب العین یہ ہونا چاہیئے۔ کہ لکڑی اور گھاس کو تباہی سے بچایا جائے۔ کیونکہ حقوق استعمال کا عمل ایسا نہیں ہونا چاہیئے جس سے معمول (یعنی جس پر عمل کیا جائے) نیست و نابود ہو جائے۔ اور لوگ اپنی ناعاقبت اندیشی کے نتائج سے محفوظ رہیں۔ دوسرا مدعا یہ ہونا چاہیئے۔ کہ جنگلات کی پیداوار سے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اور آسائش پہنچے۔ لہٰذا آمدنی کی جملہ اغراض ان ہر دو اغراض کے تابع رہنی چاہئیں۔

۱۰۔ مذکورہ بالا اشارات سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ ان وسیع رقبہ جات کی [لیکن آمدنی سے بالکل دستبردار نہیں ہونا چاہیئے] جو زیادہ تر بوجہ بالن اور چارہ مفید ہیں۔ تمام آمدنی سے حکومت ہند دستبردار ہونا چاہتی ہے۔ حالات میں امتیاز کرنا ضروری ہے۔ اگر رقبہ زیر غور ہی صرف ایسا رقبہ ہے جہاں سے اردگرد یا اس رقبہ میں آباد دیہات کی ضروریات چارہ و بالن پوری ہوتی ہیں۔ تو ایسی صورت میں باشندگان دیہات کی ضروریات کو افضل سمجھنا چاہیئے۔ اور ان کی حاجات از حد متوسط شروح پر پوری ہونے دی جائیں۔ اور ان کی حاجت روائی میں حتی الامکان کوئی براہِ راست سرکاری مداخلت نہ ہونی چاہیئے۔ لیکن جہاں باشندگان علاقہ اپنی مزروعہ اراضیات سے ملحقہ چراگاہوں کے مالک و ناظم ہوں اور جہاں اراضیات سرکار محض ایسی چراگاہوں کی کمی پورا کرنے کے لئے ہوں۔ اور جہاں خانہ بدوش گڈریا آبادی یا تبدیل موسم کے ساتھ ایک حصہ ملک سے دوسرے حصہ میں نقل مکان کرنے والے ریوڑ و گلہ جات چرتے ہوں۔ تو ایسے علاقوں میں سرکار حق بجانب ہے۔ کہ اپنی جائداد سے مناسب آمدنی کی توقع رکھے۔ تاہم ایسی صورتوں میں بھی چرواہوں کی آسائش اور ان کے مفاد کا پورا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے اور اس علاقہ کے باشندگان یا وہاں کے عادی چرواہوں کا حق فائق

تصور کرتے ہوئے ایسی شروح پر اجازت دینی چاہیئے۔ جو عام بازاری شرح سے کافی کم ہوں۔ اکثر اوقات یہی مفید ہوتا ہے۔ کہ کسی موضع یا چرواہا جماعت پر مطالبہ چرائی ایک یا چند سالوں کے لئے مقرر کردیا جائے۔ بمثل دیگر طریقوں کے اس طریقہ میں خاص دقتوں کا سامنا ہوگا۔ لیکن اس طریق سے کم درجہ کے عمال کی مداخلت بیجا کا امکان گھٹ جاتا ہے۔ اور ان کے تعدی و استحصال بالجبر کے واقعات بالکل کم ہوجاتے ہیں۔ جہاں فیس چرائی فی راس عائد کی جاتی ہے۔ وہاں عموماً چند مویشیوں کے بارہ میں اجازت نامجات مفت عطا کئے جاتے ہیں۔ ایسی صورتوں میں مفت چرنے والے مویشیاں میں نہ صرف وہ بیل شامل ہیں۔ جو ہل کھینچتے ہیں۔ بلکہ اس میں دودھ دینے والے اور بچھڑوں کی متناسب تعداد بھی شامل ہے۔ اگر لفظ ضرورت کا وسیع مطلب لیا جائے۔ تو ایک کاشتکار کے لئے ایک گائے یا بھینس اتنی ہی ضروری ہے جتنا کہ ہل کا بیل۔ اور بہت سے علاقوں میں سانڈ بیل اکثر مواضعات میں پائے جاتے ہیں۔

۱۱- اس رپورٹ کے ان حصص میں جن کا حوالہ قرارداد ہذا کے ابتدائی فقرہ میں

امور متعلقہ رکھ ہائے بالن وچارہ

دیا گیا ہے۔ ڈاکٹر واکر صاحب نے رکھ ہائے بالن وچارہ رکھنے کی پُرزور سفارش کی ہے۔ اور حکومت ہند بھی مقامی حکومتوں کو اس حکمت عملی کے متعلق بار بار تاکید کرتی رہی ہے یہ سوال کہ آیا کسی خاص رقبہ میں گھاس کو محفوظ رکھنے اور اسے بطور چارہ کاٹنے سے یا اس رقبہ میں چرنے کی اجازت دینے سے زیادہ سے زیادہ مویشیاں کی پرورش ہوسکتی ہے۔ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کا تصفیہ مقامی حالات کی بنا پر ہی ہوسکتا ہے۔ لیکن جب یہ فیصلہ ہوجائے تو تمام امور منقضی نہیں ہوجاتے۔ فقرہ بالا نمبر ۹ میں بیان کیا گیا ہے کہ ان چھوٹے جنگلات کے انتظام میں ایک بڑا نصب العین یہ ہونا چاہیئے کہ بالن اور چارہ کی بہم رسانی سے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اور آسائش پہنچے" ایسا کرنے میں لوگوں کی عادات و خواہشات کا خاص خیال کرنا چاہیئے۔ یہ ممکن ہے۔ کہ سخت حفاظت اور گاہے بگاہے بند کرنے یا چرائی کی قطعی ممانعت کرنے کا نتیجہ یہ ہو۔ کہ بالن اور چارہ کی

پیداوار بصورت خشک گھاس از حد فراواں ہو جائے۔ لیکن اس فراوانی کا چنداں فائدہ نہ ہوگا۔ اگر لوگ اس بہم رسانی سے اس صورت میں فائدہ نہ اُٹھائیں جس صورت میں کہ وہ انہیں پیش کی جائے۔ ہندوستان میں عادات اسلاف آہستہ آہستہ تبدیل ہوتی ہیں۔ اور اگرچہ لوگوں کو ان کے اپنے ذاتی مفاد کی طرف ہدایت کرنے میں کافی کوشش ہو سکتی ہے اور کی جانی چاہیئے۔ لیکن ایسی مساعی ہمیشہ آہستگی اور بتدریج ہونی چاہئیں۔ اور اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ لوگوں کی طمانیت قلب اُن کے مادی فائدہ سے کسی صورت میں کم اہمیت نہیں رکھتی۔ مزید براں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ رکھ ہائے زیر غور میں چرائی ممنوع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ "گرد و نواح" کو فائدہ پہنچایا جائے۔ اور یہ امر حکومت ہند کے مروجہ حکمت عملی کے اکثر منافی ہوتا ہے۔ کہ رکھ کی پیداوار کو محفوظ رکھ کے اسے رکھ سے دور افتادہ بڑے شہروں میں سب سے زیادہ بولی دینے والے کے پاس فروخت کر کے بہ نسبت محاصل چرائی زیادہ آمدنی پیدا کی جائے ایسی صورتوں میں بھی حالات کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیئے۔ یہ ممکن ہے۔ کہ بالن یا چارہ کی مقامی بہم رسانی متوسط سالوں میں گرد و نواح کی ضروریات کے لئے بلا امداد رکھ سرکاری مکتفی ہو۔ ایسی صورتوں میں سرکار حق بجانب ہے۔ کہ متوسط سالوں میں پیداوار سے زیادہ سے زیادہ منافعہ اُٹھائے۔ اور اسے مقامی خرچ کے لئے تب ہی ذخیرہ کرے۔ جب بیرونی بہم رسانی ختم ہو جائے۔ آخر الامر یہ بھی یاد رہے کہ اس قرارداد کے فقرہ نمبر ۱۲ میں عمل کے متعلق اور فقرہ نمبر ۱۳ میں عام قابل توجہ امورات کے بارہ میں جو بحث کی گئی ہے۔ اس کا پورا پورا اطلاق ان رقبہ جات پر بھی ہوتا ہے۔ جو بہم رسانی بالن یا چارہ کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔

۱۴- جنگلات کی چوتھی قسم جس کا حوالہ دیا گیا ہے۔ وہ چراگاہیں و چراندہیں جو

(د) چراگاہیں + وہی اصول جو قسم (ج) کے متعلق ہیں۔ چراگاہوں پر بھی قدرے مدسے حادی ہیں | برائے نام جنگلات کہلاتی ہیں۔ ایسی اراضیات کو زیر احکام ایکٹ

اکثر اوقات جنگلات قرار دینا بہتر رہتا ہے۔ کیونکہ ایسا کرنے سے ان حقوق کا قانونی بندوبست ہو جاتا ہے۔ جو سرکار کو اور غیر سرکاری

اشخاص وجمہور کو اس رقبہ میں حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن یہ نتیجہ لازمًا نہیں نکلتا۔ کہ ان اراضیات کی حفاظت سختی سے کی جائے۔ یا ان کا انتظام محکمہ جنگلات ہی کے سپرد کیا جائے۔ عملہ کا سوال بالضرورۃ کفایت شعاری اور مصلحت وقت کے مطابق طے کرنا چاہیئے۔ اور حکومت ہند کا صحیح یقین ہے۔ کہ بعض صورتوں میں جہاں ایسی اراضیات محکمہ جنگلات کے زیر اہتمام ہیں۔ وہاں عملہ کا خرچ اس آمدنی سے زیادہ ہوتا ہے۔ جو ان اراضیات سے حاصل ہوتی ہے یا ہونی چاہیئے ٭

مرقومۃ الذیل اقوال نہ صرف ان اراضیات جنگل کے متعلق ہیں۔ جو محکمہ جنگلات کے زیر انتظام ہیں یا نہیں۔ بلکہ ان کا تعلق ان تمام افتادہ اراضیات سرکار سے بھی ہے۔ جو جنگل قرار نہیں دی گئی ہوں۔ اس صورت میں مقامی جماعتوں کی ضروریات حد غایت تک پہنچ جاتی ہیں۔ اور دیگر عوام الناس کی ضروریات خفیف ترین حیثیت اختیار کرتی ہیں نتیجہ یہ نکلتا ہے۔ کہ چھوٹے جنگلات کے انتظام کے بارہ میں جو اصول اوپر وضع کئے گئے ہیں۔ چراگاہوں اور چراگاہوں کے انتظام پر بھی بشرط امکان انہی اصولوں پر عملدرآمد کرنا چاہیئے ٭

۱۳- ان رقبہ جات کے انتظام میں جو مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔ وہ نہایت

انتظام میں مشکلات

سنگین شکل اختیار کرتی ہے۔ اگر حقیت اراضی رعیت وری قسم کی ہو۔ زمینداری علاقوں میں اراضیات سرکار اس قرارداد کے فقرہ ۱۰ میں مذکورہ دو اقسام میں سے عمومًا دوسری قسم کی ہوتی ہیں لیکن اگر بندوبست رعیت وری حیثیت پر ہوا ہے۔ تو ہر خسرہ نمبر یا کھیت جو غیر مقبوضہ و غیر مقرقہ پڑا ہوا ہو وہ سرکار کے قبضہ و قدرت میں شمار ہوتا ہے۔ اور بظاہر وہاں مداخلت بیجا ممنوع ہے۔ بعض مزروعہ علاقوں میں یہ غیر مقبوضہ و افتادہ اراضیات ہی ایسے ذرائع ہیں جہاں سے باشندگان علاقہ کی ضروریات چرائی پوری ہو سکتی ہیں۔ حکومت ہند کی صاف رائے ہے۔ کہ اراضیات سرکار کے ٹکڑوں کا جو صرف چرائی کے کام آسکتے ہیں۔ لیکن جن میں مداخلت ممنوع ہے۔ دیگر ملحقہ اراضی کی کاشت کے ساتھ خلط ملط ہونے سے بڑے درجہ کی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اور خاص کر جب سے ایسے ٹکڑے محکمہ جنگلات

کے زیر انتظام ہوں۔ محکمہ جنگلات کے ادنیٰ ماتحت عمال شاید اتنے دیانتدار ہیں۔ جتنی کہ ہم ان کی تنخواہ کے مطابق توقع کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کی دماغی ذہنیت ان جاہل جماعتوں کے افراد سے زیادہ نہیں ہوتی جن سے کہ وہ بھرتی کیئے جاتے ہیں۔ وسیع رقبہ جات میں جاہل لوگوں کے منتشر ہونے اور روکنے والے عملہ کی تھوڑی تعداد ہونے کی وجہ سے نگرانی ازحد مشکل ہو جاتی ہے۔ ایک مزروعہ ضلع میں بکھرے ہوئے ٹکڑہ جات اراضی افتادہ میں گھاس یا ترینی کی حفاظت کے لیئے یہ صحیح راستہ نہیں۔ کہ اپنے مالک کے کھیت میں سے ملحقہ کھیت میں جانے کی بنا پر مویشیاں کو قبضہ کرنے یا قید کرنے کی دھمکی دینے کا اختیار کسی گھٹیا درجہ کے ماتحت کو دیا جائے۔ یہ اور بھی غیر صحیح فعل ہے۔ کہ ایکٹ جنگل کی دفعہ ۶۷ کے ماتحت بعض جرائم میں راضی نامہ کرنے کے اختیارات کا استعمال ایک ماتحت ملازم کی رپورٹ پر ہی موقوف رکھا جائے۔ یا اس ماتحت کو ایسے اختیارات کی حرص میں مبتلا کیا جائے۔ اگر فوائد کافی وقیع ہوں۔ تو استحصال بالجبر جیسی قباحت کے خطرہ کو بھی قبول کر لینا ضروری ہے۔ مگر اس کے مواقع حتی الامکان کم سے کم کر دینے چاہئیں۔ لیکن معاملہ زیر غور میں اصلیت یہ ہے۔ کہ فوائد بالکل ہیچ ہوتے ہیں۔ اور استحصال بالجبر کے مواقع لاتعداد ہوتے ہیں۔

ایسے رقبہ جات کا عموماً ملحقہ جمہور کے ذریعہ یا خدپٹہ انتظام ہونا چاہیئے

۳۱- یہ صاف طور پر سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ حکومت ہند اس بات کی خواہشمند نہیں۔ کہ چرائی کو ذریعہ آمدن تصور کیا جائے۔ لیکن اس سے یہ نتیجہ بھی نہیں نکلتا۔ کہ منتشر افتادہ اراضیات سرکار سے حاصل ہونے والی تمام آمدنی کو ترک کر دیا جائے۔ فی الحقیقت ایسی دستبرداری خلاف مصلحت ہے۔ کیونکہ ایسا ہونے پر رعیت کے لوگ تقسیم اراضی کی مخالفت کرینگے۔ اور نئے آبادکاران کے لئے باعث تکلیف ہوں گے۔ لیکن براہ راست انتظام کے متعلق جو اعتراضات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔ ازحد کم یا بالکل مفقود ہو جاتے ہیں۔ اگر انتظام رہائشی کاشتکاران یا اُن کے نمائندوں کے سپرد کر دیا جائے۔ اس طرح

عموماً جمہور دیہہ کے ذریعہ ایک گاؤں کی افتادہ سرکاری اراضی کو پٹہ پر دینا یا اس کا دیگر نہج پر انتظام کرنا ممکن ہو جائیگا۔ لیکن پٹہ اتنی زیادہ سے زیادہ رقم پر دینے کی کوشش نہ کرنی چاہیئے۔ جو جمہور دیہہ مذکورہ یا لاقباحتوں سے بچنے کی خاطر دینے پر مجبور ہو جائیں۔ بلکہ قیمت کا مناسب تخمینہ جمہور دیہہ کے خیال کے مطابق ہونا چاہیئے اور یہ تخمینہ لگانے میں اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ گلہ جات و ریوڑ جو بغیر چرائی زندہ نہیں رہ سکتے۔ اکثر اوقات اس کاشت کی کامیابی کے لئے ضروری ہیں۔ جس پر کہ مالیہ سرکار کی ادائیگی موقوف ہے متروک کھیت غیر باشندگان کو چرائی کے لئے تخفیف شدہ تشخیص پر دینے چاہیئیں۔ کیونکہ ایسی صورتوں میں ایسے کھیت لوگوں کے پاس چلے جائیں گے۔ جو زیادہ تر مویشیان کی مداخلت بیجا سے فائدہ اٹھانے کا خیال رکھیں ۔

۱۵۔ ایک اور اصولی بات بیان کرنا باقی رہ گئی ہے۔ ایکٹ جنگلات ہند کی فصل چہارم میں جنگلات کو محفوظ جنگلات قرار دینے کا جو ضابطہ درج ہے۔ اسے

جنگل کو "کب مخصوص" اور کب "محفوظ" کرنا قابل ترجیح ہے

حکومت ہند بعض صورتوں میں محض ایک مشروط اور درمیانی ضابطہ تصور کرتی ہے۔ جس کی آخری غرض و غایت یہ ہے۔ کہ صرف اتنے رقبہ کو جو ضروری ہو۔ زیر احکام فصل دوئم مخصوص کرنے اور باقی رقبہ کو بالکل واگذار کر دینے کے بارہ میں غور و فیصلہ کرنے کا موقع دے ایکٹ مذکور میں دو مختلف قسم کے ضوابط درج ہیں۔ فصل دوئم میں مذکورہ زیادہ سخت ضابطہ کی رو سے موجودہ حقوق کا بند و بست کیا جا سکتا ہے۔ یا وہ منتقل یا متبادل کئے جا سکتے ہیں۔ اور یہ ضابطہ عموماً اس قرارداد کے فقرہ ۳ میں مذکورہ پہلی و دوسری اقسام کے جنگلات پر عائد ہوتا ہے۔ دوسرے ضابطہ مندرجہ فصل چہارم کی رو سے حقوق قلمبند کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اور اس ضابطہ کا اطلاع اکثر اوقات وہاں مناسب ہوتا ہے۔ جہاں رقبہ زیر غور میں حقوق زیادہ وسیع ہوں۔ اور رقبہ کا انتظام زیادہ تر مقامی جمہور کے مفاد کی خاطر کرنا مطلوب ہو۔ یہ ضابطہ عموماً تیسری اور چوتھی اقسام کے جنگلات

بعد عادی ہوگا۔ دوسرا ضابطہ فی الحقیقت مشروط اور مخصوصیت زیر فصل دوئم کے لئے تمہیدی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایکٹ جنگل کے سیاق و سباق میں کوئی احکام نقیض نہیں۔ کہ یہ ضابطہ زیادہ طویل عرصہ یا علے الدوام کے لئے رہے۔ حکومت کے نقطہ نظر سے ہر دو ضوابط میں سب سے بین فرق یہ ہے۔ کہ محفوظ جنگلات میں نئے حقوق پیدا ہو سکتے ہیں۔ لیکن مخصوص جنگل میں نہیں۔ اور یہ کہ فصل دوئم کے ماتحت جو مسل حقیت مرتب کی جاتی ہے۔ وہ قطعی ثبوت ہوتا ہے۔ برخلاف اس کے فصل چہارم کے ماتحت مرتب شدہ مثل حقیت کو صرف قانونی قیاس صحت حاصل ہے۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ جہاں حقوق کے انضباط سے ان حقوق کا زیادہ فائدہ مند استعمال منظور ہو۔ نہ کہ سرکاری اغراض کے لئے اُن کی پامالی تو ایسی صورتوں میں یہ قانونی قیاس ہی کافی پناہ ہے۔ لوگوں کے نقطہ نظر سے ہر دو ضوابط میں بین فرق یہ ہے۔ کہ مخصوص جنگل میں ہر وہ فعل قابل سزا ہے۔ جس کی اجازت نہ دی گئی ہو۔ اور محفوظ جنگل میں کوئی فعل جرم نہیں۔ جس کی ممانعت نہ کی گئی ہو۔ کہنے کو تو اجازت و ممانعت کو ایسا بنانا ممکن ہے۔ کہ ہر دو صورتوں میں نتائج ایک جیسے ہی مرتب ہوں۔ لیکن عملی طور پر ایسا کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو واضعانِ قانون نے جو امتیاز رکھا ہے وہ غیر ضروری و بے معنی ہو جاتا۔ مؤخر الذکر طریق ممانعت تب ہی اختیار کرنا چاہیئے۔ جب عامۃ الناس کے فوائد اس قدر اہم ہوں۔ کہ زیادہ سخت ضابطہ اور جرائم جنگلات کی زیادہ جامع تعریف کی صحیح طور پر ضرورت پڑے۔

بنابریں حضور گورنر جنرل باجلاس کونسل کی خواہش ہے۔ کہ رکھ ہائے بالن و چارہ اور محض چراگاہوں اور منجملہ اُن کے ایسے رقبہ جات کے متعلق جو مزروعہ علاقوں کے مابین واقع ہیں۔ ہر صورت میں یہ غور ہونا چاہیئے۔ کہ آیا انہیں رقبہ جات جنگل شمار کرنا یا اگر شمار کئے جا چکے ہوں۔ تو جنگل برقرار رکھنا ضروری ہے۔ جب اس سوال کا فیصلہ اثبات میں ہو جائے۔ تو اس امر پر غور ہونا چاہیئے۔ کہ آیا انہیں مخصوص جنگل قرار دینے کی نسبت محفوظ جنگل قرار دینا بہتر نہ ہوگا۔

۱۶- یہ ہیں وہ عام اصول جن کی برطانوی ہند کے تمام سرکاری جنگلات

آخری اشارات

میں متابعت کی حکومت ہند متمنی ہے۔ حکومت ہند بخوبی آگاہ ہے۔ کہ ان اصولوں کی پوری پوری پابندی لاتعداد قسم کے حالات پر مبنی ہے۔ جن پر مقامی افسران کو ہر حالت میں مناسب طور پر غور کرنا پڑے گا۔ اور جن کا فیصلہ افسران کی اقتضائے رائے پر ہی چھوڑنا پڑے گا۔ خطرات میں سے ایک خطرہ جس سے بچنا از حد مشکل ہے۔ تجارتی اغراض کے لئے دی ہوئی مراعات کا مجرمانہ ناجائز استعمال ہے۔ صرف مقامی ضروریات سے ہی پتہ چل سکتا ہے۔ کہ اس کا انسداد کس طرح سے بہترین طریق پر ہو سکتا ہے۔ حکومت ہند اس امر کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ پیداوار جنگل کے بارہ میں جو سہل ترین سلوک زراعتی اقوام سے حضور ہز ایکسلنسی با جلاس کونسل روا رکھنے کے خواہشمند ہیں۔ وہ مقتضی ہے۔ کہ نگرانی زیادہ محتاط ہو۔ اور خاص کر صحیح رقبہ جنگلات میں تاکہ رعایات اپنی جائز حدود سے اندر اندر رہیں۔ لیکن دوسری جانب حکومت ہند کا یہ بھی خیال ہے۔ کہ بعض صوبوں میں ایسے عمل سے موجودہ عملہ جات میں کافی تخفیف ہو سکتی ہے اور حکومت ہند کی خواہش ہے۔ کہ فقرہ بالا نمبر ۱۲ میں مذکورہ امور کا خیال رکھتے ہوئے اس مسئلہ پر با احتیاط غور ہونا چاہیئے۔ حکومت ہند کو یہ بھی علم ہے۔ کہ بعض صوبوں میں انتظام جنگلات کی حکمت عملی انہی اصولوں پر چل رہی ہے۔ جس کا اتباع تمام صوبوں میں حکومت ہند دیکھنا چاہتی ہے۔ لیکن حضور گورنر جنرل با جلاس کونسل یقین کرتے ہیں۔ کہ مقامی حکومتیں اور منتظمین اس اظہار پر خوش ہونگے کہ شاہی مفاد کا خیال رکھتے ہوئے مقامی ضروریات کو تسلیم و مہیا کرنے میں حکومت اعلیٰ مقامی حکومتوں کی گرمجوشی سے تائید کریگی۔ جہاں جنگلات کیلئے ورکنگ پلین یا نقشہ جات کارروائی مرتب کئے جا چکے ہیں۔ ان میں مذکورہ بالا غرض کیلئے ضروری احکام درج کر لینے چاہئیں۔ بوقت بندوبست جو حقوق تسلیم کئے گئے ہوں۔ ان کے استعمال کے متعلق ان نقشہ جات میں اندراج ہونا چاہیئے۔ اگر مزید مراعات بطور حقوق خصوصی اور مراحم خسروانہ عطا کئے گئے ہوں۔ تو انہیں ایک مدت معینہ مثلاً دس سال کے لئے عطا کرنا چاہیئے۔ تاکہ ان میں وقتاً فوقتاً حسب ضرورت اور اقتضائے حالات متعلقہ کے مطابق ترمیم ہو سکے۔

بائیسویں فصل

اراضیات سرکار مخصوصہ برائے توسیع کاشت

بنجر اراضیات کو پٹہ پر دینے کے متعلق ابتدائی حکمت عملی

۶۷۷-الف ۱۸۸۲ء سے قبل بنجر اراضیات کو توسیع کاشت کے مصرف میں لانے کا سوال کوئی زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ سرسہ میں نئی آبادی کے لئے کوشش کی گئی فاضلکا میں بنجر اراضیات میں سے چند نئے محالات بنائے گئے۔ اور اُن کو پٹہ پر دیا گیا کرنال میں بھی چند چھوٹے چھوٹے محالات بنجر اور متروکہ اراضیات میں سے بنائے گئے۔ اور زمینداران وٹھیکیداران کو متاجری پر دئے گئے۔ ان پٹہ داروں میں سے اکثر نے بعد میں حقوق ملکیت حاصل کئے۔ اور بہت سے قدیمی کاشتکاروں کو حقوق وخیلکاری عطا کئے گئے ؛

الحاق پنجاب کے بعد ایسے وسیع رقبہ ہائے زمین سرکار کے قبضہ میں آئے جہاں کبھی کاشت نہ ہوئی تھی۔ اور جن کا کوئی دعویدار نہ تھا۔ ان بنجر اراضیات کو زیر کاشت لانے کی غرض سے ٹکڑہ جات آسان شرائط پر پٹہ داروں کو دئے گئے۔ پٹہ کی شرائط دربارہ کاشت پوری ہونے پر حقوق ملکیت مفت یا بانذ معمولی رقم عطا کئے گئے۔ ۱۸۵۰ء میں قواعد پٹہ داری بعد نظر ثانی جاری کئے گئے۔ ان قواعد کے ماتحت جملہ اراضیات جو نہر سے آبپاش ہو سکیں۔ سوا یکڑ رقبہ کے ٹکڑہ جات میں اُن اشخاص کو پٹہ پر دینی منظور کی گئیں۔ جو اُن کو زیر کاشت لانے کا ذمہ اُٹھائیں۔ ان قواعد میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ اگر شرائط پوری ہو جائیں۔ تو پٹہ دار بغیر کسی رقم کی ادائیگی کے حقوق ملکیت کا مستحق ہوگا۔ پہلے دس سال میں کوئی لگان وصول نہ کیا جاتا۔ اور بعدش آٹھ سالوں میں لگان مبلغ پندرہ سے پچھتر روپے سالانہ تک بندریج عائد کیا جاتا۔ اور آخرش اُن ٹکڑہ جات پر عام شروح[۱] کے مطابق تشخیص عائد ہو سکتی۔ کاشتیں کو تاہی

۱؎ ان شروح میں شرح حیثیتی نہر جو عائد کی جائے شامل نہ تھی ؛

ہونے کی صورت میں پٹہ کی منسوخی پر زور دیا جاتا۔ اُن اراضیات کے متعلق جن کی مستقبل قریب میں نہر سے آبپاشی کی کوئی توقع نہ تھی حکام ضلع کو ایسی پیش کردہ رقوم قبول کرنے کی اجازت تھی۔ جو متذکرہ بالا شرائط سے کسی صورت میں کم نہ ہوں[1]۔

قواعد دربارہ بیع مجریہ ۱۸۶۳ء و ۱۸۶۵ء

۷۷۷۔ کچھ عرصہ تک گورنمنٹ ہند اس پالیسی کے حق میں رہی۔ کہ مالکان زمین کو انفکاک مالیہ زمین کی اجازت دی جائے۔ اور پبلک اراضیات معافی مالیہ پر ہمیشہ کے لئے فروخت کر دی جائیں[2]۔ اس پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کی غرض سے پنجاب گورنمنٹ اشتہار نمبر ۲۵ مجریہ ۱۴ جنوری ۱۸۶۳ء میں بیعات کے متعلق قواعد شائع کئے گئے۔ صاحبان ڈپٹی کمشنر تمام بنجر اراضیات سرکار کو جو خاص طور پر محفوظ نہ کی گئی ہوں۔ بذریعہ نیلام فروخت کرنے کا مجاز تھے۔ خریداری کی عرضی گذرنے پر اس کا فرض تھا۔ کہ وہ اعتراضات کے متعلق استفسار کرے۔ اور صاحب کمشنر بہادر کو اطلاع دے۔ اعتراضات کی عدم موجودگی یا اُن کے استرداد کے بعد صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر زمین کی کم از کم قیمت مقرر کر کے نیلام کرے۔ اور سب سے زیادہ بولی دینے والے کے ہاتھ فروخت کرے۔ قیمت خرید کی آخری قسط ادا کر دینے پر زمین خریدار کی ملکیت تصور ہوتی۔ اور وہ زمین مالیہ زمین کے تمام مطالبات سے معاف ہوتی تھی۔ مگر حبوب کی ادائیگی خریدار کے ذمہ تھی۔ اس بیع کے ذریعہ سے مشتری سوائے خاص مستثنیات کے اس زمین سے پیدا ہونے والی تمام اشیا کا خواہ وہ سطح زمین کے اوپر یا نیچے ہوں پورے طور پر حقدار تھا۔ وسیع رقبہ جات کو جلد فروخت کرنے کی پالیسی میں امداد دینے کے لئے ایک ایکٹ نمبر ۲۳ سال ۱۸۶۳ء میں پاس کیا گیا۔ یہ ایکٹ اب تک نافذالوقت ہے۔ اور اس کا مدعا بنجر اراضیات کے متعلق دعاوی کا فیصلہ کرنا تھا۔ قواعد مجریہ ۱۸۶۳ء کو بعد نظر ثانی پنجاب گورنمنٹ کے اشتہار نمبر ۶۲۵ مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۸۶۵ء کے ساتھ شائع کیا گیا۔ ان مرمیمہ قواعد کی رو سے مشتری معدنیات کا حقدار تو رہا۔ مگر وہ ایسی شاہی فیس ادا کرنے کا پابند تھا۔ جو قواعد

---

[1] ملاحظہ ہو بورڈ کا سرکلر نمبر ۴ مورخہ ۲۹ جون ۱۸۵۰ء۔
[2] دستور العمل بندوبست کا فقرہ ۴۹۴۔

نافذالوقت کے ماتحت عائد ہو سکے۔ خوش قسمتی سے ۱۸۶۳ء اور ۱۸۶۵ء کے قواعد زیادہ عرصہ تک نافذ نہ رہے۔ اور اُن سے زیادہ فائدہ نہ اُٹھایا گیا۔ ان قواعد بیع کا خطرناک پہلو جلد ہی نظر آگیا۔ ۱۸۶۴ء میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی سابقہ[1] منظوری تمام بیعات کے لئے ضروری قرار دی گئی۔ اور ۱۸۶۶ء میں گورنمنٹ ہند نے لوکل گورنمنٹ سے استدعا کی۔ کہ ایسی رکھ ہائے فروخت کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ جو بوجہ اپنی مقامی حیثیت کے بعد میں نصب درختان کے لئے مفید ثابت ہو سکیں۔ خواہ موجودہ وقت میں اُن میں کوئی درخت بھی نہ ہو[2]۔

۷۷۸۔ پنجاب کی بنجر اراضیات سرکار کو پٹہ پر دینے کے لئے پہلی مرتبہ

> قواعد پٹہ داری مجریہ ۱۸۶۸ء

عام قواعد ۱۸۶۸ء میں جاری کئے گئے۔ ان قواعد کی رو سے اجارہ دار کا حق فائق تھا۔ کہ وہ مناسب قیمت ادا کر کے حقوق ملکیت حاصل کرے۔ بشرطیکہ وہ زمین کی مشخصہ جمع منظور کرے۔ لیکن ۱۸۷۳ء میں اس قاعدہ میں اس حد تک تبدیلی کی گئی۔ کہ اگر کسی وقت۔ خواہ دوران یا بعد انقضائے میعاد پٹہ۔ گورنمنٹ زمین کے حقوق ملکیت فروخت کرنے کا ارادہ کرے۔ تو پٹہ دار مجاز ہو گا۔ کہ وہ صاحب ڈپٹی کمشنر کی مقرر کردہ معقول قیمت پر خرید کرے۔

۷۷۹۔ بیع کے متعلق ۱۸۷۶ء میں نئے قواعد جاری کئے گئے۔ جو ۱۸۶۵ء

> قواعد بیع مجریہ ۱۸۷۶ء و ۱۸۸۲ء اور قواعد پٹہ داری مصدرہ ۱۸۸۲ء

کے قواعد سے اس ایک اہم پہلو میں مختلف تھے۔ کہ زمین فروخت کرتے وقت یہ شرط عائد کر دینی چاہیئے۔ کہ مالیہ اراضی جو اس اراضی پر مشخص ہو گا ادا کرنا ہو گا۔ ۱۸۶۵ء کے قواعد کے مطابق نئے قواعد میں گورنمنٹ نے تمام معدنیات پر مطالبہ شاہی عائد کرنے کا حق محفوظ رکھا[3]۔ بعد نظر ثانی یہ قواعد ۱۸۸۲ء میں جاری کئے گئے۔ اور اُن میں اس امر پر خاص طور پر زور دیا گیا تھا۔ کہ تمام معدنیات کی سرکار مالک[4] ہے۔ اسی سال نئے قواعد اجارہ داری جاری کئے گئے۔ جو

۱؎ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا ٹنک سرکلر ۱۶ مصدرہ ۱۸۶۴ء
۲؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۱۴ 〃 ۱۸۶۶ء
۳؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۶ 〃 ۱۸۷۷ء
۴؎ 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃 ۲۱ 〃 ۱۸۸۲ء

۱۸۶۸ء کے قواعد سے چنداں مختلف نہ تھے۔ فرق صرف اتنا تھا۔ کہ نئے قواعد میں سرکار کے حقوق۔ کانوں، معدنیات، کوئلہ، ریگ طلائی اور کاٹھ کے پتھر کے متعلق زیادہ صراحت سے بیان کئے گئے تھے۔

۵۰۷۔ قواعد پٹہ داری مصدرہ ۱۸۶۸ء و ۱۸۸۲ء میں خریداری کی شرائط کے متعلق جو شک تھا۔ وہ جزوی طور پر نئے قواعد کا باعث ہوا۔ یہ قواعد ۱۸۸۵ء میں بعد منظوری حکومت ہند جاری کئے گئے۔ ان دنوں سر چارلس ایچیسن یا لقابہ لفٹننٹ گورنر بہادر کے عہدہ پر ممتاز تھے۔ صاحب کمشنر بہادر کو ۳۰۰ ایکڑ تک رقبہ جات پٹہ پر دینے کے اختیارات دئے گئے۔ بڑے رقبہ جات کے لئے صاحب فنانشل کمشنر کی منظوری ضروری تھی۔ اور اگر رقبہ تین ہزار ایکڑ سے زائد ہوتا۔ تو حضور نواب گورنر بہادر کی پہلے کی طرح تشخیص کی عائدگی کے وقت قریبی اراضیات پر مشخصہ شرح مالیہ اور خاص وجوہات کا پورا پورا موازنہ کرنا ضروری قرار دیا گیا۔ مگر جمع مشخصہ کے علاوہ پٹہ دار پر مالکانہ بشرح ۲۵ فیصدی مالیہ پر عائد کیا گیا۔ اس طرح سے لگان مالیہ کا صرف ۱/۴ اگنا ہوتا۔ اور یہ ایک یا زائد سالوں کے لئے معاف بھی ہو سکتا تھا۔ پٹہ کی میعاد عموماً ضلع کے بندوبست کی میعاد کے ساتھ ختم ہوتی۔ معدنیات۔ دریاؤں اور ندیوں کے متعلق گورنمنٹ کے حقوق پورے طور پر محفوظ کئے گئے۔ دوران میعاد پٹہ میں اگر زمین کسی پبلک ضرورت کے لئے درکار ہو۔ تو گورنمنٹ کو اختیار حاصل تھا۔ کہ وہ ترقیات کا معاوضہ دے کر زمین واپس لے۔ پہلے پٹہ کی میعاد ختم ہونے پر پٹہ دار تجدید پٹہ کا حقدار تھا۔ مگر وہ مالیہ زمین اور مالکانہ کی ادائیگی کے متعلق تجدید کنندہ افسر کے فیصلہ کا پابند تھا۔ تجدید پٹہ کی صورت میں اجارہ دار ترقیات کے معاوضہ کا حقدار نہ تھا۔ شرائط خرید از حد آسان تھیں۔ پٹہ دار زیادہ سے زیادہ لگان کا پانچ گنا یعنی مالیہ کا ۱/۴ ۶ گنا ادا کرنے پر ہر وقت حقوق ملکیت خرید سکتا تھا۔ ۱۸۸۵ء کے قواعد کے اجرا کے بعد صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے صاحبان ڈپٹی کمشنر کو ہدایات جاری کیں[1] کہ وہ پٹہ پر دی ہوئی اراضیات کے باقاعدہ معاینہ کا اس طریق پر بندوبست کریں۔ کہ

[1] صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا سرکلر ۶ مصدرہ ۱۸۸۵ء۔

پٹہ دار کو بھی ناجائز تکلیف نہ ہو اور شرائط پٹہ بھی یقینی طور پر پوری ہوتی رہیں۔

۱۸۸۵ء کے قواعد بیع

۷۸۱۔ ۱۸۸۵ء میں قواعد بیع بھی بعد نظر ثانی جاری کیے گئے۔ بیع کے لئے ضروری قرار دیا گیا۔ کہ وہ بذریعہ نیلام عام اور بعد اشتہار گزٹ ہو۔ اور تاریخ نوٹس سے تین ماہ کے اندر نہ ہو۔ اراضی کی فروخت بہ تحفظ جملہ حقوق راستہ و پانی و دیگر حقوق آسائش کی جائے۔ اور گورنمنٹ کے حقوق دربارہ جملہ معدنیات خاص طور پر محفوظ کیے جائیں۔ مشتری کو نصف قیمت خرید تاریخ بیع سے تین ماہ کے اندر ادا کرنی ضروری تھی۔ اور اس ادائیگی کے بعد اسے زمین کا قبضہ دیا جاتا۔ بقایا قیمت پانچ سالانہ اقساط میں واجب الادا ہوتی۔ اور بطور ضمانت مشتری اس اراضی کو گورنمنٹ کے نام مکفول کر دیتا۔ سوائے نو آبادیات نہر کے جن کا ذکر ذیل میں کیا جائیگا۔ بنجر اراضیات پنجاب بذریعہ نیلام بہت کم فروخت ہوئیں۔ ۱۸۹۶ء میں نئے قواعد پٹہ داری جاری ہونے سے ۱۸۸۵ء کے قواعد بیع بظاہر منسوخ ہو گئے۔

۱۸۸۵ء کے قواعد پٹہ داری پر پابندیاں

۷۸۲۔ ۱۸۸۵ء کے قواعد پٹہ داری پر جلدی ہی پابندیاں عائد کر دی گئیں۔ ۱۸۸۷ء میں حکومت ہند نے اظہار رائے کیا کہ عملی طور پر یہ قواعد "گورنمنٹ کے مفاد کی حفاظت نہیں کرتے۔ اور...... یہ ظاہر ہے کہ..... پٹہ دار کو بنجر اراضیات میں ایسی قیمت پر حقوق ملکیت حاصل کرنے کا حق ہے۔ جو اراضی کی بازاری قیمت سے بدرجہا کم ہے۲" اسی دوران میں اس امر پر بھی بحث ہوئی۔ کہ ۱۸۶۸ء کے قواعد میں الفاظ "جائز اور مناسب قیمت" سے کیا مراد ہے۔ حکومت ہند نے سر جیمز لائل بالقابہ کی رائے سے اختلاف کرتے ہوئے قطعی فیصلہ دیا۔ کہ ان الفاظ سے مراد "وہ بازاری قیمت ہے۔ جو پٹہ دار کے حقوق ملکیت خرید کرنے کے وقت رائج ہو۔ اور جس میں سے مستقل ترقیات منجانب پٹہ دار کی لاگت منہا کر دی گئی ہو"۔ اس امر کی اہمیت مدنظر رکھتے ہوئے کہ پٹہ داران کو آسان شرائط پر تجدید پٹہ کی اُمید دلائی گئی تھی۳۔ لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا۔ کہ وہ طریق بالا سے

۱۔ ایکٹ ۲۳ مصدرہ ۱۸۶۳ء کی دفعہ ۱۔

۲۔ گورنمنٹ ہند کے محکمہ مال و زراعت کی چٹھی نمبر ۲۳۲ ہم آر۔ ۱۹۔ ۲۵ مورخہ ۱۲۔ اگست ۱۸۸۷ء تجاویز صیغہ مال ۹ بابت اکتوبر ۱۸۸۷ء۔

۳۔ گورنمنٹ ہند کے محکمہ مال و زراعت کی چٹھی نمبری ۱۲۶۶۔ ۱۶۴۔ ۲ آر مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۸۹۰ء تجاویز صیغہ مال ۱ بابت ماہ دسمبر ۱۸۹۰ء۔

مجوزہ قیمت میں بیس فیصدی تک تخفیف کر دے۔ حکومت اعلیٰ کی حکمت عملی سمجھ کر اور اس علم کی بنا پر کہ نہری رقبہ جات میں جلد بہت توسیع ہو گی۔ سر جیمز لائل یا لقابہٗ نے مئی ۱۸۸۸ء میں ۱۸۸۵ء کے قواعد کی نظر ثانی کا حکم صادر فرمایا۔ صرف آٹھ اضلاع میں یعنی منٹگمری۔ جھنگ۔ ملتان۔ شاہ پور۔ بنوں۔ ڈیرہ اسماعیل خاں۔ ڈیرہ غازیخاں اور مظفر گڑھ میں لوکل گورنمنٹ کی منظوری کے بغیر اراضیات پٹہ پر دی جانی منظور ہوئیں۔ ان اضلاع میں بھی حضور نواب گورنر بہادر کی منظوری ضروری تھی:۔

(الف) اگر پٹہ دار کو نجی نہر بنانے کی اجازت دینی مطلوب ہو۔ یا

(ب) اگر زمین کسی نہر سے جو خواہ سرکار کی ملکیت ہو۔ یا اس کے زیر انتظام ہو سیراب ہوتی ہو۔ یا جس زمین کی سرکاری نہر سے جلدی آبپاشی ہونے کی امید ہو۔

مذکورہ بالا آخری پابندی کی اہمیت اس وقت معلوم ہوئی جب دریائے چناب اور جہلم سے بڑی انہار نکالنے کی تجاویز کو عملی جامہ پہنایا گیا۔ پٹہ میں فروخت اراضی کی شرط موجود ہونے کی صورت میں لگان اور قیمت کی شرائط بہت زیادہ سخت کی گئیں۔ نئے قواعد کی تیاری کے دوران میں پٹہ جات بنجر اراضیات کا فیصلہ اس طرح سے کیا جاتا۔ گویا کہ نئے قواعد میں مجوزہ تبدیلیاں منظور ہو چکی ہیں[۵۱]۔

۱۸۹۷ء کے قواعد پٹہ داری

۳۴۷۔ مختلف وجوہات کے باعث نئے قواعد کے اجرا میں بہت دیر لگی۔ اور وہ ۱۸۹۷ء تک شائع نہ ہو سکے۔ نئے قواعد ضمیمہ سوئم جزو (۱) میں ملیں گے۔ پہلے قواعد سے نئے قواعد مفصلہ ذیل اہم نکات میں مختلف ہیں:۔

(الف) حد رقبہ جو پٹہ پر دیا جائے۔

تمام رقبہ جات جو کسی نو آبادیات کی سکیم میں شامل ہوں۔ اور جو کسی سرکاری نہر سے آبپاش ہو سکتے ہوں یا ہونے کی امید ہو۔ مستثنیٰ قرار دئے گئے۔ مستثنیات قرار دینے کا صرف لوکل گورنمنٹ کو اختیار ہے

---

۵۱ پنجاب گورنمنٹ کی چٹھی نمبری ۳۳۲ مورخہ ۲۱ مئی ۱۸۸۸ء۔ تجاویز صیغہ مال نمبر ۸ بابت ماہ مئی ۱۸۸۸ء۔

پٹہ پر دئے جانے کے قابل اراضیات کا رقبہ اب بہت تھوڑا رہ گیا ہے۔ ایسی اراضیات کی فہرستیں صاحبان ڈپٹی کمشنر تیار کرتے ہیں۔ اور لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً فیصلہ کرتی ہے۔ کہ کونسی اراضیات پٹہ پر دی جائیں۔ ان سخت پابندیوں کے ماتحت صاحب کمشنر بہادر صرف ۷۵ ایکڑ غیر نہری زمین اور صاحب فنانشل کمشنر بہادر ۱۵۰ ایکڑ نہری و غیر نہری بیس سال تک پٹہ پر منظور کر سکتے ہیں۔ بشرطیکہ ایک ہی پٹہ دار کے پاس مجموعی طور پر علے الترتیب ۷۵ یا ۱۵۰ ایکڑ سے زیادہ رقبہ نہ ہو جائے ۱۵۰ ایکڑ سے زائد رقبہ پٹہ پر دینے کے لیئے لوکل گورنمنٹ کی منظوری لازمی ہے[1]۔

(ب) پورے لگان کی عائدگی۔

لگان مالیہ اراضی اور مالکانہ کے مجموعہ کے برابر عائد کیا جاتا ہے۔ مالیہ اراضی محسوب کرنے میں مفصلہ ذیل امور کا خیال کیا جاتا ہے:۔

(۱) ہیچو قسم اراضی پر گذشتہ بندوبست میں کیا شرح مالیہ عائد کی گئی تھیں۔

(۲) ہیچو قسم اراضیات پر آس پاس میں موجودہ شرح لگان کیا ہے۔

مذکورہ بالا اصول سے جو نتائج حاصل ہوں۔ اُن کا اطلاق عام رقبہ پر نہیں کیا جاتا۔ بلکہ صرف اتنے رقبہ پر جس کے متعلق انصافاً یہ توقع ہو۔ کہ پٹہ دار دوران میعاد میں زیر کاشت لا سکے گا۔

مالکانہ اراضی کی بنجر حالت میں بازاری قیمت پر بشرح چار فیصدی لگایا جاتا ہے۔ اور اگر یہ قیمت معلوم نہ ہو سکتی ہو۔ تو مشخصہ مالیہ زمین پر پچاس فیصدی سے کم نہ ہوگا۔

صاحب فنانشل کمشنر بہادر خاص وجوہات کی بنا پر مالکانہ تخفیف کرنے کے مجاز ہیں۔ لگان کی ادائیگی بھی ابتداءً معاف کی جا سکتی ہے[2]۔

(ج) منتقل حقوق جو پٹہ دار حاصل کر سکتا ہے مفصلہ ذیل ہیں:۔

(۱) حقوق موروثیت زیر دفعہ ۸۔ ایکٹ دخل رعیتانہ پنجاب۔ یا

(۲) ملکیت۔

---

[1] ضمیمہ سوم کے قواعد ۱ تا ۳ ملاحظہ کرو۔

[2] ضمیمہ سوم کا قاعدہ ۱۰ دیکھو۔

مذکورہ بالا ہر دو صورتوں میں پٹہ جات کے نمونے مختلف ہیں:-

اگر حقوق خیلکاری قابل حصول ہیں۔ تو ان کا مطالبہ پانچ سال کے قبضہ کے بعد صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ کہ پٹہ دار تمام شرائط پر کاربند رہا ہو۔ انقضائے میعاد پٹہ پر لگان مالیہ زمین اور ۷۵ فیصدی مالکانہ کے مجموعہ کے برابر عائد کیا جاتا ہے۔

جس پٹہ میں حقوق ملکیت کے حصول کی اجازت ہو۔ اس میں پٹہ دار دوران پٹہ میں جس وقت چاہے حقوق خرید سکتا ہے[1]۔

(د) زمین کی قیمت پوری بازاری قیمت ہوگی۔

خاص وجوہات کی بناپر لوکل گورنمنٹ قیمت میں کمی کر سکتی ہے[2]۔

۷۸۴۔ قاعدہ ۲۴ ایک فصل کے پٹہ جات کو ان قواعد سے مستثنٰی

ایک فصل کے پٹہ جات

قرار دیتا ہے۔ ایسی نشیب اراضیات کو جو مقامی گندی نالیوں سے سیراب ہونے کی وجہ سے بلا آبپاشی قابل کاشت ہو ہیں۔ عارضی کاشت پر دینے کا طریقہ جنوب مغربی اضلاع میں عام تھا۔ انہار سے آبپاشی میں توسیع ہونے کے باعث اب یہ عارضی کاشت کا سلسلہ کچھ اہم نہیں رہا۔ اور اس پر پابندیاں عائد کرنی ضروری خیال کی گئی ہیں۔ موجودہ ہدایات ضمیمہ سوئم جزو (۲) میں قلمبند ہیں۔

۷۸۵۔ اب تک ہم بنجر اراضیات سرکار کے بیع و پٹہ جات زیر قواعد منظور

اراضیات سرکار کے دیگر انتقالات

کردہ حکومت ہند کا ذکر کرتے رہے ہیں۔ مگر ایسی مزروعہ اراضیات یا شہری مقامات بھی قانون لاوارثی .... کے ذریعہ سے سرکار کے تصرف میں آسکتے ہیں۔ جن کے حقوق ملکیت سرکار پرائیویٹ اشخاص یا .... کو مختلف شرائط پر منتقل کرنے کے لئے تیار رہو۔ ایسے مواقع بھی پیدا ہو سکتے ہیں۔ کہ جن میں بنجر اراضیات کو قواعد پٹہ داری کی شرائط سے زیادہ نفع بخش شرائط پر دینا ضروری ہو۔ مذکورہ بالا مختلف انتقالات کی اقسام اور اُن کی منظوری کے متعلق حکومت ہند کے احکام ضمیمہ چہارم میں درج کئے گئے ہیں۔ "نزول" اصطلاح میں ایسی اراضیات

---

[1] ضمیمہ سوئم کے قواعد ۱۸ و ۱۹ اور ۲۱ دیکھو۔

[2] 〃 〃 〃 کا قاعدہ ۱۹ (۳) دیکھو۔

یا عمارات مملوکہ سرکار کو کہتے ہیں۔ جو کسی میونسپلٹی رقبہ مشتہرہ یا قصبہ خورد جو نئی آبادیات میں شامل نہ ہو۔ میں واقع ہوں۔ پڑاؤ۔ سرائیں۔ تالاب۔ کوئیں قبرستان (جہاں رہائشی مجاور نہ ہو) اور غیر زرعی قسم کی دیگر جائداد جو کسی محکمہ کے چارج میں نہ ہو۔ نزول میں شامل ہے۔ خواہ کہیں واقع ہو۔ حکومت ہند نے شہری مقامات کے انتقال کے بارے میں جو ہدایات جاری کی ہیں۔ وہ بھی ضمیمہ چہارم میں درج ہیں ۔

۱۰۸۷۔ الحاق پنجاب کے بعد ۳۵ سال تک یہ حکمت عملی جس کا ذکر

پٹہ داران کا نجی انہار کھودنا اس فصل میں کیا گیا ہے۔ کافی کامیاب رہی۔ مگر اس کی مکمل کامیابی کے راستہ میں قدرت نے بڑی بڑی رکاوٹیں ڈال رکھی ہیں۔ مگر جہاں سرکار وسیع بنجر رقبہ جات کی مالک ہے۔ وہاں عموماً بارش بہت کم ہوتی ہے۔ جس سے بارانی کاشت نہایت تھوڑی اور غیر یقینی ہوتی ہے۔ اور مزید براں وہاں سطح آب اس قدر دور ہے۔ کہ احداث چاہ آسان نہیں اور اُن سے سیرابی منفعت رساں نہیں ہو سکتی۔ صوبہ کے جنوب مغربی حصہ میں بارش اس قدر خفیف اور غیر یقینی ہے۔ کہ چاہات بھی بغیر طغیانی دریا یا انہار زیادہ مفید نہیں۔ بنا بریں بعض پٹہ داران کو اپنے رقبہ جات سیراب کرنے کے لئے اپنی انہار کھودنے کی اجازت دی گئی۔ اور اس طرح کاشت میں بہت توسیع ہوئی۔ بالخصوص ضلع شاہ پور میں۔ مالکان انہار زیادہ تر اپنی اراضیات ہی آبپاشی کرتے۔ مگر وافر پانی وہ ہمسایہ کو باخذ آبیانہ بھی دیتے تھے۔ جو عموماً پیداوار کا کوئی حصہ ہوتا تھا۔ تحصیل فیروزپور کے باشندگان نے جو دریائے ستلج کے کنارے آباد تھے۔ اپنے بلند ہمت ڈپٹی کمشنر میجر گرے صاحب کی ہدایات کے مطابق اپنے رقبہ جات کو سیراب کرنے کے لئے کئی چھوٹی چھوٹی زمینداری انہار کھودلیں۔ ان نجی انہار کے متعلق مشکل سوالات کا پیدا ہونا ناگزیر تھا۔ اور یہ بھی ظاہر تھا۔ کہ اقطاع شمالی ملک ہند کی نہروں اور پانی کے نکاس کے ایکٹ نمبر ۸ مصدرہ سنہ ۱۸۷۳ء کے مفصل احکام ان بہت سے چھوٹے ذرائع آبپاشی۔ خواہ وہ نجی ہوں یا نہ۔ جن کا انتظام گورنمنٹ کے ہاتھ میں ہو یا ماتحت ہو۔ کے حسب حال نہ تھے۔ "ایک پرائیویٹ نہر کا مالک ایک چاہ آبپاشی کے مالک کی مانند اپنی حدودِ جائداد سے باہر رہنے والے اشخاص سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ

نہر کلیتًا مالک کی اراضی کو سیراب کرنے کے لئے بنائی جائے۔ دریا یا قدرتی ندی سے پانی کھینچنے سے سرکار کے حقوق میں مداخلت ہوتی ہے۔ اور ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔ کہ بہم رسانی آب کا کھال دوسرے مالکان کی زمین سے نہ گزرتا ہو۔ عموماً نہ صرف مالک نہر کی اراضیات آبپاش ہوتی ہیں۔ بلکہ اس رقبہ کی جملہ اراضیات خواہ کسی شخص کی ملکیت ہوں۔ جہاں تک بہم رسانی آب ہو سکتی ہو۔ تو ایسی صورتوں میں مالکان اور آبپاشی کنندگان کے باہمی تعلقات کو استوار رکھنے اور ہر دو کے مفاد کو مدِنظر رکھتے ہوئے نہر کا اچھا اور پُرامن انتظام کرنے کی غرض سے ضروری ہے۔ کہ اس کا انصرام اور باقاعدہ نظم و نسق گورنمنٹ اپنے ہاتھ میں لے[1]۔

علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ کوئی غیر سرکاری شخص بہم رسانی آب کا اجارۂ خود مختاری حاصل کر کے دیگر اشخاص سے پانی کی اتنی زیادہ قیمت لے۔ کہ سرکار کے مطالبۂ مالگذاری کی ادائیگی میں دقت محسوس ہو۔ ان وجوہات کی بنا پر ایکٹ انہار خورد پنجاب نمبر ۳ مصدرہ ۱۹۰۵ء پاس کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

ایکٹ انہار خورد پنجاب نمبر ۳ ۱۹۰۵ء

۷۸۷۔ اس ایکٹ میں "نہر" کی تعریف بہت وسیع ہے[2]۔ ایکٹ ہائے انتظام اراضیات پنجاب کی جلد دوم میں مندرجہ قواعد کے ساتھ دو ضمیمہ جات شامل ہیں۔ جن میں کئی انہار شامل کی گئی ہیں۔ ایکٹ مذکور کے احکام زیادہ تر انہیں انہار کے متعلق ہیں۔ ضمیمہ اول میں زیادہ تر ایسی انہار خورد کے متعلق ہے۔ جو کلاً یا جزواً گورنمنٹ کی ملکیت ہیں۔ یا جن کا عہدہ داران سرکاری یا کوئی مقامی حاکم انتظام کرتے ہیں۔ ضمیمہ دوم ان انہار کے لئے مقصود ہے۔ جو غیر سرکاری مالکان کی ملکیت ہیں[3]۔ لوکل گورنمنٹ بذریعہ اشتہار ہر دو ضمیمہ جات میں ایزادیاں کرنے۔ کسی نہر کو ایک ضمیمہ سے دوسرے ضمیمہ میں تبدیل کرنے یا ہر دو سے مستثنےٰ قرار دینے کی مجاز ہے[4]۔ گورنمنٹ کوئی قدرتی کھال یا جھیل

[1] مسودہ قانون نمبر ۳ ۱۹۰۳ء کے منسلکہ اغراض و مقاصد دیکھو۔

[2] دفعہ ۳ (دوم) ایکٹ مذکورہ۔

[3] دفعہ ۲ کا شرطیہ فقرہ۔

[4] دفعہ ۲ (۲)۔

یا دیگر مجمع آب مشتہر کر سکتی ہے۔ اور بعد ازاں کوئی شخص بدون منظوری گورنمنٹ اس ذریعہ بہم رسانی سے پانی نہیں لے سکتا[1] دفعہ ۶ میں مشتہر شدہ مجمع بہم رسانی سے نہر تعمیر کرنے کا ضابطہ درج ہے۔ جو صاحب ڈپٹی کمشنر کو اختیار کرنا چاہیئے[2] محصول آب جس اصطلاح سے وہ مطالبہ شاہی مراد ہے۔ جو گورنمنٹ مالکان انہار سے پانی کے استعمال کے عوض وصول کرتی ہے۔ کی عائدگی دفعہ ۸ کی رُو سے قانونی طور پر جائز قرار دی گئی ہے۔ اور اس کا ضابطہ بیان کیا گیا ہے۔ ایکٹ کی فصل سوئم میں صاحب کلکٹر کو انہار مندرجہ ضمیمہ اول کے انتظام کے متعلق ضروری اختیارات عطا کئے گئے ہیں۔ اور آبیانہ عائد کرنے کے احکام بھی درج ہیں۔ ہر دو محصول آب و آبیانہ۔ جن کی تحصیل افسران سرکار کا فرض ہے بقایا مالگذاری زمین کے طور پر وصول کئے جا سکتے ہیں[3] نہر کو سالانہ صفائی کرنے کے لئے مزدور بلا اجرت (چھیر) بہم پہنچانے کا طریق بھی بعض صورتوں میں جائز قرار دیا گیا ہے[4] کسی نہر کے متعلق مسل مرتب کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ جس میں دیگر امور کے علاوہ رواج یا قاعدہ آبپاشی۔ پانی لینے کے حقوق اور پن چکیاں بنانے کے حقوق درج کئے جاتے ہیں[5] لوکل گورنمنٹ مجاز ہے۔ کہ کسی شخص کے حقوق نہری بعد ادائیگی معاوضہ ساقط کر دے۔ جبکہ ان حقوق کا استعمال دیگر آبپاشی کنندگان کے مفاد کے لئے یا عمدہ انتظام یا ترقی یا توسیع نہر کے لئے مضر ہو[6] فصل چہارم ان انہار کے متعلق ہے۔ جو ضمیمہ دوم میں شامل ہیں۔ لوکل گورنمنٹ مجاز ہے۔ کہ کسی نہر کی حدود آبپاشی و شرح آبیانہ مقرر کرے۔ نہر مذکور کو پانی بہم پہنچائے اور تقسیم آب کا انتظام کرے۔ اور اس کے متعلق مثل حقیت تیار کروائے[7] بعض حالات میں صاحب کلکٹر کو کسی نہر کا مہتمم مقرر کرنے کا اختیار ہے۔ لوکل گورنمنٹ کسی نہر کا انتظام اپنے ہاتھ میں لینے کی مجاز ہے۔ اگر نہر مذکور کا مالک خود اس امر پر رضا مند ہو۔ اور بصورت بد انتظامی اگر وہ احکام مجریہ زیر دفعہ ۳۹ کی بالقصد

---

[1] دفعات ۴ - ۵ و ۷ ؀

[2] دفعات ۲۹ تا ۳۲ و ۹۸ ؀

[3] دفعات ۲۶ و ۲۷ و ہدایت نامہ بندوبست کا فقرہ ۹۴۴ ملاحظہ کرو ؀

[4] دفعہ ۲۸ ؀

[5] دفعہ ۱۱ ؀

[6] دفعات ۳۵ و ۳۹ ؀

[7] دفعہ ۳۴ ؀

یا متواتر خلاف ورزی کرتا ہو۔ اور اگر نہر کا اہتمام مالک کی رضامندی کے بغیر اختیار کیا گیا۔ تو مالک مذکور اس امر کا مطالبہ کرنے کا مجاز ہے کہ گورنمنٹ اس نہر کو خرید لے[۱]۔ لوکل گورنمنٹ مجاز ہے۔ کہ مالک نہر کی درخواست پر اس نہر کے متعلق قابل الوصول آبیانہ کی تحصیل اپنے ہاتھ میں لے[۲]۔ فصل پنجم کے احکام جملہ انہار مندرجہ ضمیمہ جات اول و دوئم پر اطلاق پذیر ہیں۔ اس فصل میں صاحب کلکٹر کو ضروری اختیارات عطا کئے گئے ہیں۔ کہ:۔

(الف) وہ اس امر کا اطمینان کر سکیں۔ کہ انہار اور ان سے متعلقہ تعمیرات کو اچھی قابل استعمال صورت میں قائم رکھا جاتا ہے۔ اور کہ وہ خطرہ سے محفوظ ہیں[۳]

(ب) وہ حصہ داران کے باہمی تنازعات کا تصفیہ کریں[۴]

اس فصل میں پن چکیوں کی تعمیر[۵] دریاؤں کھاڑیوں قدرتی کھالوں یا قدرتی نالی ہائے نکاس میں پانی کے بہاؤ کا باقاعدہ انتظام کرنے اور اُن کی رکاوٹوں کو اٹھوانے کے اختیارات بھی دئے گئے ہیں[۶] اسی فصل کے احکام کے ماتحت لوکل گورنمنٹ کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ اگر رفاہِ عام کے لئے کسی نہر کا حاصل کرنا قرین مصلحت معلوم ہو۔ تو اس نہر کو حاصل کر لیا جائے[۷]۔ عدالت ہائے دیوانی کو اس ایکٹ کے متعلقہ معاملات میں کوئی اختیار سماعت حاصل نہیں[۸]۔ اور بعض جرائم زیر ایکٹ ہذا کے لئے معمولی سزائیں مقرر کی گئی ہیں[۹]۔ اس قسم کے جرائم کی سماعت صرف مجسٹریٹ درجہ اول یا دوئم ہی کر سکتے ہیں۔

۸۸۷۔ توسیع کاشت کے بارہ میں جن کوششوں کا ذکر فقرات ماسبق میں کیا گیا ہے۔ ان عظیم الشان تجاویز آبپاشی کے نتائج کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔ جو گزشتہ چالیس سالوں میں عمل میں آئی ہیں۔ اور جن کا مفصل تذکرہ پنجاب کالونی مینول (دستور العمل نوآبادیات پنجاب) کی جلد اول میں ملے گا۔

نہری نوآبادیات کی تجویز

[۱] دفعات ۳۶ و ۳۷۔

[۲] دفعات ۵۲ تا ۵۷۔

[۳] دفعہ ۵۸۔

[۴] دفعات ۵۵ تا ۴۸۔

[۵] دفعہ ۷۱۔

[۶] دفعہ ۴۰۔

[۷] دفعات ۴۲ - ۴۴۔

[۸] دفعات ۴۹ تا ۵۱

[۹] دفعہ ۶۰۔

تیئیسویں فصل

عدالتہائے مال و مقدمات مال

۷۸۹۔ جب کوئی ریونیو افسر انتظامیہ حیثیت کی بجائے جوڈیشل حیثیت سے کام کرتا ہے۔ تو وہ عدالت مال کہلاتا ہے۔ عدالتہائے مال کے اتنے ہی درجے ہیں جتنے کہ ریونیو افسروں کے۔ اور حسب معمول کسی درجہ کا ریونیو افسر اسی درجہ کی عدالت مال تصور ہوتا ہے۔ اور دونو صورتوں میں اختیارات سماعت یکساں اور مساوی العمل ہوتے ہیں[۱]۔

عدالت مال کی تعریف

۷۹۰۔ عدالتہائے مال و دیوانی میں فرق صرف محکمہ کا ہے ضابطہ کارروائی کا کوئی فرق نہیں ہے۔ البتہ یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مقدمات محولہ فقرہ نمبر ۷۹۳ کی تجویز وہ افسر کریں جن کو روزمرہ مالی کام و پیداوار اراضی و امثلہ حقیت سے سابقہ پڑتا ہے۔ اور جس کی وجہ سے دیہاتی آبادی کے ساتھ ان کو گہرا لگاؤ رہتا ہے۔ کیونکہ ایسے خاص تجربہ کے ذریعہ جو اس طرح پر حاصل کیا جاتا ہے امور تنقیح کی فہمید جلدی ہو سکتی ہے۔ اور شہادت کے حاصل کرنے میں آسانی اور اس کو وزن کرنے کی زیادہ استعداد پیدا ہوتی ہے۔

اس امر کی وجہ کہ بعض دعاوی عدالتہائے مال میں سماعت ہونے لازمی ہیں

۷۹۱۔ جہاں تک کہ احکام مجموعہ ضابطہ دیوانی و قواعد و احکام مصدرہ ہائیکورٹ پنجاب اطلاق پذیر ہو سکتے ہیں۔ عدالتہائے مال کا ضابطہ کارروائی اُن[۲] کے مطابق ہوگا۔ بروئے دفعہ ۸۸ (۱) ایکٹ دخل رعیتانہ عدالتہائے مال کے ضابطہ کے متعلق خاص قواعد وضع کرنے کا

عدالتہائے مال کا ضابطہ کارروائی

---

[۱] دیکھو دفعہ ۷۷ (۲) ایکٹ ۱۶ ۱۸۸۷ء دفعات محولہ فصل ہذا سے ایکٹ مذکور کی دفعات مراد ہیں۔

[۲] دیکھو دفعہ ۸۸ (۲) (الف)۔

اختیار دیا گیا ہے۔ لیکن تاحال اختیار مذکور عمل میں نہیں لایا گیا ہے[۵۱]۔ یہ خیال بالکل غلط ہے کہ مقدمات مال باقاعدہ نہیں ہوتے۔ اور بمقابلہ مقدمات دیوانی کے اُن کا دار زیادہ تر ترجیح کے میلان طبع پر ہوتا ہے۔ مقدمات مال کی تحقیقات میں ایسی ہی احتیاط ہونی واجب ہے۔ جیسی کہ مقدمات دیوانی میں ہوتی ہے اور عدالتہائے مال و دیوانی دونو میں صریح احکام قانون و اصول انصاف پر بدرجہ مساوی التفات و توجہ ہونی لازم ہے۔

اوقات مختلف میں عدالت ہائے مال کی حدود اختیارات سماعت

۹۲ھ۔ کچھ عرصہ ہوا کہ اختیارات سماعت عدالت مال موجودہ اختیارات کی نسبت زیادہ وسیع تھے۔ اور مقدمات اراضی کی جمیع اقسام پر حاوی تھے۔ مختلف اوقات پر جو اختیارات عدالت ہائے مال کو حاصل رہے ہیں۔ اُس کی تاریخ فصل ہذا میں درج کرنی غیر ضروری طوالت ہے۔

عدالت ہائے مال کے قابل سماعت مقدمات

۹۳ھ۔ بموجب دفعہ ۷۷ (۳) ایکٹ دخل رعیتانہ مرمہ بروئے دفعہ ۲۲ (ایکٹ انتقال اراضی پنجاب (نمبر ۱۳ سنہ ۱۹۰۰ء) و ایکٹ ۲ سنہ ۱۹۱۱ء سترہ اقسام مقدمات صرف عدالت ہائے مال کی سماعت اور تجویز کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ منجملہ ان کے گیارہ نالشیں ایسی ہیں۔ جن میں بیدخلی۔ لگان۔ و حقوق دخیلکاری وغیرہ کی نسبت صاحبان زمین و مزارعان کا تعلق ہوتا ہے۔ اور باقیماندہ چھ حسب ذیل ہیں۔

(الف) نالشات دربارہ رقوم جو حسب[۵۲] دہی یا اخراجات[۵۳] دیہہ کی بابت واجب الادا ہوں۔

(ب) نالش منجانب حصہ دار محال یا کھاتہ ملکیت نسبت دلا پانے حصہ منافع محال یا کھاتہ مذکور کے یا دربارہ تصفیہ حساب کے۔

(ج) نالشات دربارہ بازیافت ایسی زائد رقم کے جو لگان یا مالیہ زمین یا کسی دیگر ایسے مطالبہ کی بابت ادا کی گئی ہو۔ جس کی نسبت عدالت مال

---

۵۱ دفعات ۹۸ لغایت ۹۲ و ۱۰۱ ایکٹ دخل رعیتانہ و نیز دیکھو قواعد ۱۲ (۱) و ۱۳ زیر دفعہ ۲۶ (۱) (و) ایکٹ مذکور جو بعض خفیف امورات ضابطہ کارروائی کے متعلق وضع کئے گئے ہیں۔

۵۲ دیکھو فقرہ ۹۸۵ ہدایت نامہ بندوبست۔

۵۳ دیکھو فقرہ ۹۳ ہدایت نامہ بندوبست۔

ہیں دعویٰ ہو سکتا ہے۔

(د) نالشات منجانب مالکان اراضی دربارہ وصولی ایسی رقوم کے جو حقوق والبستہ زمین کے استفادہ کی بنا پر یا پانی کے فوائد کے متعلق واجب الطلب ہوں[1]۔

(ھ) دعاوی دربارہ ایسی رقوم کے جو مالیہ زمین یا کسی دیگر ایسے مطالبہ کی بابت واجب الادا ہوں۔ جو مثل بقایائے مالگذاری قابل وصول ہو۔ نیز ایسی نالشات منجانب اعلےٰ مالک برائے وصولی ایسی دیگر رقوم کے جو اُس کو بحیثیت اعلےٰ مالک واجب الوصول ہوں۔

(و) نالشات متعلق مواجب قانونگویان و ذیلداران و انعامداران و عہدہ داران دیہی۔

دفعہ ۳۴ (۲) (الف) ایکٹ انہار خورد پنجاب نمبر ۳ مجریہ ۱۹۰۵ء میں درج ہے کہ جو تنازعات ملکیت نہر کے متعلق یا مالکوں کے درمیان کسی نہر کے حقوق آبپاشی کی بابت ہوں۔ یا جو نہر کی تعمیر یا حفاظت کے بارہ میں یا ایسی تعمیر یا حفاظت کے حصہ اخراجات کی ادائیگی کی نسبت پیدا ہوں۔ یا جو نہری پانی کی باری اور تقسیم کے متعلق دائر ہوں۔ اُن کے فیصلہ کے لئے صاحب کلکٹر عدالت مال کی حیثیت میں کارروائی کریں گے۔

۹۴۔ اگر کسی مقدمہ میں جو عدالت مال میں زیر تجویز ہو عدالت مذکور کی یہ رائے ہو کہ کسی امر متنازعہ کا عدالت دیوانی سے تصفیہ ہونا مناسب تر ہے۔

بعض معاملات متنازعہ کے انفصال کے لئے فریقین کو عدالتہائے دیوانی میں نالش کرنے کی ہدایت

تو عدالت مذکور مجاز ہے کہ جس عدالت کے وہ تابع ہے اُس سے اسبات کی اجازت کے لئے درخواست کرے کہ کسی فریق کو امر متنازعہ مذکور کے انفصال کی غرض سے عدالت دیوانی میں نالش رجوع کرنے کی ہدایت کی جائے۔ اگر اس حکم کی تعمیل کی گئی ہے تو عدالت مال کو لازم ہوگا کہ وہ مقدمہ زیر تجویز کا فیصلہ عدالت دیوانی کی ڈگری کے مطابق کرے۔ اور اگر نالش دیوانی رجوع نہ کی جائے۔ تو عدالت مال امر مذکور کا فیصلہ حسب اقتضائے رائے خود کر سکتی ہے[2]۔

[1] دیکھو فقرہ ۶ و ۳۱ ہدایت نامہ بندوبست۔

[2] دفعہ ۹۹

اختیارات ہائیکورٹ دربارہ فیصلہ کرنے تنازعات متعلق اختیار سماعت

۷۹۵- بروئے احکام ایکٹ دخل رعیتانہ اختیار سماعت کے شکوک رفع کرنے کے لئے ہائی کورٹ میں استصواب کرنے کی اجازت ہے[1]- نیز ہائی کورٹ کو اختیار دیا گیا ہے- کہ اس کارروائی کو جو اختیار سماعت کے مغالطہ کے باعث عدالت دیوانی یا مال میں عمل میں آئی ہو جائز قرار دے[2] ؛

نالشات جو بالخصوص صاحب کلکٹر کی قابل سماعت ہیں

۷۹۶- اختیارات ابتدائی کی اغراض کے لئے صاحب کلکٹر کی عدالت اعلیٰ عدالت مال تصور ہوتی ہے- نالشات مال کی چار اقسام صاحب کلکٹر کی عدالت یا ایسے اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول کی سماعت کے لئے مخصوص کی گئی ہیں[3] جس کو بہ تعین نام اُن کی سماعت کا اختیار عطا کیا گیا ہو[4]- منجملہ اُن کے صرف ایک ہی قسم کے مقدمات دربارہ اضافہ یا تخفیف لگان مزارعان دخیلکار بخاص غور زیر تذکرہ کے قابل ہیں ؛

مزارعہ دخیلکار کے اضافہ لگان کی نسبت دعادی

۷۹۷- مزارعہ دخیلکار کے اضافہ یا تخفیف لگان کے متعلقہ قانون کی مفصل توضیح ہدایت نامہ بندوبست کے فقرہ ۲۱۶ میں کی گئی ہے- غائت درجہ اُس شرح تک رقم مالکانہ میں ایزادی ہو سکتی ہے- جو فقرہ مذکور میں مندرج ہے- لیکن عدالت کے لئے یہ لازمی نہیں کہ اضافہ لگان کی ڈگری اس انتہائی حد تک صادر کرے- جس کی قانوناً اجازت ہے- اور اکثر مقدمات میں ایسا کرنا نہایت نامناسب ہوگا- جملہ رونیو افسران کو واضح رہے- کہ اختتام کارروائی ہائے بندوبست پر ایسے مزارعان دخیلکار کی شرح مالکانہ میں اضافہ کرنے میں احتیاط از حد ضروری ہے- جن کی رقم مالکانہ میں معاملہ زمین کی بیشی کی وجہ سے بہ نسبت شرح سابقہ کافی اضافہ ہو گیا ہو- ایکٹ دخل رعیتانہ نمبر ۱۶ مجریہ ۱۸۸۷ء کے نفاذ سے پہلے مزارعان دخیلکار مالیہ وجبوب کے علاوہ جو زرقوم

ف۱ دفعہ ۹۹ ؛

ف۲ دفعہ ۱۰۰ ؛

ف۳ دفعہ ۷۷ (۳) (الف) (ب) (ج) ایکٹ نمبر ۱۶ ۱۸۸۷ء اور دفعہ ۲۲- ایکٹ نمبر ۱۳ ۱۹۰۰ء

دعاوی زیر دفعہ ۷۷ (۳) (ب) (ج) شاذونادر ہی عائد ہوتے ہیں ؛

ف۴ دفعہ ۷۷ (۴) (ب) ایکٹ نمبر ۱۶ ۱۸۸۷ء ؛

مالکانہ ادا کرتے تھے۔ وہ بعض حصص ملک میں نہایت قلیل المقدار ہوتی تھیں۔ اور تمام اضلاع میں اندراجات واجب العرض کی رو سے ان کی ایزادی کی ممانعت تھی ۔

۷۹۸۔ ایکٹ مذکور کا ایک مدعا یہ بھی تھا کہ جہاں مزارعان دخیلکار کی ذیگی شرح لگان بہت قلیل ہو۔ مالکان اس میں اضافہ کرا سکیں اس غرض کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن ایسے غیر معمولی اضافہ سے احتراز کرنا لازم ہے۔ جس کی بنا پر مزارعان دخیلکار کے کسی خاص گروہ کا لگان اس شرح سے تجاوز کر جائے جو ہمچو قسم مزارعان کے لئے گردونواح میں مروج ہو۔ یہ بھی مناسب نہیں ہے کہ ہمیشہ ایسی شرح لگان۔ جو مزارعان تابمرضی علی العموم قریب و جوار میں ادا کرتے ہیں۔ اس کو نظر انداز کیا جائے۔ پنجاب کے بعض حصص میں اور بالخصوص جنوب مشرقی اضلاع میں عام رواج تھا۔ کہ ایسے مزارعان کوئی لگان ادا نہیں کرتے تھے۔ رقم مالگذاری۔ حبوب اور اخراجات دیہی کی بابت فصل رواں کا مطالبہ رقبہ مزارعہ پر باچھ کیا جاتا تھا اور مالکوں کے ساتھ مزارعان بھی ایبار سدی حصہ ہی ادا کرتے تھے۔ غالباً یہ ابتدائی عمل اب کسی جگہ رائج نہیں ہے۔ لیکن جہاں کہیں اس کا عمل موجود ہو۔ یا جہاں کسی دیگر وجہ سے مزارعان تابعرضی کی ذیگی شرح لگان بہت قلیل ہو۔ تو مزارعان دخیلکار کے لگان میں بھاری ایزادی سے پرہیز کرنا لازم ہے ۔

۷۹۹۔ باوجودیکہ پنجاب میں بیس لاکھ ایکڑ سے زائد رقبہ ایسے مزارعان دخیلکار کے زیر کاشت ہے۔ جو لگان نقدی ادا کرتے ہیں۔ تاہم مقدمات اضافہ لگان کی تعداد نسبتاً بہت کم[1] ہے۔ اگر کسی مزارعہ دخیلکار کے لگان میں کسی ڈگری کی بنا پر اضافہ ہو چکا ہو۔ یا اضافہ لگان کا دعویٰ خارج ہو چکا ہو۔ تو دس سال تک مکرر ایزادی کے لئے کوئی مزید کارروائی نہیں ہو سکے گی[2] ۔

۸۰۰۔ دس قسم کے مقدمات ایسے ہیں جن کی سماعت اسسٹنٹ کلکٹر

(حاشیہ: غیر معمولی اضافہ کی ممانعت)

(حاشیہ: بعد صدور ڈگری دس سال تک کسی مزید کارروائی اضافہ کی ممانعت ہے)

---

[1] مزید کوائف کے لئے سالانہ رپورٹ محکمہ مال کا نقشہ نمبر ۱۵ ملاحظہ کرو ۔

[2] دفعہ ۲۴ (۳) ایکٹ نمبر ۱۶ ۱۸۸۷ء اضافہ لگان کے مقدمات میں معاوضہ ترقیات کی نسبت دیکھو فقرہ ۸۰۴ ۔

مقدمات قابل سماعت اسسٹنٹ کلکٹران درجہ اول یعنی نالشات استقرار حق دخیلکاری

درجہ اول ہی کر سکتے ہیں - اور وہ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم کے حدود اختیار سے باہر ہیں منجملہ ان کے قسم اول یعنی نالشات دربارہ استقرار حق دخیلکاری خاص طور پر قابل تذکرہ ہیں ۔ ہدایت نامہ بندوبست کے فقرات نمبر ۲۰۰ لغایت ۲۱۱[1] میں ان وجوہات کی بالتفصیل صراحت کی گئی ہے - جن کی بنا پر کوئی ایسی نالش رجوع ہو سکتی ہے - پنجاب میں محض امتداد ایام قبضہ کے لحاظ پر کسی صورت میں حق دخیلکاری حاصل نہیں ہوتا - اس لئے عرصہ دراز سے کثیر التعداد مزارعان کی حیثیت کی نسبت قطعی فیصلہ ہو چکا ہے اور مقدمات استقرار حق دخیلکاری کی تعداد زیادہ نہیں ہے - البتہ جس قدر مقدمات اس قسم کے ہوتے ہیں - اُن میں سے غالباً اکثر کارروائی بیدخلی کی تردید میں دائر کئے جاتے ہیں جنمیں کامیابی کی بہت کم توقع ہوتی ہے ۔

دعاوی دربارہ بیدخلی

۱۰۵ - دیگر قابل ذکر تین اقسام کے مقدمات تقریباً ایک ہی نوعیت کے حسب ذیل ہوتے ہیں :-

(الف) دعاوی منجانب صاحب زمین بغرض بیدخلی مزارعہ -

(ب) دعاوی منجانب مزارعہ بنا بر تردید اطلاعنامہ بیدخلی -

(ج) مقدمات از طرف مزارعہ دربارہ واپسی دخل یا دلا پانے معاوضہ بصورت بیدخلی ناجائز ۔

نالشات بغرض بیدخلی مزارعہ دخیلکار و مزارعہ جو ایک مدت معین کیلئے قابض ہو

۲۰۵ - مزارعہ نا بحرضی کو اپنے کھاتہ زمین سے بیدخل کرنے کے متعلق سرسری ضابطہ فقرات ۶۰ لغایت ۶۲ میں بیان کیا گیا ہے - البتہ ضابطہ مذکور مزارعان دخیلکار کی صورت میں و نیز ایسے مزارعان کے برخلاف جو ایک سال سے زیادہ میعاد کے لئے قابض ہوں حاوی نہیں ہے - ایسے مزارعان صرف عدالت مال کی ڈگری کی بنا پر ہی بیدخل کئے جا سکتے ہیں[2] - البتہ جب مزارعان دخیلکار متناسب فصل کے بعد اپنی ذمگی تقایائے لگان کی ڈگری کا ایفا نہ کریں[3] - تو

---

[1] دیکھو فقرہ ۲۰۷ ہدایت نامہ بندولست ۔

[2] دفعہ ۴۲ ۔

[3] دیکھو فقرہ ۵۷۵ ۔

اُس صورت میں بھی اُن کی بیدخلی عمل میں آسکتی ہے۔ جن وجوہات کی بنا پر مزارعہ دخیلکار کی بیدخلی کی کاروائی رجوع ہو سکتی ہے اُن کی تفصیل ہدایت نامہ بندوبست کے فقرہ نمبر ۲۱۳ میں بیان کی گئی ہے۔ اور بھی وجوہات کسی ایسے مزارعہ کو بیدخل کرنے کے واسطے پیش کی جا سکتی ہیں جو بروئے پٹہ یا بموجب ڈگری یا بحکم عدالت ایک مدت معین کے لئے قابض ہو۔ مزید براں کوئی دیگر ایسی وجہ بھی نکل سکتی ہے۔ جس کی بنا پر بروئے معاہدہ یا ڈگری یا حکم عدالت بیدخلی جائز قرار دی جائے[1]۔ "جب صاحب زمین کی بناء دعوی یہ ہو۔ کہ کسی کھاتہ رعیتی کی کاشت نہ کرنے کے باعث مزارعہ کا حق زائل ہو چکا ہے۔ تو ایسے معاملہ کی نسبت مناسب اور معقول تحقیقات کرنی چاہیئے۔ اس کے متعلق حسب ذیل الفاظ ایکٹ میں استعمال ہوئے ہیں "کہ مزارعہ کافی وجہ کے بغیر اپنی زمین کو اُس طریق پر اور اس حد تک کاشت کرنے سے قاصر رہا ہے جو اُس علاقہ میں مروج ہے جہاں وہ زمین واقع ہے[2]" جب کوئی مزارعہ دخیلکار کسی سخت خشک سالی میں مویشیوں کے ہلاک ہو جانے کے باعث یا کسی دیگر معقول وجہ پر اپنے کھاتہ رعیتی کی مناسب طور پر کاشت کرنے سے معذور رہا ہو۔ تو اُس پر مزید وبال نہیں ڈالنا چاہیئے۔ کہ حق دخیلکاری سے بھی قطعاً محروم کیا جائے۔ بلکہ اگر مزارعہ کسی قدر قصوروار بھی ثابت ہو۔ تاہم یہ لازمی نہیں ہے۔ کہ اُس کا حق دخیلکاری ساقط کیا جائے۔ دفعہ ۴۵ ایکٹ دخل رعیتانہ کی رو سے عدالت کو وسیع اختیار حاصل ہے۔ کہ حسب اقتضائے رائے خود مزارعہ کے خلاف ڈگری بیدخلی صادر کرنے کی بجائے یہ حکم دے کہ صاحب زمین کو جو نقصان مزارعہ کے فعل یا ترک فعل سے پہنچا ہے اور جس کی بنا پر دعوے رجوع ہوا ہے۔ مزارعہ مذکور اُس کی تلافی کرے۔ یا اُس کی بابت معاوضہ ادا کرے۔ خوش قسمتی سے پنجاب میں مقدمات بیدخلی عام نہیں ہیں[3]۔

۳۰۴۔ اطلاعنامہ بیدخلی کے ذریعہ مزارعہ تابعمرضی کو جس پر اطلاعنامہ

---

[1] دفعہ ۴۰ (ج)۔

[2] دفعات ۳۹ (ب)، و ۴۰ (ب)۔

[3] مقدمات بیدخلی کے اعداد و شمار سالانہ رپورٹ محکمہ مال کے نقشہ نمبر ۱۶ میں درج ہیں۔

مقدمات تردید اطلاعنامہ بیدخلی | مذکور کی تعمیل ہونی مطلوب ہے۔ اس امر کی اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگر وہ اپنی بیدخلی کے خلاف عذر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تو اس کو دو ماہ کے اندر عدالت مال میں اس کے متعلق نالش رجوع کرنی چاہیئے[1]۔ ایسی نالشات ایک معقول تعداد میں دائر ہوتی ہیں۔ جن میں مزارعان اکثر کامیاب بھی ہوتے ہیں۔ اگر مزارعہ مذکور اپنے دعوے ثابت کرنے میں قاصر رہے تو اُس کی بیدخلی کے لئے ڈگری صادر ہونی واجب[2] ہے۔

۸۰۴۔ جو مقدمات صاحب زمین کی طرف سے دربارہ اضافہ لگان یا
دعاوی دربارہ دلاپانے معاوضہ | بیدخلی رجوع ہوں یا مزارعہ کی جانب سے بنابر تردید اطلاعنامہ بیدخلی دائر ہوں اُن میں عدالت کا فرض ہے۔ کہ مزارعہ کو یہ ہدایت کرے۔ کہ اگر اُس کو معاوضہ ترقیات کا کچھ دعوے ہے تو پیش کرے۔ بلکہ جب بیدخلی کا سوال زیر تنقیح ہو۔ تو مزارعہ کو یہ بھی ہدایت کرنی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے دعوٰی میں معاوضہ خلل اندازی کی ایسی رقم بھی شامل کرے۔ جس کی نسبت وہ اپنا استحقاق تصور کرتا[3] ہے۔ اگر کسی مقدمہ میں معاوضہ کی کوئی رقم واجب الادا قرار دی جائے۔ تو ڈگری اضافہ لگان یا بیدخلی کا اجرائے نہیں ہو سکتا۔ تاوقتیکہ صاحب زمین رقم معاوضہ جس کی ادائیگی کا وہ ذمہ وار ٹھہرایا گیا ہے عدالت میں داخل نہ کر دے[4]۔

۸۰۵۔ اگر کوئی مزارعہ جبراً یا کسی ایسی کارروائی کے ذریعہ بیدخل کیا جائے
نالشات بغرض واپس دلاپانے قبضہ | جو ایکٹ دخل رعیتانہ کی رو سے جائز نہیں ہے۔ یا اگر اجرائے اطلاعنامہ کے بعد جس کے جواز کی تردید میں وہ نالش دائر کرنے سے قاصر رہا ہے اس کی بیدخلی عمل میں آچکی ہے۔ تو مزارعہ مذکور اسبات کا مجاز ہے کہ بیدخلی سے ایک سال کے اندر کھاتہ رعیتی کے حصول قبضہ یا معاوضہ دلاپانے کے واسطے یا دونوں اغراض کے لئے دعوے کر[5] ے۔ لیکن ایسا دعوٰی

[1] دفعہ ۴۹ (۳)۔
[2] دفعہ ۴۹ (۶)۔
[3] دفعہ ۷۰ (۱)۔
[4] دفعہ ۷۰ (۲)۔
[5] دفعات ۵۰ و ۵۰-الف۔

زیر ایکٹ داد رسی خاص مصدرہ ۱۸۷۷ء رجوع نہیں ہو سکتا[۱]۔

۵۰۶۔ ایکٹ انتقال اراضی پنجاب نمبر ۱۳ مصدرہ ۱۹۰۰ء (مرممہ بذریعہ

نالشات دربارہ منسیخ انتقالات حق دخیلکاری

ایکٹ پنجاب نمبر ۱ مصدرہ ۱۹۰۷ء) کے نافذ العمل ہونے سے پہلے مختلف اقسام کے مزارعان دخیلکار کو اپنے حقوق منتقل کرنے کے متعلق جو اختیارات حاصل تھے۔ ان کی صراحت ہدایت نامہ بندوبست کے فقرہ نمبر ۲۱۴ میں کی گئی ہے۔ قانون کا یہ منشا نہیں ہے کہ مزارعہ کے حقوق دخیلکاری اس وجہ پر زائل کئے جائیں۔ کہ اس نے بے سوچے سمجھے یا بالارادہ اپنے جائز اختیارات متعلقہ کھاتہ زمینی سے تجاوز کیا ہے۔ ایکٹ مذکور میں صرف یہی درج ہے کہ بے ضابطہ انتقالات "صاحب زمین کی تحریک پر کالعدم ہوں گے"۔ نیز صاحب زمین محض اس امر کا مجاز ہے کہ تنسیخ انتقال یا بیدخلی منتقل الیہ کے واسطے یا دونوں اغراض کے لئے دعوے رجوع کرے۔ اگر دعوے میں کامیابی ہو۔ تو مدعی اور مزارعہ کے سابقہ تعلقات مکرر قائم ہو جائیں گے۔ بشرطیکہ مزارعہ نے قبضہ اراضی منتقل الیہ کے حوالہ نہ کر دیا ہو[۲]۔

۵۰۷۔ جن تین قسموں کے مقدمات کا اختیار سماعت اسسٹنٹ کلکٹر

دعاوی قابل سماعت اسسٹنٹ کلکٹران درجہ دوم یعنی مقدمات دربارہ بقایا لگان

درجہ دوئم کو حاصل ہے۔ اُن میں سے نالشات بابت بقایائے لگان سب سے زیادہ اہم تصور ہوتی ہیں۔ کل مقدمات میں سے جو پنجاب کی عدالتہائے مال میں دائر ہوتے ہیں۔ نصف سے زیادہ تعداد اس قسم کے مقدمات کی ہوتی ہے۔ لگان کے دعاوی زیادہ تر تحصیلدار و نائب تحصیلدار سماعت کرتے ہیں[۳] اور اپنی نوعیت کے لحاظ پر یہ مقدمات ہمیشہ آسان اور سادہ نہیں ہوتے۔ اس ابتدائی تنقیح کے فیصلہ کے بعد کہ آیا لگان ادا کیا

---

[۱] دفعہ ۵۱۔

[۲] دیکھو فیصلہ مال نمبر ۹ پنجاب ریکارڈ ۱۸۹۳ء۔

[۳] اسسٹنٹ کلکٹر درجہ دوئم کسی ایسے دعوے کی سماعت نہیں کر سکتے جس میں لگان متدعویہ کی مالیت پانچ سو روپیہ سے زیادہ ہو اور نائب تحصیلدار صرف سو روپیہ تک کی مالیت کا دعوٰی سماعت کر سکتے ہیں قاعدہ عدد (۱) و (۲) زیر ایکٹ دخل یعنیانہ۔

گیا ہے یا نہیں۔ اس سوال کا تصفیہ کرنا باقی رہتا ہے کہ کتنی رقم کی ڈگری دی جائے چونکہ اکثر صورتوں میں لگان بذریعہ جنس ادا ہوتا ہے اس لئے غیر معین پیداوار والی اجناس کی مالیت کا اندازہ کرنا پڑتا ہے۔ جن کی قیمت میں سال بسال بھاری اختلاف ہوتا رہتا ہے۔ فصل متنازعہ کا رقبہ زیر جنس خسرہ گرداوری سے معلوم ہو سکتا ہے۔ البتہ رقبہ خرابہ اس سے منہا کر دیا جاتا ہے۔ تخمینہ پیداوار اسی اصول پر مبنی ہونا چاہیئے۔ جو خالص[۱] آمدنی کا معیار تجویز کرنے کی غرض سے صاحب مہتمم بندوبست کسی چک تشخیص کے لگان کا تخمینہ کرنے کے لئے عمل میں لاتے ہیں۔ ہر ایک جنس کی اوسط پیداوار فی ایکڑ حتی الامکان پوری صحت سے تحقیق کرنی واجب ہے۔ اور رقبہ زیر جنس کو مفروضہ اوسط کے ساتھ ضرب دینے سے کل پیداوار حاصل ہو جائیگی۔ صاحب مہتمم بندوبست کا مرتب کردہ نقشہ دفتر میں موجود ہوتا ہے۔ جس میں ہر ایک تشخیص کی بعض موٹی موٹی اجناس کا تخمینہ پیداوار فی ایکڑ درج ہے۔ جب مزارعہ کی مقبوضہ اراضی معمولی حیثیت کی معلوم ہو۔ اور فصل بھی متوسط ہو۔ تو بالعموم مقدمات لگان کے اغراض کے لئے تخمینہ پیداوار مندرجہ نقشہ مذکورہ صحیح تسلیم کیا جاتا ہے۔ اگر حیثیت اراضی بالخصوص اچھی یا ناقص ہو یا حالت فصل متنازعہ اوسط سے بہت زیادہ یا بہت کم رہی ہو تو مذکورہ بالا تخمینہ پیداوار میں متناسب بیشی یا کمی کی جا سکتی ہے۔ صاحب زمین کا حصہ رسدی پہلے سے مقرر ہوتا ہے۔ لیکن اس بات کو یاد رکھنا لازمی ہے۔ کہ طبقہ کمین[۲] کو بھی مشترکہ پیداوار میں سے بعض حقوق ادا کئے جاتے ہیں۔ تشخیص تحصیل کی رپورٹ سے واضح ہوگا۔ کہ صاحب مہتمم بندوبست نے مختلف اقسام اراضی کے لئے ان حقوق کی مقدار کا کیا معیار رکھا تھا۔ اگر کل پیداوار کا دس فیصدی حقوق کمین کی ادائیگی میں صرف ہو۔ اور صاحب زمین کا حصہ باقی ماندہ پیداوار سے نصف ہو۔ تو گویا وہ سالم پیداوار کے ۴۵ فیصدی کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ صاحب زمین کے حصہ کا بھوسہ اکثر اس کے رسدی حصہ غلہ کی نسبت کم ہوتا ہے۔ لگان جنسی کو نقدی میں تبدیل کرنے کے لئے نرخ جو موقعہ فصل پر رائج تھا معلوم کرنا چاہیئے۔ بالعموم یہ نرخ

---

[۱] دیکھو فقرہ ۳۱۷ ہدایت نامہ بندوبست۔

[۲] " " ۳۳۸ " " " ۔

ہر ایک چک کی لال کتاب میں درج ہوتا ہے۔جس کو تحصیلدار یا نائب تحصیلدار آسانی سے ملاحظہ کر سکتا ہے[1]۔ عدالت مال کو اپنے فیصلہ میں اس طریقہ کا مختصراً ذکر کرنا واجب ہے۔جس پر اُس نے لگان کا اندازہ لگا کر ڈگری صادر کی ہے۔ اور عدالت ہائے اپیل کو ہمیشہ اس امر کی پوری پوری تعمیل کرانی چاہیئے۔

زر لگان کی اصولی پڑتال کھاتہ رعیتی کے مالیہ اراضی سے بھی ہو سکتی ہے۔بطور رہنمائی اس پڑتال کا طریق پنجاب ایکٹ دخل رعیتانہ ترمیمہ بروئے ایکٹ ۴ مصدرہ ۱۹۳۳ء کی دفعہ ۶۹ کی تحتی دفعہ ۲ میں دیا گیا ہے۔جس میں مندرج ہے۔کہ زمین صاف کرانے والے مزارعان کو خلل اندازی قبضہ پر معاوضہ دینے میں زر لگان مالیہ اراضی کی رقم سے دوگنا محسوب ہو سکتا ہے۔الا کسی ایسے محال میں جس کی تشخیص ۲۲ فروری ۱۹۲۹ء کو یا بعد میں منظور ہوئی۔زر لگان رقم مالگذاری کا چار گنا محسوب کیا جا سکتا ہے۔تاہم ممکن ہے کہ بندوبست ہائے مستقبل میں ان قیود کے باعث جو ترمیمی ایکٹ مالگذاری ملک پنجاب مصدرہ ۱۹۲۸ء نے ابتدائی تشخیص واجب الوصول پر عائد کی ہیں۔یہ معیار اطلاق پذیر نہ رہے۔ ہر دو معیار خالص محاصل کے بڑے سے بڑے حصہ سے جو لیا جا سکتا ہے۔تعلق رکھتے ہیں۔اس لئے ان کی مزید پڑتال خالص محاصل کے اس اصلی تناسب سے بھی ہو سکتی ہے۔جو بوقت بندوبست مقرر کیا گیا ہو۔

مقدمات لگان کے لئے میعاد

۸۰۸۔دعاوی لگان کے لئے تین سال کی میعاد مقرر ہے۔جب کسی عدالت نے صرف بارہ ماہ گذشتہ کی فصلوں کی بابت فیصلہ کرتا ہو۔تو ان کی حالت کی نسبت حاکم جلیس کے حافظہ و یادداشت سے کچھ مدد مل سکتی ہے۔لیکن جب زیادہ پرانی فصلہائے سابقہ کی نسبت تجویز کرنی ہو۔تو صحیح اور منصفانہ فیصلہ کے لئے بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔صاحبان زمین اور یا مخصوص مرتہنان بعض اوقات ناقص سالوں میں اپنا حصہ لینے سے اس بھروسہ پر گریز کرتے ہیں۔کہ وہ نالش رجوع کر کے اس حصہ کی نسبت زیادہ رقم حاصل کر سکیں گے۔جو اُن کو موقعہ خرمن پر بذریعہ جائز بٹائی مل سکتا تھا۔ اگر کوئی صاحب زمین لگان واجب الادا کے لئے کئی سالوں تک دعوے کرنے سے قاصر رہا ہے تو ایسے اشتباہ کے لئے کافی وجہ ہو سکتی ہے۔کہ اُس نے

[1] عدالتہائے صدر کو یہ مصالحہ لال کتاب چکلہ سے جو صدر قانونگوی کی تحویل میں رہتی ہے دستیاب ہو سکتا ہے۔

مناسب موقع پر دعوے کرنے سے ارادتاً احتراز کیا تھا۔ کیونکہ اسوقت بآسانی ثابت ہوسکتا تھا۔ کہ پیداوار ناقص تھی ؞

ایسے مقدمات میں قرین انصاف ہے کہ تخمینہ پیداوار کی بنا پر تعین لگان کا مشتبہ طریق چھوڑ دیا جائے۔ اور جن اضلاع یا حصص اضلاع کا بندوبست ایکٹ (ترمیمی) مالگذاری نمبر ۳ مصدرہ ۱۹۲۸ء سے پہلے ہو چکا ہے۔ مالیہ زمین اور حبوب[1] کی دو چند رقم اور جن علاقوں کی تشخیص ۲۲ر فروری ۱۹۲۹ء کو یا اس کے بعد منظور ہوئی ہو۔ مالیہ زمین اور حبوب کی چارگنا رقم کی ڈگری صادر کی جائے۔ اور اگر یہ معلوم ہو جائے۔ کہ حالت فصل بہت خراب رہی ہے۔ تو یہ رقم بھی زیادہ ہوگی۔ اور لگان کی ڈگری میں مزید تخفیف کرنی واجب ہوگی ؞

لگان کا معاف کرنا

۸۰۹۔ گو وہ بالمقطع نقدی لگان مقرر ہو عدالت مجاز ہے۔ کہ صاحب کلکٹر کی منظوری حاصل کرکے اس کا کوئی جزو اس وجہ پر معاف کر دے کہ کسی کھاتہ رعیتی کا رقبہ دریابردی کے باعث یا کسی اور سبب[2] سے کم ہوگیا ہے۔ یا اُس کی پیداوار میں کسی موسمی آفت کی وجہ سے کمی واقع ہوگئی ہے۔ ایسے مقدمات میں اس اصول کی پیروی ہونی چاہیئے۔ کہ مزارعہ کے ساتھ اس کی ذمگی لگان کی بابت ایسا ہی سلوک مرعی رکھا جائے۔ جیسا کہ صاحب زمین کے ساتھ مطالبہ مالگذاری کی نسبت مرعی رکھا گیا ہے۔ یا آئندہ نہ رکھا جائیگا۔ جب کہ سرکار رقم مالگذاری کا جزو ترک کرتی ہے۔ تو صاحب زمین کو بھی حسب رسد حصہ لگان معاف کرنا چاہیئے[3] ؞

تاوان شاخت زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ دخل رعیتانہ

۸۱۰۔ جس شخص نے صاحب زمین کی بلا اجازت کسی قطعہ زمین پر قبضہ کر لیا ہو تو وہ دفعہ ۱۴۔ ایکٹ دخل رعیتانہ کی رو سے اراضی مذکور کا لگان اُس شرح کے مطابق ادا کرے کا مستوجب ہوگا جو اس کی بابت گذشتہ سال فصلی میں واجب الادا تھی۔ یا اگر اُس سال میں کوئی لگان

---

[1] دراصل حبوب شامل نہیں ہونے چاہئیں۔ لیکن حسب دستور ان کو ترک کرنا غیر ضروری ہے۔ کیونکہ مالیہ زمین بالعموم چوتھائی حصہ لگان سے قاعدہ کم ہوتا ہے ؞

[2] دفعہ ۲۹۔ یہ دفعہ لگان جنسی و نیز لگان نقدی دو نو پر اطلاق پذیر ہے ؞

[3] دربارہ التواء و معافی بذریعہ حکم انتظامیہ دیکھو فقرہ ۳ و ۵۰ ؞

واجب الادا نہ تھا۔ تو قابض مذکور اس شرح کے مطابق لگان ادا کرنے کا ذمہ وار ہوگا۔ جو عدالت معقول و قرین انصاف تصور کرکے معین کردے۔ ایسے حالات میں جو رقم ادا کی جاتی ہے دراصل زر لگان تصور نہیں ہوتی۔ لیکن بغرض سہولت نالشات زیر دفعہ ۱۴ بھی بمنزلہ دعاوی بقایا لگان شمار کی جاتی ہیں[1]۔

امانتاً ادخال لگان

۱۱م۔ جب کوئی مدعا علیہ تسلیم کرتا ہو۔ کہ لگان متدعویہ اس سے واجب الوصول ہے۔ لیکن یہ عذر کرے کہ مدعی وہ شخص نہیں ہے۔ جو اس کی وصولی کا مستحق ہے۔ تو اس کو لازم ہے کہ وہ رقم مذکور عدالت میں داخل کردے ورنہ اس کا عذر پذیر نہیں ہوگا۔ جب اس نے زر لگان داخل کردیا۔ تو اپنی ذمہ واری سے سبکدوش ہوگیا۔ جس شخص کی نسبت مدعا علیہ بیان کرے کہ وہ اس کا صاحب زمین ہے اس کو اطلاع دی جائے گی[2]۔ کہ اگر وہ تین ماہ کے اندر مقدمہ لگان کے مدعی کے خلاف نالش رجوع کرکے رقم امانت کی ادائیگی کی نسبت حکم امتناعی حاصل نہیں کرے گا۔ تو رقم مذکورہ ابتدائی دعویدار یعنی مدعی کو دی جائے گی[3]۔

لگان کی ڈگریوں کا اجراء

۱۲م۔ وہ عدالت جو کسی بقایا لگان کی بابت ڈگری صادر کرے۔ مجاز ہے۔ کہ مزارعہ کی جائداد منقولہ پر یا جس کھاتہ کی بابت بقایا واجب الطلب ہو۔ اس کی ایستادہ اور خرمن گاہ پر پڑی ہوئی اجناس پر اجرائے ڈگری کا حکم صادر کرے۔ لیکن جب تک کسی مزارعہ کا قبضہ زمین پر قائم رہے وہ ایسی ڈگری کی اجرائے میں قید نہیں ہوسکتا[4]۔

حکمنامہجات دربارہ گرفتاری مزارعہ یا صاحب زمین پر قیود و بندشیں

۱۳م۔ کسی عدالت مال کو وجوہات ضروری کے بغیر جو قلمبند ہونی چاہئیں کسی مزارعہ یا مالک زمین کے خلاف جو اپنی زمین خود کاشت کرتا ہو۔ ہر دو فصلوں کے موقعہ

---

[1] دفعہ ۷۷ (۳) (ن)۔

[2] دفعہ ۹۵ (۱) (۲) و (۵)

[3] دفعہ ۹۵ (۳) کی تنسیخ دفعہ (۴) میں درج ہے۔ کہ دفعہ ہذا کا مضمون مانع اس امر کا نہ ہوگا۔ کہ کوئی شخص مدعی سے جس کو دفعہ ضمنی (۳) کے بموجب روپیہ ادا کیا گیا ہو بروئے استحقاق واپسی کا مطالبہ کرے۔

[4] دفعات ۹۶ و ۹۷۔

برداشت میں حکمنامہ گرفتاری جاری نہیں کرنا چاہیئے ۔

۴۱۸ - عدالتہائے مال کے ضبط انتظامیہ اور اپیل و نگرانی کے متعلق عملی طور پر اس قانون کے مطابق عملدرآمد ہوتا ہے جو ریونیو افسروں پر اطلاق پذیر ہے ۔ اور جس کی صراحت چھٹی فصل میں کی گئی ہے صاحبان فنانشل کمشنر کے روبرو عموماً انہی اقسام کے مقدمات عندالاپیل آتے ہیں ۔ جن کی نسبت فقرہ ۷۹۶ میں حوالہ دیا گیا ہے ۔ مقدمات نگرانی میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر صرف اسی وجہ پر ماتحت عدالت مال کے حکم میں دست اندازی کرتے ہیں ۔ جس وجہ پر عدالت عالیہ ہائیکورٹ کسی کارروائی یا حکم یا ڈگری عدالت دیوانی میں مداخلت کرنے کے لئے اپنے اختیارات نگرانی بروئے قانون نافذالوقت عمل میں لانے کی مجاز ہے (دفعہ ۸۴ (۵) ایکٹ وقل رعیناتہ) ۔ لیکن دفعہ ۸۸ (۲) (الف) و (ب) ایکٹ مذکور کی رو سے دفعہ ۱۱۳ مجموعہ ضابطہ دیوانی اور آرڈر ۴۶ ضمیمہ اول عدالت ہائے مال کی کارروائیوں سے متعلق ہیں ۔ اور کوئی عدالت ماتحت کسی مقدمہ کے واقعات تحریر کر کے صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کی رائے کے واسطے بھیج سکتی ہے ۔

ضبط انتظامیہ - اپیل و نگرانی

لے دیکھو قاعدہ ۱۴ زیر ایکٹ وقل رعیناتہ برداشت فصل کا موسم یکم اپریل لغایت ۳۱ مئی و ۱۵ ستمبر لغایت ۱۵ نومبر قرار دیا گیا ہے ۔

چوبیسویں فصل

متفرق

۸۱۶- بعض مشہور مقامات پر رصد گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ جو ڈائرکٹر جنرل اوف آبسرویٹریز (رصد گاہوں کے منتظم اعلےٰ) کے براہِ راست ماتحت ہیں۔ حکومتِ ہند کا میٹی آرولوجیکل (حوادثِ سماوی) محکمہ ہر ماہ کے موسمی حالات کے متعلق ایک نوٹ گزٹ میں شائع کرتا ہے ؛

حوادث سماوی کا مشاہدہ اور متعلقہ کوائف

دیگر صدر مقاموں اور تحصیلوں میں پیمانہ ہائے بارش نصب کیے گئے ہیں۔ جن کے نائب صدر قانونگو اور تحصیل قانونگو علے الترتیب انچارج ہوتے ہیں صدر قانونگو اور تحصیل دفتر قانونگو رجسٹر مرتب کرتے ہیں۔ جن میں بارش کا اندراج کیا جاتا ہے۔ صدر مقام کے رجسٹر میں ضلع کے ہر پیمائش کرنے والے مقام کے متعلق علیحدہ خانہ ہوتا ہے۔ اور صدر قانونگو ان کے ذمہ وار ہیں۔ ہر مہینے کے شروع میں گذشتہ ماہ میں بارش کے متعلق نقشہ تیار کیا جاتا ہے اور زراعتی حالت کے متعلق ایک یادداشت کے ہمراہ صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین کی خدمت میں ارسال کیا جاتا ہے۔ ان پیمانہ ہائے بارش کے علاوہ جو عملہ مال کی تحویل میں ہیں۔ بہت سے دیگر مقامات پر بھی جن کے متعلق بارش کا ریکارڈ رکھنا ضروری معلوم ہوتا تھا۔ پیمانے لگائے گئے ہیں۔ اور قابل عہدہ داران مثلاً سب اسسٹنٹ سرجنوں (ڈاکٹروں) کے سپرد کئے گئے ہیں۔ محکمہ انہار کے عمال اور مشہور زراعتی فارموں میں بھی بارش کا حساب رکھا جاتا ہے ؛

جب کبھی صاحب ڈپٹی کمشنر یا کوئی اسسٹنٹ یا اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تحصیل کا معائنہ کریں۔ تو انہیں پیمانۂ بارش اور رجسٹر بھی ملاحظہ کر کے تسلّی کرنی چاہیئے۔ کہ آیا دفتر قانونگو پیمانہ کو اچھی طرح پڑھ کر صحیح اندراج کر سکتا ہے۔

اور نتیجہ حکومت ہند کے محکمہ حوادث سماوی اور ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین کی خدمت میں ارسال کرنا چاہیئے۔ صدر مقام کے کسی افسر کا فرض مقرر کر دینا چاہیئے کہ وہ پیمانہ ہائے بارش اور رجسٹروں کا باقاعدہ معائنہ کیا کرے ؛

جنوری تا مئی کے مہینوں میں برف باری کی رپورٹیں صاحبان ڈپٹی کمشنر اضلاع شملہ۔ کانگڑہ۔ گورداسپور۔ راولپنڈی اور اسسٹنٹ کمشنر کلو حکومت ہند کے محکمہ حوادث سماوی کو ارسال کرتے ہیں۔ اور ان کی نقل صاحب ڈائرکٹر کاغذات زمین کو بھی بھیجتے ہیں۔ بشرطِ امکان وسط یا اختتام جولائی کے قریب ایک خاص رپورٹ بھی ارسال کی جاتی ہے ؛

تمام اضلاع صوبہ کے صدر مقاموں کی بارش کا ماہواری نقشہ صاحب ڈائرکٹر کی سالانہ رپورٹ دربارہ موسم و اجناس میں شائع کیا جاتا ہے[1] ؛

رپورٹ ہائے اجناس

۱۷۸۔ پندرہ اضلاع سے ہر ہفتہ ایک رپورٹ بذریعہ تار بخدمت صاحب ڈائرکٹر کاغذات زمین ارسال کی جاتی ہے۔ جس میں بارش۔ زراعتی کاموں کی ترقی۔ فصل کی آئندہ حالت و امید۔ کسی خاص نقصان فصل۔ زراعتی سامان اور مویشیوں کی حالت۔ چراگاہوں۔ چارہ سبز یا بہم رسانی آب کی اہم کمی (جب واقعہ ہو)۔ خوردنی اجناس کی خوردہ فروش قیمتوں کے متعلق مختصر ذکر ہوتا ہے۔ ان رپورٹوں کا سب سے بڑا مدعا یہ ہے۔ کہ صوبہ کے کسی حصہ میں قحط کی آمد کی علامات کا علم ہو جائے۔ اس قسم کی رپورٹیں ہر ضلع سے جس میں قلت و کمی۔ یا قحط یا دیگر غیر معمولی حالات رونما ہونے کا خطرہ ہو۔ ارسال کی جاتی ہیں۔ باقی چودہ اضلاع کے صاحبان ڈپٹی کمشنر کا بھی فرض ہے کہ وہ یکم اپریل سے ۱۵ اکتوبر (شامل) تک ہفتہ وار حالت موسم و اجناس کے متعلق ایک خلاصہ بصورت چٹھی ارسال کریں ؛

محکمہ زراعت کے ڈپٹی ڈائرکٹران بھی اسی مضمون پر صاحب ڈائرکٹر کی خدمت میں رپورٹیں ارسال کرتے ہیں۔ جو انہیں بوساطت صاحب فنانشل کمشنر بہادر صیغہ ترقیات وزیر زراعت کی خدمت میں بھیجتے ہیں ؛

ربیع اور خریف کی بعض مشہور اجناس کے متعلق صاحبان ڈپٹی کمشنر اور

---

[1] بارش کے اندراج اور برف باری کے متعلق مفصل ہدایات کے لئے صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کا سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۷ ملاحظہ کرو ؛

محکمہ زراعت کے ڈپٹی ڈائرکٹران عموماً دو دو ماہ کے وقفہ سے صاحب ڈائرکٹر زراعت کی خدمت میں تخمینہ جات ارسال کرتے ہیں۔ لہذا ہر فصل کے متعلق تین تخمینہ جات تیار ہوتے ہیں۔ پہلے اور دوسرے تخمینہ میں رقبہ زیر کاشت کے ابتدائی اور صحیح تخمینہ جات مندرج ہوتے ہیں۔ اور تیسرے میں جو گرداوری کے بعد تیار کیا جاتا ہے۔ صحیح رقبہ زیر کاشت اور جھاڑ کا تخمینہ دیا جاتا ہے کپاس اور گندم کے لئے چوتھا تخمینہ بھی ضروری ہے۔

فصل خریف کے نتائج کے متعلق صاحب ڈپٹی کمشنر ایک نقشہ بمعہ ایک مختصر یادداشت کے ۱۰ دسمبر سے پہلے صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں۔ اضلاع کے نقشہ جات اور عام یادداشت مرتبہ صاحب ڈائرکٹر موصوف گزٹ میں شائع کی جاتی ہے۔ فصل ربیع کا نقشہ رپورٹ دربارہ اجناس و موسم کے ہمراہ شامل کیا جاتا ہے۔ اور جو صاحبان ڈپٹی کمشنر ہر سال ۱۰ جولائی تک صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین اور صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں ارسال کرتے ہیں۔

ہر فصل کی متعلقہ یادداشت میں ان بواعث کا مختصر ذکر لازمی ہے جن کا مشہور اجناس کے رقبہ زیر کاشت یا جھاڑ پر اثر پڑا ہو۔

یادداشت افسر مال کو تحصیلداروں کی رپورٹوں اور اپنے ذاتی مشاہدہ کی بنا پر مرتب کرنی چاہیئے۔ افسر مال اور تحصیلداروں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے ذاتی مشاہدات کا معتبر زمینداروں کی رائے سے مقابلہ کریں۔

صوبہ کی رپورٹ دربارہ اجناس و موسم صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین مرتب کرتے ہیں[1]۔

۸۱۸۔ سب سے زیادہ معتبر امتحانات پیداوار تو وہ ہوتے ہیں۔ جو عملہ

امتحانات پیداوار بندوبست کسی ضلع کی تشخیص جدید کے وقت کریں لیکن تمام اضلاع صوبہ میں سوائے ضلع شملہ کے امتحانات کا سلسلہ فصل بہ فصل جاری

---

[1] موسم اور اجناس کے متعلق رپورٹوں۔ فصل کی آئندہ امید کے متعلق ماہواری رپورٹوں رقبہ اور بعض اجناس کے تخمینہ جات۔ اور رپورٹ دربارہ اجناس و موسم کے متعلق مفصل ہدایات کے لئے صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۳ و ۳۷ و ۳۴ اور ۳۵ ملاحظہ کرو۔

رہتا ہے۔ یہ امتحانات عملہ مال اور عملہ محکمہ زراعت دونوں کرتے ہیں اور اپنے حاصل کردہ نتائج صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین اور صاحب ڈائرکٹر محکمہ زراعت کی خدمت میں علی الترتیب ارسال کرتے ہیں۔ محکمہ مال میں صرف نائب تحصیلداروں۔ تحصیلداروں۔ مال افسروں اور سب ڈویژنل افسروں کو اور محکمہ زراعت میں ایگریکلچرل اسسٹنٹوں۔ اکسٹرا اسسٹنٹ ڈائرکٹروں اور ڈپٹی ڈائرکٹروں کو یہ امتحانات لینے چاہئیں۔ اس بارہ میں صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۹-الف میں مفصل ہدایات ملیں گی۔

نرخ

۸۱۹- مندرجہ ذیل اضلاع کے صاحبان ڈپٹی کمشنر ہر ماہ کی یکم اور ۱۵ تاریخ کو مشہور اجناس خوردنی کے تھوک فروشی کے نرخوں کی بابت جو ہر ضلع کے سامنے دی ہوئی منڈیوں میں مروج ہوں اطلاع دیتے ہیں:-

(ضلع)	(منڈی)
گوڑگاؤں	پلول
انبالہ	انبالہ، جگادھری
جالندھر	جالندھر
لدھیانہ	لدھیانہ
فیروزپور	فیروزپور، ابوہر
لاہور	لاہور
امرتسر	امرتسر
گورداسپور	گورداسپور، پٹھانکوٹ
سیالکوٹ	سیالکوٹ
شاہ پور	سرگودھا
جہلم	جہلم
راولپنڈی	راولپنڈی
اٹک	کیمبل پور
منٹگمری	منٹگمری، اوکاڑہ

(ضلع)	(منڈی)
لائل پور	لائل پور
ملتان	ملتان

مختلف اجناس کے نرخ جو بوقت برداشت فصل کسی چک نشیمن میں مروج ہوں - اس چک کی لال کتاب کے نقشہ جنسوار میں مطابق رپورٹ موصولہ منجانب صدر قانونگو درج کئے جاتے ہیں - انہی اجناس کی خوردہ فروشی کے نرخ جو صدر مقام ضلع میں مروج ہوں - اور نمک اور لکڑی سوختنی کے نرخوں کے متعلق صدر قانونگو ایک رجسٹر مرتب کرتا ہے - جس میں وہ نرخ درج کئے جاتے ہیں - جو ہر ماہ کی پندرہ ۱۵ اور آخری تاریخ کو مروج تھے - اس رجسٹر کے ذریعہ سے ایک نقشہ تیار کیا جاتا ہے - جس میں بعض مشہور اجناس نمک، اور لکڑی سوختنی کی خوردہ فروشی کے نرخ دکھلائے جاتے ہیں - یہ نقشہ ہر مہینے کی یکم اور ۱۶ تاریخ کو صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین کی خدمت میں ارسال کیا جاتا ہے - ایک افسر کو جو عہدہ میں اکسٹرا اسسٹنٹ سے کم نہ ہو - خواہ وہ افسر خزانہ یا دوسرا ایسا افسر ہو جس کا کام عموماً صدر مقام میں ہی رہتا ہو - اس امر کا ذمہ وار ٹھہرانا چاہیئے - کہ وہ نقشہ جات میں مندرجہ نرخ ہائے خوردہ وتھوک فروشی کی صحت کا اطمینان کرے - اور ہر نقشہ پر اس کے تصدیقی دستخط لازمی[1] ہیں - اگرچہ مندرجہ نرخ محض خاص تاریخوں کے ہوتے ہیں - لیکن اس کا فرض ہے - کہ وہ منڈی کے روزمرہ اُتار چڑھاؤ کا خیال رکھے ؛

جن اضلاع میں فوجی چھاؤنی ہو - تو اسی افسر کو بازار کے نرخوں کا ماہواری نقشہ جو انڈین آرمی سروس کور (صیغہ رسد رسانی ہندوستانی فوج) کو بھیجا جاتا ہے - تیار کرنے کا فرض سپرد کرنا چاہیئے ؛

ان نقشہ جات کی صحت ازبس ضروری ہے - کیونکہ ہندوستانی فوجوں کو گرانیِ اشیائے[2] خوردنی کا معاوضہ بھی ان کی بنا پر ہی عطا کیا جاتا ہے - فوجی بازار کے مروجہ نرخوں کی ایک نقل ہر ماہ صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین

---

[1] حکومت ہند - محکمہ مال - کی چٹھی نمبر ۶ - ۱۵۰ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۸۷۲ء

[2] نرخوں کی فہرست کے متعلق مفصل ہدایات صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۹ میں دیکھو ؛

کی خدمت میں بغرض چھان بین ارسال کی جاتی ہے ؂

صاحب ڈائرکٹر محکمہ صنعت و حرفت ملک پنجاب کے ماتحت جو سروئیر (نگھبان) کام کرتے ہیں۔ وہ بھی ہر ماہ صدر مقام پر خوردہ فروشی کے نرخوں کی صحت کا امتحان کریں گے۔ اور نتیجہ تحصیلدار کی خدمت میں ارسال کرینگے۔ وہ عملہ مال کو کسی قسم کی ہدایات دینے کے مجاز نہ ہوں گے۔ تاکہ ذمہ واری عملہ مال میں کوئی کمی واقع نہ آئے ؂

ٹڈی دل

۸۲۰۔ ٹڈی دل اکثر اوقات صوبہ میں نظر آتے ہیں۔ مگر عموماً وہ تھوڑا بہت نقصان کرنے کے بعد جو بلحاظ مجموعی نسبتاً خواہ کم ہو لیکن جن زمینداروں کی فصلیں تباہ کی ہوں بہت اہم ہوتا ہے۔ جلد ہی غائب ہو جاتے ہیں۔ تاہم بعض موسموں میں ان کے لاتعداد دل صوبہ پر حملہ کرتے اور عالمگیر تباہی کرتے ہیں۔ ان میں اضافۂ نسل کی قوت ازحد زیادہ ہے۔ جب کسی ضلع میں ٹڈیاں نمودار ہوں۔ تو اس بارہ میں فوری تدابیر عمل میں لانی چاہئیں:۔

(الف) کہ انڈے دینے اور سہنے کی فوری اطلاع پہنچے ؂

(ب) کہ انڈوں اور چھوٹے بچوں کو تباہ کرنے کی فوری تدابیر عمل میں لائی جائیں ؂

ٹڈیوں کی زندگی کے حالات۔ انڈوں اور بے پر بچوں کو تباہ کرنے کے طریقوں کے بارہ میں مفصل حالات ضمیمہ پنجم میں ملیں گی ؂

جب ایک دفعہ ٹڈیاں اُڑنے لگ جائیں۔ تو اُن پر قابو پانے کا کوئی کارگر طریقہ ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔ ہوائی جہازوں کے ذریعہ چھڑکنے والے پوڈر (سفوف) کا استعمال پنجاب میں نہیں آزمایا گیا۔ ٹڈیوں کو جب وہ رات کے وقت آرام کر رہی ہوں۔ شعلوں والی بندوقوں سے مارا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ طریق زیادہ مفید نہیں ہو سکتا ؂

فوج کی باربرداری اور بہم رسانی رسد کا انتظام

۸۲۱۔ کوچ کرنے کے موقعہ پر افواج کو بہم رسانی باربرداری رسد کے متعلقہ قواعد صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۵۸ میں ملیں گے۔ ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے کافی احتیاط اور حکمت درکار ہے۔ تاکہ ایک طرف تو اس امر کا خیال رہے کہ کوئی چیز مفت نہ لی جائے۔ اور دوسری طرف رجمنٹوں کی واجبی ضروریات پوری ہو جائیں۔ یہ ضروری ہے کہ محکمہ سول کے عہدہ داران کوچ کرنے والی افواج کے افسران اور رعایاء ملک کے مابین ذریعہ گفت و شنید بنیں۔ اس معاملہ کے

متعلق کوئی خاص قواعد مرتب نہیں کئے جا سکتے۔ لیکن صاحبان ڈپٹی کمشنر کو چاہیئے کہ اپنا ایک کافی تجربہ کار۔ با اختیار اور باسمجھ افسر دوران کوچ میں قمیدان سردار فوج کے ساتھ کر دیویں۔ یا اگر فوج تھوڑی ہو۔ تو وہ ہر پڑاؤ پر بوقت آمد و روانگی فوج حاضر ہو۔ جب کوچ کنندہ دستہ یا فوج یورپین (گوروں) کی ہو تو حتی الامکان انگریزی دان افسر بھیجنا چاہیئے[1]۔ کوچ کنندہ فوجوں کے گھسیاروں کو پڑاؤ میں پہنچنے پر گھاس کاٹنے کی بہترین جگہیں دکھلا دینی چاہئیں۔ غیر سرکاری جائداد کا احترام کرنا چاہیئے۔ لیکن عموماً سڑکوں اور دیگر سرکاری مقاموں کی اطراف میں گھاس بکثرت مل جاتا ہے[2]۔

پرورش اسپان خچران اور مویشیان

۴۲۳۔ چونکہ کاشتکاری کی اہم کارروائیاں بیلوں کی امداد سے کی جاتی ہیں۔ اس لئے توانا مویشیان کی بہمرسانی کا معاملہ بڑی وقعت رکھتا ہے۔ مجموعی طور پر پنجاب کے جانور باقی ہندوستان کے جانوروں سے بہتر نسل کے ہیں۔ اور بعض حصوں کے جانوروں کی مشہوری بہت زیادہ ہے۔ پرورش کے مشہور قدیمی علاقوں میں آبپاشی انہار پھیلنے کی وجہ سے مویشیان کی بہمرسانی کو بڑا نقصان پہنچا۔ لہذا پرورش مویشیان کا کام محکمہ وٹیرنیری میں اہم شمار ہونے لگا ہے۔ بعض اضلاع ہیں جو پرورش اسپان کے لئے موزون خیال کئے جاتے ہیں "چنے ہوئے" اضلاع شمار کئے جاتے ہیں۔ اور اُن میں آرمی ریماؤنٹ (فوجی گھوڑوں) کا محکمہ اس معاملہ پر خاص توجہ کرتا ہے۔ یہ محکمہ کئی سانڈ گھوڑے مہیا اور تبدیل کرتا ہے۔ اور عملہ۔ خوراک اور داشت کے تمام اخراجات ادا کرتا ہے۔ ان اضلاع میں اگر ڈسٹرکٹ بورڈیں بھی سانڈ گھوڑے رکھیں۔ تو وہ بھی زیر نگرانی افسران محکمہ آرمی ریماؤنٹ کے ہوں گے۔

دیگر اضلاع میں جنہیں "نہ چنے ہوئے" کہتے ہیں سانڈ گھوڑے اور گدھے زیر نگرانی محکمہ سول وٹیرنیری ہوتے ہیں۔ اراضی کی قیمت جو اس مطلب کے لئے حاصل کی جائے۔ گورنمنٹ اور ڈسٹرکٹ بورڈ دونو ادا کرتے ہیں۔ مگر اُن سانڈوں کے جملہ اخراجات گورنمنٹ برداشت کرتی ہے۔

تمام اضلاع میں شاندار مویشیاں کی پرورش۔ ان کی بیماریوں کا علاج اور

---

[1] دیکھو پنجاب گورنمنٹ کا سرکلر نمبر ۱۲۔ ۱۷۲۴ مورخہ ۱۳ جولائی ۱۸۸۳ء۔
[2] پنجاب گورنمنٹ کا سرکلر نمبر ۲۲۔ ۶۵۷ مورخہ ۲۸ مارچ ۱۸۷۰ء۔

اُن کے میلے منعقد کرنا صاحب ڈائرکٹر ملازمت ہائے وٹیرنیری اور اُن کے سپرنٹنڈنٹوں کا کام ہے (دیکھو زراعتی سرکلر نمبر ۶) ۔

لاہور میں ایک وٹیرنیری کالج برائے تعلیم موجود ہے۔ جس میں طلباء کو گورنمنٹ اور مقامی جماعتیں امدادی وظائف دیتی ہیں (دیکھو زراعتی سرکلر نمبر ۳) ۔

تھوڑا ہی عرصہ ہوا۔ کہ نسلی مویشیاں کی پرورش کے لئے صرف سرکاری فارم مویشیاں واقعہ حصار سے ہی سانڈ مل سکتے تھے (دیکھو زراعتی سرکلر نمبر ۱) لیکن لوئر باری دوآب کنال کالونی میں عطیہ داران کی فارموں کے قیام اور دھنی و ہریانہ نسلوں کو نہ صرف ان اضلاع میں جہاں یہ نسلیں موجود تھیں۔ بلکہ دیگر اضلاع میں بھی فروغ دینے کی تجاویز کے باعث صوبہ کے مختلف ضلعوں کی ضروریات کے مطابق مختلف نسلوں کے سانڈ مہیا کرنے میں آسانیاں ہو گئی ہیں ۔

نیلی بار کالونی میں ایک نئی نسل مویشیان کی پرورش کے لئے رقبہ مخصوص کیا گیا ہے۔ جہاں امید کی جاتی ہے۔ کہ بہت اعلےٰ قسم کے سانڈ پیدا کئے جائیں گے ۔

مویشیوں اور گھوڑوں کے میلے

۸۲۳۔ مویشیوں اور گھوڑوں کے میلے (منڈیاں) ترقی نسل کی رغبت دلانے اور جوان جانوروں کو فروخت کرنے کا بہترین ذریعہ خیال کئے جاتے ہیں۔ ان موقعوں پر ترقی یافتہ نسلوں کے جانوروں زراعتی آلات اور زراعتی فارموں کی پیداوار کی نمائش بھی کی جاتی ہے۔ ضلع میں کبھی کبھی ایسے نمائشوں کا ہونا دیہاتی غیر دلچسپ زندگی میں خوشی کا پہلو پیدا کردیتا ہے (دیکھو زراعتی سرکلر نمبر ۲) ۔

کئی ڈسٹرکٹ بورڈوں کو ایسے میلوں سے کافی آمدن ہوتی ہے۔ لہذا ان کو بطور ذریعہ آمدن فروغ دینے کا رجحان ہے ۔

جانوروں کی مشہور وبائی بیماریاں

۸۲۴۔ سُم دار اور کھُردار جانوروں کی مشہور وبائی بیماریاں درج ذیل کی جاتی ہیں :-

سُم دار جانوروں کی بیماریاں	کھُر دار جانوروں کی بیماریاں
باد کنار	ماتا
سوکڑا	گل گھوٹو
زہرباد	سٹ
آتشک اسپاں	گولی

سُم دار جانوروں کی بیماریاں

سٹ

خُناق

گاھڑ

پھپھری

کھُر دار جانوروں کی بیماریاں

منہ کھُر

امراض چھوت اور ان کے انسداد کے متعلق محکمہ سول وٹیرنیری کے پروپاگنڈا کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ مویشیوں کے مالکوں کو اب سمجھ آگئی ہے۔ کہ دفاعی ٹیکہ نہایت مہلک وبائی بیماریوں مثلاً ماتا اور گل گھوٹو کے لئے نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔

کسی گاؤں کے مویشیوں میں وبائی مرض پیدا ہونے کی خبر نمبردار پٹواری کو دیتا ہو نزدیک ترین سلوتری (وٹیرنیری اسسٹنٹ) کو بذریعہ کارڈ (جو محکمہ سول وٹیرنیری نے اسی غرض کے لئے دئے ہوئے ہوتے ہیں) اطلاع پہنچاتا ہے۔ پٹواری کی اطلاع ملنے پر سلوتری مفصلہ ذیل طریقہ اختیار کرتا ہے:۔

اگر کسی چھنے ہوئے ضلع کے حصہ میں گھوڑوں کی وبائی مرض کی اطلاع پہنچے اور جس کا علاج محکمہ اسپانِ فوجی کے سپرد ہو۔ تو سلوتری فوجی محکمہ کے سلوتری کے پاس برائے انفصال ارسال کر دیگا۔ دیگر صورتوں میں وہ خود موقع واردات پر پہنچ کر تمام دفاعی اور معالجی تدابیر اختیار کرے گا۔ موقعہ پر جہاں کہ وبا کی موجودگی کی اطلاع ملی ہو۔ پہنچ کر سلوتری بیماری کے علاج اور اس کے پھیلنے کے انسداد کے بارہ میں ضروری تدابیر عمل میں لائے گا۔ اگر حالت زیادہ نازک ہو اور ضرورت محسوس ہو۔ تو سلوتری اپنے حاکم بالا دست کو آگاہ کرے گا۔ کہ اس کا موقعہ پر ٹھیرنا ضروری ہے۔ اور حاکم بالا دست بشرطِ ضرورت موقعہ پر زائد عملہ بھیجدیگا۔ جب بیماری کی تشخیص ہو جائے۔ تو سلوتری یا وٹیرنیری اسسٹنٹ سرجن ایک مطبوعہ نمونہ کا اندراج کرے جو خاص اسی مطلب کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ یہ سبیل مناسب سرکل کے سپرنٹنڈنٹ کی خدمت میں بغرض اطلاع کرتا ہے۔ ایک دوسرے نمونہ پر جو محکمہ نے مہیا کیا ہوا ہے۔ ویسی ہی اطلاع صاحب ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں بوساطت تحصیلدار ارسال کی جائے گی۔ جب کسی ضلع میں وبائی مرض اندیشناک صورت اختیار کر جائے۔ یا اس وبا کا ملحقہ اضلاع میں پھیلنے کا اندیشہ ہو۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر اس امر کی اطلاع صاحب کمشنر بہادر اور پڑوسی اضلاع کے

صاحبان ڈپٹی کمشنر کی خدمت میں بھی ارسال کرتے ہیں۔تاکہ وہ مناسب احتیاط کر لیں۔جب کسی کیمپ۔چھاؤنی یا فوجی سلسلۂ مراسلات کی صف کے جانوروں میں وبا ظاہر ہو۔تو فوجی حکام کو ہدایات کی گئی ہیں۔کہ وہ بلا تاخیر نزدیک ترین سول حکام کو اطلاع دیں۔ایسی اطلاع فوراً اس رقبہ کے سلوتری۔وٹیرنیری اسسٹنٹ سرجن اور سرکل کے سپرنٹنڈنٹ کو جس میں بیماری والا رقبہ واقع ہو۔بھیج دی جاتی ہے۔اسی طرح جب مویشیاں میں کوئی وبائی مرض کسی میلہ اسپاں یا مویشیاں یا چھاؤنی کے گرد و نواح میں یا فوجی سلسلۂ مراسلات کی صف میں ظاہر ہو۔تو بیماری کی نوعیت اور اس کی خبر فوراً نزدیک ترین حکام فوجی کی خدمت میں ارسال کی جاتی ہے۔

ضلع میں نصب درختاں

۵۲۵۔ایسے بے برگ اور خشک صوبہ میں جیسا کہ صوبہ پنجاب کا بیشتر حصہ پہلے تھا۔نصب درختان کی اہمیت ابتدا ئی ہی تسلیم ہو گئی۔چنانچہ سنہ [illegible]ء میں بورڈ انتظامیہ نے ہیزم سوختنی کی بہم رسانی کو زیادہ کرنے کی غرض سے احکام جاری کئے۔ان ہی احکام میں مسافروں کی آسائش کا انتظام بھی کیا گیا۔ان کی رو سے درختوں کے ذخیروں کا معاملہ معاف کیا جاتا اور شاہراہوں پر ہر تین میل پر سرکاری قطعات زمین ایسے اشخاص کو بطور معافی دیا جانا منظور ہؤا۔جو کنوئیں کھودنے اور درختوں کے جھنڈ لگانے کا عہد کریں۔زمینداران جو گورنمنٹ سے انعام پاتے تھے پابند کئے گئے کہ وہ ایک کنال میں چھوٹے درخت برائے فروخت یا تقسیم مابین مزارعان خود نصب کریں۔سرکاری ملازمان کا فرض قرار دیا گیا۔کہ وہ ہر قسم کی سرکاری عمارت کے ارد گرد اور تمام زیر تعمیر سڑکوں کے دو رویہ درخت لگائیں۔انہار کے افسران انچارج کو نہر کے کنارے پر تین میل پر ذخیرے لگانے کا حکم دیا گیا۔اور ہر جیلخانہ و تحصیل میں چھوٹے پودوں کے ذخیرے بغرض تقسیم رکھے جانے مقرر کئے گئے۔

۵۲۶۔منسوخ کیا گیا۔

ضلعوں میں نصب درختاں کی رفتار ترقی

۵۲۷۔نصب درختان کی تمام کارروائیوں کی کامیابی کا انحصار زیادہ تر خاص خاص کثیر المشاغل افسروں کے مذاق اور فراغت پر ہے۔اس وجہ سے رفتار ترقی رک رک کر اور بعض اوقات سست رہی ہے۔لیکن کوئی شخص صوبہ بھر میں دورہ کرنے کے بعد اس عظیم الشان اچھے کام کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔تقریباً تمام بڑی

سڑکیں دورویہ درختوں کی قطاروں سے ڈھکی ہوئی ہیں۔ اور بڑی نہروں پر بھی ہر جگہ کناروں کے ساتھ ساتھ درختان موجود ہیں۔ زیادہ تر سرکاری عمارات درختوں سے گھری ہوئی ہیں۔ اور تقریباً تمام سول سٹیشن خوش کن منظر پیش کرتے ہیں۔ سڑکوں اور نہروں پر درختوں کی دورویہ قطاریں ہزاروں میلوں تک پہنچتی ہیں۔

۸۲۸۔ غیر سرکاری اشخاص کو درخت لگانے کی رغبت و حوصلہ افزائی

غیر سرکاری اشخاص کا درخت لگانا

کے متعلق قواعد ہدایت نامہ بندوبست کے فقرات ۵۱۱ اور ۵۱۲ میں ملیں گے۔ اُن قواعد کے مطابق صاحب ڈپٹی کمشنر مجاز ہیں۔ کہ وہ ذخیرہ درختان کی زیر آمد زمین کو تشخیص سے بری کرنے کی تجاویز جب چاہیں ارسال کریں۔ وہ قواعد[1] جو لب سڑک درختوں کے جھنڈوں اور انعام برائے نصب درختان عطا کرنے کے متعلق ہیں۔ اب متروک ہو چکے ہیں۔ غیر سرکاری اراضیات پر درخت اُگانے کی خاطر اب کوئی زور نہیں دیا جا سکتا۔ اور جن اشخاص کے پاس رقبہ تھوڑا ہے۔ کوئیں کے ارد گرد چند درختان لگانے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے۔ لیکن ان کی حوصلہ افزائی کی جا سکتی ہے تاکہ وہ موجودہ درختوں کو قائم رکھیں۔ اور جن لوگوں کے پاس زمین کافی ہے ان کی پودوں سے اور جس علاقہ کی آب و ہوا موزون ہو سرکاری ذخیروں سے پھل دار درختوں کے پودوں سے امداد کی جا سکتی ہے۔

۸۲۹۔ بر لب سڑک درخت لگانے کی لاگت اس محکمہ کے ذمہ پڑتی

سرکاری ایجنسی کے ذریعہ نصب درختان

ہے۔ جو سڑک کی مرمت کا ذمہ وار ہو۔ یعنی محکمہ پبلک ورکس یا ڈسٹرکٹ بورڈ یا بلدیات (میونسپلٹیز)۔ جہاں تک ان کاموں کا جو مقامی جماعتوں کے سپرد ہوں۔ تعلق ہے۔ ظاہر ہے۔ کہ اُن کی کامیابی زیادہ تر صاحب ڈپٹی کمشنر اور صاحب کمشنر بہادر کے رجحان طبیعت پر موقوف ہے۔ کنزرویٹر اوف فارسٹس (محافظ جنگلات) ان کاموں کی عام نگرانی کرتے ہیں۔ اور ان کی رائے سے مشکوک معاملات میں ضرور استفادہ کرنا چاہیئے۔ نصب درختان کے متعلق ایک ہدایت نامہ موجود ہے۔ جس سے کافی امداد مل سکتی ہے۔ اس کام کے متعلق صاحبان کمشنر بہادر لوکل

[1] صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا سرکلر نمبر ۴ مصدرہ ۱۸۸۲ء۔

گورنمنٹ سے براہ راست خط وکتابت کرتے ہیں۔ یہ ضروری ہے۔ کہ درخت لگانے کے بارہ میں مقررہ سکیم ہونی چاہیئے۔ اور موجودہ قواعد کے مطابق ضروری ہے کہ ہر ضلع کے لئے ۳ تا ۵ سال کے عرصہ کے لئے لائحۂ عمل مرتب ہونا چاہیئے۔

"پروگرام آسان قسم کا ہونا چاہیئے۔ اور جس طرح کہ اکثر افسران کا جن سے مشورہ لیا گیا ہے خیال ہے۔ بہتر طریق کار یہی ہے کہ تحصیل میں ایک یا زیادہ سڑکوں پر تمام کوششیں مجتمع کر دینی چاہیئیں۔ اور جب تک ان پر درخت لگانے کا کام پورا نہ ہوے۔ دیگر سڑکوں کو ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیئے جب لائحۂ عمل منظور ہو جائے۔ تو بوساطت صاحب کمشنر بہادر محافظ جنگلات کی خدمت میں شروع سال میں ان کارروائیوں کی اطلاع دینی چاہیئے جو سال رواں میں شروع کرنے کی تجویز ہے۔ اور سال ختم ہونے پر کارکردگی کی اطلاع بھی ضروری ہے۔ جن سڑکوں پر درخت پہلے اُگے ہوئے ہیں اُن کے متعلق بھی بیان کرنا چاہیئے۔ کہ ان درختوں کی بجائے جو آندھیوں سے اُکھڑ گئے ہیں۔ یا جنہیں دیگر وجوہات کی بنا پر کاٹا گیا ہے نئے پودے لگانے کے لئے کیا تدابیر اختیار کی گئی ہیں۔ صاحب کنزرویٹر کی تجویز کے مطابق جہاں ایسا نقشہ پہلے سے موجود نہ ہو۔ ایک نقشہ کافی بڑے پیمانہ پر تیار کر کے صاحب ڈپٹی کمشنر کے دفتر میں آویزاں کیا جائے۔ جس سے ضلع کی سڑکوں پر درختوں کا حال معلوم ہو سکے۔ اس میں مسلسل شکستہ یا نقطہ دار لکیروں کے ذریعہ سے ظاہر کیا جائے۔ کہ آیا سڑک پر درخت مسلسل ہیں۔ یا کوئی خالی جگہیں پڑی ہوئی ہیں۔ یا درختان کہیں کہیں موجود ہیں .... شاہی ریسرچ انسٹیٹیوٹ اور کالج جنگلات واقع ڈیرہ دون اور تبز چھانگا مانگا میں ڈسٹرکٹ بورڈ کے عہدہ داران کو آسان تعلیم دینے کا بندوبست کیا گیا ہے ...... صورت حالات اجازت دے۔ تو صاحب ڈپٹی کمشنر کو چاہیئے کہ وہ اپنے عملہ ضلع کے کسی افسر کو تمام ضلع کے کام کی نگرانی سپرد کر دیں۔ لیکن تحصیلدار کی ذمہ داری اپنی تحصیل سے متعلق کام کے بارہ میں بدستور قائم رہے گی۔ اور اس کی ہر طرح سے حوصلہ افزائی کی جائے۔"

لہ چٹھی نمبر ۲۷۹۰ مورخہ ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۱۰ء۔

حکومت ہند کے احکام

۸۳۰ - حکومت ہند نے ایک ریزولیوشن (قرارداد) نمبر ۱۲ مؤرخہ ۱۱ر جولائی ۱۹۰۵ء کو برلب سڑک درختوں کے قیام کے بارہ میں جاری کیا۔ اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے اس ریزولیوشن میں سے مفصلہ ذیل اقتباس خالی از دلچسپی نہ ہوگا :-

"یہ سوال خاص اہمیت رکھتا ہے۔ (سڑکوں پر درخت) راہروؤں کے لئے آسائش دینے والی چھاؤں مہیا کرتے ہیں۔ وہ مناظر کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے اور سڑکوں پر لمبے سفروں کی کوفت و مصیبت کو کم کرتے ہیں۔ شروع ایام عملداری میں سڑکوں پر اس قسم کے درخت اُگانا حکومت برطانیہ کے انتظام میں ایسی ہی اہمیت رکھتا تھا۔ جیسا کہ خود سڑکیں بنانا اور ہندوستان کی شاہراہوں پر بعض جگہ پرانے سایہ دار درخت اپنے بانیان کے مذاق و ہمت کی بہترین یادگاریں ہیں۔ یہ رسم مردہ نہیں ہو چکی۔ بلکہ اب تک کافی وسعت سے جاری ہے۔ مگر رُک رُک کر اور بے قاعدہ طور پر۔ گذشتہ سالوں میں بعض علاقوں میں قحط کے زمانہ میں لکڑی کاٹنے اور قطع و برید کی وجہ سے بہت نقصان ہوا ہے۔ اور مشاہدہ سے ظاہر ہے۔ کہ اس نقصان کی بہت کم تلافی کی گئی ہے۔ دیگر حصص ممالک میں اس معاملہ کی اہمیت کو نامکمل طور سے دیکھا جاتا ہے۔ اور کوئی باقاعدہ پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے روپیہ اور کوشش دونوں رائگاں گئے ہیں۔ اور بہت سے مقامات پر سایہ دار درختوں کی قطاریں برلب سڑک نابود ہونے لگی ہیں۔ یا کہیں کہیں درختوں سے خالی ہونے کے باعث بدشکل و بدزیب ہو گئی ہیں"

× × × × × × × × × × × ×

حکومت ہند کا خیال ہے۔ کہ جو حاکم کسی سڑک کی تعمیر اور مرمت کا ذمہ وار ہے۔ جس پر کہ مسافروں کی آسائش کے لئے سایہ ضروری ہو۔ تو اسے سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ سڑک کے کنارے سایہ دار درخت لگانا بھی اس کا ایسا ہی اہم فرض ہے۔ جیسا کہ خود سڑک اور پلوں کو درست رکھنا۔ اور اس غرض کے لئے جو روپیہ موجود ہو صرف کرنا چاہیئے۔ اس امر کا خاص خیال رکھا جائے۔ کہ ان دو روپیہ درختوں کے انتظام سے کوئی فائدہ اُٹھانا مقصود نہیں۔ تاوقتیکہ درختوں کے بارہ میں سڑکوں کی تمام ضروریات پوری نہ ہو جائیں .... حکومت ہند کا ہرگز یہ منشا نہیں۔ کہ ان

روشوں سے جائز تدابیر سے جلبِ منفعت کو روکا جائے۔ یہ روشیں مجموعی طور پر عموماً بہت قیمتی جائداد ہوتی ہیں۔ فی الحقیقت حکومت ہند کا خیال ہے۔ کہ بہت صورتوں میں زیادہ دانائی سے درخت چھدرے چھدرے کرتے اور بوسیدہ درخت کاٹ کر ان کی جگہ نئے لگانے سے زیادہ مناسب آمدن ہو سکتی ہیں۔ لیکن اصلی مدعا ہمیشہ پیشِ نظر رہنا چاہیئے۔ جو یہ ہے کہ سایہ دار تندرست درختوں کی مسلسل قطاریں چلی جائیں۔ اور خاص کر ایسے درختوں کی جو موسم گرما میں سایہ دیں۔ اور ہر درخت کی قدرتی نشو و نما کے لئے کافی جگہ چھوڑی جائے۔ جیسا کہ ان بعض پرانی روشوں میں دیکھا جاتا ہے جو ہمارے پیشرو دوراندیش افسران ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ لیکن حکومت ہند کی تجویز ہے۔ کہ جس جس محکمہ کے ایسی سڑکیں سپرد ہیں جن پر ابھی تک درخت نہیں لگائے گئے۔ ان پر لازم قرار دیا جائے۔ کہ وہ پرورش درختان کی آمد و خرچ کا علیحدہ حساب رکھیں۔ اور جب تک جملہ سڑکوں پر دو رویہ درختان نہ لگ جائیں۔ تو اس کام پر کم از کم اتنا روپیہ تو ضرور صرف کر دیا کریں۔ جو موجودہ درختوں کی آمدن کے برابر ہو۔ نیز اس مطلب کے لئے سرمایہ بہم پہنچانے وقت لوکل گورنمنٹوں کو مجموعی اخراجات کی طرف نہ دیکھنا چاہیئے۔ بلکہ خالص اخراجات کو۔ اس بارہ میں یہ ذکر کرنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جنرل ریونیوز (عام محاصل سرکار) سے جو نیا ضافہ گرانٹ (عطیہ امدادی) حال ہی میں ڈسٹرکٹ بورڈوں کو عطا کی گئی ہے۔ وہ ان کے تمام فرائض بشمول نصب درختاں کی بہتر بجاآوری میں ممد ہوگی۔

"بہت سے صوبوں میں درختان برلب سڑک کے بارہ میں جزواً محکمہ تعمیرات عامہ اور جزواً مقامی جماعتیں ذمہ وار ہوتی ہیں۔ ہر دو صورتوں میں لازمی ہے۔ کہ کوششیں مجتمع اور درست طریق پر ہونی چاہئیں۔ اور کہ درخت لگانے اور پرورش کرنے کا کام ایک مجوزہ لائحہ عمل کے مطابق ہونا چاہیئے قاعدہ کلیہ یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اولاً موجودہ روشوں میں جو خلا پڑے۔ ان کو پورا کیا جائے۔ ثانیاً ایسی روشوں کی نگہداشت کی جائے۔ جہاں درخت اُگے ہوئے ہیں۔ مگر ابھی تک اتنے بڑے نہیں ہوئے کہ خشک سالی اور جانوروں کی زد کے صدمہ سے بالاتر ہو جائیں۔ اور بالآخر نئی روشیں

تیار کی جائیں سنئے کام شروع کرنے وقت ان سڑکوں کو ترجیح دینی چاہیئے۔ جن پر آمدورفت زیادہ ہے۔ اور جن پر درخت یہ صرف قلیل تک سکتے ہیں۔ اور بیک وقت صرف اتنا ہی کام شروع کرنا چاہیئے۔ جو موجود الوقت سرمایہ اور نگرانی سے بخوبی ہوسکتا ہے۔ لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کہ بہترین قسم کے درخت چُنے جائیں۔ پھل دار درختوں کو ترجیح دی جائے۔ بشرطیکہ وہ دیگر نہج پر بھی موزوں ہوں۔ نیز ایسے درختوں کو ترجیح ہونی چاہیئے۔ جو سایہ دار ہوں۔ نہ ایسے جو جلدی نشوونما پاجاتے ہیں۔ زمین کی خشکی یا تری کا لحاظ رکھتے ہوئے لکڑی کی عمارتی حیثیت کا بھی خیال رکھنا چاہیئے۔ بعض دفعات گردونواح کے ذرائع آبپاشی سے درختوں کو پانی بھی دیا جاسکتا ہے۔

لوکل گورنمنٹوں کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ جہاں پہلے ہی ایسا انتظام نہ کیا گیا ہو۔ وہ اسبابات کا انتظام کریں۔ کہ ہر ضلع یا محکمہ تعمیرات کے ہر متعلقہ ڈویژن میں اس قسم کا صاف لائحہ عمل بشمول نقشہ جات مرتب کیا جائے۔ جیسا سرکاری جنگلات کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ لائحات عمل کسی ذمہ وار افسر مثلاً محافظ جنگلات یا صاحب ڈائرکٹر کاغذات متعلقہ زمین یا صاحب ڈائرکٹر محکمہ زراعت کی خدمت میں بغرض منظوری بھیجے چاہئیں۔ یا اگر سڑکیں سرکاری ہوں۔ تو صاحب سپرنٹنڈنگ انجینیر کی خدمت میں۔ اور اس امر کا بھی انتظام کرنا چاہیئے۔ کہ متعلقہ مقامی جماعتیں یا افسران اُن کو نظر انداز نہ کریں۔ مقامی افسر جنگلات کی خدمات سے جہاں مہیا ہو سکیں۔ لائحات عمل کی تیاری اور عملی کارروائی کے معائنہ یا مشورہ میں امداد حاصل کرنا جائز ہے۔ بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ جن میں کہ پرانی روشوں میں خلاء ہو جانے پر بالکل مختلف اور اجنبی اقسام کے درخت لاپرواہی سے نصب کرکے قطاروں کی یکسانیت اور آئندہ زیبائش کو خراب کر دیا گیا ہے ؂

× × × × × × × × × × × × × ×

نصب درختان کا کام جس عہدہ دار کے سپرد ہو۔ خواہ وہ مقامی جماعتوں یا محکمہ تعمیرات عامہ کے ماتحت ہو۔ اُسے حتی الامکان اس فن کے متعلق عملی تعلیم کسی سرکاری باغ۔ جنگلاتی سکول یا ذخیرہ میں دلانی چاہیئے۔ حکومت ہند اس امر سے بخوبی واقف ہے۔ کہ درخت اگانے

سکے کام پر "فاریسٹر" جماعت کے عہدہ داران کو مستقل طور پر ملازم رکھنے کے لئے عموماً سرمایہ موجود نہیں ہوتا۔ اور گورنمنٹ ہند اسبات کو بھی تسلیم کرتی ہے۔ کہ سڑکوں پر لگائے ہوئے درختوں کی کامیابی کا مدار زیادہ تر سخت رکھوالی پر ہے۔ نہ کہ عملی تعلیم پر۔ تاہم یہ بات بھی قابل تسلیم ہے۔ کہ اس فن کی تعلیم اگرچند بار بھی حاصل کرلی جائے۔ تو اس سے انضباطِ کار میں بڑی کامیابی ہوگی۔ لہذا اگر مقامی جماعتیں یا محکمہ تعمیرات عامہ ایسے کوئی عہدہ داران بغرض تعلیم ان جنگلاتی اور زراعتی درسگاہوں میں بھیجیں جو حکومت عالیہ ہند کے ماتحت ہیں۔ تو اُن کی مناسب تعلیم کا بندوبست کیا جائے گا۔ لوکل گورنمنٹیں اگر مناسب سمجھیں۔ تو اپنی ماتحت درسگاہوں میں جہاں ایسی تعلیم دی جاتی ہو۔ اسی قسم کی سہولتیں مہیا کریں۔"

"بعض علاقوں میں ایسا تتمہ کام۔ مثلاً سڑکوں کے علیحدہ ٹکڑوں یا روشوں کی خالی جگہوں پر درخت لگانا۔ غیر سرکاری یا دیہاتی لوگوں کو سپرد کرنے اور نتائج کے مطابق اُجرت دینے سے خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے۔ اور بعض علاقوں میں غیر سرکاری اشخاص کو انعامات اور معافیات دے کر رغبت دلائی گئی ہے۔ مذکورہ اور دیگر طریقوں سے غیر سرکاری اشخاص میں درخت اُگانے کا شوق پیدا کرنا ایک ایسا فعل ہے۔ جو حکومت ہند کے خیال کے مطابق ہر ایک لوکل گورنمنٹ کی توجہ کے قابل ہے۔ لوکل گورنمنٹوں سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس بارہ میں غور کریں۔ اور دیکھیں۔ کہ آیا اس ضمن میں موجودہ صورت حالات کی نسبت زیادہ ترقی کا امکان ہے یا نہیں"

"یہ ضروری ہے۔ کہ حتی الامکان گردو نواح کے باشندوں کی ہمدردی سڑکوں کے درخت بچانے کے لئے حاصل کی جائے۔ پھل دار درختوں کی صورت میں۔ جن کا پھل زیادہ قیمتی نہ ہو۔ ملحقہ کھیتوں کے کاشتکاروں کو پھل کھانے کی اس شرط پر اجازت دے دینی چاہیئے۔ کہ وہ ان درختوں کو سخت نقصان سے بچائیں گے۔ چارہ کا قحط پڑنے پر دانشمندانہ تدابیر اختیار کی جائیں۔ کہ لب سڑک درختوں کے پتے جو قابل خوردنی ہوں بطور چارہ واجبی سستے داموں پر فروخت کئے جائیں۔ اس سے یہ مراد نہیں۔ کہ درختوں کی لاپرواہی سے قطع و برید ہو۔ بلکہ بیش بہا مویشیوں کی

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۴۷-ایل-اے-ایم-مورخہ ۱۵ جنوری ۱۹۴۶ء

دستور العمل صیغہ مال (ترمیم شدہ طبع)

فقرہ ۸۳۱ مرحمہ بروے پرچہ تصحیح نمبر ۳۸-ایل-اے-ایم مورخہ ۱۷-اکتوبر ۱۹۳۴ء کی بجائے عبارت ذیل قائم کرو-

معدنیات اور کان ہائے سنگ

۸۳۱ - قلزات اور کوئلہ کی تمام کانیں تمام ریگ طلائی اور تمام مٹی کا تیل ملکیت سرکار ہیں دیگر معدنیات مثلاً پتھر اور کنکر کی کانوں کا قانون ایکٹ معاملہ زمین کی دفعہ ۴۲ میں دیا گیا ہے - جس کی تشریح فقرہ ۱۹۱ ہدایت نامہ بندوبست میں کی گئی ہے - اور جس کا ذکر صاحبان فنانشل کمشنر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۴ کے فقرہ ۱۰۱ میں بھی کیا گیا ہے - بعض محالات میں یہ کانہائے خورد لوگوں کی ملکیت ہیں - دیگر مقامات پر یہ ملکیت سرکار ہیں خواہ سطحی اراضی لوگوں کی ملکیت ہو -

قلزات - پتھر کا کوئلہ - مٹی کا تیل - سونا - نمک اور دیگر معدنیات کا زمین سے نکالنا جو کہ عام طور پر معدنیات خورد کی تعریف کے تحت نہیں آتے - معدنیات مینول پنجاب میں مندرج ہیں - معدنیات خورد کے متعلق قواعد معدنیات خورد پنجاب کو دیکھنا چاہیئے - جو صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے اشتہار نمبر ۵۴۳۴-آر مورخہ ۲۳ دسمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئے ہیں - (دیکھو ایکٹ ہائے انتظام اراضیات پنجاب - جلد دوم -) معدنیات مملوکہ سرکار پر جن کا اخراج غیر سرکاری اشخاص کریں گے - محصول شاہی (رائیلٹی) لگایا جاتا ہے - جہاں کہیں بھی معدنیات حکومت کی ملکیت ہوں - حق سرکار محصول شاہی (رائیلٹی) کی صورت میں لیا جاتا ہے - برعکس اس کے جہاں کہیں بھی وہ مالکان زمین کی ملکیت ہوں - تو وہاں سے وصول شدہ آمدنی کو بندوبست کے وقت واصلات دیہی میں دکھانا چاہیئے - ان صورتوں میں جہاں کہ ایسا نہ کیا گیا ہو - ایکٹ معاملہ زمین کی دفعہ ۵۹ (۱) - خاص تشخیص کا حکم دیتی ہے ۔

مفید عام پریس لاہور

زندگی بچانے کے لئے برگِ درختان کی عارضی قربانی کو بخوشی قبول کرنا چاہیئے +
ایک خاص مذموم فعل یہ ہے۔ کہ جب کسی سرکاری ملازم اعلےٰ کے استقبال کی تیاریاں کی جا رہی ہوں۔ تو خوبصورت روشوں کی ٹہنیاں قلم کر کے یا دیگر طریقوں سے ان کو نقصان پہنچایا جاتا ہے۔ گاڑیوں میں جانے والے جلوس یا پارٹی کا مناسب انتظام کرنے کی تمنا میں حکام ضلع عموماً زمین سے ایک خاص بلندی تک لب سڑک درختوں کی تمام ٹہنیاں کاٹ ڈالتے ہیں۔ جن سے کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا۔ مگر ایسا نقصان ہوتا ہے جس کی برسوں میں تلافی ہوتی ہے۔ افسرانِ سرکار کو ہوشیار اور خبردار رہنا چاہیئے۔ کہ ایسی بے سمجھ اور فاتل افسوس تباہی کو روکیں +

۴۳۱ - معدنیات اور پتھر کے کوئلہ کی تمام کانیں اور مٹی کا تیل ملکیت سرکار ہیں۔ پتھر کی کانوں کے متعلق قانونی بحث ہدایت نامہ بندوبست کے فقرہ نمبر ۱۹۱ میں ملے گی۔ کنکر کی تمام کانیں باستثنائے معدودے چند ملک سرکار قرار دی گئی ہیں۔ متعلقہ قواعد صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۴۲ کے فقرات ۶ تا ۱۰ میں ملینگے +

معدنیات و کانہائے پتھر

گورنمنٹ نے قرار دیا ہے۔ کہ معدنیات و پتھر کی کانوں پر جو محصول شاہی عاید کیا جاتا ہے۔ وہ بمنزلہ معاملہ زمین ہے۔ جن اصولوں کی بنا پر لگان یا محصول شاہی لیا جاتا ہے۔ وہ جناب وزیر ہند باجلاس کونسل کے مراسلہ نمبر ۱۸ مورخہ ۸ اگست ۱۸۶۱ء بنام ہز ایکسلنسی گورنر جنرل بہادر میں درج ہیں۔ اس مراسلہ میں درج ہے۔ کہ اگر لگان اور محصول شاہی دونوں میں سے ایک منتخب کرنے کی ضرورت پڑے۔ تو محصول شاہی کو ترجیح دینی چاہیئے۔ لیکن اگر ان دونو کا ایسا مجموعہ بن سکے۔ جس میں کہ لگان محصول شاہی میں جب کہ اس کی رقم زیادہ ہو مل کر یکجان ہو جائے۔ تو یہ مجموعہ اکیلے لگان یا محصول شاہی دونو سے اچھا ہے +

۴۳۲ - دفینہ جات کے بارہ میں قواعد پنجاب گورنمنٹ کے کنسالیڈیٹڈ (مجموعی سرکلر) نمبر ۴۳ میں درج ہیں +

دفینہ جات

۴۳۳ - (۱) تمام صوبوں سے مچھلی کی عام تباہی کی شکایات موصول ہونے پر ۱۸۶۸ء میں حکومت ہند نے ڈاکٹر ڈے کو ہندوستان کی شکارگاہان ماہی کے اقتصادی پہلو پر تحقیق کرنے پر مامور کیا۔

پنجاب میں محکمہ ماہی کا انعقاد

پنجاب میں دوسری تحقیق ۱۹۱۱ء میں مسٹر ایچ۔ ایس۔ ڈنسفورڈ نے کی۔ انھوں نے ڈاکٹر ڈے کے بیانات کی تصدیق کی۔ اور صوبہ میں مچھلی کی حفاظت کے لئے مختلف دفاعی تدابیر تجویز کیں۔

مسٹر ڈنسفورڈ کی رپورٹ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ مسٹر جی۔ سی۔ ہاول۔ آئی۔ سی۔ ایس کو مسائل ماہی کی واقفیت کے لئے امریکہ بھیجا گیا۔ اور واپسی پر انہیں ایک مختصر عملہ دے کر ڈائرکٹر محکمہ ماہی مقرر کیا گیا۔ تاکہ وہ ایسا مصالحہ فراہم کریں۔ جس سے گورنمنٹ فیصلہ کرسکے کہ آیا پنجاب میں ایسے محکمہ کی ضرورت ہے اور مچھلی کی حفاظت کے لئے کیا تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ اُن کی مساعی کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ایکٹ شکار مچھلی پنجاب نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۱۴ء نافذ ہوا۔

جب صاحب موصوف نے ڈائرکٹری کا عہدہ نومبر ۱۹۱۵ء میں خالی کیا۔ تو یہ عہدہ تخفیف کردیا گیا۔ لیکن یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ محکمہ کو ایک وارڈن (محافظ) کے ماتحت برقرار رکھا جائے۔ چنانچہ اس نام کا ایک عہدہ بنایا گیا۔

(۲) تمام قواعد وضوابط دربارہ شکارگاہانِ ماہی ملک پنجاب یا ایکٹ شکارگاہ ہائے مچھلی ہند نمبر ۴ مصدرہ ۱۸۹۷ء یا ایکٹ شکار مچھلی پنجاب نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۱۴ء کے ماتحت وضع کئے گئے ہیں۔ ایکٹ نمبر ۴ مصدرہ ۱۸۹۷ء اور اس کے ماتحت وضع کئے ہوئے قواعد کی رو سے مچھلی مارنے میں زہر۔ ڈنامائیٹ۔ دیگر پھٹنے والے اور ضرر ناک گندے مصالحوں کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ نیز بعض پانیوں کو جہاں مچھلیوں کی مشہور نسلیں انڈے دیتی ہیں مدت مقررہ کے لئے بند کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ پنجاب ایکٹ نمبر ۲ مصدرہ ۱۹۱۴ء کے ماتحت جو قواعد وضع کئے گئے ہیں۔ وہ بالکل آسان ہیں۔ چھوٹی اور ناپختہ مچھلیوں کو بچانے کی غرض سے ان قواعد میں نصب کی ہوئی کلوں۔ چھوٹے سوراخوں والے جالوں۔ اور پانی کو مچھلیاں مارنے کے لئے ایک طرف کاٹنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ ان قواعد کا اطلاق ان پانیوں پر ہے۔ جو "غیر سرکاری" پانی نہیں ہیں "غیر سرکاری پانی" پر ان کا اطلاق برضامندی مالک ہو سکتا ہے۔

وسعت قواعد

یہ قواعد پہلے پہل ۱۹۱۶ء میں کانگڑہ میں جاری کئے گئے۔ اور اب صوبہ کے ۲۵ اضلاع میں نافذ ہیں۔ ان میں مچھلی پکڑنے کا ضابطہ بھی مقرر کیا گیا ہے۔ یعنی کن آلات کی اجازت ہے۔ اور کن موسموں میں وہ استعمال ہو

سکتے ہیں۔ اور مختلف لائسنسوں کی فیس کیا ہے۔

مختصراً لائسنس دو قسم کے ہیں۔ عام اور بانسی والے۔ پہلی قسم میں تمام

لائسنس | اس قسم کے جال اور آلات شامل ہیں۔ جو پیشہ ور ماہی گیر استعمال کرتے ہیں۔ اور دوسری قسم کے صرف چھڑی اور رسی کے لئے ہیں۔ جو زیادہ تر شکاری استعمال کرتے ہیں۔

چھڑی اور رسی کے لائسنس مختلف قسموں کے ہیں۔ اور اُن کی متعلقہ فیسیں بھی مختلف ہیں۔ مثلاً صوبہ بھر کے لائسنس۔ نہروں کے منبعوں کے لائسنس دریائی مچھلی کے لائسنس۔ ضلع کے لائسنس۔ یہ لائسنس صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع۔ وارڈن اور فشریز۔ اور نہروں کے منبعوں کی صورت میں محکمہ آبپاشی کے ایگزیکٹو انجینئروں سے مل سکتے ہیں۔

۱۸۔ اضلاع میں ماہی گیروں کو انفرادی طور پر لائسنس عطا کئے گئے ہیں۔ مگر مغربی پنجاب کے باقی سات اضلاع میں اور نہروں پر سالانہ ٹھیکے بذریعہ نیلام سب سے زیادہ بولی دینے والے مناسب آدمی کو دئے جاتے ہیں۔ اور اسے اجازت ناموں (پرمٹ) کی کافی تعداد دی جاتی ہے۔ جو اس کے کارکن اور نامزد کئے ہوئے اشخاص استعمال میں لاتے ہیں۔

دو اضلاع میں مہاشیر اور دریائی (ٹراؤٹ) مچھلیوں کے اقل درجہ جسامت کی حد مقرر کی گئی ہے۔ جس سے کم کی اس قسم کی مچھلی شکار کرنی ممنوع ہے۔ ان قواعد کی خلاف ورزی کرنے سے جو مہاشیر یا دریائی (ٹراؤٹ) مچھلی پکڑی گئی ہو۔ اس کو بیچنے یا مبادلہ کی غرض سے پیش کرنا یا ظاہر کرنا بھی ان دو اضلاع میں ممنوع قرار دیا گیا ہے۔

قواعد کی خلاف ورزی قابل سمجھوتہ ہے۔ اور تاوان وصول کیا جاتا ہے جو ہر خلاف ورزی کے لئے دس روپیہ سے زائد نہ ہوگا۔ ایسی خلاف ورزی کے لئے مبلغ یکصد روپیہ تک سزائے جرمانہ بھی ہو سکتی ہے۔

(۳) چونکہ پنجاب کے تمام دریا اور ندیاں کسی شخص کی واحد ملکیت نہیں ہیں۔ اس لئے پنجاب ایکٹ مذکور کے ماتحت وضع کئے ہوئے قواعد ان پر حاوی ہیں۔

(۴) شرائط جن پر کہ پانیوں کے متعلق لائسنس یا ٹھیکے دئے جاتے ہیں۔

شرائط | حسب ذیل ہیں :۔

(الف) کہ لائسنسداران شرائط مندرجہ قواعد کے مطابق مچھلی پکڑنے کے پابند ہیں۔

(ب) کہ وہ قواعد کی خلاف ورزی کی رپورٹ بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر تحصیلدار یا دیگر عہدہ دار محکمہ ماہی کرنے کے پابند ہیں۔

(ج) کہ اگر بشرائط مندرجہ واجب العرض یا مثل حقیت کی رو سے کسی دیہات کے مالکان ان دیہات میں واقعہ پانیوں سے پکڑی ہوئی مچھلیوں میں حصہ لینے کا حق رکھتے ہیں۔ تو لائسنسدار وہ حصہ مالکوں کو دینے کا پابند ہوگا۔

(د) جن اضلاع میں مچھلی پکڑنے کا ٹھیکہ دیا جاتا ہے۔ ٹھیکیدار زرٹھیکہ پیشگی یا تین برابر اقساط میں ادا کرنے کا پابند ہے۔ مؤخرالذکر صورت میں اسے آئندہ اقساط کی ادائیگی کے بارہ میں کافی ضمانت دینی پڑتی ہے بقایا رقوم بطور بقایا مالگذاری وصول کئے جا سکتے ہیں۔

اگر کسی لائسنسدار کو خلاف ورزی قواعد میں سزا ہو جائے۔ تو اس کا لائسنس منسوخ کیا جا سکتا ہے۔

تحصیلوں۔ ضلعوں اور قسمتوں کی حدود اور تعداد میں تغیر و تبدل

۴۳۸۔ ان قسمتوں کی تعداد میں جن میں صوبہ منقسم ہے۔ بدون منظوری جناب نواب گورنر جنرل بہادر باجلاس کونسل نہیں ہو سکتی۔ لیکن لوکل گورنمنٹ مجاز ہے کہ وہ ضلعوں اور تحصیلوں کی تعداد میں بیشی کرے۔ اور ان کے و نیز قسمتوں کی حدود و تبدیل کرے[۱]۔ ایسی تبدیلیاں عموماً لوگوں کو ناگوار خاطر گزرتی ہیں۔ اور نظم و نسق میں بھی کچھ گڑبڑ ناگزیر ہے۔ ایسا کرنے سے ماضی و حال کے کوائف کا مقابلہ مشکل ہو جاتا ہے۔ اور عام مکرر تشخیص جدید کا وقت آنے پر کچھ پریشانی لازمی ہے۔ لہذا حدود صرف تب ہی تبدیل کی جائیں جب متعلقہ محال یا علاقہ کے مناسب انتظام کے لئے ازحد ضروری ہو[۲]۔

---

[۱] ایکٹ نمبر ۱۷ مصدرہ ۱۸۸۷ء کی دفعہ نمبر ۵۔

[۲] حکومت ہند محکمہ ہوم کا سرکلر نمبر ۱۹/۴ - ۲۰۲ مورخہ ۲۲ جون ۱۸۷۰ء سرد بر جنرل کو تبدیل حدود کی اطلاع دینے کے بارہ میں صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کا سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۵ ملاحظہ کرو۔

۸۳۴- الف- ہندوستانی ریاستوں سے تنازعات حدود پیدا ہونے پر اُن کا فوری تصفیہ کرنا چاہیئے- ایسی صورتوں میں جو ضابطہ اختیار کرنا چاہیئے وہ پنجاب گورنمنٹ کے کنسالیڈیٹڈ سرکلر نمبر ۲۵ میں درج ہے- پنجاب اور دیسی ریاستوں کے درمیان جہاں حدِ فاصل کسی دریا کے راستہ پر موقوف ہو- مستقل حدبندی کر دینے[1] سے ایسے تنازعات کی تعداد بہت کم ہو جائیگی ✦

حدود اراضیات کے بارہ میں سروے اوف انڈیا ڈیپارٹمنٹ (محکمہ پیمائش ہند) اور متواتر بندوبستی کارروائیوں نے صحیح حدود کے متعلق شک کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی- کوئی دقتیں پیش آنے کی توقع نہیں- اور اگر پیدا بھی ہو- تو اُن کا بآسانی تصفیہ ہو سکتا ہے- بشرطیکہ ان اضلاع کے صاحبان ڈپٹی کمشنر جن کے اضلاع ہندوستانی ریاستوں سے ملحق ہیں- ان احکام کی متابعت کرتے ہیں- جن کی رو سے انہیں حدّ فاصل کا ہر سال معائنہ خود کرنے یا کروانے کا پابند قرار دیا گیا ہے- جب افسر ضلع معائنہ کرنے کا خیال کرے تو اُسے دربار ریاست کی خدمت میں اطلاع دینی چاہیئے- اور درخواست کرنی چاہیئے- کہ ریاست ایک نمایندہ افسر مذکور سے ملاقات کرے- حدود کی بُرجیوں کی حالت کا خیال کرنا چاہیئے- اور ضروری مرمّت کرنے کا انتظام کرنا چاہیئے[2] ✦

خاکے ۸۳۵- صاحب ڈائرکٹر کا غذات متعلقہ زمین $\frac{1}{4}$ انچ پیمانہ پر تیار کئے ہوئے خاص نقشے ہر اضلاع کے متعلق شائع کرتے ہیں- جن میں دیہہ تحصیل- اور ضلع کی حدود- ریلیں- بڑے دریا- نہریں- سڑکیں اور دیگر مشہور کوائف اور بعض مشہور مقامات دکھلائے جاتے ہیں- یہ نقشے نئی تجاویز یا رپورٹوں کی وضاحت کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں- اور ضلع کے کوائفی نقشوں کی اٹلس میں بآسانی شامل کئے جا سکتے ہیں- ضروری ایزادیاں صاحب ڈپٹی کمشنر کے احکام کے ماتحت کی جائیں ✦

مذکور الصدر نقشوں کے علاوہ چند نقشے $\frac{1}{4}$ انچ پیمانہ پر سرویر جنرل کے دفتر

---

[1] فقرہ نمبر ۸۳۷ دیکھو ✦

[2] حکومت ہند- محکمہ خارجیہ کا ریزولیوشن نمبر ۱۷۵۸ مورخہ ۲۱- اگست ۱۸۸۱ء- معائنہ کا ذکر سالانہ رپورٹ مال میں کرنا چاہیئے ✦

ہیں چھپے ہوئے سروے شیٹس کو جوڑ کر چھوٹے پیمانہ پر تیار کئے جاتے ہیں۔ یہ نقشے بطور معاون استعمال ہوتے ہیں۔ ان میں دیہات بذریعہ اعداد دکھلائے جاتے ہیں۔ اور ان اعداد کی ایک کلید ایزاد کی جاتی ہے۔ جس میں ردیف وار فہرستیں انگریزی اُردو ہر دوز بانوں میں دی جاتی ہیں ٭

گزٹیرز۔ تواریخ اضلاع

۸۳۶۔ ہر بندوبست میں صاحب مہتمم بندوبست گزٹیر ضلع کی نظر ثانی[1] کرتے ہیں۔ لیکن مہتمم بندوبست کی امداد اور گزٹیر کو زیادہ مفید بنانے کی خاطر یہ ضروری ہے کہ دو بندوبستوں کے درمیانی عرصہ میں گزٹیر تاریخ مکمل رکھا جائے۔ بنا برایں صاحبان ڈپٹی کمشنر کو حکم ہے کہ وہ گزٹیر کی جلد میں علحدہ لکھائی والے سادہ اوراق لگا لیا کریں۔ اور ایک علیحدہ گزٹیر نوٹ بک رکھیں ٭

اول الذکر سادہ اوراق پر صاحبان ڈپٹی کمشنر کو مختصر یادداشتیں بطور تصحیح ان امورات مندرجہ گزٹیر کے درج کرنی چاہئیں۔ جو پہلے ہی غلط تھیں۔ یا بعد میں غلط ہوئیں۔ یا جن کے متعلق ایزادی ضروری ہے۔ مثلاً نئی مردم شماری کے بعد یہ مناسب ہے۔ کہ آبادی کے تمام اعداد و شمار صحیح کر دئے جائیں۔ ان اوراق پر جو یادداشتیں لکھی جائیں۔ نہایت مختصر ہونی چاہئیں ٭

گزٹیر نوٹ بک میں ان جملہ معاملات کے بارہ میں مفصّل اندراجات ہونے چاہئیں۔ جو صاحب ڈپٹی کمشنر کی طبع جدید کی تیاری کے لئے مفید خیال کریں۔ ہر اندراج کے عنوان پر گزٹیر کی اس سرخی کی دفعہ نقام جلی تحریر ہونی چاہیئے۔ جس سے کہ وہ اندراج متعلق ہو۔ دو اندراجات ایک ہی صفحہ پر نہ ہونے چاہئیں۔ اور کاغذ کے ایک ہی طرف لکھنا چاہیئے۔ تاکہ صاحب مہتمم بندوبست ان اوراق کو علیحدہ کر کے نقل کئے بغیر استعمال کر سکیں۔ جب کسی معاملہ کا تذکرہ ضلع کی امثلہ یا دیگر کاغذات میں آسان شکل میں موجود ہو۔ تو ان کاغذات کا پوری طرح حوالہ دینا۔ اور مختصراً یہ بھی ظاہر کر دینا۔ کہ اس میں کیا مصالحہ ملے گا۔ کافی ہے ٭

نظر ثانی کرنے وقت یا دو طبعات کے درمیانی عرصہ میں ان افسران کو جو مصالحہ فراہم کر رہے ہوں۔ باشندگان ضلع سے خواہ وہ ہندوستانی ہوں یا انگریز۔ سرکاری ملازم یا غیر سرکاری۔ امداد لینے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ مثلاً اس

---

[1] ہدایت نامہ بندوبست کا فقرہ نمبر ۵۵۲ دیکھو ٭

طریق سے ممکن ہے - کہ ضلع کی نباتات - طبقات ارض - اس کی صنعت وحرفت اس کے آثار قدیمہ یا دیہاتی حکایات کے متعلق ایسے اچھے مضامین مل جائیں جو صاحب ڈپٹی کمشنر یا صاحب مہتمم بندوبست قلتِ وقت یا خاص علم نہ ہونے کی وجہ سے نہ لکھ سکیں - اگر زبانِ دیسی میں لکھے ہوئے کوئی کاغذات شامل کرنے پڑیں - تو وہ آسان عبارت اور نستعلیق خط میں لکھے جائیں ؛

اضلاع کے گزٹیر کی نظرثانی کے متعلق سب سے آخری ہدایات حکومت ہند - محکمہ ہوم - کی چٹھی نمبر ۵۷۳۳ مورخہ یکم نومبر ۱۹۰۲ء میں درج ہیں ؛

"موجودہ گزٹیروں کی میعادِ مقررہ پر نظرثانی کے راستہ میں سب سے بڑی دقت اور سبب جس سے ان کے مضامین کا بیشتر حصہ متروک و منسوخ ہو جاتا ہے یہ ہے کہ موجودہ گزٹیر مفصلہ ذیل مصالحوں کا مجموعہ ہیں : مستقل امور - مثلاً ضلع کی تاریخ - ہیئتِ قدرتی - مذاہب - علم نسل انسان وغیرہ - ایسے امور جو بتدریج مگر عام طور پر دیر سے تبدیل ہوتے ہیں - مثلاً ضلع کے زراعتی اور اقتصادی حالات - اور ایسے سریع الزوال کوائف جو جلدی ہی بے محل ہو جاتے ہیں - اس وجہ سے آئندہ جب کسی ضلع کا گزٹیر شائع کیا جائے - تو اس کی دو جلدیں الف اور ب مفصلہ ذیل طریق پر مرتب کرنی چاہئیں :-

(۱) طبع اول میں تمام تشریحی اور بیانیہ امور جلد الف میں شامل کئے جائیں - لیکن اس جلد میں صرف ایسے اعداد و شمار (جو ہندسوں کی بجائے الفاظ میں چھاپے جائیں) شامل کئے جائیں جو متن کتاب اور نفسِ مضمون کی تشریح کے لئے درکار ہوں - اس جلد میں مضامین کی وہی ترتیب ملحوظ رکھی جائے جو شاہی گزٹیر میں صوبجاتی دفعات کے لئے مقرر ہے - تمام تفصیل اعداد و شمار جلد ب کے لئے چھوڑ دینے چاہئیں - جس میں ابتداءً صرف یہی کوائف اور ایسے نوٹ شامل ہوں گے - جو ان کی تشریح کے لئے ضروری ہوں ؛

(۲) نظرثانی کے وقت جلد ب کے اعداد و شمار دوبارہ تالیف کئے جائیں اور اس جلد میں ایسے واقعات ایزاد کئے جائیں - جو جلد الف کی تصحیح یا تضمین کے لئے ضروری معلوم ہوں - مثلاً اگر جلد الف چھپنے کے بعد اگر کوئی قحط پڑا ہو - کوئی نئی ریلوے لائن نکلی ہو - یا اور ایسی ہی بات ہوئی ہو - تو ان معاملات کے متعلق جلد ب میں تذکرہ کیا جائے گا - اور وہ

جلد الف کی متعلقہ فصلوں کا تتمہ سمجھا جائیگا ٭

(۳) یہ سلسلہ اسی طریق پر جاری رہیگا۔ حتیٰ کہ جلد الف کی نظر ثانی کا وقت آجائے تب جلد ب میں مندرجہ تتمہ جات جلد الف میں داخل کر دئے جائینگے۔ اور جلد ب بمثل سابق اعداد و شمار و تشریحی نوٹوں کا ضمیمہ رہ جائیگا ٭

(۴) جلد ب ہر مردم شماری کے بعد نئے سرے سے چھاپی جانی چاہیئے۔ جلد الف کی نظر ثانی حسب اقتضائے رائے لوکل گورنمنٹ ہوگی۔ عموماً بندوبست جدید ایسی نظر ثانی کے لئے نہایت موزون موقع ہوگا۔ لیکن ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ کہ پہلی جلد الف کے نسخہ جات کافی تعداد میں پڑے ہوں۔ اور کہ بندوبست جدید اور امتداد زمانہ سے ضلع کے حالات میں کوئی اہم تبدیلیاں رونما ہوئی ہوں۔ ایسی صورتوں میں جلد الف کی نظر ثانی ملتوی کر دینی چاہیئے۔ حتیٰ کہ موجودہ نسخہ جات ضروریات کے لئے غیر مکتفی ہو جائیں۔ لیکن یہ ضروری ہے۔ کہ اپنے فرائض منصبی سے سبکدوش ہونے سے پہلے صاحب مہتمم بندوبست۔ کارروائی ہائے بندوبست اور حالات متذکرہ جلد الف کی ان متعلقہ تبدیلیوں کا مختصر بیان تحریر کرے جو بندوبست جدید کی وجہ سے پیدا۔ یا دوران کارروائی میں معلوم ہوئی ہیں۔ یہ اختصار آئندہ دہ سالہ طبع جلد ب میں شامل کیا جائیگا ٭

(۵) جلد ب کے حصۂ اعداد و شمار میں سادہ اوراق لگا دینے چاہئیں۔ تاکہ استعمال کنندگان سالہائے مابعد کے اعداد و شمار ان پر لکھ لیا کریں۔ نقشہ جات مشمولہ جلد ب برابر سطور پہ کھینچے جائیں۔ اور ان میں ضلع اس کی تحصیلوں یا دیگر جزوہائے ضلع کے مشہور انتظامیہ اعداد و شمار کا ہونا ضروری ہے۔ ہماری گشتی چٹھی نمبر ۴۸ – ۲۹ – ۶۰ مؤرخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء کے ضمیمہ ھ میں جو نقشہ جات مقرر کئے گئے ہیں۔ ان کا عام استعمال موزون دکھائی دیتا ہے لیکن بلا شک لوکل گورنمنٹیں مقامی حالات کے مطابق اُن میں کمی بیشی کر سکتی ہیں۔ توقع کی جاتی ہے۔ کہ بشمول تشریحی نوٹ یہ نقشہ جات عموماً ۵۰ صفحات سے زائد نہ ہوں گے ٭

(۶) اسی طرح جلد الف کی ضخامت بھی تقریباً ۳۰۰ صفحات مقرر ہو سکتی ہے۔ اور ان صفحات میں اُن جملہ امور کا تذکرہ ہو سکتا ہے۔ جو حقیقتاً مفید اور مشہور ہوں۔ بعض موجودہ صوبجاتی گزٹیروں کی زیادہ ضخامت میں بہت

غلطی کی گئی ہے - مثلاً ان فصلوں میں جو تاریخ کے متعلق ہیں - کافی اختصار ممکن ہے - اگر یہ فرض کر لیا جائے - کہ پڑھنے والا تاریخ ہندوستان کی عام واقفیت رکھتا ہے - لہذا صرف وہ واقعات قلمبند کئے جائیں جو ضلع میں واقع ہوئے یا اس سے تعلق رکھتے ہیں - جہاں ملحقہ اضلاع بلحاظ آب و ہوا - ہیئت قدرتی - نباتات و حیوانات - تاریخ - تقسیم اقوام اور حالات اقتصادی - ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہوں - تو ان کو ایک جگہ لکھنے اور مقامی حالات کے مطابق مناسب تغیر و تبدل سے ہر جلد ضلع میں اعادہ کرنے سے بہت سی محنت بچ سکتی ہے - یہ امر پسندیدہ ہے کہ آئندہ مختلف اضلاع کا ذکر علیحدہ علیحدہ جلدوں میں تحریر کیا جائے ؞

(۷) حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے - کہ شاہی گزٹیروں کے متعلق ایک علیحدہ جلد بطور انڈکس چھاپی جائیگی - اور حکومت ہند کا خیال ہے کہ حوالہ جات کی غرض سے بہت موزوں ہوگا - اگر صوبجاتی گزٹیروں کے ہر سلسلہ کے متعلق بھی ویسا ہی انڈکس بنایا جائے ؞

۷۴۳ - رپورٹ دربارہ اجناس دموسم کا ذکر فقرہ ۷۱۸ میں آچکا ہے -

سالانہ رپورٹیں | اس دستورالعمل میں جن معاملات کا تذکرہ کیا گیا ہے - اُن کے متعلق صاحبان ڈپٹی کمشنر کو دیگر سالانہ رپورٹیں مرتب کرنی پڑتی ہیں - جو حسب ذیل ہیں :-

رپورٹ دربارہ انتظام محکمہ مال
" " کاغذات زمین -
" " املاک زیر اہتمام کورٹ اوف وارڈس ؞

---

۵ ہدایات متعلقہ تیاری جلدات الف اور ب - گزٹیر ضلع کے لئے صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کا سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۳۴ دیکھو ؞

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۲۸ - ایل - اے - ایم - مورخہ ۲۰ - فروری ۱۹۳۴ء -

دستور العمل مال

باب بست و چہارم - متفرق

مندرجہ ذیل فقرات بطور فقرات ۸۳۸ اور ۸۳۹ - ایزاد کرو:-

ضبطی جائیداد بحق سرکار

"۸۳۸ - لاوارث مالکوں کی متروکہ جائیداد کے بحق سرکار ضبط ہونیکے متعلق جو اصول رائج ہیں انکی توضیح پنجاب گورنمنٹ کے مجموعہ سرکلر نمبر ۹ اور نیز صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے اس فیصلہ میں کردی گئی ہے جو صاحب موصوف نے مقدمہ وزیرا وغیرہ بنام منگل وغیرہ پنجاب ریکارڈ نمبر ۲ سنہ ۱۹۱۱ء میں صادر فرمایا تھا۔ مقدمہ مذکور میں سر جیمز ڈوئی بہادر نے مندرجہ ذیل اصول قائم کئے ہیں :-

(۱) - سرکار کا حق بابت دعویٰ ضبطی قانون رواج یا دھرم شاستر پر مبنی نہیں ہے گو دھرم شاستر میں ضبطی تسلیم کی گئی ہے مگر وہ عام یا عالمگیر قانون کی وجوہات پر مبنی ہے *

(۲) حق مذکور صرف بعدم موجودگی رشتہ داران جو بروئے قانون یا رواج وراثت کے مستحق ہوں پیدا ہو سکتا ہے

(۳) مجموعی طور پر جماعت مالکان کا حق جانشینی ان صورتوں میں جہاں کہ یہ حق موجود ہے ابتدائے ایسے دائمی یا مفروضہ رشتہ داری پر مبنی ہے جو ہمراہ قابض اراضی یا اس رکن جماعت مالکان کے ہو جس سے کہ اسکا حق حاصل کیا گیا

(۴) ایسا حق اس صورت میں تصور کیا جانا چاہئیے جہانکہ محالات یا حصص محالات ہم ذات اشخاص کے ہوں اور جہانکہ تمام اشخاص اخیر قابض اراضی کے یا اس رکن جماعت مالکان کے جس سے اُسنے حق حاصل کیا ہمقوم ہوں *

(۵) ایسا حق اس صورت میں تسلیم نہیں کیا جانا چاہئیے جبکہ محالات یا حصص محالات کے قابض مختلف اقوام یا ایسی قوم کے مختلف گوتوں کے اشخاص ہوں۔ قیاس ایسی صورتوں میں یہ ہے کہ سرکار کو حق ضبطی حاصل ہے *

(۶) جبکہ ملکیت اراضی بذریعہ ہبہ کسی رکن قوم اصل جماعت مالکان سے ابتداً حاصل ہو تو حق جماعت مذکور در صورت معدومی نسل واہب یا اولاد موہوب الیہ تسلیم کیا جانا چاہئیے *

(۷) جبکہ واجب العرض میں حق جماعت مالکان بابت وراثت اراضی لاوارث بیان کیا گیا ہو۔ تو گورنمنٹ کو کسی حالت میں دعوے نہیں کرنا چاہئیے۔ نیز صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے یہ قرار دیدیا ہے کہ اگر متوفی کی دختر۔ دختر کا لڑکا۔ ہمشیرہ یا ہمشیرہ کا لڑکا موجود ہو تو اس صورت میں گورنمنٹ کو لازم ہے کہ وہ وارث جائیداد کی ضبطی بحق سرکار کا دعوے نہ کرے *

"۸۳۹ - جملہ افسران کی توجہ کورٹ کے اس فیصلہ کی طرف دلائی جاتی ہے - جو پنجاب ریکارڈ نمبر ۸ سنہ ۱۹۱۸ء میں درج ہے - اور جسکا خلاصہ ذیل میں درج ہے :-

جائیداد کی ضبطی

"پورے بنچ کی اکثریت نے یہ قرار دیا (جانسٹن متفق نہیں تھے) کہ جہاں جدی جائیداد غیر منقولہ جو پنجاب کے قانون رواج کے ماتحت کسی کے قبضہ میں ہو اور عدالت فوجداری کے حکم سے زیر دفعہ ۸۸ ضابطہ فوجداری قرق ہو اور نیلام کی گئی ہو تو ایسی فروخت صرف فروخت کنندہ کی اپنی زندگی کا حق ہی ہوتا ہے اور اسکی وفات کے بعد اسکے نرینہ اولاد یا دیگر رشتہ دار جو کہ اصلی مالک جائیداد کے ہوں گے حق وراثت کو زائل نہیں کرتا *

ایسے کئی واقعات صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے علم میں آئے ہیں جہاں کہ ایسی فروخت شدہ جائیداد اس طرح اپنے خرید کی گئی کہ سب حقوق مالکانہ حاصل ہو گئے۔ اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئیے کہ ایسی فروخت کو مشتہر کرتے وقت اور فروخت کرتے وقت واضح کر دینا چاہئیے کہ محض زندگی کے حقوق فروخت کئے جا رہے ہیں *

بفقیت ۲ آنے - (فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور) (تعداد ۱۰۰۰)

ضمیمہ جات

ضمیمہ اوّل[1]

انتظامیہ ہدایات دربارہ تشخیص ہائے خاص زیر دفعہ ۵۹ ایکٹ مالگذاری

دفعہ ۵۹- ایکٹ مالگذاری میں وہ صورتہائے مندرج ہیں- جن میں ریونیو افسران ضمنی تشخیصہائے خاص کرنے کے مجاز ہیں- ان کا ضابطہ کارروائی ایکٹ مذکور کے انہی احکام کے تابع ہے- جو عام تشخیصات معاملہ زمین سے متعلق ہیں- لیکن صاحب فنانشل کمشنر بہادر بذریعہ انتظامیہ ہدایات اس ضابطہ میں ترامیم کرسکتے ہیں -

مندرجہ ذیل نقشہ میں ان انتظامیہ ہدایات کے حوالجات درج ہیں- جو اس دفعہ کی مختلف ضمن ہائے کے تحت جاری کی گئی ہیں :-

ضمن (الف) دفعہ ۵۹ (۱) فقرات ۱۶۹-۱۶۹الف و ۱۸۱ تا ۱۸۳ ہدایت نامہ بندوبست
فقرات ۱۹۶-۱۹۸ دستور العمل صیغہ مال و فقرہ ۱۹ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۶
مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر

ضمن (ب) " " " فقرہ ۱۰ ضمیمہ سوئم و فقرہ ۵ ضمیمہ چہارم دستور العمل صیغہ مال و فقرہ ۸۹
سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲ مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر

ضمن (ج) " " " فقرات ۵۲۹ تا ۵۳۶ دستور العمل صیغہ مال و فقرہ ۵۲۱ ہدایت نامہ
بندوبست -

ضمن (د) " " " فقرات ۴۳۸ تا ۴۴۶ و ۴۹۷ تا ۵۰۳ دستور العمل صیغہ مال - فقرات
۵۴۴ و ۷۹۴ ہدایت نامہ بندوبست و سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲ مجریہ
صاحبان فنانشل کمشنر بہادر

ضمن (ہ) " " " فقرات ۱۹۱-۱۹۲ و ۴۵۸ تا ۴۶۰ ہدایت نامہ بندوبست - فقرات
۴۶۶ تا ۴۶۹ و ۳۴۱ تا ۳۴۴ دستور العمل صیغہ مال و سٹینڈنگ آرڈر
نمبر ۲۴ - مجریہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر خصوصاً فقرہ ۱ -

[1] یہ ضمیمہ بروئے پرچہ تصحیح نمبر ۲۳ مورخہ ۳۰- اکتوبر ۱۹۳۳ء قائم ہوا -

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبری ۷۹-ایل-اے-ایم- بمقام لاہور مورخہ یکم مئی ۱۹۴۰ء

دستور العمل صیغہ مال

ضمیمہ دوئم - بندوبست ہائے جنگل

صفحات نمبر ۵۵۹ لغایت نمبر ۵۷۲

ضمیمہ دوئم میں جہاں کہیں ایکٹ جنگلات ہند ۱۸۷۸ء کی دفعات ۹-الف تا ۲۴ کا حوالہ دیا گیا ہے - ان کو ایکٹ جنگلات ہند نمبر ۱۶ ۱۹۲۷ء کی دفعات کے مطابق از سر نو نمبر شمار کرو - جیسا کہ ذیل میں کیا گیا ہے :-

دفعہ ۹ الف	کی	بجائے	دفعہ	۱۰	پڑھو -
۱۰	״	״	״	۱۱	״
۱۱	״	״	״	۱۲	״
۱۲	״	״	״	۱۳	״
۱۳	״	״	״	۱۴	״
۱۴	״	״	״	۱۵	״
۱۵	״	״	״	۱۶	״
۱۶	״	״	״	۱۷	״
۱۷	״	״	״	۱۸	״
۱۸	״	״	״	۱۹	״
۱۹	״	״	״	۲۰	״
۲۰	״	״	״	۲۱	״
۲۱	״	״	״	۲۲	״
۲۲	״	״	״	۲۳	״
۲۳	״	״	״	۲۴	״
۲۴	״	״	״	۲۵	״

مفید عام پریس لاہور

ضمیمہ دوم

بندوبست ہائے جنگل

افسران بندوبست جنگل کی رہنمائی کے لئے ہدایات

۱۔ ۱۸۸۶ء میں صاحب کمشنر بہادر نے مندرجہ ذیل ہدایات بمنظوری نواب لفٹنٹ گورنر بہادر بغرض رہنمائی افسران بندوبست جنگل دربارہ کارروائیہائے زیر احکام باب دوم ایکٹ جنگلات ہند ۱۸۷۸ء (۱۶ بابت ایکٹ ۱۹۲۷ء مصدرہ ۱۹۲۷ء) جاری فرمائیں۔

مراتب ابتدائی

صاحب کلکٹر کی ابتدائی رپورٹ

۲۔ رکھائے ہوئے جنگل قرار دینے کی تجاویز (خواہ مقامی حکام نے شروع کی ہوں یا افسران بالادست کی ہدایات کے ماتحت جاری کی گئی ہوں) صاحب کلکٹر بخدمت صاحب کمشنر بہادر معہ مفصلہ ذیل کاغذات کے ارسال کریں گے:-

(۱) نقشہ بتصریح رقبہ جسے رکھایا ہوا جنگل بنانا مقصود ہو بشمول اراضیات ملحقہ۔

(۲) مسودہ اشتہار زیر دفعہ ۴۔ ایکٹ مذکور۔

(۳) رپورٹ مشعر تحقیق جو جہاں تک معلوم ہو سکے اراضی مذکور میں حاصل ہیں۔ اراضی مذکور کا انتظام کس طرح پر ہوتا رہا اور کن وجوہات سے اسے رکھایا ہوا جنگل بنانا مقصود ہے۔ نیز اس رپورٹ میں ایک افسر بندوبست جنگل اور اس کے امدادی دیگر عملہ (اگر کوئی ہو) کے تعین کے متعلق تجاویز بھی ہونی چاہئیں۔

صاحب کلکٹر کو ضلع کے افسر جنگلات سے امداد لینی چاہئے

۳۔ یہ رپورٹ مرتب کرنے میں صاحب کلکٹر کو ضلع کے افسر جنگلات کی امداد سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اور اگر ضلع میں کوئی افسر جنگلات نہ ہو یا اگر معاملات خاص اہمیت کے ہوں۔ تو اس غرض کے لئے چیف کنسرویٹر صاحب بہادر محکمہ جنگلات ایک افسر جنگلات کی خدمات صاحب کلکٹر کے سپرد کر دیں گے۔ اس منزل پر حقوق کے متعلق کوئی مفصل تحقیقات نہ ہونی چاہیئے۔

۴۔ یہ امر خاص اہمیت رکھتا ہے۔ کہ اس رپورٹ میں جو رکھائے ہوئے جنگلات

لہ بمنشاء احکام مندرجہ چٹھی گورنمنٹ پنجاب نمبری ۳۶۹ مورخہ ۱۵۔ اگست ۱۸۸۵ء صاحب فنانشل کمشنر بہادر کو لازم ہے کہ رکھائے ہوئے یا محفوظ جنگلات قرار دینے کے لئے مسودہ اشتہار کے ہمراہ ایک نقشہ بھی ارسال کریں۔ جو صاحب سپرنٹنڈنٹ بہادر محکمہ سروے جنگلات کی خدمت میں ارسال کیا جائیگا۔

وسعت رپورٹ | بنانے کا پہلا درجہ ہے مقصد و مدعا صراحتاً قلمبند کیا جائے۔مثلاً آیا رکھائے ہوئے جنگل بنانے سے گرد و نواح کے لوگوں کو عمارتی لکڑی۔ ایندھن۔گھاس یا دیگر پیداوار جنگل بہتر طریقہ سے بہم پہنچانا یا ریلوے شہروں اور چھاؤنیوں کی ضروریات کو پورا کرنا مقصود ہے یا پیداوار جنگل کے ذریعہ پہاڑوں کو محفوظ کرنا اور ان کو تباہ کن نکاس آب سے بچانا یا اعلیٰ قسم کی چوب عمارتی اُگانا یا محفوظ کرنا مطلوب ہے رکھانے سے آس پاس کے محالات یا آبادی پر جو اثر پڑیگا اس کا ذکر بھی لازم ہے۔اس غرض سے ضروری ہے کہ منسلکہ نقشہ میں نہ صرف وہ اراضیات دکھلائی جائیں جن کو رکھا یا جائیگا بلکہ آس پاس کی اراضیات بھی بہ تصریح آبادی۔مزروعہ و بنجر اراضیات ظاہر کی جائیں عموماً کاشتکار یا چرواہا آبادی کیلئے منضبط انتظام جنگلات کے انوکھے مطالبات کے مطابق اپنی عادات کو بدلنا دشوار ہوتا ہے۔اسلئے رپورٹ کنندہ افسر کا فرض ہے۔کہ وہ اس امر کا اطمینان دلائے۔کہ رکھائے کی تجویز سے ارد گرد کی آبادی کی آسائش پر اثر نہیں پڑیگا یا ان کی آسائش پر قید لگانے کے لئے کافی وجوہات موجود ہیں۔

۵۔صاحب کلکٹر کی رپورٹ موصول ہونے پر صاحب کمشنر بہادر اسے برائے استصواب چیف کنزرویٹر

تصفیہ رپورٹ | (اعلیٰ محافظ) محکمہ جنگلات کی خدمت میں ارسال کرینگے۔اور ان کا جواب آنے پر اپنی سفارشات کے ہمراہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں بھیجینگے۔

ضابطہ کارروائی بندوبست جنگل

۶۔رکھایا ہوا جنگل بنانے کی تجویز مشتہر ہو جانے اور افسر بندوبست جنگل کا اپنے فرائض منصبی کا

نقشہ | کام شروع کرنے اور اعلان بمنشائے دفعہ ۶ جاری کرنے کے بعد افسر مذکور کا سب سے فوری فرض یہ ہے۔کہ آیا اس اراضی کا جسے رکھانا مقصود ہے کافی صحیح نقشہ موجود ہے۔اور اگر نہ ہو تو اسے ایک ایسا نقشہ مہیا کرنا چاہیئے۔اور ایسا کرنے کا اسے زیر احکام مندرجہ دفعہ ۸ ضروری اختیار حاصل ہے۔بدوں خاص وجوہات نقشہ کا پیمانہ بحساب ۴ ۔انچ مساوی ایک میل سے کم نہ ہونا چاہیئے۔اسکی بیرونی حدود اور اندرونی تقسیمات کی حدود باحتیاط تصدیق کرنی چاہئیں اور ضلع کے ریکارڈ آفس میں موجودہ امثلہ سے مقابلہ کرنا چاہیئے۔

۷۔اسی دوران میں تمام دعاوی پیش کردہ اور بیانات حقوق جن کی موجودگی ثابت ہے (خواہ پچھلے کاغذات

تحقیقات دعاوی۔ دفعہ ۷۔ایکٹ مذکور | خواہ مقامی تحقیقات سے) ایک مثل کی صورت میں مرتب کئے جائیں۔اور ان کا زیر احکام ایکٹ مذکور فیصلہ کیا جائے دعاوی وضاحتاً خواہ بذریعہ عرضداشت یا بذریعہ بیان یا ہر دو طریق سے پیش کئے جائیں۔اگر کسی حقوق کی موجودگی کا یقین ہو جائے۔اور حقداران حاضر نہ آئیں۔تو ان کو بذریعہ سمن بلایا جائے اور ان کے حقوق کے متعلق جرح کیجائے جن دستاویزات پر دعاوی کا انحصار ہو وہ بجنسہ شامل مثل کیجائیں یا اگر نقول پیش کیگئی ہوں۔تو ان کو اصل سے مقابلہ کرنے کے بعد تسلیم کرنا چاہیئے جہاں کہ پچھلے کاغذات کا حوالہ ہو۔تو اصل کا ملاحظہ کرکے مصدقہ انتخاب شامل مثل کرنا چاہیئے۔اگر دعاوی یا حقوق متنازعہ فیہ ہو جائیں تو مناسب تنقیحات وضع کرکے شہادت لینے کے بعد قرار دادیں تحریر

کرنی چاہئیں ۔ المختصر افسر بندوبست جنگل کو یاد رکھنا چاہئے ۔ کہ اسے عدالتِ دیوانی کے اختیارات حاصل ہیں ۔ اور اس کا فیصلہ بھی اسی طرح قطعی ہے ۔ ساتھ ہی اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہیئے ۔ کہ ہر دعویٰ کے لئے عموماً علیحدہ مثل مرتب نہ کرنی چاہیئے تاوقتیکہ خاص وقتوں کا سامنا نہ ہو۔ تمام دعاوی و حقوق کا اقسام مندرجہ فقرہ ذیل کے مطابق چار امثلہ میں فیصلہ کرنا چاہیئے ۔

دفعہ ۸ (ب) ایکٹ مذکور۔

۸ ۔ دعاوی کے فیصلہ کے بارہ میں مفصلہ ذیل ہدایات کا خیال رکھا جائے ۔ ایکٹ جنگلات کے باب دوئم کی رُو سے دعاوی جو ایک افسر بندوبست جنگل کے سامنے پیش ہوسکتے ہیں چار اقسام کے ہیں ۔ اور ان میں سے ہر قسم کے دعاوی کے تصفیہ کا طریق بھی مختلف ہے ۔ چار اقسام مفصلہ ذیل ہیں :-

چار اقسام دعاوی

(۱) دعاوی دربارہ عام و خاص راستہ و مجراے آب ۔

(۲) دعاوی دربارہ حقوق چرائی یا پیداوار جنگل (دفعہ ۱۱)

(۳) دعاوی دربارہ حقوق دیگر (دفعہ ۱۰)

(۴) دعاوی دربارہ تبدیل مقام کرنے والی کاشت (دفعہ ۹ ۔ الف)

۹ ۔ افسر بندوبست جنگل کو احتیاط لازم ہے ۔ کہ وہ تمام عام و خاص راستے اور مجرائے آب جو بوقت تحقیقات موجود ہوں ۔ قلمبند کرے ۔ اور اس قسم دعاوی میں مجوزہ رکھائے ہوئے جنگل میں واقعہ چاہات چشموں اور ندیوں سے پانی کے استعمال کے حقوق بھی شامل ہوسکتے ہیں ۔ کیونکہ اگر ایسے پانی کے استعمال کا حق موجود ہے ۔ تو اس سے استفادہ تب ہی ممکن ہے جب اس تک پہنچنے کا مناسب راستہ دیا جائے ۔ اگرچہ افسر بندوبست جنگل کا فرض ہے ۔ کہ وہ اس قسم کے جملہ حقوق قلمبند کرے ۔ لیکن اسے انہیں مزید کرنے یا تبدیل کرنے کا کوئی اختیار حاصل نہیں ۔ اس کا فرض صرف یہی ہے ۔ کہ ان کے متعلق واضح ریکارڈ تیار کرے ۔ ان کے آئندہ انتظام کا تصفیہ زیر احکام دفعہ ۲۴ انتظامیہ گورنمنٹ کے سپرد ہے ۔"

عام و خاص راستے اور مجرائے آب ۔

۱۰ ۔ اس قسم کے دعاوی یعنی دعاوی دربارہ حقوق چرائی و پیداوار جنگل کا فیصلہ افسر بندوبست جنگل کے فرائض منصبی کا سب سے مشکل حصہ ہے ۔ اگر اس تحقیقات کے بعد جس کا ذکر فقرات ماسبق میں آیا ہے افسر بندوبست کوئی دعویٰ جزءً یا کلاً نامنظور کرے ۔ تو اس کو احتیاط کرنی چاہیئے

چرائی یا پیداوار جنگل کے حقوق

کہ اس کے حکم میں وہ جملہ مراتب درج ہوں جو دفعہ ۱۰ میں مذکور ہیں۔ اور اگر وہ کوئی دعوے منظور کرے۔ تو اسے ان تمام مراتب کی جو دفعہ ۱۳ میں مذکور ہیں حتی المقدور تکمیل لازمی ہے۔

یہ کاغذات مکمل کرنے کے بعد افسر بندوبست جنگل کو لازم ہے۔ کہ وہ اس طور پر تسلیم شدہ حقوق کا استفادہ جاری رکھنے کی غرض سے ایکٹ کی دفعہ ۱۴ میں مندرجہ تین طریقوں میں سے کسی ایک پر کاربند ہو۔ وہ مجاز ہے۔ کہ وہ شرط مندرجہ دفعہ ۱۴ (الف) کے ماتحت حق کو کسی دوسرے جنگل میں منتقل کردے یا زیر شرط مندرجہ دفعہ ۱۴ (ب) تجویز کئے ہوئے جنگل کی حدود میں سے کافی رقبہ برائے استفادہ حقوق تسلیم شدہ علیحدہ کردے۔ یہ ہر دو طریق بظاہر زیادہ مفید نظر آتے ہیں اور بالخصوص حقداروں کی نظروں میں۔ لیکن اس امر کا لحاظ رکھنا افسر بندوبست جنگل کا فرض ہے۔ کہ ایسا کرنے سے وہ کسی اراضی پر ایسے وسیع حقوق کا بار نہ ڈالے۔ جو بالآخر اس کی تباہی کا باعث ہوں۔ اس قسم کی مصلحتوں کو اختیار کرنے میں دور اندیشی سے کام نہ لینے سے ایک رقبہ جنگل کی مناسب حفاظت دوسرے رقبہ کی بربادی کے مول پڑتی ہے۔ افسر بندوبست جنگل ایسی تباہ کن تبدیلیاں کرنے کا پابند نہیں ہے۔ دفعہ ۱۴ (ج) کے احکام کے ماتحت وہ ایسا حکم صادر کرنے کا مجاز ہے۔ جس میں وہ ان حقوق کے استعمال کے لئے اوقات اور جنگل کے حصص مقرر کرسکتا ہے۔ اور وہ اپنی آخری رپورٹ میں ایسے قواعد تجویز کرسکتا ہے جو تسلیم شدہ حقوق پر پابندیاں لگائے بغیر ان کے استعمال پر مناسب حفاظتی تدابیر عائد کرسکتے ہیں۔ اس قسم کی تدابیر اختیار کرنے میں یہ ضروری امر مدنظر رکھنا زیادہ مفید ہوگا۔ کہ تمام رقبہ جات کو جن پر حقوق کا بار ہو دوبارہ پیداوار کی غرض سے باری باری بند کردینا چاہیئے۔ مثلاً جہاں کسی حق چرائی کے لئے سو ایکڑ رقبہ کافی ہے۔ وہاں اگر ممکن ہوسکے تو مصلحت اسی میں ہے کہ حق زیادہ وسیع رقبہ پر پھیلا دیا جائے۔ اور تمام رقبہ کو باری باری بند کرنے کی غرض سے مناسب شرائط عائد کردی جائیں۔

یہ سب کچھ تا حدِ لیاقت افسر بندوبست جنگل اور اس رکھائے ہوئے جنگل کے قائم و برقرار رکھنے کا واجبی لحاظ رکھ کر کیا جائیگا۔ عموماً گورنمنٹ کو حقوق چرائی یا پیداوار جنگل کو ناپید کرنا مقصود نہیں ہوتا۔ لیکن بصورتِ آخری اور جب

سپرد شدہ فوائد کے لئے ضروری ہو۔ تو افسر بندوبست جنگل زیر احکام دفعہ ۱۵ ایکٹ مذکور مجاز ہے کہ ان حقوق کو خرید ے۔

دیگر حقوق

۱۱۔ تیسری قسم کے دعاوی کو واضعان قانون نے افسر بندوبست جنگل کی اقتضائے رائے پر نہیں چھوڑا۔ اسے لازم ہے۔ کہ وہ یا تو اس اراضی کو تجویز کئے ہوئے جنگل کی حدود سے خارج کرے جن کے متعلق وہ حقوق ثابت ہو جائیں یا ان حقوق کو مٹائے۔ اس بارہ میں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بشرطیکہ ایک خاص رقبہ زمین رکھائے جنگل سے وضاحتاً علیحدہ نکل جائے محض یہی امر کہ رکھایا ہوا جنگل ایسی اراضی کے ارد گرد واقعہ ہے۔ حقوق کو ہٹانے کا باعث نہ ہونا چاہئے۔ بلا شک ایسے رقبہ جات (جنہیں عموماً چک خارجی کہا جاتا ہے) انتظام جنگلات میں دقتیں پیدا کرتے ہیں۔ اور جہاں ایسی صورت ہو۔ تو افسر بندوبست جنگل کا ان حقوق کو خریدنا درست ہو گا۔ لیکن ہر مقدمہ میں اس امر کا فیصلہ حسب اقتضائے رائے افسر مذکور ہونا لازمی ہے۔

حقوق سے دست برداری

۱۲۔ حقوق خریدنے میں ان قواعد پر کاربند ہونا لازمی ہے۔ جو گورنمنٹ نے کارروائی زیر احکام مندرجہ ایکٹ حصول اراضی نمبر ۱ مصدرہ ۱۸۹۴ء کلکٹر صاحبان کی رہنمائی کے لئے جاری کئے ہیں۔ تمام مجوزہ خرید حقوق کے لئے دیہہ وار نقشہ جات بمنشاء فقرہ ۶ سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸۔ مرتب کر کے شامل مثل کئے جائیں۔ اور اسی سٹینڈنگ آرڈر کے فقرہ نمبر ۳۷ میں دیئے ہوئے نمونہ الف میں زر معاوضہ کا اندراج کرے۔ اگر ان خرید حقوق سے قسط بندی معاملہ زمین میں کمی لازم ہو جائے۔ تو افسر بندوبست جنگل کو نقشہ مندرجہ فقرہ نمبر ۹ سٹینڈنگ آرڈر مذکور تیار کر کے صاحب کلکٹر کی خدمت میں ارسال کرنا چاہئے۔

بعض احکام کی عہدہ دار جنگل کو اطلاع دینی چاہئے۔

۱۳۔ بروئے دفعہ ۱۶۔ ایکٹ جنگلات ہند کوئی عہدہ دار جنگل بنا راضی حکم افسر بندوبست جنگل مصدرہ زیر دفعات ۱۰ یا ۱۱ یا ۱۴ یا ۱۵ تاریخ حکم سے تین ماہ کے اندر اپیل دائر کر سکتا ہے۔ افسر بندوبست جنگل کو چاہئے۔ کہ مندرجہ بالا دفعات میں سے کسی دفعہ کے تحت حکم صادر کرنے پر اس کی ایک نقل عہدہ دار جنگل کو بغرض آگاہی چیف کنزرویٹر (اعلیٰ محافظ) محکمہ جنگلات ارسال کر دے۔

۱۴۔ جوں جوں رکھائے ہوئے جنگل کے متعلق کارروائی بندوبست ہوتی جائے

حدود کی نشاندہی

افسر جنگلات کا فرض ہے۔ کہ اگر اس کی حدود پہلے ہی مستقل طور پر مقرر نہیں ہو چکیں۔ تو وہ مستقل بُرجیاں لگوائے۔ اور افسر بندوبست جنگل کی آخری مثلِ حقیقت کے ساتھ ان بُرجیوں کی مطابقت کا امتحان کرے

آخری مثلِ حقیقت و رپورٹ

۱۵۔ جب دعاوی کا فیصلہ کافی حد تک ہو چکے۔ تو افسر بندوبست جنگل آخری

آخری مثلِ حقیقت کا نمونہ

مثلِ حقیقت مرتب کرے گا۔ جس میں ہر علیحدہ پیمائش شدہ جنگل یا جہاں کہ جنگل زیادہ بڑا ہو۔ اس کے ہر مناسب و آسان حصے کے متعلق (۱) نقشہ (۲) کارروائی اور (۳) آخری اشتہار شامل ہوگا۔ ان دستاویزات کے نمونہ اور مضمون کے بارہ میں ہدایات شامل ہیں۔ سوائے ان احکام کے جو زیر دفعہ ۱۲۔ ایکٹ مذکور لوکل گورنمنٹ صادر کرے۔ اور کوئی دیگر کاغذ شامل مثل نہ کرنا چاہیئے۔

۱۶۔ تمام دعاوی فیصل ہو جائے اور مذکور الصدر مسل مکمل ہو جانے

رپورٹ آخری کا نمونہ اور وسعتِ مضمون

کے بعد افسر بندوبست جنگل کا صرف یہی کام رہ جائے گا۔ کہ وہ لوکل گورنمنٹ کی خدمت میں اشتہار بمنشاء دفعہ ۱۹ جاری کرنے کی تحریک کرے۔ یہ ضروری ہے۔ کہ ایسا قدم اُٹھانے سے پیشتر لوکل گورنمنٹ ان کارروائیوں کی اصلیت سے باخبر ہو جائے جن کے متعلق اس کی آخری منظوری لازمی ہے۔ اس غرض کے لئے افسر بندوبست جنگل کو لازم ہے۔ کہ وہ علاوہ اس مصالحہ کے جو دفعہ ۱۹ کے فقرات (۱) (ب) و (ج) کے ماتحت ضروری ہے۔ اپنی کارروائیوں کا عام خلاصہ بھی قلمبند کرے یہ رپورٹ بسلسلہ ابتدائی رپورٹ جو فقرہ ۲ کے ماتحت ارسال کی گئی ہے لکھی جانی چاہیئے۔ ولہذا ان امور کا جن کا ابتدائی رپورٹ میں کافی تذکرہ ہو اعادہ نہ ہونا چاہیئے۔ اس رپورٹ کا کوئی خاص نمونہ مقرر نہیں۔ مطلوب یہ ہے۔ کہ ان کارروائیوں کا جن کی بابت اطلاع نہیں بھیجی گئی۔ ایک ایسا خلاصہ بیان کیا جائے جس سے لوکل گورنمنٹ کو اطمینان ہو جائے۔ کہ ان کارروائیوں کی تصدیق کرنا مناسب ہے۔ اس میں امور متذکرہ بالا ۱۰ اور ۱۱ کا خاص ذکر

ہونا چاہیئے - نیز حقوق سے دست برداری (خواہ برضامندی اور خواہ بذریعہ معاوضہ) کس حد تک ہوئی اور ان کی قیمت اور دیگر نتائج کیا ہوئے - اس رپورٹ کے ہمراہ ایک مسودہ اشتہار زیر دفعہ ۱۹ - ایکٹ مذکور - ایک نقشہ جس میں جنگل کی حدود جس طرح کہ آخری طور پر قائم کی گئی ہوں دیگر کوائف متذکرہ فقرات بالا نمبر ۲ و ۴ اور ۹ نیز ضمیمہ منسلکہ ہدایات ہذا کے فقرات ۱ اور ۳ میں مقررہ کی ہوئی کارروائی زیر ہدایت (۵) اور (۶) خلاصہ بزبان انگریزی شامل ہونا چاہیئے - یہ خلاصہ باضابطہ تیار کرنا چاہیئے - کیونکہ اس کا مقصد جنگل کے منتظم افسران کی رہنمائی ہے - اگر حقوق سے دست برداریاں حاصل کی گئی ہوں تو ان کا خلاصہ بھی صاحبان فنانشل کمشنر بہادر کے سٹینڈنگ آرڈر نمبر ۲۸ کے فقرہ ۷۹ میں دیئے ہوئے نمونہ پر شامل رپورٹ کرنا چاہیئے ؏

> دیکھو حکومت ہند
> محکمہ ہوم کا سرکلر
> ۱۷ - الیف -
> مورخہ ۱۸ -
> جولائی ۱۸۸۵ء

۱۷ - ایسے رکھائے ہوئے جنگلات کی صورت میں جو کسی دریا کے کنارہ واقع ہوں - اور جن کی صحیح حدود بوجہ برد برآمد بدلتی رہیں مستقل حدود قائم نہیں ہوسکتیں - ایسے جنگل کی حدود صدمہ دریا سے محفوظ زمین پر موجودہ بیلوں کے رُخ سے مقرر کرنی چاہئیں - کوئی خاص اہم تغیر رونما ہونے پر حدود کی تبدیلی زیر احکام ایکٹ مذکور عمل میں آسکتی ہے - لیکن نو برآمد زمین کو جنگلات کے نقطۂ نظر سے شامل جنگل کرنے کے لئے کئی سال چاہئیں ؏

> رکھائے ہوئے جنگل واقع کنارہ ہائے دریا کی حدود

> حکومت ہند کا مراسلہ نمبر ۲۴۶ مورخہ ۶ - جولائی ۱۸۹۳ء

مسودہ اشتہار زیر دفعہ ۱۹ - ایکٹ مذکور میں جملہ حدود جو صدمہ دریا کے نیچے ہوں - مذکورالصدر طریقہ سے ظاہر کرنی چاہئیں ؏

۱۸ - رپورٹ بخدمت صاحب کمشنر بہادر قسمت متعلقہ ترسیل ہوگی - لیکن اگر صاحب کلکٹر خود ہی افسر بندوبست جنگل نہ ہوں تو یہ رپورٹ صاحب کلکٹر کی وساطت سے گزریگی - اور وہ اس پر نہ صرف اپنی بلکہ افسر جنگلات ضلع کی رائے بھی قلمبند کرینگے - صاحب کمشنر بہادر رپورٹ بخدمت صاحب فنانشل کمشنر بہادر بھیجنے سے پہلے طریق متذکرہ فقرہ بالا نمبر ۵ اختیار کرینگے ؏

> رپورٹ پر فیصلہ

۱۹ - آخری مسل حقیقت (فقرہ بالا نمبر ۱۵) صاحب کمشنر بہادر کی خدمت میں ارسال نہ کی جائے - بلکہ وہ آخری رپورٹ بھیجنے کے ساتھ ہی ضلع کے ریکارڈ آفس میں داخل کردینی چاہیئے - یہ انشاءاللہ علی الدوام

> آخری مسل حقیقت کا فیصلہ

لے یہ فقرہ ۱۸۹۳ء میں ایزاد ہوا ؏

محفوظ رکھی جائینگی ٭

۲۰ - دعاوی کی امثلہ (فقرہ نمبر ۲) بھی ضلع کے ریکارڈ آفس میں داخل کیجائینگی

امثلہ کی حفاظت

اور ان امثلہ کی نسخی الف بھی علی الدوام محفوظ رکھنی چاہئے ٭

خاص تجاویز

افسر بندوبست جنگل کو رکھا یا ہوا جنگل قرار دینے کے نتائج دربارہ رواج پر غور کرنا چاہئے - اگر ضرورت ہو تو خاص تجاویز ارسال کرے

۲۱ - ہدایات ماسبق صرف اُس ضروری ضابطہ سے تعلق رکھتی ہیں - جو ایکٹ جنگلات ہند کے باب دوئم کے ماتحت رکھا یا ہوا جنگل قرار دینے کی تجویز یا ارادہ کے متعلق قرار دیا گیا ہے - اس ضابطہ پر عمل کرتے ہوئے افسر بندوبست جنگل کو اپنے فرائض منصبی سے باہر قدم رکھنے میں احتیاط لازمی ہے اس کا فرض صرف یہی ہے - کہ ان حقوق کو جو فی الواقع موجود ہوں تحقیق کر کے فیصلہ کرے - اور ان کا اندراج کر کے ان سے استفادہ اور ان کا استعمال جاری رکھنے کی غرض سے ایکٹ کے مجوزہ ضابطہ کے مطابق انتظام کرے - لیکن علاوہ ازیں بہت سے ایسے ضروری معاملات ہیں - جن کی لوکل گورنمنٹ کو آگاہی لازمی ہے - تاکہ وہ ایکٹ کی دفعہ ۱۹ میں مذکورہ امورات وقوع ہونے کے بعد یہ فیصلہ کر سکے - کہ آیا تجویز کئے ہوئے رقبہ کو رکھا یا ہوا جنگل قرار دینے کے لئے اشتہار جاری کرنا قرین مصلحت ہے یا نہیں؟ ایکٹ جنگلات کے ضابطہ کا اثر مندرجہ اور برقرار رکھے ہوئے حقوق پر بھی پڑتا ہے - چنانچہ ان حقوق کے استعمال پر بہت پابندیاں عائد کی جاتی ہیں - اور لوگوں کے عام رواج میں معتد بہ تبدیلیاں کی جاتی ہیں - جیسا کہ اوپر کہا جا چکا ہے - عوام ان تبدیلیوں کے مطابق اپنی عادات بدلنے میں سست ہوتے ہیں - اس لئے حکومت کا فرض ہے - کہ وہ اس پہلو پر بھی غور کر کے اطمینان کرے کہ اس رقبہ کو رکھا یا ہوا قرار دینے اور اُس کا سختی سے انتظام کرنے سے گرد و نواح کی ضروریات اور لوگوں کی عادات پر کیا اثر ہو گا - یہ معاملات افسر بندوبست جنگل حقوق کے متعلق تحقیقات کرنے کے موقعوں پر دریافت کر سکتے ہیں - اگر وہ دریافت نہ کریں - اور اس کے متعلق کوئی رپورٹ ارسال نہ کریں - تو لازم ہو گا - کہ صاحب کلکٹر یا دیگر ریونیو افسر اس بارہ میں علیحدہ تحقیقات

کریں۔ اور اس طرح وقت اور خرچ خواہ مخواہ زیادہ لگیگا۔ لہذا افسر بندوبست جنگل کو چاہیئے۔ کہ جہاں وہ ایکٹ کے مطابق مسل حقیقت تیار کر رہا ہے۔ وہ مذکورہ بالا امور کے متعلق ایک علیحدہ رپورٹ کی صورت میں اپنی رائے بھی قلمبند کرتا جائے۔ اگر اپنے کام کا اس طرح جائزہ لینے کے بعد افسر مذکور کی رائے میں گورنمنٹ کو ان مراعات کے علاوہ جو قانونی رو سے بچ نکلی ہوں۔ کوئی مزید مراعات عطا کرنی ضروری معلوم ہوں۔ تو اس کا فرض ہے کہ وہ ایسی سفارشات کرے۔ اور ان کو بطور خاص رپورٹ یا اپنی آخری رپورٹ متذکرہ فقرہ بالا نمبر ۱۶ کے ہمراہ بطور ضمیمہ ارسال کرے ۔

سفارشات عموماً دو قسم کی ہوتی ہیں

۲۲ - یہ سفارشات عموماً دو قسم کے معاملات کے متعلق ہوتی ہیں۔ یعنی (۱) وہ معاملات جو پیداوار جنگل کے استعمال سے پیدا ہوتے ہیں۔ جبکہ اس استعمال کی اجازت مخالفانہ استفادہ کی بناء پر پیدا شدہ کسی صریح حق کے ماتحت نہیں ہوتی بلکہ سخت انتظام کی عدم موجودگی اور عام آسائش کے باعث ہوتی ہے۔ اور (۲) وہ معاملات جو اقوام دیہ یا متعدد اشخاص جو اقوام دیہ کے افراد ہوں یا نہ ہوں۔ کی آئندہ ضروریات سے پیدا ہوتے ہیں۔

پیداوار جنگل کا استعمال

۲۳ - پہلی قسم میں پسندیدہ طریق یہ ہے۔ کہ ایک طرف تو گورنمنٹ کو اس پریشانی سے بچایا جائے۔ جو ناجائز طور پر فیاضانہ مراعات بلا سوچے سمجھے عطا کرنے اور بعد میں صحیح انتظام جنگل کے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے واپس لینے سے پیدا ہوتی ہے۔ اور دوسری طرف ان رواجوں پر جو ارد گرد کی آبادی کے آرام و آسائش کا باعث ہوتے ہیں ناجائز سختی اور بخیلانہ پابندیاں عائد کرکے عوام الناس میں بے قناعتی پیدا نہ کی جائے۔ مقصد یہ ہونا چاہیئے۔ کہ کوئی ایسی نپی تلی انتظامیہ تدبیر ہو جس سے نہ تو کسی حقیقی شکایات کی گنجائش رہے۔ اور نہ ایسے دعاوی کی توقعات پیدا ہوں جو قانوناً قابل تسلیم نہیں۔ اور ساتھ ہی یہ احتیاط رکھی جائے۔ کہ انتظام جنگل کے مسلمہ اصولوں کی خلاف ورزی نہ ہو ۔

قرب و جوار کی آئندہ ضروریات

۲۴ - دوسری قسم کے معاملات بندوبست جنگل کے مشکل ترین مراحل میں شمار ہوتے ہیں۔ یہ قرار دیا جا چکا ہے۔ کہ ایکٹ جنگل کی رو سے افسر بندوبست جنگل اپنے عہدہ کی حیثیت سے حق بجانب نہیں۔ کہ وہ غیر موجودہ باشندگان یا آئندہ اور غالباً لاتعداد نسل کی آئندہ ضروریات کا خیال

رکھے۔ تاہم یہ بھی ظاہر ہے۔ کہ بعض حالات میں اسے آئندہ ضروریات کا خیال ضرور رکھنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایسا ہوسکتا ہے۔ کہ ایک دعویدار کا ایسا حق ثابت ہو جائے۔ جس سے وہ امتداد زمانہ کے ساتھ جنگل سے زیادہ منافعات کا حقدار ہو جائے۔ جتنے اسے بوقت بندوبست حاصل نہ تھے۔ یہ توقع ہوسکتی ہے۔ کہ دوران کارروائی بندوبست میں عملی طور پر بہت سے ایسے درمیانی سوالات درپیش آئیں جن کے متعلق افسر بندوبست جنگل کو صحیح طور پر شکوک پیدا ہوں کہ ایکٹ جنگلات کے احکام کے ماتحت ان کے بارہ میں کیا کارروائی کرنی چاہیئے۔ اور کن امور کا انتظامیہ طریق سے گورنمنٹ ایکٹ کے احکام کے علاوہ تصفیہ کرے۔ لہذا سب سے صحیح طریقہ یہ ہے۔ کہ ایک درمیانی رپورٹ برائے صدور احکام خاص گورنمنٹ کی خدمت میں ارسال کی جائے۔ جس میں (۱) ایسے مشکوک معاملات (۲) ایسے معاملات جن میں ایکٹ جنگلات کے احکام کی پوری متابعت کرنے سے کسی مقامی ہر دلعزیز رواج سے تصادم ہو جائے۔ اور (۳) ایسے معاملات جن میں ایسے دعاوی پیش کئے جائیں یا ایسی تدابیر ضروری خیال کی جائیں جو نہ صرف موجود الوقت بلکہ کسی گاؤں یا حلقہ کی آئندہ نسلوں کی ضروریات کے متعلق بھی ہوں۔ شامل کرنے چاہئیں۔

لوگوں کی واجبی ضروریات اور انتظامیہ احکام کی پسندیدگی پر غور ہونا چاہیئے۔

۲۵۔ افسر بندوبست جنگل سے ایسی درمیانی یا آخری رپورٹ متذکرہ ہدایات ہذا موصول ہونے پر صاحب کلکٹر (اگر وہ خود ہی افسر بندوبست جنگل کے فرائض ادا نہ کر رہے ہوں) اور قسمت کے صاحب کمشنر بہادر کو ان سوالات کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے۔ کہ آیا فیصلہ جات مصدرہ زیر احکام ایکٹ لوگوں کی واجب ضروریات کے لئے مکتفی ہیں؟ اور آیا ان فیصلہ جات کے علاوہ انتظامیہ تدابیر ضروری ہیں؟ اور اگر ہیں۔ تو ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کونسی تدابیر قرین مصلحت و انصاف ہیں؟

خاص تجاویز پر مصدرہ احکام مسل حقیت اور آخری رپورٹ میں شامل ہونگے۔

۲۶۔ فقرات ۱۲ تا ۲۵ کے مطابق ارسال کردہ خاص تجاویز پر گورنمنٹ کے مصدرہ احکام کا آخری مسل حقیت میں مختصر تذکرہ ہونا چاہیئے (دیکھو ضمیمہ منسلکہ) اور اگر یہ احکام آخری رپورٹ ارسال کرنے سے پہلے موصول ہو جائیں۔ تو ان کا رپورٹ میں اعادہ کرنا چاہیئے۔

۲۷ - اگر کسی صورت میں افسر بندوبست جنگل کو دوران تحقیقات میں معلوم ہو جائے کہ ایسی دقتیں اور عذرات موجود ہیں - جن کے باعث رکھایا ہوا جنگل قرار دینے کی کارروائی کی تکمیل اغلباً ناپسندیدہ فعل ہے - تو اسے کارروائی بند کر کے اس بارہ میں ایک رپورٹ بوساطت صاحب کلکٹر ارسال کرنی چاہئے - اس رپورٹ کا تصفیہ صاحب کمشنر یا اور اسی ضابطہ کے مطابق کرینگے جو ابتدائی رپورٹ کے متعلق فقرہ بالا نمبر ۵ میں مندرج ہے *

جب رکھایا ہوا جنگل قرار دینا ناپسندیدہ ہو - تو کیا کارروائی کرنی چاہیے ؟ *

نتیجہ

۲۸ - صاحبان کلکٹر کی توجہ منسلکہ ہدایات کے فقرات نمبر ۳ (۷) اور ۴ - درباره اشلہ کی طرف منعطف کرائی جاتی ہے - عموماً آخری اشتہار شامل کرکے اشلہ کی تکمیل کی ذمہ واری صاحب کلکٹر پر ہی پڑیگی - اور اگر آخری اشتہار جاری کرنے کے وقت یا اس سے پیشتر گورنمنٹ نے کوئی ہدایات بمنشائے ۱۲ تا ۲۷ جاری کی ہوں - اور جن کا افسر بندوبست جنگل نے کارروائی کی مد نمبر (۷) میں عملدرآمد نہ کیا ہو - تو ان کو شامل مسل کرنا بھی صاحب کلکٹر کا فرض ہے *

تکمیل اشلہ

ضمیمہ منسلکہ

رکھائے ہوئے جنگلات کی آخری مسلہ حقیت تیار کردہ افسران بندوبست جنگل کے نمونہ اور مضمون کے متعلق ہدایات

آخری مسل حقیت میں ایک نقشہ - ایک کارروائی اور آخری اشتہار مجریہ زیر دفعہ ۱۹ - ایکٹ مذکور کی ایک نقل شامل کی جائیگی -

۲ - نقشہ عموماً ۴ - انچ = ۱میل کے پیمانہ سے کم نہ ہوگا - اس میں جہاں تک ممکن ہو سکے - بُرجیاں حدود - مستقل نشانات پیمائش اور قدرتی ہیئت بوضاحت

دکھلائی جائے۔ برجیوں کا سیدھا درمیانی فاصلہ جہاں کہیں ممکن ہو پیمائش کرکے نقشہ ہیں درج کرنا چاہیئے۔ نقشہ میں اندرونی حدود اور نمبرات پیمائش کے ذریعہ امتیاز کیا جائے :-

(۱) ان رقبہ جات کا جو جنگلات سے گھرے ہوئے ہیں مگران سے خارج ہیں یعنی چک ہائے خارجی ۔

(۲) ان رقبہ جات کا جن کے متعلقہ حقوق مٹائے گئے ہیں یا جن میں برقرار رکھے گئے ہیں یا جن میں کُلاً نامنظور کیئے گئے ہیں ۔

(۳) عام اور خاص راستوں۔ مجرا ئے آب چشموں اور پانی کے گھاٹوں کا۔

۴۔ کارروائی میں مندرجہ ذیل کوائف شامل ہونگے :-

(۱) اس ہیں دفعہ ۴۔ ایکٹ مذکور کے ماتحت جاری کئے ہوئے اشتہار کے نمبر و تواریخ کا حوالہ۔ اشتہار کا مضمون اور مقررشدہ افسر بندوبست جنگل کا نام درج کیا جائیگا ۔

(۲) اس میں تمام چک ہائے خارجی یعنی ان رقبہ جات کی جو حدود جنگلات کے اندر واقع ہیں مگران سے خارج ہیں۔ فہرست اس طرح مرتب کیجائیگی۔

نمبر نقشہ میں	رقبہ	موضع جس سے وہ متعلق ہے ۔

(۳) اس ہیں اُن جملہ دعاوی کی مختصر فہرست بہ نمونہ ذیل مرتب کی جائیگی جو زیر دفعات ۱۰ و ۱۱۔ ایکٹ جنگل کُلاً نامنظور کیئے گئے ہیں :-

تفصیل حق متدعویہ	رقبہ متدعویہ		مدعی دار (نام معہ احوال)	حکم نامنظوری کا خلاصہ
	نمبر نقشہ میں	رقبہ		

(۴) نیز ایک فہرست بہ نمونہ ذیل تمام ان حقوق کی جو زیر دفعات ۱۰ یا ۱۵ مٹائے گئے ہیں :-

مٹائے گئے حق کی تفصیل	رقبہ جسمیں سے حق مٹایا گیا		حقدار جن کا حق مٹایا گیا (نام مع احوال)	فیصلہ کا خلاصہ
	نمبر نقشہ میں	رقبہ		

(۵) اس میں حقوق چرائی اور حقوق پیداوار جنگل جنہیں افسر بندوبست جنگل نے زیر دفعہ ۱۱ - ایکٹ مذکور تسلیم کیا ہے - مندرجہ ذیل نمونہ میں درج کئے جائینگے - نیز وہ طریقہ بھی درج کیا جائے گا - جو افسر بندوبست نے زیر احکام دفعات ۱۳ و ۱۴ ان حقوق کے استعمال کے متعلق مقرر کیا ہے :-

نام اور احوال ان اشخاص کا جن کے حقوق برقرار رکھے گئے ہیں	رقبہ جس میں حقوق تسلیم کئے گئے ہیں		نوعیت حقوق مع تفصیل جملہ امورات متذکرہ دفعہ ۱۳ - ایکٹ مذکور	ان حقوق کے آئندہ استعمال کے بارہ میں زیر دفعہ ۱۴ ایکٹ مذکور صادر کردہ احکام
	نمبر نقشہ میں	رقبہ		

(۶) اس میں موجودہ حقوق راستہ - عام یا خاص موجودہ مجرائے آب - چشموں اور پانی کے گھاٹوں کا جن تک کسی اشخاص کو پہنچنے کا حق حاصل ہے - مندرجہ ذیل جدول کی صورت میں تذکرہ ہوگا :-

نوعیتِ حقوق	رقبہ جس میں حقوق کا استعمال ہوتا ہے		کون استعمال کرتا ہے یا کس طرح استعمال ہوتا ہے
	نمبر نقشہ میں	رقبہ	

اور ساتھ ہی یہ اعلان بھی ہوگا۔ کہ مندرجہ بالا حقوق میں بمنشائے دفعہ ۲۴ ایکٹ جنگل تغیر و تبدل ہو سکتا ہے۔

(۷) کسی خاص رپورٹ کا جو بمنشائے فقرات ۲۱ و ۲۵ گورنمنٹ کیخدمت میں بھیجی گئی ہو۔ اور اس پر احکام صادر شدہ کا خلاصہ درج کیا جائیگا۔ اس خلاصہ میں کافی وضاحت ہونی چاہئے۔ جس سے عہدہ داران صیغہ جات مال و جنگلات و نیز ان لوگوں کی جنہیں ان رپورٹوں سے علاقہ ہو رہنمائی ہو سکے۔ سائلان کو اصل رپورٹوں کی نقول نہ دینی چاہئیں۔ اور تمام ایسی رائیں جن کا رپورٹ کنندہ افسر نے اظہار کیا ہو۔ مگر جو گورنمنٹ نے تسلیم نہ کی ہوں شامل نہ کرنی چاہئیں ٭

۴۔ آخری اشتہار جاری ہونے پر اس کی ایک نقل اور ترجمہ شامل مثل کیا جائے گا۔ اس نقل پر وہ تاریخ اور وہ گاؤں درج کئے جائیں گے۔ جس دن کہ یہ ترجمہ بمنشائے دفعہ ۲۰۔ ایکٹ مذکور مشتہر کیا گیا ٭

۵۔ امثلہ حقیت اسی دیسی زبان میں مرتب کی جائینگی جو کارروائیہائے مال میں استعمال ہوتی ہے۔ اور پیمائش بھی اسی پیمانہ پر کی جائے گی جو اس ضلع کے کاغذات مال میں جس میں جنگل واقع ہو۔ کی جاتی ہے ٭

نوٹ:۔ مندرجہ بالا ہدایات میں الفاظ "نام بمعہ احوال" سے نام۔ ولدیت۔ قومیت اور سکونت مراد ہے۔ اگر اندراج تمام گاؤں کے حق میں ہو۔ تو افراد کے نام چھوڑ دیئے جائیں۔ اور اندراج بحق جملہ گاؤں درج کیا جائے ٭

ضمیمہ سوئم

ملاحظہ ہوں فقرات ۷۸۳ و ۷۸۴

(۱) پنجاب میں بنجر اراضیات سرکار کو پٹہ پر دینے کے قواعد[۱]

الف - حدّ اطلاق

۱ - بدوں ماقبل منظوری لوکل گورنمنٹ ایسی بنجر اراضیات مملوکہ سرکار پٹہ پر نہ دی جائیں جو کسی سرکاری نہر سے آبپاش ہونیوالی نوآبادیات کی سکیم میں شامل ہوں یا ملک کے کسی ایسے وسیع خطہ میں واقع ہوں جہاں گورنمنٹ کا مستقل انہار کھودنے کا امکان ہو۔

رقبہ جات جو پٹہ پر نہ دئے جائیں -

(ب) منظوری کے متعلق عام قواعد

۲ - صاحب کلکٹر بنجر اراضیات سرکاری کی فہرست رکھینگے - لوکل گورنمنٹ وقتاً فوقتاً فیصلہ کریگی - کہ کونسی اراضیات پٹہ پر دیجائیں اور ان میں سے حقوق موروثیت یا ملکیت کن اراضیات میں دئیے جائیں۔

بنجر اراضیات سرکار کی فہرستیں رکھی جائیں -

جن اضلاع میں اس قاعدہ کے منشاء کے مطابق فہرستیں موجود نہ ہوں۔ صاحب فنانشل کمشنر نے ہدایت فرمائی ہے - کہ مندرجہ ذیل نمونہ کا ایک انگریزی رجسٹر کھولا جائے - اس رجسٹر میں اراضیات . . . . . . نزول اور چراگاہ شامل نہ کئے جائیں۔

رجسٹر بنجر اراضیات جو صاحب کلکٹر کے چارج میں ہیں

۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸
نام محال	آیا سالم محال ہے یا کوئی جزو	رقبہ	آیا نہر سے آبپاشی ہوسکتا ہے یا نہیں	سالانہ آمدن			کیفیت
				سال	آمدن	ذریعہ آمدن	

[۱] گورنمنٹ ہند کی چٹھی نمبر ۸۰۵-۱۳۲-۲ مورخہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۸۹۷ء میں منظور کئے گئے۔

نوٹ :- خانہ نمبر ۷ = یاد رکھو - کہ جملہ پیمائش شدہ حدود رکھ ہائے قاعدہ مال نمبر ۱۳ کے مطابق محالات تصور ہوتے ہیں۔

خانہ نمبر ۵ = اس خانہ میں آمدن کا مسلسل ریکارڈ رہیگا۔

خانہ نمبر ۸ = نوٹ کرو - کہ زمین کس مطلب کے لئے مفید ثابت ہوگی - اگر زمین فروخت یا عطا کر دی گئی - تو اس امر کا بھی اندراج کرو۔

۳ - بنجر اراضیات سرکار جو کسی نہر سے آبپاش نہ ہوتی ہوں ۷۵ ایکڑ تک صاحب کمشنر بہادر پٹہ پر دے سکتے ہیں اور صاحب فنانشل کمشنر بہادر ۱۵۰ ایکڑ تک پٹہ پر دینے کے مجاز ہیں خواہ وہ اراضی نہر سے آبپاش ہوتی ہو یا نہ - ہر حالت میں میعاد پٹہ بیس سال سے زائد نہ ہوگی - اور یہ بھی شرط ہے کہ کسی پٹہ دار کا مجموعی رقبہ علی الترتیب ۷۵ ایکڑ اور ۱۵۰ ایکڑ سے زیادہ نہ ہوگا۔ کسی سرکاری نہر سے آبپاش ہونے والی اراضی پٹہ پر دینے کی تجویز ہو - تو ضروری ہے - کہ اس تجویز کے ہمراہ محکمہ انہار کے افسر کی رپورٹ اس بارہ میں شامل ہو - کہ پانی کس حد تک مہیا ہو سکیگا - ۱۵۰ ایکڑ سے زائد رقبہ بنجر کے پٹہ کے لئے اور نیز اور ایسے پٹہ کے لئے بھی جس کی منظوری کے بعد ایک ہی پٹہ دار کے پاس ۱۵۰ ایکڑ سے زائد رقبہ پٹہ پر ہو جائے - لوکل گورنمنٹ کی منظوری لازمی ہے - اور اس قسم کے پٹہ کی خاص صورتوں میں ہی سفارش ہونی چاہئیے۔

اختیارات منظوری

ج - درخواستہائے پٹہ داری کے انفصال کا طریق

۴ - کسی بنجر اراضیات متعلقہ سرکار کے متعلق درخواست پٹہ موصول ہونے پر صاحب کلکٹر بہ پابندی قواعد ۱ - تا ۳ مذکورہ بالا غور کرینگے کہ ایسی اراضیات کی کاشت کے متعلق صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے وقتاً فوقتاً کیا ہدایات جاری کی ہیں - اور ان ہدایات کے مطابق فیصلہ کرینگے۔

انفرادی درخواستہائے پٹہ کے متعلق عام ضابطہ

۵ - صاحب کلکٹر دوران کارروائی میں جس وقت چاہیں درخواست نامنظور کر دیں - اگر ان کی رائے میں مذکورہ بالا ہدایات کے مطابق یا بوجوہ دیگر اس اراضی کو پٹہ پر دینا قابل اعتراض ہو۔ صاحب کلکٹر نامنظوری درخواست کے وجوہ قلمبند کرینگے۔

درخواست کی نامنظوری

۶ - (۱) اگر صاحب کلکٹر درخواست رکھ لیں - تو وہ حسب ضرورت درخواست کنندہ

درخواست نامنظور نہ ہونے کی صورت میں کارروائی

کو اس اراضی کی حدبرآری - پیمائش اور خاکہ کشی کے اخراجات پیشگی جمع کرانے کا حکم دیجیئے - اور زمین کی حدبرآری - پیمائش اور خاکہ کشی کرائینگے - اور ساتھ ہی صاحب کلکٹر بذریعہ اشتہار اعلان کرائینگے کہ مذکورہ اراضی کے پٹہ کی درخواست گزری ہے - اس لئے جملہ دعاوی و اعتراضات تین ماہ کے اندر اندر پیش کئے جائیں ۔

(۲) اعلان اس زمین کے جو پٹہ پر دینی مطلوب ہو قرب و جوار میں مشتہر کیا جائیگا اور بعدش اس اشتہار کی ایک نقل صاحب کلکٹر کے دفتر اور دوسری تحصیلدار متعلقہ کے دفتر کے باہر آویزاں کی جائیگی ۔

۶ - اگر اشتہار کی تاریخ سے تین ماہ کے اندر کوئی دعاوی یا اعتراضات پیش نہ

صاحب کلکٹر کی رپورٹ برائے عطائے پٹہ

کئے جائیں یا پیش ہونے پر بعد کارروائی زیر ایکٹ ۲۳ مصدرہ ۱۸۶۳ء منسوخ کئے جائیں - تو صاحب کلکٹر ایک رپورٹ جس میں وہ پٹہ پر دی جانے والی زمین کی کیفیات اور شرائط پٹہ درج کرینگے - تیار کرکے افسر بالا کی منظوری کے لئے ارسال کرینگے - جو ان قواعد کے ماتحت پٹہ دینے کا مجاز ہو - حتی الامکان رپورٹ نقشہ منسلکہ قواعد ہذا میں ارسال کی جائیگی -

۸ - پٹہ پر دیئے جانے والے رقبہ کا فیصلہ کرتے وقت صاحب کلکٹر اس امر

پٹہ پر دیئے جانیوالے رقبہ کی حدود بندی میں کن امور کا خیال رکھنا چاہیئے

کا لحاظ رکھینگے کہ رقبہ ایک جگہ اکٹھا ہو - جس سے اردگرد کی زمین کی مالیت میں کمی نہ ہوتی ہو - اور اگر اس رقبہ کے ایک طرف کوئی نہر - دریا - یا سرکاری سڑک ہو - تو وہ ٹکڑا اس طرح سے بنایا جائے - کہ اس کا عرض جو نہر - دریا یا سڑک کی جانب ہو ٹکڑے کے طول کے نصف سے کسی صورت میں زیادہ نہ ہو ۔

۹ - اگر کسی خاص صورت یا صورتوں میں میعاد پٹہ مقرر کرنے کے متعلق خاص

میعاد پٹہ

احکام نہ ہوں - تو پٹہ مسئولہ زیر قاعدہ ۴ کی میعاد مقرر کرنے میں ان امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے - کہ زمین کس مطلب کے لئے درکار ہے - اس کی کاشت میں کتنا وقت اور سرمایہ خرچ ہوگا اور دیگر اسی قسم کی باتیں - مگر میعاد پٹہ بدوں منظوری افسر اعلیٰ کسی صورت میں بھی بیس سال سے زائد مقرر نہ کرنی چاہیئے ۔

۱۰ (۱) اگر اس قسم کی اراضیات کے متعلق جس میں پٹہ پر دی جانیوالی زمین

تشخیص مالگذاری

شامل ہے صاحب فنانشل کمشنر بہادر نے بمنظوری لوکل گورنمنٹ کوئی خاص ہدایات جاری نہ کی ہوں - تو پٹہ مسئولہ زیر قاعدہ ۴ کے متعلق مطالبات

مقرر کرتے وقت تشخیص مالگذاری میں مفصلہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے :-
(الف) کہ ضلع کے پچھلے بندوبست میں اس قسم کی اراضیات پر کیا شرح مالگذاری مشخص ہوئی تھیں (ب) کہ ملحقہ محالات میں اسی قسم کی اراضیات پر کاشت اور چرائی کا ٹھیکہ کیا ہے۔ اس قاعدہ کا اطلاق صرف اتنے رقبہ پر کیا جائیگا۔ جس کے متعلق اضافتاً یہ توقع ہو۔ کہ پٹہ دار دوران پٹہ میں زیر کاشت لا سکے گا ۔

(۲) اس مشخصہ مالگذاری کے علاوہ مالکانہ بھی وصول کیا جائے گا :- عموماً (بپابندی مالگذاری وجوب) زمین کی بنجر حالت میں بازاری قیمت پر تشخیص کیا جائیگا ۔ مالکانہ بازاری قیمت کے چار فیصدی کے برابر ہوگا مگر صاحب فنانشل کمشنر بہادر مجاز ہیں کہ خاص وجوہات کی بناء پر جو قلمبند کی جا ہیں۔ کم شرح مالکانہ مقرر کریں ۔

مالکانہ عموماً قیمت بازاری پر محسوب ہوگا

(۳) اگر اس زمین یا اسی قسم کی زمین واقعہ محالات ملحقہ کی قیمت پوری یا تقریباً معلوم نہ ہو سکے۔ تو مالکانہ فقرہ بالا نمبر(۱) میں مشخصہ مالگذاری اور لگان کے فرق کے برابر مقرر کیا جائیگا۔ بشرطیکہ وہ مشخصہ مالگذاری کے نصف سے کم نہ ہو۔ اگر کسی صورت میں مالکانہ مالگذاری کے نصف سے کم مقرر کرنا مقصود ہو۔ تو صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی منظوری لازمی ہے۔ اور صاحب فنانشل کمشنر بہادر مجاز ہیں۔ کہ وہ اسباب قلمبند کرکے مالکانہ میں تخفیف کردیں۔ جو مالگذاری کے چہارم حصہ سے کسی صورت میں کم نہ ہوگا ۔

دیگر صورتوں میں مالکانہ مالگذاری اور لگان کی بناء پر مقرر کیا جائیگا۔

(۴) مقررہ بالا طریق کے مطابق مالگذاری اور مالکانہ کی تشخیص میں ان امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ کہ رقبہ کو زیر کاشت لانے کے لیے کونسی ترتیبات ضروری ہونگی۔ اور ان میں کتنا وقت صرف ہوگا۔ پٹہ منظور کنندہ افسر کو اختیار ہے۔ کہ ان امور کا خیال رکھتے ہوئے پٹہ دار کو کچھ مدت کے لئے اس قاعدہ کے ماتحت مشخصہ مالگذاری یا مالکانہ یا دونوں میں کلی یا جزوی معافی دیدیں ۔

مالگذاری اور مالکانہ تشخیص کرنے میں کن امور کا لحاظ رکھنا چاہیئے

۱۱ - صاحب کلکٹر کی رپورٹ موصول ہونے پر حاکم مجاز جنہیں پٹہ منظور کرنے کا اختیار ہے۔ بپابندی قواعد ہذا و ہدایات مجریہ صاحب فنانشل کمشنر دربارہ خاص حالات اس رپورٹ پر حکم صادر فرما دینگے کہ آیا

صاحب کلکٹر کی رپورٹ پر احکام

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۵۵ - ایل - اے - ایم - لاہور مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

دستور العمل صیغہ مال

ضمیمہ سوئم - فقرہ ۱۰

ضمن (۱) کے پہلے جملہ کے بعد مندرجہ ذیل ثبت کرنا چاہئے :-

"تاہم اس امر کی احتیاط کرنی چاہئے کہ ایسی اراضی پر جو معاملہ عائد کیا گیا ہے۔ وہ اس حلقہ کی جس میں کہ وہ اراضی واقعہ ہے۔ کل تشخیص کو اس حلقہ کے اصل محاصل سے ایک چوتھائی سے زائد بڑھا نہ دے۔ اگر اراضی کسی محال کا حصہ ہو۔ اور زیر دفعہ ۵۱ (۴) ایکٹ معاملہ زمین پنجاب ۱۸۸۷ء دفعہ ۵۱ (۳) ایکٹ مذکورہ کی شرائط کی رو سے مستثنیٰ نہ ہو تو یہ مدعا اکثر حالات میں عملی اغراض کے واسطے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس اراضی کی اوسط شرح پرتہ اس محال کی جس میں کہ وہ اراضی واقعہ ہے اوسط شرح سے متجاوز نہ کرے۔ اگر کسی حالت میں مثلاً کسی مخصوصہ قیمتی اراضی کے بارہ میں یہ قرین مصلحت نہ ہو تو یہ معاملہ برائے استصواب بھیجنا چاہئے۔ اگر اراضی کسی جدید محال میں شامل ہے۔ تو تشخیص کی شرح پرتہ جو کہ اس پر عائد کی گئی ہو اتنی نہیں ہونی چاہئے جو کہ موجودہ تشخیص حلقہ کی اوسط شرح پرتہ سے تجاوز کر جائے۔ جس کا تعین دفعہ ۵۱ (۳) ایکٹ مذکورہ میں کیا گیا ہے"

پٹہ منظور ہے یا نہیں۔ اور پٹہ منظور کرنے میں حاکم موصوف کو چاہیے۔ کہ وہ اپنی اقتضائے رائے کے مطابق رقبہ۔ میعاد۔ تشخیص و دیگر شرائط پٹہ کے بارہ میں بھی فیصلہ کریں۔

د ۔ قواعد و شرائط متعلقہ جملہ پٹہ جات

پٹہ نامہ تحریر کرنا اور قبضہ دینا۔

۱۲ ۔ جب حاکم مجاز پٹہ منظور کریں ۔ تو صاحب کلکٹر نمونہ الف منسلکہ قواعد ہذا کے مطابق پٹہ تحریر کریں اور کرائینگے ۔ لیکن اگر رقبہ جس میں کہ پٹہ جات دیئے جارہے ہیں۔ ایکٹ ۵ ۱۹۱۲ء کے ماتحت آتا ہے ۔ تو ایکٹ مذکور کے احکام کی پابندی لازمی ہے ۔

زمین کا قبضہ ہرگز نہ دیا جائے تاوقتیکہ قبولیت نامہ تحریر نہ ہوگیا ہو یا ایکٹ ۵ ۱۹۱۲ء کی دفعہ ۴ کے احکام کی پابندی نہ ہوچکی ہو جیسی بھی صورت حالات ہو۔

جبوب و سوائے

۱۳ ۔ پٹہ دار ہر صورت میں گورنمنٹ سے وعدہ کریگا ۔ کہ وہ تمام جبوب و سوائے و دیگر مطالبات (علاوہ تاوان) ادا کریگا ۔ جو ایکٹ مالگذاری پنجاب ۱۸۸۷ء کے باب ہشتم کی روسے پٹہ پر دی ہوئی زمین پر عائد ہوں ۔ وہ پٹہ پر دی ہوئی زمین میں واقعہ عمارتی لکڑی اور جھاڑیوں کی قیمت بھی ادا کرنے کا وعدہ کریگا۔ یہ قیمت طریق مذکورہ ذیل کے مطابق مقرر کی جائے گی ۔

تشریح :۔ اس قاعدہ میں الفاظ "جبوب" "سوائے" کے وہی معنی ہیں۔ جو ایکٹ مالگذاری پنجاب ۱۸۸۷ء میں مذکور ہیں ۔

قبضہ نہ لینا

۱۴ ۔ اگر پٹہ نامہ تحریر ہونے کی اطلاع کے بعد چھ ماہ کے اندر درخواست کنندہ زمین کا دخل نہ لے یا کسی وقت قبولیت نامہ کی کسی شرط کی پابندی نہ کرے تو صاحب کلکٹر پٹہ منسوخ کرنے کے مجاز ہیں ۔ اور وہ اس امر کی اسی افسر اعلیٰ کو اطلاع دینگے جس نے پٹہ کی منظوری دی تھی ۔

گورنمنٹ کے بعض حقوق کی حفاظت اور تنازعات کا انفصال

۱۵ ۔ (۱) ہر پٹہ نامہ میں گورنمنٹ کے حقوق دربارہ دریا و ندیات اور پبلک کے حقوق دربارہ استعمال راستہ جو اس رقبہ میں سے گزرتا ہو محفوظ کئے جائینگے ۔ نیز ہر پٹہ میں جملہ کانہائے معدنیات کوئلہ ۔ ریگ طلائی ۔ مٹی کا تیل ۔ پتھر کی کانیں واقعہ یا زیر اراضی مذکور محفوظ کیجائینگی اور ایسی کانہائے معدنیات ۔ کوئلہ ۔ ریگ طلائی اور پتھر کی کانوں میں داخل ہونے اور تمام ایسے عمل اور امور کرنے کے جو ان کے استعمال ۔ تلاش یا حصول کے لئے ضروری ہوں حقوق بھی محفوظ رکھے جائینگے ۔

(۲) مذکورہ حقوق کا استفادہ اٹھانے سے پٹہ دار کو نقصان ہونے کی صورت

میں گورنمنٹ بھی معاوضہ دینے کا ذمہ اُٹھائیگی۔

(۳) اور پٹہ دار بھی گورنمنٹ سے معاہدہ کریگا۔ کہ اگر اس کے اور گورنمنٹ کے درمیان محفوظہ یا احقوق و جائداد یا اُن کے متعلق کسی معاملہ یا مذکورہ معاوضہ کے بارہ میں اختلاف پیدا ہو تو وہ اس افسر اعلی کی طرف رجوع ہوگا۔ جو ان قواعد کے ماتحت پٹہ منظور کرنے کا مجاز ہو۔ اور افسر مذکور کا فیصلہ فریقین کے درمیان ناطق و قابل پابندی ہوگا۔

درخت اور جھاڑیاں

۱۶۔ (۱) اگر پٹہ پر دی جانیوالی زمین میں درخت اور جھاڑیاں ہوں۔ تو صاحب کلکٹر ان کی قیمت تشخیص کرینگے۔ ان کی اصلی قیمت تشخیص کرنے میں صاحب کلکٹر ان امور کا خیال رکھینگے۔ کہ پٹہ دار کو کتنی قیمت وصول ہونے کی توقع ہوسکتی ہے۔ آیا فروختگی آسان ہے یا مشکل۔ اور آیا اس کے کاٹنے۔ باربرداری اور فروختگی میں کیا لاگت آئیگی۔ اور کتنی لکڑی ضایع ہوگی اور کتنا نقصان ہوگا۔ اگر صاحب کلکٹر دیکھیں۔ کہ لکڑی اور جھاڑیوں کی قیمت جو پٹہ دار وصول کرسکتا ہے ان کے کاٹنے۔ باربرداری کے اخراجات کے مساوی یا کم ہوگی۔ تو کوئی قیمت وصول نہ کرنی چاہیئے۔

(۲) صاحب کلکٹر اس تخمینہ اور لاگت کے متعلق اپنی وجوہات کارروائی کی صورت میں قلمبند کرینگے۔ اور اسی کارروائی میں اس امر کا فیصلہ بھی کرینگے۔ کہ آیا درختان کی قیمت پٹہ دار سے دخل دینے سے پہلے یا بذریعہ اقساط مقررہ تواریخ پر وصول کی جائے۔

(۳) جن صورتوں میں کہ اقساط کی میعاد دخل کی تاریخ سے ایک سال سے متجاوز ہو۔ تو پٹہ دار ہر سال لکڑی وغیرہ کا صرف اتنا ہی حصہ اُٹھا سکتا ہے۔ جو اس سال کی قسط اور تمام قیمت مشخصہ کے تناسب کے برابر ہو۔ اور اگر کسی سال پٹہ دار زیادہ حصہ اُٹھالے۔ تو تمام بقایا قیمت فوراً واجب الادا ہوگی۔

پٹہ پر دی ہوئی زمین میں پٹہ دار کا استحقاق۔

۱۷۔ پٹہ دار کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ چاہات احداث کرے۔ کھال ہائے بنائے۔ درخت لگائے۔ گھر بنائے اور دیگر طریق پر زمین کی ترقی کرے۔ پٹہ کی شرائط اور پابندیوں اور قواعد ۱۵ و ۱۶ کے احکام کی متابعت کرتے ہوئے پٹہ دار جملہ پیداوار کا مستحق ہوگا۔ مگر لوکل گورنمنٹ کی ماقبل منظوری کے بغیر کوئی پٹہ دار پٹہ پر دی ہوئی یا دیگر اراضیات کی آبپاشی کے لئے کوئی نجی نہر بنانے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس بارہ میں اجازت دیتے وقت لوکل گورنمنٹ

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۶۸ ایل۔ اے ایم منیقام لاہو مورخہ ۸۔ اگست ۱۹۳۹ء

دستور العمل مال (طبع ۱۹۳۳ء)

ضمیمہ سوئم۔ صفحات ۵۷۳ لغایت ۵۹۷۔

نمونہ ب

قاعدہ ۱۹ (۲)

عطیہ منجانب جناب نواب گورنر صاحب بہادر پنجاب (جو اس کے بعد گورنمنٹ کے نام سے موسوم ہونگے) فریق اول اور .... ولد .... سکنہ .... تحصیل .... ضلع .... (جو لبعد میں عطیہ دار کے نام سے موسوم ہوگا) فریق ثانی کو ہوا۔

توضیح

بروئے شرائط مندرجہ پنجاب گورنمنٹ اشتہار نمبری .... مورخہ .... چھٹی

ہرگاہ کہ مذکورہ ما بعد اراضی پنجاب گورنمنٹ کی بدیں اغراض کے لئے ملکیت سلطانی ہے۔ اور پنجاب گورنمنٹ اس بات کی مجاز ہے۔ کہ اراضی ہذا کا گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء کی دفعہ ۱۷۵ کے احکام کی رو سے نظم و نسق کرے۔ اور عطیہ دار نے گورنمنٹ کو مبلغ .... روپے کی رقم ادا کر دی ہے۔

یہ عطیہ حسب ذیل شاہد ہے

عطیہ

۱۔ گورنمنٹ منجانب سرکار بحیثیت مالک حق انتفاع عطیہ دار کو جملہ اراضی مشتملہ کم و بیش .... ایکڑ عطا ہے۔ جو زیادہ وضاحت کے ساتھ جدول منسلکہ میں درج ہیں ۔ اور جو خاکہ منسلکہ میں برنگ .... دکھلائے گئے ہیں عطا کرتی ہے۔ تاکہ عطیہ دار اس پر بہ پابندی ان شتنثنیات اور تحفظات اور شرائط و قیود جو بعد میں درج ہوں گی بحیثیت مالک قابض رہے۔

۲۔ عطیہ ہذا محض کاشتکاری اغراض کے لئے ہے۔

مستثنیات و تحفظات منجانب گورنمنٹ

کانہائے و معدنیات

۳۔ جملہ کان ہائے۔ معدنیات اور پتھر کی کانیں جو اس زمین کے اوپر نیچے یا اندر واقع ہوں عطیہ دار کو نہیں دی جاتیں۔ بلکہ گورنمنٹ پورے حق ملکیتی کے ساتھ انہیں مستثنے قرار دیتی ہے۔ اور اپنے لئے مخصوص رکھتی ہے۔ کہ بلا روک ٹوک انہیں تلاش کرے برآمد کرے اور اس طریق پر استفادہ اٹھائے۔ جیسا کہ عطیہ ہذا نہ دیا گیا ہو۔

دریا۔ کھالہائے اور سڑکیں

۴۔ گورنمنٹ جملہ دریاؤں و ندیوں بشمول ان کی تہہ اور کناروں کے جملہ کھالہائے اور پانی کے نکاس کی نالیوں اور گذرگاہ ہائے عام کو جو اب اس اراضی میں موجود ہیں۔ یا مطابق نقشہ منسلکہ تیار کئے جانے تجویز ہوئے ہوں۔ اپنے لئے مخصوص کرتی ہوئی مستثنے قرار دیتی ہے۔

تیاری و تبدیلی کھالہائے

۵۔ بلا کسی ذمہ داری بابت ادائیگی معاوضہ سوائے اس کے جو کہ مابعد میں درج ہے۔ گورنمنٹ اپنے لئے یہ حق محفوظ رکھتی ہے۔ کہ

(الف) شارع عام جن کی چوڑائی تین کرم سے زیادہ نہ ہو۔ اس زمین میں جہاں کہیں ان کی ضرورت ہو۔ یا جہاں صاحب کلکٹر رفاہ عام کے لئے ہونا ضروری خیال کرے۔ بنائے۔

(ب) اس زمین میں نئے کھال بنائے۔ یا جب کبھی افسر نہر کے خیال میں آبپاشی کے لئے بہر ضروری خیال کیا جائے۔ تو موجودہ کھال میں یا بعد میں بنائے جانے والے کھال کے رخ میں تبدیلی کرے۔

حقوق مخصوصہ کی نظر ثانی اور حفاظت

۶۔ حقوق مخصوص شدہ کی مکمل یافت اور استفادہ کی برداشت اور جائیداد محفوظ شدہ کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے گورنمنٹ اپنے بااختیار ایجنٹوں یا کسی سرکاری افسر کی معرفت اس اراضی میں اور ان اغراض کے حصول کے لئے داخل ہونے اور ان افعال کے لئے عطیہ دار کو بلا ادائیگی معاوضہ ماسوائے جو ذیل میں درج ہے استفادہ برداشت کرنے کی مجاز ہو گی۔

عطیہ دار کی ذمہ داریاں

معاملہ زمین و دیگر ادائیگی ہائے

۷۔ عطیہ دار سرکار سے حسب ذیل اقرار کرتا ہے۔

(الف) معاملہ زمین وجملہ شرح وجوب مطالبات واخراجات جو وقتاً فوقتاً اراضی ہذا پر تشخیص کئے جاویں۔ بلا توقف ادا کرے گا۔
(ب) کوئی ایسا فعل نہ کرے جو گورنمنٹ کے محفوظ یا مستثنیٰ شدہ حقوق میں سے کسی ایک کے مطابق نہ ہو۔ یا اُسے نقصان رساں ہو۔ اور نہ کوئی ایسا فعل ہونے دیوے۔
(ج) بغیر کسی روکاوٹ یا ممانعت کے گورنمنٹ کے تمام افسران یا ملازمان سرکار یا ایسے تمام اشخاص کو جنہیں گورنمنٹ کی طرف سے ایسے اختیارات تفویض ہوں۔ زمین متعلقہ میں ہر وقت داخلہ اور تمام ایسے عمل اور امور کی اجازت دیگا۔ جو ایسے کاموں یا مندرجہ ذیل کاموں کے واسطے ضروری ہوں
(۱) اس عطیہ کی کسی شرط کو عمل درآمد میں لانے کی غرض سے یا اس امر کا اطمینان کرنے کے لئے کہ وہ حسب ضابطہ عمل میں لائی گئی یا ملاحظہ کی گئی ہے۔ یا
(۲) گورنمنٹ کے دیگر مخصوص شدہ حقوق سے مکمل استفادہ برداشت کرنے یا ان کی دریافت اور استعمال کرنے کے واسطے۔

پبلک کے حقوق وغیرہ

(د) پبلک کو زمین متعلقہ پر کسی شارع عام کے جائز استعمال یا کسی دیگر شخص کو اس پر ان حقوق و آسائش ہائے کے استعمال سے جو اسے پیشتر وہاں موجود ہوں۔ یا جو کہ عطیہ دار اس عطیہ کی رُو سے بہم پہنچانے یا اجازت دینے کا ذمہ دار ہو روکنے کا مجاز نہیں ہوگا۔

حد بندی

(ھ) جب کبھی صاحب کلکٹر حکم دیویں۔ تو اراضی کی حدود پر اس کی صحیح حد بندی کرے اپنے اخراجات پر مستقل بُرجیاں تیار کریگا۔ اور ہر وقت ایسی ہدایات کے تحت جو صاحب کلکٹر گاہ بگاہ اس کو دیویں انہیں اچھی حالت میں رکھیگا۔

کھال بنانا

(و) بدوں اجازت افسر نہر نہ کوئی کھال یا پانی کے نکاس کی نالی بنائے اور نہ ہی کسی کو تبدیل کرے۔

ضبطی

(ز) اگر عطیہ ہذا کی شرائط کے بموجب اراضی ہذا ضبط ہو جاوے۔ تو اس کو عطیہ کے ختم ہونے پر چھوڑ دیوے۔ اور پُرامن طریقہ سے صاحب کلکٹر کے حوالہ کر دیوے۔ اگر صاحب کلکٹر اس بارہ میں حکم دیویں۔ تو اراضی ہذا پر موجودہ تعمیرات کو گرا دیوے۔ اور اُسے پہلے کی طرح ہموار شکل میں کر دیوے۔

رفاہ عام کے لئے سپردگی

(ح) اگر اراضی ہذا یا اس کے کسی حصہ کی ضرورت کسی رفاہ عام کے لئے ہو۔ تو کلکٹر کے مطالبہ پر ساری اراضی یا جتنی اراضی کی بھی ضرورت ہو۔ بغیر مطالبہ معاوضہ ماسوائے مندرجہ ذیل کے چھوڑ دیگا۔

وفاداری

(ط) ہمیشہ اس کا چال چلن وفادارانہ رہیگا۔ اور کسی مصیبت اور بدامنی کے زمانہ میں سرکار اور اس کے عُمال کی عملی امداد کرے گا۔ اور اس

امر کے متعلق کہ آیا عطیہ دار نے اس شرط کی خلاف ورزی کی ہے ۔ یا نہیں ۔ گورنمنٹ کے فیصلہ کو تسلیم کرے گا ۔

اخراجات پیمائش وغیرہ

(ی) مندرجہ ذیل کاموں کے لئے اخراجات جو کہ صاحب کلکٹر یا افسر نہر گورنمنٹ کے عام یا خاص احکام کے تحت تجویز کریں ۔ خواہ ایسے اخراجات عطیہ ہذا کے وقت ہوئے ہوں ۔ یا بعد میں برداشت کرنے پڑینگے ۔

(۱) زمین کی پیمائش یا حدود بندی ۔

(۲) اس محال میں جس میں یہ اراضی واقع ہو ۔ کھال جس سے اس رقبہ کی آبپاشی ہو سکے ۔ بنانے کے لئے ۔

(۳) سڑکوں ۔ راستوں ۔ بدروؤں اور پلوں کو بنانے کے لئے ۔ جو اس محال میں جہاں اراضی ہذا واقعہ ہو ۔ عام سہولت کے لئے ضروری ہوں ۔

(۴) ایسی سڑکوں ۔ راستوں ۔ بدرروؤں اور پلوں کی محافظت اور مرمت ۔

*(ک) جس غرض کے لئے اراضی عطا کی گئی ہو ۔ اس کے علاوہ کسی اور غرض کے لئے اوسے استعمال نہیں کرے گا ۔ اور نہ ہی ایسے استعمال کی اجازت دیگا یا ایسا استعمال ہونے دیگا ۔

متفرقات

کالونی ایکٹ کا اطلاق ۔ فروخت اراضیات کی صورتمیں جن پر ایکٹ ہذا کا اطلاق نہیں ہے یہ حذف کیا جائیگا ۔

۸ ۔ (الف) عطیہ ہذا ایکٹ آبادی اراضیات سرکار (پنجاب) ۱۹۱۲ء کے احکام کے تابع ہوگا جہاں تک کہ ان کا اس پر اطلاق ہوسکتا ہے ۔

(ب) جب تک عطیہ دار نے جملہ شرائط و قیود کی تکمیل نہ کر لی ہو ۔ وہ اراضی ہذا کا مزارعہ تصور کیا جائے گا ۔

ضبطی

۹ ۔ اگر عطیہ دار عطیہ ہذا کی شرائط و قیود میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی کرے یا اس کو پورا کرنے میں قاصر رہے ۔ یا ایسے نقص یا خلاف ورزی کو ہونے دیوے یا کرے ۔ تو صاحب کلکٹر کو اختیار ہے ۔ کہ صاحب ممدوح کسی وقت عطیہ ہذا کو ضبط کر کے اراضی کا قبضہ حاصل کر لیویں ۔ اور اس پر موجودہ عمارت کو گرا دلویں ۔ اور ملبہ کو فروخت کر کے زر فروخت کو ایکٹ ہذا یا کسی دیگر حق یا دعویٰ کی رُو سے عطا شدہ اختیارات کو نقصان پہونچائے بغیر اپنے پاس رکھیں ۔ خواہ حقوق ہذا اسے کسی پیشتر قصور کے وقت چھوڑے جا چکے ہوں ۔ یا نہ ۔

نوٹ ۔ عبارت نشان * بروئے پرچہ تصحیح نمبری ۶۹ ۔ ایل ۔ اے ۔ ایم مورخہ ۹ اگست ۱۹۳۹ء ایزاد ہوئی ۔

اراضیات کی جن پر ایکٹ ہذا اطلاق پذیر نہیں ہے ۔ فروخت کی صورت میں حذف کیا جاوے ۔

۱۰ ۔ (۱) (بہ شتنثنے احکام زیر دفعہ ۲۴ ایکٹ ہذا) گورنمنٹ عطیہ ہذا کی شرائط کی رُو سے عطا شدہ یا محفوظ شدہ اختیارات میں سے کسی ایک کے استعمال کے ضمن میں ماسوائے مندرجہ ذیل کے کوئی معاوضہ ادا نہیں کرے گی ۔

معاوضہ

(الف) کھالوں کو بنانے کے سوائے دیگر حقوق کے استعمال کی وجہ سے اراضی پر قبضہ یا اس کو فی الواقعہ نقصان پہنچنے پر جو معاوضہ صاحب کلکٹر تجویز فرماویں یا

(ب) کھالوں کی نسبت حقوق کو استعمال کرنے کی وجہ سے استادہ فصلوں کو نقصان پہونچنے پر جو معاوضہ افسر نہر تجویز فرماویں ۔

(ج) نباولہ یا خلاف ورزی شرائط کے ماسوائے کسی اور نہج پر سالم اراضی یا جزو اراضی کی ضبطی کی صورت میں نسبتاً کمی لگان یا نسبتاً واپسی زرخرید اگر کوئی ادا کیا گیا ہو ۔ بمعہ ایسی مزید رقم کے (اگر کوئی ہو) معاوضہ دیا جاوے گا ۔ جو کہ صاحب کلکٹر پبلک اغراض کے لئے حصول اراضی کے عام اصولات کے مطابق تجویز فرماویں ۔

(۲) جب کبھی معاوضہ کا دعویٰ کیا جاوے ۔ تو افسر تشخیص کنندہ معاوضہ کے لئے ضروری ہے ۔ کہ وہ عطیہ دار کو سماعت عذرات کا موقعہ دیوے ۔ اور جب صاحب کلکٹر نے رقم معاوضہ تجویز کرنی ہو ۔ تو صاحب ممدوح صاحب کمشنر بہادر کے ماتحت کارروائی کریں گے ۔

(۳) جب عطیہ دار کو کوئی رقم بطور معاوضہ واجب الادا ہو جاوے ۔ تو کوئی رقم جو بحق سرکار واجب الادا ہو ۔ اس رقم معاوضہ سے وضع کی جاویگی ۔ اور اگر عطیہ دار کے بر خلاف گورنمنٹ کا کوئی غیر منفصلہ دعویٰ ہو ۔ تو اس رقم کی ادائیگی نہ کیجاوے ۔ جب تک اس دعویٰ کا فیصلہ نہ ہو جاوے ۔

اسٹامپ ورجسٹری

۱۱ ۔ عطیہ دار اسٹامپ خرید کر تاریخ تحریر دستاویز کے چار ماہ کے اندر اندر اسکی اپنے خرچ پر رجسٹری کرائیگا ۔ اگر وہ اس میں قاصر رہے ۔ تو گورنمنٹ کے حقوق کو کسی اور طرح پر نقصان پہنچے بغیر اسے خلاف ورزی شرائط تصور کیا جائے گا ۔

۱۲ ۔ (۱) اگر بعد میں کوئی سوال یا کسی قسم کا اختلاف سرکار اور عطیہ دار کے مابین پیدا ہو جاوے ۔ جو عطیہ ہذا یا اس کی بناوٹ ۔ معانی ۔ عملدرآمد یا اثر یا کسی متذکرہ بالا ضمن کے متعلق ہو ۔ یا بروئے عطیہ ہذا یا عطیہ ہذا کے تحت میں کسی فریق کے حقوق ۔ فرائض اور ذمہ واریاں کے متعلق ہو ۔ یا عطیہ ہذا کے

موضوع کی بابت ہو۔ اس سے پیدا ہوا ہو۔ یا اسی کی نسبت ہو۔ ماسوائے اس کے کہ جہاں تک کسی ایسے معاملہ کے فیصلہ کے لئے اس سے پہلے احکام صادر ہو چکے ہوں اور اس کا ان کے مطابق فیصلہ ہو چکا ہو۔ تو معاملہ اختلاف فیہ صاحب کمشنر کے پاس ثالثی فیصلہ کے لئے بھیجا جائے گا۔ جن کو ایسے معاملہ کے بشمول مندرجہ ذیل سوالات کے فیصلہ کے لئے اختیار تفویض کئے گئے ہوں۔

ثالثی

(الف) کیا کوئی اور شرط ان عطیہ جات کے کسی معاملہ کے فیصلہ کے لئے بنائی گئی ہے۔ اور اگر ایسی کوئی شرط ہے۔ تو کیا اس معاملہ کا اس کے مطابق قطعی فیصلہ ہو چکا ہے۔

(ب) کیا عطیہ کو ختم کر دینا چاہئے۔ یا صحیح طور پر ختم ہو چکا ہے۔ اور ایسے اختتام پر فریقین کے حقوق و فرائض کیا ہیں یا کیا ہوں گے۔

(۲) ثالث کا فیصلہ قطعی اور ناطق ہوگا۔ اور جب کبھی کسی معاملہ میں جو اسطرح ثالث کے پاس بھیجا گیا ہو۔ کوئی دعویٰ روپیہ کی ادائیگی یا کلی بصیغہ معاوضہ یا کسی دیگر ادائیگی یا وصولی کے متعلق ہو۔ تو وہی رقم جس کی بابت ثالث نے امر متنازعہ کے متعلق فیصلہ کیا ہو۔ قابل وصولی ہوگی۔

تعبیرات

۱۳۔ ان شرائط میں تاوقتیکہ سیاق عبارت سے کچھ اور مطلب نہ ہو۔

"ایکٹ" سے ایکٹ آبادی اراضیات سرکار پنجاب ۱۹۱۲ء مراد ہے۔ (جیسے کہ وہ موجودہ وقت میں نفاذ پذیر ہے)

(جس اراضی پر ایکٹ ہذا کا اطلاق نہیں ہے۔ اس کی فروخت کی صورت میں اسے محذوف کیا جاوے)

"افسر نہر" سے محکمہ پبلک ورکس پنجاب کی شاخ آبپاشی کے افسر مجاز سے مراد ہے۔

کلکٹر اور کمشنر سے وہ کلکٹر اور کمشنر مراد ہیں جو موجودہ وقت میں اس ضلع یا قسمت میں متعین ہوں۔ جس میں اراضی ہذا واقعہ ہے۔ اور اس میں کوئی اور شخص بھی شامل ہے۔ جس کو عطیہ ہذا پر حاوی شرائط کی نسبت عام یا خاص حکم کی رو سے کلکٹر یا کمشنر کے اختیارات استعمال میں لانے کے واسطے باقاعدہ طور پر اختیار تفویض ہوا ہو۔ "گورنمنٹ" اور "عطیہ دار" میں ان کے استحقاقی جانشینان علی الترتیب شامل ہیں۔ جملہ حقوق اور ذمہ واریاں جو کہ عائد کی جاتی ہیں۔ ان سے اُن کے استحقاقی جانشینان جیسی کہ بھی صورت ہو۔ فائدہ اٹھائیں گے۔ اور پابند رہیں گے۔ اور جب اصطلاح "عطیہ دار" میں حصہ داران شامل ہوں۔ تو عطیہ ہذا میں کوئی عائد شدہ پابندی

اور ذمہ واری ہر حصہ دار کی مشترکاً و منفرداً ذمہ واری ہوگی۔

"اراضی" سے وہ اراضی مراد ہے جو عطیہ ہذا کے ماتحت دی گئی ہو۔ اور اس میں جملہ حقوق آسائش ہاتے اور ان کے لوازمات بھی شامل ہیں۔

"معدنیات" میں معدنیات کے قسم کے وہ تمام اجزا جو کہ زمین سے حاصل کئے جاویں مثلاً کوئلہ۔ مٹی کا تیل۔ رنگ طلائی پتھر اور ایسی قسم کی زمین جو کہ برآمد ہونے پر فائدہ کے طور پر استعمال ہو سکے۔ شامل ہیں۔

بطور سند فریقین مذکور نے بتاریخ مندرجہ ذیل ہر ایک اندارج کے متعلق اپنے اپنے دستخط ثبت کئے ہیں۔

مذکورۃ الصدر جدول

کیفیت و حدود اراضیات

اراضی تعدادی ______ ایکڑ ______ روڈ ______ پول (مساوی گھماؤں ______ کنال ______ مرلہ ______)

واقع ______ موضع ______ تحصیل ______ ضلع ______

جو کہ کاغذات مال ______ شہر ______ میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ بطور نمبر ______

لوکل کمیٹی کے ریکارڈ

اور بحدود اربعہ ذیل

شمالاً

شرقاً

جنوباً

غرباً

خاکہ

معاہدہ دستخط کنندگان و گواہان

بہ ثبت دستخط برائے و منجانب جناب معلے القاب گورنر بہادر پنجاب

. . . .

افسر . . . .

بہ تعمیل احکام جناب معلے القاب صاحب گورنر بہادر پنجاب۔ بہ موجودگی

. . . .

گواہ . . . .

بنپر ______ احوال ______________________________
تاریخ ______ ماہ ______ سال ایک ہزار نوصد ______ ______
بہ ثبت دستخط ______ مذکور ______________________
عطیہ دار

نے بموجودگی ______ بنپہ ______ احوال ____________________
گواہ
تاریخ ______ ماہ ______ سال ایکہزار نوصد ______________

تحتی نوٹ (۱) اگر یہ کسی نہر کے متعلق نہ ہو۔ تو افسر نہر اور رکھا لہا سے کو حذف کرو۔

(۲) اس میں پرچہ تصحیح نمبری ۷۰۔ ایل۔ اے۔ ایم مورخہ ۳ اکتوبر ۱۹۳۹ء کا عملدرآمد کر دیا گیا ہے ۔

دستاویزات حقوق ملکیتی تیار کرنے والے افسران کے لئے ہدایات

۱۔ اگر دستاویز کسی ایک جماعت اشخاص کے حق میں تحریر ہوئی ہو۔ تو صاحب ہوم سیکریٹری کی چٹھی نمبری ۱۲۸۹۔ جے مورخہ ۷ اپریل مارچ ۱۹۳۸ء کے ہمراہ مشتہرہ ہدایات کو ملحوظ خاطر رکھا جاوے۔

۲۔ کوئی دستاویز تحریر نہیں کی جاویگی۔ جب تک آخری قسط ادا نہ ہو گئی ہو۔

۳۔ دستاویز میں قسطوں کی میزان الفاظ میں درج ہونی چاہئے۔ نہ کہ ہندسوں میں۔

۴۔ دستاویز کی دو نقول تیار کیجاویں اور دونوں پر عطیہ دار اور صاحب کلکٹر کے دستخط ہونے چاہئیں۔ آفس کاپی کا رکھنا کافی نہیں ہے۔

۵۔ صاحب کلکٹر دستخط کرنے سے پیشتر یہ دیکھ لیویں۔ کہ عطیہ دار کی کاپی پر باقاعدہ اشٹامپ لگ چکا ہے۔ اور جس دستاویز پر باقاعدہ اشٹامپ نہ لگا ہو۔ اس پر دستخط کرنے سے انکار کر دیویں۔

۶۔ دستاویز تحریر ہونے سے پیشتر ایکٹ معاملہ اراضی ۱۸۸۷ء کی دفعہ ۵۹ کے بموجب خاص تشخیص معاملہ اراضی ہونی چاہئے۔

۷۔ دستاویز کے باقاعدہ تحریر ہو جانے کے بعد کاغذات مال میں تبدیلی اندراج کی اجازت ہوگی۔

۸۔ کاغذات مال میں کوئی اندراج بہ نسبت حقوق ملکیتی ماسوائے ابزادی بدیں امر کے حقوق ہذا شرائط متعلقہ مجریہ سرکار کے تابع ہیں نہیں کیا جائے گا۔

مجاز ہوگی۔ کہ نہر کی تعمیر اور مرمت اور اس سے آبپاشی کے بارہ میں خاص شرائط یا قیود عائد کرے +

۱۷۔ پٹہ دار پابند ہوگا۔ کہ اس کا چال چلن وفادارانہ ہو اور رہے۔ اور وہ مصیبت یا بد امنی کے زمانہ میں سرکار اور اُس کے عمّال کی عملی امداد کرے گا۔ وفاداری اور نیک چلنی

اس امر کے متعلق کہ آیا پٹہ دار نے اس شرط کی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں۔ لوکل گورنمنٹ کا فیصلہ قطعی ہوگا۔ اور اگر لوکل گورنمنٹ کی رائے میں پٹہ دار نے اس شرط کی خلاف ورزی کی ہو۔ تو گورنمنٹ مجاز ہو گی۔ کہ اس عطیہ کو کلّی یا جزوی طور پر ہمیشہ یا عارضی مدت کیلئے ضبط کر لے۔ اور ایسی ضبطی کا کسی دیگر سزا پر اثر نہ ہوگا۔ جس کا پٹہ دار ان شرائط یا دیگر احکام کی رُو سے مستوجب ہو +

درباره پٹہ جات جن میں بعض شرائط پورا ہونے پر حقوق خیلکاری عطا کرنیکا وعدہ ہو

۱۸۔ اگر تاریخ پٹہ سے پانچ سال گزرنے پر پٹہ دار نے تمام مطالبات سرکار زیر احکام پٹہ باقاعدہ ادا کر دیئے ہوں۔ دیگر شرائط پٹہ کی پوری پابندی کی ہو۔ اور قابلِ زراعت رقبہ کا نصف حصہ زیر کاشت کیا ہو۔ تو صاحب کلکٹر مجاز ہیں۔ کہ وہ قبولیت نامہ پر بذریعہ ظہری عبارت باخذ نذرانہ (اگر کوئی ہو) جو پٹہ میں مقرر کیا گیا ہو۔ ایکٹ دخل رعیتانہ پنجاب ۱۸۸۷ء کی دفعہ ۵ کے مطابق اور بپابندی شرائط متعلقہ حقوق خیلکاری عطا کریں + حقوق خیلکاری کا حصول

درباره پٹہ جات جن میں بعض شرائط پورا ہونے پر حقوق ملکیت عطا کرنیکا وعدہ ہو

۱۹۔ (۱) پٹہ دار دوران پٹہ میں جس وقت چاہے پوری بازاری قیمت کے عوض جو صاحب ڈپٹی کمشنر مقرر کرینگے۔ حقوق ملکیت خرید سکتا ہے۔ مگر اس خرید کے لئے بھی اسی افسر مجاز کی منظوری ضروری ہے جس نے پٹہ منظور کیا ہو۔ حقوق ملکیت کی خرید

(۲) مقررہ قیمت پٹہ دار یکمشت ادا کردے یا بذریعہ اقساط جو پانچ سال سے زائد عرصہ کے لئے نہ ہوں۔ اور جو حاکم منظور کنندہ بیع تجویز کرے بیع نامہ مشتری کے حوالہ کرنے سے پہلے اگر مشتری نے تمام زر بیع ادا نہ کیا ہو۔ تو مشتری ایک رہن نامہ تحریر کریگا۔ جس میں وہ بقایا رقم بمعہ یا بلا سود جس شرح پر کہ حاکم منظور کنندہ بیع فیصلہ کریں پانچ سال کے اندر ادا کرنے کا کفیل ہوگا۔ بیع نامہ نمونہ بیا اور رہن نامہ نمونہ ج منسلکہ قواعد ہذا کے مطابق تحریر کیا جائیگا۔ ہر دو دستاویزات کی رجسٹری کرائی جائے گی۔ اور رہن نامہ پر اسٹامپ کا خرچ مشتری کے ذمہ ہوگا۔ ہر دو دستاویزات تمام زربیع بمعہ سود (اگر کوئی ہو) ادا ہونے تک صاحب ڈپٹی کمشنر

کی تحویل میں رہیں گے۔ تاہم رقم ادا ہو جانے پر صاحب ڈپٹی کمشنر رہن نامہ کو منسوخ کر دینگے۔ اور بیعنامہ مشتری یا اس کے ورثاء یا مفوض الیہم کے سپرد کر دینگے ۔

(۳) کسی خاص وجوہات کے باعث لوکل گورنمنٹ اپنی اقتضائے رائے کے مطابق زرواجب الادا میں مناسب تخفیف کر سکتی ہے۔

عام قواعد

۴۰۔(۱) انقضائے میعاد پٹہ پر (اگر پٹہ دار نے حقوق ملکیت ذو خیلکاری حاصل نہ کئے ہوں) تو گورنمنٹ تمام یا کوئی حصہ اراضی ضبط کرنے کی مجاز ہے ۔

انقضائے میعاد پر کارروائی۔

(۲) ضبطی عمل میں نہ آنے کی صورت میں پٹہ دار تجدید پٹہ کا مستحق ہوگا۔ مگر حاکم تجدید کنندہ پٹہ مجاز ہیں۔ کہ وہ بمطابقت احکام مندرجہ دفعہ ۱۹۔ ایکٹ نقل مکانی پنجاب میعاد پٹہ اور دیگر شرائط دربارہ مالگذاری لگان یا مالکانہ یا دیگر مطالبات اپنی اقتضائے رائے کے مطابق تجویز کریں ۔

(۳) ایسی میعاد اور شرائط کا فیصلہ کرنے میں جہاں تک ممکن ہو حاکم منظور کنندہ نافذ الوقت قواعد متعلقہ پٹہ بنجر اراضیات کا دھیان رکھیگا ۔

۴۰۔الف۔ ان جملہ پٹہ جات کے متعلق جن میں شرط درج ہے۔ کہ پٹہ داران بلا منظوری گورنمنٹ کسی قسم کا انتقال نہیں کر سکتے۔ لوکل گورنمنٹ نے ایسے انتقالات منظور کرنے کا اختیار صاحب فنانشل کمشنر بہادر کو تفویض کر دیا ہے۔ جن صورتوں میں کہ پٹہ دار اراضی سے اپنا واسطہ بطور کاشتکار یا منتظم ترک کئے بغیر زمین کی کاشت کے لیے نیک نیتی سے کوئی انتقال کرنا چاہے۔ تو صاحب کمشنر بہادر بھی اختیار تفویض شدہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا استعمال کرنے کے مجاز ہیں ۔

پٹہ داران کو انتقالات کی اجازت ہونا۔

۴۱۔ اگر دوران پٹہ میں پٹہ دار حقوق ذو خیلکاری حاصل کرے۔ تو پہلی میعاد پٹہ کے اختتام پر لگان جس میں مالگذاری۔ مالکانہ اور دیگر مطالبات شامل ہیں قاعدہ ۲۰ کے مطابق دوبارہ تشخیص کیا جائے گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ مالکانہ مالگذاری کے ۱۲ آنہ فی روپیہ سے کسی صورت میں بھی زائد نہ ہوگا۔

لگان کی مکرر تشخیص

۴۲۔ احکام مندرجہ قاعدہ ۴۲ کے ماتحت پٹہ ختم کئے جانے کی صورت میں پٹہ دار ایکٹ دخل عیانہ پنجاب کے

بعض حالات جن میں پٹہ دار معاوضہ کا مستحق ہے۔

احکام کے مطابق ترقیات اراضی کا معاوضہ پانے کا مستحق ہوگا۔

۴۳ - ان تمام احکام پر جو کوئی ریونیو افسر قواعد ہذا کے ماتحت صادر کرے

احکام پر نظر ثانی و نگرانی | وہی افسران نظر ثانی و نگرانی کر سکتے ہیں - جن کو زیر احکام ایکٹ مالگذاری پنجاب ۱۸۸۷ء ریونیو افسر مذکور کے احکام پر نظر ثانی و نگرانی کرنے کا اختیار حاصل ہو۔

۴۴ - یہ قواعد لوکل گورنمنٹ کے ان اختیارات کو کسی بیچ پر بھی کم نہیں کرتے۔

مستثنیات از قواعد متذکرہ بالا | جو اس کو بنجر اراضیات میں قابل کاشت ٹکڑہ جات کو تابع مرضی مزارعان کو کاشت پر یا بنجر اراضیات کو چرائی کے لئے صرف ایک فصل کے لئے ٹھیکہ پر بذریعہ خاص یا عام احکام دینے کے بارہ میں حاصل ہیں۔

ان قواعد کا لوکل گورنمنٹ کے ان اختیارات پر بھی کوئی اثر نہیں - جو اسے مسافران کے آرام و آسائش کے لئے شاہراہوں پر درختوں کے جھنڈ لگانے کی غرض سے دس ایکڑ سے کم رقبہ جات جو سڑکوں کے دونوں جانب واقع ہوں - پٹہ پر دینے کے لئے قواعد مرتب کرنے کے بارہ میں حاصل ہیں *

یہ قواعد گورنمنٹ کے حقوق زیر ایکٹ حصول اراضی ۱۸۹۴ء پر اثر پذیر یا مخل نہیں ہوتے

قاعدہ ۲ مندرجہ قواعد پٹہ بنجر اراضیات سرکار واقعہ پنجاب کے ماتحت کسی درخواست پٹہ پر ترسیل رپورٹ کا نمونہ

۱ - ضلع و تحصیل جس میں اراضی واقع ہے۔

۲ - رقبہ و تفصیلات اراضی جس کے لئے درخواست گذری ہے

۳ - اراضی کی موجودہ آمدنی۔

۴ - ذرائع آبپاشی - موجودہ و مجوزہ۔

۵ - عرضی کنندہ کا نام و کو الف بمعہ تاریخ عرضی۔

۶ - پٹہ کی مجوزہ شرائط یہ تخصیص

(الف) نوعیت پٹہ - یعنی آیا پٹہ میں حقوق ملکیت یا حقوق و خیلکاری دینے کا وعدہ ہوگا یا پٹہ شاہراہوں پر جھنڈ لگانے اور قائم رکھنے کے لئے دیا جائے گا۔

(ب) میعاد -

(ج) سالانہ مطالبات ۔
(د) موجودہ لکڑی کا تصرف ۔
(ہ) دیگر امور ۔

۷۔ صاحب کلکٹر و افسرانِ اعلیٰ درخواست پر غور کرنے کے بعد اپنی سفارشات اور احکام علی الترتیب درج کرینگے

نمونہ الف

قاعدہ ع۱۲

یہ دستاویز پٹہ جو بتاریخ .... ماہ ..... سنہ ۱۹۳ عیسوی مابین جناب وزیر ہند باجلاس کونسل (جو بعد میں گورنمنٹ کے نام سے موسوم ہونگے) و الف۔ب ولد ج۔د قوم ..... ساکن ...... (جو بعد میں پٹہ دار کے نام سے موسوم ہوگا) قلمبند ہوئی۔ شاہد ہے۔ کہ بروئے احکام مجریہ چٹھی نمبر ..... مورخہ ..... سنہ ۱۹۳ء منجانب ...... بنام ..... جو صاحب کلکٹر ..... کو ..... نے اپنی چٹھی نمبر ..... مورخہ ..... سنہ ۱۹۳ء کے ذریعہ بھیجی۔ بعوض لگان جو آگے مندرج ہے۔ اور بپابندی دیگر شرائط جن پر الف۔ب مذکور اس کے ورثا۔ قانونی جانشینان اور مفوض الیہم کاربند ہونگے۔ گورنمنٹ بذریعہ دستاویز ہذا الف۔ب مذکور اس کے ورثاء قانونی جانشینان اور مفوض الیہم کو جملہ بنجر اراضیات سرکار جن کی تفصیل نقشہ منسلکہ میں درج ہے۔ مفصلہ ذیل شرائط پر پٹہ پر عطا کرتی ہے:۔

۱۔ میعاد پٹہ ..... سال ہوگی۔ جو ابتدائے فصل ..... سنہ ۱۹۳ء سے شروع ہونی متصور ہوگی۔

۲۔ کانہائے معدنیات۔ کوئلہ۔ ریگ طلائی۔ مٹی کا تیل اور پتھر کی کانیں جو اس زمین کے اوپر نیچے یا اندر واقع ہوں۔ دریاؤں۔ ندیوں۔ کالوں اور شارع عام جو اس اراضی یا اس کے کسی حصہ میں سے گذرتے ہوں کے متعلق جو جملہ حقوق گورنمنٹ کو حاصل ہیں وہ پٹہ دار کو عطا نہیں کئے جاتے۔ بلکہ گورنمنٹ انہیں مستثنےٰ قرار دیتی ہے۔ اور اپنے لئے مخصوص کرتی ہے ؀

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۸/۴ دستور العمل صیغہ مال لاہور مورخہ ۱۳ مئی ۱۹۳۶ء

دستور العمل صیغہ مال پنجاب مطبوعہ ۱۹۳۱ء ضمیمہ سوئم صفحہ ۵۸۲

(۱) نمونہ الف کے موجودہ مقدمہ کی بجائے مندرجہ ذیل ثبت کرو:۔

یہ دستاویز پٹہ بتاریخ ـــــ ماہ ـــــ ۱۹۳ء مابین جناب نواب وزیر ہند باجلاس کونسل (جو بعد میں گورنمنٹ کے نام سے موسوم ہونگے) اور (الف) ب ولد ج۔ وقوم ـــــ ساکن ـــــ (جو بعد میں پٹہ دار کے نام سے موسوم ہوگا) قلمبند ہوئی۔ شاہد ہے کہ بروئے احکام محریہ چٹھی نمبر ـــــ مورخہ ـــــ ۱۹۳ء منجانب ـــــ بنام ـــــ جو صاحب کلکٹر ـــــ کو ـــــ نے اپنی چٹھی نمبر ـــــ مورخہ ـــــ ۱۹۳ء کے ذریعے بھیجی اور ہرگاہ پٹہ دار نے گورنمنٹ کو مبلغ ـــــ (ظہری عبارت) کی رقم ادا کر دی ہے۔ جو کہ لگان مقررہ بذریعہ دستاویز ہذا کی قسط اول کے طور پر شمار ہوگی اور اقرار کیا ہے کہ اس پٹہ کے اجرا کے دوران میں وقت مقررہ پر جیسا کہ آگے مندرج ہے لگان دیتا رہیگا۔ اس لگان اور ان شرائط کے عوض جو بذریعہ دستاویز ہذا مقرر ہوئیں اور جن پر الف۔ ب مذکور۔ اُس کے ورثا۔ قانونی جانشینان اور مفوض الیہم کاربند ہونگے گورنمنٹ بذریعہ دستاویز ہذا الف۔ ب مذکور اس کے ورثا۔ قانونی جانشینان اور مفوض الیہم کو جملہ بنجر اراضیات جن کی تفصیل نقشہ منسلکہ میں درج ہے۔ مفصلہ ذیل شرائط پر پٹہ پر عطا کرتی ہے۔

(ب) نمونہ الف کے حصہ دوئم کے جملہ اوّل کی بجائے مندرجہ ذیل ثبت ہونا چاہئے۔

"۱۔ کہ ـــــ سالانہ مقررہ لگان پٹہ دار برابر نصف سالہ اقساط میں بحساب مبلغ ـــــ فی قسط ادا کریگا۔ قسط اوّل مبلغ ـــــ حوالگی قبضہ سے پیشتر ادا کی جائیگی اور دیگر اقساط بتاریخ ـــــ ماہ ـــــ ۱۹۳ء و بتاریخ ـــــ ماہ ـــــ ۱۹۳ء ادا کی جائینگی۔

مفید عام پریس لاہور

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۶۶ - لاہور مورخہ ۱۰ ر مارچ ۱۹۳۹ء

دستور العمل صیغہ مال - (مرممہ ۱۹۳۱ء -)

ضمیمہ سوئم - صفحات ۵۸۲ لغایت ۵۸۹ - نمونہ الف

موجودہ فارم الف جس کی ترمیم پرچہ تصحیح نمبری ۳۶ - ایل - اے - ایم مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۴ء اور پرچہ تصحیح نمبری ۴۸ ایل - اے - ایم مورخہ ۱۲ ر مئی ۱۹۳۶ء ہو چکی ہے کی بجائے قائم کیا جاوے ۔

نمونہ الف

قاعدہ ۱۲

فریقین

ایک پٹہ جناب معلی القاب نواب گورنر بہادر پنجاب (جو اسکے بعد گورنمنٹ کے نام سے موسوم ہونگے) فریق اول کی جانب سے .... ولد .... ساکن موضع .... تحصیل .... ضلع .... پنجاب (جو اس کے بعد پٹہ دار کے نام سے موسوم ہوگا) فریق دوئم عطا کیا گیا ۔

توضیح

بروئے احکام محولہ چٹھی نمبری .... مورخہ .... ۱۹ء منجانب .... بنام ....

جبکہ پٹہ دار گورنمنٹ کو ادا کر چکا ہو :-

۱ - مبلغ .... روپیہ لگان کی پہلی قسط تصور کرتے ہوئے بمد امانت رہیگی

۲ - مبلغ .... بابت قیمت درختاں وجھاڑیاں

یہ دستاویز حسب ذیل شاہد ہے

شرائط متعلقہ پٹہ

رقبہ زیر پٹہ

۱ - گورنمنٹ پٹہ دار کو تمام قطعہ اراضی جو مشتملبر کم وبیش .... ایکڑ رقبہ پر ہے اور جو کہ زیادہ وضاحت کے ساتھ منسلکہ جدول میں

درج کی گئی ہے یا اور مختلف خطوں اور رنگوں سے خاکہ میں دکھلائی گئی ہے تفویض کرتی ہے اور پٹہ دار بعد میں درج شدہ شرائط و مستثنیات کا پابند رہیگا۔

اغراض پٹہ

۲۔ (الف) زمین محض کاشتکاری اغراض کے لئے پٹہ پر دی گئی ہے

(ب) پٹہ دار تمام اُن قدرتی پیداوار کا جو کہ سطح زمین کے اوپر ہوں

مستثنے

درختاں و جھاڑیاں بہ پابندی شرائط وادائیگی جن کی تشریح بعد میں ہوگی شمول برداشت کرنے کا حقدار ہے۔

(ج) پٹہ دار کھال کٹے ۔ عارضی عمارات اور دیگر ایسے ترقیات جو کہ اراضی کی کاشتکاری کے لئے ضروری ہوں بہ پابندی شرائط مذکورہ بالا کھتیار کرسکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ کسی قسم کی ترقی کی بناء پر گورنمنٹ کے خلاف کوئی دعوے ماسوائے اس کے جس کا مابعد میں صراحتاً ذکر کیا گیا ہے ۔ نہیں رکھیگا۔

میعاد پٹہ

۳۔ میعاد پٹہ .... سال ہوگی جو ابتدائے فصل ربیع خریف .... سنہ ۱۹ سے شروع ہوتی تصور ہوگی۔

۴۔ (۱) پٹہ دار .... سالانہ مقررہ لگان دو برابر نصف سالہ اقساط .... روپیہ فی قسط میں ادا کرے گا۔

(۲) ہر ایک قسط میں سے .... روپیہ کی رقم ہر سال بطور پیشگی کسی نزدیک ترین خزانہ یا ایسی جگہ پر جو کہ صاحب کلکٹر مقرر کریں .... بتاریخ .... بتاریخ .... اوقات کارگذاری میں ادا کریگا۔ اور باقی ماندہ حسب ذیل طریق پر۔

لگان اور دیگر ادائیگی ہائے

(۳) ہر ایک قسط کا باقی ماندہ تعدادی .... اس طریقہ سے جو معاملہ سرکار کی ادائیگی کے لئے ہوتا ہے ادا ہوگا اور پٹہ دار علاوہ اس لگان کے جو کہ اوپر محفوظ رکھا گیا ہے ۔ گورنمنٹ کو یا جیسا کہ صاحب کلکٹر بہادر ہدایت کریں ایک ایسی رقم ادا کرے گا جو کہ تمام جبوب ۔ سوائے اور دیگر وقتی اخراجات کے برابر ہو اور جو ایک مالک اراضی کو ادا کرنی ہوتی ہے ۔ اگر اراضی ہذا پر اس شرح سے معاملہ تشخیص ہوا ہو۔

(۴) پٹہ دار مزید دیگر جبوب ۔ سوائے ٹیکس اخراجات و دیگر مصارف جو کہ مالک اراضی یا پٹہ قابض اراضی کے ذمہ قابل ادا ہیں ۔ یا ہونگے کو بھی ادا کرے گا۔

(۵) پٹہ دار مزید رقم بابت قیمت درختاں و جھاڑیاں جو کہ جدول میں مصرحہ اراضی میں موجود ہیں ادا کرے گا (جو عائد نہ ہوں قلمزن کردیئے جاویں)

۱۔ داخلہ سے پہلے

۲۔ مندرجہ ذیل اقساط میں یعنے

نیار سیخ . . . . روپے

تیار سیخ . . . . روپے

مگر شرط یہ ہے کہ پٹہ دار ہر سال صرف اتنی نسبت سے درختاں یا جھاڑیاں برداشت کر سکے گا جو اراضیات یا موجودہ لکڑی اور جھاڑیاں سے مفصلہ ذیل نسبت سے زائد نہ ہو گی یعنی

سال . . . . ہیں

سال . . . . ہیں

اور سال . . . . ہیں

اور اگر پٹہ دار کسی سال میں مذکورہ بالا حصہ سے زیادہ لکڑی اور جھاڑیاں کاٹ لیگا۔ تو اُسے مبلغ . . . . روپیہ میں سے جو لگان یا واجب الادا ہو فوراً ادا کرنا پڑیگا۔

شننیات و تحفظ حقوق گورنمنٹ

کان ہائے و معدنیات

۵۔ جملہ کانہائے معدنیات اور تحفظ کی کانیں جو اس زمین کے اوپر۔ نیچے یا اندر واقع ہوں پٹہ دار کو عطا نہیں کی جاتیں۔ بلکہ گورنمنٹ انہیں شننیٰ قرار دیتی ہے اور اپنے لئے مخصوص رکھتی ہے۔ کہ بلا روک ٹوک انہیں تلاش کرے۔ برآمد کرے اور اس طریق پر استفادہ اٹھائے گویا کہ اراضی ہذا پٹہ پر نہ دی گئی ہو۔

دریا۔ کھال ہائے اور سڑکیں

۶۔ گورنمنٹ جملہ دریاؤں و ندیوں بشمول انکی تہ اور کناروں کے جملہ کھالہائے اور پانی کے نکاس کی نالیوں اور گندگاہ ہائے عام کو جو اب اس اراضی میں موجود ہیں۔ یا مطابق نقشہ منسلکہ تیار کئے جانے تجویز ہوئے ہوں اپنے لئے مخصوص کرتی ہوئی شننیٰ قرار دیتی ہے۔

تیاری و تبدیلی سڑک ہائے و کھال ہائے

۷۔ گورنمنٹ تیاری راستہ جات جن کی چوڑائی تین کرم سے زیادہ نہ ہو۔ اس زمین میں جہاں کہیں ان کی ضرورت ہو یا جہاں کہ کلکٹر رفاہ عام کے لئے ہونا ضروری خیال کرے بغیر ادائیگی معاوضہ کے تیار کرنے کے حقوق کو اپنے لئے مخصوص رکھتی ہے۔

حقوق مخصوصہ کی نظر ثانی اور حفاظت

۸۔ حقوق مخصوص شدہ کی مکمل بازیافت اور استفادہ کی برداشت اور جائیداد محفوظ شدہ کی حفاظت اور نگہداشت کے لئے گورنمنٹ اپنے یا اضیاء ایجنٹوں یا کسی سرکاری افسر کی معرفت اس اراضی میں اور ان اغراض کے حصول کیلئے داخل ہونے اور ان افعال کیلئے پٹہ دار کو ماسوائے ذیل میں درج شدہ کے بلا ادائیگی معاوضہ استفادہ برداشت کرنے کی مجاز ہوگی۔

پٹہ دار کا معاہدہ

ادائیگی لگان وغیرہ

۹۔ پٹہ دار گورنمنٹ سے حسب ذیل اقرار کرتا ہے۔

۱۔ لگان اور دیگر ادائیگی ہائے جو کسی مخصوص وقت اور جگہ پر اس پٹہ کے تحت قابل ادائیگی ہو جاوے سرکار کو یا بعوض سرکار اس طریق پر جو کہ قانون کے تحت آوے یا افسر مجاز کے حکم کے تحت ہو ادا کریگا۔

استعمال اراضی

۲۔ سالم اراضی یا اس کے کسی حصہ کو علاوہ کاشت کاری کے اور کسی دیگر استعمال میں نہیں لاویگا اور کسی ایسے طریق پر جس سے اسکی قیمت کم ہونیکا اندیشہ ہو استعمال نہیں کریگا۔

حدود بندی

۳۔ جب کبھی صاحب کلکٹر حکم دیں تو اراضیات زیر آمد پٹہ کی حدود پر اس کی صحیح حد بندی کرکے اپنے اخراجات پر مستقل بُرجیاں تیار کرے گا۔ اور ہر وقت ایسی ہدایات کے تحت جو صاحب کلکٹر گاہ بگاہ اس کو دیں انہیں اچھی حالت میں رکھیگا۔

نقصان اور مداخلت بیجا

۴۔ کوئی فعل جو گورنمنٹ کے محفوظ و مستثنےٰ شدہ حقوق میں سے کسی ایک کے مطابق نہ ہو یا اسکو نقصان رساں ہو نہ کرے گا اور نہ ہونے دیوے۔

داخلہ

۵۔ بغیر کسی رکاوٹ یا ممانعت کے گورنمنٹ کے تمام افسران یا ملازمان سرکار یا ایسے تمام اشخاص کو جنہیں گورنمنٹ کی طرف سے ایسے اختیارات تفویض ہوں زمین متعلقہ میں ہر وقت داخلہ اور تمام ایسے عمل کرنے اور امور کی اجازت دیویگا جو ایسے کاموں یا مندرجہ ذیل کے واسطے ضروری ہوں۔

(الف) اس پٹہ کی کسی شرط کو عملدرآمد میں لانے کی غرض سے یا اس امر کا اطمینان کرنے کے لئے کہ وہ حسب ضابطہ عمل میں لائی یا ملاحظہ کی گئی ہے یا

(ب) اغراض متعلق مکمل استفادہ برداشت کرنے معدنیات کی دریافت اور استعمال یا دیگر گورنمنٹ کے مخصوص شدہ حقوق کے لئے بغیر مطالبہ معاوضہ بصورت کمی لگان یا کسی اور نہج پر علاوہ ان کے جو کہ لبعد میں واضح طور پر درج ہیں۔

پبلک کے حقوق وغیرہ

۶۔ پبلک کو زمین متعلقہ پر کسی شارع عام کے جائز استعمال یا کسی دیگر شخص کو اس پر موجودہ حقوق یا آسائشوں کے استعمال سے جو اس سے پیشتر وہاں موجود ہوں یا جو کہ پٹہ دار اس پٹہ کی رُو سے بہم پہونچانے یا اجازت دینے کا ذمہ وار ہو روکنے کا مجاز نہیں ہوگا۔

نجی نہار

۷۔ گورنمنٹ کی ماقبل تحریری منظوری کے بغیر پٹہ دار پٹہ پر دی ہوئی یا دیگر اراضیات کی آبپاشی کے لئے کوئی نجی نہر بنانے کا مجاز نہ ہوگا۔ اس بارہ میں اجازت دیتے وقت گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ نہر کی تعمیر اور مرمت اور اس سے آبپاشی کے بارہ میں ایسی شرائط یا قیود عائد کرے۔ جو مناسب خیال کی جاویں۔

رفاہ عام کے لئے سپردگی

۸۔ اگر اراضی یا اس کے کسی حصہ کی ضرورت کسی رفاہ عام کے لئے ہو تو کلکٹر کے مطالبہ پر ساری اراضی یا جتنی اراضی کی بھی ضرورت پڑے بغیر مطالبہ معاوضہ ماسوائے مندرجہ ذیل کے چھوڑ دیگا۔ اور لسنبتاً کمی لگان کر دیجائے گی۔

تفویض میں پابندیاں

۹۔ گورنمنٹ کی ما قبل منظوری حاصل کئے بغیر پٹہ دار ماسوائے اپنے مزارعان کے جو کہ براہ راست اسکے تابع ہوں مناسب طریق پر کاشت کرینگے ۔ اراضی یا اس کے کسی حصہ کو کسی دیگر شخص کو نہ تفویض کرسکتا ہے نہ شکمی پٹہ پر یا رہن یا کسی دیگر طریق پر انتقال کرسکتا ہے

اخراجات پیمائش

۱۰۔ مندرجہ ذیل کاموں کے لئے اخراجات جو کہ صاحب کلکٹر گورنمنٹ کے عام یا خاص احکام کے تحت تجویز کریں ۔ خواہ ایسے اخراجات منظوری پٹہ کے وقت ہوئے ہوں یا بعد میں برداشت کرنے پڑیں ادا کرے ۔

(الف) زمین کی پیمائش یا حدود بندی

(ب) اس محال میں جس میں یہ اراضی واقع ہو کھال جس سے اس رقبہ کو آبپاشی ہو سکے بنانے کیلئے

(ج) محال جس میں کہ یہ اراضی واقع ہوگی عام سہولت کے لیے سڑکیں ۔ راستے بدرروئیں یا پُل کی تعمیر کے لیئے اور

(د) ایسی سڑکوں ۔ راستوں ۔ بدرروؤں ۔ پُلوں کی محافظت اور مرمت ۔

پُرامن طریقہ سے حوالگی

۱۱۔ اختتام میعاد پٹہ یا پٹہ کے جلدی ختم ہونے پر اور پٹہ کے آخری فصل کے دوران میں یعنی خریف/ربیعہ ۱۹ سنہ اراضی کو کاشت نہ کرے اور اراضی کو چھوڑ دے اور آرام سے صاحب کلکٹر کے حوالے کردے یعنے کہ فصل خریف/ربیعہ ۱۹ سنہ

وفاداری

۱۲۔ ہمیشہ اس کا چال چلن وفادارانہ ہوگا ۔ اور کسی مصیبت یا بدامنی کے زمانہ میں سرکار اور اس کے عمال کی عملی امداد کرے گا ۔ اور اس امر کے متعلق کہ آیا پٹہ دار نے اس شرط کی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں گورنمنٹ کے فیصلہ کو تسلیم کریگا ۔

۱۳۔ جرم ہائے کی برآمدگی اور ان کی روک میں ویسی ہی امداد دینے کا ذمہ دار ہوگا جیسا کہ پنجاب کے رائج الوقت قانون یا قاعدہ کے تحت مالکان یا قابضان اراضی ذمہ دار ہیں اور نمبرداران اور چوکیداردادران یا باشندگان دیہہ کے طور پر پنجاب کے رائج الوقت قانون سراغرسانی کے تحت ذمہ دار ہوگا ۔

مستثنیات

۱۴۔ مندرجہ ذیل واقعات میں سے کسی ایک کے واقع ہونے پر

(الف) اگر پٹہ دار پٹہ کی کسی شرط یا اقرار کی خلاف ورزی کریگا ۔ یا اُسے پورا کرنے سے قاصر رہیگا ۔ یا ایسی خلاف ورزی یا نہ بجا آوری کو ہونے دے یا اجازت دے ۔

(ب) اگر پٹہ دار دیوالیہ قرار دیا جاوے ۔

(ج) اگر کھانہ زعلیتی قرق ہو گیا ہو ۔

مکرر دخل

گورنمنٹ جس وقت بھی چاہے اس اراضی پر دوبارہ قبضہ کرسکتی ہے اور اس پٹہ کو ختم کرسکتی ہے ۔ اندریں صورت پٹہ دار کو سال رواں میں جملہ ادائیگی ہائے جو اُن عطیہ جات کی رو سے واجب الادا ہوں ۔ ادا کرنی پڑینگی ۔ بشرطیکہ پٹہ داری کا خاتمہ گورنمنٹ کے

کسی حق عمل یا دادرسی پر پٹہ دار کی طرف سے اس اقرار نامہ کی بافیصل خلاف ورزی اثر پذیر نہ ہو۔

معاوضہ

۱۱۔ گورنمنٹ میعاد پٹہ کے خاتمہ یا اپنے محفوظ شدہ اختیارات میں سے کسی ایک کے استعمال کے ضمن میں ماسوائے مندرجہ ذیل کے کوئی معاوضہ ادا نہیں کریگی
(الف) گورنمنٹ کے لئے کانہائے کے محفوظ شدہ حقوق کی بجا آوری کیلئے اگر کسی بااختیار شخص کے کسی فعل یا سہواً نظر اندازی سے اگر سطح زمین یا اس پر کسی چیز یا پٹہ دار کی دیگر جائیداد کو کوئی نقصان پہنچے تو صاحب کلکٹر کی تشخیص پر معاوضہ ادا ہوگا۔
(ب) اگر کھالہائے کے بنانے اور تبدیل کرنے کے حقوق کے استعمال سے ایستادہ فصلوں کو نقصان پہنچے تو جس افسر کے حکم کے ماتحت یہ فعل سرزد ہوا ہو اس کا تشخیص شدہ معاوضہ ادا ہوگا۔
(ج) ہر ایسی ترقی حیثیت کے لئے جو کہ اس زمین پر ہوئی ہو ماسوائے پٹہ دار کی کسی غلطی کی صورت میں ایسا معاوضہ جو کہ صاحب کلکٹر ایکٹ مزارعان پنجاب 1887ء کے احکام کے بموجب جو مزارعان و خیل کار کیطرف سے ترقیات ہوئی ہیں پٹہ دار کی میعاد کے خاتمہ پر تشخیص کرچکے بشرطیکہ (۱) ایسے تشخیص شدہ معاوضہ جات کی رقم زیر احکام صاحب کمشنر بہادر کم و بیش ہو سکتی ہیں۔
(د) کوئی معاوضہ جو کہ گورنمنٹ کی طرف سے پٹہ دار کو قابل ادائیگی ہو۔ یا ایسی رقم یا رقوم جو پٹہ دار کی طرف سے گورنمنٹ کو قابل ادائیگی ہوں ایسے معاوضہ سے وضع ہو سکتی ہیں یا اس میں شامل ہو سکتی ہیں یا کسی اور طریقہ سے یا دیگر اوقات پر جیسے کہ گورنمنٹ مناسب خیال کرے وصول ہوں گی۔

اسٹامپ و رجسٹری

۱۲۔ پٹہ دار اسٹامپ خرید کر تاریخ تحریر دستاویز کے چار ماہ کے اندر اندر اس کی رجسٹری اپنے خرچ پر کرائیگا۔ اگر وہ اس میں ناکام رہے تو گورنمنٹ کے حقوق کو کسی اور طرح پر نقصان پہنچے بغیر اسے خلاف ورزی شرائط تصور کیا جائیگا اور صاحب کلکٹر کو اختیار ہوگا کہ بغیر کسی قسم کے معاوضہ کے پٹہ کو منسوخ کر دیں۔

ثالثی

۱۳۔(۱) اگر کوئی سوال شک یا اعتراض جو کہ کسی طرح پر ان عطیہ جات سے یا ان کے کسی حصہ کے معنی یا عملدرآمد یا کسی فریق کے حقوق۔ فرائض یا شرائط سے تعلق رکھے یا پیدا ہو۔ تب ماسوائے ایسے امر کے جس کا ذکر یا فیصلہ اس سے پہلے ہو چکا ہو ایسے تمام معاملات صاحب کمشنر کی ثالثی (فیصلہ) کیلئے بھیجے جاوینگے جن میں حسب ذیل سوالات شامل ہوں گے۔
(الف) کیا کوئی اور شرط ان عطیہ جات کے کسی معاملہ کے فیصلہ کے لئے بنائی گئی ہے اور اگر کوئی ایسی شرط بنائی گئی ہے تو کیا اس معاملہ کا اس کے مطابق ناطق فیصلہ ہو چکا ہے۔
(ب) کیا پٹہ ختم کر دیا جائے۔ یا صحیح طور پر ختم کیا گیا ہے اور ایسے اختتام پر فریقین کے حقوق اور فرائض کیا ہیں

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۹۹ - ایل - اے - ایم - لاہور مورخہ ۲۱ / اکتوبر ۱۹۴۱ء
دستور العمل صیغہ مال پنجاب - طبع ۱۹۳۱ء
ضمیمہ سوم - صفحہ ۵۸۲ -

ضمیمہ شدہ نمونہ الف میں جیسا کہ وہ بذریعہ پرچہ تصحیح نمبر ۶۶ مورخہ ۱۸ / مارچ ۱۹۳۹ء ثبت ہوا - ضمن ۹ کے اخیر پر مندرجہ ذیل بطور تحتی ضمن ہائے (۱۴) (۱۵) (۱۶) - (۱۷) اور (۱۸) ایزاد کرنا چاہیئے :-

(۱۴) ان عطیات کی تاریخ کے بعد آیندہ چھ تقویمی ماہ کے اندر اس زمین پر جو متروک کی گئی ہو اپنے خرچ پر یا کسی اور جگہ اراضی کے جہاں تک نزدیک ممکن ہو تحتی مزارعان اور لواحقین کے استعمال کے لئے صاحب کلکٹر کے تحریری منظور شدہ نقشہ یا نقشہ جات کے مطابق مکانات تعمیر کریگا اور انکو قابل رہائش بنائیگا - اور متروک زمین پر کوئی اور عمارت یا مستقل ڈھانچہ تعمیر نہیں کریگا اور نہ ہی کرنے دیگا بجز مذکورہ مکانات اور عمارتوں کے جو زرعی مقاصد کے لئے ہوں اور ان تمام ہدایات پر عمل کریگا جو صاحب کلکٹر نشانات حدبندی کے تعمیر کرنے کے بارے میں وقتاً فوقتاً جاری کرینگے - اور انکو تعمیر کے بعد اچھی حالت میں رکھیگا اور مرمت کرواتا رہیگا

(۱۵) مذکورہ مکانات کے نقشہ یا

اونچائی میں بغیر رضامندی حسب تذکرہ صدر کوئی تبدیلی نہیں کریگا تاکہ انکو تحتی مزارعان اور لواحقین کے مکانات کے علاوہ کسی اور مقصد کے لئے استعمال کرے یا استعمال کرنے کی اجازت دے -

(۱۶) مذکورہ مکانات اور عمارتوں کو ہر وقت اچھی حالت میں رکھیگا اور ان کی درست طور پر مرمت کرواتا رہیگا اور پٹہ ہذا کے منقضی المیعاد ہونے پر گورنمنٹ کو جائیداد عمدہ اور مرمت شدہ حالت میں پُرامن طریقہ سے دے دیگا -

(۱۷) اس امر کو ملحوظ رکھنا کہ کاشتکاری اور مزارعان اور لواحقین کی تعمیر مکان اور رہائش کے طریقے جہاں تک ممکن ہو سکے دیہات سدھار کے اصولوں اور پروگرام کے مطابق ہوں جو محکمہ دیہات سدھار پنجاب اور گورنمنٹ کے مختلف محکموں کی مطبوعات اور کتاب "بہتر دیہات" میں بیان کئے گئے ہیں -

(۱۸) تحتی ضمن ہائے ۱۴ یا ۱۵ یا ۱۶ یا ۱۷ مذکورہ بالا کی کسی ضمن پر عملدرآمد نہ ہونے کی صورت میں پٹہ ہذا کی شرائط کی خلاف ورزی تصور کی جائیگی اور صاحب کلکٹر کا فیصلہ اس بارے میں ناطق ہوگا کہ مذکورہ شرائط کی یا ان میں سے کسی ایک کی خلاف ورزی ہوئی ہے یا ان کی تکمیل نہیں ہوئی -

چٹھی نمبری ۵۰۰ ہم سی مورخہ ۷ / اکتوبر ۱۹۴۱ء منجانب سیکرٹری ترقیات صاحبان فنانشل کمشنر بہ

تحتی ضمن ہائے (۱۴) تا (۱۸)
صرف اس صورت میں اطلاق پذیر
ہونگے جبکہ متروکہ زمین کا رقبہ ۱۲۵
ایکڑ یا اس سے زیادہ ہو اور پٹہ
... سال یا اس سے زیادہ عرصہ
کے لئے ہو -

۲- صاحب کمشنر بہادر کا فیصلہ قطعی اور ناطق ہوگا۔ اور جب کبھی امورات مذکورہ بالا سے کوئی دعوے روپیہ کی ادائیگی۔ وصولی یا تخفیفی کے متعلق پیدا ہو تو وہی رقم جس کی بابت اسطرح فیصلہ کیا جاوے۔ قابل وصولی ہوگی۔

تعبیر

۱۴- ان عطیہ جات میں تاوقتیکہ سیاقِ عبارت سے کچھ اور مطلب نہ ہو۔

(الف) "صاحب کلکٹر" یا "کمشنر" سے مراد وہ موجودہ صاحب کلکٹر اور کمشنر ہیں جن کے ضلع یا قسمت میں یہ زمین واقع ہے۔ اور اس میں وہ شخص بھی شامل ہے جسے کسی عام یا خاص احکام کی رو سے گورنمنٹ کی طرف سے ایسی کارروائی کرنے کا اختیار تفویض ہوا ہو۔

(ب) "گورنمنٹ" میں جانشینیاں اور گورنمنٹ کے مفوض الیہم بھی شامل ہیں۔

(ج) "فصل خریف" اور "فصل ربیعہ" سے وہ فصل مراد ہے جو کہ عام طور پر خریف اور ربیعہ میں بالترتیب بوئی اور کاٹی گئی ہو۔ اور اگر کوئی ایسا سوال پیدا ہو کہ آیا یہ فصل خریف ہے یا ربیعہ تو اس کا فیصلہ صاحب کلکٹر کریں گے

(د) "موسم خریف" اور "موسم ربیعہ" سے مراد اندازاً وہ چھ ماہ کا موسم ہے جو کہ عام طور پر خریف اور ربیعہ کے نام سے موسوم ہے اور اگر کوئی سوال پیدا ہو کہ آیا وہ تاریخ جس پر کوئی کام کیا گیا ہو یا کیا جاوے گا کسی ایک یا دوسرے موسم میں واقع ہے تو اس کا فیصلہ صاحب کلکٹر کریں گے جن کا فیصلہ قطعی ہوگا۔

(ھ) "اراضی" سے مراد تفویض شدہ اراضی معہ جملہ حقوق کے جو اس وقت حاوی ہوں نہ کہ وہ جو بعد میں مستثنے یا مخصوص کئے گئے ہوں۔

(و) "مزارعہ" میں مزارعہ کے وارثان۔ قانونی جانشینیاں اور مفوض الیہم بھی شامل ہیں اور اگر مذکورہ شرط میں شرکائے کاشت بھی شامل ہوں۔ ہر ایسی پابندی جو اس دستاویز کے ذریعہ عائد کی گئی ہو ہر ایک شریک کاشت کے لئے واحداً اور مشترکاً یکساں ہوگی۔

(ز) "معدنیات" میں معدنیات کی قسم کے وہ تمام اجزا جو کہ زمین سے حاصل کئے جاویں مثلاً کوئلہ۔ مٹی کا تیل۔ ریگ طلائی پتھر اور ایسی قسم کی زمین جو کہ برآمد ہونے پر فائدے کے طور پر استعمال ہو سکے شامل ہیں۔

بطور سند فریقین مذکور نے بتاریخ مندرجہ ذیل کو ہر ایک اندراج کے متعلق اپنے اپنے دستخط ثبت کئے ہیں۔

مذکورۃ الصدر جدول
کیفیت و حدود اراضیات

اراضی تعدادی . . . . ایکڑ . . . . روڈ . . . . پول (مساوی . . .

موضع
گھاؤں ۔۔۔۔۔۔نال ۔۔۔۔۔۔مرلہ) واقع _______ تحصیل ۔۔۔۔۔۔
قصبہ
کاغذات مال
ضلع ۔۔۔۔۔۔ جو کہ _______ میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ بطور نمبر
لوکل کمیٹی کے ریکارڈ

اور بحدود اربعہ ذیل :۔
شمالاً
شرقاً
جنوباً
غرباً

خاکہ

دستخط معاہدہ کنندگان و گواہان

بہ ثبت دستخط برائے ومنجانب نواب معلی القاب صاحب گورنر بہادر پنجاب ۔۔۔۔۔۔ دستخط ۔۔۔۔۔۔
انسر ۔۔۔۔۔۔ بہ تعمیل احکام صاحب گورنر پنجاب ۔۔۔۔۔۔
اور بموجودگی ۔۔۔۔۔۔ پتہ ۔۔۔۔۔۔ احوال ۔۔۔۔۔۔
دستخط
گواہ ۔۔۔۔۔۔

بتاریخ ۔۔۔۔۔۔ ماہ ۔۔۔۔۔۔ سال ایکہزار نوصد ۔۔۔۔۔۔
بہ ثبت دستخط ۔۔۔۔۔۔ مذکور نے بہ موجودگی ۔۔۔۔۔۔ پتہ ۔۔۔۔۔۔
دستخط ۔۔۔۔۔۔
پٹہ گیرندہ ۔۔۔۔۔۔
احوال ۔ بتاریخ ۔۔۔۔۔۔ ماہ ۔۔۔۔۔۔ سال ایکہزار نوصد ۔۔۔۔۔۔

(نوٹ) مندرجہ ذیل تغیر و تبدل و ایزادی مذکورہ بالا پٹہ میں بہ حالات ذیل کی گئی ہے۔

ا۔ اگر یہ تجویز کیا جائے کہ زمین کے موجودہ درخت اور جھاڑیاں فروخت کی جاویں بجائے فقرہ (ب) مندرجہ ذیل ثبت کیا جاوے۔

"(ب) پٹہ دار تمام اس قدرتی پیداوار کا جو کہ سطح زمین کے اوپر ہو بشمول درختاں اور جھاڑیوں کے بہ پابندی شرائط و اقرار کے جو بعد میں درج کی جاتی ہیں برداشت کرنے کا حقدار ہوگا۔"

فقرہ نمبر ا (۴) کے ساتھ حسب ذیل ایزادی کی جاوے۔

(ج)۔ پٹہ دار بعوض ۔۔۔۔۔۔ (جیسا کہ موجودہ فقرہ صفحہ ۔۔۔۔۔۔) بھی ادا کریگا۔

(نوٹ) پرچہ جات تصحیح نمبری ۶۹۔ ایل۔ اے یم مورخہ ۹ اگست ۱۹۳۹ء و نمبری ۷۲۔ ایل۔ اے۔ ایم۔ مورخہ ۱۴ نومبر ۱۹۳۹ء کا عملدرآمد ہو چکا ہے۔

(فیروز پرنٹنگ ورکس لاہور ۔ ۱۰۰۰)

حصہ دوئم - اقرار منجانب پٹہ دار

پٹہ دار بذریعہ تحریر ہذا اقرار کرتا ہے :-

۱- کہ ..... سالانہ مقررہ لگان دو برابر نصف سالہ اقساط میں بتاریخ ..... و بتاریخ ..... ادا کرے گا - اور کہ پہلی قسط بتاریخ ..... ادا کر دی جائیگی +

۲- کہ ..... جملہ جبوب و سوائے متعلق زمین جب واجب الادا ہوں - و نیز تمام مطالبات (علاوہ تاوان) جو ایکٹ مالگذاری پنجاب ۱۸۸۷ء کے باب ہشتم کے ماتحت اس زمین پر جو ..... کو پٹہ پر دی گئی عائد کئے جائیں - ادا کریگا - الفاظ جبوب و سوائے کا دفعہ ہذا میں وہی مفہوم ہے - جو ایکٹ مالگذاری پنجاب ۱۸۸۷ء میں درج ہے - جبوب سوائے کے تعین کی غرض سے متذکرہ بالا سالانہ لگان دو حصص یعنی ..... روپیہ مالگذاری اور ..... روپیہ مالکانہ میں منقسم کیا جائے گا +

۳- کہ ..... سرکاری ملازمان کو مذکورہ اراضیات میں ان جملہ اغراض کے لئے داخل ہونے کی اجازت دے گا جو نئے اور موجودہ گزرگاہوں اور کھالوں کی تعمیر - قیام یا مرمت کے متعلق ہوں +

مگر شرط یہ ہے - کہ پٹہ دار سرکار سے ان افعال کے ہونے کی بناء پر کوئی معاوضہ بصورتِ کمی لگان یا دیگر نہج پر طلب نہیں کرسکتا +

۴- یہ کہ ..... افسران سرکاری کو اسی طرح سے داخل ہونے اور تمام وہ افعال و امور کرنے کی اجازت دے گا - جو اراضی مذکورہ میں نیچے یا اوپر واقعہ جملہ کانہائے معدنیات - کوئلہ - ریگ طلائی - مٹی کا تیل - پتھروں کی کانوں مخصوصہ سرکار سے استفادہ کرنے کی غرض سے ضروری یا قرینِ مصلحت ہوں -

مگر شرط یہ ہے - کہ گورنمنٹ پٹہ دار کو مناسب معاوضہ دینے کی ذمہ وار ہوگی اگر ان مخصوصہ سرکار کانہائے معدنیات - کوئلہ - ریگ طلائی - مٹی کا تیل - پتھر کی کانوں واقعہ اراضی مذکورہ سے پورا استفادہ اٹھانے میں پٹہ دار کی زمین یا دیگر جائداد کو نقصان پہنچے - یہ رقم معاوضہ صاحب کلکٹر ضلع ..... اور پٹہ دار باہمی فیصلہ کرینگے - اگر ان میں باہمی تصفیہ نہ ہوسکے یا اگر پٹہ دار اور سرکار کے درمیان جائداد و حقوق مخصوصہ سرکار یا اس سے متعلقہ امور کے متعلق تنازعہ پیدا ہو جائے

تو صاحب کلکٹر اس معاملہ کو اُس افسر اعلیٰ کے پاس برائے استصواب ارسال کرینگے - جو مذکورہ اراضی کو پٹہ پر دینے کے مجاز ہیں - اور ان کا فیصلہ آخری اور ہر دو فریقین پٹہ پر ناطق تصور ہوگا -

۵ - یہ کہ ...... جملہ درختوں اور جھاڑیوں کی قیمت جو منسلکہ جدول میں مندرجہ اراضی میں اب موجود ہے - ادا کرے گا -

(۱) داخلہ سے پہلے - یا[1]

(۲) مندرجہ ذیل اقساط میں - یعنی

بتاریخ .... روپے

" .... "

مگر شرط یہ ہے کہ پٹہ دار ہر سال صرف اتنی قیمت کی لکڑی یا جھاڑیاں برداشت کر سکیگا - جو تمام موجودہ لکڑی یا جھاڑیوں کے مفصلہ ذیل حصص سے زیادہ نہ ہوگی یعنی :-

سال .... میں ......

سال .... " ......

اور " .... " ......

اور اگر پٹہ دار کسی سال مذکورہ بالا حصہ سے زیادہ لکڑی اور جھاڑی کاٹ لیگا - تو اُسے مبلغ ...... روپیہ میں سے جو بقایا واجب الادا ہو فوراً ادا کرنا پڑیگا -

۶ - یہ کہ ...... کوئی ایسے افعال نہ کریگا جو ان حقوق و مرافق کو نقصان پہنچائیں یا شانی ہوں جو سرکار نے اپنے لیئے اس پٹہ کی شرط دوم حصہ اول میں مخصوص کیئے ہیں - اور نہ ہی وہ ان اراضیات میں واقعہ شارعان عام کے جائز استعمال سے لوگوں کو روکیگا -

۷ - یہ کہ ...... صاحب کلکٹر کے ان جملہ احکام کی پوری تعمیل کریگا - جو حسب موصوف اسے ان اراضیات کی حدود پر برجیاں بنانے اور اُن کو اچھی حالت میں رکھنے کے متعلق صادر کریں -

۸ - یہ کہ ...... ان اراضیات کو یا ان کے کسی حصہ کو اس طرح سے کاشت یا استعمال نہ کریگا - جس سے اُن کو دائمی نقصان پہنچے یا ان کی قیمت گھٹ جائے -

۹ - یہ کہ ...... سوائے مزارعان خود کے مذکورہ اراضیات یا ان کے کسی حصہ

[1] نوٹ :- دونوں صورتوں میں سے جو صورت مناسب حال ہو - وہی اختیار کرو -

کا قبضہ بدوں منظوری ماقبل گورنمنٹ کسی غیر شخص کو تفویض نہ کریگا۔

۱۰۔ یہ کہ ...... اختتام میعاد یا پیشتر اختتام پٹہ پر مذکورہ اراضیات ہا ان چھوڑ دے گا۔ اور حوالہ سرکار کر دے گا *

حصہ سوم۔ حقوق و اختیارات سرکار

سرکار اور پٹہ دار کے مابین یہ قرار پایا ہے :۔

۱۔ کہ لگان یا دیگر ٹیکسوں جو ب یا دیگر تشخیصات کی بقایا یا رقوم پٹہ دار سے سرکار اسی نہج پر وصول کر سکتی ہے جس طرح کہ بقایا مالگذاری وصول کی جاتی ہے۔

۲۔ کہ اگر پٹہ دار اس پٹہ کے تحریر ہونے کی خبر ملنے کی تاریخ سے چھ ماہ کے اندر مذکورہ اراضیات کا دخل لینے یا کسی وقت ...... اس پٹہ کی شرائط پر کاربند رہنے سے قاصر رہے۔ تو صاحب کلکٹر ضلع ...... ان اراضیات پر فوراً قبضہ کر لینے کے مجاز ہیں۔ گویا کہ یہ پٹہ کبھی معرض تحریر میں ہی نہیں آیا تھا *

حصہ چہارم حقوق و اختیارات پٹہ دار

سرکار اور پٹہ دار کے مابین یہ قرار پایا ہے :۔

۱۔ کہ پٹہ دار کو کنوئیں لگانے۔ گذرگاہان آب کھودنے۔ درخت نصب کرنے مکان بنانے اور مذکورہ اراضیات میں دیگر ترقیات کرنے کی کامل آزادی ہے۔ اور رہیگی۔ اور کہ پٹہ دار جملہ زراعتی اور خودرو پیداوار اراضیات مذکور کا جو اس پٹہ میں مستثنیٰ یا مخصوص قرار نہیں دی گئی۔ پوری طرح سے حقدار ہے اور رہیگا۔ شرط یہ ہے۔ کہ بدوں منظوری لوکل گورنمنٹ پٹہ دار مذکورہ اراضیات یا اُن کے کسی حصہ کی آبپاشی کے لئے نجی انہار احداث نہیں کر سکتا۔ اور لوکل گورنمنٹ مجاز ہوگی کہ وہ اجازت دینے سے انکار کر دے یا اجازت دیتے وقت ایسی خاص شرائط و قیود در بارہ تعمیر و قیام نہر و آبپاشی عائد کرے جو وہ مناسب خیال کرے۔

* اُن پٹہ جات کے متعلق جن میں حقوق موروثیت کا وعدہ ہو

* ۲۔ کہ اس پٹہ کے آغاز سے پانچ سال گذر نے پر یا اس کے بعد اگر پٹہ دار نے

* نوٹ :۔ دونوں صورتوں میں سے جو صورت مناسب حال ہو وہی اختیار کی جاوے۔

تمام رقوم واجب الادا سرکار زیر شرائط بالا ادا کردی ہوں - اور وہ تمام شرائط مذکورالصدر جن کی پابندی ...... پر لازم تھی پوری کردی ہوں - اور اگر ...... نے پٹہ پر دیئے ہوئے رقبہ کا نصف حصہ زیر کاشت کر لیا ہو - تو ...... کو حق حاصل ہے - کہ وہ بہ پابندی احکام مندرجہ ذیل بعد ادائیگی مبلغ ...... روپے بطور نذرانہ سرکار سے حق موروثیت حاصل کرے - جو اسی قسم کا اور ان ہی شرائط کے تابع ہوگا جو ایکٹ دخل رعیتانہ ملک پنجاب کی دفعہ ۸ کی رو سے قائم شدہ حق موروثیت سے متعلق ہیں - یہ حق موروثیت اس دستاویز پٹہ کی پشت پر صاحب کلکٹر ضلع ...... بذریعہ ظہری عبارت بدیں مضمون عطا کریں گے *

* ۳ - کہ اگر پٹہ دار دوران پٹہ میں شرط ماسبق کے مطابق مذکورہ اراضیات میں حقوق موروثیت حاصل کرے - تو پٹہ دار ...... سال کی میعاد (جس عرصہ کے لئے کہ پٹہ ابتداءً دیا گیا تھا) میں سے باقیماندہ سالوں میں بھی وہی لگان حبوب و سوائے و دیگر محاصل ادا کرتا رہیگا - جو اس دستاویز کے حصہ دوئم کے شرائط اول و دوئم میں مقرر کئے گئے ہیں - اور بعد ش رقم لگان بشمول مالیہ مالکانہ و دیگر محاصل واجب الادا پٹہ دار مذکور صاحب فنانشل کمشنر بہادر زیر احکام ایکٹ دخل رعیتانہ ملک پنجاب تجویز فرما دینگے - مگر شرط یہ ہے - کہ شرح مالکانہ کسی صورت میں بھی ۲ ار آنے فی روپیہ معاملہ زمین سے زیادہ نہ ہوگی -

* اُن پٹہ جات کے متعلق جنہیں حقوق ملکیت کا وعدہ ہو

* ۲ - کہ دوران میعاد مذکور تعدادی ...... سال کے اندر پٹہ دار سرکار سے بادائیگی رقم جو صاحب کلکٹر ضلع ...... بوقت خرید تعیین کریں - حقوق ملکیت دربارہ اراضیات مذکور خرید کرنے کا مجاز ہوگا - لیکن اس افسر کی منظوری جسے اراضیات مذکورہ پٹہ پر دینے کا اختیار تھا لازمی ہونی چاہئے -

* ۳ - کہ پٹہ دار قیمت خرید جو مقرر کی جائے یکمشت ادا کرے گا یا بذریعہ اقساط جو پانچ سال سے زائد عرصہ کے لئے نہ ہوں - اور جو صاحب فنانشل کمشنر بہادر مقرر کریں - شرط یہ ہے - کہ اگر بیعنامہ سپرد کرنے سے پیشتر پٹہ دار

* نوٹ - دونوں صورتوں میں سے جو صورت مناسب حال ہو وہی اختیار کرو -

لے تمام زر بیع یکمشت ادا نہ کیا ہو۔ تو اسے بقایا رقم پانچ سال کے اندر بمعہ یا بلا سود جیسا کہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر اس وقت مناسب خیال کریں ادا کرنے کے عہد پر ایک رہن نامہ تحریر کرنا ہوگا۔ یہ دونوں دستاویزات یعنی بیع نامہ و رہن نامہ (اگر کوئی ہو) رجسٹری کی جائینگی۔ اور جس کی لاگت پٹہ دار مذکور برداشت کریگا۔ اور رہن نامہ پر اسٹامپ بھی اسی کی گرہ سے لگیگا۔ اور یہ ہر دو دستاویزات صاحب کلکٹر ضلع ..... کی تحویل میں رہینگی تاوقتیکہ تمام زر ثمن بمعہ سود واجب الادا (اگر کوئی ہو) ادا نہ ہو جائے۔

شرائط متعلقہ جملہ پٹہ جات

۴۔ یہ کہ اگر یہ پٹہ اس دستاویز کے حصہ سوئم شرط دوئم کے احکام کے مطابق ختم کیا جائے یا انقضائے میعاد پر سرکار فیصلہ کرے کہ پٹہ تجدید نہ کیا جائے۔ تو پٹہ دار سرکار سے ان ترقیات کی بابت معاوضہ لینے کا حقدار ہوگا۔ جو..... اراضیات مذکور میں کی ہوں۔ یہ معاوضہ اسی طریق پر تجویز ہوگا۔ جس طرح سے کہ مزارعان دخیلکار کی ترقیات پر زیر احکام ایکٹ دخل رعیتانہ ملک پنجاب تشخیص ہوتا ہے۔ اس معاوضہ کی رقم کا صاحب کلکٹر ضلع ..... اور پٹہ دار مذکور باہمی فیصلہ کرینگے۔ اختلاف رائے کی صورت میں صاحب کلکٹر اس معاملہ کو برائے استصواب صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی خدمت میں ارسال کرینگے۔ جن کا فیصلہ فریقین کے لئے قطعی اور ناطق ہوگا۔

۵۔ یہ کہ اگر انقضائے میعاد پٹہ پر ضلع ..... میں کارروائی بندوبست معاملہ زمین جاری ہو اور پٹہ دار برضامندی سرکار قابض اراضی رہے۔ تو اس پٹہ کی جملہ شرائط اختتام کارروائی بندوبست تک نافذ الوقت متصور ہوگی۔ بشرطیکہ کسی دیگر نہج پر معاہدہ نہ کیا گیا ہوئے۔

۶۔ یہ کہ پٹہ دار ہر وقت وفادار سرکار رہنے کا پابند ہے اور رہیگا۔ اور سرکار اور اس کے افسران کو مصیبت و بدامنی کے وقت مستعدی سے امداد دیگا۔ اس امر کے متعلق کہ آیا پٹہ دار نے اس شرط کی خلاف ورزی کی ہے یا نہیں لوکل گورنمنٹ کا

لے یہ شرط صرف اسی صورت میں استعمال ہوگی۔ جبکہ پٹہ میعاد بندوبست کے لئے دیا گیا ہو۔

فیصلہ قطعی ہوگا ۔ اور اگر لوکل گورنمنٹ اس فیصلہ پر پہنچے ۔ کہ واقعی پٹہ دار نے اس شرط کو توڑا ہے ۔ تو سرکار مجاز ہے ۔ کہ سارا عطیہ یا اس کا کوئی حصّہ ہمیشہ کے لئے یا عارضی طور پر ضبط کرلے ۔ اور ایسی ضبطی کا کسی دیگر سزا پر جس کا پٹہ دار ان شرائط کی رُو سے یا دیگر نہج پر مستوجب ہو۔ کوئی اثر نہ ہوگا ۔

تعبیر

اس دستاویز میں "پٹہ دار" سے مراد پٹہ دار مذکور اور اس میں اس کے ورثاء اس کے اور اُن کے قائمقامان قانونی اور مفوّض الیہم بھی شامل ہیں لفظ "سرکار" سے مراد اور اس میں وہ ہر شخص شامل ہے جسے اس پٹہ میں مندرجہ یا اس سے پیدا ہونے والے کسی معاملہ یا بات میں گورنمنٹ پنجاب کی طرف سے عمل کرنے یا نمائندگی کا اختیار تفویض ہوا ہو ۔

بطور سند فریقین مذکور نے بتاریخ وسال مذکور الصدر اپنی اپنی مہریں اور دستخط ثبت کئے ہیں ۔

بہ ثبت دستخط و مہر حوالہ کیا صاحب کلکٹر ضلع .... نے بہ تعمیل احکام صاحب کمشنر بہادر قسمت .... یا صاحب فنانشل کمشنر بہادر ملک پنجاب (جیسی کہ صورت ہو) منجانب نواب وزیر ہند با جلاس کونسل } صاحب کلکٹر ضلع

بہ ثبت دستخط و مہر حوالہ کیا .... مذکور نے بہ موجودگی .... گواہ } پٹہ دار

نقشہ منسلکہ نمونہ الف حصّہ اول

کیفیت و حدود اراضیات جو مذکورہ بالا شرائط کے ذریعہ پٹہ پر دی گئی ہیں :-

..... ایکڑ ..... روڈ ..... پول (مساوی ..... گھماؤں ..... کنال ..... مرلہ)

اراضی واقعہ موضع ..... تحصیل ..... ضلع ..... بحدود اربعہ ذیل :-

شمالاً

جنوباً

مشرقاً

مغرباً

نوٹ :- اگر اس دستاویز پر صاحب کلکٹر کو زیر قاعدہ نمبر ۱۸ ۔ ظہری عبارت لکھنی پڑے ۔ تو اس کا مضمون حسب ذیل ہونا چاہئے :-

اس پٹہ کے حصہ چہارم شرط دوئم (موروثیت) کے احکام کے مطابق پٹہ دار نے سرکار سے حقوق موروثیت پٹہ پر دی ہوئی ان اراضیات کے بارہ میں حاصل کر لئے ہیں - اور یہ حقوق اسی قسم کے اور ان ہی احکام و شرائط کے تابع ہیں جو ایکٹ دخل رعیتانہ ملک پنجاب ۱۸۸۷ء کی دفعہ ۸ کی رو سے قائم شدہ حقوق دخیلکاری سے متعلق ہیں -

(دستخط) ا - ب

کلکٹر

نمونہ (ب)

قاعدہ ۱۹(۲)

یہ بیع نامہ تحریر ہوا بتاریخ ...... ماہ ...... سنہ ۱۹ عیسوی مابین جناب وزیر ہند باجلاس کونسل (جو بعد میں معطی کے نام سے موسوم ہونگے) فریق اول و ...... ولد ...... ساکن ...... ضلع ...... ملک پنجاب (جو بعد میں عطیہ دار کے نام سے موسوم ہوگا) فریق ثانی -

ہرگاہ کہ معطی نے بروئے دستاویز پٹہ مابین فریقین دستاویز ہذا بتاریخ ...... ماہ ...... سنہ ۱۹۳ء عطیہ دار کو اراضیات جن کی تصریح اس پٹہ میں درج ہے - اور جو زیادہ وضاحت کے لئے منسلکہ نقشہ الف میں درج ہیں - اور نقشہ ب میں برنگ سرخ دکھلائے گئے ہیں ...... سال کے لئے پٹہ پر منجملہ دیگر شرائط کے اس شرط پر عطا کیں - کہ عطیہ دار دوران پٹہ میں معطی سے اراضیات مذکور کے حقوق ملکیت بادائیگی قیمت جو موجودہ الوقت صاحب کلکٹر ضلع ...... تشخیص کریں - اور منظوری ما قبل صاحب ...... خریدنے کا مستحق ہوگا -

اور ہرگاہ کہ عطیہ دار نے پٹہ مذکور کی شرائط کو کما حقہٗ پورا کیا ہے - اور اب پٹہ مذکور کی شرائط کے تحت حقوق ملکیت خریدنے کا خواہشمند ہے -

اور ہرگاہ کہ صاحب کلکٹر ضلع ...... نے زرثمن قابل اخذ از ان عطیہ دار مبلغ ...... روپیہ تشخیص و مقرر کیا ہے -

اور ہرگاہ کہ صاحب ...... نے بتاریخ ...... ماہ ...... سنہ ۱۹۳ء نے اراضیات مذکور کا بیع بحق عطیہ دار مذکور باخذ مبلغ ...... بحوالہ چٹھی نمبر ......

مورخہ ...... بجانب ...... بنام ...... جس کی صاحب کلکٹر ضلع ......
کو صاحب ...... کی چٹھی نمبری ...... مورخہ ...... کے ذریعہ سے
اطلاع ملی - بہ پابندی شرائط و اقرار و مستثنیات ذیل منظور فرما لیا ہے -
لہٰذا یہ دستاویز شاہد ہے - کہ بعوض مبلغ ...... روپے جو عطیہ دار
نے معطی کو ادا کر دیئے ہیں (اور جن کی ادائیگی کا یہاں معطی اعتراف کرتا ہے)
اور بعوض معاہدات و اقرار و شرائط مندرجہ ذیل اور جن کا عطیہ دار پابند و
کاربند ہوگا - اراضیات مذکور جن کا رقبہ بروئے پیمائش ...... ایکڑ کم و
بیش ہے - اور جن کی زیادہ تصریح منسلکہ نقشہ الف میں کی گئی ہے - اور جو منسلکہ
نقشہ ب میں برنگ سرخ دکھلائی گئی ہیں معطی عطیہ دار کو عطا و منتقل کرتا
ہے - کہ عطیہ دار اس کے ورثاء اور مفوض الیہم ان اراضیات پر بشمول درختان -
جھاڑیاں و زرعی پیداوار بپابندی مستثنیات اقرار و شرائط مندرجہ ذیل کامل
مالک کی حیثیت سے ہمیشہ کے لئے قابض ہوں - معطی اپنی - اپنے جانشینان
او مفوض الیہم کی طرف سے اور عطیہ دار اپنی اپنے ورثاء - قائمقامان اور
مفوض الیہم کی طرف سے عہد کرتے اور اقرار کرتے ہیں - کہ وہ مندرجہ تحت
اقرار شرائط اور مستثنیات کے پابند رہیں گے - یعنی کہ
ا - معطی عطیہ دار کو عطا نہیں کرتا - بلکہ وضاحتاً مستثنےٰ قرار دیتا اور
اپنے لئے مخصوص کرتا ہے - وہ جملہ حقوق و مرافق جو اسے اراضیات مذکور
کے نیچے یا اندر واقعہ کانہائے معدنیات - کوئلہ - مٹی کا تیل - ریگ طلائی اور
پتھر کی کانوں کے متعلق حاصل ہیں و نیز پورا حق و اختیار وقتاً فوقتاً اور
ہر وقت مذکورہ اراضیات کے کسی حصہ میں داخل ہونے اور جملہ افعال
و امور کرنے جو کانہائے معدنیات - کوئلہ - مٹی کا تیل - ریگ طلائی اور پتھر
کی کانوں کی تلاش - حصول - برداشت اور استفادہ کے لئے ضروری یا
قرین مصلحت ہوں - بھی مخصوص کیا جاتا ہے - لیکن ایسے افعال و امور
کرنے کے بعد سطح زمین یا اس پر استادہ کسی عمارت کو کسی عمودی یا بغلی
پشتی بان پر نہ چھوڑا جائیگا - معطی یا اس کے مفوض الیہم کی طرف سے
با اختیار انجینئروں - سرویروں - ایجنٹوں - مزدوروں اور افسروں کو بھی ہر وقت
ان اراضیات کے کسی حصہ میں داخل ہونے اور تمام ایسے افعال و امور
کرنے کا پورا اختیار ہوگا - جو معطی یا اس کے مفوض الیہم کو مخصوصہ حقوق و

مرافق سے پوری طرح استفادہ کرنے کے لئے ضروری یا قرین مصلحت ہوں لیکن شرط یہ ہے۔ کہ معطی اور اس کے مفوض الیہم عطیہ دار اس کے ورثاء قائمقامان مفوض الیہم۔ پٹہ داران یا مزارعان کو اس نقصان کی بابت معاوضہ دینگے جو مخصوصہ حقوق کے استفادہ کی وجہ سے براہِ راست پیدا ہوا ہو۔

۲۔ مذکورہ اراضیات کے اندر اور آر پار موجودہ جملہ دریاؤں۔ ندیوں اور جملہ حقوقِ راستہ و آب و دیگر حقوق آسائش (اگر کوئی ہوں) کو معطی عطیہ دار کو عطا نہیں کرتا بلکہ اپنے لئے مخصوص کرتا ہے۔ اور عطیہ دار مذکور کسی وقت کسی حقوقِ راستہ و آب و دیگر آسائش میں خلل انداز یا مانع نہیں ہوگا۔

۳۔ عطیہ دار تمام عام ٹیکس اور تمام مقامی ٹیکس۔ جبوب و سوائے جو مذکورہ اراضیات یا ان کے حقوق ملکیت پر قانوناً عائد کئے جائیں یا واجب الادا ہوں اور نیز مالیہ یا مالگذاری جو ان اراضیات پر جائز طور پر تشخیص کیا گیا ہو (موجودہ تشخیص مبلغ ...... روپے سالانہ ہے) وقتاً فوقتاً اور باقاعدہ ادا کرے گا۔ کسی ایسے ٹیکس جبوب و سوائے یا مالیہ زمین کا بقایا جو کسی وقت واجب الادا ہو۔ علاوہ ان حقوق و اختیارات کے جو معطی کے لئے مخصوص کئے گئے یا حاصل ہوئے ہوں۔ عطیہ دار سے فی الفور اسی طرح واجب الاخذ ہوگا گویا ایسی رقوم کی وصولی کے متعلق نافذ الوقت قانون و رواج کے مطابق مذکورہ اراضیات پر سے بقایا ہے۔

۴۔ عطیہ دار اپنی گرہ سے عطا شدہ اراضیات پر ہمیشہ رہنے والے نشانات کے ذریعہ ان کی حدود کی صحیح صحیح نشاندہی کرائیگا۔ اور صاحب کلکٹر ضلع ...... یا دیگر افسر مجاز کی ہدایات کے مطابق (اگر کوئی ہوں) جو اس بارہ میں وقتاً فوقتاً جاری کی جائیں۔ ان نشانات کو اچھی حالت میں ہر وقت استوار رکھیگا۔ اور اس شرط کے منشاء سے کسی وقت تعرض ہونے کی صورت میں صاحب کلکٹر مذکور یا دیگر افسر مجاز کو علاوہ کسی دیگر حق و اختیار کے جو عام اس دستاویز کی رو سے معطی کو حاصل ہو یا اس کے لئے مخصوص کیا گیا ہو) اختیار ہوگا۔ کہ وہ نشانات حد بندی تعمیر کرائے یا مرمت کرائے (جیسی کہ صورت ہو) اور لاگت عطیہ دار سے اسی طرح وصول کرے جس طرح کہ بقایا معاملہ زمین کی تحصیل ہوتی ہے۔ اور گویا کہ یہ لاگت اراضیات مذکور پر سے

سے پہلا بار ہے ۔

۵ ۔ عطیہ دار کے لئے لازم ہوگا کہ وہ اپنی گرہ سے ایسا عملہ بغرض پولیس ۔ صفائی وغیرہ مذکورہ اراضیات پر رکھے ۔ جیسا کہ اس بارہ میں عام قواعد نافذ الوقت کے ماتحت اس کا فرض ہو ۔ اور اس شرط کی خلاف ورزی ہونے کی صورت میں صاحب کلکٹر ضلع ...... یا دیگر افسر مجاز کو (علاوہ اس حق و اختیار کے جو اس دستاویز کی رُو سے مستطی کو حاصل ہو یا اس کے لئے مخصوص کیا گیا ہو) اختیار ہوگا ۔ کہ وہ ایسا عملہ تیار کرے اور ملازم رکھے اور اس کا خرچ عطیہ دار سے اسی طرح وصول کرے جس طرح کہ بقایا معاملہ زمین کی تحصیل ہوتی ہے یا جس طرح کہ متعلقہ قواعد میں مذکور ہو ۔ اور گویا کہ یہ خرچ اراضیات مذکور پر سب سے پہلا بار ہے ۔

۶ ۔ اگر عطیہ دار یا کوئی دیگر شخص جو عطا شدہ اراضیات یا اُن کے کسی حصہ پر منجانب یا ماتحت عطیہ دار قابض ہو ۔ اس عطیہ کی کسی شرط یا اقرار کی خلاف ورزی کرے گا یا کرائے گا یا کرنے کی اجازت دیگا ۔ تو معطی کو اختیار حاصل ہوگا ۔ کہ وہ فوراً یا بعدش کسی وقت اس عطیہ کو منسوخ و کالعدم کرکے عطا شدہ اراضیات اور اس پر موجود الوقت استادہ عمارات ۔ ملبہ اور اشیاء پر دخل کرکے ضبط کرلے ۔ اور بوقت منسوخی عطیہ و ضبطی مذکورہ اراضیات یا ان کے کسی حصہ پر یا میں واقعہ عمارات ۔ چاہات ۔ ملبہ یا دیگر اشیاء یا ان ترقیات کی نسبت جو عطیہ دار یا کسی دوسرے شخص نے کی ہوں ۔ کوئی رقم بطور قیمت ۔ معاوضہ یا تلافی نقصان عطیہ دار یا کسی دیگر شخص کو نہ دے ۔

۷ ۔ معطی اور عطیہ دار اور ان کے جانشینان ۔ قائمقامان اور مفوض الیہم یا ان میں سے کسی کے مابین ملکیت و حقوق مخصوصہ یا ان سے متعلقہ کسی معاملہ یا اس تملیک نامہ کی رو سے کسی واجب الادا معاوضہ یا اس دستاویز یا اس کے کسی جزو یا شرط کے اصلی مفہوم یا معانی کے متعلق کوئی تنازعہ یا تنازعات پیدا ہونے کی صورت میں صاحب فنانشل کمشنر بہادر ملک پنجاب (یا کسی دیگر افسر کا جسے صاحب فنانشل کمشنر بہادر کے فرائض تفویض ہوں) فیصلہ فریقین کیلئے قطعی و ناطق ہوگا ۔

بہ تصدیق مذکورہ الصدر راقمان فی الذیل نے اپنے دستخط بتواریخ مرقوم الذیل

ثبت کر دیئے ہیں۔

صاحب ڈپٹی کمشنر و کلکٹر ضلع	بہ ثبت دستخط و مہر حوالہ کیا صاحب ڈپٹی کمشنر و کلکٹر ضلع ...... نے منجانب و برائے جناب وزیر ہند با جلاس کونسل زیر احکام ہز ایکسیلنسی حضور گورنر بہادر ملک پنجاب بتاریخ ۱۹۳ء
عطیہ دار	بہ ثبت دستخط و مہر حوالہ کیا ...... نے بتاریخ ...... ۱۹۳ء بموجودگی

۱۔ .... } گواہان
۲۔ ....

نمونہ ج

قاعدہ ۱۹ (۲)

یہ رہن نامہ جو بتاریخ[1] ...... ۱۹۳ عیسوی مابین فریقین بیعنامہ مرقوم الصدر مورخہ ...... ۱۹۳ء کو تحریر ہوا۔ شاہد ہے۔ کہ ا۔ ب ولد ج۔ د۔ عطیہ دار مذکور بذریعہ دستاویز ہذا تسلیم کرتا ہے۔ کہ مبلغ ...... روپے منجملہ زر ثمن اراضیات[2] مذکورہ کے جو بذریعہ بیعنامہ مرقوم الصدر بیع و عطا ہوئیں۔ جناب وزیر ہند با جلاس کونسل معطی مذکور کو ابھی تک واجب الادا ہیں۔ اور ا۔ ب مذکور اپنی۔ اپنے ورثاء اور مفوض الیہم کی طرف سے معطی مذکور اس کے جانشینان اور مفوض الیہم سے اقرار کرتا ہے۔ کہ وہ مبلغ ...... روپے اصل بمعہ سود مفروضہ کے جو بشرح ...... سینکڑہ سالانہ کل اصل زر یا جزو واجب الاداء پر محسوب کیا جائے۔ از تاریخ[3] ...... ۱۹۳ء پانچ سالانہ اقساط میں جو مبلغ ...... روپے سے کم نہ ہونگی بمعہ سود کے جو مرقوم الصدر طریق پر ہر تاریخ ادائیگی تک محسوب کیا جائے[4] ادا کریگا۔ اصل زر و سود کی پہلی قسط آئندہ تاریخ[5] ...... ۱۹۳ء یا اس سے

[1] وہ تاریخ درج کرو جس دن راہن دستخط کرے۔
[2] وہ تاریخ جس روز کہ زر ثمن کا نصف ادا ہو۔
[3] زر ثمن کا دسواں حصہ۔
[4] مرقوم الصدر تاریخ کی سالگرہ۔

پیشتر ادا کی جائے گی۔ اور بقایا اقساط آئندہ چار سالوں کی اسی تاریخ کو یا اس سے قبل یا جب تک اصل زر معہ سود کے دفتر صاحب کلکٹر ضلع ...... میں ادا نہ ہو جائے ادا کی جائینگی۔ ان اقساط کی ادائیگی کی مزید کفالت کے لئے ڈ۔ ب مذکور بذریعہ دستاویز ہذا جملہ اراضیات مذکورہ جو مرقوم الصدر بیعنامہ کی رُو سے بحق ڈ۔ ب مذکور بیع ہوئیں معطی مذکور اس کے جانشینان اور مفوض الیہم کے حق میں رہن کرتا ہے۔ لیکن مذکورہ اراضیات کا قبضہ ڈ۔ ب مذکور اس کے ورثاء اور مفوض الیہم کے پاس رہیگا ٭

اور یہ دستاویز مزید شاہد ہے۔ کہ ڈ۔ ب مذکور اقرار کرتا ہے۔ کہ اگر ڈ۔ ب۔ مذکور اس کے ورثاء یا مفوض الیہم ایک یا زیادہ اقساط کی ادائیگی میں کوتاہی کرینگے۔ تو تمام بقایا اصل زر فوراً واجب الطلب ہو جائیگا۔ اور ایسی صورت میں معطی مذکور اس کے جانشینان اور مفوض الیہم کو اختیار ہو گا۔ کہ وہ مرہونہ اراضیات یا ان کے کسی جزو پر داخل ہو کر قبضہ کر لیں۔ اور با امن طریقہ سے حملہ لگان و منافع کا ان اراضیات سے استفادہ اُٹھائیں۔ ان کو یہ بھی اختیار ہو گا۔ کہ دخل لینے یا نہ لینے کے بغیر کسی وقت اور بلا رضامندی ڈ۔ ب مذکور اس کے ورثاء یا مفوض الیہم کی اراضیات مذکورہ یا ان کے کسی حصہ کو بذریعہ نیلام عام فروخت کر دیں۔ اور ایسے نیلام میں خود ان اراضیات یا ان کے کسی جزو کو خرید کریں۔ ان کو وثیقہ نامجات تحریر۔ زر بیع کی رسیدات دینے اور نیز وہ تمام امور و افعال کرنے کا حق حاصل ہو گا۔ جو معطی مذکور اس کے جانشینان یا مفوض الیہم کی رائے میں کارروائی بیع کی تکمیل کے لئے ضروری ہوں۔ نیز وہ مجاز ہونگے۔ کہ ڈ۔ ب مذکور اس کے ورثاء یا مفوض الیہم کی کل یا جزو جائداد منقولہ جو اراضیات مذکورہ یا اور کسی جگہ پڑی ہو ضبط کر کے بذریعہ نیلام عام فروخت کریں۔ بذریعہ دستاویز ہذا اقرار کیا جاتا ہے اور اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ معطی مذکور اس کے جانشینان اور مفوض الیہم ایسے نیلام سے حاصل شدہ رقوم کو اپنے قبضہ میں بطور امین رکھنے کے مجاز ہونگے۔ اور ان رقوم میں سے اوّل وہ تمام اخراجات وضع کئے جائینگے۔ جو اس کفالت کی غرض سے کارروائی فروخت وغیرہ پر خرچ آئے ہوں۔ اور بعدش وہ رقوم وصول کی جائینگی جو اس کفالت کی وجہ سے واجب الادا ہوں۔ اور بالآخر تمام بقایا رقم (اگر کوئی ہو) ڈ۔ ب مذکور اس کے ورثاء یا مفوض الیہم کو ادا کر دی جائیگی ٭

اور معطی اپنی اپنے جانشینان اور مفوض الیہم کی طرف سے ا۔ ب مذکور اس کے ورثاء یا مفوض الیہم سے اقرار کرتا ہے۔ کہ اگر عطیہ دار یا اس کے ورثاء یا مفوض الیہم تمام زر اصل مکفولہ بمعہ سود واجب الادا کے باقاعدہ ادا کر دیں گے۔ تو معطی مذکور اس کے جانشینان اور مفوض الیہم مرقوم الصدر بیعنامہ ا۔ ب مذکور اس کے ورثاء یا مفوض الیہم کے حوالہ کر دینگے۔ اور صاحب کلکٹر ضلع ...... اس رہن نامہ کو قلمزن کر دینگے۔

یہ تصدیق مرقوم الصدر راقمان فی الذیل نے اپنے دستخط ثبت کئے ہیں۔
ا۔ ب مشتری۔ دستخط کئے بتاریخ .... بموجودگی۔ پ۔ ج گواہ
م۔ ن۔ صاحب کلکٹر ضلع ...... بجانب جناب وزیر ہند باجلاس کونسل دستخط کئے بتاریخ .... بموجودگی ی۔ ہ۔ گواہ

(۳) بنجر اراضیات سرکار میں عارضی کاشت کے متعلق انتظامیہ ہدایات

اراضیات سرکار ایک فصل کے لئے کاشت کرنے کا لائسنس (اجازت نامہ) دینے کا طریق زیادہ تر اضلاع شاہ پور۔ جھنگ۔ ملتان۔ منٹگمری اور ڈیرہ غازیخاں میں ہی رائج رہا ہے۔ دیگر اضلاع میں بھی وقتاً فوقتاً چھوٹے چھوٹے رقبہ جات انہیں شرائط پر دیئے گئے۔ چونکہ ایسے پٹہ جات سے رکھ ہائے سرکار کی چراگاہوں کا انتظام مشکل ہو گیا۔ اور ایسے تکلیف دہ دعاوی کے پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ جن سے زمین کی مالیت میں کمی اور اس کی ترقی میں رکاوٹ پڑ جاتی۔ اس لئے اس قسم کے پٹہ جات پر ان اضلاع میں بعض پابندیاں عائد کی گئیں جہاں نہار سے آبپاشی کرنے کی امید تھی۔ ۱۹۱۷ء میں ایک کانفرنس زائد گیہوں اور دیگر اجناس خوردنی کی برآمد میں ترقی دینے کے سوال پر غور کرنے کے لئے منعقد کی گئی۔ اس کانفرنس کا ایک نتیجہ یہ ہوا۔ کہ عارضی کاشت پر جو پابندیاں عائد کی گئی تھیں۔ وہ عارضی طور پر اٹھا لی گئیں۔ کلکٹر صاحبان کو اختیار دیا گیا۔ کہ وہ تمام بنجر اراضیات سرکار جو ان کے چارج میں ہوں اجناس خوردنی کی کاشت کے لئے پٹہ پر دیں۔ مگر میعاد پٹہ دو سال سے زائد نہ ہو۔ لوئر باری دوآب کالونی کی اراضیات کے متعلق صاحب مہتمم آبادی کو ہدایت کی گئی۔ کہ وہ قواعد کالونی کے ماتحت اسی قسم کا انتظام کریں۔ چونکہ آئندہ کے لئے بھی یہی مناسب ہے۔ کہ جس قدر زمین زیر کاشت ہو سکے بہتر ہے۔ اس لئے

لوکل گورنمنٹ نے پرانے قواعد میں مستقل ترامیم کرنے کی اجازت دے دی ہے
بناء بریں قابل کاشت بنجر اراضیات سرکار کو عارضی پٹہ پر مزارعان تابع مرضی کو دینے کے لئے مندرجہ ذیل ہدایات جاری کی جاتی ہیں :-

تشریح :- صاحب کلکٹر اگر چاہیں - تو کاشت کی بجائے چرائی کے لئے بھی پٹہ دے سکتے ہیں -

(۱)- ان قواعد کا اطلاق ان تمام خالی اراضیات سرکار پر ہے - جو صاحب کلکٹر کے قبضہ میں ہوں - اور جہاں نو آبادی نہ ہو رہی ہو - یہ اراضیات خواہ نہر سے آبپاش ہوتی ہوں یا نہ - جن علاقہ جات میں نئی آبادیات کا سلسلہ جاری ہو - اور تمام نہری نو آبادیات خواہ مکمل آباد ہو چکی ہوں یا ہو رہی ہوں ان قواعد سے مستثنیٰ ہیں - ان علاقوں میں عارضی کاشت کے متعلق خاص احکام کے ماتحت جو وقتاً فوقتاً جاری کئے جائیں عمل میں آتی ہے -

(۲) کلکٹر صاحبان اراضیات مصرحہ قاعدہ (۱) کو عارضی کاشت پر دینے کا انتظام کرنے کے مجاز ہیں -

(۳) پٹہ کی میعاد ایک فصلی سال یعنی فصل خریف اور بعدش فصل ربیع سے زائد نہ ہونی چاہئے - صاحب فنانشل کمشنر بہادر مجاز ہیں - کہ مقامی افسران کی سفارش پر خاص وجوہات کے باعث کسی علاقہ میں میعاد دو سال تک بڑھا دیں

(۴) ہر پٹہ میں رقبہ زمین - فیس یا شرح فیس جو بطور لگان عائد کی گئی ہو اور میعاد پٹہ کی پوری پوری تصریح ہونی چاہئے - اور اس میں یہ شرط بھی لازمی ہے کہ پٹہ دار درختان واقعہ اراضی مذکور کو کاٹنے یا نقصان پہنچانے کا مجاز نہ ہوگا -

(۵) کلکٹر صاحب مجاز ہیں - کہ وہ استعمال اراضی کے لئے مناسب لگان تجویز کریں - جو ایک روپیہ فی ایکڑ سے کم نہ ہونا چاہئے - اور جس کی صاحب کمشنر بہادر نے عام یا خاص احکام سے منظوری دی ہوئی ہو - بپابندی احکام صاحب کمشنر بہادر جو وقتاً فوقتاً جاری کئے جائیں - صاحب کلکٹر کو اختیار ہے - کہ وہ تمام رقبہ یا رقبہ مزروعہ یا رقبہ پختہ پر لگان وصول کریں یا اجناس کے مطابق شرح مختلف کر دیں یا جیسا کہ مناسب حال خیال کریں - جہاں گورنمنٹ کے احکام کے ماتحت جنسی بٹائی کا رواج ہے - مثلاً ضلع ڈیرہ غازیخاں کی پٹیات ڈھنڈی کین

ف پنجاب گورنمنٹ کی یادداشت نمبر ۹۳۱۷ - ریونیو مورخہ ۲۴ - مارچ ۱۹۲۰ء

وہاں موجود الوقت طریقہ میں خلل اندازی نہ کرنی چاہیئے +

(۶) ناجائز کاشت پر صاحب کلکٹر دوگنی بشرح سے وصول کرنے کے مجاز ہیں۔

(۷) میعاد پٹہ ختم ہونے پر زمین واپس لے لینی چاہیئے۔ مگر صاحب کلکٹر قاعدہ نمبر ۳ میں مقررہ میعاد کے لئے بہ تعین لگان ودیگر محاصل وہی زمین دوبارہ پٹے پر دے سکتے ہیں۔ دوبارہ پٹہ جات دینے میں صاحب کلکٹر کو قواعد پر اس طرح عمل پیرا ہونا چاہیئے۔ کہ عارضی کاشتکاران کے دل میں یہ توقع پیدا نہ ہونے پائے کہ بالآخر ان کو مستقل حقیت حاصل ہو جائے گی۔ پٹہ یا قبضہ کے ..... تسلسل کی بناء پر پیدا ہونے والے دعاوی کا انسداد کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ ایک پٹہ کی میعاد ختم ہونے اور دوسرے کی شروع ہونے کی تواریخ میں کم از کم ایک روز ایسا ہو جس دن کہ گورنمنٹ اور پٹہ دار کے مابین تعلقات مالک و مزارعہ موجود نہ ہوں۔ اور نئے پٹہ میں اس امر کی صراحت کر دینی چاہیئے کہ بوقت ابتدائے پٹہ مذکور تعلقاتِ مالک و مزارعہ جو پچھلے پٹہ کے دوران میں تھے منقطع ہو چکے ہیں۔

(۸) جملہ فیس ہائے و دیگر محاصل (اگر کوئی ہوں) فصل متعلقہ کی تواریخ ادائیگی مالگذاری سے ایک ماہ پیشتر قابلِ ادائیگی ہونی چاہیئے +

ضمیمہ چہارم

اراضیات سرکار کے دیگر انتقالات

(دیکھو فقرہ ۵۸۵)

اقتباس از کارروائی حکومت ہند محکمہ زراعت و مال و صنعت نمبر[1] ۱۴۵ مورخہ ۶ - فروری ۱۸۶۲ء مقام فورٹ ولیم - ترمیم ریزولیشن نمبر ۱۲۷ - ۳ - مورخہ ۲ - فروری ۱۹۱۲ء حکومت ہند محکمہ مال و زراعت

[مالگذاری و بندوبست ہائے]

دوبارہ پڑھا گیا -

فنانشل ڈیپارٹمنٹ کا ریزولیشن نمبر ۷۵ ۵ - مورخہ ۲۵ جنوری ۱۸۶۱ء

ہوم ڈیپارٹمنٹ کا سرکلر ,, ,, ۳۹ - ۲۲۹ - مورخہ ۱۰ اپریل ۱۸۶۱ء

فنانشل ڈیپارٹمنٹ کا ,, ,, ۱۴۵۲ - مورخہ ۲۲ - جون ۱۸۶۱ء

ہوم ڈیپارٹمنٹ کا سرکلر نمبر ۴۲۷ - ۳۶ - مورخہ ۴ - جولائی ۱۸۶۱ء

ریزولیشن (قرارداد) مذکورہ صدر ریزولیشنوں میں قرار دیا گیا تھا - کہ سوائے بنجر اراضیات کے جو منظور شدہ قواعد کے مطابق عطا کی جائیں - باقی تمام سرکاری اراضیات کے انتقال کے لئے حکومت ہند کی منظوری لازمی ہے - خواہ ان اراضیات پر مالگذاری ادا کی جاتی ہو یا نہ - اور یہ کہ ایسی اراضیات بھی انہیں قواعد کے ماتحت منتقل کی جائیں جو سرکاری رقوم کے اخراجات سے متعلق ہیں - یہ بھی قرار دیا گیا - کہ اگر چھوٹے چھوٹے ٹکڑہ ہائے زمین کو جو قانون لاوارثی کے ذریعہ سے ضبط بحق سرکار ہوئے ہوں - لوکل فنڈز کے مفاد کے لئے فروخت کرنے کی باقاعدہ منظوری حاصل نہ کی گئی ہو - تو وہ بھی ان قواعد کے ماتحت تصور کئے جائیں -

۲ - کئی مقامی حکومتوں اور منتظمین نے اظہار کیا ہے - کہ ان قواعد کی پوری پابندی باعث تکلیف ہے - لہذا حضور گورنر جنرل صاحب بہادر با جلاس کونسل نے مندرجہ ذیل ترامیم منظور کر لی ہیں -

۳ - اراضیات قابل انتقال دو اقسام کی ہو سکتی ہیں :-

اوّل - وہ اراضیات جو سرکار کی ملکیت ہیں -

[1] ملاحظہ ہو پنجاب گورنمنٹ کی ظہری عبارت نمبر ۱۴۹ مورخہ ۱۹ فروری ۱۸۶۲ء اور سرکلر نمبر ۳ مورخہ یکم مارچ ۱۸۶۲ء مجریہ اب فنانشل کمشنر بہادر +

دوئم۔ وہ اراضیات جو جائز احکام کے ماتحت کسی میونسپلٹی یا دیگر مقامی جماعت
کی ملکیت قرار دی گئی ہوں۔

۴۔ قسم اول کی اراضیات مختلف ہنج پر منتقل ہوسکتی ہیں
اوّلاً۔ پوری بازاری قیمت پر بذریعہ بیع۔
ثانیاً۔ رعایتی شرائط پر بذریعہ بیع۔
بحق مقامی گروہ۔ جماعت یا کسی خاص فرد کو اغراض عامہ کیلئے۔
ثالثاً۔ بذریعہ ہبہ یا عطیہ۔ بنام
(الف) مقامی گروہ۔ جماعت یا خاص فرد برائے اغراض عامہ۔
(ب) غیر سرکاری اشخاص بعوض ادائیگی سرکاری خدمات
(ج) غیر سرکاری اشخاص برائے مفاد ذاتی و بلا لحاظ خدمات مستقبل۔

۵۔ اراضیات قسم دوئم کے متعلق جو جائز احکام کے ماتحت کسی مقامی جماعت کی ملکیت قرار دی گئی ہوں۔ حکومت ہند کسی قسم کی مداخلت نہیں کریگی۔
مقامی حکومتوں اور منتظمین پر فرض ہے۔ کہ وہ اس امر کی تحقیق کریں۔ کہ اراضیات زیر بحث جائز احکام کے ماتحت منتقل کی گئی ہیں۔ اور یہ امر تصدیق ہونے پر مقامی حکومت یا منتظمین کی منظوری ان اراضیات کے انتقال کے لئے کافی ہے۔

۶۔ جو اراضیات سرکار کی ملکیت ہیں۔ اور قواعد در بارہ عطائیگی بنجر اراضیات کے تحت آتی ہیں ان کا فیصلہ تا نفاذ الوقت قواعد مذکور کے ماتحت ہی کیا جائیگا۔

۷۔ ان اراضیات کے متعلق جو سرکار کی ملکیت ہیں اور بنجر نہیں۔ حکومت ہند سے استصواب ضروری نہیں۔ اگر وہ پوری قیمت پر فروخت کی جائیں۔ اور زر بیع مبلغ پچیس ہزار روپیہ سے متجاوز نہ ہو۔ اس قیمت تک مقامی حکومت یا منتظمین کی منظوری ہر حالت میں کافی تصور ہوگی۔ وصول شدہ زر بیع ہمیشہ صوبہ کی مالیات میں جمع کر دینا چاہیئے۔ اور مقامی حکومت یا منتظمین کی کارروائی میں بیع مذکور کا مناسب تذکرہ ہونا چاہیئے۔

۸۔ اغراض عامہ کے لئے رعایتی شرائط پر اراضیات اسی صورت میں فروخت کی جائیں۔ کہ مشتری زمین کی پوری بازاری قیمت کا کم از کم نصف ادا کرے۔ اور اگر اس زمین کی پوری بازاری قیمت مبلغ پچیس ہزار روپیہ سے زائد ہو۔ تو حکومت ہند کی منظوری پہلے حاصل کرنا لازمی ہے۔ وصول شدہ زر بیع صوبہ کی

مالیات میں واخل کیا جائے ۔ اور مقامی حکومت یا منتظمین کی کارروائی ہائے میں بیع مذکور کا مناسب تذکرہ ہونا چاہیئے ۔

۹ ۔ ہبہ یا عطیہ اراضیات کے متعلق حکومت ہند کی ما قبل منظوری حاصل کرنا ضروری ہے ۔ اگر زمین اس غرض سے دی جائے ۔ کہ اس پر مسلمہ مقامی سرمایہ جات سے سرکاری سکول ہسپتال ۔ شفا خانہ یا عوام الناس کے فائدہ کے لیئے دیگر عمارات تعمیر کی جائینگی ۔ اور ایسی اراضی کی قیمت مبلغ دس ہزار روپیہ سے زائد ہو ۔

اگر زمین دیگر مفید خلائق اغراض کے لیے یا کسی غیر سرکاری شخص کو بعوض ادائیگی خدماتِ سرکار دینی مطلوب ہو ۔ اور ایسی اراضی کی قیمت مبلغ ایک ہزار سے متجاوز ہو ۔

اگر زمین کسی غیر سرکاری شخص کو بعوض ادائیگی خدماتِ جماعت دینی مطلوب ہو ۔ اور ایسی اراضی کی قیمت مبلغ پانصد روپیہ سے زائد ہو ۔

ہر حالت میں اگر زمین کسی غیر سرکاری شخص کو اس کے ذاتی مفاد کے لیئے بلا پابندی خدمات دی جائے ۔ تو ہر حالت میں یعنی بلا لحاظ قیمت ۔

اقتباس از کارروائی ہائے حکومتِ ہند ۔ محکمہ مال و زراعت و صنعت

نمبری ۱ ۔ ۹۴۰ ۔ مورخہ ۳۱ ۔ اگست ۱۸۷۵ء

دوبارہ پڑھا گیا ۔

ریزولیوشن نمبر ۱ ۔ ۱۲۵ ۔ مورخہ ۹ ۔ فروری ۱۸۷۲ء ۔ جس میں انتقالات اراضیات سرکار کے متعلق بعض قواعد مرتب کیے گئے تھے ۔

ریزولیوشن ۔ حضور پریذیڈنٹ صاحب بہادر با جلاس کونسل کے ملاحظہ میں آیا ہے ۔ کہ ریزولیوشن مندرجہ عنوان میں ایسی اراضی کے متعلق جو کسی غیر سرکاری شخص کو بلا لحاظ ادائیگی خدمات مستقبل رعایتی شرائط پر دینی مطلوب ہو ۔ کوئی صریح احکام موجود نہیں ۔ لہٰذا برائے حضور پریذیڈنٹ صاحب بہادر با جلاس کونسل نے فیصلہ صادر کیا ہے کہ ایسی ہبات ریزولیوشن مذکور کے

---

[۱] یہ ان صورتوں سے متعلق نہیں ۔ جن میں حکومت ہند نے اراضیات کے انتقال کا خاص احکام کی رو سے لوکل گورنمنٹ کو اختیار دے رکھا ہو ۔

فقرہ چہارم قسم سوئم کی شق دفعہ (ج) کے تحت تصور کی جائیں۔ اور کہ بشکل ہبہ یا عطیہ بحق اشخاص برائے ذاتی مفاد۔ حکومتِ ہند کی منظوری ہر ایسی حالت میں حاصل کرنا ضروری ہے۔

حکومتِ ہند۔ محکمہ مال و زراعت کا ریزولیوشن نمبر ۲۱۔۲۲۲۔۱۲ مورخہ ۷۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء

شہری سکنی اراضیات جو سرکار کی ملکیت ہیں۔ ان کے انتقال اور تشخیص کے اصولوں پر حکومتِ ہند غور کر رہی ہے۔ اور موجودہ دستور معلوم کرنے کے لئے مختلف صوبوں سے استفسار کیا گیا تھا۔ کہ ایسی اراضیات کن شرائط پر پٹہ پر دی جاتی یا فروخت کی جاتی ہیں۔

جوابات مذکورہ عنوان سے ظاہر ہوا ہے۔ کہ صوبہ صوبہ کا دستور مختلف ہے اور عموماً ان اصولوں کے مطابق نہیں جو حکومتِ ہند کے پیش نظر ہیں۔

(۲) اگر کسی شہر یا مقام میں گورنمنٹ کی جائداد علیحدہ علیحدہ چھوٹے ٹکڑوں پر مشتمل ہے جن کا خاطر خواہ انتظام مشکل ہے۔ اور جن کی آمدنی انتظام کے اخراجات کے مطابق نہیں۔ تو ایسی صورتوں میں حکومتِ ہند موجودہ دستور میں کوئی تبدیلی نہیں کرنا چاہتی۔ اور ان کو مقامی حکومتوں کی مرضی پر چھوڑتی ہے۔ مقامی حکومتیں یہ فیصلہ کرنے کی مجاز ہیں۔ کہ قطعات کا زیادہ سے زیادہ کس قدر رقبہ کا نافذ الوقت قواعد دربارہ انتظام اراضیاتِ نزول و دیگر ہمچو قسم دیگر اراضیات واقعہ قصبات و مقامات کے ماتحت انتظام کیا جائے۔ جن صوبوں میں قصباتی اراضیات پر مالگذاری تشخیص کرنے کا دستور ہے۔ وہاں بھی ایسی اراضیات عموماً قواعد مذکورہ سے مستثنےٰ قرار نہ دینی چاہئیں۔ خواہ سرکار نے ان کو فروخت ہی کر دیا ہو۔

(۳) مگر جہاں سرکار باستثناء قطعاتِ منتقلہ اس جاء اراضی کی مالک ہے۔ جس پر شہر یا مقام آباد ہے یا جہاں قطعاتِ اراضی مملوکہ سرکار فقرۂ ماسبق میں مذکورہ ٹکڑہ جات سے بڑے ہیں۔ تو سرکار کے حقوق قابلِ وقعت ہیں۔ ولہذا یہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسی اراضیات کے انتظام کے متعلق بنیادی اصول یکساں ہوں۔ ایسے اصولوں کا منشاء تین امور کا حصول ہونا چاہئے۔ اول یہ کہ عطیہ دار کو ہر حالت میں ایسا اطمینان قبضہ حاصل ہونا چاہئے۔ جس سے تعمیرات

اور ترقیات پر روپیہ خرچ کرنے کا کافی حوصلہ ہو۔ دوئم۔ یہ کہ فراغت آمدن کا کسی صورت میں بھی دوامی انتقال منتقل ہونا چاہئے۔ بلکہ جملہ صورتوں میں ایک لگان مقرر کرنا چاہئے۔ جو وقتاً فوقتاً قابل تبدیل ہو۔ اور سوئم یہ کہ لگان کے بارہ میں جو وقتاً فوقتاً تبدیل کیا جائے ایسی حدود مقرر کر لی جائیں۔ جو عطیہ دار کو جائداد کے متعلق مطمئن رکھیں ۔

(۴) حکومت ہند یہ امر مقامی حکومتوں اور منتظمین کے اقتضائے رائے پر چھوڑتی ہے۔ کہ آیا قصباتی اراضیات فروخت کرنی پٹہ پر دینی یا استمراری حقوق و نمبلکاری پر عطا کرنی چاہئیں۔ لیکن اگر انہیں پٹہ پر دینا مطلوب ہو۔ تو میعاد پٹہ عموماً تیس سال سے کم نہ ہونی چاہئے۔ اور ہر حالت میں یہ شرط ایزاد کرنی چاہئے۔ کہ پٹہ قابل تجدید ہو گا۔ اور میعاد اگر استمراری نہیں تو کم از کم نوے سال ہوگی۔

(۵) زمین کا کرایہ ہر صورت میں مقرر کر لینا چاہئے جو لگان کے ۳۳ فیصدی سے متجاوز اور اردگرد کی اراضیات پر مشخصہ مالگذاری سے کم نہ ہونا چاہئے اس لگان کی مکرر تشخیص تجدید میعاد سے پہلے نہ ہونی چاہئے۔ یا اگر پٹہ استمراری ہو۔ تو زیادہ سے زیادہ تیس سال کے وقفہ کے بعد۔ اور ہر مکرر تشخیص میں حدود مذکورہ بالا کی پابندی لازم ہوگی ۔

(۶) حکومت ہند کی خواہش ہے۔ کہ مرقوم الصدر اصولوں کی آئندہ متابعت کی جائے۔ اور ان کا اطلاق نہ صرف نئے عطیات پر بلکہ تمام موجودہ عطیات اور پٹہ جات کی آئندہ تجدید پر کیا جائے۔ بشرطیکہ موجودہ شرائط ان قواعد کے متناقض نہ ہوں ۔

* اقتباس از چٹھی نمبر ۱۵۰۴ مورخہ ۷ جولائی ۱۸۹۷ء منجانب سکرٹری حکومت ہند محکمہ مال و زراعت بنام چیف سکرٹری حکومت صوبہ بمبئی

(۲) آپ کی چٹھی کے فقرہ نمبر ۲ کے جواب میں قلمی ہے۔ کہ ریزولیوشن مذکور کے فقرہ نمبر ۴ کا منشاء یہ ہے۔ کہ مقامی حکومتوں کو اس امر کا فیصلہ کرنے کا پورا اختیار ہے۔ کہ شہری یا سکنی اراضیات مملوکہ سرکار کو کس قسم حقیت پر منتقل کیا جائے۔ ایسی حقیت کی مختلف اقسام ہو سکتی ہیں۔ مثلاً

(۱) پورے حقوق ملکیت اس شرط پر منتقل کر دیئے جائیں۔ کہ مالگذاری کی

محکمہ صاحبان فنانشل کمشنر بہادر پنجاب

پرچہ تصحیح نمبر ۵۹ - ایل - اے - ایم - لاہور مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۳۷ء

دستور العمل صیغہ مال

ضمیمہ چہارم

موجودہ ضمیمہ کے اخیر میں مندرجہ ذیل ایزاد کرو:-

"ان اراضیات کی خاص تشخیص جو سرکار نے فروخت کی ہوں یا عطا کی ہوں -

جب سرکاری اراضیات خواہ مزروعہ یا شہری سکنی جس پر کہ معاملہ زمین واجب الوصول ہو فروخت یا عطا کی جاویں تو زیر دفعہ ۵۹ (ا) (ب) ایکٹ معاملہ زمین ۱۸۸۷ء مرمہ اس اراضی پر مخصوصی تشخیص عائد کی جا سکتی ہے - ایسی تشخیصات صاحب فنانشل کمشنر بہادر زیر تحتی دفعہ ۲ دفعہ ہذا منظور کر سکتے ہیں - اِن تشخیصات کے دورانِ عمل میں عام تشخیص کے ضابطہ کی پیروی لازمی نہیں ہے - تاہم اِس امر کی احتیاط کرنی چاہئے کہ ایسی اراضی پر جو معاملہ زمین عائد کیا گیا ہے - وہ اس حلقہ کی جس میں کہ وہ اراضی واقعہ ہے - کل تشخیص کو اس حلقہ کے اصل محاصل سے ایک چوتھائی سے زیادہ بڑھانہ دے۔

ایکٹ ہذا کی ضمنی دفعہ ۴ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ایسی پابندیاں جو کہ ایکٹ ہذا کی دفعہ ۵۱ (۳) کے تحت عائد کی گئی ہوں ایسے معاملات میں اطلاق پذیر نہیں ہونگی -

۲ - کسی خاص رقبہ کی مخصوصی تشخیص کی میعاد اختتام پذیر ہو گی - ماسوائے اس کے کہ صاحب فنانشل کمشنر بہادر اس حلقہ کی تشخیص جس میں کہ اراضی واقعہ ہے عام تشخیص کی میعاد کے مطابق ان کے نہ جاری رکھنے کی ہدائیت فرمائیں ۔

وقتاً فوقتاً مکرر تشخیص ہوتی رہیگی۔

(۲) مقررہ میعاد کے لئے پٹہ دیا جائے خواہ اس میں تجدید کی شرط درج ہو یا نہ نہ ہو۔ جس کی تفصیلات شرائط پٹہ نامہ کے مطابق فیصل ہونگی۔

(۳) قانونی حقوقِ دخیلکاری عطا کئے جائیں۔ جس کی بعض یا جملہ تفصیلات نافذ الوقت مقامی قانونِ متعلقہ کے مطابق فیصل ہونگی۔

حکومتِ ہند کا یہ منشاء نہ تھا۔ کہ بیع صرف اسی صورت میں عمل میں آئے جبکہ حقوقِ ملکیت کا انتقال مقصود ہو۔ بلا شبہ مقامی حکومت مجاز ہے۔ کہ وہ شہری سکنی قطعاتِ زمین مملوکہ سرکار کو تعمیرات کی اغراض سے پٹہ یا حقوق دخیلکاری پر فروخت کرنے یا بعوض مقررہ قسط عطا کرنے کی مقامی حکام کو اجازت دے۔

(۴) آپ کی چٹھی کے فقرہ نمبر ۳ میں مندرجہ قیاس بالکل درست ہے۔ یعنی یہ کہنے سے کہ سکنی اراضیات پر زمین کا کرایہ لگان کے ۳۳ فیصدی سے متجاوز نہ ہو۔ حکومتِ ہند کا ہرگز یہ منشا نہ تھا۔ کہ سرکاری اراضیات کی پوری قیمت کا کوئی جزو چھوڑ دیا جائے۔ اس وقت زیادہ تر ایسے چھوٹے چھوٹے دیہاتی شہروں کی مثال حکومتِ ہند کے پیشِ نظر تھی۔ جہاں ایسی اراضیات کی مانگ مقابلتاً زیادہ نہیں۔ اور جن کے متعلق عام اشخاص کو ایسے رواجی اور قرینِ انصاف حقوق حاصل ہوتے ہیں۔ جن کی بناء پر پورے مقابلتی لگان میں تخفیف کرنا لازمی ہو جاتا ہے۔ حکومتِ ہند کو آپ کی رائے سے اتفاق ہے کہ بڑے بڑے شہروں میں جہاں کہ صورتِ حالات مختلف ہے اور اراضیات بیش قیمت ہیں۔ زمین کے کرایہ کے متعلق ایک تہائی کی حد یا تو اطلاق پذیر ہی نہیں ہو سکتی یا اگر اسی قاعدہ پر عمل کیا جائے۔ تو اس کے علاوہ ایسی شرائط بھی ایزاد کی جائیں۔ جن کی رو سے عطیہ دار کو بقایا قیمت پہلے ادا کرنی پڑے۔ آپ کی چٹھی کے آخری فقرہ میں بمبئی اور کراچی کا خصوصی ذکر ہے۔ آپ نے بمبئی کے متعلق جو فیصلہ کیا ہے۔ اور کراچی کے بارہ میں جو تجاویز پیش کی ہیں۔ ان میں حکومتِ ہند کو کوئی عذر نہیں ۔

ضمیمہ پنجم[1]

ٹڈی دل کو نابود کرنا

کیا تدابیر اختیار کرنی چاہیئے
سرکلر نمبر ۹ مصدرہ ۱۸۸۴ء

کسی ضلع میں ٹڈی دل نمودار ہونے پر اس بارہ میں فوری تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

(۱) کہ انڈے دینے اور بچے [ہونے] کی فوری اطلاع پہنچے۔

(۲) کہ انڈوں اور چھوٹے بچوں کو تباہ کرنے کی فوری تدابیر عمل میں لائی جائیں۔ جب ٹڈیاں کسی ضلع میں نمودار ہوں۔ تو ملحقہ اضلاع کے صاحبان ڈپٹی کمشنر کو فی الفور بذریعہ تار اطلاع دینی چاہیئے۔ تا کہ اگر ان کے اضلاع میں ٹڈیاں انڈے دیں۔ تو ان پر نگہداشت رکھی جائے۔

صاحب فنانشل کمشنر بہادر کی گشتی چٹھی
نمبر ۲۱۴۴ - مورخہ ۲ - جولائی ۱۸۹۱ء

موجودہ حالات حلقہ جات پٹواری - ذیل ہائے - وحلقہ جات قانونگو سے بہتر اور کوئی طریق انتظام نہیں ہوسکتا - جس علاقہ میں ذیلدار نہ ہوں وہاں انعامداروں اور دیگر مقامی بارسوخ اکابر کو چند مواضعات سپرد کر دینے چاہئیں - نمبرداروں کو لازم ہے - کہ وہ پٹواری اور ذیلدار یا انعامدار کو ٹڈی دل کے نمودار ہونے - انڈے دینے اور بچے نکلنے کی فوری اطلاع دے - اور پٹواری اس امر کی رپورٹ فوراً گرداور قانونگو اور تحصیلدار یا نائب تحصیلدار کو کرے گا - ٹڈیاں برباد کرنے کے بارہ میں تحصیلدار و نائب تحصیلدار اپنے اپنے حلقہ کے ذمہ وار ہونگے (دیکھو فقرہ ۲۴۲ کتاب ہذا) اور وہ اس امر کا خاص خیال رکھیں گے - کہ ان کے علاقہ کے ذیلدار - نمبردار اور دیہاتی باشندگان جو ان کے ماتحت کام کر رہے ہوں اپنے فرائض ٹھیک طور پر انجام دیتے ہیں - اور اگر ضرورت پڑے - تو دوسرے حلقہ جات کے ذیلداران - نمبرداران اور باشندگان کے ساتھ بھی رفاقت سے کام کرتے ہیں - کوئی تحصیلدار یا نائب تحصیلدار جو کسی نمبردار کے متعلق یہ معلوم کرے - کہ وہ اس پہلو میں اپنے فرائض سے غفلت کر رہا ہے - تو وہ اس امر واقعہ کو کلکٹر کے پاس رپورٹ کرنے میں کسی قسم کا تامل

[1] اس ضمیمہ میں پرچہ تشحیح نمبر ۱۱ مورخہ ۲۰ - مارچ ۱۹۳۳ء کا عمل کیا گیا۔

نہیں کرے گا۔ ان نمبرداران کو جو مناسب تنبیہ کے بعد اتحاد و عمل کرنے سے قاصر ہیں موقوف کر دینا چاہیئے ۔

جب بچے نکل آئیں۔ تو ان کا تعاقب کر کے انہیں نیست و نابود کرنا چاہیئے۔ اس تلفی میں نہ صرف وہی باشندگانِ دیہہ جہاں کہ بچے نمودار ہوئے ہیں۔ بلکہ ارد گرد کے دیہات کے باشندگان بھی جوق در جوق حصہ لیں۔ جن آدمیوں نے کافی کام کیا ہو۔ انہیں کسک پہنچانے اور آرام دلانے کے متعلق بھی انتظام کرنا چاہیئے اور ان کی بجائے تازہ دم آدمی لگانے چاہئیں۔ گرداور قانونگویاں کو بطور افسرانِ نگران اپنا اپنا حلقہ سپرد کر دینا مناسب ہوتا ہے۔ مگر پٹواریوں کو صرف خبر رسانی پر ہی مامور کرنا چاہیئے۔ پٹواریوں کو چاہیئے۔ کہ وہ ایسے نقشہ جات قائم رکھیں جن سے وہ بڑھنے والا نقصان ظاہر ہو جو ٹڈیوں اور ان کے خلاف عمل میں لائی ہوئی کارروائیوں کی وجہ سے فصلات اور دیگر املاک کو پہنچا ہو۔ اس نقصان کو قلمبند کرنے کی غرض سے جو افواج نے کیا ہو اسٹینڈنگ آرڈر نمبر ۵۸ کی رو سے مجوزہ فارم ہائے (نمونہ جات) مفید طور پر ایک جیسی ہیں۔ انڈے دینے کی وجہ سے اثر پذیر رقبہ جات کو بھی پٹواریوں کو قلمبند کرنا چاہیئے۔ کیونکہ پٹواری کو باشندگانِ دیہہ پہ کسی قسم کا اختیار دینا غلطی پر مبنی ہے۔ مذکور الصدر طریق کار پر عمل کرنا عموماً مفید ثابت ہوگا لیکن ہر صاحب ڈپٹی کمشنر مجاز ہیں۔ کہ وہ اپنے ضلع کے خاص حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اسی حصول مدعا کے لئے جو تدابیر مناسب سمجھیں اختیار کریں۔

ممکن ہے۔ کہ کسی علاقہ کے لوگ یہ خیال کرنے لگیں۔ کہ ٹڈی دل کا آنا مقدر اور شامتِ اعمال کی بات ہے۔ اس لئے راضی برضا بیٹھے رہو۔ اندریں حالات صاحب ڈپٹی کمشنر کو لوگوں کو سمجھانا پڑے۔ لیکن جب لوگ یہ دیکھیں گے۔ کہ ان کے افسرانِ بذاتِ خود اس آفت کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ اور خاصکر جب وہ موقع پر موجود ہیں۔ تو ان کی موجودگی لوگوں کے حوصلے بڑھا ئیگی۔ اور مردہ دلی کی جگہ مستعدی پیدا ہو جائیگی۔ ایک ایسا تحصیلدار جس سے لوگ بخوبی واقف ہوں۔ اور جس پہ لوگوں کو اعتماد ہو بہت سا کام لوگوں سے ہنسی خوشی کروا سکتا ہے۔ اگر اسے کام کرنے والوں کو تھوڑا سا گڑ تقسیم کرنے کی اجازت دیدی جائے ۔

لوگوں کا رویہ

۲۔ کاشتکاران عموماً ایسے موافعات پر دلچسپی نہیں لیتے۔ مگر تجربہ سے ثابت ہے۔ کہ اگر افسران کام میں خود حصہ لیں۔ اور دل لگا کر کوشش کریں تو لوگ بھی ان کے پیچھے لگ جائینگے۔ اور بعض اوقات کام میں بھی دلچسپی لیں گے ۔

عام طور پر اُجرت نہ دینی چاہیئے

۳ - اصولاً کوئی نقد اُجرت نہ دینی چاہیئے - ٹڈی دل کی تباہی سے فصلوں کو بچانے میں لوگوں کا اپنا فرض اور فائدہ ہے - لیکن جہاں کسی موضع سے دُور افتادہ مقام پر ٹڈی دل نمودار ہو - تو انعامات دینے میں کوئی ہرج نہیں - مگر ان انعامات کا بار ضلع یا دیہہ کے طبعہ فنڈ پر ڈالا جائیگا - اگر انڈے برباد کرنے کے لئے فصلیں کاٹنی پڑیں - تو ان کا معاوضہ بھی اسی فنڈ میں سے ادا کرنا چاہیئے -

رپورٹیں

۴ - کسی ضلع میں ٹڈی دل نمودار ہونے اور ان کو برباد کرنے کے بارہ میں جو تدابیر اختیار کی گئی ہوں - ان کے متعلق صاحب فنانشل کمشنر بہادر صیغہ ترقیات و ڈائرکٹر محکمہ زراعت کی خدمت میں مندرجہ ذیل نمونہ میں رپورٹ ارسال کرنی چاہیئے - اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے - کہ اگر صرف پرواز ہی دیکھی گئی ہو - تو خاص رپورٹ کی ضرورت نہیں - ایسی رپورٹ صرف اُسی صورت میں ارسال کی جائیگی - جب فصلوں کو ٹڈی سے کافی نقصان پہنچا ہو - دیگر صورتوں میں صرف اتنا ہی کافی ہے - کہ موسم اور فصلات کے متعلق جو رپورٹ صاحب ڈائرکٹر کاغذات زمین کی خدمت میں ہفتہ وار ارسال کی جاتی ہے - اس میں ٹڈی دل دیکھنے کا ذکر کر دیا جائے -

ترتیب دینے اور اکٹھا کرنے والی ایجنسی -

۴ - الف - کسی ضلع کی انفرادی کوششیں بالکل ناکافی ہونگی - اگر ٹڈی دل اس قدر لاتعداد ہوں - کہ ایک صحرا پر چھا سکیں - ایسی سخت آفت کی صورت میں ایک خاص ترتیب دینے والی ایجنسی کی ضرورت محسوس ہؤا کرتی ہے - اس قسم کی ایجنسی کی عدم موجودگی میں صاحب کمشنر بہادر اپنی قسمت کے اضلاع کی کوششوں کو مرتب و مجتمع کرینگے - ڈائرکٹر محکمہ زراعت - اُن کا عملہ یا دیگر افسران جو خاص اسی کام کے لئے مقرر کئے گئے ہوں عملی مشورہ دینگے - اطلاعات کی تشہیر کرینگے - اور جہاں ممکن ہو سکے - آلات و ساز و سامان بھی مہیا کرینگے -

ٹڈی دل کے متعلق رپورٹ

۱	۲	۳	۴	۵	۶
ضلع	نمودار ہونے کی تاریخ	پرواز کا رُخ	نقصان	تدابیر جو اختیار کی گئیں	کیفیات (جس میں خاص طور پر ذکر ہونا چاہیئے - کہ بعد از کس حد تک کمی ہوئی یا انڈے دیئے وغیرہ وغیرہ)

۴ - ب جہاں سخت تکلیف کی صورت میں ایک خاص اہم مقدار عملہ قائم کرنا مناسب خیال کیا جائے ۔ تو ضلع کے صدر مقام میں ایک عہدہ دار مقرر کرنا چاہیئے ۔ جو بھرسائیوں اور ساز وسامان کی وصولی اور تقسیم اور نیز عملہ کی تقسیم کے متعلق کارروائی کرے گا ۔ اس عہدہ دار کو عام طور پر دورہ پر نہیں جانا چاہیئے اور نہ ہی نگرانی کے طریقوں میں اسے مداخلت کرنی چاہیئے ۔ لیکن اسے چاہیئے ۔ کہ محکمہ زراعت کے اس عہدہ دار کے ساتھ جس کا بھرسائیوں سے تعلق ہو وہ گہرے طور پر تعاون کرے ۔ اور اسے صاحب ڈپٹی کمشنر کے زیر احکام اس عملہ کو تقسیم کرنے کا پورا اختیار ہونا چاہیئے جو ضلع کے اندر یا باہر سے قابل استفادہ ہوا ہو ۔ ایسے رقبہ جات کے لئے جو ہر ایک دو تحصیلوں سے زیادہ نہ ہو ٹڈیوں کے متعلق کارروائی کرنے والے عہدہ داران مقرر کرنے چاہئیں ۔ اور ایسے افسران اپنے زیر اہتمام حلقہ جات کی تنظیم اور نگرانی کے طریق اختیار کرنے کے ذمہ وار ہونے چاہئیں ۔ انہیں صدر مقام کے افسر سے بھرسائیاں اور عملہ طلب کرنا چاہیئے جسے حلقہ جات کی ساخت اور ہر ایک حلقہ کے صدر مقام کے متعلق اطلاع بھیجنی چاہیئے ۔ ایک مناسب حلقہ ۲۵ مواضعات پر مشتمل ہوتا ہے ۔ ایک ذیل کے رقبہ کو اختیار کرنے کے ذریعہ اکثر اوقات ایک حلقہ تیار ہو جاتا ہے ۔ بہتر یہ ہے ۔ کہ گزٹیڈ رتبہ کا کوئی عہدہ دار ہر ایک حلقہ کے اہتمام پر مامور کیا جائے ۔ یہ معلوم کیا گیا ہے کہ کسی گاؤں میں اچھا کام نہیں ہوتا تاوقتیکہ کوئی ذمہ وار عہدہ دار روزانہ کافی عرصہ تک وہاں نہ جائے ۔ لیکن ان معاملات میں مقامی حالات مختلف ہوتے ہیں ۔ اور بہت سے امور ٹڈیوں کے متعلق کارروائی کرنے والے افسران کے اقتضائے رائے پر چھوڑ دینا چاہیئے ۔

۵ ۔ ٹڈیوں کی طبعی عادات اور ان کی تباہی کے متعلق مختصر حالات درج ذیل ہیں :-

(۱) اطلاعات اور مشاہدات سے ظاہر ہوتا ہے ۔ کہ پنجاب میں ٹڈیاں عموماً ماہ جون یا جولائی کے قریب نمودار ہو کر (اگرچہ بعض دفعہ ٹوڈی دل اکتوبر کے مہینہ میں بھی ظاہر ہوئے ہیں) انڈے دے جاتی ہیں ۔ اور کہ فصلوں کی تباہی کا باعث وہ چھوٹے بچے ہوتے ہیں جو ان انڈوں سے نکلتے ہیں ۔

بلحاظ عادات ٹڈیاں دن کا جانور ہیں ۔ یہ عموماً اونچی خشک جگہوں جہاں

چراگاہوں ۔ سبزہ زاروں اور اناج کے کھیتوں میں بارشیں ختم جانے کے بعد رہائش اختیار کرتی ہیں ۔

انڈے دینا

(۲) انڈے دینے کا موسم عموماً ماہ مارچ یا اپریل میں چھ سے آٹھ ہفتہ تک ہوتا ہے ۔ اور حالات موافق ہونے کی صورت میں ماہ اگست کے قریب دوسرے جھول کا وقت آجاتا ہے ۔ انڈے دینے کے وقت ٹڈی زمین ایک سوراخ کھود لیتی ہے ۔ اور اس مطلب کے لئے قدرت نے اسے دو شاخیں عطا کر رکھی ہیں جو اس کے پیٹ کے سرے پر کھلتی اور بند ہوتی ہیں ۔ ان شاخوں کو بند کرکے سرا زمین میں گاڑ کر ٹڈی اپنے اور اپنے انڈوں کے لئے جگہ بنا لیتی ہے ۔ انڈوں کے گرد ایک قسم کی زرد رنگ چمکیلی لیسدار رطوبت ہوتی ہے جو ان کو ایک دوسرے سے پیوست کرکے گول پھلی کی صورت پیدا کر دیتی ہے اور جس پر کہ مٹی کے ذرات چپک جاتے ہیں ۔ تازہ ہونے کی صورت میں یہ تمام مادہ نرم اور مرطوب ہوتا ہے ۔ مگر جلدی ہی سخت ہونا شروع ہو جاتا ہے ۔ عموماً یہ مادہ سطح زمین سے ایک انچ سے زیادہ گہرائی پر نہیں ہوتا ۔ مگر بعض صورتوں میں بہت زیادہ گہرائی پر بھی پایا جاتا ہے ۔ انڈے اس پھلی کے محور کے خط مستقیم کے ساتھ ساتھ دیئے جاتے ہیں ۔ اور ان کی تعداد ۳۰ سے لے کر ۱۰۰ تک ہوتی ہے ۔ انڈے قدرے منحنی ۔ زرد رنگ اور سروں کی نسبت درمیان میں موٹے ہوتے ہیں ۔ ان کی لمبائی انچ کے تقریباً پانچویں حصہ اور زیادہ سے زیادہ موٹائی انچ کے پندرہویں حصہ کے برابر ہوتی ہے ۔ گمان کیا جاتا ہے ۔ کہ ہر ایک ٹڈی تین جھول انڈے دیتی ہے ۔ اور ہر جھول میں اوسطاً دو ہفتہ کا وقفہ ہوتا ہے ۔ انڈے ہر قسم کی زمین میں دیئے جا سکتے ہیں ۔ مگر اس مطلب کے لئے ٹڈیاں ریتلی خالی اور خاص طور پر اونچی خشک اور قدرے بستہ زمین کو ترجیح دیتی ہیں ۔ انڈے زیادہ تر چراگاہوں اور جڑوں والے کھیتوں میں دیئے جاتے ہیں ۔ جڑوں والے گھاس کے کھیت میں باوجود انڈوں کی کثرت کے سوراخ نظر سے مخفی رہتے ہیں ۔ دیکھا گیا ہے ۔ کہ ٹڈیاں دریاؤں کی ریتیوں میں انڈے دیدیتی ہیں ۔ بارشیں اور طغیانی تھمنے اور بہنے کا وقت پہنچنے پر بچے اس ریتلی تہ سے ان گنت تعداد میں نکل آتے ہیں ۔

جمع کرنا

(۳) انڈے جمع کرنے کا سب سے جلد طریق خاصکر جہاں کہ انڈے گرم زمین میں بے شمار ہوں یہ ہے۔ کہ بیلچے یا اسی قسم کے اوزار سے ۱ انچ کے قریب مٹی اُٹھائی جائے۔ اور ایک جگہ ڈھیر لگا کر اس سے انڈے علیحدہ چھان لئے جائیں۔ اور ان کو ایک گہرے گڑھے میں دفن کرکے اُوپر سے مٹی خوب کوٹ دی جائے۔

سُہاگہ چلانا

(۴) انڈے ضائع کرنے اور آئندہ نقصان کا سدباب کرنے کے لئے ایک مؤثر طریق سُہاگہ چلانا بھی ہے۔ جہاں کہیں یہ دستیاب ہوسکے۔ سہاگہ اس غرض سے نہ چلایا جائے۔ کہ بہت گہرائی تک زمین ہل جائے۔ بلکہ سطح کی مٹی ایک ایک انچ کے قریب چھِل جائے۔ اور جتنی ممکن ہوسکے پس جائے۔ پھلی کے ٹوٹنے اور انڈوں کے ننگا ہوجانے سے ہوا کی خشک کُن تاثیر ان کی تلفی کا باعث ہوجاتی ہے۔ اور اس آفت سے مقابلہ کرنے کا یہ طریقہ اس وجہ سے بھی قابلِ وقعت ہے۔ کہ اس کے ذریعہ سے انڈے ظاہر ہوجاتے ہیں۔ اور ٹڈی کے بے شمار دشمنوں کا شکار بن جاتے ہیں۔

ہل چلانا

(۵) انڈے تلف کرنے کا ایک اور مؤثر طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ اگر زمین میں ۵ یا ۶ انچ گہرا ہل جتنی بار ممکن ہو چلایا جائے۔ اگر انڈے استادہ فصلوں میں دیئے گئے ہوں تو ان کی تباہی کی تدابیر میں فصل کی تباہی کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔

فنانشل کمشنر صاحب کی گشتی چٹھی ۱۵۵ - مورخہ ۲۴ - اگست ۱۸۹۰ء

بچے نکلنا

(۶) بچے نکلنے کے قریب (یعنی انڈے دینے کے تقریباً تین ہفتہ بعد) انڈے زیادہ گدگدے اور پیلے ہوجاتے ہیں۔ اور مُضغہ[ل] یعنی نامکمل بچہ کی سیاہ آنکھیں

ل انگریزی — EMBRYO

چھلکے میں سے جو شفاف ہو جاتا ہے صاف نظر آنے لگ جاتی ہیں۔ انڈوں سے بچے تقریباً تین ہفتوں میں نکل آتے ہیں۔ اور ایک پھلی کے تمام انڈے تقریباً بیک وقت پھٹتے ہیں۔ اور ننھے ننھے بچے یکے بعد دیگرے ایک چھوٹے سوراخ سے جو کھیت میں دکھائی نہیں دیتا نکلتے ہیں۔

انڈے دینے اور بچے نکلنے کا درمیانی عرصہ مختلف ہوتا ہے۔ خلاف معمول گرمی اور رطوبت کے زیر اثر پنجاب میں بچے دو ہفتہ کے اندر بھی نکل آتے ہیں لہٰذا جب ٹڈی دل نمودار ہوں۔ تو انڈے دینے اور بچے سہنے کے بارہ میں خاص تحقیق کی جائے۔ اور ان کا سراغ ملنے پر اُن کی تلفی کے لئے ضروری تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں۔

چھوٹے بچے یعنی بے پر ٹڈیاں

(۷) بچوں کے پر نکلنے کے لئے تین سے لے کر آٹھ ہفتے چاہئیں۔ چھوٹی ٹڈیاں طبعاً اکٹھی مل کر رہتی ہیں۔ اور ان کا ہجوم لاتعداد ہوتا ہے۔ بعض اوقات ایک چھوٹی جگہ اور ایک چھوٹے گھاس میں ان کی بے شمار تعداد پائی جائیگی۔ پہلی کینچلی بدلنے کے بعد (وہ پانچ کینچلیاں بدلتے ہیں) ان کی جوع البقر ظاہر ہونے لگتی ہے۔ وہ کھیتوں پر جہاں کہ فصل تازہ تازہ اُگ رہی ہو حملہ کرتے ہیں اور اپنا راستہ صاف کرتے جاتے ہیں۔ ایک دستہ دوسرے سے مل جاتا ہے۔ حتیٰ کہ اُن کا ایک ٹھوس لشکر بن جاتا ہے۔ وہ ہجرت صرف اسی صورت میں کرتے ہیں۔ جبکہ ان کی پیدائشی جگہ پر اُن کی سمائی نہ ہو سکے۔

یہ معلوم ہوا ہے۔ کہ زیادہ خاص طور پر ربیع میں فصلات کاٹنے کے موسم کے دوران میں جب فصلات سبز نہیں ہوتیں۔ نہر کے ایسے کناروں پر جن پر بہت سا گھاس اور سبزی اُگی ہوتی ہے جلدی یا دیر میں بھٹکنے والی ٹڈیاں آجاتی ہیں۔ جب صورت حال ایسی ہو۔ تو نہر کے کناروں کی گہری نگرانی درکار ہوتی ہے۔ محکمہ آبپاشی کے ملازموں کو اس امر کی اجازت نہیں دینی چاہئے۔ کہ وہ ان ٹڈیوں کو نہر کے رقبہ سے باہر نکال دینے پر ہی اکتفا کریں۔

ان کے اعضائے تناسل بتدریج بنتے ہیں۔ اور ہر کینچلی کے بعد زیادہ مکمل ہوتے جاتے ہیں۔ پانچویں کینچلی کے بعد ٹڈی پوری حالت پر آجاتی ہے۔ اور مزید سلسلۂ تولید کو روکنا ناممکن ہو جاتا۔ انڈوں سے کیڑے کثیر تعداد میں جلدی

پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور پہلے دل کے نہ صرف جانشین پیدا ہو جاتے ہیں۔ بلکہ وہ نسلاً بعد نسلاً سینکڑے گنا زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔

ٹبے پر ٹڈیوں یعنی بچوں کو برباد کرنا

(۸) ٹڈیوں کے بچوں کو تلف کرنے کے مختلف طریقے استعمال کئے گئے ہیں۔ مثلاً جلانا۔ روندنا اور قید کرنا۔ لیکن قید کرنے کا طریقہ زیادہ پسندیدہ ہے۔ اگر بچے ایک ہفتہ سے زیادہ عمر کے نہ ہوں۔ تو ان کو پکڑنے کے لئے ۲ سے ۸ انچ تک چوڑی اور لمبی خندق جسے دو آدمی چند منٹوں میں کھود سکتے ہیں۔ کافی ہوتی ہے۔ بچے اس میں پھرتی سے کود پڑتے ہیں اور باہر نکلنے سے عاجز آ جاتے ہیں۔ لیکن جب وہ قدرے بڑے ہو جاتے ہیں اور سڑکوں و راستوں پر سے گذرنے لگتے ہیں۔ تو دو دو فٹ چوڑی اور گہری خندقیں جن کی اطراف عمودی ہوں یا جو اوپر کی نسبت نیچے زیادہ چوڑی ہوں۔ ٹڈیوں کی روک تھام کے لئے مؤثر ثابت ہوتی ہیں۔ بچے ان خندقوں میں لڑھک پڑتے ہیں۔ اور کثرت اژدحام سے لاتعداد مر جاتے ہیں۔ اصلی خندق کو خالی رکھنے کے لئے نزدیک نزدیک گڑھے یعنی گہری خندقیں کھودنی ضروری ہونگی۔ تاکہ ان میں ٹڈیاں جمع کر کے دبا دی جائیں۔ اور اوپر سے مٹی کوٹ دی جائے۔ جہاں مٹی پکی ہو وہاں کی تہ زیر آب کر دینے سے ان کی گہرائی قدرے کم ضرور ہو جائے گی۔ مگر ان کے اثر میں کوئی کمی نہ آئے گی۔ خندقوں کی کامیابی کا راز اس بات میں نہیں۔ کہ بچے ان میں سے کود کر یا دیواروں پر چڑھ کر باہر نہیں نکل سکتے۔ بلکہ اس امر میں مضمر ہے۔ کہ بچے خندقوں میں گر کر کودنے پھاندنے کا خیال ہی نہیں کرتے۔ خندق کی تہ میں اُن کے حوصلے پست ہو جاتے ہیں۔ دست و پا ٹوٹ جاتے ہیں۔ متواتر کوشش سے کمزور ہو جاتے ہیں۔ اور ہجوم میں ایک دوسرے کے نیچے روندے جاتے ہیں +

بچوں کی تلفی میں صرف تب ہی کامیابی ہو سکتی ہے۔ جب تک ان میں طاقت پرواز نہ آئے۔ اور یہ وقفہ بہت مختصر ہوتا ہے۔ یعنی زیادہ سے زیادہ چھ ہفتہ سے لے کر دو ماہ تک +

مذکور الصدر طریقہ کے علاوہ دیگر تدابیر بھی اختیار کی جاتی ہیں۔ مثلاً جالوں مہاجالوں۔ ململ۔ چھینٹ اور اسی قسم کے دیگر کپڑوں کے بنے ٹکڑوں کو

ٹیڑے پکڑنے والے جالوں کی طرح سے استعمال کرنا اور ٹیز پردے لگانے کا طریق جو قبرص میں رائج ہے۔ لیکن ان تمام تدابیر کو بغور دیکھنے سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے۔ کہ پنجاب میں ان کے استعمال کے لئے مناسب مواقع نہیں ملتے۔ اور علاوہ ازیں یہ طریقہ بہت محنت اور قیمت طلب ہیں۔

یہاں یہ بھی ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ موسم سرما میں ٹڈی دل صبح کے وقت سردی سے ٹھٹھر اکر حرکت نہیں کر سکتے۔ اور ان دریں حالات پرواز ٹڈیوں کی ہلاکت بھی آسان ہو جاتی ہے۔

تلف کرنے کے متعلق ہدایات

(۹) پرواز یا پوری نشوونما پائے ٹڈی دل کو پورے مکمل طور پر تلف کرنا ناممکن ہے۔ جب گروہ کسی حصہ ملک پر لاتعداد دلوں میں حملہ کریں۔ ان کو بندوقیں۔ پٹاخے چلا کر۔ ڈھول۔ کھڑکھڑے اور گھنٹیاں بجا کر ڈرایا جاتا ہے مگر ان طریقوں کا اثر صرف یہی ہے۔ کہ وہ ایک کھیت سے دوسرے کھیت میں چلی جاتی ہیں۔ تجربہ سے ثابت ہے۔ کہ اس آفت کا مقابلہ کرنیکا بہترین طریقہ (۱) انڈوں اور (۲) بے پر بچوں کی تباہی ہے۔

انڈے بیشمار ہوتے ہیں۔ اور سطح زمین سے زیادہ سے زیادہ ایک انچ کی گہرائی میں دیئے جاتے ہیں۔ جہاں لاتعداد دل اُترے ہوں۔ وہاں میلوں تک زمین کو کھودنے پر انڈے ظاہر ہونگے۔ انڈوں کی تلفی کے لئے عموماً مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی جاتی ہیں:۔

(۱) اکٹھا کرنا (۲) سوہگہ چلانا (۳) ہل چلانا یا زمین کھودنا (۴) پانی چھوڑنا (۴) روندنا۔

اس تجربہ کی بنا پر جو ۱۹۲۹ء و ۱۹۳۰ء میں ٹڈیوں کے نہایت شدید طور پر نمودار ہونے کے وقت حاصل ہوا نگرانی کی کارروائیوں کے متعلق مندرجہ ذیل یادداشت مرتب کی گئی ہے:۔

(۱) جب انڈے دیئے جائیں۔ تو اثر پذیر شدہ رقبہ میں ہمسائیاں اور ساز و سامان فوراً ارسال کر دینا چاہیئے۔ تاکہ وہ اس آفت کے واقعہ ہونے سے پیشتر موقعہ پر موجود ہوں۔ اگر بچوں کو نسل کشی کی زمین پر ہی تلف کر دیا جائے تو بہت سی تکلیف رفع ہو سکتی ہے۔ یہ نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ کہ اس

پہلی مصیبت کی متوقع تاریخ سے لے کر آئندہ تک نسل کشی کی تمام زمینوں پر سوڈیم فلو سلی کیٹ جیسی اشیاء بچھا دی جائیں۔ جب شبہ ہوتا ہے۔ کہ انڈے دئے جانے والے ہیں اور تلاش کی جاتی ہے۔ تو یہ امر نہایت مفید ثابت ہوا ہے۔ کہ نسل کشی کی زمینوں پر سرخ جھنڈے نصب کر دئے جائیں۔ تا کہ بعد میں شناخت اور کارروائی ہو سکے۔

(۲) انڈوں کے متعلق کارروائی کرنے کے لئے اس سے بہتر کوئی طریق ثابت نہیں ہوا۔ کہ زمین کی کلبہ رانی کی جائے اور اس کو کھودا جائے۔ اور جہاں کلبہ رانی مشکل یا ناممکن ہو۔ تو ہل چلائی ہوئی زمین میں انڈوں کو فراہم کیا جائے۔ انڈوں کی فراہمی کے لئے مٹھائی اور چھوٹے چھوٹے نقد انعامات بڑی ترغیب دہ ثابت ہوئے ہیں۔ بالخصوص سکول کے بچوں کے لئے جنہوں نے خصوصیت سے کام کے اس نئے طریق کو نہایت سرگرمی کے ساتھ اختیار کیا۔

(۳) کودنے والی ٹڈیوں کیلئے ان کو پایاب پانی میں دھکیلنا اور جلدی سے بنائی ہوئی خندقیں تیار کرنا ایک بڑے پیمانہ پر لمبی اور گہری خندقیں بنانے کی محنت طلب طریق کی نسبت زیادہ مفید ثابت ہوئیں۔ یہ پایاب خندقیں فی الفور بھر دی گئیں۔ اور "خالی جگہ" کو اوقات معینہ پر ان گڑھوں میں منتقل کیا گیا جو قرب و جوار میں کھود دیے گئے۔ ہر ایک گڑھا خندق کے قریبی حصہ سے بھر جاتا تھا۔ اور اس طرح ایک ہی خندق بہت دفعہ استعمال ہو سکتی تھی۔ اس سے بڑے بڑے جھنڈوں کے متعلق کارروائی کرنے میں جو محنت درکار ہے وہ بچ سکتی ہے

(۴) بعض اضلاع میں جب ٹڈیاں نہایت زیادہ ہوتیں اور ترقی کے آخری مرحلوں پہ بچوں کے جمع شدہ جھنڈوں کے خلاف مجرب ہاتھوں میں مشعلہ دار بندوقیں نہایت موثر طور پر استعمال کی جاتی تھیں۔ لیکن یہ طریق گورگاؤں میں نہایت گراں خرچ ثابت ہوا۔

(۵) زیادہ خصوصیت سے ان رقبہ جات میں جہاں فصلات گھنی تھیں اور زمیندار خندقیں بنانے پر اعتراض کرتے تھے۔ تو زمین پر سوڈیم فلو سلیکیٹ کی زہر چھڑکانے کے ذریعہ بہت کامیابی حاصل کی گئی۔

(۶) ایسی خندق پھدکنے والی ٹڈیوں کیلئے مہلک ثابت ہوئی۔ جس میں پانی بھرا

ہؤا ہو۔ اور جس میں تیل ملایا گیا ہو۔ ایک قلیل پیمانہ پر یہ طریق عمدہ آبپاش شدہ اراضی پر موجودہ پانی کے کھالوں کو استعمال کرنے کے ذریعہ اختیار کیا جاسکتا ہے۔

(۷) جلانے میں سہولت پیدا کرنے کی غرض سے اور ٹڈیاں ہلاک کرنے کے ذریعہ کے طور پر تیل استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ نہایت مؤثر طریق ہیں اسوقت استعمال کیا جاتا تھا جبکہ ٹڈیوں کے بچوں کی بھاری اجتماعوں کی صورت میں تیل چھڑکا جاتا تھا۔ جلانے میں سہولت پیدا کرنے کے لئے تیل کا چھڑکاؤ نہایت مفید ہوتا تھا۔ اور طریق جو استعمال کیا جاتا تھا۔ وہ یہ تھا۔ کہ ان باڑوں یا جھاڑیوں کے اردگرد خشک گھاس کو جلایا جاتا تھا۔ جہاں ٹڈیوں کے دل اکٹھے ہوئے ہوئے ہوں۔ اور تیل چھڑکا جاتا تھا۔ تاکہ ایسا سخت شعلہ اُٹھے جس سے کوئی ٹڈی بچ کر نہ نکل جائے لیکن یہ طریق گراں خرچ ثابت ہوا۔ اور اس میں سخت نگرانی درکار ہوتی تھی۔

(۸) جب بالغ یعنی بڑی ٹڈیاں سست پڑ گئی ہوں۔ تو ان کو مار دینے یا ہلاک کر دینے کا طریق صرف ایک ایسا ثابت ہؤا۔ جس سے اُڑتی ہوئی ٹڈیوں کے متعلق کارروائی کی جاسکتی ہے۔ یہ دیکھا گیا تھا۔ کہ تلیر ٹڈیوں کو تلف کرتا ہے۔ اور اس پرندہ کو گولی سے ہلاک کرنے کی ممانعت کرنے کے متعلق گزٹ میں اشتہار جاری کیا گیا تھا ✦